إنما شفاء العي السؤال

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن

جلد ہشتم

پردہ، اخلاقیات، سلام ومصافحہ
تعلیم، تبلیغِ دین، تصوّف، داڑھی
خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر
ناموں سے متعلق، جسمانی وضع
قطع، لباس، کھانے پینے کے
بارے میں شرعی اَحکام
کھیل کود، موسیقی اور ڈانس
فلم دیکھنا، تصویر، خاندانی
منصوبہ بندی
والدین اور اولاد کے تعلقات
مرد اور عورت سے متعلق مسائل





حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ



إنما شفاء العِيّ السؤال (الحديث)

لاعلمی کی شفا سوال کرنے میں ہے

۸

آپ کے مسائل

اور اُن کا حل

اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی، دفترِ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595, 02134130020

نام کتاب	:	آپ کے مسائل اور اُن کا حل
مصنف	:	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
ترتیب وتخریج	:	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید
قانونی مشیر	:	منظور احمد میو راجپوت (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
طبع اوّل	:	۱۹۸۹ء
اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن	:	مئی ۲۰۱۱ء
کمپوزنگ	:	محمد عامر صدیقی
پرنٹنگ	:	شمس پرنٹنگ پریس

مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595, 02134130020

فہرست

پردہ

اخلاقیات

سلام ومصافحہ

تعلیم

تبلیغِ دِین

تصوّف

خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

ناموں سے متعلق

داڑھی

جسمانی وضع قطع

لباس

کھانے پینے کے بارے میں شرعی اَحکام

کھیل کود

موسیقی اور ڈانس

فلم دیکھنا

تصویر

خاندانی منصوبہ بندی

جائز و ناجائز

والدین اور اولاد کے تعلقات

رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے تعلقات

مرد اور عورت سے متعلق مسائل

متفرّق مسائل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پردہ

پردے کا صحیح مفہوم

سوال:... میں شرعی پردہ کرتی ہوں، کیونکہ دینی مدرسہ کی طالبہ ہوں، اور مجھے پریشانی جب ہوتی ہے جب میں کسی تقریب وغیرہ میں مجبوراً جاتی ہوں تو اپنا برقع نہیں اُتارتی۔ جس کی وجہ سے لوگ مجھے برقع اُتارنے پر مجبور کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: ''پردے کا ذکر تو قرآن میں نہیں آیا، بس اوڑھنی کا ذکر آیا ہے۔'' حالانکہ انہوں نے پورا مفہوم اور اس کی تفسیر وغیرہ نہیں پڑھی ہے، بس صرف یہ کہتے ہیں کہ: ''جب اسلام نے چادر کا ذکر کیا ہے تو اتنا پردہ کیوں کرتی ہو؟'' اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: ''اسلام نے اتنی سختی نہیں رکھی، جتنی آپ کرتی ہیں۔'' وہ کہتے ہیں کہ: ''چہرہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہیں'' حالانکہ میں کہتی ہوں ان سے کہ اس کا ذکر تو صرف نماز میں آیا ہے پردے میں نہیں۔ اور آج کل اس فتنے کے دور میں تو عورت پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مکمل پردہ کرے بلکہ اپنا چہرہ، ہاتھ وغیرہ چھپائے۔ پردے کے متعلق آپ مجھے ذرا تفصیل سے بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے کہ ''شرعی پردہ'' کہتے کسے ہیں؟ اور کتنا کرنا چاہئے؟

جواب:... آپ کے خیالات بہت صحیح ہیں، عورت کو چہرے کا پردہ لازم ہے،[1] کیونکہ گندی اور بیمار نظریں اسی پر پڑتی ہیں۔ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں عورت کا ستر نہیں، یعنی نماز میں ان اعضاء کا چھپانا ضروری نہیں، لیکن گندی نظروں سے ان اعضاء کا حتی الوسع چھپانا ضروری ہے۔[2]

سوال:... آپ نے کیا ایسا مسئلہ بھی اخبار میں دیا تھا کہ اگر لڑکی پردہ کرتی ہے اپنے سسرال میں اور وہاں پردے کا ماحول نہیں ہے، اپنے دیوروں اور دُوسرے رشتہ داروں سے تو کیا آپ نے یہ جواب میں لکھا تھا کہ پردہ اتنا سخت بھی نہیں ہے، اگر وہ پردہ

---

(۱) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنَّهُ عورة بل لخوف الفتنة ...إلخ. والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۴۰۶، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين .... والقدمين على المعتمد ...إلخ. وفي الشامية: أي من أقوال ثلاثة مصححة ثانيها عورة مطلقًا ثالثها عورة خارج الصلاة لَا فيها. (شامي ج:۱ ص:۴۰۶، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، طبع ايچ ايم سعيد).

کرتی ہے تو چادر کا گھونگھٹ گراکر اپنا کام کرسکتی ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتی کہ چہرہ چھپانے سے اس کا وجود چھپ جائے، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جب لڑکی پردہ کرتی ہے تو گویا وہ اپنے نامحرموں سے اوجھل ہوجاتی ہے، جیسا کہ مرنے کے بعد اس کا وجود نہیں ہوتا دُنیا میں۔ آپ کا یہ مسئلہ میری نظروں سے نہیں گزرا، آپ سے گزارش ہے کہ تفصیل سے ذرا بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں بھی یہ بات بآسانی آجائے کہ پردے کے متعلق کتنا سخت حکم ہے؟

جواب:... میں نے لکھا تھا کہ ایک ایسا مکان جہاں عورت کے لئے نامحرموں سے چاردیواری کا پردہ ممکن نہ ہو، وہاں یہ کرے کہ پورا بدن ڈھک کر اور چہرے پر گھونگھٹ کرکے شرم وحیاء کے ساتھ نامحرموں کے سامنے آجائے (جبکہ اس کے لئے جانا ناگزیر ہو)۔[1]

سوال:... پردے کے بارے میں لوگوں کی آراء مختلف ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ منہ کا پردہ ہوتا ہے، اور کچھ کہتے ہیں کہ جسم اور منہ دونوں کا ہوتا ہے، سروس کرنے والی خواتین کا پردہ کس طرح کا ہونا چاہئے؟ بعض خواتین اسکارف پہنتی ہیں، اور کچھ چادر چہرے پر اس طرح لپیٹتی ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے وقت کرتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ اس کے علاوہ یہ بھی لکھیں کہ پردہ کس کس سے ہے؟

جواب:... یہاں دو مسئلے ہیں: ایک یہ کہ کتنے حصے کا پردہ ہے؟ اور دُوسرے یہ کہ کن لوگوں سے پردہ ہے؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں، اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ جب وہ گھروں سے باہر نکلیں تو اپنی بڑی چادر کا پلہ چہرے اور سینے پر ڈال لیا کریں۔[2] احادیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان عورتیں اس طرح نکلتی تھیں کہ راستہ دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کھلی رہتی تھی۔

دُوسرا مسئلہ کہ کن کن سے پردہ ہے؟ جو لوگ اپنے محرَم ہیں، ان سے پردہ نہیں، اور محرم وہ ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے۔[3] اور نامحرَموں سے پردہ ہے۔

اگر ضرورت کی بنا پر عورت کو ملازمت کے لئے جانا پڑے تو پردے کا اہتمام ضروری ہے۔

کیا صرف برقع پہن لینا کافی ہے یا کہ دِل میں شرم وحیا بھی ہو؟

سوال:... خواتین کے پردے کے بارے میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ کیا صرف برقع پہن لینا پردے میں شامل ہوجاتا ہے؟

---

(۱) "يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" الآية (الأحزاب: ۵۹). فقال انه قد أذن أن تخرجن لحاجتكن، قلت يعني أذن لكن أن تخرجن متجلببات ... إلخ. (تفسير مظهري ج:۷ ص:۳۸۴). أيضًا: تعليم المطالب ص:۵، تاليف حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

(۲) "يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" الآية (الأحزاب: ۵۹). فقال ابن عباس وعبيدة السلماني: ذالك أن تلويه المرأة حتّى لَا يظهر منها إلّا عين واحدة تبصر بها. (تفسير القرطبي ج:۱۴ ص:۲۴۳).

(۳) ومن محرمه هي من لَا يحل له نكاحها أبدًا بنسب أو سبب. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة).

آج کل میرے دوستوں میں یہ مسئلہ زیرِ بحث ہے۔ چند دوست کہتے ہیں کہ: ''برقع پہن لینے کے نام کا کہاں حکم ہے؟'' وہ کہتے ہیں: ''صرف حیا کا نام پردہ ہے۔'' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پردے کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ تفصیلاً بتائیں۔

جواب:...آپ کے دوستوں کا یہ ارشاد تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ: ''شرم وحیا کا نام پردہ ہے'' مگر ان کا یہ فقرہ نامکمل اور ادھورا ہے۔ انہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہئے کہ: ''شرم وحیا کی شکلیں متعین کرنے کے لئے ہم عقلِ سلیم اور وحیِ آسمانی کے محتاج ہیں۔''

یہ تو ظاہر ہے کہ شرم وحیا ایک اندرونی کیفیت ہے، اس کا ظہور کسی نہ کسی قالب اور شکل میں ہوگا، اگر وہ قالب عقل وفطرت کے مطابق ہے تو شرم وحیا کا مظاہرہ بھی صحیح ہوگا، اور اگر اس قالب کو عقلِ صحیح اور فطرتِ سلیمہ قبول نہیں کرتی تو شرم وحیا کا دعویٰ اس پاکیزہ صفت سے مذاق تصوّر ہوگا۔

فرض کیجئے! کوئی صاحب بقائمی ہوش وحواس قیدِ لباس سے آزاد ہوں، بدن کے سارے کپڑے اُتار پھینکیں اور لباسِ عریانی زیبِ تن فرماکر ''شرم وحیا'' کا مظاہرہ کریں تو غالباً آپ کے دوست بھی ان صاحب کے دعویٔ شرم وحیا کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں گے، اور اسے شرم وحیا کے ایسے مظاہرے کا مشورہ دیں گے جو عقل وفطرت سے ہم آہنگ ہو۔

سوال ہوگا کہ عقل وفطرت کے صحیح ہونے کا معیار کیا ہے؟ اور یہ فیصلہ کس طرح ہو کہ شرم وحیا کا فلاں مظاہرہ عقل وفطرت کے مطابق ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں کسی اور قوم کو پریشانی ہو، تو ہو، مگر اہلِ اسلام کو کوئی اُلجھن نہیں۔ ان کے پاس خالقِ فطرت کے عطا کردہ اُصولِ زندگی اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہیں، جو اُس نے عقل وفطرت کے تمام گوشوں کو سامنے رکھ کر وضع فرمائے ہیں۔ انہی اُصولِ زندگی کا نام ''اسلام'' ہے۔ پس خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم وحیا کے جو مظاہرے تجویز کئے ہیں وہ فطرت کی آواز ہیں، اور عقلِ سلیم ان کی حکمت وگہرائی پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے۔ آیئے! ذرا دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مقدسہ میں اس سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔

۱:...صنفِ نازک کی وضع وساخت ہی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر کہنا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ خالقِ فطرت نے بلاضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا، تاکہ گوہرِ آب دار، ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہوجائے، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

''وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى'' (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ:...''اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر۔''

''پہلی جاہلیت'' سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے، جس میں عورتیں بے حجابانہ بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں۔ ''پہلی جاہلیت'' کے لفظ سے گویا پیش گوئی کردی گئی کہ انسانیت پر ایک ''دُوسری جاہلیت'' کا دور بھی آنے والا ہے جس میں

عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو "جاہلیتِ جدیدہ" کے سیلاب کی نذر کردیں گی۔

قرآن کی طرح صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صنفِ نازک کو سراپا ستر قرار دے کر بلاضرورت اس کے باہر نکلنے کو ناجائز فرمایا ہے:

"وعنه (عن ابن مسعود رضی الله عنه) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان۔" (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص:۲۶۹)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔"

۲:... اور اگر ضروری حوائج کے لئے اسے گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایسی بڑی چادر اوڑھ کر باہر نکلے جس سے پورا بدن سر سے پاؤں تک ڈھک جائے، سورۂ احزاب آیت:۵۹ میں ارشاد ہے:

"یٰٓأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلٰبِیْبِهِنَّ"

ترجمہ:... "اے نبی! اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اُوپر بڑی چادریں جھکالیا کریں۔"

مطلب یہ کہ ان کو بڑی چادر میں لپٹ کر نکلنا چاہئے، اور چہرے پر چادر کا گھونگھٹ ہونا چاہئے۔ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں خواتینِ اسلام کا یہی معمول تھا۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ: "خواتین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز کے لئے مسجد آتی تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی ہوتی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔"(۱)

مسجد میں حاضری، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بھی یہ تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے بہتر ہے (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۹۶)۔(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دِقتِ نظر اور خواتین کی عزّت و حرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجدِ نبوی، جس میں ادا کی گئی ایک نماز

---

(۱) عن عائشة قالت: ان کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیصلی الصبح فینصرف النساء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلس۔ (بخاری ج:۱ ص:۱۲۰، کتاب الأذان، باب خروج النساء إلی المساجد باللیل والغلس، طبع نور محمد)۔

(۲) عن أبن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تمنعوا نسائکم المساجد، بیوتهنّ خیر لهنّ۔ رواه أبوداؤد۔ (مشکوٰة ص:۹۶، باب الجماعة، الفصل الثانی، طبع قدیمی کتب خانه کراچی)۔

پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے لئے اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں جو نماز ادا کی جائے، اس کا مقابلہ تو شاید پوری اُمت کی نمازیں بھی نہ کرسکیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اقتدا میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لئے اپنے گھر پر تنہا نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے شرم و حیا اور عفت و عظمت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتینِ اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بدقسمتی سے تہذیب جدید کے بازار میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے۔

مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے قانونِ ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کرکے فرمایا کہ: فلاں حصے میں اس کا نماز پڑھنا فلاں حصے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: صلٰوة المرأة فی بیتها افضل من صلٰوتها فی حجرتها، وصلٰوتها فی مخدعها افضل من صلٰوتها فی بیتها“ (ابوداؤد ج:۱ ص:۸۴)

ترجمہ:... ”عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چاردیواری میں ادا کرے، اور اس کا اپنے مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

بہرحال ارشادِ نبوی یہ ہے کہ عورت حتی الوسع گھر سے باہر نہ جائے، اور اگر جانا پڑے تو بڑی چادر میں اس طرح لپٹ کر جائے کہ پہچانی تک نہ جائے، چونکہ بڑی چادروں کا بار بار سنبھالنا مشکل تھا۔ اس لئے شرفاء کے گھرانوں میں چادر کے بجائے برقع کا رواج ہوا، یہ مقصد ڈھیلے ڈھالے قسم کے دیسی برقع سے حاصل ہوسکتا تھا، مگر شیطان نے اس کو فیشن کی بھٹی میں رنگ کر نسوانی نمائش کا ایک ذریعہ بناڈالا۔ میری بہت سی بہنیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جن میں ستر سے زیادہ ان کی نمائش نمایاں ہوتی ہے۔

۳:...عورت گھر سے باہر نکلے تو اسے صرف یہی تاکید نہیں کی گئی کہ چادر یا برقع اوڑھ کر نکلے، بلکہ گوہرِ نایاب، شرم و حیا کو محفوظ رکھنے کے لئے مزید ہدایات بھی دی گئیں۔ مثلاً: مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی اور اپنی عصمت کے پھول کو نظرِ بد کی بادِ سموم سے محفوظ رکھیں، سورۃ النور آیت:۳۰، ۳۱ میں ارشاد ہے:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ، اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ“ (النور:۳۰)

---

(۱) عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة الرجل فی بیته بصلٰوة، وصلٰوته فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلٰوة، وصلٰوته فی المسجد الذی یجمع فیه بخمس مأة صلٰوة، وصلٰوته فی المسجد الأقصٰی بخمسین ألف صلٰوة، وصلٰوته فی مسجدی بخمسین ألف صلٰوة، وصلٰوته فی المسجد الحرام بمأة ألف صلٰوة۔ رواه ابن ماجة۔ (مشکٰوة ص:۷۲، باب المساجد ومواضع الصلٰوة، الفصل الثالث)۔

ترجمہ:... ''اے نبی! مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔''

''وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' (النور: ۳۱)

ترجمہ:... ''اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں، مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے.... الخ۔''

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ عورتیں اس طرح نہ چلیں جس سے ان کی مخفی زینت کا اظہار نامحرموں کے لئے باعثِ کشش ہو، قرآن کی مندرجہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے:

''وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔'' (النور: ۳۱)

ترجمہ:... ''اور اپنا پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہوجائے۔''

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ اگر اچانک کسی نامحرَم پر نظر پڑ جائے تو اسے فوراً ہٹالے، اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو، پہلی تو (بے اختیار ہونے کی وجہ سے) تمہیں معاف ہے، مگر دُوسری کا گناہ ہوگا'' (مسندِ احمد، دارمی، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۲۶۹)۔ [1]

بغیر پردہ عورتوں کا سرِعام گھومنا

سوال:... بغیر پردے کے مسلمان عورتوں کا سرِعام گھومنا کہاں تک جائز ہے؟

جواب:... آج کل گلی کوچوں میں، بازاروں میں، کالجوں میں اور دفتروں میں بے پردگی کا جو طوفان برپا ہے، اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ہماری بہو بیٹیاں جس طرح بن ٹھن کر بے حجابانہ گھوم پھر رہی ہیں، قرآنِ کریم نے اس کو ''جاہلیت کا تبرج'' فرمایا ہے، اور یہ انسانی تہذیب، شرافت اور عزّت کے منہ پر زناٹے کا طمانچہ ہے۔ ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مستدرک میں بہ سندِ صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ:

''عن ابی المليح قال: قدم علٰی عائشة نسوة من أهل حمص فقالت: من اين أنتن؟ ... قالت: فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تخلع امرأة ثيابها في غير

---

(۱) عن بريدة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعليّ: يا عليّ! لَا تتبع النظرة النظرة فإن لک الأولٰى وليست لک الآخرة۔ (مشكوة ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة)۔

بیت زوجها الّا هتکت الستر بینها وبین ربها۔'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۳، واللفظ لہٗ، ترمذی ص:۱۰۲)[۱]

ترجمہ:...''جس عورت نے اپنے گھر کے سوا دُوسری کسی جگہ کپڑے اُتارے اس نے اپنے درمیان اور اللہ کے درمیان جو پردہ حائل تھا، اسے چاک کردیا۔''

عورت کے سر کا ایک بال بھی ستر ہے،[۲] اور نامحرَموں کے سامنے ستر کھولنا شرعاً حرام اور طبعاً بے غیرتی ہے۔

بے پردہ گھومنے والی عورتوں پر نظر پڑنے کا گناہ کس پر ہوگا؟

سوال:...آج کل جو مسلمان خواتین بغیر پردے کے بازار وغیرہ میں گھومتی رہتی ہیں اور ان پر ہماری یعنی غیرمحرَم کی نگاہ پڑتی ہے، اب آپ یہ بتائیں کہ اس کا گناہ کن کے سر پر ہوگا؟ کیونکہ آج کل نیچے نگاہ کرکے چلنا اپنی موت کو دعوت دینا ہوتا ہے، یہ ٹھیک ہے کہ موت برحق ہے لیکن اِحتیاط بھی ضروری ہے۔

جواب:...جو خواتین بن سنور کر بے پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں، وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے... جس کو قرآنِ کریم نے ''تبرّجِ جاہلیت'' فرمایا ہے... گنہگار ہیں۔[۳] اور جو مرد ان کو قصداً گھورتے ہیں، وہ اپنے فعل کی وجہ سے گنہگار ہیں۔[۴] اگر کسی نامحرَم پر اَچانک آدمی کی نظر پڑ جائے اور فوراً اسے ہٹالے تو گنہگار نہیں ہوگا۔[۵]

رہا یہ کہ نظریں نیچی کرکے چلنا مشکل ہوگا، تو یہ بات صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے آج بھی ایسے ہیں جو نامحرَموں کو نہیں تکتے، بلکہ اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے لئے اتنی نظر نیچی کرنا ضروری نہیں کہ راستے کی چیزیں ہی نظر نہ آئیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ بے پردہ عورتوں کی طرف نظروں کو آوارہ نہ چھوڑا جائے۔

باریک لباس پہن کر بازار جانے والی خواتین کی ذمہ داری کس پر ہے؟

سوال:...آج کل خواتین ''لان'' کے لباس وہ بھی بغیر شمیز کے پہن کر سڑکوں، بازاروں، دفاتر اور اسکولوں میں آجارہی ہیں، جس سے اسلامی اور اَخلاقی قدریں بُری طرح پامال ہورہی ہیں۔ اس طرح کے لباس اور بے پردگی سے متعلق شریعت کی رُو سے

---

(۱) ترمذی ج:۲ ص:۱۰۸، أبواب الآداب، باب ما جاء فی دخول الحمام، مشکوٰۃ ص:۳۸۳، باب الترجل۔

(۲) وللحرة جمیع بدنها حتّٰی شعرها النازل فی الأصح ...إلخ۔ قوله النازل أی عن الرأس بأن جاوز الأذن وقید به إذ لَا خلاف فیما علی الرأس قوله فی الأصح صححه فی الهدایة والمحیط والکافی وغیرها وصح فی الخانیة خلافه مع تصحیحه لحرمة النظر إلیه۔ (شامی ج:۱ ص:۴۰۵ مطلب ستر العورة)۔ أیضًا: وکل عضو لَا یجوز النظر إلیه قبل الإنفصال لَا یجوز بعده ولو بعد الموت کشعر عانة وشعر رأسها ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۳۷۱، فصل فی النظر والمس)۔

(۳) ''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی'' (الأحزاب:۳۳)۔

(۴) عن الحسن مرسلًا قال: بلغنی أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إلیه۔ رواه البیهقی۔ (مشکوٰۃ ص:۲۷۰)۔

(۵) عن بریدة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلیّ: یا علیّ! لَا تتبع النظرة النظرة فإن لک الأولٰی ولیست لک الآخرة۔ رواه أحمد والترمذی وأبوداوٗد والدارمی۔ (مشکوٰۃ ص:۲۶۹، باب النظر إلی المخطوبة، کتاب النکاح)۔

اس کا تدارک، روک ٹوک کے لئے ان خواتین کے شوہر حضرات، ماں باپ اور دیگر سرپرستوں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ اور اس کے متعلق جوابدہی کن کن سے ہوگی؟ اور کس طرح ہوگی؟

جواب:...حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کرو، کیونکہ میں نے تمہاری اکثریت کو دوزخ میں دیکھا ہے۔[1] جو عورتیں باریک یا بھڑکیلا لباس پہن کر، یا برہنہ سر، یا کھلے منہ مردوں کے سامنے جاتی ہیں، ان کو قبر میں اتنا سخت عذاب ہوگا کہ اگر ہمیں اس عذاب کا پتا چل جائے تو ہم قبروں میں مردے دفن کرنا چھوڑ دیں۔ میں اپنی بہنوں سے اِخلاص کے ساتھ کہتا ہوں کہ اپنی قبر اور آخرت کی فکر کریں اور فضول نمائش سے پرہیز کریں۔

شوہر کے باپ، دادا سے پردہ نہیں

سوال:...وہ کون لوگ ہیں جن سے عورتوں کو شرعی پردہ نہیں؟

جواب:...جن رشتہ داروں سے نکاح جائز نہیں، ان سے پردہ نہیں۔

سوال:...میں نے اپنی بیگم کو شرعی پردہ کروایا ہے، ہمارے گھر میں ہمارے دادا جان جن کی عمر اَسّی برس کے قریب ہے، رہتے ہیں، ان کی دیگر ضروریات کے بھی ہم کفیل ہیں، میری بیگم کو کھانا، کپڑے دینا ہوتے ہیں اور ان کا سارا دِن گھر پر ہی گزرتا ہے، کیا ان سے پردے کے بارے میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے؟

جواب:...شوہر کے باپ اور دادا سے پردہ نہیں۔[2]

نامحرَموں سے پردہ

سوال:...تائی، چچی، ممانی کے پردے کا کیا حکم ہے؟ وہ دیور یا جیٹھ وغیرہ کے بیٹوں سے آیا پردہ کرے گی یا نہیں؟ اگر گھر میں ساتھ رہتے ہوں تو کس حد تک پردہ کرے؟

جواب:...تائی، چچی، ممانی بھی غیرمحرَم ہیں، ان سے بھی پردہ کا حکم ہے۔[3] اگر چاردیواری کا پردہ ممکن نہ ہو تو چادر کا پردہ کافی ہے۔[4]

---

(۱) عن أبی سعید الخدری قال: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم: فی أضحی أو فطر إلی المصلّی ثم انصرف فوعظ الناس وأمرهم بالصدقة، فقال: یا أیها الناس! تصدقوا۔ فمر علی النساء، فقال: یا معشر النساء! تصدقن فإنه أریتکنّ أکثر أهل النار ...إلخ۔ (بخاری ج:۱ ص:۱۹۷، باب الزکاة علی الأقارب)۔

(۲) "وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ" (النور: ۳۱)۔

(۳) "یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ" (الأحزاب: ۵۹)۔

(۴) ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن ولا یبدین زینتهن إلّا لبعولتهن أو اٰبائهن ...الآیة (النور: ۳۱)۔ أیضًا: تفصیل دیکھئے: امداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۱۷۷ طبع مکتبہ دار العلوم کراچی)۔

سوال:... چچا سسر، ماموں سسر سے پردے کا کیا حکم ہے؟

جواب:... وہی ہے جو اُوپر لکھا ہے۔

عورت کو پردے میں کن کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

سوال:... میرے شوہر کا کہنا ہے کہ عورت نام ہی پردہ کا ہے، لہٰذا اس کو ہمہ وقت پردہ کرنا چاہئے، ورنہ معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوں گی، حتیٰ کہ وہ باپ بھائی سے بھی پردہ کرے کیونکہ نفس تو سب کے ساتھ ہے، لیکن حرج کی وجہ سے اسلام نے اس کو واجب قرار نہیں دیا، لیکن کرنا چاہئے۔

دوم:... یہ کہ عورت بازار جائے تو اسلام اس کو مردوں پر فوقیت نہیں دیتا اور ''لیڈیز فرسٹ'' انگریزی کا مقولہ ہے، مثلاً: چند مردوں کو روٹی لینا ہے، قطار میں کھڑے ہیں، ایک عورت آئی اس کو پہلے روٹی مل گئی تو شوہر کے بقول یہ ان تینوں کے حقوق غصب کرنا ہے۔ لیکن میرا موقف یہ ہے کہ مقولہ اگرچہ انگریز کا ہے لیکن اس میں عورت کا احترام ہے، ایسا ہونا چاہئے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوم:... یہ کہ عورت اپنے باپ اور سگے بھائی سے بھی زیادہ دیر بات نہ کرے اور نہ مذاق کرے، بس بقدرِ ضرورت سلام دُعا اور خیریت دریافت کرسکتی ہے۔ جبکہ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی یہ بات نامناسب ہے، پردے سے انکار نہیں، لیکن ایک حد تک۔

چہارم:... عورت کا بازار جانا حرام ہے، جبکہ میں نے سنا ہے کہ ''عورت کا وہ سفر جو شرعی سفر ہو وہ محرَم کے بغیر کرنا حرام ہے'' تو کیا عورت بقدرِ ضرورت کپڑا وغیرہ خریدنے کے لئے بازار نہیں جاسکتی، جبکہ مردوں اور عورتوں کی پسند میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اب عورت پردے کے ساتھ بازار جائے تو کیا حرج ہے، منہ کا چھپانا واجب نہیں، مستحب ہے۔

پنجم:... کیا عورت کا پردہ جتنا اجنبی غیرمحرَم سے ضروری ہے اتنا ہی پردہ رشتہ دار نامحرَم (مثلاً چچازاد، ماموں زاد وغیرہ) سے بھی ضروری ہے؟ کیا اس میں کوئی فرق ہے؟ حالانکہ ان سے پردے میں کافی مشکل ہوتی ہے۔

جواب:... پردے کے مسئلے میں آپ اور آپ کے شوہر دونوں راہِ اِعتدال سے ہٹ کر اِفراط و تفریط کا شکار ہیں۔

۱:... عورت کی شرم و حیا کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ کسی وقت بھی کھلے سر نہ رہے، لیکن باپ، بھائی، بیٹا، بھتیجا وغیرہ جتنے محرَم ہیں، ان کے سامنے سر، گردن، بازو اور گھٹنے سے نیچے کا حصہ کھولنا شرعاً جائز ہے۔[1] اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی اِجازت دی ہو اس پر ناگواری کا اظہار شوہر کے لئے حرام اور ناجائز ہے۔ البتہ اگر کوئی محرَم ایسا بے حیا ہو کہ اس کو عزّت و ناموس کی پروانہ ہو، وہ نامحرَم کے حکم میں ہے اور اس سے پردہ کرنا ہی چاہئے۔[2]

---

(۱) (ومن محرمه) هي من لَا يحل له نكاحها أبدًا بنسب أو سبب ولو بزنا (إلى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد إن أمن الشهوته) .... وإلّا لَا، لَا إلى الظهر والبطن والفخذ وأصله قوله تعالىٰ: ولَا يبدين زينتهن إلّا لبعولتهن الآية، وتلك المذكورات مواضع الزينة بخلاف الظهر ونحوه ...إلخ. (درمختار ج:٦ ص:٣٦٧ كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس).

(۲) وإن لم يأمن ذالك أو شك فلا يحل له النظر والمس. (الدر المختار مع الرد ج:٦ ص:٣٦٧).

۲:...عورت یا ماں ہے، یا بیٹی ہے، یا بہن ہے، یا بیوی ہے، اور یہ چاروں رشتے نہایت مقدس و محترم ہیں۔ اس لئے اسلام عورت کی بے حرمتی کی تلقین ہرگز نہیں کرتا، بلکہ اس کی عزّت و احترام کی تلقین کرتا ہے۔ معلوم ہوگا کہ حاتم طائی کی لڑکی جب قیدیوں میں برہنہ سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی گئی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ردائے مبارک اوڑھنے کے لئے مرحمت فرمائی۔ اسی طرح اگر عورت کی ضرورت کو مردوں سے پہلے نمٹادیا جائے تو یہ اس کے ضعف و نسوانیت کی رعایت ہے، اس کو انگریزی مقولہ "لیڈیز فرسٹ" سے کوئی تعلق نہیں۔ معلوم ہوگا کہ جہاد میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔[1] البتہ "لیڈیز فرسٹ" کے نظریے کے مطابق انگریزی معاشرے میں عورتوں کو جو ہر چیز میں مقدم کیا جاتا ہے اسلام اس کا قائل نہیں،[2] چنانچہ نماز میں عورتوں کی صفیں مردوں سے پیچھے رکھی گئی ہیں،[3] اس لئے "لیڈیز فرسٹ" کا نظریہ بھی غلط ہے۔ اور آپ کے شوہر کا یہ موقف بھی غلط ہے کہ عورت کا احترام نہ کیا جائے اور اس کے ضعف و نسوانیت کی رعایت کرتے ہوئے اس کو پہلے فارغ نہ کیا جائے۔

۳:...جن محارِم سے پردہ نہیں، ان سے بلاتکلف گفتگو کی اجازت ہے۔ آپ کے شوہر کا یہ کہنا کہ: "ان سے زیادہ بات نہ کی جائے"، صحیح نہیں، بلکہ اِفراط ہے، البتہ ناروا انداق کرنے کی اپنے محارِم کے ساتھ بھی اجازت نہیں۔[4]

۴:...عورت کا بغیر ضرورت کے بازاروں میں جانا جائز نہیں،[5] اور غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا بھی جائز نہیں، اس مسئلے میں آپ کی بات غلط ہے اور یہ تفریط ہے، عورت کو اگر بازار جانے کی ضرورت ہو تو گھر سے نکلنے کے بعد گھر آنے تک پردے کی پابندی لازم ہے، جس میں چہرے کا ڈھکنا بھی لازم ہے۔[6]

۵:...اجنبی نامحرموں سے چاردیواری کا پردہ ہے، اور جو نامحرَم رشتہ دار ہوں اور عورت ان کے سامنے جانے پر مجبور ہو ان سے چادر کا پردہ لازم ہے۔ اس کی تفصیل حضرت تھانویؒ کے رسالہ "تعلیم الطالب" سے نقل کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے:

"جو رشتہ دار شرعاً محرَم نہیں، مثلاً: خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی، یا دیور وغیرہ، جوان عورت کو ان کے رُوبرو آنا اور بے تکلف باتیں کرنا ہرگز نہ چاہئے۔ جو مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو سر سے پاؤں تک تمام بدن کسی میلی چادر سے ڈھانک کر شرم و لحاظ سے بہ ضرورت رُوبرو آجائے، اور کلائی، بازو اور سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے رُوبرو

---

(۱) عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم رأی إمرأة مقتولةً فی بعض الطریق فنهٰی عن قتل النساء والصبیان۔ (ابن ماجة ص:۲۰۳، أبواب الجهاد، باب الغارت والبیات وقتل النساء والصبیان)۔

(۲) الرجال قوامون علی النساء۔ (النساء:۳۴)۔

(۳) ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء لقوله علیه السلام لیلینی منکم أُولوا الأحلام والنُّهٰی۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۲۴)۔

(۴) وعن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس المؤمن بالطّعان ولَا باللّعان ولَا الفاحش ولَا البذی۔ رواه الترمذی۔ (مشکوٰة ص:۴۱۳، باب حفظ اللسان، الفصل الثانی)۔

(۵) "وقرن فی بیوتکن ولَا تبرجن تبرج الجاهلیة الأُولٰی" (الأحزاب:۳۳)۔

(۶) "یٰـأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلٰبِیْبِهِنَّ" (الأحزاب:۵۹)۔ قلت: یعنی أُذن لٰکن ان تخرجن متجلببات ...إلخ۔ (تفسیر مظهری ج:۷ ص:۳۸۴)۔

عطر لگا کر عورت کو آنا جائز نہیں اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔'' (تعلیم الطالب ص:۵)

عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا

سوال:... آج کے دور میں جس طرح عورت، مرد کے شانہ بشانہ چل رہی ہے، وہ ہر کام جو اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح تصوّر نہیں کیا جاتا، اس میں بھی عورت نے ہاتھ ڈالا ہوا ہے، پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ کیا یہ عورت کا شانہ بشانہ کام، اسلام میں جائز ہے؟

جواب:... اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا دائرۂ کار الگ الگ بنایا ہے، عورت کے کام کا میدان اس کا گھر ہے، اور مرد کا میدانِ عمل گھر سے باہر ہے۔ جو کام مرد کرسکتا ہے، عورت نہیں کرسکتی، اور جو عورت کرسکتی ہے، مرد نہیں کرسکتا۔ دونوں کو اپنے اپنے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہئے۔[1] جو لوگ مرد کا بوجھ عورت کے نحیف کندھوں پر ڈالتے ہیں وہ عورت پر ظلم کرتے ہیں۔

کیا پردہ ضروری ہے یا نظریں نیچی رکھنا ہی کافی ہے؟

سوال:... پردہ سے متعلق ''چہرہ کھلا رکھ لینا'' اور نظریں نیچی رکھ لینا ہی شرعی پردہ ہے یا ظاہراً چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے؟ کسی ایک صوبے کے سابق ڈی آئی جی ایک رات بات چیت کے دوران مصر تھے کہ سورۂ نور میں صرف نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، پردے کا نہیں، کیونکہ اس میں تو مردوں سے بھی نگاہ نیچی رکھنے کا کہا ہے پھر مرد کو بھی برقع پہننا چاہئے۔

جواب:... شرعاً چہرے کا پردہ لازم ہے۔[2] یہ غلط ہے کہ سورۂ نور میں صرف نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، یہ حکم تو مردوں اور عورتوں کو یکساں دیا گیا ہے، عورتوں کو مزید برآں ایک حکم یہ دیا گیا کہ سوائے ان حصوں کے جن کا اظہار ناگزیر ہے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔[3] احادیث میں آتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابی عورتیں پورا چہرہ چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھ کر نکلتی تھیں۔[4] علاوہ ازیں سورۂ احزاب میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر لٹکا لیا کریں یعنی گھونگھٹ نکالیں، چہروں اور سینوں کو چھپائیں۔[5]

---

(۱) حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین علی بن أبی طالب وبین زوجتہ فاطمة حین اشتکیا إلیه الخدمة فحکم علٰی فاطمة بالخدمة الباطنة خدمة البیت، وحکم علٰی علیّ بالخدمة الظاهرة۔ (زاد المعاد ج:۲ ص:۲۳۵، طبع مؤسسة الرسالة)۔

(۲) "یٰأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن" (الأحزاب: ۵۹)۔

(۳) "ولَا یبدین زینتهن إلّا ما ظهر منها، ولیضربن بخمرهن علٰی جیوبهن" (النور: ۳۱)۔

(۴) قال ابن عباس وأبوعبیدة أمر نساء المؤمنین أن یغطین رؤسهن ووجوههن بالجلابیب إلّا عینا واحدًا لیعلم انهن الحرائر ومن للتبعیض لأن المرأة ترخی بعض جلبابها۔ (تفسیر المظهری ج:۷ ص:۴۱۹، زیرِ آیت: یٰٓأیها النبی قل لأزواجک وبنٰتک ونساء المؤمنین)۔ ان عائشة کانت تقول: لما نزلت هٰذه الآیة: ولیضربن بخمرهن علٰی جیوبهن، أخذن أُزرهن فشققنها من قبل الحواش فاختمرن بها۔ (بخاری ج:۲ ص:۷۰۰، بابٌ قوله وَلْیَضْرِبْنَ)۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

بہنوئی وغیرہ سے کتنا پردہ کیا جائے؟

سوال:... کیا قریبی رشتہ دار جو غیرمحرَم ہیں، مثلاً: بہنوئی وغیرہ سے اس طرح کا پردہ کیا جاسکتا ہے کہ نظریں نیچی رکھ لے، چہرہ کھلا رکھ لیں؟ یا گھونگھٹ میں غیرمحرَم سے گفتگو کرنا کیسا ہے؟

جواب:... قریبی نامحرموں سے گھونگھٹ کیا جائے، اور بہنوئی سے بے تکلفی کی بات نہ کی جائے۔ [1]

چہرہ چھپانا پردہ ہے، تو حج پر کیوں نہیں کیا جاتا؟

سوال:... چہرہ چھپانا پردہ ہے تو پھر حج کے موقع پر پردہ کیوں نہیں؟ اسی طرح ایک حدیث کا مفہوم، کم وبیش مجھے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا: میں شادی کر رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: جاکر اسے دیکھ کر آؤ۔ اس طرح اس حدیث سے بھی چہرہ کھلا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ذرا اس کی بھی وضاحت فرمادیں تاکہ عقلی تشنگی بھی دُور ہوسکے۔

جواب:... اِحرام میں عورت کو چہرہ ڈھکنا جائز نہیں، پردے کا پھر بھی حکم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، نامحرموں کی نظر چہرے پر نہ پڑنے دے۔[2] جس عورت سے نکاح کرنا ہو، اس کو ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت ہے،[3] لیکن ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط ہے کہ اسلام میں چہرے کا پردہ ہی نہیں۔

پردے کے لئے موٹی چادر بہتر ہے یا مروّجہ برقع؟

سوال:... پردے کے لئے موٹی چادر بہتر ہے یا آج کل کا برقع یا گول ٹوپی والے پُرانے برقعے؟

جواب:... اصل یہ ہے کہ عورت کا پورا بدن مع چہرے کے ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے، اس کے لئے بڑی چادر جس سے سر سے پاؤں تک بدن ڈھک جائے کافی ہے،[4] مگر چادر کا سنبھالنا عورت کے لئے مشکل ہوتا ہے، اس لئے شرفاء نے چادر کو برقع کی شکل دی، پُرانے زمانے میں ٹوپی والے برقعے کا رواج تھا، اب نقاب والے برقع نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

---

(۱) "ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن ولَا یبدین زینتھن إلّا لبعولتھن" (النور: ۳۱)۔

(۲) (وستر الوجه) واطلقه فشمل المرأة لما في البحر عن غاية البيان من انها لَا تغطي وجهها إجماعًا اھ۔ أي وانما تستر وجهها عن الأجانب بإسدال شيء متجاف لَا يمس الوجه. (شامي ج:۲ ص:۴۸۸، مطلب فيما يحرم بالإحرام وما لَا يحرم)۔

(۳) ولَا يجوز النظر إليه بشهوة أي إلّا لحاجة .... وكخاطب يريد نكاحها فينظر ولو عن شهوةٍ بنية السنة لَا قضاء الشهوة. (شامي ج:۱ ص:۴۰۷، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة)۔

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲، ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

کیا دیہات میں بھی پردہ ضروری ہے؟

سوال:... چونکہ ہم لوگ دیہات میں رہتے ہیں، دیہات میں پردے کا انتظام نہیں، یعنی رواج نہیں۔ زیادہ کھیتی باڑی کا کام ہے، اس لئے عورتوں کو مردوں کے ساتھ ساتھ کام کرنا ہوتا ہے اور گھر کا کام بھی۔ پانی بھرنا اور استعمال کی چیزیں بھی عورتیں ہی خریدتی ہیں اور یہ تو عرصہ دراز سے کام چل رہا ہے اور عورتیں صرف دوپٹہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے، ذرا وضاحت سے تحریر کریں۔

جواب:... پردہ ہونا تو چاہئے کہ شرعی حکم ہے،[1] ہمارے دیہات میں اس کا رواج نہیں، تو یہ شریعت کے خلاف ہے۔

کیا چہرے کا پردہ بھی ضروری ہے؟

سوال:...عورتوں کے پردے کے بارے میں جواب دیا گیا کہ چہرہ کھلا رکھ سکتی ہیں، لیکن زیب و آرائش نہ کریں تاکہ کشش نہ ہو، کیا چہرے کا پردہ نہیں ہے؟

جواب:...شرعاً چہرے کا پردہ لازم ہے، خصوصاً جس زمانے میں دِل اور نظر دونوں ناپاک ہوں، تو ناپاک نظروں سے چہرے کی آبرو کو بچانا لازم ہے۔[2]

کسی کا عمل حجت نہیں، شرعی حکم حجت ہے

سوال:...اسلام میں مسلمانوں کے لئے نامحرَم سے بات تو درکنار ایک سر کا بال تک نہیں دیکھنا چاہئے، لیکن ''جنگ'' اخبار میں اتوار ۳۰ر جولائی ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تصویر چھپی ہے جس میں دِکھایا گیا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ کے سابق اِمام السید اسعد بیوض تمیمی سے لاہور میں ایک خاتون مصافحہ کر رہی ہے۔ اس تصویر کو لاکھوں مسلمانوں نے دیکھا ہوگا اور ہم جیسے کچی عمر کے بچے تو یہی سمجھیں گے کہ عورت سے یعنی نامحرَم عورت سے ہاتھ ملانا گناہ نہیں ہے، جبکہ یہ سابق اِمام السید اسعد بیوض تمیمی صاحب نامحرَم سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں ذرا واضح کردیں کہ یہ اِمام صاحب صحیح کر رہے ہیں جبکہ یہ سیّد بھی ہیں؟ بہت نوازش ہوگی آپ کی۔

جواب:...آج کل کی جدید عربی میں ''السید'' ''جناب'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو عرب ممالک کے دورے پر گئے تھے، بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا کہ عرب اخبارات ان کی خبریں ''السید نہرو'' کے نام سے چھاپتے تھے۔

---

(۱) لقوله تعالىٰ: وليضربن بخمرهن علىٰ جيوبهن" (النور: ۳۱)۔ "يَـٰٓأيها النبى قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن" (الأحزاب: ۵۹)۔

(۲) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنه عورة بل لخوف الفتنة ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب فى ستر العورة)۔

اسلامی نقطۂ نظر سے نامحرَم کے ساتھ ہاتھ ملانا حرام ہے،(۱) اور کسی نامحرَم کے بدن سے مس کرنا ایسا ہے جیسے خنزیر کے خون میں ہاتھوں کو ڈبودیا جائے۔ مسجدِ اقصیٰ کے سابق اِمام کا فعل خلافِ شرع ہے، اور خلافِ شرع کام خواہ کوئی بھی کرے اس کو جائز نہیں کہا جائے گا۔

سفر میں راستہ دیکھنے کے لئے نقاب لگانا

سوال:... سفر میں راستہ دیکھنے کے لئے چہرہ یا آنکھیں کھلی رکھنا مجبوری ہے، کیا اس موقع پر نقاب لگائے؟

جواب:... جی ہاں! نقاب استعمال کیا جائے۔

نیکر پہن کر اکٹھے نہانا

سوال:... پانی کے کنویں جو بستی کے اندر ہوتے ہیں عام طور پر لوگ وہاں صرف نیکر پہن کر نہاتے ہیں، جبکہ پانی بھرنے کے لئے مرد اور خواتین، بچے بھی آتے جاتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں صرف نیکر پہن کر کنویں پر نہانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ طریقہ شرم و حیا کے خلاف ہے، مرد کی رانیں اور گھٹنے ستر میں شمار ہوتے ہیں، ان کو عام مجمع میں کھولنا جائز نہیں۔(۲)

عورت اور پردہ

سوال:... کیا خواتین کے لئے ہاکی کھیلنا، کرکٹ کھیلنا، بال کٹوانا اور ننگے سر باہر جانا، کلبوں، سینماؤں یا ہوٹلوں اور دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا، غیر مردوں سے ہاتھ ملانا اور بے حجابانہ باتیں کرنا، خواتین کا مردوں کی مجالس میں ننگے سر میلاد میں شامل ہونا، ننگے سر اور نیم برہنہ پوشاک پہن کر نعت خوانی غیر مردوں میں کرنا، اسلامی شریعت میں جائز ہے؟ کیا علمائے کرام پر واجب نہیں کہ وہ ان بدعتوں اور غیر اسلامی کردار ادا کرنے والی خواتین کے برخلاف حکومت کو انسداد پر مجبور کریں؟

جواب:... اس سوال کے جواب سے پہلے ایک غیور مسلمان خاتون کا خط بھی پڑھ لیجئے، جو ہمارے مخدوم حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی مدظلہٗ کو موصول ہوا، وہ لکھتی ہیں:

---

(۱) ولَا یحل له أن یمس وجهها ولَا کفها وإن کان یأمن الشهوة وهٰذا إذا کانت شابة تشتهی ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۹ کتاب الکراهیة)۔ أیضًا: ولَا تمس شیئًا منه إذا کان أحدهما شابًا فی حد الشهوة وإن أمنا علٰی أنفسهما الشهوة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۷، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه)۔

(۲) وعورته ما بین سُرّته حتّٰی تجاوز رکبته کذا فی الذخیرة، وما دون السُّرّة إلٰی منبت الشعر عورة فی ظاهر الروایة ثم حکم العورة فی الرکبة أخف منه فی الفخذ وفی الفخذ أخف منه والسوأة حتّٰی ان من رأی غیره مکشوف الرکبة ینکر علیه۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۲۷)۔ أیضًا: (قوله إلٰی ما تحت رکبته) فالرکبة من العورة بروایة دارقطنی ما تحت السُّرّة إلٰی الرکبة من العورة لٰکنه محتمل والإحتیاط فی دخول الرکبة، ولحدیث عليّ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الرکبة من العورة۔ (شامی ج:۱ ص:۴۰۴، باب شروط الصلاة)۔ أیضًا: کشف العورة حرام۔ (فتح القدیر ج:۶ ص:۳۸، طبع بیروت)۔

''لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوکر پختہ ہوگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان پردے کے خلاف ہے، یہ خیال اس کوٹ کی وجہ سے ہوا ہے جو حکومت کی طرف سے حج کے موقع پر خواتین کے لئے پہننا ضروری قرار دے دیا گیا ہے، یہ ایک زبردست غلطی ہے، اگر پہچان کے لئے ضروری تھا تو نیلا برقع پہننے کو کہا جاتا۔

حج کی جو کتاب رہنمائی کے لئے حجاج کو دی جاتی ہے اس میں تصویر کے ذریعے مرد، عورت کو اِحرام کی حالت میں دِکھایا گیا ہے، اوّل تو تصویر ہی غیراسلامی فعل ہے، دُوسرے عورت کی تصویر کے نیچے ایک جملہ لکھ کر ایک طرح سے پردے کی فرضیت سے انکار ہی کردیا، وہ تکلیف دہ جملہ یہ ہے کہ: ''اگر پردہ کرنا ہو تو منہ پر کوئی آڑ رکھیں تاکہ منہ پر کپڑا نہ لگے'' یہ تو دُرست مسئلہ ہے، لیکن ''اگر پردہ کرنا ہو'' کیوں لکھا گیا؟ پردہ تو فرض ہے؟ پھر کسی کی پسند یا ناپسند کا کیا سوال؟ بلکہ پردہ پہلے فرض ہے حج بعد کو۔ کھلے چہرے ان کی تصویروں کے ذریعے اخبارات میں نمائش، ٹی وی پر نمائش، یہ سب پردے کے اَحکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ فلم کے پردے پر اسلام اور اسلامی شعائر کی اس قدر توہین واستہزاء ہورہا ہے اور علمائے کرام اسلام تماشائی بنے بیٹھے ہیں، سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بدی کے خلاف، بدی کو مٹانے کے لئے اللہ کے اَحکام سناسنا کر پیروی کروانے کا فریضہ ادا نہیں کرتے، خدا کے فضل وکرم سے پاکستان اور تمام مسلم ممالک میں علماء کی تعداد اتنی ہے کہ ملت کی اصلاح کے لئے کوئی دِقت پیش نہیں آسکتی، جب کوئی بُرائی پیدا ہو اس کو پیدا ہوتے ہی کچلنا چاہئے، جب جڑ پکڑ جاتی ہے تو مصیبت بن جاتی ہے۔ علماء ہی کا فرض ہے کہ ملت کو بُرائیوں سے بچائیں، اپنے گھروں کو علماء رائج الوقت بُرائیوں سے بچائیں، اپنی ذات کو بُرائیوں سے دُور رکھیں تاکہ اچھا اثر ہو۔

تعلیمی ادارے جہاں قوم بنتی ہے غیراسلامی لباس اور غیرزبان میں ابتدائی تعلیم کی وجہ سے قوم کے لئے سودمند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث ہیں۔ معلّم اور معلّمات کو اسلامی عقائد اور طریقے اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے، طالبات کے لئے چادر ضروری قرار دی گئی، لیکن گلے میں پڑی ہے، چادر کا مقصد جب ہی پورا ہوسکتا ہے جب معمر خواتین باپردہ ہوں، بچیوں کے ننھے ننھے ذہن چادر کو بار تصوّر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتی ہیں معلّمہ اور اس کی اپنی ماں گلی بازاروں میں سربرہنہ، نیم عریاں لباس میں ہیں تو چادر کا بوجھ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بےپردگی ذہنوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، ضرورت ہے کہ پردے کی فرضیت واضح کی جائے، اور بڑے لفظوں میں پوسٹر چھپواکر تقسیم بھی کئے جائیں، اور مساجد، طبّی ادارے، تعلیمی ادارے، مارکیٹ جہاں خواتین ایک وقت میں زیادہ تعداد میں شریک ہوتی ہیں، شادی ہال وغیرہ وہاں پردے کے اَحکام اور پردے کی فرضیت بتائی جائے۔ بےپردگی پر وہی گناہ ہوگا جو کسی فرض کو ترک کرنے پر ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، ہمارے معاشرے میں ننانوے فیصد بُرائیاں بےپردگی کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، اور جب تک بےپردگی ہے بُرائیاں بھی رہیں گی۔

راجہ ظفر الحق صاحب مبارک ہستی ہیں، اللہ پاک ان کو مخالفتوں کے سیلاب میں ثابت قدم رکھیں، آمین! ٹی وی سے فحش اشتہار ہٹائے تو شور برپا ہوگیا، ہاکی ٹیم کا دورہ منسوخ ہونے سے ہمارے صحافی اور کالم نویس رنجیدہ ہوگئے ہیں۔

جو اخبار ہاتھ لگے، دیکھئے، جلوۂ رقص ونغمہ، حسن و جمال، رُوح کی غذا کہہ کر موسیقی کی وکالت! کوئی نام نہاد عالم ٹائی اور سوٹ کو بین الاقوامی لباس ثابت کرکے اپنی شناخت کو بھی مٹا رہے ہیں، ننھے ننھے بچے ٹائی کا وبال گلے میں ڈالے اسکول جاتے ہیں، کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہیں جہاں غیروں کی نقل نہ ہو۔

راجہ صاحب کو ایک قابلِ قدر ہستی کی مخالفت کا بھی سامنا ہے، اس معزز ہستی کو اگر پردے کی فرضیت اور افادیت سمجھائی جائے تو اِن شاء اللہ مخالفت، موافقت کا رُخ اختیار کرلے گی۔ عورت سرکاری محکموں میں کوئی تعمیری کام اگر اسلام کے اَحکام کی مخالفت کرکے بھی کر رہی ہے تو وہ کام ہمارے مرد بھی انجام دے سکتے ہیں بلکہ سرکار کے سرکاری محکموں میں تقرّر مرد طبقے کے لئے تباہ کن ہے، مرد طبقہ بے کاری کی وجہ سے یا تو جرائم کا سہارا لے رہا ہے یا ناجائز طریقے اختیار کرکے غیر ممالک میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔''

بدقسمتی سے دورِ جدید میں عورتوں کی عریانی و بے حجابی کا جو سیلاب برپا ہے، وہ تمام اہلِ فکر کے لئے پریشانی کا موجب ہے، مغرب اس لعنت کا خمیازہ بھگت رہا ہے، وہاں عائلی نظام تلپٹ ہوچکا ہے، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا لفظ اس کی لغت سے خارج ہوچکا ہے۔ اور حدیثِ پاک میں آخری زمانے میں انسانیت کی جس آخری پستی کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ: ''وہ چوپایوں اور گدھوں کی طرح سرِ بازار شہوت رانی کریں گے''[1] اس کے مناظر بھی وہاں سامنے آنے لگے ہیں۔ اِبلیسِ مغرب نے صنفِ نازک کو خاتونِ خانہ کے بجائے شمعِ محفل بنانے کے لئے ''آزادیٔ نسواں'' کا خوبصورت نعرہ بلند کیا۔ ناقصات العقل والدِّین کو سمجھایا گیا کہ پردہ ان کی ترقی میں حارج ہے، انہیں گھر کی چاردیواری سے نکل کر زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔ اس کے لئے تنظیمیں بنائی گئیں، تحریکیں چلائی گئیں، مضامین لکھے گئے، کتابیں لکھی گئیں، اور پردہ جو صنفِ نازک کی شرم وحیا کا نشان، اس کی عفت وآبرو کا محافظ، اور اس کی فطرت کا تقاضا تھا، اس پر ''رجعت پسندی'' کے آوازے کسے گئے، اس مکروہ ترین ابلیسی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حوّا کی بیٹیاں ابلیس کے دامِ تزویر میں آگئیں، ان کے چہرے سے نقاب نوچ لی گئی، سر سے دوپٹہ چھین لیا گیا، آنکھوں سے شرم وحیا لوٹ لی گئی، اور اسے بے حجاب وعریاں کرکے تعلیم گاہوں، دفتروں، اسمبلیوں، کلبوں، سڑکوں، بازاروں اور کھیل کے میدانوں میں گھسیٹ لیا گیا، اس مظلوم مخلوق کا سب کچھ لٹ چکا ہے، لیکن ابلیس کا جذبۂ عریانی وشہوانی ہنوز تشنہ ہے۔

---

(۱) لَا تقوم الساعة حتّٰی یتسافد الناس تسافد البهائم في الطرق. (طبرانی عن ابن عمر، کنز العمال ج:۱۴ ص:۲۴۶)۔ أنه تقل الرجال، وتكثر النساء، حتّٰی یکون لخمسین امرأة القیم الواحد یلذن به، وأنهم یتسافدون في الطرقات کما تتسافد البهائم۔ (النهاية في الفتن والملاحم ج:۱ ص:۲۳۹)۔

مغرب، مذہب سے آزاد تھا، اس لئے وہاں عورت کو اس کی فطرت سے بغاوت پر آمادہ کر کے مادر پدر آزادی دِلا دینا آسان تھا، لیکن مشرق میں اِبلیس کو دُہری مشکل کا سامنا تھا، ایک عورت کو اس کی فطرت سے لڑائی لڑنے پر آمادہ کرنا، اور دُوسرے تعلیماتِ نبوّت، جو مسلم معاشرے کے رگ و ریشہ میں صدیوں سے سرایت کی ہوئی تھیں، عورت اور پورے معاشرے کو ان سے بغاوت پر آمادہ کرنا۔

ہماری بدقسمتی، مسلم ممالک کی نکیل ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو "ایمان بالمغرب" میں اہلِ مغرب سے بھی دو قدم آگے تھے، جن کی تعلیم و تربیت اور نشو و نما خالص مغربیت کے ماحول میں ہوئی تھی، جن کے نزدیک دِین و مذہب کی پابندی ایک لغو اور لایعنی چیز تھی اور جنھیں نہ خدا سے شرم تھی، نہ مخلوق سے۔ یہ لوگ مشرقی روایات سے کٹ کر مغرب کی راہ پر گامزن ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے اپنی بہو، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں اور بیویوں کو پردۂ عفت سے نکال کر آوارہ نظروں کے لئے وقفِ عام کیا، ان کی دُنیوی وجاہت و اقبال مندی کو دیکھ کر متوسط طبقے کی نظریں للچائیں، اور رفتہ رفتہ تعلیم، ملازمت اور ترقی کے بہانے وہ تمام اِبلیسی مناظر سامنے آنے لگے جن کا تماشا مغرب میں دیکھا جاچکا تھا۔ عریانی و بے حجابی کا ایک سیلاب ہے، جو لحہ بہ لحہ بڑھ رہا ہے، جس میں اسلامی تہذیب و تمدن کے محلات ڈُوب رہے ہیں، انسانی عظمت و شرافت اور نسوانی عفت و حیا کے پہاڑ بہہ رہے ہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سیلاب کہاں جاکر تھمے گا اور انسان، انسانیت کی طرف کب پلٹے گا؟ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ جب تک خدا کا خفیہ ہاتھ قائدینِ شر کے وجود سے اس زمین کو پاک نہیں کردیتا، اس کے تھمنے کا کوئی امکان نہیں: "رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا" (نوح:۲۶،۲۷)۔

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے، عورت کا وجود فطرۃً سراپا ستر ہے اور پردہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔ حدیث میں ہے:

"المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان۔" (مشکوٰۃ ص:۲۶۹ بروایت ترمذی)

ترجمہ:... "عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔"

اِمام ابونعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خير للنساء؟ -- فلم ندر ما نقول -- فجاء على رضى الله عنه الىٰ فاطمة رضى الله عنها فاخبرها بذٰلك، فقالت: فهلا قلت له خيرٌ لهنّ ان لَا يرين الرجال ولَا يرونهنّ۔ فرجع فأخبره بذٰلك، فقال له: من علّمك هٰذا؟ قال: فاطمة! قال: انها بضعة منّى۔

سعيد بن المسيّب عن علىّ رضى الله عنه انّه قال لفاطمة: ما خير للنساء؟ قالت: لَا يرين الرجال ولَا يرونهنّ، فذكر ذٰلك للنبى صلى الله عليه وسلم فقال: انما فاطمة بضعة منى۔" (حلیۃ الاولیاء ج:۲ ص:۴۰،۴۱)

ترجمہ:... ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی دیکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہؓ نے! فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے ناں۔

سعید بن مسیبؒ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اِمام ہیثمیؒ نے ''مجمع الزوائد'' (ج:۹ ص:۲۰۳) میں بھی مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔[۱]

موجودہ دور کی عریانی اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے۔[۲] اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے بھی جو بے حجابانہ نکلتی ہیں اور ان مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظریں ان کا تعاقب کرتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لعن الله الناظر والمنظور إليه''[۳]

ترجمہ:... ''اللہ تعالیٰ کی لعنت دیکھنے والے پر بھی اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔''

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا،[۴] شرفِ نسوانیت کے منافی ہے، اور اگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔[۵]

---

(۱) وعن عليّ أنه كان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أي شيء خير للنساء؟ قالت: لَا يراهن الرجال، فذكرتُ ذالک للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال: إنما فاطمة بضعة مِنّي'' رضي الله عنها. رواه البزار. (مجمع الزوائد للهيثمي ج:۹ ص:۲۳۸، ۲۳۹، باب مناقب فاطمة، رقم الحديث: ۱۵۲۰۰، طبع بيروت).

(۲) ''وقرن في بيوتكن ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأُولٰى'' (الأحزاب:۳۳).

(۳) مشكوٰة ص:۲۷۰، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث.

(۴) عن عائشة قالت: خرجت سودة بعد ما ضُرِبَ الحِجَابُ .... فقال: انه قد أُذن لكنّ أن تخرجن لحاجتكن. (بخاری ج:۲ ص:۷۰۷، بابٌ لَا تَدخلوا بيوت النبي).

(۵) لقوله تعالٰى: ''وقرن في بيوتكن ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأُولٰى'' (الأحزاب:۳۳). ولقوله تعالٰى: ''يٰأيها النبي قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن'' (الأحزاب:۵۹).

مرد کا ننگے سر پھرنا انسانی مروّت و شرافت کے خلاف ہے اور عورت کے لئے گناہِ کبیرہ ہے

سوال:... میرے ذہن میں بچپن ہی سے ایک سوال ہے کہ اسلام میں ننگے سر، سرِ عام پھرنا جائز ہے؟ میں دس سال کا بچہ ہوں اور مجھے لکھنا بھی صحیح نہیں آتا، مہربانی فرماکر غلطیاں نکال دیں۔ میرے خط کا جواب ضرور دیں، شکریہ۔

جواب:... تمہارے خط کی غلطیاں تو ہم نے ٹھیک کرلیں، مگر تمہارا سوال اتنا اہم ہے کہ کسی طرح یقین نہیں آتا کہ یہ سوال دس سال کے بچے کا ہوسکتا ہے۔

لو! اب جواب سنو! اسلام بلند اخلاق و کردار کی تعلیم دیتا ہے اور گھٹیا اخلاق و معاشرت سے منع کرتا ہے۔ ننگے سر بازاروں اور گلیوں میں نکلنا اسلام کی نظر میں ایک ایسا عیب ہے جو انسانی مروّت و شرافت کے خلاف ہے، اس لئے حضراتِ فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ اسلامی عدالت ایسے شخص کی شہادت قبول نہیں کرے گی۔[1] مسلمانوں میں ننگے سر پھرنے کا رِواج انگریزی تہذیب و معاشرت کی نقالی سے پیدا ہوا ہے، ورنہ اسلامی معاشرت میں ننگے سر پھرنے کو عیب تصوّر کیا جاتا ہے، اور یہ حکم مردوں کا ہے۔ جبکہ عورتوں کا برہنہ سر، کھلے بندوں پھرنا اور کھلے بندوں بازاروں میں نکلنا صرف عیب ہی نہیں بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔[2]

سر پر دوپٹہ نہ اوڑھنے والی خواتین کے لئے شرعی حکم

سوال:... آج کل یہ بھی عام ہے کہ خواتین سر پر دوپٹہ نہیں اوڑھتیں، شریعت میں ایسی خواتین کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... ایسی عورتوں پر حدیث شریف میں لعنت کی وعید آئی ہے، اور ان کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی۔[3]

دوپٹہ سر ڈھانپنے کی بجائے گلے میں لٹکانا

سوال:... کیا عورت کو دوپٹہ سر اور جسم ڈھانپنے کے بجائے صرف گلے میں پہنے رکھنا اور سر کو نہ ڈھانپنا یا صرف اس طرح اوڑھنا کہ دونوں سینے نمایاں ہوں، یا ایسے لٹکانا کہ صرف ایک سینہ کھلا ہوا اور ایک ڈھکا ہو، شرعاً جائز ہے؟

---

(۱) والمشی بسراویل فقط ومد رجله عند الناس و کشف رأسه فی موضع یعدّ فعله خفة وسوء أدب وقلة مروءة وحیاء لأن من یکون کذالک لَا یبعد منه ان یشهد بالزور۔ (فتح القدیر ج:۶ ص:۳۹، البحر ج:۷ ص:۹۲)۔

(۲) وتمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین رجال لخوف الفتنة۔ (درمختار)۔ والمعنٰی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجال وجهها فتقع الفتنة ...الخ۔ (شامی ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة)۔

(۳) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما، قوم معهم سیاط کأذناب البقر، یضربون بها الناس، ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات، رؤوسهن کأسنمة البخت المائلة، لَا یدخلنَ الجنّة ولَا یجدنَ ریحها، وان ریحها لتوجد من مسیرة کذا وکذا۔ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۰۵، باب النساء الکاسیات العاریات)۔

جواب:... جائز نہیں، بلکہ حرام اور موجبِ لعنت ہے۔ قرآنِ کریم نے اس کو "تبرّج جاہلیت" فرمایا ہے،[۱] یعنی جاہلیت کے انداز میں حسن کی نمائش کرنا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ملعون عورتوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔[۲]

اکیلی عورت کو کام کاج کے وقت سر ننگا کرنا جائز ہے

سوال:... یہ تو مجھے معلوم ہے کہ دوپٹہ عورت کے ستر کا حصہ ہے، لیکن کیا کام کرتے وقت یعنی ایسا کام جس میں دوپٹے کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے جیسے گھر دھونا، پونچھا لگانا وغیرہ، کسی کو مشکل ہو یا نہ ہو، البتہ مجھے دوپٹہ اوڑھ کر گھر دھونا بہت مشکل لگتا ہے، کیونکہ بعض اوقات دوپٹہ لٹکنا شروع ہوجاتا ہے، ہاتھ میں پانی ہے، جھاڑو ہے اور دوپٹہ نیچے لٹک رہا ہے، اس وقت شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیا جس وقت گھر میں بھی کوئی نہ ہو، اور شدید گرمی بھی ہو تو کیا ایسی صورت میں دوپٹہ گلے میں ڈال کر کام نہیں کیا جاسکتا؟ یا ہر صورت میں دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے چاہے کچھ بھی ہو سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب:... اچھا تو یہی ہے کہ عورت سر ننگا نہ کرے، تاہم اگر گھر پر کوئی نامحرَم نہ ہو، تو سر ننگا کرنا جائز ہے،[۳] نامحرَم کے لئے جائز نہیں۔[۴]

کیا بوڑھی عورت نامحرَم کے سامنے سر کھلا رکھ سکتی ہے؟

سوال:... کیا بوڑھی عورت نامحرَم کے سامنے اپنا سر کھلا رکھ سکتی ہے؟

جواب:... نہیں![۵]

نابالغ بچی کو پیار کرنا

سوال:... ایک بچی جو تیسری کلاس میں پڑھتی ہے میں اس کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں، وہ بچی میرے کو بہت اچھی لگتی ہے، کبھی کبھی

---

(۱) "وقرن فی بیوتکن ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأُولٰى" (الأحزاب:۳۳). وأن المقصود من الآية مخالفة من قبلهن من المشية علٰى تغنيج وتكسير وإظهار المحاسن للرجال إلٰى غير ذالک مما لَا يجوز شرعًا. (تفسير القرطبی ج:۱۴ ص:۱۸۰).

(۲) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار ...... لَا يدخلنَ الجنّة ولَا يجدنَ ريحها ...إلخ. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۵، باب النساء الكاسيات).

(۳) وفی غريب الرواية يرخص للمرأة كشف الرأس فی منزلها وحدها فأولٰى لها لبس خمار رقيق يصف ماتحته عند محارمها. (شامی ج:۱ ص:۴۰۴، باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة).

(۴) وللحرة جميع بدنها حتّٰى شعرها النازل فی الأصح ...إلخ. وصح فی الخانية خلافه مع تصحيحه لحرمة النظر إليه ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۴۰۵، باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة).

(۵) أيضًا.

میں اس سے پیار بھی کرلیتا ہوں، لیکن پھر خوفِ خدا سے دِل کانپ کر رہ جاتا ہے، پھر سوچتا ہوں یہ تو بچی ہے۔ آپ سے اِلتماس ہے کہ اتنی چھوٹی بچی سے پیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر دِل میں غلط خیال آئے تو اس سے پیار کرنا جائز نہیں،[1] بلکہ ایسی صورت میں اس کو پڑھانا بھی جائز نہیں۔

ٹی وی کے تفہیمِ دِین پروگرام میں عورت کا غیرمحرَم مرد کے سامنے بیٹھنا

سوال:... ٹیلی ویژن کے پروگرام تفہیمِ دِین میں خواتین شرکاء بھی ہوتی ہیں جو اسلامی سوالات کے جواب دیتی ہیں، لیکن خود ایک غیرمحرَم مرد کے سامنے منہ کھولے بیٹھی ہوتی ہیں۔ کیا یہ اسلام میں منع نہیں ہے؟

جواب:... اسلام میں تو منع ہے، لیکن شاید ٹیلی ویژن کا اسلام کچھ مختلف ہوگا۔[2]

کیا غیرمسلم عورت سے پردہ کرنا چاہئے؟

سوال:... ایک غیرمسلم نوکرانی جو گھر میں کام کرتی ہے، مسلمان عورت کو اس سے کیا پردہ کرنا چاہئے؟ کیونکہ اسلام کی رُو سے غیرمسلم عورت مرد کے حکم میں آتی ہے۔ قرآن میں عورتوں کو پردے کے بارے میں یہ الفاظ بھی ہیں: جوانہی کی طرح کی عورتیں ہوں ان سے پردہ نہیں کرنا چاہئے، ''انہیں کی قسم کی عورتوں'' کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ پردہ دار ہوں یا مسلمان عورتیں ہوں؟

جواب:... ان کا حکم نامحرَم مردوں کا ہے، ان کے سامنے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھول سکتی ہیں، باقی پورا وجود ڈھکا رہنا چاہئے۔[3]

کافر عورت کے سامنے سر کھولنا کیسا ہے؟

سوال:... ''بہشتی زیور'' میں، میں نے پڑھا ہے کہ کافر عورت سے بھی مسلمان عورت کا اسی طرح پردہ ہے جس طرح نامحرَم مرد سے ہے، اگر کسی کی سگی ماں یا بہن کافر ہو تو اس سے مسلمان عورت کس طرح پردہ کرے، جبکہ ہر وقت ایک ساتھ، ایک گھر میں رہنا ہو؟

---

(۱) إذا كان شيخًا يأمن على نفسه وعليها فلا بأس بأن يصافحها وإن كان لَا يأمن على نفسه أو عليها فليجتنب. (عالمگيری ج:۵ ص:۳۲۹، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه وما لَا يحل). أيضًا: ولَا تمس شيئًا منه إذا كان أحدهما شابًا في حد الشهوة وإن أمنا على أنفسهما. (عالمگيری ج:۵ ص:۳۲۷).

(۲) "وقرن في بيوتكن ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأولٰى" (الأحزاب:۳۳).

(۳) والذمية كالرجل الأجنبي في الأصح فلا تنظر إلى بدن المسلمة. درمختار. لأنه ليس للمؤمنة أن تتجرد بين يدي مشركة أو كتابية. (شامی ج:۶ ص:۳۷۱، فصل في النظر والمس، كتاب الحظر والإباحة).

جواب:... یہ تو اُوپر کہہ چکا ہوں کہ ہر ایک کو کافر ومنافق نہ بنایا جائے، ''بہشتی زیور'' کا مسئلہ صحیح ہے۔[۱] کوئی عیسائی، ہندو عورت ہے، اس کے سامنے سر نہ کھولا جائے۔

نرس عورتوں کا مردوں کی دیکھ بھال کرنا

سوال:... نرسیں نامحرَم مردوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہیں، کیا ان نامحرَم مردوں کی دیکھ بھال کرنا جائز ہے جبکہ وہ ثواب کا کام کرتی ہیں؟

جواب:... حضراتِ فقہاء نے ایک مسئلہ لکھا ہے، اس سے آپ کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ: اگر کسی مرد کا اِنتقال ہوجائے اور وہاں کوئی مرد اس کو غسل دینے والا نہ ہو، اور صرف عورتیں ہوں، تو عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مردہ آدمی کو غسل دیں، بلکہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمّم کرادیں۔[۲] البتہ بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔[۳] جب مُردے کو غسل دینا بھی عورتوں کے لئے جائز نہیں تو نامحرَم مردوں کی دیکھ بھال... جس میں اعضائے مستورہ کو مس کرنا پڑتا ہے... کیونکر جائز ہوگی؟ دراصل نرسنگ کا موجودہ نظام بے خدا قوموں کا رائج کردہ ہے، اسلامی شریعت کے مطابق مردوں کی تیمارداری کے لئے مرد، اور عورتوں کی تیمارداری کے لئے عورتیں ہونی چاہئیں۔

ثواب کا کام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثواب کا کام کہا ہو، اجنبی عورتوں کا اجنبی مردوں کی دیکھ بھال کرنا کارِ ثواب نہیں ہے۔

عورتوں کا نیوی میں بھرتی ہونا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... پچھلے جمعہ کے روزنامہ ''جنگ'' میں ایک اشتہار شائع ہوا، جو پاکستان نیوی (بحریہ) میں عورتوں کی بھرتی کے بارے میں تھا۔ لکھا ہے کہ پاکستان نیوی میں خواتین سیلرز وردی پہن کر ڈیوٹی مثلاً: کلرک وغیرہ بھرتی کرنا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں اور بالخصوص پاکستان میں جہاں اسلامی نظام رائج کرنے کی کوششیں جاری ہیں، عورتوں کا بھرتی کرنا یا کام کرنا جائز ہے؟ دُوسری بات یہ ہے کہ یہ خواتین وردی پہنیں گی، آپ کو علم ہوگا کہ وردی پہننے سے (جو تنگ لباس ہوتا ہے) عورت کے لئے بے پردگی ہوگی، بالخصوص عورت کی قمیص تنگ ہوگی، اس کے اعضائے زینت دُور سے نظر آئیں گے، کیا یہ ناجائز نہیں؟

جواب:... کیا اس کا ناجائز ہونا بھی کوئی ڈھکی چھپی بات ہے؟ عورتیں اسپتالوں میں نرسنگ کر رہی ہیں، جہازوں میں

---

(۱) لا یحل للمسلمة أن تتکشف بین یدی یهودیة أو نصرانیة أو مشرکة إلّا أن تکون أمة لها کما فی السراج۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۳۷۱، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس)۔

(۲) ولو مات رجل بین النساء تیممه ذات رحم محرم منه أو زوجته أو أمته بغیر ثوب وغیرها بثوب ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶۰، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۳) ویجوز للمرأة أن تغسل زوجها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶۰، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز)۔

میزبانی کے فرائض انجام دے رہی ہیں وغیرہ وغیرہ، یہ سب کچھ جائز ہی سمجھ کر کیا جارہا ہے۔

بالغ لڑکی کو پردہ کرانا، ماں باپ کی ذمہ داری ہے

سوال:... شرعی رُو سے لڑکی کو پردہ کرانا کس کے ذمہ ہے، ماں کے یا باپ کے؟

جواب:... بچی کو جب وہ بالغ ہوجائے پردہ کرانا ماں باپ کی ذمہ داری ہے، اور خود بھی اس پر فرض ہے۔[1]

عورتوں کو گھر میں ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے؟

سوال:... کیا عورتیں گھر میں ننگے سر بیٹھ سکتی ہیں؟

جواب:... کوئی غیرمحرَم نہ ہو تو عورت گھر میں سر ننگا کرسکتی ہے۔[2]

کیا بیوی کو نیم عریاں لباس سے منع کرنا اس کی دِل شکنی ہے؟

سوال:... اگر بیوی نیم عریاں لباس پہنے مثلاً: ساڑھی وغیرہ جس میں اس کا پیٹ ناف تک کھلا ہوتا ہے، تو اس کا شوہر اس کو منع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ڈانٹ کر منع کردیتا ہے، اس پر بیوی روتی ہے، تو کیا یہ دِل شکنی ہوگی اور یہ گناہ ہوگا یا نہیں؟

جواب:... بیوی اگر گناہ میں مبتلا ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ ہرممکن طریقے سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اگر ڈانٹنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو یہ بھی کرے۔[3] اگر ایمان شکنی ہوتی ہوئی دیکھے تو دِل شکنی کی پروا نہ کرے۔

بیوی کی بے پردگی پر راضی رہنے والے شوہر کی عبادت کا حکم

سوال:... اگر گھر والا بے پردگی سے منع نہیں کرتا تو اس کی نماز اور عبادات کا کیا حال ہوگا؟ شرعی نقطۂ نظر سے کیا حیثیت ہوگی؟ آپ وضاحت فرمائیں۔

جواب:... اگر بیوی کی بے پردگی پر راضی ہے تو گناہگار رہے۔ نماز، عبادت گناہگار کی بھی قبول ہوتی ہے۔

---

(۱) ولَا يبدين زينتهن إلّا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن علٰى جيوبهن ولَا يبدين زينتهن إلّا لبعولتهن أو اٰبـآئهنّ'' (النور: ۳۱)۔ وقال عليه السلام: ألَا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته، فالإمام الذى على الناس راعٍ وهو مسئول عن رعيته، والرجل راعٍ علٰى أهل بيته وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية علٰى بيت زوجها وولده وهى مسئولة عنهم، وعبد الرجل راعٍ علٰى مال سيّده وهو مسئول عنه، ألَا فكلّكم راعٍ وكلّكم مسئول عن رعيته۔ متفق عليه۔ (مشكٰوة ص:۳۲۰، ۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الأوّل)۔

(۲) وأيضًا فى الفتاوى الهندية: يرخص للمرأة كشف الرأس فى منزلها وحدها فأولٰى أن يجوز لها لبس خمار رقيق يصف ما تحته عند محارمها۔ (عالمگيرى ج:۵ ص:۳۳۳، كتاب الكراهية، الباب التاسع فى اللبس)۔

(۳) "والّتى تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فى المضاجع واضربوهن، فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهنّ سبيلًا" (النساء:۳۴)۔ أيضًا: وله ضرب زوجته علٰى ترك الصلاة وكذا علٰى تركها الزينة وغسل الجنابة وعلٰى خروجها من المنزل وترك الإجابة إلٰى فراشه ومر تمامه فى التعزير وان الضابط أن كل معصية لَا حد فيها فللزوج والمولى التعزير۔ (ردالمحتار على الدر المختار ج:۶ ص:۴۲۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع)۔

کیا شوہر کی رضا کی خاطر پردہ کرنے والی کو خدا کی رضا حاصل ہوگی؟

سوال:... اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی رضا کی خاطر پردے کی پابند ہو، تو کیا اس کا یہ عمل خدا کی رضا کا موجب ہوگا جبکہ حقیقت میں وہ پردے کو ناپسند کرتی ہو؟ اس کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب:... پردے کو ناپسند کرنے سے تو کفر کا اندیشہ ہے...!

فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو بھائی بہن گلے مل سکتے ہیں

سوال:... بھائی بہن ایک دُوسرے کے گلے لگ کر مل سکتے ہیں؟

جواب:... فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹھیک ہے۔[1]

نامحرَم کی تلاوت اور فون پر باتیں سننا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... نامحرَم کی باتیں سننا، یعنی جب وہ پردے میں ہو، یا اس کی تلاوت سننا کیسا ہے؟ آج کل عورتوں کی تلاوت کی کیسٹ بازار میں ملتی ہے، اس کو سننا کیسا ہے؟ نامحرَم سے ٹیلیفون پر بات کرنا کیسا ہے؟

جواب:... نامحرَم کی آواز سے لذت لینا حرام ہے،[2] اگر کسی بنا پر اس سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہو تو یہ تصوّر کرتے ہوئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں، اپنے دِل اور زبان کو پاک رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

غیر محرَم کا فون عورت کو سننا

سوال:... گھر میں فون ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے فون آتے ہیں، ایسی صورت میں اگر غیر مردوں سے بات کرلی جائے تو کوئی قباحت تو نہیں جبکہ بات صرف کام والی کی جائے؟

جواب:... نامحرَم سے بات کرنے کی اگر ضرورت پیش آئے تو عورت کو چاہئے کہ ایسے انداز سے بات کرے کہ نامحرَم کو اس کی طرف کشش نہ ہو، زبان میں لوچ نہ ہو، بلکہ ایک طرح کا اکھڑپن اور دُرشتی ہو۔[3]

---

(۱) وقد یکونان لهیجان المحبة والشوق والإستحسان عند اللقاء وغیره من غیر شائبة الشهوة وهما مباحان باتفاق أئمتنا الثلاثة لثبوتها عن النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه ولعدم مانع شرعی۔ (اعلاء السُّنن ج:۱۷ ص:۴۱۸، طبع کراچی)۔

(۲) ذکر الإمام أبو العباس القرطبی فی کتابه فی السماع: ولَا یظن من لَا فطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة أنا نرید بذالک کلامها، لأن ذالک لیس بصحیح فانا نجیز الکلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلٰی ذالک ولَا نجیز لهن رفع أصواتهن ولَا تمطیطها ولَا تلیینها وتقطیعها لما فی ذالک استمالة الرجال الیهن وتحریک الشهوات منهم۔ (شامی ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة)۔

(۳) "یٰنساء النبی لستن کأحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولًا معروفًا" (الأحزاب: ۳۲)۔

عورت کی آواز بھی شرعاً ستر ہے

سوال:...بعض برادریوں میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصاً عورتوں کی مجالس ہوتی ہیں، جن میں عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لاؤڈ اسپیکر پر ایک عورت وعظ ونصیحت کرتی ہے، خوش الحانی سے نعتیں پڑھی جاتی ہیں، غیرمرد سنتے ہیں اور خوش الحانی سے پڑھی گئی نعتوں میں لذّت لیتے ہیں۔ یہ مجالس آیا ناجائز ہیں یا جائز؟ اگر غیرمرد اس میں دِلچسپی لیں تو اس کا گناہ منتظمین پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس مقصد کے لئے صحیح لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

جواب:...عورت کی آواز شرعاً ستر ہے اور غیرمردوں کو اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں، خصوصاً جبکہ موجبِ فتنہ ہو۔[1] جلسے کے منتظمین، یہ گانے والیاں اور سننے والے سبھی گناہگار ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اور بددُعا کے مستحق ہیں۔[2]

سوال:...شریعت میں عورت کی آواز کو بھی ستر قرار دیا گیا ہے، لیکن بازار جانے کی صورت میں خواتین اس کی پابند نہیں رہ سکتیں، ویسے بھی اللہ کے نزدیک بازار سب سے ناپسندیدہ جگہ ہے۔ اکثر خواتین کو ہمارے مرد بھائیوں نے بازار جانے پر خود مجبور کر رکھا ہے، کیا بحالت شدید مجبوری ایک پردہ دار خاتون اشیائے ضرورت کی خریداری کرسکتی ہے؟ اور ایسا کرنے پر وہ گناہ کی تو مرتکب نہ ہوگی؟

جواب:...اصل تو یہی ہے کہ عورت بازار نہ جائے، لیکن اگر ضرورت ہو تو پردے کی پابندی کے ساتھ خرید وفروخت کرسکتی ہے،[3] مگر نامحرَم کے سامنے آواز میں لچک پیدا نہ ہو۔[4]

غیرمحرَم عورت کی میّت دیکھنا اور اس کی تصویر کھینچنا جائز نہیں

سوال:...کیا مری ہوئی عورت کا چہرہ عام آدمی کو دِکھانا، تصویر کھینچنا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب:...غیرمحرَم کو دیکھنا جائز نہیں،[5] اور تصویر لینا بھی جائز نہیں۔[6]

---

(۱) ولَا نجيز لهنّ رفع أصواتهنّ ولَا تمطيطها ولَا تلينها وتقطيعها لما في ذالك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوة منهم. (شامي ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلٰوة، مطلب في ستر العورة).

(۲) عن بلال بن الحارث المزني قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .... ومن ابتدع بدعة ضلالة لَا يرضاها الله ورسوله كان عليه من الْإثم مثل آثام من عمل بها لَا ينقص ذالك من أوزارهم شيئًا. رواه الترمذي ورواه ابن ماجة. (مشكٰوة ص:۳۰، باب الْإعتصام بالكتاب والسُّنَّة، الفصل الثاني).

(۳) وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. رواه الترمذي عن ابن مسعود فإن هذا الحديث يدل علىٰ أنها كلها عورة غير ان الضرورات مستثناة إجماعًا والضرورة قد تكون بأن لَا تجد المرأة من يأتي بحوائجها من السوق ونحو ذالك فتخرج متقنعة كاشفة إحدىٰ عينها يشعر الطريق. (تفسير مظهري ج:۶ ص:۴۹۵).

(۴) مسئلة: المرأة مندوبة إلى الغلظة في المقال إذا خاطبت الأجانب لقطع الْإطماع. (تفسير مظهري ج:۷ ص:۳۳۸).

(۵) "قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم" (آيت:۳۰).

(۶) ان عبدالله بن عمر أخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الذين يصنعون هٰذه الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم احيوا ما خلقتم. (بخاري شريف ج:۲ ص:۸۸۰، باب عذاب المصورين يوم القيامة).

لیڈی ڈاکٹر سے بچے کا ختنہ کروانا

سوال:... ہمارے ہاں میٹرنٹی ہوم میں لڑکے کا ختنہ لیڈی ڈاکٹر کرتی ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی اہمیت اور اس کے جائز و ناجائز ہونے کا تعین کریں، کیونکہ بعض لوگ اس کو غلط اور مکروہ کہتے ہیں۔

جواب:... شرعاً کوئی حرج نہیں۔

خالہ زاد یا چچازاد بھائی سے ہاتھ ملانا اور اس کے سینے پر سر رکھنا

سوال:... اسلام کے نزدیک خالہ زاد، چچازاد وغیرہ جیسے رشتوں میں کس قسم کا تعلق جائز ہے؟ فرض کریں نسرین اور اکبر آپس میں خالہ زاد ہیں اور آپس میں بالکل بہن بھائیوں کی طرح پیار کرتے ہیں، تو کیا یہ دونوں بالکل سگے بہن بھائیوں کی طرح مل سکتے ہیں؟ اکبر جب نسرین کے گھر جاتا ہے تو اس سے مصافحہ کرسکتا ہے اور نسرین اکبر کے سینے پر سر رکھ کر اسے رُخصت یا خوش آمدید کہہ سکتی ہے یا صرف اکبر کا نسرین کے سر پر ہاتھ رکھنا ہی کافی ہے؟

جواب:... خالہ زاد اور چچازاد بھائیوں کا حکم نامحرَم اجنبی مردوں کا ہے۔[1] جن اُمور کا خط میں ذکر ہے یہ ناجائز ہیں۔[2]

سگی چچی جس سے نکاح جائز ہو اس سے پردہ ضروری ہے

سوال:... سگی چچی سے پردے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب:... سگی چچی بیوہ یا مطلقہ سے شرعاً نکاح جائز ہے تو پردہ بھی لازم ہے۔[3]

بغرضِ علاج اعضائے مستورہ کو دیکھنا اور چھونا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میں ایم بی بی ایس (ڈاکٹر) کا طالبِ علم ہوں، جسمِ انسانی کی اصلاح ہماری تعلیم وتربیت کا موضوع ہے، تربیت کے زمانے میں ہمیں جسمِ انسانی کے تمام اعضاء کی ساخت سمجھائی جاتی ہے اور تمام اعضائے انسانی میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے علاج کی تدابیر پڑھائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات بغرضِ علاج اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں کو بغرضِ تربیت مرد وعورت کے مستور حصوں کو دیکھنا پڑتا ہے، مجھے اِشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے لئے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بالخصوص عورت (مریضہ) کے مستور اعضاء کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا مثلاً عملِ زچگی میں پیش آنے والی بیماریوں کا بغرضِ علاج دیکھنا اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں کا بغرضِ تربیت اس عمل کو دیکھنا جائز ہوگا یا

---

(۱) قال تعالٰی: "وَلَا یبدین زینتھن اِلّا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن وَلَا یبدین زینتھن اِلّا لبعولتھن أو اٰبآئھن" الآیة (النور: ۳۱)۔ أیضًا: قال تعالٰی: "یٰٓأیھا النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین ...الآیة" (الأحزاب: ۵۹)۔

(۲) ولَا یمس شیئًا منه إذا کان أحدھما شابًا فی حد الشھوة وإن أمنا علٰی أنفسھما الشھوة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۷، کتاب الکراھیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه)۔

(۳) وأحل لکم ما وراء ذٰلکم أی ما عدا ما ذکرن من المحارم، ھن حلال لکم، قاله عطاء وغیره۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۲۳۰، النساء:۲۴، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

نہیں؟ یاد رہے کہ یہ عمل صرف شدید ضرورت کے وقت بغرضِ علاج اور بغرضِ تربیت کیا جاتا ہے اور کالج کے قواعد اور نصاب کے مطابق تمام زیرِ تربیت ڈاکٹروں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ صورتِ مسئولہ کے پیشِ نظر آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ کسی زیرِ تربیت ڈاکٹر (مرد) کے لئے بغرض تربیت کسی مریضہ کے اندامِ نہانی اور عملِ زچگی کو دیکھنا تاکہ زیرِ تربیت ڈاکٹر آئندہ بوقتِ ضرورت کسی ایسی عورت (مریضہ) کا علاج یا آپریشن کر سکے جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...

"وفی شرح التنویر: ومداواتها، ینظر الطبیب الٰی موضع مرضها بقدر الضرورة۔ اذا لضرورات تتقدر بقدرها۔ وکذا نظر قابلة وختان۔ وینبغی ان یعلم امرأة تداویها لأن نظر الجنس الی الجنس اخف۔ وفی الشامیة: قال فی الجوهرة: اذا کان المرض فی سائر بدنها غیر الفرج یجوز النظر الیه عند الدواء لأنه موضع ضرورة۔ وان کان فی موضع الفرج فینبغی ان یعلم امرأة تداویها، فان لم توجد وخافوا علیها ان تهلک او یصیبها وجع لَا تحتمله، یستروا منها کل شیٔ إلّا موضع العلة ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع إلّا عن موضع الجرح .... الخ۔ فتأمل والظاهر ان ینبغی هنا للوجوب۔"

(رد المحتار ج:۶ ص:۳۷۱)

ترجمہ:... "اور شرح تنویر میں عورت کے علاج کے سلسلے میں ہے کہ: بقدرِ ضرورت مرد طبیب عورت کی مرض والی جگہ کو دیکھ سکتا ہے، کیونکہ ضرورت کو مقدارِ ضرورت میں محدود رکھا جاتا ہے۔ دائی جنائی اور ختنہ کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ بقدرِ ضرورت دیکھ سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ عورت کو عورت کے علاج کا طریقہ سکھایا جائے، کیونکہ عورت کا عورت کے حصۂ مستور کو دیکھنا بہرحال اَخف ہے۔ شامیہ میں جوہرہ کے حوالے سے ہے کہ: جب شرم گاہ کے علاوہ عورت کے کسی حصۂ بدن میں مرض ہو تو مرد طبیب بغرضِ علاج بقدرِ ضرورت مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اگر شرم گاہ میں بیماری ہو تو کسی خاتون کو اس کا طریقۂ علاج سمجھا دے، اگر ایسی کوئی عورت نہ ملے یا اس مریضہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو، یا ایسی تکلیف کا اندیشہ ہو کہ جس کا وہ تحمل نہ کر سکے گی تو ایسی صورت میں مرد طبیب پورا بدن ڈھانپ کر بیماری والی جگہ کا علاج کر سکتا ہے، مگر باقی بدن کو نہ دیکھے، حتی الوسع غضِ بصر کرے۔"

ان روایات سے مندرجہ ذیل اُمور مستفاد ہوئے:

۱:...طبیب کے لئے عورت کا علاج ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

۲:...اگر کوئی معالج عورت مل سکے تو اس سے علاج کرانا ضروری ہے۔

۳:...اگر کوئی عورت نہ مل سکے، تو مرد کو چاہئے کہ اعضائے مستورہ خصوصاً شرم گاہ کا علاج کسی عورت کو بتادے، خود علاج نہ کرے۔

۴:...اگر کسی عورت کو بتانا بھی ممکن نہ ہو، اور مریضہ عورت کی ہلاکت یا ناقابلِ برداشت تکلیف کا اندیشہ ہو تو لازم ہے کہ تکلیف کی جگہ کے علاوہ تمام بدن ڈھک دیا جائے، اور معالج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو زخم کی جگہ کے علاوہ باقی بدن سے غضِ بصر کرے۔

بچہ جنائی کا کام خاص عورتوں کا ہے، اگر معاملہ عورتوں کے قابو سے باہر ہو (مثلاً: آپریشن کی ضرورت ہو اور آپریشن کرنے والی کوئی لیڈی ڈاکٹر بھی موجود نہ ہو) تو شرائطِ مندرجہ بالا کے ساتھ مرد علاج کرسکتا ہے۔ ہمارے یہاں تہذیبِ جدید کے تسلط اور تدین کی کمی کی وجہ سے ان اُمور کی رعایت نہیں کی جاتی اور بلاتکلف نوجوانوں کو زچگی کا عمل ہسپتالوں میں دِکھایا جاتا ہے جو شرعاً وعقلاً قبیح ہے۔ اگر طالبِ علم کو اس پر مجبور کیا جائے تو اس کے سوا کیا مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو قلب ونظر کو بچائے اور اِستغفار کرتا رہے، واللہ اعلم!

کیا ۴۵، ۵۰ سال عمر کی عورت کو ایسے لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جو اس کے سامنے جوان ہوا ہو؟

سوال:...کیا ۴۵، ۵۰ سال کی عمر کی عورت پر نامحرَم سے پردہ نہ کرنا صحیح ہے؟ وہ اس لئے کہ ایک عورت ۲۵ سال کی ہے، اس کے محلّہ میں کسی کے ولادت ہوئی ہے، آج اس عورت کی عمر پچاس سال ہے، جبکہ اس کے سامنے ہونے والا بچہ آج جوان ہے، اور وہ اس لئے پردہ نہیں کرتی کہ اس کے سامنے پلا اور جوان ہوا، یہ میرا بیٹا اور میں اس کی ماں کے برابر ہوں۔

جواب:...قرآنِ کریم کی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو بڑی بوڑھی نکاح کی میعاد سے گزر گئی ہو وہ اگر غیرمحرَم کے سامنے چہرہ کھول دے، بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن پردہ اس کے لئے بھی بہتر ہے۔[1] اور یہ بات محض فضول ہے کہ: ''یہ بچہ تو میرے سامنے پل کر جوان ہوا ہے، اس لئے اس سے پردہ نہیں۔''

برقع کے لئے ہر رنگ کا کپڑا جائز ہے

سوال:...کس قسم کے رنگ کا کپڑا شریعتِ مطہرہ میں برقع کے لئے استعمال کرنا چاہئے؟

جواب:...ہر قسم کے رنگین کپڑے کا برقع استعمال کرسکتی ہے، اصل چیز ڈھانپنا ہے۔

بے پردگی اور غیر اِسلامی طرزِ زندگی پر قہرِالٰہی کا اندیشہ

سوال:...میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دِلانا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ آپ بغیر کسی رُورعایت کے جواب سے مستفیض فرمائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے، قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''لوگو! تم پر

---

(۱) قال تعالٰی: ''والقواعد من النساء الّتی لَا یرجون نکاحًا فلیس علیھن جناح أن یضعن ثیابھن غیر متبرجٰت بزینة وأن یستعففن خیر لھن، واللہ سمیع علیم'' (النور: ۶۰)۔

رمضان کے روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ'' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کے دور میں مرد اور خواتین ایک دُوسرے سے آزادانہ طور پر ملتے ہیں، خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہر شعبۂ زندگی میں کام کر رہی ہیں۔ آج کی عورت بے پردہ ہوکر، بناؤ سنگھار کے ساتھ بازاروں، گلی کوچوں اور بس اِسٹاپوں غرض کہ ہر جگہ پر اِٹھلاتی نظر آتی ہے، اس بے پردہ عورت کا لباس نیم برہنگی کا احساس دِلاتا ہے اور نیک طینت مرد کی نظریں شرم سے جھک جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''عورتیں اپنی زینت نہ دِکھاتی پھریں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت غیرمرد کے سامنے نہ آئے، ہاں! پردے میں رہ کر اپنی ضروری حاجتوں کو پورا کرسکتی ہے، آپ کہیں گے کہ مرد غیرعورت کو دیکھتے ہی کیوں ہیں؟ اور یہی سوال ہر بے پردہ عورت بھی کرتی ہے، میرا اِستدلال یہ ہے کہ کیا عورت کو غیرمرد کا دیکھنا جائز ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی کے سامنے آگئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! یہ نابینا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو! اس طرح آپ صلی اللہ علیہ سلم نے حضرت عائشہؓ کو تنبیہ فرمائی اور قیامت تک آنے والی خواتین کے لئے ہدایت۔ اب آپ بتائیے کہ آج کے دور میں کوئی مرد یا عورت روزہ رکھ کر متقی اور پرہیزگار بن سکتا ہے جبکہ ہر طرف بنی سنوری عورتیں گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں؟ اور اس پر عورتوں کی یہ ہٹ دھرمی کہ مرد ہمیں دیکھتے ہی کیوں ہیں؟ مرد کہاں کہاں نظریں نیچی کریں گے، عورت سایے کی طرح ہر جگہ ساتھ ساتھ ہے، کیا عورت برقع یا چادر اوڑھ کر ضروری کام نہیں کرسکتی؟ کیا وہ بغیر دوپٹہ کے ٹرانسپیرنٹ لباس پہن کر دُنیا کے کام انجام دے سکتی ہے؟ یہ بنیادی اَحکامات عورت نے پسِ پشت ڈال دیئے اور روزہ رکھنے لگی، جس میں طہارت، تقویٰ اور پرہیزگاری بنیادی جز ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس سلسلے میں صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

جواب:... آپ نے ہمارے عریاں معاشرے کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس پر سوائے اظہارِ افسوس اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے کے میں کیا تدبیر عرض کرسکتا ہوں؟ شرم و حیا عورت کی زینت ہے، اور پردہ اس کی عزّت و عصمت کا نگہبان! سب سے اوّل تو خود ہماری خواتین کو اپنا مقام پہچاننا چاہئے تھا، ان عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو بناؤ سنگھار کرکے بے محابا بازاروں میں نکلتی ہیں۔[1] کیا کوئی عورت جس کے دِل میں ذرّہ ایمان موجود ہو وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت لینے کے لئے تیار ہوسکتی ہے؟

دُوسرے:... ان خواتین کے والدین، بھائیوں، شوہروں اور بیٹوں کا فرض ہے کہ جو چیز اسلامی غیرت کے خلاف ہے اسے برداشت نہ کریں، بلکہ اس کی اصلاح کے لئے فکرمند ہوں، حیا اور ایمان دونوں اہم ترین ہیں، جب ایک جاتا ہے تو دُوسرا بھی اسی کے ساتھ رُخصت ہوجاتا ہے۔

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما .... ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنّة ولا يجدن ريحها، وإن الريح لتوجد من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۵، باب النساء الكاسيات).

تیسرے:... معاشرے کے برگزیدہ اور معزّز افراد کا فرض ہے کہ اس طغیانی کے خلاف جہاد کریں، اور اپنے اثر و رُسوخ کی پوری طاقت کے ساتھ معاشرے کو اس گندگی سے نکالنے کی فکر کریں۔

چوتھے:... حکومت کا فرض ہے کہ اس کے انسداد کے لئے عملی اقدامات کرے۔ اس قوم کی بدقسمتی ہے کہ ہمارا پورے کا پورا معاشرہ ملعون اور اخلاق باختہ قوموں کی غلط رَوِش پر چل نکلا ہے، وضع و قطع، نشست و برخاست اور طور و طریق سب بدکردار و بداَطوار قوموں کے اپنائے جارہے ہیں۔

اگر اس خوفناک ذِلت و گراوٹ اور شر و فساد کی اِصلاح کی طرف توجہ نہ دی گئی تو اندیشہ اس بات کا ہے کہ خدانخواستہ اس قوم پر قہرِ الٰہی نازل نہ ہو، نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ!

نامحرَم جوان مرد و عورت کا ایک دُوسرے کو سلام کرنا

سوال:... اکثر ہمارا واسطہ تایازاد، چچازاد، ڈاکٹروں، اُستادوں اور اسی طرح کے محرَم اور نامحرَم لوگوں سے پڑتا ہے۔ جبکہ ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ اچھا محسوس نہیں ہوتا کہ سلام یا ابتدائی کلمات ادا کئے بغیر بات کی جائے، عورت (بالغ و نابالغ) کیا مردوں محرَم و غیرمحرَم کو سلام کرسکتی ہے؟ اگر نہیں، تو بات کا آغاز کس طرح کرے؟

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (آپ پر میں اور میرے والدین قربان) سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی صفات بہترین ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ: کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہئے خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

جواب:... نامحرَم کو سلام کرنا، جبکہ دونوں جوان ہوں، فتنے سے خالی نہیں، اس لئے سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا دونوں جائز نہیں۔ (۱)

دیور اور جیٹھ سے پردہ ضروری ہے، اس معاملے میں والدین کی بات نہ مانی جائے

سوال:... آج کل بہت سے جرائم دیور اور جیٹھ کی وجہ سے ہو رہے ہیں، میری نگاہ سے ایک حدیث گزری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اگر دیور بھابھی سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو، اور اگر بھابھی اس سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو۔ میں نے جب یہ شرط اپنے گھر میں عائد کی، یعنی اپنی بیوی سے دیور اور جیٹھ کے پردے کے لئے کہا تو میرے گھر والوں نے مجھے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ دُوسری طرف یہ بھی حکم ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے دُوسری سنت کو ترک کرنا پڑ رہا ہے، اگر کہیں یہ عمل ہوتا ہے تو معاشرے کے لوگ اسے بےغیرت کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں پر شک کرتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بتایا جائے۔

جواب:... عورت اپنے دیور، جیٹھ کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، چہرے کا پردہ کرے، بےتکلفی کے ساتھ باتیں نہ کرے، ہنسی

(۱) ولَا یکلم الأجنبیة إلّا عجوزًا عطست أو سلمت فیشمتها ویرد السلام علیها وإلّا لَا۔ (درمختار)۔ أی وإلّا تکن عجوزًا بل شابة لَا یشمتها ولَا یرد السلام بلسانه ...إلخ۔ (شامی ج:۶ ص:۳۶۹، کتاب الحظر والإباحة، باب فی النظر والمس)۔

مذاق نہ کرے،[۱] بس اتنا کافی ہے۔ اس پر اپنی بیوی کو سمجھا لیجئے۔ آج کل چونکہ پردے کا رواج نہیں، اس لئے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ والدین کی بے ادبی تو نہ کی جائے، لیکن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے۔[۲]

بے پردگی کی شرط لگانے والی یونیورسٹی میں پڑھنا

سوال:... ایک مسئلہ یہ ہے کہ جس کی خبر سن کر میں حیران پریشان رہ گیا، جس کا اثر ابھی تک ہے۔ وہ یہ ہے کہ جدہ میں ایک یونیورسٹی نوجوان لڑکیوں کی ہے جس کے چند اُصولوں میں ایک اُصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کا لباس اسکرٹ (جس کی لمبائی گھٹنے تک ہوتی ہے) ہے، جس کا پہننا ہر لڑکی کے لئے ضروری ہے۔ دُوسرا اُصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی دوپٹہ پہننا ممنوع، بلکہ سخت جرم ہے۔ اگرچہ راستے میں اور اس یونیورسٹی تک برقع کی حالت میں آنا لازمی ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس یونیورسٹی میں پڑھانا لڑکیوں کو کیسا ہے؟ کیونکہ میری بھابھی وہاں پڑھتی ہے؟ براہ مہربانی تفصیل سے جواب دیں کہ وہاں لڑکیوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ اور اسی طرح عورت کے لئے بغیر دوپٹہ کے گھر کی چار دیواری میں پڑھنا کیسا ہے؟ جس کی وجہ سے سینہ بھی ظاہر ہو۔

جواب:... اگر وہاں کسی غیر مرد کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ یونیورسٹی کا عملہ عورتوں ہی پر مشتمل ہے، تو مسلمان عورتوں کے سامنے عورت کا سر کھولنا جائز ہے۔[۳] اور اگر وہاں مرد لوگ بھی ہوتے ہیں تو ان کے سامنے سر اور چہرہ کا ڈھکنا فرض ہے، اور مردوں کے سامنے کھولنا حرام ہے۔[۴] ایسی صورت میں اس یونیورسٹی میں پڑھنا ہی جائز نہیں۔

شادی سے قبل لڑکی کو دیکھنا اور اس سے باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... کیا اسلام میں اس بات کی اجازت ہے کہ لڑکا شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھے اور لڑکی لڑکے کو دیکھے، بات کرے اور اپنے لئے پسند کرے؟ جبکہ اسلام میں غیر مردوں سے پردے کا سخت حکم ہے اور شادی سے قبل دونوں ایک دُوسرے کے لئے غیر ہی ہوتے ہیں۔ اس عمل کے بارے میں کوئی حدیث ہے تو بیان کریں۔

جواب:... جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو صرف ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت ہے، اور ضرورت کی بنا پر یہ چیز

---

(۱) عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء! فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أفرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت! (بخاری ج:۲ ص:۷۸۷، بابٌ لَا يخلونّ رجل بامرأة).

(۲) "ووصينا الإنسان بوالديه حسنًا وإن جاهداك على أن تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما" الآية (العنكبوت:۸). أيضًا: عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة في معصية، إنما الطاعة في المعروف. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۳۱۹، كتاب الإمارة، الفصل الأوّل).

(۳) وتنظر المرأة المسلمة من المرأة كالرجل من الرجل. (تنوير الأبصار مع شرحه ج:۶ ص:۳۷۱، كتاب الحظر والإباحة).

(۴) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لَا لأنه عورة، بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة).

پردے کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔[۱]

اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو عورت چہرہ کھول سکتی ہے

سوال:... زید کہتا ہے کہ عورت کا چہرہ ان اعضاء میں نہیں جس کا چھپانا ضروری ہے، بکر کہتا ہے کہ اگر عورت اپنا چہرہ نہ چھپائے تو پھر پردے کا فائدہ کیا ہے، سب سے زیادہ موجبِ فتنہ تو یہی چہرہ ہے، اگر عورت اپنے چہرے کو نہ چھپائے تو کیا اس کو شرع میں پردہ کہا جائے گا؟ پردے کی آیت کے نزول کے وقت صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کا کیا عمل تھا؟

جواب:... ایک ہے چہرے کو ڈھانپنا، دُوسرا ہے غیرمحرَم سے پردہ کرنا، تو شارع نے عورت کے چہرے کو ستر نہیں بنایا، تو عورت پر چہرے کا ڈھانپنا گھر میں واجب نہیں، البتہ غیرمحرَم سے پردہ کرنا واجب ہے۔ ہاں! اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو عورت چہرہ کھول سکتی ہے۔[۲]

کیا شوہر کے مجبور کرنے پر اس کے بھائیوں اور بہنوئیوں سے پردہ نہ کروں؟

سوال:... شادی سے پہلے مجھے دِین سے شغف تو تھا، لیکن شادی کے بعد دِینی کتابوں کے مطالعے کا موقع بھی ملا، کیونکہ شوہر صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور دِینی کتب کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ پھر ایک مرحلہ ایسا آیا کہ میں نے پردہ شروع کردیا، جب سسرال والوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے ایک طوفان کھڑا کردیا۔ نند اور سسر نے ایسا لتاڑا کہ الامان والحفیظ! جس کی وجہ سے میرے شوہر بھی مجھ سے بدگمان ہوگئے اور یہ سمجھنے لگے کہ میں ان سے ان کے رشتہ داروں کو چھڑانا چاہتی ہوں۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ شوہر چاہتے ہیں کہ میں ان کے بھائیوں اور بہنوئیوں سے پردہ نہ کروں، جبکہ میں یہ نہیں چاہتی۔ میں ان کے بھائیوں کے سامنے زیادہ نہیں جاتی اور نہ ہی ان کے بھائیوں سے زیادہ بات کرتی ہوں۔ اس صورتِ حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آنجناب اپنے قیمتی مشورے سے سرفراز فرمائیں۔

جواب:... بیٹی! تمہارے لئے سسرال والوں کی ناواقفی مجاہدہ ہے۔ بہرحال جہاں ایسا ماحول ہو، کوشش کرو کہ چہرہ، دونوں کلائیاں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا بدن ڈھکا رہے، اور ضرورت کی بات کرنے کی اجازت ہے۔[۳] بہرحال اپنے لئے اِستغفار بھی کرتی رہو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتی رہو۔ ان شاء اللہ تم اللہ کے سامنے سرخرو ہوجاؤ گی۔

---

(۱) ولو أراد أن يتزوج امرأة فلا بأس أن ينظر إليها وإن خاف أن يشتهيها لقوله عليه السلام للمغيرة ابن شعبة حين خطب امرأة أُنظر إليها فإنه احرىٰ أن يؤدم بينكما رواه الترمذي وغيرها ولأن المقصود إقامة للسنة لَا قضاء الشهوة. (شامي ج:٦ ص:٣٧٠، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس).

(۲) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنه عورةٌ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الرد ج:١ ص:٤٠٦، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة).

(۳) كذا يفهم من تعليم الطالب للتهانوي ص:٥.

سگے بھائی سے پردہ نہیں

سوال:... ہم نے سنا ہے کہ شریعت کی رُو سے اسلام میں سگے بھائی سے بھی پردہ واجب ہے، اور اگر نہ کرو تو گناہ ہے، اس وجہ سے ہم سخت اُلجھن کا شکار ہیں، ذہن اس بات کو قبول نہیں کرتا، لیکن اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر والد سے بھی پردہ لازم ہے۔

جواب:... جن عزیزوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجا، بھانجا ان سے پردہ نہیں، ایسے لوگ ''محرَم'' کہلاتے ہیں۔[1] البتہ اگر کسی کا کوئی محرَم بے دِین ہو اور اس کو عزّت و آبرو کی شرم نہ ہو، اس سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔[2]

منہ بولے بھائی سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:... کیا اسلام میں منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اسلام میں منہ بولے بھائی کی حیثیت اجنبی کی ہے، اس سے بھی پردہ لازم ہے۔[3]

منہ بولے بیٹے سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:... مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ زید نے ایک دُور کے رشتہ دار جوان لڑکے کو بیٹا بنا کر گھر میں رکھا ہوا ہے، جبکہ گھر میں جوان بیوی بھی ہے جو کہ پردہ نہیں کرتی ہے، اور وہ یہ بھی کہتی ہے کہ میں نے بیٹا بنا کر رکھا ہے۔ آپ شریعت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ کیا کسی دُور کے رشتہ دار کو بیٹا بنا کر رکھا جاسکتا ہے جبکہ جوان بیوی بھی گھر میں ہو؟ کیا شوہر کے کہنے پر بیوی اس جوان نامحرَم کے سامنے بے پردہ ہوسکتی ہے؟

جواب:... شریعت میں منہ بولا بیٹا بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، قرآنِ کریم میں اس کی صاف ممانعت آئی ہے۔[4] اس لئے

---

(۱) (ومن محرمه) هي من لَا يحل له نكاحها أبدًا بنسب .... وأصله قوله تعالٰى: ولَا يبدين زينتهن إلّا لبعولتهن الآية ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۸، كتاب الكراهية، فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة)۔

(۲) قال محمد ويجوز له أن يسافر بها ويخلو بها يعني إذا أمن على نفسه فإن علم انه يشتهيها أو تشتهيه إن سافر بها أو خلا بها، أو كان أكبر رأيه ذالك أو شك فلا يباح له ذالك۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۸، كتاب الكراهية)۔

(۳) قال تعالٰى: لَا جناح عليهن في اٰبائهن ولَا ابنآءهن ولَا إخوانهن ولَا أبناء إخوانهن ولَا أبناء أخواتهن ولَا نساءهن ولَا ما ملكت أيمانهن واتقين الله" (الأحزاب:۵۵)۔ قال أبوبكر الجصاص تحت هٰذه الآية: قال قتادة رخص لهٰؤلَاء أن لَا يحتجبن منهم، قال أبوبكر ذكر ذوى المحارم منهمن وذكر نسائهن۔ (أحكام القرآن للجصاص، سورة الأحزاب ج:۳ ص:۳۷۰، طبع دار الكتب العربي، بيروت)۔ وعن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، أي غير المحرمات على طريق التخلية، أو على وجه التكشف۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة ج:۳ ص:۴۱۰ طبع بمبئی هند)۔

(۴) "وما جعل أدعيائكم أبنائكم ذٰلكم قولكم بأفواهكم، والله يقول الحق وهو يهدى السبيل۔ ادعوهم لِأبآئهم هو أقسط عند الله" (الأحزاب:۴،۵)

منہ بولے بیٹے کا حکم بھی شرعاً اجنبی کا ہے اور اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔[1]

ایک ساتھ رہنے والے نامحرَم سے بھی جوان ہونے کے بعد پردہ لازم ہے

سوال:... کیا کسی ایسے گھر میں پردہ ضروری ہے جہاں کوئی شخص بچپن گزارے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھے جبکہ وہ گھر کے ایک ایک فرد سے اچھی طرح واقف ہو؟ کتاب وسنت کی روشنی میں کیا پردہ لازم ہے؟

جواب:... جوان ہونے کے بعد بنصِ قرآن اس سے پردہ لازم ہے۔[2]

عورت کو تمام غیرمحرَم افراد سے پردہ ضروری ہے، نیز منگیتر سے بھی ضروری ہے

سوال:... خاندان کے کن کن افراد سے لڑکی ذات کو پردہ کرنا چاہئے؟ اور پردہ کے لئے کم از کم کتنی عمر ہونی چاہئے؟

جواب:... شریعت میں محرَم سے پردہ نہیں، اور "محرَم" وہ ہے جس سے نکاح کسی وقت بھی حلال نہ ہو، اس کے سوا سب سے پردہ ہے۔[3]

سوال:... کیا منگنی کے بعد بھی منگیتر سے پردہ کرنا چاہئے؟

جواب:... منگنی، نکاح کا وعدہ ہے، نکاح نہیں،[4] اور جب تک نکاح نہیں ہوجاتا دونوں ایک دُوسرے کے لئے اجنبی ہیں، اور پردہ ضروری ہے۔[5]

سوال:... کیا منگنی کے بعد منگیتر سے بات چیت پر بھی پابندی ہے؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حوالہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۲) قال الله تعالٰی: یٰٓأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن (الأحزاب: ۵۹) وقال العلامة الجصاص: روی عن عبدالله رضی الله تعالٰی عنه قال: الجلباب الرداء، قال ابن أبی نجیح عن مجاهد یتجلببن لیعلم أنهن حرائر، ولَا یعرض لهن فاسق، وروی محمد بن سیرین عن عبیدة: یدنین علیهن من جلابیبهن، قال تقنع عبیدة، واخرج احدی عینیه۔ وحدثنا عبدالله بن محمد قال: حدثنا الحسن بن أبی ربیع قال: أخبرنا عبدالرزاق قال: أخبرنا معمر عن الحسن قال: کن اماءً بالمدینة یقال لهن: کذا وکذا، یخرجن فیتعرض لهن السفهاء فیؤذونهن، وکانت المرأة الحرة تخرج فیحسبون انها امة فیتعرضون لها، فیؤذونها، فأمر الله المؤمنات أن "یدنین علیهن من جلابیبهن، ذٰلک أدنٰی أن یعرفن" انهن حرائر فلا یؤذین ...إلخ۔ (أحکام القرآن للجصاص ج:۳ ص: ۳۷۱، ۳۷۲، طبع سهیل اکیڈمی لَاهور)۔

(۳) ومن محرمه هی من لَا یحل له نکاحها أبدًا بنسب ...إلخ۔ وأصله قوله تعالٰی: ولَا یبدین زینتهن إلّا لبعولتهن الآیة وأما نظره إلٰی ذوات محارمه فنقول یباح له أن ینظر منها ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۸، کتاب الکراهیة، شامی ج:۶ ص:۳۶۷، کتاب حظر والإباحة، فصل فی النظر والمس)۔

(۴) لو قال هل أعطیتنیها فقال اعطیتُ إن کان المجلس للوعد فوعدٌ وإن کان للعقد فنکاحٌ ...إلخ۔ (شامی ج:۳ ص:۱۱، کتاب النکاح)۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

جواب:... جس سے نکاح کرنا ہو، شریعت نے اسے ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت دی ہے،[1] تاکہ پسند و ناپسند کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ منگیتر کا حکم بھی اجنبی کا ہے جب تک نکاح نہ ہو۔

عورت کو کن کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

سوال:... کیا اسلام میں عورت کے لئے پردہ ضروری ہے؟

جواب:... جی ہاں![2]

سوال:... اگر ضروری ہے تو پردہ کن چیزوں کا ہے؟ یعنی پورے چہرے کا؟

جواب:... فطرت نے عورت کا پورا جسم ہی ایسا بنایا ہے کہ اسے نامحرَموں کی گندی نظر سے چھپانا ضروری ہے۔[3] جو اعضاء نہیں چھپائے جاسکتے ان کی مجبوری ہے، مثلاً: ہاتھ، پاؤں۔

سوال:... آج کل چادر اور برقع ہے، کیا چادر سے پردہ ہوسکتا ہے؟

جواب:... جی ہاں! بشرطیکہ چادر بڑی ہو، سر سے پاؤں تک۔[4]

عورت کو مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کروانا

سوال:... میرے دوست کی بیوی جنسی علاج کی غرض سے سِول ہسپتال گئی، وہاں پر اس نے دیکھا کہ مرد ڈاکٹر عورتوں کو برہنہ کرکے ان کا چیک اپ کرتے ہیں، جب اس عورت کو مرد ڈاکٹر نے برہنہ ہونے کو کہا تو اس نے اپنا علاج کرانے سے انکار کردیا اور وہ گھر چلی آئی۔ یہ عورت ابھی تک اس جنسی مرض میں مبتلا ہے۔ کیا شریعت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی مرد علاج کی غرض سے کسی

---

(۱) ولو أراد أن يتزوج إمرأة فلا بأس أن ينظر إليها ... إلخ. (شامی ج:۶ ص:۳۷۰، عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۰).

(۲) "يٰـأيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن" (الأحزاب:۵۹). روی عن عبدالله رضي الله عنه قال: الجلباب الرداء، وقال ابن ابی نجيح عن مجاهد يتجلببن ليعلم أنهن حرائر ولَا يعرض لهن فاسق. (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۳۷۱، طبع سهيل اکيڈمی). وعن ابن مسعودٍ رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (مشكوٰة ص:۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة). وعن أُمّ سلمة أنها قالت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة رضي الله عنها إذا أقبل ابن أُمّ مكتوم فدخل عليه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إحتجبا منه! فقلت: يا رسول الله! أليس هو أعمٰى لَا يبصرنا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفعمياوان أنتما؟ ألستما تبصرانه؟ (مشكوٰة ص:۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة).

(۳) وقال تعالٰى: (يدنين عليهن من جلابيبهن) قال الجصاص: في هٰذه الآية دلَالة علٰى أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين، وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن، وفيها دلَالة علٰى أن الأمة ليس عليها ستر وجهها وشعرها، لأن قوله تعالٰى: ونساء المؤمنين، ظاهره أنه أراد الحرائر. (أحكام القرآن للجصاص سورة الأحزاب:۵۹، ج:۳ ص:۳۷۲، طبع سهيل اکيڈمی). وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لخوف الفتنة والمعنٰى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة. (درمختار مع حاشية ردالمحتار ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلوٰة).

(۴) قال ابن عباس وأبوعبيدة: أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤسهن ووجوههن بالجلابيب إلّا عينًا واحدًا. (تفسير مظهری ج:۷ ص:۳۸۴، طبع مكتبة اشاعت العلوم، دهلی).

مسلمان خاتون کے پوشیدہ حصے کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے؟ اگر نہیں تو آپ خود بتائیے کہ مسلمان خواتین کس طرح اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اُصولوں پر زندگی گزاریں؟ جبکہ علاج کرانا بھی ضروری ہو، جبکہ آج کل سرکاری زچہ خانوں میں سارے کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور شریعت میں تو پردے کی اتنی اہمیت ہے کہ عورت کا ناخن تک کوئی غیر مرد نہیں دیکھ سکتا۔ مولوی صاحب! میرا مقصد صرف مسئلہ معلوم کرنا نہیں، بلکہ آپ عالمِ دِین کا یہ فرض ہے کہ آپ اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کو روکیں، ورنہ مستقبل میں ہمارے ملک کا ایسا حال ہوگا جیسا کہ آج کل یورپ کا ہے۔

جواب:... مسئلہ تو آپ نہیں پوچھنا چاہتے، اور اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کا انسداد، میرے، آپ کے بس کا نہیں۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ خواتین کی اس بے حرمتی کا فوری انسداد کرے۔ شرم و حیا ہی انسانیت کا جوہر ہے، یہ نہ ہو تو انسان، انسان نہیں بلکہ آدمی نما جانور ہے، بدقسمتی سے یہ جدید تہذیب میں شرم و حیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف یورپ میں ہی نہیں بلکہ کراچی میں بھی عورتیں سر برہنہ بازاروں میں گشت کرتی ہیں، دفتروں میں اجنبی مردوں کے برابر بیٹھتی اور بے تکلفی میں ان سے ہاتھ ملاتی ہیں، درزیوں کو کپڑوں کا ناپ دیتی ہیں، ان سے اپنے بدن کی پیمائش کراتی ہیں اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہو رہا ہے۔ جس معاشرے میں نہ اسلامی اَحکام کا لحاظ ہو، نہ خدا اور رسول سے شرم ہو، نہ عورتوں کو مردوں سے شرم ہو، نہ انہیں اپنی نسوانیت کا احساس ہو، وہاں اگر دائی جنائی کا کام بھی مردوں کے سپرد کردیا جائے تو تہذیبِ جدید کے فلسفے کے عین مطابق ہے! یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے گھرانوں کی بیگمات کو اس سانحے کا علم ہے، مگر ان کی طرف سے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ جہاں تک ناگزیر حالات میں اجنبی مرد سے علاج کرانے کا تعلق ہے، شریعت نے اس کی اجازت دی ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کے حدود بھی متعین کئے ہیں۔[۱]

کیا بیمار مرد کی تیمارداری عورت کرسکتی ہے؟

سوال:... میں مقامی بڑے اسپتال میں بطور نرس کام کرتی ہوں اور یہی میرا ذریعہ معاش ہے، اور کوئی کفالت کرنے والا بھی نہیں، قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ ہم مسلمان لڑکیوں کو اس پیشے سے وابستگی رکھنی چاہئے؟ معاشرے میں لوگ مختلف خیال رکھتے ہیں، جبکہ ہم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، جہاں ماں باپ، عزیز رشتہ دار بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ہمارے ہاتھوں میں کئی لاوارث دَم توڑتے ہیں، جن کو کوئی کلمہ پڑھانے والا نہیں ہوتا اور کئی لاوارث دُعائیں دیتے ہیں کہ ہمیں شفا اللہ نے دی، اس کے بعد آپ لوگوں کی دیکھ بھال، تیمارداری ہے۔ دِماغ عجیب اُلجھن میں پڑا رہتا ہے، اس کا حل بتائیں، ہم نرسوں کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ ہمیں یہ پیشہ اختیار رکھنا چاہئے یا ترک کردیں؟ اور بہنوں کو روکیں یا ترغیب دیں؟

---

(۱) وامتنع نظره إلى وجهها إلّا لحاجة ..... ومداواتها ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة إذا الضرورات تتقدر بقدرها۔ (درمختار)۔ فينبغي أن يعلم امرأة تداويها فإن لم توجد وخافوا عليها أن تهلك أو يصيبها وجع لَا تحتمله يشتروا منها كل شي إلّا موضع العلة ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع إلّا عن موضع الجرح والظاهر أن ينبغي هنا للوجوب۔ (ردالمحتار على الدر المختار ج:۶ ص:۳۷۱، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس)۔

جواب:... بیمار کی تیمارداری تو بہت اچھی بات ہے، لیکن نامحرَم مردوں سے بے حجابی اس سے بڑھ کر وبال ہے۔ عورتوں کے ذمہ خواتین کی تیمارداری کا کام ہونا چاہئے، مردوں کی تیمارداری کی خدمت عورتوں کے ذمہ صحیح نہیں۔ (۱)

لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے؟

سوال:... میں ڈاکٹر ہوں، کیا میں اس طرح پردہ کرسکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا اسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

جواب:... کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ نامحرَموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔ (۲)

برقع یا چادر میں صرف آنکھیں کھلی رکھنا جائز ہے

سوال:... پردے کے بارے میں پوچھنا ہے کہ آج کل اس طرح برقع یا چادر اوڑھتے ہیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جاتے ہیں اور نیچے سے چہرہ ناک تک، صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... صحیح ہے۔ (۳)

نامحرَم عورت کا سر یا بازو دیکھنا جائز نہیں

سوال:... اگر کم سن یا بالغ عورت کے کھلے ہوئے سر یا بازو پر قصداً نظر کی جائے تو کیا گناہ ہوتا ہے؟ جبکہ یہ اعضاء سترِ خفیفہ میں شامل ہیں۔

جواب:... نامحرَم بالغ عورت یا جو لڑکی بلوغ کے قریب ہو، اس کے ان اعضاء کی طرف دیکھنا گناہ ہے۔ (۴)

---

(۱) ولَا تمس شیئًا منه إذا کان أحدهما شابًّا فی حد الشهوة وإن أمنا علٰی أنفسهما الشهوة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۷، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه)۔

(۲) قال تعالٰی: (یدنین علیهن من جلابیبهن) قال ابن کثیر: أمر الله نساء المؤمنین إذا خرجن من بیوتهن فی حاجة أن یغطین وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابیب ...إلخ۔ تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۲۸۴ سورة الأحزاب:۵۹، طبع ریاض)۔ یدنین علیهن من جلابیبهن الآیة، قلت یعنی اذن لٰکن أن تخرجن متجلببات۔ (تفسیر مظهری ج:۷ ص:۳۸۴)۔ أیضًا: وتمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین رجال ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة)۔

(۳) قال ابن عباس وأبوعبیدة: أمر نساء المؤمنین أن یغطین رؤسهن ووجوههن بالجلابیب إلّا عینًا واحدًا۔ (تفسیر مظهری ج:۷ ص:۳۸۴، أیضًا: تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۲۸۴، الأحزاب:۵۹، طبع ریاض)۔

(۴) ولَا یجوز أن ینظر الرجل إلی الأجنبیة إلّا إلٰی وجهها وکفیها لقوله تعالٰی: ولَا یبدین زینتهن إلّا ما ظهر منها الآیة، فإن کان لَا یأمن الشهوة لَا ینظر إلٰی وجهها إلّا لحاجةٍ لقوله علیه السلام: من نظر إلٰی محاسن امرأةٍ أجنبیة عن شهوة صب فی عینیه الآنک یوم القیامة ...إلخ۔ وقوله لَا یأمن یدل علٰی أنه لَا یباح إذا شک فی الإشتهاء۔ (هدایة ج:۴ ص:۴۵۸، کتاب الکراهیة، طبع شرکت علمیة ملتان)۔

عورت اپنے محرَم کے سامنے کتنا جسم کھلا رکھ سکتی ہے؟

سوال:... عورت محرَم کے سامنے کس حد تک جسم کھلا رکھ سکتی ہے، مثلاً: ایک بہن اپنے بھائی کے سامنے؟

جواب:... گھٹنے سے نیچے کا حصہ اور سینے سے اُوپر کا حصہ، سر، چہرہ، بازو، محرَم کے سامنے کھولنا جائز ہے۔ [1]

نامحرَم عورت کو قصداً دیکھنا

سوال:... کیا یہ صحیح ہے کہ نامحرَم عورت کو اگر قصداً بلا لذّت دیکھا جائے تو یہ آنکھوں کے زنا میں شمار نہ ہوگا؟

جواب:... بغیر ضرورت کے جب نامحرَم کو قصداً دیکھا جائے تو اس کا داعیہ لذّت کے سوا کیا ہوسکتا ہے، اور ''بلا لذّت'' کی شناخت کیسے ہوگی؟ یہ محض نفس کا فریب ہے۔ [2]

گاؤں میں پردہ نہ کرنے والی بیوی کو کس طرح سمجھائیں؟

سوال:... ایک گاؤں میں عام پردہ کا رواج نہیں، مگر ایک لڑکی جو قبل از نکاح پردہ نہیں کرتی تھی، اب بعد از نکاح اس کا خاوند جو شرعی اور مذہبی نوعیت کا آدمی ہے، اس کو پردے کا حکم دیتا ہے تو وہ خوش اخلاقی سے جواباً کہتی ہے کہ: ''میں آپ کی بات مانوں گی مگر اپنی بہنوں اور والدہ اور بھابھیوں کو ذرا فرمایئے کہ وہ بھی پردہ رکھیں'' جبکہ وہ ذمہ داری والد اور بھائیوں کی ہے، اس میں خاوند کا کوئی بس ہی نہیں چلتا تو ایسی صورت میں خاوند کو بیوی سے کیا سلوک کرنا چاہئے؟ کیا طلاق دے دے یا تشدّد کرے یا پھر دُوسری کوئی صورت ہے؟

جواب:... عام رشتہ داروں سے پردہ ضروری ہے۔ [3] اور بیوی کی یہ دلیل دُرست نہیں کہ فلاں پردہ کیوں نہیں کرتی۔ شوہر کو چاہئے کہ جب عام رواج پردے کا نہیں ہے، سختی سے کام نہ لے، متانت اور محبت و پیار سے اس کو سمجھائے، [4] اور اگر اس کو یقین ہے کہ طلاق دینے کی صورت میں اسے اس سے اچھی باپردہ بیوی مل سکتی ہے تو اس کی اپنی صوابدید ہے۔

لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا

سوال:... اسلام کی رُو سے یہ حکم ہے کہ عورت کو بے پردہ ہوکر باہر نہیں نکلنا چاہئے، اب جبکہ خواتین، طلبہ کے کالجز میں بھی آچکی ہیں تو ہمیں پیریڈ کے دوران ان سے سوال بھی پوچھنا پڑتا ہے تو پڑھانے والی گناہگار ہیں کہ پڑھنے والے جبکہ ہم مجبور ہیں؟

---

(۱) وفي تنوير الأبصار: ومن محرمه إلى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد ...إلخ. (وفي شرحه) وأصله قوله تعالىٰ ولَا يبدين زينتهن إلّا لبعولتهن .... وتلك المذكورات مواضع الزينة. (الدر المختار مع الرد ج:٦ ص:٣٦٧).

(۲) عن جرير بن عبدالله قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نظر الفجائة فأمرني أن أصرف بصري. (مشكوٰة ص:٢٦٨، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الأوّل).

(۳) "يٰأيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن" (الأحزاب:٥٩).

(۴) "ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة" (النحل:١٢٣).

جواب:...عورتوں کا بے پردہ نکلنا جاہلیتِ جدیدہ کا تحفہ ہے۔ شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے کہ مرد و عورت سرِ بازار جنسی خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سب سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ: "میاں! اس کو کسی اوٹ میں لے جاتے"۔[1] جہاں تک آپ کی مجبوری کا تعلق ہے، بڑی حد تک یہ مجبوری بھی مصنوعی ہے، طلبہ جہاں اور بہت سے مطالبات کرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے اِحتجاج کرتے ہیں، کیا حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتے کہ انہیں اس گناہگار زندگی سے بچایا جائے...؟[2]

عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا

سوال:...عورتوں کا بینکوں، آفسوں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا ہے؟

جواب:...عورتوں کا بے پردہ، غیر مردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔[3]

سوال:...اگر مذہب اسلام عورتوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیتا تو کیا اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہمارا فرض نہیں کہ عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا جائے یا کم از کم ان کے لئے پردہ یا علیحدگی لازمی قرار دی جائے۔

جواب:...بلاشبہ فرض ہے اور جب کبھی "صحیح اسلامی مملکت" قائم ہوگی اِن شاء اللہ عورت کی یہ تذلیل نہ ہوگی۔

ازواجِ مطہراتؓ پر حجاب کی حیثیت، قرآن سے پردے کا ثبوت

سوال:...ازواجِ مطہراتؓ پر حجاب فرض تھا یا واجب؟

جواب:...فرض تھا۔[4]

سوال:...اور عام مؤمنات کو اور ازواجِ مطہراتؓ کو پردے کا حکم برابر ہے یا فرق؟

جواب:...حکم برابر ہے، مگر اِحترام و عظمت کے اعتبار سے شدّت و ضعف کا فرق ہے۔

سوال:...اگر ہے تو کس وجہ سے؟

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: لَا تقوم الساعة حتّٰی لَا یبقی علٰی وجه الأرض أحد لله فیه حاجة، وحتّٰی توجد المرأة نهارًا جهارًا تنکح وسط الطریق لَا ینکر ذالک أحد ولَا یغیره، فیکون أمثلهم یومئذ الذی یقول: لو نحیتها عن الطریق قلیلا فذاک فیهم مثل أبی بکر وعمر فیکم. (المستدرک للحاکم ج:۴ ص:۴۹۵).

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من رأی منکم منکرًا فلیغیره بیده، فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه وذالک أضعف الإیمان. رواه مسلم. (مشکٰوة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأوّل).

(۳) "وقرن فی بیوتکن ولَا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولٰی" (الأحزاب:۳۳).

(۴) "یٰأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن" (الأحزاب:۵۹).

جواب:... لقوله تعالٰی: "لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ .... الخ۔"[1]

سوال:... اور قرآن شریف کی کس آیت سے حکم پردہ کی تائید ہوتی ہے؟

جواب:... "يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ" الآیۃ۔[2]

سفرِ حج میں بھی عورتوں کے لئے پردہ ضروری ہے

سوال:... اکثر دیکھا گیا ہے کہ سفرِ حج میں چالیس حاجیوں کا ایک گروپ ہوتا ہے، جس میں محرَم اور نامحرَم سب ہوتے ہیں، ایسے مبارک سفر میں بے پردہ عورتوں کو تو چھوڑ یئے باپردہ عورتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ پردے کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں، جب ان سے پردے کا کہا جاتا ہے تو اس پر جواب دیتی ہیں کہ: "اس مبارک سفر میں پردے کی ضرورت نہیں اور مجبوری بھی ہے" اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حرم میں عورتیں نماز وطواف کے لئے باریک کپڑا پہن کر تشریف لاتی ہیں اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خوب آدمیوں کے ہجوم میں طواف کرتی ہیں اور اسی طرح حجرِ اَسوَد کے بوسے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا ایسی مجبوری کی حالت میں شریعت کے یہاں پردے میں کوئی رعایت ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مبارک سفر میں حرام سے بچے تاکہ حج مقبول ہو، اس طرح کے کپڑے پہن کر طواف ونماز وغیرہ کے لئے آنا شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب:... اِحرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرے کو نہ لگے، لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو، نامحرَموں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور جب اِحرام نہ ہو تو چہرے کا ڈھکنا لازم ہے۔[3] یہ غلط ہے کہ مکہ مکرّمہ میں یا سفرِ حج میں پردہ ضروری نہیں، عورت کا باریک کپڑا پہن کر (جس میں سے سر کے بال جھلکتے ہوں) نماز اور طواف کے لئے آنا حرام ہے، اور ایسے کپڑے میں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔[4] طواف میں عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجرِ اَسوَد کا بوسہ لینے کی بھی کوشش نہ کریں، ورنہ گناہگار ہوں گی اور "نیکی برباد، گناہ لازم" کا مضمون صادق آئے گا۔ عورتوں کو چاہئے کہ حج کے دوران بھی نمازیں اپنے گھر پر پڑیں، گھر پر نماز پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا، ان کا گھر پر نماز پڑھنا، حرم شریف میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور طواف کے لئے رات کو جائیں اس وقت رَش نسبتاً کم ہوتا ہے۔

بہنوئی سے بھی پردہ ضروری ہے چاہے اس نے سالی کو بچپن سے بیٹی کی طرح پالا ہو

سوال:... میں اپنے بہنوئی (دُولہا بھائی) کے پاس رہتی ہوں، بچپن ہی سے انہوں نے مجھے اپنی بیٹی کی طرح پالا ہے، مجھے بہت چاہتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا بہنوئی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بہنوئی سے نکاح نہیں ہوسکتا، اس لئے میرے خیال میں ان سے

---

(۱) الأحزاب: ۳۲۔

(۲) الأحزاب: ۵۹۔

(۳) وستر الوجه (درمختار) وأطلقه فشمل المرأة لما في البحر عن غاية البيان من أنها لَا تغطي وجهها إجماعًا اهـ. أي وانما تستر وجهها عن الأجانب بإسدال شيءٍ متجاف لَا يمس الوجه. (شامي ج:۲ ص:۴۸۸ فصل في الإحرام، كتاب الحج).

(۴) وقال في الفتاوى الحاقانية المعتبر في افساد الصلاة انكشاف ما فوق الأذنين من الشعر. (حلبي كبير ص:۲۱۲).

پردہ بھی نہیں ہونا چاہئے، اگر ہے تو میں کیا کروں؟ میرا یہ مسئلہ اسلامی مسئلے کے ساتھ ساتھ ذہنی اور نفسیاتی مسئلہ بھی بن گیا ہے، کیونکہ میری بہت خواہش ہے کہ میں نیک بن جاؤں، اس مقصد کے لئے میں نے ہر بُرائی کو اپنے دِل پر پتھر رکھ کر ختم کردیا ہے، لیکن یہ مسئلہ میرے بس کا روگ نہیں۔ باجی مجھے بہت چاہتی ہیں، اپنے آپ سے جدا نہیں کرسکتیں، کیونکہ وہ بہت بیمار رہتی ہیں، ان کی کوئی بیٹی بھی نہیں ہے۔ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن جس انسان کے چوبیس گھنٹے ساتھ رہا جائے اس سے پردہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں، شدید ذہنی اُلجھن کا شکار ہوں، ہر وقت خوفِ خدا اور خدا کے عذاب کے کھٹکے نے مجھ سے میرا چین چھین لیا ہے۔ لوگ میری حالت پر شک کرتے ہیں، اس مسئلے کو جب بتاتی ہوں تو کوئی بھی یقین نہیں کرتا کہ میں اتنے سے مسئلے کے لئے اتنی پریشان ہوں، وہ اسے چھوٹا سا مسئلہ ہی سمجھتے ہیں، لیکن میں اپنے ضمیر کو کس کونے میں سلاؤں جو ہر وقت مجھ کو پریشان کئے رکھتا ہے، میری عمر ۱۹ سال ہے، سیکنڈ ایئر کی طالبہ ہوں۔

جواب:... پردہ تو بہنوئی سے بھی ہے،[۱] لیکن چادر کا پردہ کافی ہے۔ بلاضرورت بات نہ کی جائے، نہ بلاضرورت سامنے آیا جائے، اور حتی الوسع پورے بدن کو چھپا کر رکھا جائے، اور اگر اس میں کوتاہی ہوجائے تو توبہ و اِستغفار سے اس کی تلافی کی جائے۔

منہ بولا باپ، بھائی، بیٹا اجنبی ہیں، شرعاً ان سے پردہ لازم ہے

سوال:... مولانا! ہم پردیس میں رزق کی تلاش میں آنے والوں کی زندگی بھی ایک عجیب تماشا ہے۔ وہی حساب ہے کہ ''نکلے تری تلاش میں اور خود ہی کھو گئے۔'' ہم اپنا وطن، اپنا گھربار اور اپنے پیاروں کو ہزاروں میل دُور چھوڑ کر رزقِ حلال کے ذریعے اپنے پیاروں کی خوشیاں خریدنے نکلے تھے، لیکن اپنی خوشیاں اور ذہنی سکون بھی گنوا بیٹھے ہیں۔ جیسا کہ وطن میں بسنے والے لوگوں کا بلکہ خود ہم پردیس میں رہنے والے لوگوں کے گھر والوں کا خیال ہے کہ یہاں کھجور کے درختوں پر ریال، دِینار اور دِرہم و ڈالر لٹکتے ہیں، صرف ہاتھ بڑھا کر توڑنے کی دیر ہے، حالانکہ اپنے وطن، اپنے والدین، بیوی بچوں سے دُوری کا عذاب، دیارِ غیر کی سختیاں، حقارت آمیز سلوک، مشین کی طرح کام کرنا، یہاں پر گزرا ہوا ایک سال اپنے وطن کے دس سال کے برابر ہوجاتا ہے۔ صبح سے شام تک بے تکان کام اور جب تھکے ہارے بستر پر لیٹو تو گھر والوں کی یاد، ان کی فکریں، خط نہیں آیا تو ایک پریشانی، پھر ملکی حالات۔ ایک طرف یہ زندگی، دُوسری طرف گھروں کے سربراہ یعنی کوئی باپ ہے، شوہر ہے، بھائی ہے ان کے پردیس چلے جانے سے اور وطن میں ان کی بیویوں، بیٹیوں، بیٹوں اور ماؤں کے تنہا رہ جانے سے جو ذہنی اُلجھنیں پیدا ہورہی ہیں۔ معاشرتی مسائل بن رہے ہیں، جن گھروں کو ہم نے اس صحرا کی تپتی ریت میں اپنے خون پسینے کی کمائی سے بنایا تھا، ان کی دیواریں گر رہی ہیں، ہم لوگ اپنے ہی گھروں میں اجنبی بن کر رہ گئے ہیں، ہماری واپسی کے ذِکر سے بھی ہمارے گھر والوں کے چہرے اُتر جاتے ہیں اور ہم صرف روپیہ کمانے کی مشین بن کر رہ گئے ہیں۔

میں اس سمع خراشی کی دست بستہ معافی چاہتا ہوں، آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، لیکن جس معاشرتی مسئلے کی طرف میں آپ

---

(۱) "ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن ولَا یبدین زینتھن اِلّا لبعولتھن" (النور: ۳۱)۔ نیز ص:۸۱ کا حاشیہ نمبر ۴ دیکھئے۔

کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں، وہ بھی مذہبی اور معاشرتی نقطۂ نگاہ سے کم اہم نہیں ہے، اس کی وجہ سے بہت سے گھر برباد ہو رہے ہیں، خوشگوار ازدواجی زندگیاں نفرت، رُسوائی اور جدائی کا شکار ہو رہی ہیں، اس بات کو اس طرح دیکھیں۔

زید نے مسماۃ زاہدہ سے شادی کی، خاندانی و معاشرتی لحاظ سے، مذہبی لحاظ سے دونوں کے گھرانے قابلِ فخر اور قابلِ عزّت ہیں، دونوں میں حددرجہ باہمی محبت اور اتحاد ہے، خلوص ہے۔ شوہر کا بیوی پر اور بیوی کا شوہر پر اعتماد ہے۔ بیوی شوہر کا ہر مشکل اور ہر پریشانی، غربت میں ساتھ دیتی ہے، بیوی کا کوئی سگا بھائی نہیں ہے، بیوی عمر کو بھائی بناتی ہے اور عمر یہ کہتا ہے کہ یہ میری سگی بہن کی طرح ہے، (عمر بھی شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے)، زید کو خدا پر اور اپنی بیوی کے کردار پر بے انتہا بھروسہ ہے، جس شخص کو بھائی بنایا گیا ہے وہ بھی ایک شریف اور ایک اعلیٰ کردار کا حامل شخص ہے، لیکن زید بار بار اپنی بیوی کو یہ سمجھاتا رہا کہ: ''ٹھیک ہے، مجھے تم پر بھروسہ ہے لیکن اس منہ بولے رشتے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، اور خاص کر اس صورت میں کہ جب کسی عورت کا شوہر، باپ یا بھائی پردیس میں ہو تو اسے کسی نامحرَم سے اس طرح میل ملاقات کرنا نہیں چاہئے، آخر کار اس میں رُسوائی ہے۔'' لیکن بیوی ضد کرتی ہے اور زور دیتی ہے کہ: ''نہیں! عمر میرے سگے بھائیوں کی طرح ہے اور میں ملوں گی'' ان باتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ دونوں کے درمیان جو خلوص، محبت اور ہمدردی کا بندھن تھا، کمزور پڑنے لگتا ہے، قربتیں دُوریوں میں بدل جاتی ہیں۔ اور اگر شوہر واپسی کا اِرادہ ظاہر کرتا ہے تو بیوی دُوسروں کی رائے اور مشورے سناتی ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ معاشی حالات ملک کے خراب ہیں اس لئے زید کو آنا نہیں چاہئے۔ ان مشیروں میں منہ بولے بھائی بھی شامل ہیں، جو تنہائی میں زید کو ہمیشہ پُرزور مشورہ دیتے ہیں کہ اسے واپس آجانا چاہئے۔

آخر کار بدترین اندیشے رنگ لاتے ہیں، لوگ اُنگلیاں اُٹھانے لگتے ہیں، اِلزام لگاتے ہیں اور بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ زید قتل کرنے پر بھی تیار ہو جاتا ہے۔ مولانا! یہ ایک زید کی کہانی نہیں ہے، ایسی ہزاروں کہانیاں جنم لے رہی ہیں، کئی گھر بار برباد ہو رہے ہیں، رشتے ٹوٹ رہے ہیں، بچے بے گھر ہو رہے ہیں۔ خدارا! اپنے کالم میں اس موضوع پر قلم اُٹھائیں اور بتائیں کہ اسلام میں، قرآن میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات کی روشنی میں ان منہ بولے رشتوں کی کیا حقیقت ہے؟ اور ایک عورت کے لئے کسی نامحرَم شخص سے منہ بولے بھائی کی حیثیت سے بھی اس طرح ملنا، اسے شوہر پر ترجیح دینا، اور جبکہ بات عزّت و رُسوائی تک آپہنچے، اس کے باوجود یہ زور دے کر کہنا کہ: ''میرا ضمیر صاف ہے، میں ملوں گی!'' کہاں تک جائز ہے؟ اور مذہب میں ان باتوں کی کیا سزا یا جزا ہے؟ اسلام نے ہر عورت اور مرد کے لئے میل ملاپ کی حدیں مقرّر کی ہیں۔ یہ تو ان بھائی بنانے والی عورتوں کو معلوم ہونا چاہئے اور ان بھائی بننے والے مردوں کو اپنی بہنوں کی عزّت کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی وجہ سے ان کی بہنوں کی عزّت پر حرف آرہا ہے، ان کے گھر برباد ہو رہے ہیں، لیکن ہمارے معاشرے کو کیا ہوا ہے؟ ہر شخص خودسر، خودغرض ہو چکا ہے۔

جواب:... شریعت میں منہ بولے بیٹے، باپ یا بھائی کی کوئی حیثیت نہیں،[1] وہ بدستور اجنبی رہتے ہیں اور ان سے عورت کو پردہ کرنا لازم ہے۔ اس منہ بولے کے چکر میں سینکڑوں خاندان اپنی عزّت و آبرو نیلام کر چکے ہیں، اس لئے اس عورت کا یہ کہنا کہ: ''میں منہ بولے بھائی سے ضرور ملوں گی'' خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور بے حیائی کی بات ہے۔ اور یہ کہنا کہ:

---

(۱) قال تعالٰی: "وما جعل أدعيائكم أبنائكم ذٰلكم قولكم بأفواهكم والله يقول الحق وهو يهدى السبيل" (الأحزاب: ۴).

''میرا ضمیر صاف ہے!'' کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ گفتگو ضمیر کے صاف ہونے نہ ہونے پر نہیں، کسی کے ضمیر کی خبر یا تو اس کو ہوگی یا اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کس کا ضمیر کس حد تک صاف ہے۔ گفتگو تو اس پر ہے کہ جب منہ بولا بھائی شرعاً اجنبی ہے تو اجنبی مرد سے (شوہر کی طویل غیرحاضری میں) مسلسل ملنا کیونکر حلال ہوسکتا ہے؟ اگر اس کا ضمیر صاف بھی ہو تب بھی تہمت اور اُنگشت نمائی کا موقع تو ہے، اور حدیث میں ایسے مواقع سے بچنے کی تاکید آئی ہے، حدیث میں ہے:

''إتقوا مقام التهمة!''[1]

ترجمہ:... تہمت کے مقام سے بچو!''

کیا پردہ صرف آنکھوں کا ہوتا ہے یا برقع اور چادر بھی ضروری ہے؟

سوال:... آج کل کے جدید دور میں یہ کہا جارہا ہے کہ پردہ صرف آنکھوں کا ہوتا ہے، اگر خواتین آنکھیں نیچی یا حفاظت کرکے چلیں تو برقع یا چادر کی کوئی ضرورت نہیں، کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... کیا دورِ جدید میں قرآنِ کریم کی وہ آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات منسوخ ہوگئے جن میں حجاب (پردے) کا حکم ہے...؟ اور اگر آنکھیں نیچی کرنے کے حکم پر ساری دُنیا، مسلم و غیرمسلم عمل کیا کرتی تو آپ کہہ سکتے تھے کہ جب کوئی دیکھنے والا ہی نہیں تو پردہ کس سے کریں؟ لیکن جب آوارہ نظریں چارسو کھلے چہروں کا تماشا دیکھ رہی ہوں تو کیا ان کی گندگی سے بچنے کے لئے پردے کی ضرورت نہ ہوگی...؟[2]

سن رسیدہ خواتین کے لئے پردے کا حکم

سوال:... دستور کمیشن کے سربراہ مولانا ظفر احمد انصاری نے اپنے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ ۴۵-۴۰ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد عورت کے لئے شریعت میں پردے کی شرائط بھی نرم ہوجاتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اس عمر میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ دفتروں میں کام کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے یا دُوسرے کاموں میں مردوں کے ساتھ رہ سکتی ہیں؟ وزارت، سفارت کے منصب پر مقرّر کی جاسکتی ہیں؟ غرضیکہ کہاں تک پردے کے اَحکام میں نرمی برتی جاسکتی ہے؟

جواب:... پردے کے اَحکام نرم ہوجانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب اس پر نسوانی اَحکامات جاری نہیں ہوتے۔ جو کام مردوں کے ہیں، یا جن کاموں میں غیرمردوں کے ساتھ بے محابا اِختلاط یا تنہائی کی نوبت آتی ہے وہ اب بھی جائز نہیں ہوں گے۔[3]

---

(۱) لقوله عليه الصلاة والسلام: "إتقوا مواضع التهم" هو معنى قول عمر: من سلك مسالك التهم إتهم ... إلخ. (الموضوعات الكبرىٰ ص: ۴۹، طبع قديمي).

(۲) "يٰأيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن" (الأحزاب: ۵۹). "وقل للمؤمنٰت يغضضن من أبصارهن" (النور: ۳۱). أيضًا: وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لَا لأنه عورة بل لخوف الفتنة ... إلخ. وفي الشامية: لأنه مع الكشف قد يعق النظر إليها بشهوة. (شامي ج: ۱ ص: ۴۰۶، باب شروط الصلاة).

(۳) عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لَا يخلون رجل بامرأة إلَّا مع ذي محرم ... إلخ. (صحيح البخاري ج: ۲ ص: ۷۸۷، باب لَا يخلونّ رجل بامرأة إلَّا ذو محرم).

کیا شادی میں عورتوں کے لئے پردے میں کوئی تخفیف ہے؟

سوال:... اکثر خواتین پردہ کرتی ہیں، جبکہ شادی وغیرہ میں پردہ نہیں کرتیں، حالانکہ وہاں ان کا سامنا مردوں سے بھی ہوتا ہے، اگر سامنا نہ بھی ہو تو مووی اور تصاویر یہ کسر پوری کردیتے ہیں کہ باپردہ خواتین کو مرد حضرات بھی دیکھ لیتے ہیں، کیا یہ پردہ مناسب ہے؟ جبکہ میرے خیال میں شادی یا دُوسری ایسی تقاریب میں بھی باپردہ رہنا چاہئے، چاہے مرد نہ بھی ہوں، لیکن مووی بن رہی ہو۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ پردہ دار خواتین کہلانے کی مستحق ہیں؟

جواب:... آپ کا خیال صحیح ہے، ایسی عورتیں پردہ دار نہیں بلکہ پردہ در ہیں۔

پردے کی حدود کیا ہیں؟

سوال:... اسلام میں صحیح پردہ کیا ہے؟ کیا ہاتھ، پاؤں، چہرہ، آنکھیں کھلی رکھی جاسکتی ہیں؟ بہت سی لڑکیوں کو اکثر چہرے کھولے پردہ کرتے دیکھا ہے، جبکہ میرے خیال میں چہرہ بھی پردے کی چیز ہے، مسلکِ حنفی یا اسلام میں ہاتھ پنجوں تک، پیر اور آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت ہے یا ہاتھ اور پاؤں پر بھی موزے اور دستانے استعمال کئے جائیں۔ مطلب یہ کہ آپ دُرست طریقہ پردے کا وضاحت سے بتلائیے۔

جواب:... ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں کھلی رہیں، چہرہ چھپانا چاہئے۔[1]

کن لوگوں سے؟ اور کتنا پردہ ضروری ہے؟

سوال:... میں ایک معزز سیّد گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، ہمارے گھر میں پردہ بھی ہوتا ہے مگر اپنے عزیز و اقارب سے نہیں، جبکہ میں اپنے تمام نامحرَم رشتہ داروں سے پردہ کرنا چاہتی ہوں۔ اب جبکہ میں نے ایسا کیا تو دُوسرے لوگوں کے علاوہ اپنے والدین کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ میں ٹی وی نہیں دیکھتی ہوں اور غیر مردوں کی تصاویر بھی نہیں دیکھتی ہوں، امی ابو پریشان ہیں۔ پلیز مجھے قرآن و سنت کی روشنی میں بتلائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں اپنے والدین کو اپنی وجہ سے پریشان اور مغموم نہیں دیکھ پاتی ہوں، مگر خدا کے اَحکام کی خلاف ورزی بھی نہیں چاہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باریک لباس پر اعتراض فرمایا تھا تو یہ بھی فرمایا تھا کہ مجبوری کی حالت میں عورت اپنے قریبی محرَم کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے، اس سلسلے میں بھی وضاحت کردیں تو مشکور ہوں گی، کیا ہم اپنے کزن (خالہ زاد، چچازاد وغیرہ) کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہیں؟

جواب:... جس شخص کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو وہ ''محرَم'' کہلاتا ہے۔[2] اور جس سے کسی وقت نکاح جائز ہوسکتا ہے وہ عورت کے لئے ''نامحرَم'' ہے، اور شرعاً نامحرَم سے پردہ ہے۔[3] اس لئے خالہ زاد، چچازاد سے بھی پردہ کرنا چاہئے، اگر

---

(۱) ''ولَا یبدین زینتھن إلّا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن'' (النور: ۳۱)۔

(۲) ومحرمه ھی من لَا یحل له نکاحھا أبدًا بنسب أو بسبب۔ (درمختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۳۶۷، کتاب الحظر والإباحة)۔

(۳) ''یٰأیھا النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن۔'' (الأحزاب: ۵۹)۔

کبھی کبھار مجبوری سے کسی نامحرَم کے سامنے آنا پڑے تو چہرہ چھپالینا چاہئے۔[1] نامحرَم رشتہ داروں سے بے تکلفی کے ساتھ باتیں کرنا اور بے حجاب ان سے اختلاط کرنا شرعاً و اخلاقاً زہرِ قاتل ہے۔

سگے پھوپھی زاد اور ماموں زاد وغیرہ سے بھی چہرے کا پردہ ہے

سوال:... عورتوں کے لئے شرعی پردے کی کیا حد ہے؟ نیز کیا سگے پھوپھی زاد اور ماموں زاد وغیرہ سے بھی چہرے کا پردہ ہے؟

جواب:... چہرے کا پردہ تمام نامحرَموں سے فرض ہے۔[2]

گھر سے باہر پردہ نہ کرنے والی خواتین، گھر میں رشتہ داروں سے کیوں پردہ کرتی ہیں؟

سوال:... ہمارے ہاں اب پردہ ایک نیا رُخ اختیار کرچکا ہے، وہ یہ کہ عورتیں، لڑکیاں ویسے تو کھلے عام پھرتی ہیں، خوب شاپنگ کرتی ہیں اور کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے کی کوئی پروانہیں کرتیں، مگر وہ جب اپنے گھروں میں ہوتی ہیں، اگر اس وقت کوئی مہمان یا کوئی اور آجائے تو فوراً پردہ کرلیتی ہیں اور ہرگز کسی کے سامنے نہیں آتیں۔ آپ بتاسکتے ہیں کہ مسلمان عورتوں، لڑکیوں کے اس ماڈرن پردے کی اسلام میں کوئی شق موجود ہے؟ اگر نہیں تو پھر اپنے گھر میں آنے والے شریف لوگوں سے پردہ چہ معنی دارد، جبکہ اس طرح شریف لوگوں کی دِل شکنی بھی ہوتی ہے جو بذاتِ خود ایک بڑا گناہ ہے۔

جواب:... اِعتراض صحیح چیز پر نہیں، غلط پر ہوتا ہے۔ آپ کو اِعتراض "ماڈرن بے پردگی" پر ہونا چاہئے جو بے حیائی کی حدود سے بھی کچھ آگے نکل گئی ہے، پردہ بہرحال پردہ ہے، وہ محلِ اِعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جو عورت خدا اور رسول کا حکم سمجھ کر پردہ کرے گی وہ خدا اور رسول کی رضامندی کی مستحق ہوگی، اور جو فیشن کے طور پر کرے گی وہ اس رضامندی سے محروم رہے گی۔[3]

بھابیوں سے پردہ کتنا ضروری ہے؟

سوال:... میرے نو بیٹے ہیں، ان میں سے تین کی شادی ہوگئی ہے، دراصل مسئلہ یہ ہے کہ میرے تمام بیٹے اپنی بھابیوں سے پردہ کرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ بھابیوں سے پردہ کرنے کی نوعیت کیسی ہوگی؟ آیا ان سے پردہ عام اجنبی عورتوں کی طرح ہوگا یا ان سے کچھ گنجائش ہے؟ مثلاً: ضروری بات کرنی یا کھانا پینا ہو تو کیا سامنے آسکتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اگر بھابیوں سے عام اجنبی عورتوں کی طرح پردہ کیا گیا تو ایک گھر میں رہنا مشکل ہوجائے گا۔

---

(۱) . تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة. (ردالمحتار ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة).

(۲) "يٰأيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن." (الأحزاب: ۵۹).

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنّما الأعمال بالنيّات وإنّما لِامرىءٍ ما نوىٰ. الحديث. (بخاری ج:۱ ص:۲، باب كيف كان بدء الوحي).

جواب:... بھابھیوں سے پردہ تو عام لوگوں کی طرح ہے، مگر گھر میں آنا جانا مشکل ہوجاتا ہے، اس لئے صرف چادر کا پردہ کافی ہے، ضروری بات بھی کرسکتے ہیں اور کھانا وغیرہ بھی لاسکتے ہیں۔

نرس کے لئے مرد کی تیمارداری

سوال:... عام طور سے مسلمان لڑکیاں نرسنگ کورس کو اپنانے سے گریز کرتی ہیں، میں نے یہ سوچ کر نرسنگ ٹریننگ میں داخلہ لیا تھا کہ ہماری جیسی مسلمان لڑکیاں بھی آگے آئیں اور اس پیشے کو اپنائیں، لیکن اس پیشے میں مرد اور عورت دونوں کی تیمارداری کرنا پڑتی ہے۔ لڑکی ہونے کی حیثیت سے عورتوں اور بچوں کا کام تو کرسکتی ہیں، لیکن مردانہ وارڈ میں زخم وغیرہ کی مرہم پٹی ایک غیرمرد کی کیا ایک مسلمان لڑکی کے لئے صحیح ہے؟ مہربانی فرماکر اِسلام اور شریعت کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں۔

جواب:... مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لئے مردوں کو مقرّر کیا جانا چاہئے، نامحرَم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔ [1]

بھابھی سے پردے کی حد

سوال:... ہم دو ساتھی ہیں اور الحمدللہ ہم دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں شرعی پردے کا مکمل اہتمام کیا ہے، لیکن میرا ساتھی مجھے اس پر تنگ کرتا ہے کہ: ''آپ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی بھابھیوں سے پردہ نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہو'' جبکہ اعتراض کنندہ کا کوئی اور بھائی نہیں ہے جس کی بناء پر وہ اعتراض کرتا ہے اور ہم تین بھائی ہیں، تینوں شادی شدہ ہیں۔ آپ کا تحریر کردہ ایک مسئلہ بندہ نے اعتراض کنندہ کو پیش کیا کہ ضرورت کے وقت بھابھی سے بات بھی کی جاسکتی ہے اور بھابھی، ہاتھ، پاؤں اور چہرہ ننگا کرسکتی ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ: ''اس مسئلے کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں ہے، اس لئے میں اس کی تقلید نہیں کرتا۔'' لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کو وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

جواب:... حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''جو رشتہ دار محرَم نہیں، مثلاً: خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہ جوان عورت کو ان کے رُوبرو آنا اور بے تکلف باتیں کرنا ہرگز نہیں چاہئے، اگر مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو سر سے پاؤں تک کسی میلی چادر سے ڈھانک کر شرم و لحاظ سے بضرورت رُوبرو آجائے اور کلائی، بازو، سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے، اسی طرح ان لوگوں کے رُوبرو عطر لگاکر عورت کو آنا جائز نہیں، اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔'' (تعلیم الطالب ص:۵)۔ [2]

---

(۱) ولَا یمس الرجل المرأۃ وھما شابان سواء کانت الصغیرۃ ماسۃ والبالغ ماس۔ (البحر ج:۸ ص:۱۹۹)۔

(۲) تفصیل کے لئے دیکھیں: إمداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۱۷۷۔

بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے

سوال:... مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ داماد کسی بھی درجے کا ہو، اس سے پردہ کرنا نہیں آیا، مثلاً: سگی بہن، بھتیجی اور بھانجی کا شوہر۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب:... بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے، وہ شرعاً داماد نہیں۔ [1]

جیٹھ کے داماد سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:... اپنے جیٹھ کے داماد سے پردہ کرتی ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ گھر کے آدمی سے پردہ نہیں کرنا چاہئے اور سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ بتائیے کہ پردہ ہے یا نہیں؟

جواب:... اس سے بھی پردہ ہے۔ [2]

سوال:... جب جیٹھ، نندوئی، دیور، بہنوئی ان سب سے شرع کا حکم پردہ کرنے کا ہے تو ہمارے بزرگ اور شوہر، بھائی ہم سے پردہ کرنے کو کیوں نہیں کہتے اور ہمیں سامنے آنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟

جواب:... غلط کرتے ہیں۔

پردے کے لئے کون سی چیز بہتر ہے برقع یا چادر؟

سوال:... اسلام میں پردے کی اہمیت بہت زیادہ ہے، لیکن پردے کا اصل مفہوم کیا ہے؟ کیا خواتین کو برقع استعمال کرنا لازمی ہے؟ اور موجودہ دور میں برقع کا جس طرح استعمال کیا جاتا ہے، کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟

جواب:... پردے سے مراد پورے بدن کا ستر ہے، خواہ چادر سے ہو یا برقع سے، جو برقع ستر کا فائدہ نہ دے وہ بے کار ہے۔ [3]

عورت کا مردوں کو خطاب کرنا، نیز عورت سے گفتگو کس طرح کی جائے؟

سوال ۱:... کیا عورت غیرمحرَم مردوں کے جلسے میں وعظ یا اصلاحِ معاشرہ یا اصلاحِ رُسوم کے سلسلے میں تقریر کرسکتی ہے؟ (پردہ چاردیواری میں ہے)۔

سوال ۲:... کیا عورت بلاضرورت غیرمحرَم کو اپنی آواز سناسکتی ہے؟

سوال ۳:... کیا حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا دیگر صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے نیک لوگوں سے پردے میں وعظ یا تقریر کی؟

---

(۱) قال تعالیٰ: "یٰاَیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن" جمع جلباب وهی الرداء التی تشتمل بها المرأة فوق الدرع والخمار۔ (تفسیر المظهری ج:۷ ص:۳۸۳، ولَا یبدین زینتهن الآیة النور: ۳۱)۔

(۲) أیضًا۔

(۳) أیضًا۔

سوال ۴:...صحابہ کرامؓ بوقتِ ضرورت اُمت کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیسے مسئلہ معلوم کرتے تھے؟

جواب ۱:...نامحرَموں کے سامنے بے پردہ تقریر کرنا جائز نہیں، حرام ہے۔[1] اور بوقتِ ضرورت پردے کے ساتھ گفتگو جائز ہے، مگر لب و لہجے میں سختی و درشتی ہونی چاہئے، جس سے دُوسرے آدمی کو عورت کی طرف کشش پیدا نہ ہو۔[2]

آج کل جو جلسوں میں خواتین و حضرات کا مشترکہ خطاب ہوتا ہے، یہ جاہلیتِ جدیدہ کی بدعتِ سیئہ ہے۔

جواب ۲:... بلاضرورت جائز نہیں، خصوصاً جبکہ فتنے کا اندیشہ ہو، اور مجمع بازاری لوگوں کا ہو،[3] اسی لئے کہا گیا ہے:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

بسا ایں دولت از گفتار خیزد

جواب ۳:... بلا پردہ تقریر کرنا ثابت نہیں، نہ بلاضرورت۔ پھر "مسلمانوں کی ماں" پر آج کی عورت کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس معاشرے پر آج کے گندے معاشرے کو قیاس کرنا بدعقلی ہے۔

جواب ۴:...قرآنِ کریم میں ہے: "فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ" (الأحزاب: ۵۳) (ترجمہ: ازواجِ مطہراتؓ سے کچھ پوچھنا ہو تو پس پردہ پوچھو) اس لئے پردے کے پیچھے سوال کرتے تھے۔

پردے کے مخالف والدین کی اطاعت ضروری نہیں، نیز بہنوئیوں سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:...علمائے کرام سے سنا ہے کہ بیٹے پر شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے والدین کی اطاعت اس حد تک واجب ہے کہ اگر وہ حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو وہ طلاق دے دے۔ دُوسری طرف سے شریعتِ اسلامیہ میں شادی کو سنتِ مؤکدہ قرار دیا گیا ہے، اور بیوی کے پردے کو واجب یا فرضِ عین۔ اور خاص کر حدیثِ نبوی میں بیوی کو شوہر کے بھائیوں سے سختی کے ساتھ پردہ کرنے کا حکم ہے۔ میری شادی کو ہوئے تین سال کا عرصہ ہوا ہے، میں نے شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے بیوی کو اپنے (شوہر کے) بھائیوں (حقیقی وسوتیلے) سے پردے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے وہ شرعی حکم کی تعمیل میں سخت پردہ کرتی ہے۔ ان (بیوی) کی دُوسری چار (غیرشادی شدہ) بہنیں بھی ہیں۔ اب مجھے سخت مسائل درپیش ہیں، جن سے سخت نالاں ہوں، اور محسوس ہوتا ہے کہ شریعت کے یہ دو اَحکام ایک دُوسرے سے ٹکرا رہے ہیں، وہ یہ کہ میرے بھائی صاحبان اور میرے والدین مجھ سے اس بات (پردہ مذکورہ پر) سے سخت خفا ہیں، خط و کتابت بند کردی ہے، اب اگر میں شادی نہ کرتا تو سنتِ مؤکدہ ترک ہوجاتی، اگر شادی کرلی تو بیوی کا پردہ واجب ہوگیا۔ اِدھر سے والدین کی اطاعت بھی واجب۔ اگر پردے والے شرعی حکم کو مانتا ہوں اور اس پر عمل کروں گا تو والدین کی اطاعت جو شرعاً واجب ہے، ترک

---

(۱) ولَا نجيز لهن رفع أصواتهن ولَا تمطيطها ولَا تليينها وتقطيعها لما في ذالك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوة منهم. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلوٰة، مطلب في ستر العورة).

(۲) "يٰنساء النبي لستن كأحد من النساء إن اتقيتنّ فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض وقلن قولًا معروفًا" (الأحزاب: ۳۲). مسئلة: المرأة مندوبة إلى الغلظة في المقال إذا خاطبت الأجانب لقطع الإطماع. (تفسير المظهري ج:۷ ص:۳۳۸).

(۳) ایضاً حوالہ نمبر۱۔

ہوگی۔ اور اگر والدین کا حکم اور منشاء کی اطاعت کروں گا تو پردہ جو (شرعاً واجب ہے) کا ترک لازم آئے گا۔ دُوسری طرف سے سسرال کا تکرار ہے کہ باقی جو میری سالیوں کی شادی جب ہوجائے گی، تو ان ہم دامادوں سے بھی بیوی کو پردہ نہ کرانا، اور بیوی کی بھی یہی تکرار ہے، اور اندیشہ قطعی ہے کہ اگر میں بیوی کو اپنے ہم داماد بھائیوں سے جب شرعی پردے کا حکم دُوں گا تو میرے گھر کا ماحول انتہائی خراب ہوگا۔ بیوی کا حق مہر جو پچیس ہزار روپے میرے ذمہ غیر مؤجل ہیں کا مطالبہ ہوگا، میں ایک غریب آدمی ہوں، آفس میں کلرک ہوں، ماہانہ تنخواہ سے گھر کا گزارا کفایت کرکے بمشکل ہوتا ہے، حق مہر کے لئے اپنی ماہانہ آمدنی سے ایک پیسہ بھی نہیں بچایا جاسکتا۔ تقریباً اندازہ ہے کہ حق مہر کی رقم میں (اگرچہ انکار نہیں مگر) ادا تا زیست نہ کرسکوں گا۔ خدارا! آپ سے دست بستہ عرض ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے مجھے اپنے آئندہ موقف مناسبہ اختیار کرنے کی رہنمائی فرمایئے گا۔ میں آپ کے لئے تاحیات دُعا کرتا رہوں گا۔ اللہ پاک آپ کے اور آپ کے اہل وعیال کے علم میں اضافہ فرمائے اور اَجرِ عظیم عنایت فرمائے، آمین!

جواب:... والدین کا یہ کہنا کہ بھائیوں سے بیوی کو پردہ نہ کرنے کا کہو، خلافِ شرع ہے۔ اور ان کے ایسے حکم کی تعمیل گناہ ہے۔[1] والدین نے اگر محض اس وجہ سے تعلق ختم کردیا ہے تو وہ گنہگار ہیں، آپ ان سے تعلق قطع نہ کریں۔ آپ کے سسرال والوں کا یہ مطالبہ کہ آپ کی بیوی اپنے بہنوئیوں سے پردہ نہیں کرے گی، یہ بھی خلافِ شریعت ہے۔ اگر آپ کی بیوی اصرار کرے تو اس کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھایئے، لیکن اگر وہ اس پر راضی نہ ہو بلکہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس سے کہئے کہ خلع کرے، یعنی مہر معاف کرنے کی شرط پر طلاق لے لے۔

پردے سے متعلق چند سوالات کے جوابات

سوال:... بندہ آپ سے پردے کے بارے میں درج ذیل سوالات کا شرعِ متین کی رُو سے جوابات کا خواہاں ہے:

سوال ۱:... ایک مسلمان عورت کو اپنے رشتہ داروں میں سے کن کن مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

سوال ۲:... مسلمان عورتوں کے لئے پردے کی فرضیت قرآن مجید کی کن آیات سے ہوئی؟

سوال ۳:... ہمارے موجودہ معاشرے میں عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا اور دفاتر و فیکٹریوں میں ملازمت کرنا ایک معمول بن چکا ہے اور معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے بگڑے ہوئے ماحول میں مرد نگاہ کی حفاظت کیسے کرسکتے ہیں؟ راستوں اور بسوں میں باوجود کوشش کے بار بار نظر پڑ جانے سے گناہ ہوگا یا نہیں؟

جواب ۱:... ایسے رشتہ دار جن سے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجے، بھانجے، چچا، ماموں وغیرہ، وہ عورت کے "محرَم" کہلاتے ہیں،[2] ان سے عورت کا پردہ نہیں۔ اور وہ تمام لوگ جن سے نکاح ہوسکتا ہے ان سے پردہ لازم ہے، جیسے: ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد وغیرہ وغیرہ۔[3]

---

(۱) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكوٰة ص: ۳۲۱).

(۲) ومحرمه هي من لَا يحل له نكاحها أبدًا بنسب أو بسبب. (درمختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة).

(۳) "وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولَا يبدين زينتهن إلَّا لبعولتهن أو اٰبائهن" الآية (النور: ۳۱).

جواب ۲:... پردے کی فرضیت قرآنِ کریم کی متعدّد آیات سے ثابت ہے، مثلاً:

سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر: ۳۳ میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی"

ترجمہ:... "اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔"

دُوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ" (النور:۳۱)

ترجمہ:... "اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوند کے یا اپنے باپ کے، یا اپنے خاوند کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنی ہم جنس عورتوں کے، یا اپنی باندیوں کے، یا ان ملازموں کے جو عورت کی زیب و زینت سے غرض نہیں رکھتے، یا ان لڑکوں کے جو عورت کے اسرار سے بے خبر ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ"

(الاحزاب:۵۹)

ترجمہ:... "اے نبی! کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکالیں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔"

جواب ۳:... عورت کا ایسی جگہ ملازمت کرنا حرام ہے، جہاں اس کا اختلاط اجنبی مردوں سے ہوتا ہو۔ اور ایسے گندے ماحول میں، جو کہ ہمارے یہاں پیدا ہوچکا ہے، ایک ایسے شخص کو اپنی نگاہ کی حفاظت نہایت ضروری ہے جو اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتا ہو۔ قصداً کسی نامحرَم کی طرف نظر بالکل ہی نہ کی جائے اور اگر اچانک نظر بہک جائے تو فوراً ہٹالی جائے۔ (۱)

"دیور موت ہے" کا مطلب!

سوال:... میں نے اپنے بیٹے سے ایک حدیث سنی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ دیور کو موت قرار دیا گیا ہے، تو کیا یہ حدیث ہے؟ اگر ہے تو اس حدیث کی مراد کیا ہے؟

---

(۱) عن جریر بن عبدالله قال: سألت رسول الله صلى الله علیه وسلم عن نظر الفجائة فأمرني أن أصرف بصري. (مشکٰوة ص:۲۶۸، کتاب النکاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الأوّل).

جواب:...اس حدیث کا مطلب واضح ہے کہ دیور سے موت کی طرح ڈرنا اور بچنا چاہئے، اس سے بے تکلفی کی بات نہ کی جائے، تنہائی میں اس کے پاس نہ بیٹھا جائے وغیرہ۔[1]

شوہر کے کہنے پر پردہ چھوڑنا

سوال:...ایک اچھے گھرانے کی لڑکی جو بچپن سے جوانی تک شریعت کے مطابق پردہ کرتی ہو، لیکن شادی کے بعد اگر شوہر اسے برقع اُتارنے پر مجبور کرے یا صرف چہرہ ہی کھولنے پر مجبور کرے تو کیا ایسی صورت میں لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مکمل برقع اُتاردے یا چہرہ کھول کر مردوں میں آزادانہ گھومتی رہے، میرے محدود علم کے مطابق پردہ مسلمان عورتوں پر بالکل اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح نماز اور روزہ مسلمانوں پر فرض ہے، کیا مرد کی جانب سے اس قسم کی سختی پر عمل کرنا جائز ہے؟ شریعت اس کے لئے کیا حکم صادر کرتی ہے؟ آج کے معاشرے میں بعض لڑکیاں بچپن سے جوانی تک شریعت کے مطابق پردہ کرتی ہیں، لیکن شادی کے فوراً بعد اپنی مرضی سے پردہ ختم کردیتی ہیں اور اس کا سارا اِلزام عموماً شوہروں پر ڈال دیا جاتا ہے، میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ شریعت اس قسم کے معاملے پر کیا حکم دیتی ہے؟

جواب:... پردہ شرعی حکم ہے، شوہر کے کہنے پر نہ چہرہ کھولنا جائز ہے اور نہ پردے کا چھوڑنا ہی جائز ہے۔[2] شوہر اگر مجبور کرے تو اس سے طلاق لے لی جائے تاکہ وہ ایسی بیوی لاسکے جو ہر ایک کو نظارۂ حسن کی دعوت دے۔ اور خود پردہ چھوڑ کر شوہر پر اِلزام دھرنا غلط ہے، لیکن ان کے گناہ میں شوہر بھی برابر کے شریک ہیں، کیونکہ وہ بے پردگی کو برداشت کرتے ہیں۔[3]

شرعی پردے سے منع کرنے والے مرد سے شادی کرنا

سوال:...اگر ایک لڑکی شرعی پردہ کرتی ہو اور جب اس کی شادی ہونے والی ہو تو اس کو اس بات کا احساس ہو کہ لڑکا پردے پر راضی نہیں ہوگا، تو کیا وہ شادی سے رُک جائے؟

جواب:... پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس میں کسی دُوسرے کی اطاعت جائز نہیں۔[4] اگر لڑکا ایسا ہو تو وہاں شادی نہ کرے۔

---

(۱) قال الحمو الموت، أی دخوله كالموت مهلك يعني الفتنة منه أكثر لمساهلة الناس في ذالك. (مرقاة ج:۳ ص:۴۰۹).

(۲) وعن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الأوّل، طبع قديمي).

(۳) عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألَا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته .... والرجل راع على أهل بيته وهو مسئول عن رعيته. (مشكوٰة المصابيح ص:۳۲۰، كتاب الامارة والقضاء). عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول .... ومن رضي عمل قوم كان شريكًا لعمله. (المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية ج:۲ ص:۴۲، رقم الحديث:۱۶۰۵).

(۴) ایضاً حوالہ نمبر۲۔

پردے پر آمادہ نہ ہونے والی عورت کی سزا

سوال:... اگر عورت کو شریعت کے متعلق حکم دیا جائے اور وہ نہ مانے، مثلاً: پردے کے متعلق (خصوصاً بیوی کو) تو اس کو کیا سزا دینی چاہئے؟ کیا زبردستی اس پر عمل کرایا جائے اور نہیں تو خاموشی اختیار کی جائے؟ برائے مہربانی شریعتِ اسلامی کی روشنی میں جواب دیجئے۔

جواب:... اس کو پیار و محبت سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھایا جائے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔[1]

پیر سے بغیر پردہ کے عورت کا ملنا جائز نہیں

سوال:... ہماری والدہ ایک پیر سے عقیدت رکھتی ہیں، کیا پیر سے اسلام میں میل ملاپ رکھنا اور پردہ نہ کرنا جائز ہے؟

جواب:... پیر سے پردہ لازم ہے۔[2] جو پیر اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہے، اس کے پاس جانا جائز نہیں۔[3]

چہرہ، ہاتھ، پاؤں کیا پردے میں داخل ہیں؟

سوال:... کیا عورت کے لئے چہرے کا پردہ نہیں ہے؟ نیز یہ بتایئے کہ عورت کو کن کن حصوں کا کھولنا منع ہے؟ اور عورت کے لئے چچازاد، خالہ زاد جیسے رشتہ داروں سے پردہ کرنا کیسا ہے؟ حدیث سے جواب دیں۔ کیا یہ دُرست ہے کہ جن سے عورت کا نکاح جائز ہے ان سے پردہ ضروری ہے، چاہے وہ رشتہ دار ہوں؟

جواب:... چہرہ اور ہاتھ پاؤں ستر میں داخل نہیں، لیکن پردے کے لئے چہرہ ڈھانکنا بھی ضروری ہے تاکہ نامحرَم نظریں چہرے پر نہ پڑیں۔[4] نامحرَم وہ لوگ ہیں جن سے نکاح جائز ہے، ان سے پردہ ہے۔[5]

---

(۱) "ادع إلٰى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة" (الحجر: ۱۲۵).

(۲) "ولَا يبدين زينتهن إلَّا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن علٰى جيوبهن ولَا يبدين زينتهن إلَّا لبعولتهن" (النور: ۳۱). أيضًا: "يٰأيها النبى قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين" (الأحزاب: ۵۹).

(۳) عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لَا يخلون رجل بامرأة إلَّا مع ذى محرم ...إلخ. (بخارى ج:۲ ص:۷۸۷). وللحرة جميع بدنها حتّى شعرها النازل فى الأصح خلا الوجهين والكفين والقدمين. (ج:۱ ص:۴۰۵). وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (درمختار ج:۱ ص:۴۰۷). والمعنى تمنع من الكشف لخوف ان يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة. (شامى ج:۱ ص:۴۰۷، باب شروط الصلاة).

(۴) وللحرة جميع بدنها حتّى شعرها النازل فى الأصح خلا الوجه والكفين .... والقدمين على المعتمد. (شامى ج:۱ ص:۴۰۶). وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (أيضًا شامى ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب فى ستر العورة).

(۵) (ومن محرمه) هى من لَا يحل له نكاحها أبدًا بنسب ...إلخ. (عالمگيرى ج:۵ ص:۳۲۸، كتاب الكراهية، شامى ج:۶ ص:۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة).

بیٹی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر (داماد) سے بھی پردہ ہے؟

سوال:... میری والدہ جن کی عمر تقریباً ۳۵-۴۰ سال کے قریب ہے، وہ نوجوانی میں ہی ہم سات بہن بھائیوں کی موجودگی میں ۱۲ سال قبل بیوہ ہوگئی تھیں، انہوں نے بڑے مشکل وقت میں ہماری پرورش کی ہے، مگر دو سال قبل والدہ صاحبہ نے ایک شخص (جو کہ ان کا ہی ہم عمر ہے) کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ہم سب بہن بھائیوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے اس شخص سے ہماری چھوٹی بہن کی شادی کردی، جبکہ وہ شخص پہلے سے اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور میری بہن کی عمر کی اس کی بیٹی ہے، والدہ نے اس شخص سے ملنا نہیں چھوڑا اور ہم سے کہا کہ یہ میرا داماد ہے، دُنیا کا کوئی قانون مجھے میرے داماد سے ملنے سے روک نہیں سکتا۔ شادی کے پانچ مہینے بعد میری بہن کا انتقال ہوگیا اور میری والدہ ابھی تک اس شخص سے ملتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ بیٹی کے مرنے سے داماد کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور داماد سے پردہ جائز نہیں۔

جواب:... داماد سے پردہ نہیں ہوتا، لیکن اگر دونوں جوان ہوں تو پردہ لازم ہے۔[1] ایسا نہ ہو کہ شیطان دونوں کا منہ کالا کردے، آپ کی والدہ کا وہاں جانا جائز نہیں۔

غیر محرم رشتہ دار سے کتنا پردہ ہے؟ نیز جیٹھ کو سسر کا درجہ دینا

سوال:... ہمارے خاندان میں پردہ ہے، خواتین پردہ کرتی ہیں، لیکن جیٹھ، نندوئی، دیور، بہنوئی اور ان کے دامادوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ نیز خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد بھائیوں سے بھی پردہ نہیں کرتیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ ان لوگوں سے پردہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس طرح کا؟ کیا ان لوگوں سے بالکل اسی طرح کا پردہ کیا جائے جس طرح کا عام لوگوں سے ہے؟ اب کیونکہ معاشرے میں پردے کی حکمت و اہمیت کا احساس مٹ گیا ہے تو چھٹی والے دن ان لوگوں کے گھر جانے سے محض اس لئے انکار کرسکتی ہوں کہ مرد گھر پر ہوتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے؟ کیونکہ اب پردہ کرنے کو دقیانوسیت سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی گھر میں آئے تو سامنے نہ جاؤں اور پردے میں ہوجاؤں۔ میں علیحدہ گھر میں رہتی ہوں، مشترکہ خاندانی نظام نہیں ہے۔ اگر سسر حیات نہ ہوں تو کیا ہمارا دِین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جیٹھ کو ان کا قائم مقام سمجھ کر سامنے ہوا جائے؟ پردہ صرف جسم کا ہے یا چہرے کا بھی ہے؟ اس کی بھی وضاحت کی جائے۔ آپ میرے سوالوں کا جواب وضاحت سے دیں تاکہ میری کنفیوژن دُور ہو اور عورت سے جس طرح کا پردہ اسلام چاہتا ہے اس پر عمل پیرا ہونے کی صدقِ دِل سے کوشش کروں۔

جواب:... جن رشتہ داروں کے نام آپ نے لکھے ہیں، ان سے بھی ویسا ہی پردہ ہے جیسا کہ اجنبی لوگوں سے۔[2] کوشش تو

---

(۱) قوله والصهرة الشابة قال في القنية: ماتت عن زوج وام فلهما أن يسكنا في دارٍ واحدةٍ إذا لم يخافا الفتنة وإن كانت الصهرة شابةً فللجيران أن يمنعوها منه إذا خافوا عليهما الفتنة. (شامي ج:۶ ص:۳۹۹، كتاب الحظر والإباحة).

(۲) "وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولَا يبدين زينتهن إلّا لبعولتهن أو ابآئهن" (النور: ۳۱).

یہ ہونی چاہئے کہ ان کے سامنے نہ جایا جائے، لیکن اگر کبھی جانا پڑے تو کپڑے سے چہرے کا پردہ کرلیا جائے اور ان کے ساتھ بے تکلف گفتگو نہ کی جائے۔ سسر کے بعد جیٹھ اس کے قائم مقام نہیں ہوجاتا۔

اجنبی عورت کو بطور سیکریٹری رکھنا

سوال:... آج کل کے دور میں مخلوط ملازمت کا سلسلہ چل رہا ہے، اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرائیویٹ آفس میں لیڈیز سیکریٹری رکھی جاتی ہیں اور مالکان اپنی سیکریٹریوں سے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں، حالانکہ اسلام میں عورت کا نامحرَم کے سامنے بے پردہ نکلنا حرام ہے۔ برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس مسئلے کے متعلق شرع کیا حکم دیتی ہے؟

جواب:... حکم ظاہر ہے کہ اجنبی عورت سے خلوَت کرنا اور اس سے خوش گپیوں میں مشغول ہونا شرعاً حرام ہے[1]، اس لئے عورت سیکریٹری رکھنا جائز نہیں۔

لڑکیوں کا بے پردہ مردوں سے تعلیم حاصل کرنا

سوال:... میں گرلز کالج میں پڑھتی ہوں اور مذہبی پردے دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، چونکہ سائنس کی اسٹوڈنٹ ہوں اس لئے کالج روزانہ جانا پڑتا ہے اور کالج میں تقریباً اسٹاف مردوں پر مشتمل ہے، اور ہم لوگوں کے پا ، ایک باریک پٹی ہوتی ہے، دوپٹہ لینے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں جب ہم پر مجبوری ہو تو کیا کیا جائے؟ جبکہ اسلام دا پنا بال تک دِکھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جواب:... لڑکیوں کا غیرمحرَم مردوں سے بے پردہ پڑھنا فتنے سے خالی نہیں[2]، یا تو باپردہ تعلیم کا انتظام کیا جائے، ورنہ تعلیم چھوڑ دی جائے۔[3]

عمر رسیدہ عورت کا اسکول میں بچوں کو پڑھانا

سوال:... ایک ایسی عورت جو کہ اپنے تمام فرائض سے سبکدوش تقریباً ہوچکی ہے، اور اس کے بچے اسکول میں پڑھتے ہیں اور گھر میں فالتو ہوتی ہے، تو کیا وہ عورت اپنے گھر کے عین سامنے اسکول میں پڑھانے جاسکتی ہے؟ جبکہ علم کا حاصل کرنا ہر کسی پر فرض ہے، اور اس طریقے سے اس عورت کا وقت بھی اچھے کام میں صَرف ہوتا ہے۔

جواب:... اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاش سے فارغ کر رکھا ہے تو فرصت کو غنیمت سمجھ کر اپنی آخرت کی تیاری میں لگے، ذکر

---

(۱) الخلوة بالأجنبية حرام۔ (شامی ج:۶ ص:۳۶۸)۔ أيضًا: ولَا يكلم الأجنبية إلّا عجوزًا ...إلخ۔ قال العلامة ابن عابدين: أى وإلّا تكن عجوزًا بل شابة لَا يشمتها۔ (شامی ج:۶ ص:۳۶۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس)۔

(۲) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنه عورةٌ بل لخوف الفتنة۔ (شامی ج:۱ ص:۴۰۶)۔

(۳) ولَا يؤذن بالخروج إلى المجلس الذى يجتمع فيه الرجال والنساء وفيه المنكرات ...إلخ۔ (البزازية بهامش الهندية ج:۴ ص:۱۵۷، طبع رشيديه كوئٹه)۔

واذکار، تسبیحات، تلاوت اور نماز میں وقت گزارے، معاشی طور پر تنگ دست ہو تو ملازمت باپردہ کرسکتی ہے۔ جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، وہ یہ نہیں جو اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ [۱]

بچوں کو پڑھاتے وقت چہرہ کھلا رکھنا اور لپ اسٹک لگانا

سوال:... میں پڑھاتی ہوں، اور پڑھانے کے دوران چہرہ کھلا رکھتی ہوں، مجھے اس طرح نوکری کرنے، چہرہ کھولنے اور لپ اسٹک لگانے کا گناہ ہوگا؟

جواب:... چہرہ نامحرَم جوان لڑکوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں۔ [۲] اور لپ اسٹک لگانے سے وضو نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کو اُتار نہ دیا جائے۔ [۳]

ہیڈ مسٹریس کا مردوں سے اِختلاط جائز نہیں

سوال:... اسکول میں ہیڈ مسٹریس کی نوکری کی صورت میں جبکہ پورا عملہ خواتین پر مشتمل ہے، سوائے اسکول کے مالک کے کوئی مرد نہیں۔ لیکن بچوں کے سلسلے میں ہیڈ مسٹریس کو زیادہ تر مرد حضرات سے بات چیت کرنی پڑتی ہے۔ فیس، داخلے اور مسائل وغیرہ، ایسی صورت میں ہیڈ مسٹریس کی نوکری جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... مردوں سے عورت کا اِختلاط اور بلاضرورت بات چیت ناجائز ہے۔ [۴]

بغیر دوپٹہ کے عورت کا کالج میں پڑھانا اور دفتر میں کام کرنا

سوال:... ہمارے تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے، شرعی لحاظ سے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ ہمارے تعلیمی اداروں میں خواتین ٹیچرز بغیر دوپٹے کے کلاسز لیتی ہیں، جبکہ اسکولوں میں مرد اساتذہ بھی ہوتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو بن العاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: العلم ثلاثة، وما سوىٰ ذالك فهو فضل، آية محكمة أو سنة قائمة أو فريضة عادلة. (رواه ابوداؤد ج:۲ ص:۴۳). أيضًا: عن معاوية قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيرًا يفقهه في الدين، وإنما أنا قاسم والله يعطي. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۳۲). وعن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم أي الشرعي (فريضة) أي مفروض فرض عين (علىٰ كل مسلم) أو كفاية والتاء للمبالغة أي ومسلمة كما في رواية قال الشراح المراد بالعلم ما لا مندوحة للعبد من تعلمه كمعرفة الضانع والعلم بوحدانيته ونبوة رسوله وكيفية الصلاة فإن تعلمه فرض عين ... إلخ. (مرقاة ج:۱ ص:۲۳۳).

(۲) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة ... إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة).

(۳) وإن كان علىٰ ظاهر بدنه جلد سمك أو خبز ممضوغ قد جف فاغتسل ولم يصل الماء إلىٰ ما تحته لا يجوز. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۳، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل).

(۴) ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لما في ذالك استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم. (شامي ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة).

جواب:... یہ مخلوط نظامِ تعلیم بے خدا قوموں کا ایجاد کردہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مرد، مرد نہ رہیں، اور عورتیں، عورتیں نہ رہیں، اسلام کے ساتھ اس نظام کا کوئی جوڑ نہیں۔

سوال:... ہمارے ملک میں مخلوط ملازمت کا رواج ہے، سرکاری اور غیرسرکاری دفاتر میں جہاں صرف مرد کام کرتے ہیں، آفیسر اپنے لئے لیڈی سیکریٹری رکھتے ہیں، کیا ایسے دفاتر فحاشی کے اَڈّے نہیں کہلائیں گے؟ شرع کے لحاظ سے ایسی خواتین اور آفیسروں کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... یہ مخلوط ملازمت کا نظام، مخلوط تعلیم کا شاخسانہ ہے، جو مردانہ غیرت اور نسوانی حیا نکال پھینکنے کا نتیجہ ہے۔ [۱]

عورت بازار جائے تو کتنا پردہ کرے؟

سوال:... اسلام میں آزاد عورت (یعنی آج کل کی گھریلو خاتون) کو غیرمحرَم سے پردے کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۵۹ اور سورۂ نور کی آیت نمبر:۳۱ میں پردے کا جو حکم ہے، اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور جہاں بھی پردے کا حکم دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کا کیا حکم دیا ہے؟ جناب! خصوصاً سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۵۹ اگر تفصیل سے سمجھادیں تو مہربانی ہوگی۔

''اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ واسطے بیبیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بیویوں مسلمانوں کی، کے نزدیک کرلیں اُوپر اپنے بڑی چادریں اپنی، یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔'' (سورۂ اَحزاب)

اور سورۂ نور میں پردے کے متعلق جو حکم آیا ہے، وہ بھی تفصیل سے سمجھادیں۔

جواب:... پردے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو بڑی چادر یا برقع سے اپنے پورے بدن کو ڈھانپ کر نکلے اور صرف راستہ دیکھنے کے لئے آنکھ کھلی رہے۔[۲] ان آیات کی تفسیر مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر ''معارف القرآن'' میں دیکھ لی جائے۔

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة .... والحياء شعبة من الإيمان، قال الشارح: والمراد به الحياء الإيمانی وهو خلق يمنع الشخص من الفعل القبيح بسبب الإيمان كالحياء عن كشف العورة والجماع بين الناس ... إلخ. (مرقاة ج:۱ ص:۶۰، ۶۱، كتاب الإيمان). أيضًا: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: إذا لم تستحی فافعل ما شئت ... إلخ. (رواه ابوداؤد، باب فی الحياء).

(۲) وقد قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. رواه الترمذی. عن ابن مسعود فإن هذا لحديث يدل علی انها كلها عورة غير أن الضرورات مستثناة إجماعًا والضرورة قد تكون بأن لا تجد المرأة من يأتی بحوائجها من السوق ونحو ذالک فتخرج منفعة كاشفة احدی عينيها ليشعر الطريق. (تفسير مظهری ج:۶ ص:۴۹۵).

بے پردگی والی جگہ پر عورت کا جانا جائز نہیں

سوال:...زید اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے گھر جانے سے روکتا ہے، کیونکہ اس کے بھائی کے گھر میں خدمت گار نوجوان ہیں، جبکہ یہ خدمت گار گھر کے ایک مخصوص حصے تک محدود ہیں۔ آپ اس مسئلے کا تفصیلی و تحقیقی جواب تحریر فرمائیں۔

جواب:...شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو ایسی جگہ جانے سے منع کرے جہاں غیرمحرم مردوں سے بے پردگی کا اندیشہ ہو، ہاں! البتہ اگر بیوی کے بھائی کے گھر بے پردگی کا خطرہ نہ ہو اور خدمت گار مردوں کے لئے الگ کوئی مخصوص جگہ ہو تو پھر کبھی کبھی جانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن پردے کا اہتمام ضروری اور لازمی ہے۔ (۱)

گھر میں نوجوان ملازم سے پردہ کرنا ضروری ہے

سوال:...ایک تعلیم یافتہ مسلمان جن کے کام کاج کرنے کے لئے ایک مسلمان نوجوان ملازم ہے، جو رات دن ان کے گھر میں رہتا ہے، جس کا ان کے اہلِ خانہ سے پردہ نہیں ہے، سنا ہے کہ وہ اس ملازم کو اپنے گھر میں چھوڑ کر ایک ماہ کے لئے کہیں باہر کام پر گئے ہیں۔ پردہ شرعی کی چہل حدیث میں لکھا ہے کہ ایسا شخص جس کو اس کی پروا نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے؟ کون جاتا ہے؟ وہ دیوث ہے، اور دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ کیا اس قسم کا شخص اس صورت میں کہ وہ دِینی کام سے جاتا ہے، جنتی ہوجائے گا؟

جواب:...ملازم سے پردہ ہے، اور اس کا بغیر پردے کے مستورات کے پاس جانا جائز نہیں۔ (۲)

گھریلو ملازم سے پردہ

سوال:...آج کل عموماً گھروں پر ملازم رکھنے کا رِواج ہے، یہ ملازم چونکہ گھروں میں کام کرتے ہیں، عموماً گھر کے دیگر افراد کی طرح رہتے ہیں، اور خواتین بھی ان سے پردے میں اِحتیاط نہیں کرتیں، یا ان کی گھر کے کاموں میں بہت زیادہ شرکت کے باعث ان سے پردے کو ضروری نہیں سمجھتیں، اور یوں وہ خواتین کے سامنے آتے جاتے ہیں، ان سے پردے کے معاملے میں احتیاط نہیں برتی جاتی۔ شریعت کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:...ملازم سے پردہ ہے، دیگر نامحرَموں کی طرح اس کے سامنے بےحجاب خواتین کا آنا جائز نہیں۔ (۳)

---

(۱) ولَا یؤذن بالخروج إلی المجلس الذی یجتمع فیه الرجال والنساء وفیه المنکرات ...إلخ۔ (البزازیة بهامش الهندیة ج:۴ ص:۱۵۷، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۲) "ولَا یبدین زینتهن إلّا لبعولتهن أو اٰبائهن" الآیة (النور: ۳۱)۔ أیضًا: "یٰٓأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین" (الأحزاب: ۵۹)۔

(۳) ومن محرمه هی من لَا یحل له نکاحها أبدًا بنسب أوبسبب۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۷، کتاب الحظر والإباحة)۔

عورتوں کو تبلیغ کے لئے پردۂ اسکرین پر آنا

سوال:... عورتوں کے لئے پردے کا حکم بہت شدید ہے، یعنی یہ کہ عورت کو مرد سے اپنے ناخن تک چھپانے چاہئیں، لیکن آج کل کی عورت دفتروں میں، دُکانوں میں (سیلز گرل) اور سڑکوں پر بے پردہ گھومتی ہے، جو کہ ظاہر ہے غلط ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر عورت ٹیلی ویژن پر آتی ہے تو یقیناً اسے لاکھوں کی تعداد میں مرد دیکھتے ہیں، اور آج کل ٹی وی پر عورتیں تبلیغِ دِین کے لئے آتی ہے، کیا اس عمل سے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کر لیتی ہیں؟

جواب:... جو عورتیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام کو توڑ کر پردۂ اسکرین پر اپنی نمائش کرتی ہیں، انہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیسے حاصل ہوسکتی ہے...؟ ہاں! اِبلیس اور ذُرّیتِ اِبلیس ان کے اس عمل سے ضرور خوش ہیں۔[1]

کیا عورت کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے؟

سوال:... پچھلے دنوں اخبار ''جنگ'' میں پروفیسر وارث میر صاحب نے عورتوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''عورت بغیر پردہ یعنی کہ منہ چھپائے بغیر باہر نکل سکتی ہے، کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے، مردوں کے شانہ بشانہ کام کرسکتی ہے'' یہ کہاں تک صحیح ہے کہ عورت بغیر پردہ کئے باہر نکل سکتی ہے؟ جبکہ عورت کی ساری خوبصورتی اس کے چہرے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس چہرے کے مسئلے کو تفصیلاً تحریر کریں۔ دُوسرا سوال یہ ہے کہ ہم لوگ جو آج کل کے دور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، آیا اس کے لئے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا؟ نیز عورتوں کو میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا یا وکالت کرنا یا جج کے فرائض انجام دینا کہاں تک صحیح ہے؟ ضرور تحریر کریں۔

جواب:... پروفیسر وارث میر کا فتویٰ غلط ہے۔ بے پردگی، فحاشی کی بنیاد ہے، اور اِسلام فحاشی کو برداشت نہیں کرتا۔[2] عورت کے لئے قرآنِ کریم کا حکم یہ ہے کہ وہ بغیر شدید ضرورت کے گھر سے ہی نہ نکلے،[3] اور اگر ضرورت کی بنا پر نکلے تو جلباب (بڑی چادر جو پورے بدن کو ڈھانک لے) پہن کر نکلے، اور اس کا پلّو چہرے پر لٹکائے رکھے،[4] مرد اور عورت اپنی نظریں نیچی رکھیں اور عورتیں

---

(۱) ''قل أطیعوا الله والرسول فإن تولوا فإن الله لَا یحب الکٰفرین'' (آل عمران:۳۲)۔ أیضًا: عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل أُمّتی یدخلون الجنة إلّا من أبٰی! قیل: ومن أبٰی؟ قال: من أطاعنی دخل الجنّة ومن عصانی فقد أبٰی۔ رواه البخاری۔ (مشکٰوة ص:۲۷، باب الإعتصام بالکتاب والسُّنَّة)۔

(۲) ''إن الله یأمرکم بالعدل والإحسان وإیتاء ذی القربٰی وینهٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی'' (الحجر:۹۰)۔

(۳) ''وقرن فی بیوتکن ولَا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولٰی'' (الأحزاب:۳۳)۔

(۴) ''یٰٓأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن'' الآیة۔ روی البخاری عن عائشة قالت: خرجت سودة إلٰی أن قال فقال انه قد أُذن لٰکن ان تخرجن لحاجتکن۔ قلت یعنی أُذن لٰکن ان تخرجن متجلببات۔ (تفسیر مظهری ج:۷ ص:۳۸۳، ۳۸۴، طبع مکتبه اشاعت العلوم، دهلی)۔

اپنے محرَموں کے سوا کسی کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔[1] مجھے قرآنِ کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں ملی جس میں عورتوں کو مردوں سے کندھا ملاکر (شانہ بشانہ) چلنے کا حکم دیا گیا ہو، اور جس میں یہ کہا گیا ہو کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے کھیل کے میدان میں بھی جاسکتی ہیں۔ یہ آسمانِ مغرب کی ''وحی'' ہے جس نے مرد وزَن کا امتیاز مٹا ڈالا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے کہ: ''اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔''[2]

۲:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علومِ نبوّت لے کر آئے تھے اور آپ نے انہی کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی دی ہے، اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ دُنیاوی علوم انسانی ضرورت ہے اور حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے ان سے استفادہ بھی جائز ہے، لیکن جو علم، اَحکامِ الٰہیہ سے برگشتہ کردے (جیسا کہ آج کل عام طور سے دیکھنے میں آرہا ہے) وہ علم نہیں، جہل ہے۔

عورتوں کا میڈیکل سیکھنا، قانون پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ شرعی پردہ محفوظ رہے، ورنہ بے پردگی حرام ہے۔[3] عورت کو جج بنانا صحیح نہیں،[4] لیکن اگر بنادیا گیا تو اس کا فیصلہ صحیح ہوگا، مگر حدود وقصاص میں عورت کا فیصلہ معتبر نہیں۔[5]

عورت کے چہرے کا پردہ

سوال:... جناب! میں پردہ کرتی ہوں جیسا کہ اللہ کا حکم ہے کہ نامحرَم سے پردہ کرنا چاہئے، میں اب تک کوشش یہی کرتی رہی ہوں کہ اپنے خالہ زاد یا ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائیوں کے سامنے نہ آؤں، مگر کبھی کبھار سامنا ہو ہی جاتا ہے۔ میں نے ابھی ایک مضمون پڑھا تھا جس میں عورت کے چہرے کے پردے پر زور نہیں دیا گیا تھا، معلوم یہ کرنا ہے کہ رشتہ داروں سے چہرے کا پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ فی زمانہ یہ بہت ہی زیادہ مشکل ہے۔

جواب:... عورت کو کسی مجبوری کے بغیر چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں،[6] جہاں تک ممکن ہو آپ بدستور پردہ کرتی رہیں، اخباروں میں صحیح غلط ہر قسم کی باتیں چھپتی ہیں، جب تک کسی محقق عالم سے تحقیق نہ کرلی جائے، اخباری مضامین پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔

---

(۱) ''قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم'' الآية، ''وقل للمؤمنٰت يغضضن من أبصارهن .... ولَا يبدين زينتهن إلّا لبعولتهن'' الآية (النور: ۳۱).

(۲) عن ابن عباس قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاري ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهين بالنساء).

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) والمرأة تقضي في غير حد وقود وان أثم المولى لها لخبر البخاري لن يفلح قوم ولوا أمرهم إمرأة. (ردالمحتار ج:۵ ص:۴۴۰، كتاب القاضي إلى القاضي).

(۵) قوله: ويجوز قضاء المرأة في كل شيء إلّا في الحدود والقصاص ...إلخ. (فتح القدير ج:۵ ص:۴۸۶).

(۶) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لَا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (درمختار ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة).

عورت کی کلائی پردے میں شامل ہے

سوال:… آپ نے ''غیرمحرَم کو ہاتھ لگانا'' کے جواب میں یہ لکھا ہے: ''عورت کا ہاتھ کلائی تک پردے کے حکم میں نہیں ہے'' حالانکہ کلائی ہاتھ کی گٹوں سے شروع ہوتی ہے جو کہ پردے کے حکم میں ہے۔ کیا ہاتھ کی کلائی عورت کے پردے کے حکم میں ہے؟ ضرور وضاحت فرمائیں، اگر کلائی عورت کی نماز میں کھلی رہ جائے تو اس کی نماز نہ ہوگی؟

جواب:… کلائی گٹوں سے شروع ہوتی ہے، اور گٹوں تک ہاتھ ستر میں شامل نہیں،[۱] گٹوں سے لے کر کلائی ستر میں شامل ہے، اس میں آپ کو کیا اِشکال ہے؟ وہ سمجھ میں نہیں آیا۔

بہنوئی سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:… بہنوئی سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ ہمارے اِدھر ایک حافظ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب تک بہن زندہ ہو پردہ نہیں کرنا چاہئے۔

جواب:… بہنوئی سے پردہ ہے،[۲] حافظ صاحب غلط کہتے ہیں۔

سوال:… بہن کی حیات اور موجودگی میں بہنوئی محرَم ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:… بہنوئی ہر صورت میں نامحرَم ہے۔[۳]

رشتہ دار نامحرَموں سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:… ہم غیرمحرَموں سے پردہ کرتی ہیں، لیکن ہماری ایک بزرگ خاتون کہتی ہیں کہ: ''تم جو پردہ کرتی ہو صحیح نہیں ہے، تھوڑا بہت زمانے کے ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے'' وہ کہتی ہیں کہ: ''چہرہ وغیرہ غیرمحرَموں کے سامنے کھول سکتے ہیں'' وہ کہتی ہیں کہ: ''حج میں بھی تو عورتیں چہرہ وغیرہ کھلا رکھتی ہیں'' آپ ضرور تفصیل سے جواب دیں کہ عورتیں حج میں اپنا چہرہ کیوں کھلا رکھتی ہیں؟

جواب:… جس طرح مرد کو اِحرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر ڈھانکنا جائز نہیں،[۴] اسی طرح چہرے کو کپڑا لگانا عورت کو اِحرام کی حالت میں جائز نہیں۔[۵] چنانچہ عورت کو یہ حکم ہے کہ اِحرام کی حالت میں اس طرح پردہ کرے کہ کپڑا منہ کو نہ لگے۔ اب اگر آپ کی بزرگ خاتون جیسا کوئی عقل مند لوگوں کو یہ تبلیغ کرتا پھرے کہ: ''جس طرح مردوں کو وہاں کُرتا شلوار پہننا جائز نہیں تو یہاں بھی جائز نہیں'' تو آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گی؟ وہی رائے اس بزرگ خاتون کے بارے میں قائم کرلیجئے…!

---

(۱) فی مختلفات قاضی خان ظاهر الكف وباطنه ليسا بعورتين إلى الرسغ. (حلبی كبير ص: ۲۱۱، طبع سهيل اكيڈمی).

(۲،۳) ''ومن محرمه هي من لَا يحل له نكاحها أبدًا بنسب أو سبب. (الدرالمختار مع الرد ج:۶ ص:۳۶۷، كتاب الحظر والْإباحة، فصل فی النظر والمس، طبع سعيد).

(۴) ولَا يلبس قميصًا ولَا سراويل ولَا عمامة ولَا خفين ... إلخ. (هداية ج:۱ ص:۲۳۹، باب الْإحرام).

(۵) لقوله عليه السلام: إحرام الرجل فی رأسه وإحرام المرأة فی وجهها. (هداية ج:۱ ص:۲۳۹، باب الْإحرام).

علاوہ ازیں اِحرام کی حالت میں چہرہ ڈھکنا تو جائز نہیں لیکن پردہ کرنا وہاں بھی فرض ہے،[1] اور لوگوں کے سامنے کھلے بندوں پھرنا حرام ہے، اب اگر بعض بیوقوف عورتیں اس پر عمل نہیں کرتیں تو ان کا فعل شریعت تو نہیں۔ رہا اس بزرگ خاتون کا یہ کہنا کہ: ''تھوڑا بہت زمانے کے ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے'' بالکل غلط ہے، ''چلو تم اِدھر کو جدھر کی ہوا ہو'' دُنیا پرستوں اور کافروں کا شیوہ تو ہوسکتا ہے، کسی مؤمن کا نہیں۔ کیونکہ کوئی مسلمان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے زمانے کی ہوا کا ساتھ نہیں دے سکتا، ورنہ پھر مسلمان اور کافر کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا...!

بے پردگی سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہورہی ہیں نہ کہ پردے سے

سوال:... محترم! فیڈریشن آف پروفیشنل ویمن ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں فیڈریشن کی صدر ڈاکٹر سلیمہ احمد صاحب نے فرمایا: ''خواتین کو پردے میں بٹھانے سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں'' کیا ان محترمہ کا بیان دُرست ہے؟

جواب:... ڈاکٹر صاحبہ کو جس پردے میں پیچیدگیاں نظر آرہی ہیں اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دیا ہے، چنانچہ سورۂ اُحزاب آیت:۳۳ میں خواتینِ اسلام کو حکم فرماتے ہیں:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْأُوْلٰی'' (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ:...''اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں، اور دِکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دِکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بداخلاقی اور بے حیائی کی رَوِش کو مقدس اسلام کب برداشت کرسکتا ہے؟ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔''

یہ تو چاردیواری میں بیٹھنے کا حکم ہوا، اور اگر کبھی بامرِ مجبوری خواتین کو گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو وہ کس انداز سے نکلیں؟ اس کے لئے درج ذیل ہدایت فرمائی گئی، سورۂ اُحزاب آیت:۵۹ میں ارشاد ہے:

''یٰٓأَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ''

ترجمہ:...''اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو، نیچے لٹکالیں

(۱) عن عائشة قالت: كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مُحرِمات فإذا جاوزوا بنا سدلت إحدانا جلبابها من رأسها على وجهها، فإذا جاوزونا كشفناه. رواه أبوداوٗد. (مشكوٰة ص:۲۳۶، باب ما يجتنبه المحرم).

اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکا لیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔"

یہ بڑی چادروں (جلابیب) سے سر لپیٹ کر اور سر اور چہرہ ڈھک کر نکلنے کا حکم چادر کا پردہ ہوا، اور شرفاء کے یہاں برقع کا رواج درحقیقت اسی حکم کی تعمیل کی خوبصورت شکل ہے۔

بہرحال یہ ہیں شرعی پردے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے پاک ارشادات، اور یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کا ان اَحکامِ خداوندی پر عمل۔ نہ جانے ڈاکٹر صاحبہ کو پردے کے اندر وہ کون سی پیچیدگیاں نظر آگئیں جن کا علم۔نعوذ باللہ۔ نہ اللہ تعالیٰ کو ہوا، نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پاکیزہ خواتین کو، رضی اللہ عنہن۔ اللہ تعالیٰ عقل و ایمان اور عفت و حیا کی محرومی سے پناہ میں رکھیں۔

کیا گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھنا ضروری ہے؟

سوال:... محض شک کی بنا پر گھر کے دروازے، کھڑکیاں بند رکھنا کہ کہیں کسی غیر مرد کی نظر خواتین پر نہ پڑے، حالانکہ بے پردگی کا قطعی امکان نہ ہو کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... گھر میں پردے کا اہتمام تو ہونا چاہئے، لیکن اگر مکان ایسا ہے کہ اس سے بے پردگی کا اِحتمال نہ ہو تو خواہ مخواہ شک میں پڑنا صحیح نہیں۔ شک، اسلام کی تعلیم نہیں،[1] بلکہ ایک نفسیاتی مرض ہے جو گھر کے ماحول میں بداعتمادی کو جنم دیتا ہے اور جس سے رفتہ رفتہ گھر کا ماحول آتش کدہ بن جاتا ہے۔ البتہ دروازوں، کھڑکیوں سے اگر غیر نظروں کے گزرنے کا احتمال ہو تو ان پر پردے لگانے چاہئیں۔

دُودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا

سوال:... کیا کسی بہن کو اپنے دُودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا چاہئے؟

جواب:... دُودھ شریک بھائی اپنے حقیقی بھائی کی طرح محرَم ہے، اس سے پردہ نہیں۔ البتہ اگر وہ بدنظر اور بدقماش ہو تو فتنے سے بچنے کے لئے اس سے بھی پردہ لازم ہے۔[2]

(۱) عن أبی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث. (ترمذی ج:۲ ص:۱۹، باب ما جاء فی ظن السوء).

(۲) يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة. رواه البخاری. (مشکوٰة ج:۲ ص:۲۷۳). والمحرم من لا تجوز المناكحة بينه وبينها على التأبيد بنسبٍ كان أو بسببٍ كالرضاع والمصاهرة ...الخ. (هداية ج:۴ ص:۴۶۲، كتاب الكراهية).

دُودھ شریک بھائی کے ساتھ سفر کرنا

سوال:... کیا دُودھ شریک بھائی کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے؟

جواب:... دُودھ شریک بھائی کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کو حیا اور شرم بھی ہو، ورنہ اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔ [۱]

باپ کا بیٹی کو عریاں لباس میں سیر و تفریح کروانا دیوثی ہے!

سوال:... مذہبِ اسلام میں کیا باپ اپنی جوان بیٹی کو سرِعام عریاں لباس میں سیر و تفریح کراسکتا ہے؟ پیار کرسکتا ہے؟ گلے لگاسکتا ہے؟ بالکل اس طرح جیسے غیر مذہب والے کرتے ہیں۔ ہمارا مذہب اسلام کیا اِجازت دیتا ہے؟

جواب:... اسلام اس کو بے غیرتی قرار دیتا ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ ''دیوث'' بے غیرت، جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ [۲]

کالج کی لڑکیوں کو سیر و تفریح کے لئے دُوسرے شہر جانا

سوال:... میں گرلز کالج میں پڑھتی ہوں، اور کالج کی طرف سے لڑکیوں کے گروپ سیر و تفریح کے لئے دُوسرے شہروں میں جاتے ہیں۔ اگرچہ کچھ لڑکیاں پردے کا خیال بھی رکھتی ہیں۔ لڑکیوں کے گروپ میں صرف لڑکیاں ہی ہوتی ہیں اور خواتین ٹیچرز ان کے ساتھ ہوتی ہیں، تو کیا لڑکیوں کا اس طرح سیر و تفریح کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟ آپ پوری تفصیل کے ساتھ اور واضح جواب دیں۔ ہوسکتا ہے میرا یہ سوال آپ کو عجیب لگے، لیکن اس سوال کا جواب ضرور اور جلدی دیں، کیونکہ کچھ عرصے بعد ہمارے کالج میں لڑکیوں کا گروپ جانے والا ہے، میں بھی ان کی کلاس فیلو ہوں اور پہلے آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جانا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... قرآنِ کریم میں عورتوں کو گھر میں بیٹھنے کا حکم فرمایا۔[۳] سیر و تفریح کے لئے گھومنا پھرنا نسوانی فطرت کے خلاف ہے،[۴] اور بغیر محرَم کے سفر کی تو شریعت نے اِجازت ہی نہیں دی۔[۵]

---

(۱) والخلوة بالمحرمة مباحة إلّا الأخت رضاعًا، قال في القنية: وفي إستحسان القاضي الصدر الشهيد، وينبغي للأخ من الرضاع أن لّا يخلو بأُخته من الرضاع، لأن الغالب هناك الوقوع في الجماع. (شامي ج:۶ ص:۳۶۹).

(۲) لَا يدخل الجنّة ديّوث. (كنز العمال ج:۱۶ ص:۱۸ حديث رقم:۴۳۷۴۹).

(۳) "وقرن في بيوتكن ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأُولٰى" (الأحزاب:۳۳).

(۴) عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المرأة عورة، فإذا خرجت إستشرفها الشيطان. رواه الترمذي. (مشكوة ص:۲۶۹، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثاني).

(۵) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يخلونّ رجل بامرأة ولَا تسافرنّ إمرأة إلّا ومعها محرم ...إلخ. متفق عليه. (مشكوة ص:۲۲۱، كتاب المناسك، الفصل الأوّل).

عورت کو نوکری کے لئے بغیر محرَم کے دُور دراز آنا جانا

سوال:... موجودہ حالات میں خواتین کا نوکری کرنا کیسا ہے؟ کیونکہ بہت سے ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں غیرشرعی کام ہوتے ہیں، مثال کے طور پر اگر نوکری کسی دُوسرے شہر میں ہے تو روزانہ سفر محرَم کے بغیر اور کئی دفعہ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر تقریباً پردہ بھی صحیح نہیں ہوتا، ایسے حالات میں نوکری جائز ہے یا ناجائز؟ بہت سی جگہ غیرمحرَم سے اِختلاط بھی ہوتا رہتا ہے۔

جواب:... عورت کو اگر نوکری کرنے کی مجبوری ہو تو اس کو باپردہ، اپنے گھر کے قریب نوکری کی گنجائش ہے، ورنہ اگر اس کو مجبوری نہ ہو، مثلاً اس کے کمانے والے موجود ہوں یا اس کے پاس قریب کی جگہ میسر نہ ہو، تو ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر دُور دراز جانا شرعاً جائز نہیں، اس سے بعض دفعہ ناگفتنی قصے پیش آجاتے ہیں۔ (۱)

میڈیکل کی تعلیم اور پردہ

سوال:... میری چھوٹی بہن میڈیکل کے سالِ اوّل میں زیرِ تعلیم ہے، یہ والدین کی خواہش تھی۔ بہن کو جلد ہی حقیقت معلوم ہوگئی کہ شرعاً خواتین کے لئے حجاب ضروری ہے۔ وہ کالج میں چہرے پر نقاب لگاکر رکھتی ہے، مگر محض چہرے کے نقاب پر مطمئن نہیں۔ آج کل کالج کے ماحول کے حوالے سے یہ بات ضروری سمجھی جاتی ہے کہ اچھے اور عمدہ کپڑے پہن کر گھر سے باہر نکلا جائے، مذہب میں عورت کا تو بلاضرورت گھر سے نکلنا ہی ناجائز ہے، تو کالج کون سی شرعی ضرورت ہے؟ کالج کا ماحول آزادانہ ہے، ایسے ماحول میں دِین محفوظ رکھنا اور اس پر عمل مشکل ہوجاتا ہے۔ وہ بڑی خوشی اور فخر سے مردوں سے زیادہ محنت کرتی ہیں، اتنی تکلیف کے بعد اگر ان سے کوئی پوچھے: کیا اللہ کو راضی کرلیا؟ مرنے کے لئے کچھ جمع کیا ہے؟ تعلیمی مصروفیت کی وجہ سے نمازیں اور پریکٹیکل کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے۔ افسوس! یہ سب محض دُنیا کے لئے کیا جاتا ہے اور آخرت کے لئے کچھ نہیں۔ ہمارے ساتھ بھی کچھ اسی طرح کا مسئلہ ہے، والدین نے ہمیں اعلیٰ تعلیم اس لئے دِلوائی تاکہ ہم اپنا بوجھ خود اُٹھاسکیں۔ چھوٹی بہن میڈیکل چھوڑنا چاہتی ہے، مگر والدین کے خوف سے زبان نہیں کھولتی، اگر وہ میڈیکل کی تعلیم چھوڑتی ہے تو والدین ناراض ہوتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ بہن میڈیکل کالج چھوڑ کر کراچی میں کسی مدرسے میں داخلہ لے لے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... میڈیکل کی تعلیم میں اگر پردے کی پابندی ممکن نہیں، اور غیرشرعی اُمور کا اِرتکاب کرنا پڑتا ہے، تو ایسی صورت میں مخلوق کی ناراضی کے بجائے خداتعالیٰ کی ناراضی کا خیال کرنا چاہئے، اور اس تعلیم کو چھوڑ کر دِینی تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔ (۲)

مخلوط تقریبات میں شرکت

سوال:... ہمارے خاندان کے تمام افراد یعنی چچا، تایا وغیرہ اور دیگر اَفراد خاصے حیثیت والے ہیں، اور اس دُنیا کے دستور

---

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يخلونّ رجل بامرأة ولَا تسافرنّ إمرأة إلّا ومعها محرم ...إلخ. متفق عليه. (مشكّوة ص: ۲۲۱، كتاب المناسك، الفصل الأوّل).

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. رواه في شرح السُّنَّة. (مشكّوة ص: ۳۲۱).

کے مطابق جوں جوں پیسے کی فراوانی ہوتی جارہی ہے، یہ لوگ دِین سے دُور ہوتے جارہے ہیں، حتیٰ کہ ''مکس گیدرنگ'' کا رِواج بھی اپنالیا ہے، یعنی شادیوں وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کی ''مخلوط تقریب'' جس کی وجہ سے ہمیں بہت پریشانی لاحق ہوگئی ہے، کیونکہ الحمدللہ! ہم سب پردہ کرتے ہیں (اور اللہ اس پردے کو قائم رکھے، آمین) لیکن ان تقریبات میں شریک ہونے سے ہمارا پردہ قائم نہیں رہ پاتا، خاص کر مہندی وغیرہ کی تقریب میں جب لڑکے لڑکیاں اور مرد اور عورتیں بالکل آمنے سامنے ہوجاتے ہیں، ایسے میں پردہ برقرار رکھنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ جبکہ اگر ان تقریبات میں شرکت ہی نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ ''رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

محترم مولانا صاحب! آپ اس بارے میں ہمیں مشورہ دیجئے کہ اگر ہم کسی طرح صرف عورتیں ان تقریبات میں شریک نہ ہوں تو کیا ہم پر گناہ ہوگا یا نہیں؟

جواب:... ایسی تقریبات جن میں گناہ کا کام ہوتا ہو، ان میں شرکت کرنا حرام ہے۔ اور یہ قطع تعلق میں داخل نہیں۔ اس لئے ایسی تقریبات میں ہرگز شرکت نہ کی جائے، خواہ سارا جہان ناراض ہوجائے...![1]

خاندان کے نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کا ایک ساتھ بیٹھ کر گپ شپ کرنا

سوال:... خاندان کے نوجوان اکثر محرَم و نامحرَم بالغ لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر گپ شپ، ہنسی مذاق اور قہقہے لگاتے ہیں، اس ذہنی تفریح کے لئے ایسی نشست کی تاک میں رہتے ہیں کہ کسی بہانے سب جمع ہوں اور خوب ہنسیں بولیں، یعنی باتیں کریں۔ اس بارے میں علمائے دِین قرآن و سنت کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب:... بڑی بیہودہ سوچ ہے! حدیث میں ایسی مجلس کو بدبودار سڑے ہوئے مردار کے ساتھ مشابہ قرار دیا ہے، جو آخرت میں حسرت و یاس بنے گی۔[2]

نامحرَم عورتوں کے سر پر ہاتھ رکھنا

سوال:... رِشتہ داروں میں عام رِواج یہ بھی ہے کہ گھر کے بڑے مثلاً جیٹھ یا لڑکے کے چچا یا اسی نوعیت کے رِشتہ دار، لڑکیوں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں، جیسے کہ کسی کے گھر پہنچے یا واپسی ہورہی ہو، تو ایسا کرنا مردوں کے لئے اور عورتوں کا اس شفقت کا منتظر رہنا مناسب عمل ہے یا پرہیز کرنا ضروری ہے؟ ان مواقع پر سلام کرنا و جواب دینے کی بھی وضاحت مطلوب ہے۔

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق. رواه فى شرح السُّنَّة. (مشكوٰة ص: ۳۲۱)۔

(۲) عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من قوم يقدمون من مجلس لَا يذكرون الله تعالىٰ فيه إلّا قاموا عن مثل جيفة حمار وكان ذالك المجلس عليهم حسرةً إلى يوم القيامة. (كنز العمال ج:۹ ص:۱۳۵ حديث رقم: ۲۵۳۷۲)۔

جواب:... محرَم مردوں کو لڑکیوں کے سر پر ہاتھ رکھنے اور سلام کلام کی اجازت ہے،[1] جیٹھ اور چچا سسر وغیرہ محرَم نہیں ہیں۔[2]

نامحرَم عورت کا جھوٹا پانی، کھانا اِستعمال کرنا

سوال:... کسی نامحرَم عورت یا لڑکی وغیرہ کا جھوٹا پانی، کھانا وغیرہ اِستعمال کرنا دُرست ہے؟ نیز نامحرَم کے اِستعمال کئے ہوئے کپڑے، برتن، قلم، چپل وغیرہ کو دھوکر اِستعمال کرنا ہوگا؟

جواب:... نامحرَم کا جھوٹا، خوفِ فتنہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔[3] نامحرَم کے کپڑوں کے اِستعمال کی عادت نہیں۔ برتن، قلم اور چپل کو دھونا تکلف ہے۔

عورتوں کا خوشبو لگاکر مزاروں پر حاضر ہونا

سوال:... "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" جنگ کے ایک شمارے میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو قبرستان جانے سے منع فرمایا ہے، جبکہ خواتین کی بڑی تعداد نے عام دنوں بالخصوص ماہِ شعبان میں بے پردہ، مردوں کے ہجوم سے گزرتے ہوئے قبرستان جانا معمول بنا رکھا ہے۔ "جنگ" ہی کے ایک شمارے میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا مندرجہ ذیل فتویٰ شائع ہوا تھا، جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے: "عورتوں کا قبروں پر جانا جائز نہیں، جب کوئی عورت گھر سے قبروں کی طرف چلنے کا اِرادہ کرتی ہے، اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے، جب گھر سے باہر نکلتی ہے، سب طرف سے شیطان اُسے گھیر لیتے ہیں، جب قبر تک پہنچتی ہے، میّت کی رُوح اس پر لعنت کرتی ہے، جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم) نیز آج کل خواتین بالخصوص نوجوان لڑکیاں گھر سے باہر نکلتے ہوئے پرفیوم (خوشبو) لگاکر نکلتی ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... عورتوں کے قبرستان جانے کے بارے میں آپ نے مولانا احمد رضا خان کا فتویٰ نقل کردیا ہے، جزاکم اللہ احسن الجزاء!

اور عورت کا خوشبو لگاکر نکلنا بہت ہی ناشائستہ حرکت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ عورتوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہئے کہ اس میں رنگ ہو، خوشبو نہ ہو۔[4] اس لئے جو عورتیں خوشبو لگاکر نکلتی ہیں وہ سخت گناہ کا ارتکاب کرتی ہیں۔

---

(۱) وما حل نظره مما مر من ذكر أو أنثى حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه وعليها ...إلخ. (ردالمحتار ج:٦ ص:٣٦٧، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس).

(۲) ومن محرمه هي من لا يحل له نكاحها أبدًا بنسب أو سبب. (الدر المختار ج:٦ ص:٣٦٧).

(۳) يكره للمرأة سؤر الرجال وسؤرها له. وفي الشامية والعلة فيها كما ذكره في المنح هناك ان الرجل يصير مستعملا لجزء من أجزاء الأجنبية وهو ريقها المختلط بالماء. (شامي ج:٦ ص:٤٢٦).

(۴) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه. رواه الترمذي. (مشكوة ص:٣٨١، باب الترجل، الفصل الثاني).

مسئلہ پوچھنے کے لئے غیرمحرَم کو خط تحریر کرنا

سوال:... کیا غیرمحرَم مرد کو خط لکھنا غلط ہے جبکہ اس کی نیت اچھی ہو، جیسے کہ میں آپ کو خط لکھ رہی ہوں؟

جواب:... مسئلہ پوچھنے کے لئے خط لکھ سکتے ہیں، لیکن بہتر ہوگا کہ اپنے کسی محرَم کے یا شوہر کے اس پر دستخط کرائے جائیں، تاکہ تہمت کی گنجائش نہ رہے۔

نامحرَم مرد اور عورت کا ایک دُوسرے کو تحفہ دینا

سوال:... کیا نامحرَم مرد یا عورت ایک دُوسرے کو قرآن شریف دے سکتے ہیں؟ اس کا پاس رکھنا اور پڑھنا جائز ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس کا کیا کرنا چاہئے؟ جبکہ ایسی صورت میں بدنامی کا اندیشہ ہو۔ میں تین چار مرتبہ اس قرآن پاک کو ختم کرچکی ہوں، اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب:... نامحرَم سے بات چیت کرنا، یا تحفہ دینا، اگر فتنے کا موجب ہو تو جائز نہیں۔[1] تاہم جو قرآن مجید دیا گیا ہے اس کا پڑھنا جائز ہے۔

دُلہن کی تقریبِ رُونمائی جائز نہیں

سوال:... غیرمحرَم سے پردہ اِحتیاط لازم ہے، وہاں ایک بیہودہ رسم جو کہ عدولِ حکمی پر مبنی ہے وہ ہے رسمِ رُونمائی یعنی "منہ دِکھائی" ہے، اور یہ رسم جب نئی دُلہن بیاہ کر اپنے سسرال آتی ہے تو تمام سسرالی غیرمحرَم ایک کے بعد دیگر لائن لگا کر دُلہن کا منہ دیکھتے ہیں، دُلہن سلام کرتی ہے، اور بحوالہ رُونمائی کچھ رقم دی جاتی ہے۔ یا بصورتِ دیگر آج کل دُلہن دولہا ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، سسرالی غیرمحرَم مجمع لگا کر مختلف انداز سے موری بنواتے ہیں، کیا یہ رُسومات باعثِ لعنت نہیں ہیں؟

جواب:... رُونمائی کی جس رسم کا آپ نے ذِکر کیا ہے، یہ نہایت لچر، بیہودہ اور بےشرمی کی رسم ہے۔ نئی دُلہن کا غیرمحرَموں کو منہ دِکھانا، اس پر رِشوت لینا اور اس کی موری بنانا موجبِ لعنت ہے، اس رسم کو فوراً بند کرنا چاہئے،[2] واللہ اعلم!

خواتین کو موٹرسائیکل پر شوہر یا بھائی کے ساتھ سواری کرنا

سوال:... آج کل خواتین موٹرسائیکل پر اپنے شوہر یا بھائی کے ساتھ سواری کرتی ہیں، جس سے بےپردگی ہوتی ہے، اس کا شرعی طور پر کیا حکم ہے؟

---

(۱) "فلا تخضعن بالقول فيطمع الذی فی قلبه مرض" (الأحزاب: ۳۲)۔ قيل فيه ان لَا تلين القول للرجال علٰی وجه يوجب الطمع فيهن من أهل الريبة وفيه الدلَالة علٰی أن ذالک حکم سائر النساء فی نهيهن عن إلَانة القول للرجال علٰی وجه يوجب الطمع فيهن ...إلخ. (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۳۵۹)۔

(۲) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال. (الدر المختار ج:۱ ص:۴۰۶، أيضًا: كفاية المفتی ج:۹ ص:۸۸، طبع دارالاشاعت کراچی)۔

جواب:... اگر بے پردگی ہو تو اِجازت نہیں، برقع وغیرہ میں اِجازت ہے۔ [۱]

کیا جوان بیٹا والدہ کے برابر کی کرسی پر بیٹھ کر بات کرسکتا ہے؟

سوال:... ایک جوان بیٹا اپنی ماں کے ساتھ اس کی برابر کی کرسی پر بیٹھ کر بات کرسکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ ایک جوان بیٹی تنہا باپ کے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں کرسکتی۔

جواب:... اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، [۲] واللہ اعلم!

مسلمان عورتوں کے حقوق اور آزادی کی تحریک

سوال:... جناب مولانا صاحب! یہ بات یقیناً آپ کے بھی علم میں ہوگی کہ چند روز پیشتر خواتین کی بعض تنظیموں نے ڈاکٹر اسرار احمد کے پردے سے متعلق خیالات پر سخت برہمی کا اِظہار کرتے ہوئے ٹی وی اسٹیشن پر مظاہرہ کیا۔ جنابِ عالی! مجھے اس سے بحث نہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمد کی رائے دُرست ہے یا خواتین مظاہرہ کرنے میں حق بجانب ہیں، بلکہ یہاں صرف اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ جب غیرمسلم ہماری مسلمان عورت کو پردے کے خلاف اس طرح مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کی دِینِ اسلام اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں کیا رائے ہوگی؟ اور ہم ان کے سامنے کس منہ سے یہ کہہ سکیں گے کہ ہمارا مذہب آفاقی ہے اور اس میں اتنی لچک موجود ہے کہ وہ بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ بھی قابلِ عمل ہے۔

جنابِ عالی! اس موقع پر آپ سے گزارش ہے کہ آپ اسلام میں پردے سے متعلق جو اَحکام ہیں، انہیں شائع فرماکر اپنا دِینی فریضہ اَدا کریں۔ جواب کا اِنتظار رہے گا۔

جواب:... ان معزّز خواتین کے مظاہرے کی تفصیل اخبار میں پڑھی ہے، ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ''اسلام نے مسلم خاتون کو جو حقوق عطا کئے ہیں، وہ انہیں دِلائے جائیں۔'' یہ مطالبہ تو ایسا معقول اور منصفانہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے اِنحراف کی گنجائش ہی نہیں۔ لیکن ان لائقِ صد اِحترام بیگمات نے یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کیا کیا حقوق ہیں جو اِسلام نے ان کو عطا کئے تھے، مگر ان کے ظالم شوہروں نے ان سے چھین رکھے ہیں؟ اگر وہ ان حقوق کی وضاحت فرمادیں تو مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شوہر جو خدا اور رسول پر اِیمان رکھتا ہے، اس کی دِلی ہمدردیاں ان مظلوم اور ستم رسیدہ خواتین کے ساتھ ہوں گی۔ وہ اخباری بیانات اور مضامین بھی نظر سے گزرے ہیں جو ان مظلوم بیگمات کی حمایت میں لکھے گئے ہیں، قریب قریب ہر تحریر میں بس یہی ایک بات دُہرائی گئی ہے کہ واقعی خواتین بہت مظلوم ہیں، اور ان کو ان کے ''اسلامی حقوق'' ضرور دیئے جانے چاہئیں۔ مگر یہ وضاحت ان میں بھی نہیں ملی کہ مطالبہ کن کن ''اسلامی حقوق'' کا ہے؟

---

(۱) ''یٰٓأیھا النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذٰلک أدنٰی أن یعرفن فلا یؤذین'' (الأحزاب:۵۹)۔

(۲) والخلوۃ بالمحرم مباحۃ۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۸، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی النظر والمس)۔

جہاں تک راقم الحروف کی ناقص معلومات کا تعلق ہے، اسلام نے ''مسلم خواتین'' کے حسبِ ذیل حقوق متعین کئے ہیں:

۱:... ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے انہیں مردوں کی نظر میں عظمت و تقدس اور محبت و شفقت کا وہ مقام عطا فرمایا ہے، جس کا تصوّر بھی کسی مرد کے حق میں نہیں کیا جاسکتا۔ ماں کی خدمت و تعظیم پر، بہن کے اِحترام و اِکرام پر، بیوی سے شفقت و محبت اور رحمت و اُلفت پر، اور بیٹی کی شفیقانہ پرورِش پر، خدا اور سول کے جو وعدے ہیں، وہ اسلامیات کے کسی طالبِ علم سے پوشیدہ نہیں۔

۲:... عورت کا نان و نفقہ اور رہائش کے لئے حسبِ اِستطاعت مکان مرد کے ذمے ڈالا گیا ہے، گویا کسبِ معاش کے لئے دَر دَر کی ٹھوکریں کھانے کو اِسلام نے نسوانیت کی توہین قرار دِیا ہے، وہ اقلیم خانہ و دِل کی تاجدار ہے، اس سے روزی کموانا ننگِ انسانیت ہے، ہاں! کسی مظلومہ کے سر پر اس کا کوئی نگہبان ہی نہ ہو تو اس کا کسبِ معاش کے لئے تگ و دو کرنا ایک مجبوری ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کے معاش کی ذمہ داری معاشرے اور حکومت پر ڈالی گئی ہے، اور اِسلامی حکومت کا فرض قرار دِیا گیا ہے کہ ایسی پسماندہ خواتین کے وظائف مقرّر کرے۔

۳:... ایک اہم ترین ذمہ داری مردوں کے ذمے ڈالی گئی ہے کہ وہ مسلم خاتون کی دِینی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرے، انہیں ایسے تمام اعمال و اخلاق سے باز رکھیں جو آدمی کو دوزخ کا ایندھن بنادیتے ہیں، قرآن کریم میں ہے:

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ'' (التحریم: ۶)

ترجمہ:... ''اے ایمان والو! بچاوٴ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے، جس کا ایندھن اِنسان اور پتھر ہیں۔''

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یعنی علمِ دِین خود سیکھو اور اپنے اہل و عیال کو سکھاوٴ۔''[1]

یہ تین اُصول جو میں نے ذِکر کئے ہیں، ان کے ذیل میں سیکڑوں جزئیات آجاتی ہیں، جن کی تشریح کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اگر کوئی مرد، خواتین کے یہ اِسلامی حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ بڑا ہی ظالم اور سنگدل ہے، ایسے شخص کے خلاف میں ان بیگمات سے بڑھ کر اِحتجاج کرتا ہوں۔ لیکن ان معزّز بیگمات کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ:

۱:... کیا یہ بھی ان کے ''اسلامی حقوق'' میں داخل ہے کہ مسلمان عورت سر برہنہ، بصد آرائش و زیبائش، بازاروں، گلیوں، دفتروں، کلبوں اور تعلیم گاہوں میں اجنبی مردوں کو حسنِ آوارہ کے نظارے دِکھاتی پھرا کرے...؟

۲:... کیا یہ بھی ان کے ''اسلامی حقوق'' میں داخل ہے کہ سینماوٴں، تھیٹروں، ڈراموں اور رقص و سرود کی محفلوں میں اداکاری کے جوہر دِکھا کر گندے دِل و دِماغ کی تفریح کا سامان مہیا کرے...؟

۳:... کیا یہ بھی ان کے ''اسلامی حقوق'' میں داخل ہے کہ ان کی نسوانیت کو ماڈل گرل کی حیثیت سے فروغِ تجارت کی آلۂ کار بنایا جائے...؟

---

(۱) روی عن علی فی قوله: قوا أنفسكم وأهليكم، الخير وقال الحسن تعلمهم وتأمرهم وتنهاهم ... إلخ. (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۴۶۶، طبع سهيل اكيڈمی).

۴:...کیا یہ بھی ان کے ''اسلامی حقوق'' میں داخل ہے کہ تعلیم گاہوں، کارخانوں اور دفتروں میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو برابر بٹھا کر انہیں رابطۂ اُلفت اُستوار کرنے کی تربیت دی جائے...؟

۵:...کیا یہ بھی ان کے ''اسلامی حقوق'' میں داخل ہے کہ عورت کو اس کی تمام تر نازک اندازی اور نسوانی عوارض کے باوجود اس پر مردانہ کاموں کا بوجھ ڈال دیا جائے...؟

آج ہمارے معاشرے میں یہ مظلوم عورت جو کچھ کر رہی ہے، یا سحرِ سامری کے زور سے اس سے کرایا جارہا ہے، ان میں سے کونسی چیز ہے جسے ''اسلامی حقوق'' کا نام دِیا جائے؟ یہ معزّز بیگمات کیوں اِحتجاج نہیں کرتیں کہ سینماؤں وغیرہ میں نسوانیت کی مٹی کیوں پلید کی جارہی ہے؟ وہ کیوں اِحتجاج نہیں کرتیں کہ عورت اور اس کی تصویر کو منڈی کا بکاؤ مال کیوں بنایا جارہا ہے؟

انسانی گراوٹ کا یہ تماشا بھی کتنا عبرت انگیز ہے کہ جس عورت کو ماں، بہن، رفیقۂ حیات اور بیٹی کی حیثیت دے کر اِسلام نے اس کی عظمت وتقدس کا مقام ہفت اختر سے بلند کیا تھا، سحرِ سامری نے اسے ''خدمات فروشی'' کی پستیوں میں دھکیل دیا ہے، جس سے کبھی چاند تارے تک شرمایا کرتے تھے، اس کی شرم وحیا آج بازار میں ٹکے سیر بک رہی ہے۔ ساحرِ مغرب نے ''آزادیٔ نسواں'' اور ''حقوقِ نسواں'' کا منتر پڑھا، خاتونِ مغرب نے اس افسوں سے مسحور ہوکر ''گھر کی جنت'' سے باہر قدم رکھا، اور مردوں کی تفریح کا کھلونا بن کر رہ گئی۔ اس کی دیکھا دیکھی خاتونِ مشرق نے بھی پردۂ عصمت سے باہر نکل آنے کو معیارِ کمال سمجھ لیا، اکبر مرحوم کے الفاظ میں انسانیت اس المیے کا جتنا ماتم کرے کم ہے:

بے پردہ نظر آئیں کل جو چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں: عقل پہ مردوں کی پڑ گیا!

کتنے سال کے لڑکوں سے پردہ کرنا چاہئے؟

سوال:... پردہ ۱۲ سال کے لڑکے سے کرنا چاہئے یا ۱۸ سال کے لڑکے سے؟ بعض لوگ کہتے ہیں: پردہ ۱۸ سال کے لڑکوں سے کرنا چاہئے، لیکن ہم بارہ سال کے لڑکوں سے بھی پردہ کرتے ہیں۔

جواب:...جو لڑکے عورتوں کے پردے سے واقف ہوں، ان سے پردہ کرنا چاہئے۔

جوان عورت کو سلام کہنا اور سلام کا جواب دینا مکروہ ہے

سوال:... صفحہ ''اِقرأ'' پر سلام کے متعلق اخبار میں ایک مضمون پڑھا، جس میں لکھا تھا کہ جوان عورت کو سلام کا جواب اتنا آہستہ دیا جائے کہ خود سنے، اس کے برعکس بوڑھی عورت کو جواب زور سے دیا جائے۔ اس میں کیا راز ہے؟

جواب:... جوان عورت کو سلام کہنا اور سلام کا جواب دینا اندیشۂ فتنہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔ بوڑھی عورت کے حق میں یہ

اندیشہ نہیں، اس لئے مکروہ بھی نہیں۔ [1]

کیا بیوہ کا عدّت میں بہنوئی اور داماد سے پردہ ہے؟

سوال:... بیوہ کا عدّت میں کن سے پردہ ہوتا ہے؟ کیا بہنوئی سے جبکہ بہن زندہ ہو؟ اور داماد سے اگر بیٹی زندہ ہو، پردہ ہوتا ہے؟

جواب:... بیوہ عورت کو عدّت کے دوران بہنوئی سے پردہ کرنا چاہئے، اور بہنوئی سے عدّت کے بغیر بھی پردہ ضروری ہے۔ اپنے داماد سے پردہ نہیں۔ [1]

عورت، عورت کے سامنے کتنا بدن کھول سکتی ہے؟

سوال:... عورت، عورت کے سامنے کتنا بدن کھول سکتی ہے؟ بعض عورتیں ایک دُوسرے کے سامنے ننگی نہاتی ہیں۔

جواب:... جتنا مرد، مرد کے سامنے کھول سکتا ہے، یعنی ناف سے گھٹنوں تک کے علاوہ۔ [3]

سوال:... کیا عورت کا ستر عورت کے سامنے گھٹنوں تک ہوتا ہے؟

جواب:... جی ہاں! [4]

طالبات کا بغیر محرَم کے تفریحی سفر جائز نہیں

سوال:... آپ کے صفحہ ''اِقرأ'' کے توسط سے یہ مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ہم یونیورسٹی کے ایک شعبے کی طالبات اور طلبہ اپنے

---

(۱) ولَا یکلم الأجنبیة إلّا عجوزًا عطست أو سلمت فیشمتها ویرد السلام علیها وإلّا لَا۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۹، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس)۔

(۲) ومن محرمه هی من لَا یحل نکاحها أبدًا بنسب أو سبب کالرضاع والمصاهرة۔ (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۳۶۷)۔ عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إیاکم والدخول علی النساء! فقال رجل: یا رسول الله! أرأیت الحمو؟ قال: الحمو الموت۔ متفق علیه۔ (مشکٰوة ص:۲۶۸، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة)۔ وفی المرقاة: قال النووی: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غیر آبائه، لأن الخوف من الأقارب أکثر والفتنة منهم أوقع لتمکنهم من الوصول إلیها والخلوة بها من غیر نکیر علیهم۔ (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۳ ص:۴۱۰، کتاب النکاح، باب النظر، طبع بمبئی، هند)۔

(۳) وتنظر المرأة المسلمة من المرأة کالرجل من الرجل۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۷۱)۔ فکل ما یحل للرجل أن ینظر إلیه من الرجل، یحل للمرأة أن تنظر إلیه من المرأة، وکل ما لَا یحل له، لَا یحل لها، فتنظر المرأة من المرأة، إلٰی سائر جسدها إلّا ما بین السّرّة والرّکبة .... ولَا یجوز لها أن تنظر ما بین سرّتها إلی الرکبة۔ (بدائع الصنائع ج:۶ ص:۴۹۹، کتاب الإستحسان، طبع بیروت)۔

(۴) أیضًا۔

ٹیچرز کے ساتھ پندرہ روز کے لئے کراچی سے شمالی علاقہ جات کی سیر و تفریح کے لئے جارہے ہیں۔ ہمارے والدین کی طرف سے اِجازت ہے، مگر بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح غیرمحرَم لڑکوں اور اساتذہ کے ساتھ تمہارا سفر کرنا حرام ہے، اور گناہ ہے۔ جبکہ سربراہِ شعبہ بھی ایک عالم ہیں، اور براہِ کرم مکمل تفصیلات کے ساتھ مسئلہ سمجھادیں۔ چونکہ ہمارا جون کے آخر میں یا جولائی کے شروع میں جانے کا پروگرام ہے، اس لئے جواب اس سے پہلے ہی اخبار میں آجائے تو ہم کوئی دُرست فیصلہ کرسکیں۔

جواب:... جوان لڑکیوں کا محرَم کے بغیر جانا جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ: ''حلال نہیں کسی عورت کے لئے جو اِیمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دِن پر کہ وہ تین دِن (کی پیدل مسافت) کا سفر کرے، مگر اس حالت میں کہ اس کے ساتھ محرَم ہو۔''[1] اس لئے جو لڑکیاں مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر اِیمان رکھتی ہیں، ان کو چاہئے کہ اس تفریحی سفر میں جانے سے اِنکار کردیں، واللہ اعلم!

(۱) عن أبی سعید قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحل لإمرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر فوق ثلاثة أیام فصاعدًا إلّا ومعها أبوها أو أخوها أو زوجها أو إبنها أو ذو محرم منها. (سنن أبی داؤد ج:۱ ص:۲۴۲).

اخلاقیات

نصیحت کرنے کے آداب

سوال:...اگر میرے ساتھ کام کرنے والا یا کوئی رشتہ دار کسی طریقے یعنی تبلیغ یا نرمی سے سمجھانے پر بھی نماز پڑھنے یا غلط عمل کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کے ساتھ دینِ اسلام کی رُو سے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

جواب:...اپنے مسلمان بھائیوں کو نیکی کرنے اور بُرائی چھوڑنے کی ترغیب دینا تو فرض ہے،[1] مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ بات بہت نرمی اور خوش اخلاقی سے سمجھائی جائے۔ طعن و تشنیع کا لہجہ اختیار نہ کیا جائے۔ اور تبلیغ کرتے وقت بھی اس کو اپنے سے افضل سمجھا جائے۔ اگر آپ نے پیار و محبت سے سمجھایا اور اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانا تو آپ نے اپنا فرض ادا کرلیا، اب زیادہ اس کے پیچھے نہ پڑیں،[2] بلکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ اسے راہِ راست کی توفیق عطا فرمائے اور کسی مناسب موقع پر پھر نصیحت کریں۔ بہرحال یہ خیال رہنا چاہئے کہ ہمیں بیماری سے نفرت ہے، بیمار سے نہیں۔ جو مسلمان بے عمل ہو اسے حقیر نہ سمجھا جائے، بلکہ اخلاق و محبت سے اس کی کوتاہی دُور کرنے کی پوری کوشش کی جائے، اس کے لئے تدابیر سوچی جائیں۔[3]

جوان مرد اور عورت کا ایک بستر پر لیٹنا

سوال:...کیا عورتوں کے کمرے میں مرد اکٹھے سو سکتے ہیں، جبکہ مردوں کے علیحدہ کمرے موجود ہوں؟ ان گناہگار

---

(۱) "ولتكن منكم أُمّة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر" (آل عمران:۱۰۴)۔ أيضًا: "كنتم خير أُمّة أُخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله" (آل عمران:۱۱۰)۔ أيضًا: عن جرير بن عبدالله قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من رجل يكون فى قوم يعمل فيهم بالمعاصى يقدرون علىٰ ان يغيروا عليه ولَا يغيرون إلّا أصابهم الله منه بعقاب قبل أن يموتوا۔ (مشكوٰة ص:۴۳۷، باب الأمر بالمعروف)۔

(۲) "أُدع إلىٰ سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة" يعنى بالقرآن الذى هو محكم المقالَات لَا يتطرق إليه الطعن والمعارضة وهو الدليل الموضح للحق المزيح للشبهات وهو الموعظة الحسنة هى القول اللين الرقيق من غير غلظة ولَا تعسف۔ وجادلهم بالّتى هى أحسن إن ربك هو أعلم بمن ضل عن سبيله وهو أعلم بالمهتدين۔ (النحل:۱۲۵)۔ (تفسير مظهرى ج:۵ ص:۳۹۰)۔

(۳) عن معاذ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عيّر أخاه بذنب لم يمت حتّٰى يعمله يعنى من ذنب قد تاب منه۔ رواه الترمذى۔ (مشكوٰة ص:۴۱۴)۔ أيضًا: عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يكون المؤمن لعّانًا، وفى رواية: لَا ينبغى للمؤمن أن يكون لعّانًا۔ (مشكوٰة ص:۴۱۳، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم)۔

آنکھوں نے کئی بار عورتوں کے ساتھ مردوں کو رات بھر ایک بستر پر سوتے دیکھا ہے، اور ان کو منع کیا مگر بدقسمتی سے تلخ جواب ملا یہ کہتے ہوئے کہ: ''انسان تو چاند تک پہنچ گیا ہے اور تم ابھی تک دقیانوسی خیالات بار بار دُہراتے ہو، موجودہ ترقی یافتہ دور میں یہ سب ٹھیک ہے۔ پچاس برس کی ماں اپنے پچیس برس کے بیٹے کے ساتھ سوسکتی ہے اور اسی طرح پچیس سال کا بھائی اپنی بیس برس کی بہن کے ساتھ سوسکتا ہے۔''

جواب:... حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: ''جب بچے دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر الگ کردو'' (مشکوٰۃ ص:۵۸)[1] پس جوان بہن بھائیوں کا ایک بستر پر سونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ انسان کے چاند پر پہنچ جانے کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس ترقی کے بعد انسان، انسان نہیں رہا، جانور بن گیا ہے اور اب اسے انسانی اقدار اور قوانینِ فطرت کی پابندی کی ضرورت نہیں، تو ہم اس ترقی کے مفہوم سے ناآشنا ہیں۔ ہمارے خیال میں انسان چاند چھوڑ کر مریخ پر جاپہنچے، اس پر اِنسانیت کے حدود وقیود کی رعایت لازم ہے، اور اسلام انسانیت کے فطری حدود وقیود ہی کا نام ہے۔ جو لوگ اسلام کی مقدس تعلیمات کو ''دقیانوسی باتیں'' کہہ کر اپنی آزاد خیالی اور ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ انسان اور حیوان کا امتیاز مٹ جانا چاہئے، ایسے لوگوں کو مسلمان کہنا ہی غلط ہے۔

جوان بہن بھائی کا ایک دُوسرے کے گال کا بوسہ دینا

سوال:... مجھے ایک مغرب زدہ گھرانہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ وہاں بالغ بہن بھائی ایک دُوسرے کے گال کا بوسہ لیتے ہیں، خلوص ومحبت کے اِظہار کا یہ انداز مغربی معاشرے میں ایک عام بات ہے، مگر ہماری شریعت میں اس طرح کا عمل قابلِ مذمت اور گناہ ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... آپ نے جو کچھ ان کے بارے میں لکھا ہے، یہ خالص بے حیائی ہے۔ دراصل لڑکے اور لڑکیاں مغربی فلمیں دیکھتے ہیں اور ان کی نقل کرتے ہیں، مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور دِین کی پیروی کرنی چاہئے، نا کہ مغرب کی، جو سراپا بے حیائی ہے۔

غصّے میں گالیاں دینا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میرے دادا جان جن کی عمر تقریباً ۶۰ سال ہے، ماشاء اللہ سے خاصے صحت مند ہیں اور ان کی سنت کے حساب سے داڑھی بھی ہے، لیکن وہ عادتاً گالیاں دیتے ہیں۔ غصہ پینے کی بجائے بہت غصہ کرتے ہیں، انڈین فلمیں دیکھنے کا بھی شوق رکھتے ہیں، کبھی تو پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں، لیکن وہ بھی گھر میں، بعض اوقات تو جمعہ کی نماز بھی گھر پر پڑھتے ہیں، اور کبھی کبھی بالکل ہی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ذرا سر میں درد ہو یا کسی دن کام کی زیادتی ہوتی ہے اور وہ تھک جاتے ہیں تو صرف یہ کہہ کر نماز چھوڑ

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مروا أولادكم بالصلوٰة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع. رواه أبوداوٗد. (مشكوٰة شريف ص:۵۸).

دیتے ہیں کہ آج بہت تھک گیا ہوں۔

جواب:...غصہ تو ان کو بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے آتا ہوگا، لیکن غصّے میں گالیاں بکنا تو بہت بُری بات ہے،[۱] اور پھر ایک معمر بزرگ کے منہ سے گالیاں تو اور بھی بُری بات ہے۔ نماز میں کوتاہی کرنا ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔[۲] بڑھاپے کے بعد تو قبر ہی باقی رہ گئی ہے، اگر آدمی کو بڑھاپے میں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کا ہوش نہ آئے تو کب آئے گا...؟ حدیث میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا کردی، اس کے سارے عذر ختم کردیئے:

''عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ینادی مناد یوم القیام: این ابن الستین؟ وهو العمر الذی قال الله تعالیٰ: أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔'' (رواه البیهقی فی شعب الإیمان، مشکوٰۃ ص:۴۵۱)

ترجمہ:...''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ: ساٹھ سال کی عمر والے کہاں ہیں؟ یہی عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا؟'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ''اصلی گھر'' کی تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

سوَر کی گالی دینا

سوال:... بزرگوں سے سنا ہے کہ سوَر کی گالی دینے سے چالیس دن کا رزق اُڑ جاتا ہے، اسلام میں یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:...کسی کو یہ گندی گالی دینا تو دُرست نہیں،[۳] باقی رِزق اُڑ جانے کی بات مجھے معلوم نہیں۔

گالیاں دینے والے بڑے میاں کا علاج

سوال:...ہمارے محلّہ میں ایک صاحب جو بوڑھے ہیں، مسجد میں بعض اوقات گالیاں دینے لگتے ہیں، کیا ایسے شخص کو جواباً

---

(۱) وعن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس المؤمن بالطعّان ولَا باللّعّان ولَا الفاحش ولَا البذی۔ رواه الترمذی۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۴۱۳)۔ أیضًا: عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ متفق علیه۔ (مشکوٰۃ ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم)۔

(۲) ''فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۔ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ'' (الماعون)۔

(۳) عن أبی الدرداء أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ما شیء أثقل فی میزان المؤمن یوم القیامة من خلق حسن، فإن الله تعالٰی یبغض الفواحش البذیّ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۲۰)۔ أیضًا: عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: سباب المسلم فسوق۔ (مشکوٰۃ ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم)۔

کچھ کہنا جائز ہے؟

جواب:... بڑے میاں ضعف کی وجہ سے مجبور ہیں، ان کے سامنے کوئی بات ایسی نہ کی جائے کہ ان کو غصہ آئے۔

حاجی و پنج وقتہ نمازی کو جہنمی کہنے والے کا حکم

سوال:... مسجد میں ٹرسٹ کی میٹنگ کے دوران ایک حاجی و پانچ وقت کا نمازی دُوسرے حاجی و پانچ وقت کے نمازی کو میٹنگ کے دوران کسی اِختلاف کی بنا پر یہ کہے کہ تم جہنمی ہو اور سب کو جہنم میں لے کر جاؤ گے۔ ایسے الفاظ ادا کرنا شریعت کی رُو سے وضاحت فرمائیں کیسا ہے؟

جواب:... مسلمان کو جہنمی کہنا یا قرار دینا بہت بُری بات ہے، ایسے شخص کو فوراً اپنے عمل سے توبہ کرنی چاہئے، اور مسلمانوں سے معافی مانگنی چاہئے، ورنہ قیامت کے دن مؤاخذہ ہوگا۔[1]

انسان کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ

سوال:... انسان کا شکریہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ الفاظ: ''مہربانی، شکریہ'' وغیرہ کہنا جائز ہے؟

جواب:... کسی شخص کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے شریعت نے ''جَـزَاکَ اللہ'' کہنے کی تلقین کی ہے، حدیث میں ہے:

''من صنع الیه معروف قال لفاعله: جزاک الله، فقد ابلغ فی الثناء''

(ترمذی ج:۲ ص:۲۳)

ترجمہ:... ''جس پر کسی نے احسان کیا ہو، وہ احسان کنندہ کو ''جزاک اللہ'' کہہ دے تو اس نے تعریف کو حدِ کمال تک پہنچادیا۔''

بداَخلاق نمازی اور بااَخلاق بےنمازی میں سے کون بہتر ہے؟

سوال:... ایک شخص ہے نمازی اور بہت نیک اور پرہیزگار، مگر اس کے اخلاق اچھے نہیں، ہر ایک کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتا ہے، اور ایک شخص بےنمازی اور پرہیزگار بھی نہیں ہے، مگر اس کے اخلاق بہت اچھے ہیں، ایسی صورت میں کس کا عمل اچھا ہے؟

جواب:... آپ کی یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے، کیونکہ عبادات کی تو تاثیر یہ ہے کہ وہ انسان کو مہذّب بنادے، اس کا دِل نرم

---

(۱) عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده. (مشکوٰة ص:۱۲). عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله کفر. متفق علیه. (مشکوٰة ص:۴۱۱). وعن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا قال الرجل هلک الناس فهو أهلکهم. رواه مسلم. (مشکوٰة ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، الفصل الأوّل).

کردے، اس کے اخلاق کو اچھا بنادے، اس کے تکبر کو ختم کردے، کیونکہ نماز کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بے حیائی اور فواحش سے روکتی ہے۔[1] پھر جب انسان نماز میں تواضع سے سر جھکاتا ہے تو تکبر ختم ہوجاتا ہے، ہر وقت وہ نماز میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ مجھے نیک لوگوں کے راستے پر چلا، اور نیک لوگوں کے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ عبادت کا اثر ہی یہی ہے کہ اس کے اخلاق بھی اچھے ہوجائیں۔ اب اگر عبادت اس میں یہ تأثیر نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ اس کی عبادت میں کوئی نقص ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادت کی اصلاح کرے۔[2] لیکن اس کو نماز، روزہ اور دیگر نیک کاموں کا اَجر اپنی جگہ الگ ملے گا اور بداخلاقی کا گناہ اپنی جگہ الگ۔[3] اسی طرح بااخلاق شخص جو کہ نیک اعمال نہیں کرتا اور فرائض میں کوتاہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فطرتِ سلیمہ اور صحیح طبیعت عطا کی ہے، مگر وہ اپنی غفلت اور کوتاہی اور شیطان کے بہکانے میں آکر اپنے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہے، تو اس کو ان فرائض میں کوتاہی کی سزا ضرور ملے گی۔[4] ان دونوں اَشخاص کی آپس میں کوئی نسبت نہیں، دونوں ہی صحیح راستے پر نہیں، ایک نے ایک حصہ دِین کا چھوڑا دیا، اور دُوسرے نے دُوسرا دِین کا حصہ چھوڑ دیا، اس لئے دونوں ناقص ہیں۔

منافق کی تین نشانیاں

سوال:... میں یہاں ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ بحوالہ بخاری و مسلم درج کرنا چاہتا ہوں: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلافِ وعدہ کرے، کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، چاہے وہ شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو'' اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس شخص میں یہ تینوں خصوصیات بدرجۂ اَتم ہوں؟

---

(۱) "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" (العنکبوت:۴۵)۔

(۲) المراد أن الصلاة تنهٰى عن الفحشاء والمنكر مطلقًا وعلٰى هٰذا قال بعض المفسرين الصلاة هى التى تكون مع الحضور وهى تنهى۔ (التفسير الكبير ج:۲۵ ص:۷۲)۔ أيضًا: قال أبوبكر يعنى القيام بموجبات الصلاة من الإقبال عليها بالقلب والجوارح وإنما قيل تنهى عن الفحشاء والمنكر لأنها تشتمل علٰى أفعال وأذكار ولَا تخللها غيرها من أمور الدنيا وليس بشىء من الفروض بهٰذه المنزلة فهى تنهى عن المنكر وتدعو إلى المعروف بمعنى ان ذالك مقتضاها وموجبها لمن قام حقها۔ (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۳۵۰)۔

(۳) عن حارثة بن وهب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنّة الجوّاظ الجعظرىّ يقال الجعظرى الفظ الغليظ وفى نسخ المصابيح عن عكرمة بن وهب ولفظه قال والجوّاظ الذى جمع ومنع والجعظرى الغليظ الفظ۔ (مشكٰوة ص:۴۳۱)۔ أيضًا: وعن جرير عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من يحرم الرفق، يحرم الخير۔ رواه مسلم۔ (مشكٰوة ص:۴۳۱، باب الرفق والحياء وحسن الخلق)۔

(۴) عن عبدالله بن عمرو بن العاص عن النبى صلى الله عليه وسلم انه ذكر الصلٰوة يومًا فقال من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نورا ولَا برهانًا ولَا نجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأُبىّ بن خلف۔ رواه أحمد۔ (مشكٰوة ص:۵۸، ۵۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث)۔

جواب:... منافق دو قسم کے ہیں، ایک منافقِ اعتقادی جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دِل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اِیمان ہی نہ رکھتا ہو۔[۱] دُوسرا منافقِ عملی، یہ وہ شخص ہے جو اللہ و رسول کو مانتا ہے اور دِینِ اسلام کا عقیدہ رکھتا ہے، لیکن کام منافقوں والے کرتا ہے، مثلاً: جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، اس حدیثِ پاک میں اس دُوسری قسم کے منافق کا ذکر ہے، جو اگرچہ مسلمان ہے، نماز روزہ کرتا ہے، مگر اس کا کردار منافقانہ ہے۔[۲] جس شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے، اگر اس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں تو حدیثِ پاک کی وعید اس کو شامل ہے کہ اس کا کردار منافقوں والا ہے، مگر اس کو مطلقاً "منافق" کہنا جائز نہیں، جیسا کہ کوئی شخص کافروں والے عمل کرتا ہو تو اس کو مطلقاً "کافر" کہنا جائز نہیں۔[۳]

کیا مذاق میں جھوٹ بولنے والا بھی منافق میں شمار ہوگا؟

سوال:... منافق کی تین نشانیاں ہیں: ۱:... وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ ۲:... بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ۳:... امانت میں خیانت کرے۔

اگر کوئی کبھی مذاق میں بھی جھوٹ بولے، مگر اس کے جھوٹ سے کسی کو نقصان نہ پہنچے، اور اگر کوئی بندہ کسی کے سامنے اس کی بُرائی نہ کرے، مگر پیچھے بُرائی کرے، تو کیا وہ بھی منافق ہوگا؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب:... مذاق میں جھوٹ بولنا بھی جائز نہیں،[۴] یہ منافق کی علامت میں شمار ہوگا۔ اور جو شخص اس کی پس پشت بُرائی کرتا ہے، وہ غیبت کرنے والا شمار ہوگا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔[۵]

---

(۱) المنافقون الذين كانوا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فحدثوا بإيمانهم فكذبوا وأتمنوا على دينهم فخانوا ووعدوا في أمر الدين ونصره فأخلفوا وفجروا في خصوماتهم ...إلخ. (شرح المسلم للنووی ج:۱ ص:۵۶).

(۲) ان معناه ان هذه الخصال ومتخلق بأخلاقهم فإن النفاق هو إظهار ما يبطن خلافه وهذا المعنى موجود في صاحب هذه الخصال ويكون نفاقه في حق من حدثه ووعده وأتمنه وخاصمه وعاهده من الناس لا انه منافق في الإسلام فيظهره ويبطن الكفر ولم يرد النبي صلى الله عليه وسلم بهذا انه منافق نفاق الكفار المخلّدين في الدرك الأسفل من النار. (شرح المسلم للنووی ج:۱ ص:۵۶، باب خصال منافق). أيضًا: عن النبي صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان. وفي الحاشية: قوله آية المنافق .... المراد بالنفاق النفاق العملي لا الإيماني. (صحيح بخاری ج:۱ ص:۱۰، حاشيه نمبر ۲، باب علامة المنافق).

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما رجل قال لأخيه كافر، فقد باء بها أحدهما. متفق عليه. وعن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يرمي رجل رجلًا بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلّا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذالک. (مشكوٰة ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

(۴) عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ويل لمن يحدّث فيكذب ليضحک به القوم، ويل له! ويل له! رواه أحمد والترمذي. (مشكوٰة ص:۴۱۳، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

(۵) وعن أبي سعيد وجابر قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغيبة أشد من الزنا! قالوا: يا رسول الله! وكيف الغيبة أشدّ من الزنا؟ قال: ان الرجل ليزني فيتوب، فيتوب الله عليه، وفي رواية: فيتوب فيغفر الله له، وإنّ صاحب الغيبة لا يغفر له حتّى يغفرها له صاحبه. (مشكوٰة شريف ص:۴۱۵، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

مذاق میں جھوٹ بولنا

سوال:... مذاق کیا ہے؟ اگر ہم کسی سے مذاق میں جھوٹ بول رہے ہیں تو کیا یہ ہمارا مذاق جھوٹ میں شامل ہوگا؟ لیکن ہماری نیت صرف مذاق کی ہے۔ قرآن واحادیث کی روشنی میں اس کا جواب دیں۔

جواب:... "مذاق" کسی کی ہنسی اُڑانے کو کہتے ہیں، اور اگر اس میں جھوٹ بولا جائے تو کبیرہ گناہ جمع ہوجائیں گے،[1] کیونکہ کسی مسلمان کی ہنسی اُڑانا بجائے خود کبیرہ گناہ ہے۔[2]

عملی نفاق

سوال:... کئی لوگ جو ظاہر سے تو بہت نیک ہیں، تبلیغ میں بھی جاتے ہیں، لیکن اس مبارک کام کی آڑ میں غلط حرکتیں کرتے ہیں، کیا ایسے لوگ حدیث کی روشنی میں منافق ہیں؟

جواب:... عملی نفاق ہے۔

جھوٹا حلفیہ بیان گناہِ کبیرہ ہے

سوال:... شناختی کارڈ اور بہت سے اسکولوں کے داخلہ فارموں میں حلفیہ بیان درج ہوتا ہے، جس کو پُر کرکے دستخط کرنا پڑتا ہے، بعض اوقات اس میں جھوٹا بیان لکھ کر (حلفیہ بیان پر) دستخط کئے جاتے ہیں۔ مثلاً دُوسرا شناختی کارڈ حاصل کرنے کے لئے جھوٹا حلفیہ بیان دیا جاتا ہے کہ مجھ سے شناختی کارڈ گم ہوا ہے اور دُوسرا جاری فرمائیں۔ درحقیقت شناختی کارڈ گم نہیں ہوتا بلکہ پاس ہوتا ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا ہوا ہو، (کسی بھی حلفیہ بیان پر جھوٹے دستخط کئے ہوں) تو واقعی اس نے جھوٹی قسم کھائی؟ کیا یہ حلفیہ بیان قسم کے مترادف ہے؟

جواب:... جھوٹ بول کر کے دستخط کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔[3]

جھوٹ کی ایک قسم

سوال:... غصے میں کسی جائز کام کے نہ کرنے کے لئے کہنا، اور تھوڑی ہی دیر بعد اس کام کا کردینا، جھوٹ میں شامل ہے؟

---

(۱) عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ويل لمن يحدث فيكذب ليضحك به القوم، ويل له! ويل له! رواه أحمد والترمذي. (مشكوة ص:۴۱۳، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

(۲) الكبيرة الحادية والخمسون بعد المائتين: السخرية والإستهزاء بالمسلم. قال تعالىٰ: يٰأيها الذين اٰمنوا لَا يسخر قوم من قوم عسٰى أن يكونوا خيرًا منهم .... وقد قام الإجماع علىٰ تحريم ذالك. (الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۲ ص:۲۲).

(۳) عن سفيان بن أسد الحضرمي قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثًا هو لك مصدق وأنت به كاذب. رواه أبوداوٗد. (مشكوة ص:۴۱۳، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

جواب:... جی ہاں![1]

وعدہ تحریری ہو یا زبانی اُس کا اِیفا واجب ہے

سوال:... زبانی وعدے کی شریعتِ اسلامی میں کیا حیثیت ہے؟ جبکہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ مسلمان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ وعدہ پورا کرتا ہے۔ آیا صرف تحریری وعدہ ہی پورا کیا جاسکتا ہے اور زبانی وعدے کی کوئی حیثیت نہیں؟ کوئی آدمی کسی کو زبانی وعدے پر قرض دے اور پھر دیتے وقت قرض کا نام نہ لے تو وہ قرض ہوگا یا ہدیہ؟ جبکہ پہلے سے بات طے ہوئی تھی کہ رقم کی ضرورت پڑنے پر قرض دی جائے گی۔

جواب:... یہ اپنی نوعیت کا انوکھا سوال ہے! دُنیا کے تمام عقلاء جانتے ہیں کہ وعدہ خواہ تحریری ہو یا زبانی، دونوں صورتوں میں اس کا اِیفا واجب ہے،[2] اور بغیر عذرِ صحیح کے وعدہ خلافی کرنا منافق کا کام ہے۔[3]

اسی طرح قرض اور ہدیہ کے بارے میں جو سوال کیا گیا ہے، وہ بھی عجیب و غریب سوال ہے! اس لئے کہ نادان بچے بھی قرض اور ہدیہ کا فرق سمجھتے ہیں، جب زبانی وعدے پر قرض دیا گیا تو وہ ہدیہ کیسے ہوا؟ جو شخص قرض کے نام سے رقم لے کر یہ کہتا ہے کہ آپ نے تو مجھے ہدیہ دیا تھا، نہ صرف دِین و اِیمان سے، بلکہ اخلاق و شرافت سے بھی عاری ہے۔[4]

ایفائے عہد یا نقضِ عہد؟

سوال:... ''الف'' نے ''ب'' سے یہ کہہ کر قرض لیا کہ اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو دے دُوں گا، لیکن اتفاقاً اس پہلی تاریخ کو ہفتہ واری چھٹی تھی، لہٰذا دفتر تنخواہ بند ہونے کی وجہ سے پہلی کو ''الف'' وہ قرضہ ادا نہ کرسکا۔ آپ بتلائیں کہ اس کا وعدہ پورا ہوا یا نقضِ عہد کا مرتکب ہوا؟

جواب:... چونکہ فریقین کے ذہن میں یہ تھا کہ پہلی تاریخ کو تنخواہ ملنے پر قرضہ ادا ہوگا، اس لئے اس تاریخ کو دفتر بند ہونے کی وجہ سے اگر ادائیگی نہ ہوسکی تو اگلے دن کردے، یہ وعدہ خلافی کا مرتکب اور گنہگار نہ ہوگا، حدیث شریف میں ہے:

''اذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له، فلم يف ولم يجئ الميعاد فلا اثم عليه۔'' (مشکوٰۃ شریف ص:۴۱۶، بروایت ابوداؤد و ترمذی)

---

(۱) لأن عين الكذب حرام۔ (شامی ج:۶ ص:۴۲۷)۔ عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم والكذب ...إلخ۔ (مشكوٰة ص:۴۱۲، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم)۔

(۲) "وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولًا" (بنی إسرائيل:۳۴)۔ أيضًا: يطلب من المعاهد الّا يضيعه ويفي به أوان صاحب العهد كان مسئولًا۔ (تفسير النسفی ج:۲ ص:۲۵۶)۔

(۳) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث: إذا حدّث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوٰة ص:۱۷ باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأوّل)۔

(۴) عن أنس قال: قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلّا قال: لَا إيمان لمن لَا أمانة له، ولَا دِين لمن لَا عهد له۔ (مشكوٰة ص:۱۵، كتاب الإيمان، الفصل الثاني)۔

ترجمہ:... ”جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اس وعدے کو پورا کرے گا، لیکن (کسی عذر کی وجہ سے) نہ کرسکا اور وعدے پر نہ آسکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

وعدہ نبھانے کا عہد

سوال:... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے جس کا ترجمہ میں نیچے بیان کر رہا ہوں۔ ترجمہ: ”جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں، جو کوئی پابندِ عہد نہیں، اس کا کوئی دِین نہیں۔“

میرا سوال پابندیٔ عہد کے بارے میں ہے، زید نے اسکول میں اُستاد سے وعدہ کیا کہ میں کام کل کر کے دِکھاؤں گا، اُستاد نے اسے کل تک کی مہلت عنایت کردی۔ اب زید مدرسے سے باہر نکلا اور اس کا حادثہ ہوگیا، تو مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی میں زید اُس فہرست میں تو شامل نہیں ہوجاتا، جس کے بارے میں فرمایا کہ: ”اس کا کوئی دِین نہیں جو پابندِ عہد نہیں“:

الف:... وہ بہت بُری طرح زخمی ہوجاتا ہے، اور کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

ب:... یا زید اس حادثے کے نتیجے میں مرجاتا ہے۔

اسی سلسلے میں ایک اور سوال پوچھنا ہے، اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے حقوق کے بارے میں بہت تاکید کی ہے، اور قرآن میں تو صاف صاف آیات نازل ہوئی ہیں۔ والدین کا حکم اس وقت تک ماننا فرض ہے جب تک کہ وہ خلافِ شریعت نہ ہو۔ اب دونوں حدیثوں کو ایک جگہ رکھا جائے تو ایک سوال پہلی والی صورت کے بارے میں پیدا ہوتا ہے، زید نے جو وعدہ اُستاد سے کیا تھا، یعنی کہ کام میں کل کر کے دِکھاؤں گا۔ زید گھر آیا تو والد نے، یا والدہ نے یا دونوں نے اس کو ایسا حکم دیا جو خلافِ شریعت بھی نہیں اور اگر زید والدین کا حکم مانتے ہوئے وہ کام کرتا ہے تو وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکتا، ایسی صورت میں وہ وعدہ پورا کر کے والدین کے غصے کا نشانہ بنے یا والدین کا حکم مان کر ان لوگوں میں شامل ہوجائے جن کا کوئی دِین نہیں؟ برائے مہربانی تفصیل سے مسئلے کا حل بتا کر شکریہ کا موقع عنایت کیجئے۔

جواب:... اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کیا جاسکے تو گناہ نہیں۔ والدین کے حکم کی تعمیل بھی عذر ہے،[1] البتہ یہ مناسب ہے کہ والدین کو اُستاد سے کیا ہوا وعدہ بتادیا جائے، اور ان سے اس کے پورا کرنے کی اِجازت لے لی جائے، اگر وہ اس کا موقع نہ دیں تو معذور ہے، واللہ اعلم!

کافر سے مسلمان ہونے والے کو زمانۂ کفر کے حقوق العباد ادا کرنے ہوں گے

سوال:... اگر کافر، مسلمان ہوجائے تو اس کے سابقہ کفر کے دور کے حقوق العباد مثلاً: اس کے قبضے میں کچھ لوگوں کا مال ہے،

---

(۱) قال السیّد العذر ما یتعذر علیه المعنی علٰی موجب الشرع إلّا بتحمّل ضرر زائد۔ (قواعد الفقه ص:۳۷۵)۔ أیضًا: عن زید بن أرقم عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نیته أن یفی له فلم یف ولم یجیء للمیعاد فلا إثم علیه۔ رواه أبوداؤد والترمذی۔ وفی حاشیة المشکٰوة: وقیل الخلف فی الوعد من غیر مانع حرام وهو المراد هنا وکان الوفاء بالوعد مأمورا به فی الشرائع السابقة أیضًا۔ (مشکٰوة ص:۴۱۶، باب الوعد، الفصل الأوّل)۔

یا قرض واجب الادا، کیا وہ معاف ہوگیا، یا واپس کرنا ہوگا؟

جواب:... زمانۂ کفر کے حقوق العباد اَدا کرنے ہوں گے۔[1]

اِلزام ثابت نہ کرسکنے والے کا شرعی حکم

سوال:... مجھ پر بھاری پنچایت میں جس میں پانچ سو سے زائد اَفراد شریک تھے، چار آدمیوں نے بہتان لگایا، جو کہ سراسر جھوٹا ہے۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ جن افراد نے مجھ پر جھوٹا بہتان لگایا ہے، اگر وہ مجھ پر اِلزام ثابت نہ کرسکیں تو شریعت ان افراد کے لئے کیا فتویٰ دیتی ہے؟ کیونکہ کسی عزّت دار آدمی پر جھوٹا اِلزام یا بہتان لگانا کہاں تک دُرست ہے؟ شریعت میں اس کا کیا فتویٰ ہے؟

جواب:... جس شخص پر کوئی جھوٹا اِلزام لگایا گیا اور وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کا اِنتقام نہیں لے سکا، تو اس کا اِنتقام اللہ تعالیٰ لیں گے، اِلَّا یہ کہ آپ ان سب کو معاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو معافی عطا فرمائیں۔[2]

کسی پر جھوٹی تہمت لگانے کا شرعی حکم اور اُس کی سزا

سوال:... بکر پر زید کچھ تہمتیں لگاتا ہے، جس کی کوئی شہادت نہیں ہے۔ زید کے ہمراہ کچھ لوگ ہیں جو اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر بات کرو، لیکن زید کہتا ہے کہ قرآن شریف تو جھوٹے اُٹھاتے ہیں۔ کیا یہ قرآن شریف کی توہین نہیں؟

جواب:... زید کا یہ کہنا کہ قرآن تو جھوٹے اُٹھاتے ہیں، خود اپنے جھوٹا ہونے کا اِقرار ہے۔ اس لئے یہ قرآن کی توہین نہیں، بلکہ اپنے ایمان کی توہین ہے۔ زید کو اور زید کے ساتھیوں کو چاہئے کہ ان جھوٹی تہمتوں سے توبہ کریں، بکر سے معافی مانگیں، اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگیں، اور یہ بات یاد رکھیں کہ مرنے کے بعد تمام تہمت تراشیوں کی ان کو سزا ملے گی اور دُرّے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور مسلمانوں کو ایسے غلیظ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، واللہ اعلم!

کسی کے بارے میں شک و بدگمانی کرنا

سوال:... ایک حدیث ہے کہ کسی پر شک نہیں کرنا چاہئے، یعنی شک، بدگمانی اور تجسّس منع ہیں۔ دُوسری حدیثِ مبارک ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دو۔ ان دونوں حدیثوں میں کیا فرق ہے عمل کرلینا ہے؟ اور کیا مطلب ہے؟

---

(۱) وقسم يحتاج إلى التراد وهو حق الآدمي والتراد ما في الدنيا بالإستحلال أو رد العين أو بدله وأما في الآخرة برد ثواب الظالم للمظلوم ... إلخ۔ (مرقاة المفاتيح ج:۱ ص:۱۰۲، باب الكبائر).

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ رواه البخاري۔ (مشكوة ص:۴۳۵، باب الظلم، الفصل الأوّل).

جواب:... کسی کے بارے میں بدگمانی جائز نہیں،[۱] یہ تو پہلی حدیث کا مطلب ہے۔ اور دُوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کے بارے میں تردّد ہو کہ آیا یہ جائز ہے یا نہیں، تو اس کو نہ کرو۔[۲]

غیبت کی سزا

سوال:... کیا غیبت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ جس آدمی کی غیبت کی جاتی ہے غیبت کرنے والا گناہگار ہوجاتا ہے، مگر جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کیا جس کی غیبت کی جاتی ہے واقعی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

جواب:... غیبت کرنے والے سے اس کی نیکیاں لے کر جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو دِلائی جائیں گی، اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو جس کی غیبت کی گئی اس کے گناہ غیبت کے بقدر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔[۳] تمام حقوق العباد کا یہی مسئلہ ہے، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو اپنے پاس سے عطا فرماکر اس سے معاف کرادیں تو ان کا فضل ہے۔

غیبت کرنا، مذاق اُڑانا اور تحقیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے؟

سوال:... گزارش یہ ہے کہ میں سرکاری دفتر میں کام کرتا ہوں، وہاں پر چند نوجوان ہیں، وہ ہر وقت کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی کا مذاق اُڑاتے رہتے ہیں، لڑاتے رہتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں، کسی کے سر پر تھپڑ مارتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، کسی کو تکلیف دے کر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: ''مزہ آگیا'' جب ان سے کہا جاتا ہے: اللہ سے ڈرو! تو کہتے ہیں: ''اللہ کو درمیان میں نہ لایا کرو!'' جب کہ سب کے سب مسلمان ہیں، ہمارا مذہب ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ ان لوگوں کے اندر نہ تو خدا کا خوف، نہ ہی ڈر ہے، اکثر دوساتھیوں میں جھگڑا کراکے خوش ہوتے اور کہتے ہیں: ''آج بہت تفریح ہوگئی اور طبیعت خوش ہوگئی'' اور جھوٹ بولنا، چغلی کرنا، بات کو اِدھر اور اُدھر کرنا مشغلہ ہے، اور اپنے سامنے دُوسرے کو کم تر سمجھنا اور خوار کرنا شامل ہے۔ لہٰذا آپ سے

---

(۱) عن أبی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إيّاكم والظن! فإن الظن أكذب الحديث۔ (ترمذی ج:۲ ص:۲۰، باب ما جاء فی سوء الظن، طبع کتب خانہ رشیدیہ، دھلی)۔

(۲) وعن الحسن بن علي قال: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم: دع ما يريبك إلى ما لا يريبك، فإن الصدق طمانية وإن الكذب ريبة. (مشکوٰۃ ص:۲۴۲، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثانی)۔ أيضًا: وفی حاشية المشكوة: قوله فإن صدق إلخ الصدق والكذب يستعملان فی الأقوال والأفعال وقالوا معناه إذا وجدت نفسك ترتاب فی الشیء فاتركه وانتقل إلى ما لا ترتاب فيه فإن نفس المؤمن تطمئن إلى الصدق وترتاب من الكذب فارتيابك فی الشیء ينبئ عن كونه باطلًا أو مظنة للباطل فاحذره واطمينانك إلى الشیء يشعر بأنه حق فاستمسك به فهٰذا ضابطة لمعرفة كون الفعل حسنا وقبيحًا وكون الشیء حلالًا وحرامًا. (مشکوٰۃ ص:۲۴۲، حاشیہ نمبر۴، باب الكسب وطلب الحلال)۔

(۳) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رحم الله عبدًا كانت لأخيه عنده مظلمة فی عرض أو مال فجائه فاستحله قبل أن يؤخذ وليس ثمّ دينار ولا درهم فإن كانت له حسناتٌ أخذ من حسناته وإن لم تكن له حسناتٌ حملوا عليه من سياتهم۔ (ترمذی ج:۲ ص:۶۷، أبواب صفة يوم القيامة، طبع قديمی)۔

درخواست ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے بتائیں ایسے لوگوں کے ساتھ اُٹھنا اور بیٹھنا جائز ہے اور مذہب کیا حکم دیتا ہے؟

جواب:... یہ تمام اُمور جو آپ نے ذکر کئے ہیں، گناہِ کبیرہ ہیں، کسی کا مذاق اُڑانا، کسی کی تحقیر کرنا، کسی کو دُوسرے سے لڑانا، کسی کی غیبت کرنا، جھوٹ بولنا،[1] جھوٹی قسم کھانا،[2] اس قسم کے تمام اُمور نہایت سنگین ہیں اور ان سے معاشرے میں شر و فساد اور رنجشیں جنم لیتی ہیں، ایسے لوگوں سے دوستانہ مراسم نہیں رکھنے چاہئیں۔[3]

کسی کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے غیبت کرنا

سوال:... ایک صاحب ہمارے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''فلاں صاحب جو آپ کے محلے میں رہتے ہیں، ان سے ہم اپنی بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں، برائے مہربانی آپ ہمیں ان صاحب کی عادتوں اور کردار وغیرہ اور دیگر تفصیلات کے متعلق بتائیں'' کیا ان سائل کو تمام باتیں بتانا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر بتانا چاہیں تو کیا وہ باتیں بھی بتادی جائیں جن کو کسی سے ذکر نہ کرنے کا ہم سے وعدہ لے لیا گیا ہو؟

جواب:... اس شخص کی غیبت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ رشتہ کرنے والے کو نقصان سے بچانا مقصود ہو تو اس شخص کی حالت کا ذکر کردینا جائز ہے،[4] اور اگر کسی سے ذکر نہ کرنے کا وعدہ کر رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ خود نہ بتائے بلکہ کسی اور واقف کار کا حوالہ دے دے کہ اس سے دریافت کرلو۔

شر سے بچانے کے لئے غیبت کرنا

سوال:... اگر کوئی اپنے کسی جاننے والے کو بتادے کہ فلاں دُکان دار بے ایمان ہے، سودا کم تولتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اپنی عیاری سے لوگوں کو بے وقوف بناکر رقم اینٹھ لیتا ہے، بھولے بھالے لوگ اس کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں، اگر معلومات رکھنے والا بتادے کہ فلاں شخص سے ہوشیار رہنا، ورنہ رقم سے ہاتھ دھو بیٹھوگے۔ اگر کوئی مکان کرایہ پر لینے سے قبل معلومات کرے اور

---

(۱) "یٰـأیها الذین اٰمنوا لَا یسخر قوم من قوم عسٰی أن یکونوا خیرًا منهم" الآیة. "ولَا تلمزوا أنفسکم ولَا تنابزوا بالألقاب" الآیـة. "ولَا یغتب بـعضکم بعضًا" الآیة. (الحجرات: ۱۱ تا ۱۲). عـن ابـن عبـاس عـن النبی صلی الله علیه وسلم: لَا تمار أخاک ولَا تمازحه ولَا تعده موعدًا فتخلفه. (ترمذی ج:۲ ص:۲۰، باب فی المراء).

(۲) قـال: قـال رسـول الله صـلـی الله عـلیه وسلم: من حلف علٰی یمین مصبورة کاذبًا فلیتبوّ بوجهه مقعده من النار. (أبوداؤد ج:۲ ص:۱۵۲). أیـضًـا: قـال صلی الله علیه وسلم: إیاکم والکذب! فإن الکذب یهدی إلی الفجور، وإن الفجور یهدی إلی النار. (مشکٰوة ص:۴۱۲، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، الفصل الأوّل).

(۳) عـن عمران بن حطان قال: أتیت أبا ذر فوجدته فی المسجد محتبیا بکساء أسود وحده فقلت: یا أبا ذر! ما هٰذه الوحدة؟ فـقـال: سـمـعـت رسـول الله صـلـی الله عـلیه وسلم یقول: الوحدة خیر من جلیس السوء، والجلیس الصالح خیر من الوحدة. (مشکٰوة ج:۲ ص:۴۱۴، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، الفصل الثالث).

(۴) فتباح غیبة مجهول ومتظاهر بقبیح ولمصاهرة ولسوء إعتقاد تحذیرًا منه. (درمختار). قوله: ولمصاهرة: الأولٰی التعبیر بالمشورة أی فی نکاح وسفر وشرکة ومشاورة وإیداع أمانة ونحوها فله أن یذکر ما یعرفه علٰی قصد النصح. (ردالمحتار ج:۲ ص:۴۰۹، حظر والإباحة، فصل فی البیع، طبع ایچ ایم سعید).

اسے بتادیا جائے کہ مالکِ مکان اچھا آدمی نہیں ہے، اس کی بیوی جھگڑالو ہے، یا کسی کا ذکر آیا تو کہہ دیا کہ وہ بڑے بقراط ہیں، اپنے کو بہت قابل سمجھتے ہیں، یا کسی کو کسی محفل میں آتا دیکھ کر برابر والے کو کہنی ماری جو اشارہ تھا آنے والے کی ہجو کا۔ اگر کسی کو گول مول طریقے سے بتایا جائے تو اسے تجسس ہوگا، اور پوری بات معلوم کئے بغیر عمل نہیں کرے گا، اگر نہ بتایا جائے تو ایک مسلمان بھائی کا نقصان ہوگا، اگر یہ سب غیبت میں شمار ہے تو پھر اِنسان کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں رہتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ مذکورہ بالا باتوں کے لئے کونسا طریقہ اِختیار کیا جائے؟ کیا مذکورہ بالا تمام باتوں کا شمار غیبت کے زُمرے میں آتا ہے؟

جواب:... ہے تو یہ بھی غیبت، کیونکہ غیبت کے معنی ہیں کسی کی پس پشت بُرائی کرنا، یا ایسی بات کہنا کہ اگر اس کے سامنے کہی جائے تو اسے بُری لگے۔[1] اب اگر اس غیبت سے مقصود اس شخص کی تنقیص و توہین نہیں، بلکہ کسی مسلمان کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہے، تو یہ گناہ نہیں۔ کسی کے لئے ''بقراط'' کا فقرہ چست کرنا، یا کہنی مار کر اس کی ہجو کی طرف اِشارہ کرنا حرام غیبت کے زُمرے میں آئے گا،[2] کیونکہ اس کا مدعا اس شخص کی تنقیص کے سوا کچھ نہیں۔ اور کسی شخص کی دھوکا دہی، بے اِیمانی اور فریب کاری سے کسی ایسے شخص کو آگاہ کرنا جو اس کے دھوکے میں آسکتا ہے، یہ غیبت حرام نہیں ہوگی۔ کسی مظلوم کا ظالم کی شکایت ایسے شخص کے سامنے کرنا جو اس کے ظلم سے نجات دِلاسکتا ہے، یا اس کی مشکل کا کوئی حل نکال سکتا ہے، حرام غیبت نہیں۔[3] اور کسی ایسے شخص کے سامنے شکایت کرنا جو اس ظلم کا کوئی تدارک نہیں کرسکتا، حرام غیبت کے زُمرے میں آئے گا۔ خلاصہ یہ کہ جہاں غیبت سے مقصود اس کے شر سے بچنا، یا دُوسرے کو بچانا ہو، وہ حرام غیبت نہیں، اور جہاں یہ مقصد نہ ہو، وہ حرام ہے، واللہ اعلم!

غیبت کے کیا معنی ہیں؟ نیز جن کی غیبت کی ہو، وہ معلوم نہ ہوں تو کیا کیا جائے؟

سوال:... میں نے اپنی زندگی کے پندرہ سالوں میں نجانے کتنے لوگوں کی غیبت کی ہوگی، اور غیبت کی معافی بھی اسی اِنسان سے مانگی جاتی ہے، لیکن مجھے تو ان لوگوں کی تعداد بھی نہیں معلوم جن کی میں نے غیبت کی ہے۔ اور بیشتر تو اس دُنیا ہی میں نہیں، مجھے ان غیبتوں کی معافی کس طرح مل سکتی ہے؟ اور اس کا کیا کفارہ ہے؟ نیز غیبت کی حد کیا ہے؟ یعنی کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

جواب:... غیبت کے معنی ہیں پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کرنا، اور یہ حرام ہے۔[4] جن کی بُرائی کی ہے، اگر وہ یاد ہوں تو ان سے معافی مانگی جائے، اور اگر یاد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمادیں اور میں نے جو اُن کی غیبت

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قيل: يا رسول الله! ما الغيبة؟ قال: ذكرك أخاك بما يكره، قال: أرئيت إن كان فيه ما أقول؟ قال: إن كان فيه ما تقول فقد اغتبته وإن لم يكن فيه ما تقول فقد بهتّه. (ترمذي ج:۲ ص:۱۵، باب ما جاء في الغيبة).

(۲) وكما تكون الغيبة باللسان صريحًا تكون أيضًا بالفعل .... وبغمز العين والإشارة باليد وكل ما يفهم منه المقصود فهو داخل في الغيبة وهو حرام. (الدر المختار ج:۶ ص:۴۰۹، ۴۱۰، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع).

(۳) وإذا كان الرجل يصوم ويصلي ويضر الناس بيده ولسانه فذكره بما فيه ليس بغيبة حتّٰى لو أخبر السلطان بذالك ليزجره لا إثم عليه. (الدر المختار ج:۶ ص:۴۰۸).

(۴) عن أبي هريرة قال: قيل: يا رسول الله! ما الغيبة؟ قال: ذكرك أخاك بما يكره، قال: أرئيت إن كان فيه ما أقول؟ قال: إن كان فيه ما تقول فقد اغتبته وإن لم يكن فيه ما تقول فقد بهتّه. (ترمذي ج:۲ ص:۱۵، باب ما جاء في الغيبة).

کی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی معافی دِلوادے۔[1]

فوٹو والے بورڈ والی کمپنی کے خلاف تقریر غیبت نہیں

سوال:... ایک محترمہ مبلغ نے خواتین کے اجتماع کے سامنے اشتہاری بورڈ (جس پر عورت کا فوٹو بنا ہوتا ہے) کو تقریر کا موضوع بنایا، ایک کمپنی کا نام لے کر اس پر تنقید کی اور یہاں تک کہہ گئیں کہ: ''سفید داڑھی والے عورتوں کی کمائی کھاتے ہیں'' پکار کر کہا کہ: ''اگر کوئی فلاں کمپنی والوں کی رشتہ دار یہاں موجود ہے تو ہمارا پیغام ان کو پہنچادے'' خواتین نے ایک خاتون کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ان کی رشتہ دار ہے، سو اس خاتون نے وعدہ کیا کہ میں آپ کا پیغام پہنچادُوں گی۔ یہ واقعہ ایک جمعہ کو ہوا، ہفتے کو کمپنی کے مالک کو معلوم ہوا، مذکورہ بورڈ اس کی اطلاع میں نہیں تھا، بہرحال بورڈ فوراً صاف کرادیا گیا۔ آئندہ بدھ کو پھر اسی محترمہ نے ایک دُوسرے علاقے میں تقریر کی، اسی بورڈ کو موضوعِ تقریر بنایا، وہی سوال کیا کہ اگر ان کا کوئی رشتہ دار یہاں ہے تو ہمارا پیغام پہنچادے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جمعہ کے دن جو پہلی تقریر کی تھی وہ غیبت ہے جو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے؟ اور جو بدھ کو تقریر کی تھی وہ بہتان ہے، کیونکہ بورڈ اس سے قبل بالکل مکمل طور پر مٹایا جاچکا تھا؟

جواب:... جو گناہ اعلانیہ کیا جاتا ہو، اس کو بیان کرنا غیبت نہیں،[2] اس لئے اس خاتون کی پہلی تقریر صحیح تھی اور یہ غیبت کے ذیل میں نہیں آتی۔ بورڈ صاف کرکے اگر اس خاتون کو اطلاع نہیں کی گئی تھی تو اس خاتون کی بدھ کی تقریر بھی صحیح تھی، کیونکہ ضروری نہیں کہ اس کو بورڈ کے صاف کردیئے جانے کا علم بھی ہوگیا ہو، اس میں قصور اس خاتون کا نہیں بلکہ کمپنی والوں کا ہے۔

جب کسی کی غیبت ہوجائے تو فوراً اس سے معافی مانگ لے یا اس کے لئے دُعائے خیر کرے

سوال:... مولانا صاحب! میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ کسی کی غیبت نہیں کروں گی، لیکن دوبارہ اس عادتِ بد میں مبتلا ہوگئی ہوں۔ فی زمانہ یہ بُرائی اس قدر عام ہے کہ اس کو بُرائی نہیں سمجھا جاتا۔ میں اگر خود نہ کروں تو دُوسرے لوگ مجھ سے باتیں کرتے ہیں، نہ سنوں تو نک چڑھی کہلاتی ہوں۔ آپ برائے مہربانی فرمائیے کہ میں کس طرح اس عادتِ بد سے چھٹکارا حاصل کروں؟ عہد

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من كفارة الغيبة أن تستغفر لمن اغتبته تقول: اللّٰهم اغفر لنا وله. رواه البيهقي. (مشكوٰة ص:۴۱۵، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، أيضًا: شامي ج:۶ ص:۴۱۰). أيضًا: فإن عجز عن ذالك كله بأن كان صاحب الغيبة ميتًا أو غائبًا مثلًا فليستغفر الله تعالىٰ والمرجو من فضله أن يرضي خصماءه فإنه جواد كريم. (ارشاد الساري إلىٰ مناسك المُلّا علي القارئ ص:۳، طبع دار فكر، بيروت).

(۲) فتباح غيبة مجهول ومتظاهر بقبيح ولمصاهرة ولسود إعتقاد تحريزًا منه. (درمختار). وفي تنبيه الغافلين للفقه أبو الليث: الغيبة علىٰ أربعة أوجه ... إلخ. هي مباح وهو ان يغتاب معلنًا بفسقه أو صاحب بدعة وإن اغتاب الفاسق ليحذره الناس يثاب عليه لأنه من النهي عن المنكر. أقول والإباحة لَا تنافي الوجوب في بعض المواضع الآتية. (قوله ومتظاهر بقبيح وهو الذي لَا يستتر عنه ولَا يؤثر عنده إذا قيل عنه انه يفعل كذا اهـ ابن الشحنة قال في تبيين المحارم فيجوز ذكره بما يجاهر به لَا غيره ... إلخ. (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۰۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع).

توڑنے کا کیا کفارہ ادا کروں؟

جواب:... عہد توڑنے کا کفارہ تو وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے۔[1] یعنی دس مسکینوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا، اور اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔[2] باقی غیبت بہت بڑا گناہ ہے، حدیث میں اس کو زِنا سے بدتر فرمایا ہے۔[3] اس بُری عادت کا علاج بہت اہتمام سے کرنا چاہئے اور اس میں کسی کی ملامت کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ اوّل تو آدمی یہ سوچے کہ میں کسی کی غیبت کرکے "مردہ بھائی کا گوشت" کھا رہا ہوں،[4] اور یہ کہ میں اپنی نیکیاں اس کو دے رہا ہوں،[5] اور یہ خالص حماقت ہے کہ جس کی بُرائی کر رہا ہے اس کو اپنی نیکیاں دے رہا ہے۔ دُوسرے جب کسی کی غیبت ہوجائے تو فوراً اس سے معافی مانگ لے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے لئے دُعائے خیر کرے،[6] اِن شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے یہ عادت جاتی رہے گی۔

غلط کام کرکے معافی نہ مانگنے والے کو معاف کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص غلط کام کرتا ہے اور لوگوں نے اسے غلط کام کرتے ہوئے دیکھا بھی ہو، اور غلط کام کرنے والا معافی نہ مانگے، تو کیا پھر بھی اسے معاف کردینا چاہئے؟ اور اگر کوئی بغیر معافی مانگے نہ معاف کرے تو غلطی کس کی ہوگی؟

جواب:... غلط کام کرنے والے کو اپنی غلطی کا اِقرار کرکے معافی مانگنی چاہئے، لیکن اس کے معافی مانگنے کے بغیر اگر اس کو معاف کردیا جائے تو بہت بڑی اور اچھی بات ہے۔[7]

باہم ناراضگی والوں میں سے جو بھی پہل کرے گا گناہ سے بچ جائے گا

سوال:... "مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔" یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے۔ اگر ہماری کسی سے ناراضگی ہو، چاہے غلطی کسی کی بھی ہو، لیکن اگر ایک فریق بات میں پہل کرے یا

---

(۱) "وأوفوا بعهد الله إذا عاهدتم" الآية قال الشعبي العهد يمين وكفارته كفارة يمين. (تفسير مظهري ج:۵ ص:۳۶۵، أيضًا: هداية ج:۲ ص:۴۸۰).

(۲) "فكفارته إطعام عشرة مسٰكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة، فمن لم يجد فصيام ثلٰثة أيام ذٰلك كفارة أيمانكم إذا حلفتم" (المائدة:۸۹).

(۳) وعن أبي سعيد وجابر قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغيبة أشد من الزنا ... إلخ. (مشكٰوة ص:۴۱۵، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الثالث).

(۴) "ولا يغتب بعضهم بعضًا، أيحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتًا فكرهتموه، واتقوا الله" الآية (الحجرات:۱۲).

(۵) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رحم الله عبدًا كانت لأخيه عنده مظلمة في عرض أو مال فجاءه فاستحلّه قبل أن يؤخذ وليس ثم دينار ولا درهم فإن كانت له حسنات أُخذ من حسناته وإن لم تكن له حسنات حملوا عليه من سيئاتهم. (ترمذي شريف ج:۲ ص:۶۷، أبواب صفة القيامة).

(۶) عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: انّ من كفارة الغيبة أن يستغفر لمن اغتبه تقول: اللّٰهم اغفر لنا وله. (مشكٰوة ج:۲ ص:۴۱۵، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الثالث).

(۷) "إنّ الله يحب المحسنين" (البقرة:۱۹۵).

بات کرے، لیکن دُوسرا فریق بات نہ کرے، کیا جو شخص بات کرلیتا ہے وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوگیا یا کیا کرے؟ جبکہ دُوسرا بات نہیں کرتا۔

جواب:... یہ گناہ سے بچ جائے گا اور دُوسرا گناہگار رہے گا۔[1]

تکبر کیا ہے؟

سوال:... آپ نے اسلامی صفحے کا آغاز کیا ہے، یہ سلسلہ بہت پسند آیا، ہماری طرف سے مبارک باد قبول کیجئے۔ اگر آپ تکبر پر روشنی ڈالیں تو مہربانی ہوگی۔

جواب:... تکبر کے معنی ہیں: کسی دِینی یا دُنیوی کمال میں اپنے کو دُوسروں سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دُوسروں کو حقیر سمجھے۔ گویا تکبر کے دو جز ہیں:

۱:... اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ ۲:... دُوسروں کو حقیر سمجھنا۔

تکبر بہت ہی بُری بیماری ہے، قرآن و حدیث میں اس کی اتنی بُرائی آتی ہے کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔[2] آج ہم میں سے اکثریت اس بیماری میں مبتلا ہے، اس کا علاج کسی ماہر رُوحانی طبیب سے باقاعدہ کرانا چاہئے۔

”تم مدرسے میں نہ پڑھو، پڑھ کر کیا کروگے؟“ کہنے والے کو کتنا گناہ ہوگا؟

سوال:... بعض دفعہ اِنسان جانتے ہوئے بھی یا اچانک اس سے ایسے ایسے زبان سے الفاظ نکلتے ہیں، مثال کے طور پر اگر کسی نے پوچھا: تم کیا کرتے ہو؟ تو جواب میں کہا: کچھ نہیں! حتیٰ کہ کچھ کرتا ضرور ہے۔ اسی طرح کسی نے کہا: تمہارے پاس پیسے ہیں؟ کہا: نہیں! اور پیسے ہوتے ہیں۔ یا اسی طرح کسی کو کہہ دیا کہ: تم مدرسے میں نہ پڑھو۔ یا: کیا کروگے پڑھ کر؟ یا: علماء گہرائی تک نہیں پہنچاتے۔ الغرض! اسی طرح دُوسرے الفاظ بھی، اگر اِنسان سے ایسی غلطیاں ہوجائیں، دُوسرا شخص اس پر عمل کرلے، جیسے تم مدرسے میں نہ پڑھو، یا قرآن نہ پڑھو، یا عالم بن کر کیا کروگے؟ تو اس کا گناہ بھی اس شخص کو ہوگا جس نے یہ لفظ کہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور اسے تعلیم نہ حاصل کرنے کا اجر ملے گا اور ایسا شخص خود تعلیم دِین حاصل کرے تو اس کو اس کا اجر ملے گا یا اس کا ثواب جسے تعلیم سے روکا اس کو دے دیا جائے گا؟ جب اِنسان سے ایسے الفاظ گناہ کے نکل جائیں یا وہ جان بوجھ کر کہہ دے تو اسے کیا کرنا چاہئے کہ اس کے یہ گناہ

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمنا فوق ثلاث، فإن مرت به ثلاث فليلقه فليسلم عليه فإن رد عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يرد عليه فقد باء بالإثم وخرج المسلم من الهجرة. رواه أبوداؤد. (مشكوة ص:۴۲۸، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثاني).

(۲) "ولَا تمش في الأرض مرحًا، إن الله لَا يحب كل مختال فخور" (لقمان:۱۸). أيضًا: عن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنّة من كان في قلبه مثقال ذرّة من كبر .... الكبر بطر الحق وغمط الناس ...إلخ. وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله تعالىٰ: الكبرياء ردائي، والعظمة إزاري، فمن نازعني واحدًا منهما ادخلته النار، وفي رواية: قذفته في النار. (مشكوة ص:۴۳۳، باب الغضب والكبر، الفصل الأوّل).

(غلطیاں) معاف ہوجائیں؟ اور دُوسرے کا اس کی بات پر عمل کرنے کا گناہ بھی اس پر نہ پڑے؟

جواب:... ایسے گناہ کے الفاظ نکالنے پر توبہ کرنی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں کو زبان کے الفاظ ہی اوندھے منہ دوزخ میں ڈالیں گے۔[1] اگر ایسے شخص کے کہنے پر دِینی تعلیم چھوڑ دی تو کہنے والے کو بھی گناہ ہوگا، اور اس کے کہنے پر عمل کرنے والے کو بھی۔[2]

خانۂ کعبہ کی طرف پاؤں پھیلانا

سوال:... خانۂ کعبہ کی طرف پیر کرنے میں کوئی قباحت تو نہیں ہے؟ جب اِمام دُعا کراتا ہے اس وقت اس کے پیر بھی کعبے کی طرف ہوتے ہیں۔

جواب:... خانۂ کعبہ کی طرف پاؤں پھیلانا خلافِ ادب ہے۔[3] اِمام کا اس طرح بیٹھنا عرفاً کعبے کی طرف پاؤں پھیلانا نہیں سمجھا جاتا۔

کعبۃ اللہ کی طرف پاؤں کرکے لیٹنا

سوال:... کعبے کی طرف پاؤں کرکے لیٹنے سے گناہ ہوتا ہے، منع ہے، یا اِحتراماً نہیں لیٹنا چاہئے؟

جواب:... کعبہ شریف کی طرف پاؤں نہ کرنا، اس کے اِحترام کی بنا پر ہے، اور کعبہ شریف کی بے حرمتی گناہ ہے، ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسجد کا اِمام مقرّر فرمایا تھا، اس نے قبلے کی طرف تھوک دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اِمامت سے معزول کردیا۔[4]

خانۂ کعبہ کی طرف پاؤں کرکے سونا

سوال:... خانۂ کعبہ کی جانب پیر پھیلاکر سونا سوءِ ادب ہے، کیا اسی طرح بیت المقدس کی طرف پیر پھیلاکر سونا گستاخی ہے، کیا بیت المقدس کی طرف بھی پیر پھیلاکر سونا منع ہے؟

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن العبد ليتكلم بالكلمة .... وإن العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله لَا يلقى لها بالًا يهوى بها فى جهنم. رواه البخارى. (مشكوٰة ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

(۲) من سنّ سُنَّة حسنة عمل بها من بعده كان له أجرها .... ومن سنّ سُنَّة سيئة فعمل بها بعده كان عليه وزره ...إلخ. (كنز العمال ج:۱۵ ص:۷۸۰، أيضًا: مشكوٰة ص:۳۳، كتاب العلم، الفصل الأوّل).

(۳) ويكره مد الرجلين إلى القبلة فى النوم وغيرها عمدًا. (عالمگيرى ج:۵ ص:۳۱۹، أيضًا: البحر الرائق ج:۲ ص:۳۶).

(۴) عن السائب بن خلّاد وهو رجل من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم قال: ان رجلًا أمّ قوم فبصق فى القبلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم ينظر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقومه حين فرغ: لَا يصلى لكم فأراد بعد ذالک ان يصلى لهم فمنعوه فأخبروه بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر ذالک رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: وحسبت انه قال: إنک قد آذيت الله ورسوله. رواه ابوداوٗد. (مشكوٰة ص:۷۱، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثانى).

جواب:... قبلے کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے،[1] لیکن بیت المقدس کی طرف پاؤں پھیلانے کے مکروہ ہونے کی مجھے تصریح نہیں ملی، البتہ ابراہیم نخعیؒ اور دیگر بعض اکابر کے نزدیک بیت المقدس کا بھی وہی ادب ہے جو قبلے کا ہے۔

کیا قبلے کی طرف پاؤں کرنے سے چالیس دِن کی نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں؟

سوال:... اگر ہم قبلے کی طرف پاؤں کرتے ہیں تو کیا ہماری چالیس دِن کی نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں؟

جواب:... قبلہ شریف کی قصداً توہین کفر ہے،[2] اور بغیر قصد و اِرادہ کے بھی ایسا کوئی فعل نہیں کرنا چاہئے جو خلافِ ادب ہو، مگر اس سے نمازیں ضائع نہیں ہوں گی۔

پنکھے کی ہوا کے لئے قبلے کی طرف پاؤں کرنا

سوال:... مسلمانوں کے نزدیک قبلے اور قطب کا بہت اِحترام کیا جاتا ہے، سوتے وقت، بیٹھے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ پیر نہ ہونے پائیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آج کل مسہریاں دیوار سے سیٹ تو کردیتے ہیں مگر تکیے تک پنکھے کی ہوا نہیں پہنچنے پاتی، ایسی صورت میں دِل چاہتا ہے کہ پیروں کی طرف سر کریں، لیکن وہی قبلے کی طرف پیر ہونے کا ڈر رہتا ہے، جبکہ سر پر ہوا نہ لگنے سے پوری گردن رات بھر پسینے میں گیلی رہتی ہے، بعض اوقات سر میں درد بھی ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں اگر پیر قبلے کی طرف کرلیں تو کیا گناہ ہوگا؟

جواب:... دِل یہ کیوں نہیں چاہتا کہ مسہری کی ترتیب بدل لیں اور قبلے کا اِحترام ملحوظ رکھیں...؟ قبلے کی طرف پاؤں کرنا گناہ ہوگا۔[3]

بیت المقدس کی طرف پاؤں کرنا اور تھوکنا

سوال:... بعض لوگ کہتے ہیں کہ شمال کی جانب بیت المقدس ہے، اس لئے بیت اللہ کی طرح اس کا بھی احترام لازم ہے، مثلاً چارپائی پر لیٹ کر پاؤں پھیلانا، یا ویسے ہی، اس طرف تھوکنا، پیشاب، پاخانے میں اس طرف منہ کرنا یا پیٹھ کرنا وغیرہ، جس طرح بیت اللہ کے اِحترام کے خلاف ہے بعینہٖ (بیت المقدس کی طرف) بھی خلافِ اِحترام ہے، کیا اس میں بھی یہی قیود و شرائط ہیں؟

جواب:... بیت المقدس پہلے قبلہ تھا، جو منسوخ ہوگیا، اور اس کے بعد خانۂ کعبہ کو قبلہ بنادیا گیا، اس لئے بہت المقدس کے

---

(۱) ویکره تحریمًا إستقبال القبلة بالفرج ولو فی الخلاء .... وکما کره مد رجلیه فی نوم أو غیره إلیها أی عمدًا لأنه إساءة أدب. (الدر المختار ج:۱ ص:۶۵۵، أیضًا: البحر الرائق ج:۲ ص:۳۶).

(۲) وفی تتمة الفتاویٰ من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما یعظم فی الشرع کفر. (شرح فقه أکبر ص:۲۰۵).

(۳) یکره مد الرجلین إلی القبلة فی النوم وغیره عمدًا. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۹، أیضًا: البحر الرائق ج:۲ ص:۳۶).

اَحکام وہ تو نہیں رہے جو قبلے کے تھے، تاہم جہاں تک ممکن ہوسکے اس کا اِحترام کیا جائے۔

بیت المقدس کے متعلق کہنا کہ ''یہ اب قبلہ اوّل نہیں''

سوال:... بیت المقدس قبلہ اوّل اب بھی ہے، یا صرف پہلے تھا؟ یعنی کوئی مسلمان یوں کہے کہ بیت المقدس قبلہ اوّل اب نہیں ہے، پہلے تھا۔ گو اس کا اِحترام وادب اپنی جگہ قائم رہے اور رہے گا۔ اس طرح کہنے سے عقیدہ یا اِیمان میں کوئی خلل تو نہیں ہوا؟

جواب:... قبلۂ اوّل کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ پہلے قبلہ تھا، بعد میں نہیں رہا۔ اس لئے یہ کہنا کہ: ''قبلہ اوّل اب نہیں'' غلط ہے۔ ہاں! یہ کہنا صحیح ہے کہ اب قبلہ نہیں۔

خانۂ کعبہ کی تصویر والا دروازہ

سوال:... ہماری مسجد کا مرکزی دروازہ کسی صاحب نے عطیہ دیا ہے، اس دروازے کے ایک پٹ پر خانۂ کعبہ اور ایک دروازے پر مسجدِ نبوی نقش ہے، لوگوں میں اِختلاف ہوگیا، بعض کہتے ہیں نہیں لگاسکتے، بعض کہتے ہیں لگاسکتے ہیں، یہ دروازہ مسجد کی چاردیواری کا مرکزی دروازہ ہے، اس طرح کا دروازہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... کوئی حرج نہیں۔

لیٹ کر نماز کس طرح پڑھیں کہ پاؤں قبلے کی طرف نہ ہوں؟

سوال:... لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں پاؤں قبلے کی طرف ہوں گے۔

جواب:... خدانخواستہ لیٹ کر نماز پڑھنے کی نوبت آئے تو پیچھے بڑا گدا رکھ لیا جائے تاکہ منہ قبلے کی طرف ہوجائے اور گھٹنے کھڑے کرکے پاؤں سمیٹ لئے جائیں، اس طرح پاؤں قبلے کی طرف نہیں ہوں گے۔

قبلے کی طرف پاؤں کرکے لیٹنا

سوال:... میرے ذہن میں کچھ اُلجھنیں ہیں جن کو صرف آپ ہی دُور کرسکتے ہیں، وہ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف پاؤں کرکے نہ تو سونا چاہئے اور نہ ہی تھوکنا چاہئے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے، اس لئے جائز نہیں۔ [1]

کیا قبلے کی طرف پاؤں کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے؟

سوال:... بزرگوں سے سنا ہے کہ قبلہ شریف کی طرف جو شخص ٹانگیں پھیلا کر سو رہا ہو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ کیا جو شخص

---

(۱) ویکره تحریمًا إستقبال القبلة بالفرج إلٰی أن قال وکما کره مدّ رجلیه فی نوم أو غیره إلیها أی عمدًا لأنّه أساءة أدب. (درمختار ج:۱ ص:۶۵۵، أیضًا: البحر الرائق ج:۲ ص:۳۶).

قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے پیشاب کرے اور پیشاب کرے بھی کھڑا ہو کر تو برائے مہربانی بتائیں کہ کیا اس طرف پیشاب کرنے والے کا قتل بھی واجب ہے؟

جواب:... قبلہ شریف کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے، اور اس طرف پیشاب کرنا گناہ ہے۔[1] لیکن اس گناہ پر قتل کرنا جائز نہیں،[2] جبکہ وہ شخص مسلمان ہو، البتہ اگر ایسے افعال کعبہ شریف کی توہین کی نیت سے کرتا ہے تو یہ کفر ہے۔[3]

پیٹ کے بل سونا

سوال:... پیٹ کے بل سونے سے متعلق میں نے ایک ڈائجسٹ میں پڑھا تھا کہ آدمی نفسیاتی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب:... پیٹ کے بل سونا مکروہ ہے،[4] اور حدیث میں اس کو شیطان کے انداز کا لیٹنا فرمایا ہے۔ نفسیاتی مرض کا مجھے علم نہیں۔

بلا عذر کھڑے ہو کر پانی پینا

سوال:... کیا شرعاً بلا عذر کھڑے ہو کر پانی پی سکتے ہیں؟

جواب:... بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی پینا خلافِ ادب ہے۔[5]

دعوت میں کھڑے ہو کر کھانا پینا

سوال:... ہمارے ہاں دعوتوں پر تمام لوگ کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں، ایسے موقع پر جب بیٹھنے کا اِنتظام نہ کیا گیا ہو، کیا کیا جائے؟ کن حالات میں کھڑے ہو کر پانی پینا دُرست ہے؟

---

(۱) ویکره تحريمًا إستقبال القبلة بالفرج ولو في الخلاء، بالمدّ بيت التغوط، وكذا استدبارها وكما كره لبالغ إمساك صبي يبول نحوها وكما كره مدّ رجليه في نوم أو غيره إليها أي عمدًا لأنه اساءة أدب. (درمختار على الشامي ج:۱ ص:۶۵۵، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۲) "ولَا تقتلوا النفس التي حرَّم الله إلّا بالحق" (بني إسرائيل:۳۳)۔

(۳) وفي تتمة الفتاویٰ من استخفّ بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر۔ (شرح فقه اكبر ص:۲۰۵)۔

(۴) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلًا مضطجعًا على بطنه فقال: إنّ هٰذه ضجعة لا يحبّها الله. (ترمذي شريف ج:۲ ص:۱۰۱، باب ما جاء في كراهية الإضطجاع على البطن، أبوداوٗد ج:۲ ص:۳۳۱)۔

(۵) عن أبي سعيدِ الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهىٰ عن الشرب قائمًا. وفي شرحه قال النووي: والصواب فيها ان النهي فيها محمول على كراهة التنزيه. (صحيح مسلم مع شرحه ج:۲ ص:۱۷۳، باب في الشرب قائمًا)۔

جواب:...ایسی دعوت ہی میں نہیں جانا چاہئے۔ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے، بشرطیکہ اس میں سنت کی رعایت بھی کی گئی ہو۔ (۱)

مجبوری کی بنا پر اُلٹے ہاتھ سے لکھنا

سوال:...میں اُلٹے ہاتھ (بائیں ہاتھ) سے لکھتا ہوں، اور اللہ، رسول اور بھی بزرگ ہستیوں اور صحابہؓ کا نام بھی لکھنا پڑتا ہے، میں سیدھے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتا ہوں، کوشش بھی کی تھی، ایک دو لائن سے زیادہ نہیں لکھ سکا، اور آپ کو پتا ہے کہ اِمتحان میں صرف تین گھنٹے کے وقت میں چھ یا سات سوالات حل کرنے ہوتے ہیں، میرا بائیں ہاتھ سے لکھنا گناہ تو نہیں؟

جواب:...مجبوری کی بنا پر اُلٹے ہاتھ سے لکھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ (۲)

اگر سیدھے ہاتھ سے نہ لکھ سکتا ہو تو کیا اُلٹے ہاتھ سے لکھنا گناہ ہے؟

سوال:...میرا سوال یہ ہے کہ میرا سیدھا ہاتھ لکھنے میں کام نہیں کرتا، میں اُلٹے ہاتھ سے خط لکھتا ہوں، میرا دوست کہتا ہے کہ اُلٹے ہاتھ سے آپ اللہ کا نام لکھتے ہیں، یہ گناہ ہے۔ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ سیدھے ہاتھ سے لکھوں، لیکن میرا سیدھا ہاتھ لکھنے میں کام نہیں کرتا، حالانکہ میں کھانا پینا اور باقی سب کام سیدھے ہاتھ سے کرتا ہوں، لیکن لکھنے میں سیدھا ہاتھ نہیں چلتا، آپ مجھے بتائیے کہ یہ گناہ ہے کہ نہیں؟

جواب:...اگر آپ سیدھے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتے تو اُلٹے ہاتھ سے لکھنے میں کوئی گناہ نہیں۔ تاہم سیدھے کے بجائے اُلٹے ہاتھ سے لکھنا اچھا نہیں، آپ کوشش کریں کہ آپ کا سیدھا ہاتھ لکھنے میں رواں ہوجائے۔

پاخانے میں تھوکنا

سوال:...میں نے سنا ہے کہ پاخانے میں تھوکنا منع ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:...خلافِ ادب ہے۔ (۳)

لوگوں کی ایذا کا باعث بننا شرعاً جائز نہیں

سوال:...آپ نے روزنامہ ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن ۳؍دسمبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں ایک صاحب کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ مکان کرائے پر دینا اور لینا جائز ہے۔ یہ تو صحیح ہے، لیکن ایسی صورت میں کہ

---

(۱) عن قتادة عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم انه نهىٰ أن يشرب الرجل قائمًا. قال قتادة: فقلنا: فالأكل؟ فقال: ذاك أشرّ أو أخبث. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۱۷۳، باب في الشرب قائمًا).

(۲) قال السيد العذر ما يتعذر عليه المعنى على موجب الشرع إلّا يتحمل ضرر زائد. (قواعد الفقه ص:۳۷۵).

(۳) ولَا ينظر لعورته إلّا لحاجة ولَا ينظر إلىٰ ما يخرج منه ولَا يبزق ولَا يتمخط ولَا يتنحنح ...إلخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۰). وفي الشامية: ولَا يبزق في البول. (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۴۵، مطلب في الفرق بين الإستبراء).

ایک شخص جسے لوگ دِین دار مسلمان سمجھتے ہوں، نیز وہ خود بھی دِین کا درس اور اِسلام کی تعلیم دینے کا دعوے دار ہو، کسی رہائشی علاقے میں مکان خرید کر ایسے کاروبار یا کارخانے کے لئے جو اس رہائشی علاقے کے لحاظ سے نہ تو قانونی، نہ ہی اخلاقی طور پر جائز و مناسب ہو، زیادہ کرائے کے لالچ پر دے، جو وہاں کے رہنے والوں کے لئے اذیت اور پریشانی کا باعث ہو، یہاں تک کہ لوگوں کو گٹر کا پانی پینا اور اِستعمال کرنا پڑے (مال بردار گاڑیوں کی آمد و رفت سے گٹر اور پانی کی پائپ لائنیں ٹوٹ پھوٹ جانے کی وجہ سے)، نیز ایسی ایذارسانی کی بنیاد کو ختم کرانے کے لئے لوگوں کی برادرانہ گزارشات کو مختلف حیلے بہانوں سے ٹالتا رہے اور اپنی بات پر قائم رہنے کے لئے مختلف تأویلوں سے جھوٹ کا ارتکاب بھی کرے، اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ کا کیا جواب ہے؟

جواب:... کسی شخص کے لئے ایسے تصرفات شرعاً بھی جائز نہیں جو لوگوں کی ایذارسانی کے موجب ہوں۔[1]

آپ کا عمل قابلِ مبارک ہے

سوال:... میں رات کو سوتے وقت اپنے بستر پر لیٹ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا وِرد، آیت الکرسی، دُعائے صدیق، دُرود شریف پڑھتا ہوں اور پھر اس کے بعد خدا سے اپنے گناہوں کی معافی، دُعائے حاجات مانگتا ہوں۔ کیا میرا یہ عمل صحیح ہے؟ بستر پر لیٹتے وقت وضو میں ہوتا ہوں، جسم اور کپڑے صاف ہوتے ہیں، کیا بستر پر لیٹتے وقت اس طرح پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ جواب دے کر ضرور مطلع کریں۔

جواب:... آپ کا عمل صحیح اور مبارک ہے۔

گھر میں عورتوں کے سامنے اِستنجا خشک کرنا

سوال:... مجھے یہ کہتے ہوئے آتی تو شرم ہے، مگر مسئلہ اہم ہے۔ میرے ایک دوست کے والد اور چچا وغیرہ کی عادت ہے کہ جب وہ گھر میں بھی ہوں تو پیشاب کے بعد گھر میں ہی ازار بند سنبھالے وٹوانی (پیشاب کو ڈھیلے سے خشک کرنا) کرتے ہیں، میرے دوست کو تو جو شرم آتی ہے میں خود شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ ان کے گھر میں ان کی بیٹیاں، بیٹے سب ہوتے ہیں اور انہیں ذرا اِحساس نہیں ہوتا ہے کہ یہ کتنی بُری بات ہے۔ ایک بار میری بہن نے میرے دوست کی بہن سے کہا، تو اس نے کہا: میں کیا کہہ سکتی ہوں، ابا کو خود سوچنا چاہئے۔ آپ براہ مہربانی یہ بتائیں کہ کیا اسلام میں اس طرح وٹوانی کو منع نہیں کیا گیا؟ اہم بات یہ ہے کہ میرے دوست کے والد پانچوں وقت کے نمازی ہیں، میرا دوست کہتا ہے کہ: میرے والد کیا، پنجاب کے بیشتر دیہات کے نہایت پرہیزگار لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه. (بخاری شریف ج: ۱ ص: ۶، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده).

جواب:... یہ عمل حیا کے خلاف ہے، ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔[1] اِستنجا خشک کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہو تو اِستنجا خانے میں اس سے فارغ ہولیا کریں۔

دیارِ غیر میں رہنے والے کس طرح رہیں؟

سوال:... پاکستان میں زیادہ پیسے کی نوکری نہیں ملتی اور زندگی کے دُوسرے معاملات میں رشوت زیادہ چلتی ہے، تو کیا صرف ان وجوہات کی وجہ سے کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ امریکا جیسے ملک میں رہے؟ کیونکہ وہاں بُرائیاں بہت عام ہیں، کیا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ امریکن شہریت حاصل کرلے؟ کیونکہ امریکن شہریت حاصل کرنے کے لئے اپنی سابقہ شہریت سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور حلف اُٹھانا پڑتا ہے کہ میں امریکن قوانین کا پابند رہوں گا۔ اور ان قوانین میں جیسے کہ دُوسری شادی نہیں کرسکتے، یعنی کچھ امریکن قوانین اسلامی شریعت سے متصادم ہوتے ہیں، کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ صرف اچھے مستقبل کی خاطر اس قسم کے حلف اُٹھاسکتا ہے؟ عصری علم حاصل کرنے کے لئے امریکا میں ہمارے نوجوان رہتے ہیں، تو کیا ہمارا یہ فعل شریعت کے خلاف تو نہیں؟

جواب:... ایک جنت تو شدّاد نے بنائی تھی، اور ایک جنت دورِ جدید کے شدّاد (مغربی ممالک) نے بنائی ہے۔ ان لوگوں کو آخرت پر اِیمان تو ہے نہیں، اس لئے انہوں نے دُنیا کی راحت و سکون کے تمام وسائل جمع کرلئے ہیں۔ امریکا چونکہ کافروں کی جنت ہے،[2] اس لئے ہمارے بھائیوں کو آخرت والی جنت کی اتنی رغبت و کشش نہیں جتنی امریکا کی شہریت مل جانے کی ہے۔ اگر کسی کو ''گرین کارڈ'' مل جائے تو ایسا خوش ہوتا ہے جیسے میدانِ محشر میں کسی کو جنت کا ٹکٹ مل جائے۔

ایک مسلمان کا مطمحِ نظر تو آخرت ہونی چاہئے، اور یہ کہ دُنیا کی دو روزہ زندگی تو جیسے کیسے تنگی و ترشی کے ساتھ گزر ہی جائے گی، لیکن ہماری آخرت برباد نہیں ہونی چاہئے۔ مگر ہمارے بھائیوں پر آج دُنیا طلبی، زیادہ سے زیادہ کمانے اور دُنیا کی آرائش و آسائش کی ہوس اتنی غالب ہوگئی ہے کہ آخرت کا تصوّر ہی مٹ گیا اور قبر و حشر کا عقیدہ گویا ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے کسی کو جائز و ناجائز کی پروا ہی نہیں۔ بہرحال کسبِ معاش کے لئے یا علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے غیرملک جانے سے ہماری شریعت منع نہیں کرتی۔ البتہ یہ

---

(۱) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الإیمان بضع وسبعون شعبة، والحیاء شعبة من الإیمان. (مسلم ج:۱ ص:۴۷). أیضًا: عن جابر قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا أراد البراز إنطلق حتّٰی لَا یراه أحد. رواه أبوداؤد. وعن أنس قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا أراد الحاجة لم یرفع ثوبه حتّٰی یدنو من الأرض. رواه الترمذی. (مشکٰوة ص:۴۲). وفی المرقاة: لم یرفع ثوبه حتّٰی یدنو أی یقرب من الأرض احترازًا عن کشف العورة بغیر ضرورة وهٰذا من أدب قضاء الحاجة، قال الطیبی یستوی فیه الصحراء والبنیان. (مرقاة شرح المشکٰوة ج:۱ ص:۲۸۹، الفصل الثانی، باب آداب الخلاء).

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الدنیا سجن المؤمن وجنّة الکافر. رواه مسلم. (مشکٰوة ص:۴۳۹، کتاب الرقاق، الفصل الأوّل).

تاکید ضرور کرتی ہے کہ تمہارے دِین کا نقصان نہیں ہونا چاہئے، اور تمہاری آخرت برباد نہیں ہونی چاہئے۔ [1]

امریکا اور مغربی ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندے آباد ہیں، جن کی نیکی و پارسائی پر رشک آتا ہے۔ جو لوگ امریکا جائیں یا کسی اور ملک میں جائیں ان کو لازم ہے کہ اپنے دِین کی حفاظت کا اہتمام کریں اور دُنیا کمانے کے چکر میں اس قدر غرق نہ ہوجائیں کہ دُنیا سے خالی ہاتھ جائیں اور دِین و ایمان کی دولت سے محروم ہوجائیں۔ ان حضرات کو مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کرنا چاہئے:

۱:...اپنے دِینی فرائض سے غافل نہ ہوں، حتی الوسع نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور چوبیس گھنٹے میں اپنے وقت کا ایک حصہ قرآنِ کریم کی تلاوت، ذکر و تسبیح اور دِینی کتابوں کے مطالعے کے لئے مخصوص رکھیں۔ اور ان چیزوں کی ایسی پابندی کریں جس طرح غذا اور دوا کا اہتمام کیا جاتا ہے، غذا و دوا اگر انسانی بدن کو زندہ و توانا رکھنے کے لئے ضروری ہے، تو یہ چیزیں رُوح کی غذا ہیں، ان کے بغیر رُوح توانا نہیں رہ سکتی۔

۲:...کفار اور لادِین لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گریز کریں اور کفار کو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں، ان کو ایسا سمجھیں جیسے اس قیدی کو، جس کے لئے سزائے موت کا حکم ہوچکا ہے، تمام آسائشیں مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ الغرض! کفار کی نعمتوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں، لجاجت و حرص کی نظر سے نہ دیکھیں، اور ان چیزوں پر رال نہ ٹپکائیں۔[2] کفار و فجار کی نقالی سے پرہیز کریں، کیونکہ ملعون اور مبغوض لوگوں کی نقالی بھی آدمی کو انہی کے زُمرے میں شامل کرادیتی ہے۔ [3]

۳:...ان ممالک میں حرام و حلال کا تصوّر بہت کمزور ہے، جبکہ ایک مسلمان کے لئے ہر ہر قدم پر یہ دیکھنا لازم ہے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اس لئے ان بھائیوں سے التماس ہے کہ اپنے دِین کے حلال و حرام کو کسی لحہ فراموش نہ کریں، اور اس بات کا یقین رکھیں کہ ہمارے دِین نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے درحقیقت وہ زہر ہے، جس کے کھانے سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے، اگر ہمیں کسی کھانے میں ملا ہوا زہر نظر نہ آئے تو کسی ایسے شخص کی بات پر اعتماد کرتے ہیں جو لائقِ اعتماد اور سچا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لائقِ اعتماد اور سچا ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقائق سے باذنِ اللہ واقف ہونا ایسی حقیقت ہے جو ہر مسلمان کا جزوِ ایمان ہے، پس جن چیزوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام اور ناجائز بتایا ہے ان سے اسی طرح پرہیز کرنا لازم ہے،[4] جس طرح زہر

---

(۱) عن عمرو بن عوف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فوالله لَا الفقر أخشٰى عليكم ولٰكن أخشٰى عليكم أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت علٰى من كان قبلكم، فتنافسوها كما تنافسوها وتهلككم كما أهلكتهم. متفق عليه. (مشكٰوة ص: ۴۴۰).

(۲) عن سهل بن سعد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقٰى كافرًا منها شربة. رواه أحمد. (مشكٰوة ص: ۴۴۱، كتاب الرقاق، الفصل الأوّل).

(۳) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. رواه أحمد. (مشكٰوة ص: ۳۷۵).

(۴) عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يؤمن أحدكم حتّٰى يكون هواه تبعًا لما جئت به. (مشكٰوة ص: ۳۰، باب الإعتصام بالكتاب والسُّنّة، الفصل الثاني).

سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

۴:...آدمی، آدمی کو دیکھ کر بنتا ہے یا بگڑتا ہے، ان مغربی اور امریکی معاشروں میں انسان کے بگاڑ کا سامان تو قدم قدم پر ہے، لیکن انسان کی اصلاح وفلاح کا چرچا بہت کم ہے، اس لئے ان ممالک میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ اپنے علاقے اور حلقے میں اچھے اور نیک لوگوں کو تلاش کرکے کچھ وقت ان کے ساتھ گزارنے کا اِلتزام کریں۔ اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں دعوت وتبلیغ کا کام ہے، جو حضرات اس کام میں جڑے ہوئے ہوں ان کے ساتھ کچھ وقت ضرور لگائیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان تمام بھائیوں کے دِین وایمان کی حفاظت فرمائیں۔

۵:...ان بھائیوں سے ایک گزارش یہ ہے کہ دِین کے مسائل ہر شخص سے دریافت نہ کریں، کیونکہ بعض مسائل بہت نازک ہیں، اس لئے کسی محقق عالم سے مسائل پوچھا کریں۔ اگر ان ممالک میں کوئی لائقِ اعتماد عالم موجود ہیں تو ٹھیک، ورنہ اب تو دُنیا سمٹ کر ایک محلّہ کی شکل اختیار کرگئی ہے، پاکستان کے محقق اہلِ علم سے ٹیلیفون پر مسائل دریافت کرسکتے ہیں یا ڈاک کے ذریعے مسائل کا جواب معلوم کرسکتے ہیں۔

معصوم بچوں کی دِل جوئی کے لئے بسکٹ بانٹنا

سوال:...ایک حاجی صاحب باشرع ہیں، وہ اپنی دُکان پر چھوٹے بچوں کو سستے بسکٹ بانٹا کرتے ہیں، کسی بچے کو ایک اور کسی کو دو۔ یہ عمل موصوف کی دانست میں ثواب کا باعث ہے۔ مجھے یہ طریقِ کار پسند نہیں آیا، میرا خیال یہ ہے کہ روزانہ بسکٹ بانٹنے سے بچوں کو مانگنے کی عادت پڑسکتی ہے اور موصوف کی خودنمائی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ آپ اس مسئلے کا حل بتائیں کہ کیا یہ عمل ثواب ہے؟ اس کو جاری رکھنا بُرا نہیں ہے؟

جواب:...وہ بزرگ معصوم بچوں کی دِل جوئی کو کارِ خیر سمجھتے ہیں، اور آپ کے دونوں اندیشے بھی معقول ہیں، وہ بزرگ اس کو خود ہی ترک کردیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کے جائز یا مکروہ ہونے کا فتویٰ دینا مشکل ہے۔

لوگوں کا راستہ بند کرنا اور مسلمانوں سے نفرت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:...ہمارے علاقے میں ایک مولانا صاحب رہتے ہیں، جو کہ جمعہ اور عیدین پڑھاتے ہیں، کچھ روز قبل انہوں نے محکمۂ اوقاف سے مل کر لوگوں کے راستے اور قانونی گزرگاہوں کو تنگ کرنا اور بند کرنا شروع کردیا، جس سے لوگوں کو بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، علاقے کے لوگوں نے خدا کے واسطے دیئے مگر وہ صاحب ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ تو پھر لوگوں نے میونسپل کمیٹی اور اوقاف سے فریاد کی اور انہوں نے بھی علاقے کے لوگوں کے مسئلے کو جائز قرار دیا اور کہا کہ مولانا صاحب جس طرح کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ سے شریعت کی روشنی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی مسلمان کا راستہ بند کرنا یا ذہنی کوفت پہنچانا شریعت میں کہاں تک دُرست ہے اور اس کی سزا کیا ہے؟

جواب:... لوگوں کا راستہ بند کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔[1]

سوال:... کیا ان حالات میں ان صاحب کے پیچھے جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے؟ جو کہ دِل میں مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے۔

جواب:... ان صاحب کو مسلمانوں سے نفرت نہیں کرنا چاہئے اور لوگوں کی ایذا رسانی سے توبہ کرنی چاہئے، اگر وہ اپنا رویہ تبدیل نہ کریں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کی جگہ دُوسرا اِمام و خطیب مقرّر کرلیں۔

گناہ گار آدمی کے ساتھ تعلقات رکھنا

سوال:... ایک آدمی زانی ہو، چور اور ڈاکو ہو، یتیموں کا مال کھاتا ہو، مال دار ہو اور صدقہ زکوٰۃ وصول کرتا ہو، وعدہ خلافی کرتا ہو، جھوٹ اور بکواس کرتا ہو، اپنی اچھائی اور صداقت کے لئے لوگوں کے سامنے قسمیں کھاتا ہو کہ میں نے فلاں کے ساتھ یہ اچھائی کی اور اس کا کام کیا۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ معاملات رکھنا، اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور اس کے پیچھے نمازیں پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ جواب سے مطلع کریں۔

جواب:... یہ شخص گناہ گار مسلمان ہے، اس سے دوستانہ تعلقات تو نہ رکھے جائیں، لیکن ایک مسلمان کے جو حقوق ہیں، مثلاً: بیمارپُرسی اور نمازِ جنازہ وغیرہ ان کو ادا کیا جائے، اور اگر قدرت ہو اور نفع کی توقع ہو تو اس سے ان گناہوں کے چھڑانے کی کوشش کی جائے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔[2]

غلطی معاف کرنا یا بدلہ لینا

سوال:... اگر ہمارا مسلمان بھائی کوئی غلطی کرتا ہے تو کیا ہمیں اس کی غلطی معاف کردینی چاہئے یا اس سے انتقام لینا چاہئے؟

جواب:... معاف کردینا افضل ہے،[3] اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے بدلہ لینا جائز ہے۔[4]

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه. (بخاری ج:۱ ص:۶، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده).

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لَا یهتم لأمر دینه. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۶۰، باب الْإمامة).

(۳) عن أبی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبدًا بعفو إلّا عزا وما تواضع أحد لله إلّا رفعه الله. وفی شرح المسلم: قوله صلی الله علیه وسلم: وما زاد الله عبدًا بعفو إلّا عزا فیه أیضًا وجهان أحدهما أنه علٰی ظاهره وان من عرف بالعفو والصفح ساد وعظم فی القلوب وزاد عزه واکرامه والثانی ان المراد اجره فی الآخرة وعزه هناک. (شرح النوو علٰی صحیح المسلم ج:۲ ص:۳۲۱، باب استحباب العفو والتواضع).

(۴) "وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا وأصلح فأجره علی الله، إنه لَا یحب الظّٰلمین" (الشُّوریٰ:۴۰). أیضًا: وفی التفسیر: والمعنی أنه یحب إذا قویلت الْإساءة أن تقابل بمثلها من غیر زیادة. (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۲۵۸، طبع دار ابن کثیر).

اِصلاح کی نیت سے دوستی جائز ہے

سوال:... سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے جس کا نام "ایم اے اے شاہ" ہے، جو کہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، میں نے اس دوست کا ہر موڑ پر ساتھ دیا اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر لے گیا اور وہ کافی دن تک صحیح راستے پر چلتا رہا، لیکن اب وہ غلط راستے پر چلا گیا ہے اور پورے شہر میں رُسوا ہو گیا ہے، آپ یہ بتائیں آیا میں اس کے ساتھ رہوں یا نہیں؟

جواب:... اگر اس کی اصلاح کی نیت سے ساتھ رہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اس سے الگ ہو جائیں تاکہ اس کی غلط روی کی وجہ سے آپ کے حصے میں بدنامی نہ آئے۔

ذہنی اِنتشار سے کیسے بچیں؟

سوال:... میں میٹرک کا طالب علم ہوں، اور میرے دِماغ میں طرح طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں، میں آپ سے یہ جو سوالات پوچھ رہا ہوں، ان کے بارے میں مختلف مسجدوں میں بھی کہا تھا، مگر مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ ایک مسجد کے اِمام کے جوابات دُوسری مسجد کے اِمام کے جواب کے برعکس ہوتے ہیں، اور وہ ایک دُوسرے کو بُرا کہتے ہیں، آخر یہ تضاد کیوں ہے؟ ہم سب ایک دِین کے ماننے والے ہوتے ہوئے بھی ایک دُوسرے سے بالکل مختلف ہیں، آخر ایسا کیوں؟

جواب:... یہ بات خود ہی لوگ جانتے ہیں جو ایسے اُلٹے سیدھے جواب دیتے ہیں۔ البتہ اس ذہنی اِنتشار سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ جس عالمِ حقانی کے علم و عمل پر پورا اِعتماد ہو، دِینی رہنمائی کے لئے صرف اسی سے رُجوع کیا جائے۔ ہر قسم کے کچے پکے لوگوں سے دِینی مسائل دریافت نہ کئے جائیں، ورنہ "نیم حکیم خطرۂ جان، اور نیم مُلّا خطرۂ اِیمان" تو مشہور ضرب المثل ہے۔

فحش کلامی مسلمان کا شیوہ نہیں

سوال:... دیگر بدعتوں کی طرح جدید دور کی ایک بدعت لوگوں میں بڑھتی ہوئی فحش کلامی بھی ہے، جو ہمارے معاشرے میں پوری طرح پھیل چکی ہے، اور نوعمر لڑکے، نوجوان، بلکہ بوڑھے افراد بھی اس میں مبتلا نظر آتے ہیں، آپ کسی دفتر میں، دُکان پر، یا کسی بازار وغیرہ کی طرف نکل جائیں، آپ کے کانوں میں ایسی ایسی ننگی گالیاں اور فحش کلمات سنائی دیں گے جسے پابندِ شرع کوئی فرد سن کر شرم سے سر جھکا لے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایسی گفتگو کرنے والے اور اس کے مخاطب کے لئے اب یہ کوئی معیوب بات ہی نہیں رہی۔ مزید حیرت کی بات یہ کہ اس گندی گفتگو اور مقدس رشتوں کی گالیاں بغیر کسی اِشتعال کے صرف بات میں مزہ یا زور پیدا کرنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ کسی قریبی اشاعت میں آپ ہمارے معاشرے میں رِواج پا جانے والی اس عادتِ خبیثہ کے خلاف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارِد چند حدیثیں اور اس کے خلاف وعیدیں اور سزائیں تحریر فرمائیں، تاکہ اس بُرائی کا تدارک ہو سکے۔

جواب:...فحش کلامی مسلمان کا شیوہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منافق کی علامت فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا، اور جس شخص کے اندر ان میں سے ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے:

۱:...جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲:...اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳:...اور جب معاہدہ کرے تو بدعہدی کرے۔

۴:...اور جب کسی سے جھگڑا یا مباحثہ کرے تو فحش کلامی کرے (مشکوٰۃ ص:۱۷)۔[۱]

اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے "فضائلِ تبلیغ" میں درمنثور کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری اُمت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اِسلام کی ہیبت و وقعت اس کے قلوب سے نکل جائے گی، اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہوجائے گی، اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہٗ کی نگاہ سے گرجائے گی۔[۲] الغرض! مسلمانوں کو آپس میں گالی گلوچ اور فحش کلامی کرنا بہت بُری اور ناپسندیدہ عادت ہے، اس کو ترک کرنا چاہئے کہ قیامت کے دن جب نامۂ عمل میں یہ گالیاں نکلیں گی تو کتنی شرمندگی ہوگی...؟

بریلوی حضرات کا گالیاں دینا، خصوصاً حضرت تھانویؒ کو

سوال:...بریلوی مسلک کے لوگ علمائے دیوبند کو گالیاں دیتے ہیں، میں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ خاص طور پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات کہتے ہیں۔ آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ لوگ حضرتؒ کی کون سی بات کو گستاخی سمجھتے ہیں؟ اور کیا کسی کو بلاوجہ گالی دینا جرم ہے؟

جواب:...ان حضرات کو حضرتِ اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے، ورنہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نہایت عالمِ ربانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت رکھنے والے بزرگ تھے، جس کا اندازہ حضرتؒ کی کتابیں پڑھنے سے ہوتا ہے۔

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أربع من كن فيه كان منافقًا خالصًا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق، حتّى يدعها، إذا اؤتمن خان، وإذا حدّث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر. متفق عليه. (مشكوة ص:١٧، باب الكبائر وعلامات النفاق، كتاب الإيمان، طبع قديمي).

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا عظّمت أُمّتي الدنيا نزعت منها هيبة الإسلام، وإذا تركت الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر حرمت بركة الوحي، وإذا تسابّت أُمّتي سقطت من عين الله. كذا في الدرر عن الحكم الترمذي. (فضائل اعمال ص:٢٢٨، فضائل تبليغ، حديث نمبر٧).

مچھلی کا شکار کرنے کے لئے چھوٹی مچھلی کنڈی میں لگانا

سوال:... مچھلی کا شکار کرنے کے لئے ایک چھوٹی مچھلی کنڈی میں لگاکر بڑی مچھلی پکڑتے ہیں، حالانکہ وہ چھوٹی مچھلی تکلیف سے مرجاتی ہے، تو یہ گناہ تو نہیں؟

جواب:... زندہ مچھلی کو کنڈی میں لگانا ظلم اور ممنوع ہے۔ (۱)

چہرے پر مارنے کی ممانعت کیوں ہے؟

سوال:... سنا گیا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے چہرے پر تھپڑ مارنے والا گناہگار ہے، کیونکہ چہرہ خود خدا نے بنایا ہے، اور باقی تمام جسم فرشتوں نے بنایا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... حدیث میں کسی کے چہرے پر مارنے کی ممانعت تو آئی ہے۔ (صحیح مسلم) مگر اگلا مضمون جو آپ نے لکھا ہے، وہ صحیح نہیں۔ (۲)

کیا مقروض آدمی سے قرض دینے والا کوئی کام لے سکتا ہے؟

سوال:... انسان ایک دُوسرے کے بغیر گزارہ نہیں کرسکتا، خاص کر بھائی بہنوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کے بغیر، اب انہیں قرض دینے کے بعد بحالتِ مجبوری ان سے کوئی کام لے سکتے ہیں یا یہ سود ہوگا؟ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ کسی کو قرض دینے کے بعد دُھوپ میں اس کے گھر کے سائے سے بچ کر گزرے اور فرمایا کہ: یہ سود تھا۔ لیکن ہم درج بالا لوگوں کے بغیر کیسے گزارا کریں؟

جواب:... اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جو کام قرض دیئے بغیر بھی لے سکتے ہیں، ایسا کام لینا سود نہیں، اور اگر یہ کام قرض کی وجہ ہی سے لیا ہے تو یہ بھی ایک طرح کا سود ہے۔ بزرگ کے جس قصے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، وہ بزرگ ہمارے اِمام

---

(۱) وکره کل تعذیب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد أی تسکن عن الْاضطراب ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۲۹۶، کتاب الذبائح، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا قاتل أحدکم أخاه فلا یلطمنّ الوجه .... وفی حدیث ابن حاتم عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: إذا قاتل أحدکم أخاه فلیجتنب الوجه فإن الله خلق آدم علٰی صورته۔ وفی شرح المسلم: قال العلماء هٰذا تصریح بالنهی عن ضرب الوجه لأنه لطیف یجمع المحاسن وأعضاءه نفیسة لطیفة .... ویدخل فی النهی إذا ضرب زوجته أو ولده أو عبده ضرب تأدیب فلیجتنب الوجه۔ (شرح النووی علی الصحیح المسلم ج:۲ ص:۳۲۷، باب النهی عن ضرب الوجه)۔ أیضًا: عن حکیم بن معاویة القشیری عن أبیه قال: قلت: یا رسول الله! ما حق زوجة أحدنا علیه؟ قال: أن تطعمها إذا طعمت وتکسوها إذا اکتسیت ولَا تضرب الوجه ...إلخ۔ (مشکٰوة ص:۲۸۱، باب عشرة النساء وما لکل واحد من الحقوق، الفصل الثانی)۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،[1] مگر ان کا یہ عمل تقویٰ پر تھا فتویٰ پر نہیں۔

باہمی تعلقات اور تحائف کا تبادلہ کرنا

سوال:... آج کل ہم اپنے ذاتی مفادات اور اَغراض کو ترجیح دیتے ہیں، اور عموماً اسی بنا پر تعلقات قائم کئے جاتے ہیں، تعلقات کے قیام کے لئے قیمتی تحائف کا بھی رِواج ہے، اور جو تحائف نہ دے سکے، اسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ یعنی تعلقات صرف لالچ کی بنیاد پر ہوتے ہیں، اِنسانی رِشتوں کی بنیاد پر نہیں۔ کیا اِسلام کی رُو سے باہمی تعلقات کے قیام کے لئے قیمتی تحفوں اور لین دین کا تبادلہ ضروری ہے؟

جواب:... تحائف دینا دُوسرے آدمی کی خوش نودی کے لئے ہوتا ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنی حیثیت کو بھی ملحوظ رکھے، اپنی حیثیت سے بڑھ کر تحائف دے گا تو بعد میں پریشان ہوگا۔

''یہ فعل سنت کے خلاف ہی تو ہے'' یہ گستاخانہ الفاظ ہیں

سوال:... چند دِن پہلے میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی، اس میں زور وشور سے دعوت کی، اس دعوت سے پہلے کئی لوگوں نے مجھے منع کیا تھا کہ دعوت مت کرو، کیونکہ لڑکی والوں کی دعوت کرنا سنت کے خلاف ہے، میں ان کو کہتا رہا کہ: ''سنت کے خلاف ہی تو ہے، جیسے ہم سنتِ مؤکدہ ہمیشہ ادا نہیں کرتے، اس طرح اس کو بھی کرلیا، تو کیا ہوگا'' انہوں نے ساتھ یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس کے نتائج بہت بُرے ہوں گے۔ اب حالت یہ ہے کہ میں لکھ نہیں سکتا، طلاق تو ہو ہی گئی، اور بھی کئی ایسے واقعے ہوگئے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، اور لوگ اب کہتے ہیں کہ یہ سب سنت کے خلاف کا نتیجہ ہے۔ اب آپ جو مشورہ دیں، میں اس پر عمل کروں گا، یہ بھی بتائیں کہ کیا واقعی یہ فعل سنت کے خلاف اور یہ سارا اس کا نتیجہ ہے؟

جواب:... لڑکی والوں کا دعوت کرنا سنت کے خلاف ہے، اور آپ نے جو یہ الفاظ کہے کہ: ''سنت کے خلاف کرلیا تو کیا ہوا'' یہ الفاظ گستاخانہ تھے، جن کی نحوست پڑی۔ ان الفاظ سے توبہ کریں، اور اپنے حالات دُرست ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعا کریں۔

راز نہ بتانے کا عہد کرنے والی اگر کسی ایسے شخص کو راز بتادے جسے پہلے سے معلوم تھا تو کیا حکم ہے؟

سوال:... اگر کوئی خاتون یہ عہد کرے اور قسم کھائے کہ میں کسی کا راز کسی کو نہیں بتاؤں گی، پھر کسی ایسے شخص کو یہ راز بتادے جس کو پہلے سے معلوم ہو تو یہ عہد کی خلاف ورزی شمار ہوگی؟

---

(۱) حدائق الحنفیۃ ص:۷۲، ازمولوی فقیر محمد جہلمی، طبع مکتبہ حسن سہیل لاہور۔

جواب:... گناہگار بھی ہوگی،[1] اور عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے قسم توڑنے کا کفارہ بھی لازم ہوگا۔[2]

گوشت کا کاروبار کرنے والوں کو ''قصائی'' کہنا

سوال:... ہم لوگ گوشت کا کاروبار کرتے ہیں اور لوگوں کی خدمت کرکے روزی کمانا ہمارا مقصود ہے، لیکن ہمارے اس پیشے کو لوگ اچھا نہیں سمجھتے اور ہمیں ''قصائی'' کے ہتک آمیز لفظ سے پکارتے ہیں، حالانکہ قصائی کے معنی ظالم اور خونخوار کے ہیں، کیا اس طرح توہین آمیز الفاظ کا اِستعمال ہم مسلمانوں کے لئے دُرست ہے؟

جواب:... اسلام میں پیشے کی بنا پر ذِلت اور عزّت کا معیار نہیں، بلکہ تقویٰ عزّت کا معیار ہے۔[3] اس لئے گوشت کے کاروبار کا پیشہ اچھا نہ سمجھنا غلط ہے، اور اسی طرح گوشت فروخت کرنے والوں کو ''قصائی'' کہہ کر ان کی توہین کرنا بھی صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص ''قصائی'' بُرے معنی میں اِستعمال کرتا ہے تو وہ بُرے القاب اِستعمال کرنے کے زُمرے میں آتا ہے، جس کی اسلامی تعلیمات میں سخت ممانعت ہے۔[4] اس لئے گوشت کے کاروبار کرنے والوں کے لئے ایسے الفاظ اِستعمال کرنے چاہئیں جس سے توہین کا پہلو نہ نکلتا ہو۔

نماز پڑھنا اور چغل خوری کرنا

سوال:... لوگ نماز پڑھتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور چغل خوری کرتے ہیں۔ کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں اور اپنے مفاد کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں، ایک دُوسرے کے خلاف جھوٹ بول کر نوکری سے نکلوا دینا، یا چغل خوری کرکے بدنام کرنا، تو ایسے لوگوں کے لئے کیا سزا اور جزا ہے؟ اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... جھوٹ بولنا، چغلی کھانا، کسی کو ایذا پہنچانا اور جھوٹ سچ بول کر بلاوجہ ملازمت سے نکلوانا، سب گناہ ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان لعنتوں سے بچائیں۔ یہ گناہ نماز روزے کے نور کو بھی مٹا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ان گناہوں پر بڑی بڑی سزائیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ: ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''[5] ایک حدیث میں ہے کہ: ''جھوٹ،

---

(۱) عن أنس قال: قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلّا قال: لَا إيمان لمن لَا أمانة له، ولَا دين لمن لَا عهد له. (مشكّوة ص:۱۵، كتاب الإيمان، الفصل الثاني).

(۲) كفارة اليمين عتق رقبة يجزى ما فيها يجزى في الظهار وإن شاء كسا عشرة مساكين كل واحد ثوبًا .... وإن شاء أطعم عشرة مساكين .... فإن لم يقدر على أحد الأشياء الثلاثة صام ثلاثة أيام متتابعات. (هداية ج:۲ ص:۴۸۱، كتاب الأيمان، باب ما يكون يمينًا وما لَا يكون يمينًا).

(۳) إن أكرمكم عند الله أتقٰكم (الحجرات:۱۳).

(۴) ولَا تلمزوا أنفسكم ولَا تنابزوا بالألقاب بئس الِاسم الفسوق بعد الإيمان (الحجرات:۱۱).

(۵) عن حذيفة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لَا يدخل الجنّة قتات. متفق عليه. وفي رواية مسلم: نمام. (مشكّوة ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأوّل).

ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔"[1] اللہ بچائے، کسی مسلمان کا ایسے گناہوں میں مبتلا ہونا بہت ہی ڈر اور خوف کی بات ہے۔

نماز پڑھنا اور جھوٹ بولنا، کسی کو ستانا وغیرہ کیسا فعل ہے؟

سوال:... میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ نماز پڑھنا اور جھوٹ بولنا، غریبوں کا حق مارنا، کسی کو ناجائز ستانا، اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اُٹھانا اور حق تلفی کرنا، یہ سب کیسے افعال ہیں؟ اور ایسے لوگوں کا قرآن میں کیا حکم آیا ہے؟

جواب:... جھوٹ بولنا، غریبوں کا حق مارنا، کسی کو ستانا، کسی کی حق تلفی کرنا، یہ سب بڑے گناہ ہیں، قیامت کے دن اہلِ حقوق کو ان کے حقوق دِلائے جائیں گے اور ایسے شخص کو خالی ہاتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جو شخص کسی کا حق مارتا ہے، وہ جو نماز روزہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے، وہ دراصل ان اہلِ حقوق کے لئے کرتا ہے۔ بڑا ہی سعادت مند ہے وہ شخص جو کسی کا حق لے کر قیامت کے دن بارگاہِ اِلٰہی میں پیش نہ ہو، اور بڑا ہی بدبخت ہے وہ آدمی جو بارگاہِ اِلٰہی میں ایسی حالت میں پیش ہو کہ لوگوں کے حقوق اس کی گردن میں ہوں۔[2] جو لوگ غریبوں اور کمزوروں کے حقوق اپنے ذمے لیتے ہیں، دراصل ان کو قیامت کی پیشی یاد نہیں۔

ایک بچی کی شکایات اور اُن کے جوابات

سوال:... میرا نام شمائلہ سبحان ہے، میں آٹھویں جماعت کی طالبہ ہوں۔ مجھے اپنے اس ملک کے لوگوں سے شکایتیں ہیں، میں آپ کے سامنے اپنی شکایتیں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ نے میری شکایت نہ چھاپی تو میں سمجھوں گی مجھے نظرانداز کردیا گیا ہے۔

میری پہلی شکایت:... مجھے شکایت یہاں کے ڈاکٹروں سے ہے، جو بڑے ہی بے وفا ہوتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ڈاکٹر بیمار مریضوں کا علاج کرکے انہیں صحت دیتے ہیں، لیکن عام کلینک کے برعکس بڑے بڑے اسپتالوں میں تو ڈاکٹر ایک دُوسرے سے جلتے ہیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر اپنے مریض کے پاس ہو، اور اس کے برابر والے پلنگ پر کوئی مریض تڑپ تڑپ کر مر رہا ہو، تو اس کے پاس جاکر اس کی مدد کرنے کے بجائے وہ یہ سوچتے ہیں کہ یہ مریض فلاں کا ہے، اسے اس کے پاس ہونا چاہئے تھا، یہ میرا مریض تو نہیں ہے۔ وہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر اسی پلنگ پر ان کا بھائی ہوتا، تو کیا وہ پھر بھی اپنی بات پر اَڑے رہتے...؟

میری دُوسری شکایت:... میری دُوسری شکایت ان لوگوں سے ہے جنہوں نے ہمارے ملک کا امن ختم کردیا ہے۔ آخر کیوں؟ کیوں یہ لوگ ایک دُوسرے کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ کب تک یہ لوگ اغوا، چوری، فائرنگ کرتے رہیں گے؟ آخر ان

---

(۱) عن صفوان بن سليم انه قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أيكون المؤمن جبانًا؟ قال: نعم! فقيل له: أيكون المؤمن بخيلًا؟ قال: نعم! فقيل له: أيكون المؤمن كذّابًا؟ قال: لَا! رواه مالك والبيهقي في شعب الْإيمان. (مشكوٰة ص:۴۱۴).

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أتدرون ما المفلس؟ قالوا: المفلس فينا من لَا درهم له ولَا متاع! فقال: إن المفلس من أُمّتي من يأتي يوم القيامة بصلٰوة وصيام وزكٰوة ويأتي قد شتم هٰذا وقذف هٰذا وأكل مال هٰذا وسفك دم هٰذا، وضرب هٰذا، فيعطىٰ هٰذا من حسناته وهٰذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يقضي ما عليه، أُخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۴۳۵، باب الظلم، الفصل الأوّل).

لوگوں کو یہ سب کچھ کرنے سے کیا مل رہا ہے؟ پیسہ...! تو وہ یہ محنت مزدوری کر کے بھی کما سکتے ہیں۔ کیا ان کو اپنے بہن بھائیوں، ماں باپ پر فائرنگ کرتے ہوئے شرمندگی محسوس نہیں ہوتی؟ لوگوں کا تو جینا حرام ہو چکا ہے، لوگ اپنے گھروں سے نکلتے ہوئے ڈرتے ہیں، کیا ان کا یہ ڈر ہم ختم نہیں کر سکتے؟ میں پولیس والوں اور حکومتِ پاکستان سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اس شکایت پر غور کریں۔

جواب:... پیاری بچی! آپ کا خط تو میں نے چھاپ دیا، اور اَب آپ کے لئے اس شکایت کا موقع نہیں رہا کہ "اگر آپ نے میری شکایت نہ چھاپی تو میں سمجھوں گی کہ آپ نے مجھے نظرانداز کر دیا۔"

آپ کی پہلی شکایت کا جواب یہ ہے کہ سارے ڈاکٹر ایسے نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر صاحبان اکثر و بیشتر بڑے خوش اخلاق، ہمدرد اور جذبۂ خدمتِ خلق سے سرشار ہوتے ہیں، دُکھی اِنسانیت کی خدمت کرنا ان کا واقعی نصب العین ہوتا ہے۔ ہاں! بعض ایسے بھی ہیں جن کا آپ نے ذِکر کیا ہے، انہیں دِین و مذہب اور اِنسان و اِنسانیت سے کوئی دِلچسپی نہیں، انہیں پیسے سے محبت ہے اور بس...!

دس بارہ برس پہلے کی بات ہے، مجھے دردِ گردہ کی شکایت ہوئی، میرے ایک مخدوم و محترم نے ایک "اسپیشلسٹ" سے وقت لیا، اور مجھے ان کے "کلینک" میں لے گئے۔ موصوف نے زبان ہلانے کی زحمت سے بچتے ہوئے مجھے "بیڈ" پر لیٹنے کا اِشارہ دیا، میں نے بصد جان ان کے اِشارۂ چشم و ابرو کی تعمیل کی۔ موصوف اپنی کرسی سے اُٹھے، ایک گھونسا میرے پیٹ کے ایک طرف، دُوسرا، دُوسری طرف مار کر فرمایا: "ایک گھڑا پانی پیا کرو!" لیجئے یہ تھی ان کی تجویز و تشخیص! "اُونچی دُکان پھیکا پکوان"۔ میرے مخدوم نے جو مجھے "اسپیشلسٹ" کے پاس بڑے اِصرار کے ساتھ لے کر گئے تھے، گراں قدر "فیس" کا نذرانہ ان کی خدمت میں پیش کیا اور ہم چلے آئے۔ اس ناکارہ کو ان کی رعونت اور اپنی حماقت پر آج تک حیرت ہے۔

دراصل ایسے لوگوں نے سالہا سال کی محنت کے ساتھ "کورس" تو کرلیا، لیکن کسی انسان کے پاس بیٹھ کر آدمیت کا کورس نہیں کیا۔

رہی آپ کی دُوسری شکایت! تو اس پر تو بے شمار کالم لکھے جاچکے ہیں، یہ ناکارہ اس پر کیا لکھے اور کیا نہ لکھے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

> ترجمہ:... "آپ کہہ دیجئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اُوپر سے بھیج دے (جیسے پتھر، یا ہوا، یا بارش طوفانی) یا تمہارے پاؤں تلے سے (جیسے زلزلہ یا غرق ہو جانا) یا کہ تم کو گروہ گروہ سب کو بھڑا دے، اور تمہارے ایک کو دُوسرے کی لڑائی (کا مزہ) چکھا دے۔"[1]

اس آیت میں آسمانی عذاب کی تین شکلیں ذِکر فرمائی گئی ہیں۔ آسمان سے عذاب کا نازل ہونا، زمین سے عذاب کا پھوٹ نکلنا، اور مختلف گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ کر ایک دُوسرے کے درپے آزار ہونا۔ اس ناکارہ کی رائے یہ ہے کہ ہماری شامتِ اعمال کی وجہ سے عذابِ اِلٰہی کی یہ تیسری صورت ہم پر مسلط کر دی گئی ہے۔ مسلمانوں کی یہ کمزوری... مشیتِ اِلٰہی کے ماتحت... ہمیشہ رہی ہے

---

(۱) قل هو القادر علٰى أن يبعث عليكم عذابًا من فوقكم أو من تحت أرجلكم أو يلبسكم شيعًا ويُذيق بعضكم بأس بعض. (الأنعام: ۶۵).

کہ دُشمن ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے ان کو لڑانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اور پھر ان کو جنگ و جدال کی بھٹی میں جلتا ہوا اور فتنہ و فساد کی چکی میں پستا ہوا دیکھ کر خود تماشا دیکھتے ہیں۔ ہمارے یہاں جو فسادات ہوئے یا ہو رہے ہیں، وہ ہماری بدعملی کی سزا اور ہماری ناسمجھی کا کرشمہ ہے۔ اگر ہم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہتے، جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی تھی، تو ہماری یہ زندگی جہنم کدہ نہ ہوتی، بلکہ دُنیا میں ہی جنت کا نمونہ ہوتی۔

شکر ہے کہ سعودی عرب میں قتل، اغوا، فائرنگ کی وارداتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، وہاں بہت سے اِسلامی قوانین کا نفاذ ہے، اس لئے عوام عافیت سے رہتے ہیں، اور وہاں کی حکومت اور پولیس عوام کی نگہبانی کرتی ہے۔

علاقائی تعصّبات اُبھار کر مسلمانوں میں اِنتشار پیدا کرنا

سوال:... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کچھ اس طرح سے ہے کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، اور ان کی خوشی و غم ایک ہیں۔ یعنی اگر جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے، یعنی مسلمانوں کو اس طرح مل جل کر رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ دُوسری طرف ہمارے ملک کے کچھ بوڑھے سیاست دان زبان اور علاقے کی بنیاد پر تعصب کی اِنتہا کو پہنچ گئے ہیں اور نوجوانوں کو اس حد تک بہکا دیا ہے کہ وہ اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی جان و مال کو نقصان پہنچاتے ہوئے نہیں ڈرتے۔ کیا ایسے لوگ جو مسلمانوں کے درمیان نفاق پیدا کریں قرآن و حدیث کی روشنی میں منافق کہلائیں گے یا نہیں؟

جواب:... مسلمان تو مشرق کے ہوں یا مغرب کے، جسدِ واحد کی طرح ہیں۔[1] جو لوگ علاقائی تعصّبات اُبھار کر مسلمانوں کے درمیان نفرت و بیزاری کی فضا پیدا کرتے ہیں، وہ درحقیقت مسلمان ہیں ہی نہیں۔[2] وہ تو مسلمانوں کے ازلی دُشمن ہیں اور اپنے بغض و عناد کی چھری سے جسدِ ملت کو کاٹنا چاہتے ہیں۔ ہمارے بھولے بھالے نوجوان ازلی دُشمنوں کے پُرفریب نعروں سے متأثر ہو کر انہی کے لے میں لے ملانا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلویؒ ...تبلیغی جماعت کے سابق اِمام... فرمایا کرتے تھے: یہ اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خون پسینہ بہا کر بڑی محنت سے تیار کی ہے، جو شخص اس کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اس کو کاٹ ڈالیں گے۔

---

(۱) عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمّى. (وفي رواية عنه) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المؤمنون كرجل واحد، إن اشتكى رأسه تداعى سائر الجسد بالحمّى والسهر. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۳۲۱، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم).

(۲) عن جبير بن مطعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس منّا من دعا إلى عصبيّة، وليس منّا من قاتل عصبيّة، وليس منّا من مات على عصبية. رواه أبوداؤد. (مشكوٰة ص:۴۱۸، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثاني).

سلام و مصافحہ

اسلام میں سلام کرنے کی اہمیت

سوال:... اسلام میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اہمیت رکھتا ہے، کیا مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے؟ صرف مسلمان کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا غیرمسلم کو بھی سلام کا جواب دینا چاہئے؟

جواب:... سلام کہنا سنت ہے، اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ [۱] جو پہلے سلام کرے اس کو بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو دس۔ غیرمسلم کو ابتدا میں سلام نہ کہا جائے اور اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے۔ [۲]

سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا

سوال:... اسلام میں ملاقات کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ پیشانی تک ہاتھ اُٹھا کر سر کو ذرا جھکا کر سلام کرنا کیسا ہے؟ نیز بعض ملاقاتوں میں دیکھا گیا ہے کہ گلے ملتے وقت پیشانی یا کنپٹی کو بوسہ دیتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا یا جھکنا صحیح نہیں، بلکہ بدعت ہے۔ مصافحہ کی اجازت ہے، [۳] اور تعظیم یا شفقت کے طور پر چومنے کی بھی اجازت ہے۔ [۴]

---

(۱) إن السلام سُنّة واستماعه مستحبٌ وجوابه أی ردّه فرض كفاية واسماع ردہٖ واجب۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۳)۔

(۲) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سلم عليكم أهل الكتاب فقولوا: وعليكم۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۲۵، باب كيف الرد علٰى أهل الذمة السلام)۔

(۳) عن عطاء الخراسانی أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: تصافحوا يذهب الغل۔ (مشكوٰة ج:۲ ص:۴۰۳)۔ (كالمصافحة) أی كما تجوز المصافحة لأنها سُنّة قديمة متواترة لقوله عليه السلام من صافح أخاه المسلم وحرك يده تناثرت ذنوبه۔ (درمختار ج:۶ ص:۳۸۱، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره)۔

(۴) عن ذارع وكان فی وفد قيس قال: لمّا قدمنا المدينة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل يد رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجله۔ (مشكوة ج:۲ ص:۴۰۲)۔ ولَا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع علٰى سبيل التبرك .... وتقبيل رأسه أی العالم أجود۔ (درمختار ج:۶ ص:۳۸۳)۔ أيضًا: قال الإمام العينی بعد كلام فعلم إباحة تقبيل اليد والرِّجل والرأس والكشح كما علم من الأحاديث المتقدمة إباحتها على الجبهة وبين العينين وعلى الشفتين علٰى وجه المبرة والإكرام۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۸۰، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره)۔

مصافحہ ایک ہاتھ سے سنت ہے یا دونوں سے؟

سوال:... مصافحہ ایک ہاتھ سے ہوتا ہے یا دونوں ہاتھوں سے سنت ہے؟ حدیث سے ثبوت فراہم فرمائیں۔

جواب:... صحیح بخاری (ج:۲ ص:۹۲۶) میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التشهد و کفّی بین کفّیه۔"

ترجمہ:... "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات سکھائی، اور اس طرح سکھائی کہ میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔"

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث "باب المصافحة" کے تحت ذکر فرمائی ہے، اور اس کے متصل "باب الأخذ بالیدین" کا عنوان قائم کر کے اس حدیث کو مکرّر ذکر فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنتِ نبوی ہے، علاوہ ازیں مصافحہ کی رُوح، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے:

"اپنے مسلمان بھائی سے بشاشت سے پیش آنا، باہمی اُلفت و محبت کا اظہار ہے۔"[1]

(حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۱۹۸ آداب الصحبۃ)

اور فطرتِ سلیمہ سے رُجوع کیا جائے تو صاف محسوس ہوگا کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تواضع، انکسار، اُلفت و محبت اور بشاشت کی جو کیفیت پائی جاتی ہے، وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں نہیں پائی جاتی۔

نمازِ فجر اور عصر کے بعد نمازیوں کا آپس میں مصافحہ کرنا

سوال:... نمازِ فجر اور عصر میں موجود نمازی آپس میں اور اِمام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بہ نیت ثواب۔ یہ بھی علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معانقہ، مصافحہ برابر کیا کرتے تھے، اس سلسلے میں جو حدیث صحابہؓ کی ہو وہ بھی تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

جواب:... سلام اور مصافحہ ان لوگوں کے لئے مسنون ہے جو باہر سے مجلس میں آئیں۔ فجر و عصر کے بعد سلام اور مصافحہ کا جو رِواج آپ نے لکھا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یہاں اس کا معمول نہیں تھا، لہٰذا یہ رِواج بدعت ہے۔[2]

کسی غیرمحرَم عورت کو سلام کرنا

سوال:... کسی غیرمحرَم مرد کا کسی غیرمحرَم عورت کو سلام دینا جائز ہے یا کہ نہیں؟ یا سلام کا جواب دینا ضروری ہے؟

---

(۱) وذالک لأن التبشیش فیما بین المسلمین وتوادهم وتلاطفهم واشاعة ذکر الله فیما بینهم یرضی بها رب العالمین۔

(۲) وأمّا ما إعتاده الناس من المصافحة بعد صلٰوة الصبح والعصر فلا أصل له فی الشرع۔ (شامی ج:۶ ص:۳۸۱)۔

جواب:... اگر دِل میں غلط وسوسہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں، ورنہ دُرست ہے۔ چونکہ جوان مرد و عورت کے باہم سلام کرنے سے غلط خیالات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ ممنوع ہے،[1] البتہ سن رسیدہ بڑھیا خاتون کو سلام کر سکتے ہیں۔

نامحرَم عورت کے سلام کا جواب دینا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... عورتوں کو نامحرَم مرد سلام نہیں کر سکتا، اگر عورت سلام میں پہل کر دے تو جواب دیا جائے یا نہیں؟ میرے کام کاج میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مختلف گھروں میں جانا پڑتا ہے، بعض خواتین کو میں، اور وہ مجھے جانتی ہیں، گو کہ ہم سلام نہ کریں مگر اوّل تو وہ خواتین پردہ نہیں کرتیں، دوئم یہ کہ جس کام کے متعلق میں ان کے گھر گیا ہوں اس پر بات چیت ہوتی ہے، لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ ایسی عورتوں کو سلام کیا جائے یا نہیں؟ یا سلام کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

جواب:... جوان عورتوں کو سلام کہنا جائز نہیں، اگر وہ سلام کریں تو دِل میں جواب دے دیا جائے۔[2] نامحرَم مردوں اور عورتوں کو ایک دُوسرے کے سامنے بے محابا آنا جائز نہیں،[3] اگر کوئی شخص فسادِ معاشرت کی وجہ سے اس میں مبتلا ہو تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ اِستغفار کرتا رہے۔

کسی مخصوص آدمی کو سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دینا

سوال:... میں ایک کمپنی میں ملازم ہوں، اور میرے ساتھ دیگر دوست صاحبان بھی کام کرتے ہیں، اور کوئی شخص باہر سے آتا ہے اور ایک شخص کو مخاطب کر کے سلام کرتا ہے، اور جس شخص کو اس نے مخاطب کیا وہ اس وقت بہت مصروفیت کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دے، تو کیا اس سلام کا جواب ہم جو دُوسرے موجود ہوں، دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم بھی سلام کا جواب نہ دیں تو وہ شخص ہم سب کو بُرا بھلا کہہ کر چل دیتا ہے۔

جواب:... مجلس میں کسی شخص کو مخاطب کر کے سلام نہ کہا جائے، جب چند لوگ کسی جگہ موجود ہوں اور باہر سے آ کر کوئی شخص سلام کرے، ان لوگوں میں اگر کچھ آدمی اس کے سلام کا جواب دے دیں تو جواب کا حق ادا ہو جاتا ہے، اس لئے آپ لوگوں کو سلام کا جواب ضرور دینا چاہئے۔[4]

---

(۱) ولَا یکلم الأجنبیة إلّا عجوزًا إذا عطست أو سلّمت فیشمتها ویرد السلام علیها وإلّا لَا۔ (درمختار)۔ وإلّا تکن عجوزًا بل شابة لَا یشمتها ولَا یرد السلام بلسانه .... وإذا سلّمت المرأة الأجنبیة علٰی رجل إن کانت عجوزًا رد الرجل علیها السلام بلسانه بصوتٍ تسمع وإن کانت شابةً ردّ علیها فی نفسه۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۶۹، کتاب الحظر والإباحة)۔

(۲) ایضاً۔

(۳) یٰأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن۔ (الأحزاب:۵۹)۔ أیضًا: وتمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین رجال لَا لأنه عورة بل لخوف الفتنة۔ وفی الشرح: والمعنی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجالُ وجهها فتقع الفتنة لأنه مع الکشف قد یقع النظر إلیها بشهوة۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۴۰۶)۔

(۴) عن علی بن أبی طالب قال: یجزئ عن الجماعة إذا مرّوا أن یسلم أحدهم ویجزئ عن الجلوس ان یردّ أحدهم۔ (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۹۹، باب السلام، الفصل الثانی)۔

مسلم و غیر مسلم مرد و عورت کا باہم مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

سوال:...عورت مسلمان ہو اور مرد غیر مسلم، یا مرد مسلمان ہو اور عورت غیر مسلم تو ایسی صورت میں باہم مصافحہ کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

جواب:...نہیں![1]

غیر مسلم کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا

سوال:...آج کل ملا جلا معاشرہ ہے، جس میں غیر مسلم بھی ہیں، لوگ ان کو بھی سلام کرتے ہیں، غیر مسلم بھی سلام کر دیتے ہیں، جس کا جواب بھی دیا جاتا ہے، یہ بتایا جائے کہ غیر مسلم کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا کتاب وسنت کی روشنی میں حدیث کی رُو سے منع ہے یا کہ صرف اخلاقی طور پر منع ہے؟ کیا ایسی کوئی حدیث موجود ہے جس کے تحت منع کیا گیا ہو کہ غیر مسلم کو سلام وجواب نہ کیا جائے؟

جواب:...سلام ایک دُعا بھی ہے اور اسلام کا شعار بھی، اس لئے کسی غیر مسلم کو ''السلام علیکم'' نہ کہا جائے، اور اگر وہ سلام کہے تو اس کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے، یہ مضمون حدیث شریف میں آیا ہے:

''عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا سلّم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم. متفق علیه.'' (مشکوٰۃ ص:۳۹۸)

ترجمہ:...''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہلِ کتاب تمہیں سلام کہیں تو تم جواب میں ''وعلیکم'' کہہ دیا کرو۔''

والدین یا کسی بزرگ کو جھک کر ملنا

سوال:...والدین یا کسی بزرگ کو جھک کر ملنا جائز ہے؟

جواب:...جھکنے کا حکم نہیں۔[2]

کسی بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا

سوال:...میں کئی مرتبہ اخبار ''جنگ'' میں ''فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان کے تحت شائع ہونے والی حدیثوں میں ایک حدیث پڑھ چکا ہوں، جس کا لب لباب کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفل میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) (الّا من أجنبیة) فلا یحل مس وجهها وکفها. (در مختار ج:۶ ص:۳۶۷، کتاب الحظر والإباحة، طبع سعید).

(۲) عن أنس قال: قال رجلٌ یا رسول الله الرجل منّا یلقی أخاه أو صدیقه، أینحنی له؟ قال: لَا، قال: أفیلتزمه ویقبّله؟ قال: لَا، قال: أفیأخذ بیده ویصافحه؟ قال: نعم. رواه الترمذی. (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۴۰۱، باب المصافحة والمعانقة).

تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ ان کے احترام میں کھڑے ہوگئے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اپنے احترام کے لئے کھڑے ہونے کو منع فرمایا۔

اب صورتِ حال کچھ یوں ہے کہ آج کل کافی افراد اساتذہ یا بزرگوں یا پھر بڑے عہدوں پر فائز حکمراں افراد کے احترام میں کھڑے ہوکر استقبال کرتے ہیں، حدیث مبارکہ کی حقیقت سے انکار تو ممکن نہیں لیکن شاید ہم کم فہم لوگ اس کی تشریح صحیح نہ کرسکے ہیں۔ لہٰذا مہربانی فرماکر اس بات کی مکمل وضاحت فرمائیں کہ آیا کسی بھی شخص (چاہے وہ والدین ہوں یا ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو) کے لئے (اس حدیث کی روشنی میں) کھڑا ہونا جائز نہیں؟ یا پھر اس حدیث شریف کا مفہوم کچھ اور ہے؟

جواب:... یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ کسی کا یہ خواہش رکھنا کہ لوگ اس کے آنے پر کھڑے ہوا کریں، یہ متکبرین کا شیوہ ہے، اور حدیث میں اس کی شدید مذمت آئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''جس شخص کو اس بات سے مسرّت ہو کہ لوگ اس کے لئے سیدھے کھڑے ہوا کریں، اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے'' (مشکوٰۃ ص:۴۰۳ بروایت ترمذی و ابوداؤد)۔ [1]

بعض متکبر افسران اپنے ماتحتوں کے لئے قانون بنادیتے ہیں کہ وہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوا کریں، اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس کی شکایت ہوتی ہے، اس پر عتاب ہوتا ہے اور اس کی ترقی روک لی جاتی ہے، ایسے افسران بلاشبہ اس ارشادِ نبوی کا مصداق ہیں کہ: ''انہیں چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائیں۔''

اور ایک یہ کہ کسی دوست، محبوب، بزرگ اور اپنے سے بڑے کے اکرام و محبت کے لئے لوگوں کا ازخود کھڑا ہونا، یہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد پر کھڑے ہوجاتے تھے، ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے تھے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے تھے، اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر کھڑی ہوجاتیں، آپ کا دست مبارک پکڑ کر چومتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ (مشکوٰۃ ص:۴۰۲) [2] یہ قیام، قیامِ محبت تھا۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضراتِ انصار رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

''قوموا الٰی سیّدکم! متفق علیه.'' (مشکوٰۃ ص:۴۰۳)

یعنی ''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہوجاؤ'' یہ قیامِ اِکرام کے لئے تھا۔ [3]

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھے ہم سے گفتگو فرماتے تھے، پھر جب آپ کھڑے ہوجاتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہراتؓ میں

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سره أن يتمثل له الرجال فليتبوأ مقعده من النار. (مشكوة ص:۴۰۳).

(۲) عن عائشة قالت: ما رأيت أحدا كان أشبه سمتا وهديا ودلّا وفي رواية حديثا وكلاما برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت عليه قام إليها فأخذ بيدها فقبّلها وأجلسها في مجلسه وكان إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده فقبّلته وأجلسته في مجلسها. رواه أبوداؤد. (مشكوة ص:۴۰۲، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني).

(۳) (قوموا إلٰى سيدكم) قيل أي لتعظيمه ويستدل به على عدم كراهته ...إلخ. (مرقاة شرح مشكوة ج:۸ ص:۴۷۳).

سے کسی کے دولت کدے میں داخل نہ ہوجاتے (مشکوٰۃ ص:۴۰۳)۔ [1]

یہ قیام تعظیم و اجلال کے لئے تھا، اس لئے مریدین کا مشائخ کے لئے، تلامذہ کا اساتذہ کے لئے اور ماتحتوں کا حکامِ بالا کے لئے کھڑا ہونا، اگر اس سے مقصود تعظیم و اجلال یا محبت و اکرام ہو تو مستحب ہے، مگر جس کے لئے لوگ کھڑے ہوتے ہوں اس کے دِل میں یہ خواہش نہیں ہونی چاہئے کہ لوگ کھڑے ہوں۔ [2]

اِمام صاحب سے جھک کر مصافحہ کرنا

سوال:... خصوصاً نمازِ جمعہ کے بعد اور عموماً جب نماز ختم ہوجاتی ہے تو بہت سے نمازی حضرات اِمام صاحب سے بڑھ چڑھ کر مصافحہ کرنے لگتے ہیں، اور اس دوران اچھا خاصا جھک جاتے ہیں گویا کہ رُکوع کے مشابہ ہوجاتا ہے، اور اِمام صاحب اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے، کیا یہ سنت ہے کہ اِمام صاحب سے جھک کر مصافحہ کیا جائے؟

جواب:... مصافحہ کرتے وقت جھکنا نہیں چاہئے۔ [3]

جوڈو کراٹے سینٹر کا سلام میں جھکنے کا قانون خلافِ شرع ہے

سوال:... درج ذیل مسئلے میں شریعتِ اِسلامیہ کا حکم درکار ہے: ہم چند طلباء جوڈو کراٹے کے ایک سینٹر میں ٹریننگ حاصل کرتے ہیں، ہماری ٹریننگ کا یہ اُصول ہے کہ جب بھی طلباء سینٹر میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں اپنے اساتذہ وغیرہ کے سامنے ہاتھ کھلے چھوڑتے ہوئے اس قدر جھکنا پڑتا ہے جیسے نماز میں رُکوع کی حالت ہوتی ہے۔ ہمارے سینٹر میں بعض دفعہ غیرملکی اور غیرمسلم اساتذہ بھی آتے ہیں اور ٹریننگ کے اُصول کے مطابق ہمیں ان کے سامنے بھی جھکنا پڑتا ہے، ہم نے اس معاملے میں احتجاج بھی کیا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اساتذہ نے کہا کہ اگر آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل پیش کریں تو یہ قانون ختم کیا جاسکتا ہے تاکہ اسلامی اَحکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ آپ سے گزارش ہے کہ اگر اسلام مذکورہ بالا صورت میں کسی کے سامنے جھکنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم اپنے اساتذہ کو قائل کرسکیں۔

جواب:... آپ کی ٹریننگ کا یہ اُصول کہ سینٹر میں داخل ہوتے وقت یا باہر سے آنے والے اساتذہ وغیرہ کے سامنے رُکوع کی طرح جھکنا پڑتا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے صحیح نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرتے وقت جھکنے کی ممانعت فرمائی ہے، چہ

---

(۱) عن أبی هریرة قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فإذا قام قمنا قیاما حتّٰی نراه قد دخل بعض بیوت أزواجه. (مشکوٰة ص:۴۰۳، باب القیام، الفصل الثالث).

(۲) (قوله یجوز بل یندب القیام تعظیمًا للقادم) أی إذا کان ممن یستحق التعظیم .... وفی مشکل الآثار القیام لغیره لیس بمکروه لعینه إنما المکروه محبة القیام لمن یقام له، فإن قام لمن لَا یقام له لَا یکره. (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۸۴).

(۳) عن أنس قال: قال رجلٌ یا رسول الله الرجل منّا یلقی أخاه أو صدیقه، أینحنی له؟ قال: لَا ...إلخ. (مشکوٰة ج:۲ ص:۴۰۱، باب المصافحة والمعانقة). وفی فتاوی الهندیة: الْإنحناء للسلطان أو لغیره مکروه لأنه یشبه فعل المجوس کذا فی جواهر الأخلاطی ویکره الْإنحناء عند التحیة وبه ورد النهی کذا فی التمرتاشی. (فتاویٰ هندیة ج:۵ ص:۳۶۹).

جائیکہ مستقل طور پر اساتذہ کی تعظیم کے لئے ان کے سامنے جھکنا اور رُکوع کرنا جائز ہو۔ حدیث شریف میں ہے، جس کا مفہوم ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے سامنے جھکنا جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں!'' (مشکوٰۃ ص:۴۰۱، بروایت ترمذی)۔[1]

مجوسیوں کے یہاں یہی طریقہ تھا کہ وہ بادشاہوں، امیروں اور افسروں کے سامنے جھکتے تھے، اسلام میں اس فعل کو ناجائز قرار دیا گیا۔ ٹریننگ کا مذکورہ اُصول اسلامی اَحکام کے منافی ہے، لہٰذا ذمہ دار حضرات کو چاہئے کہ وہ فوراً اس قانون کو ختم کریں۔ اگر وہ اسے ختم نہیں کرتے تو طلباء کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس سے انکار کریں، اس لئے کہ خدا کی ناراضی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔[2]

مسجد میں بلند آواز سے سلام کرنا

سوال:... مسجد میں بلند آواز سے ''السلام علیکم'' کہنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ ''السلام علیکم'' کہنے سے نمازیوں کی توجہ سلام کی طرف ہوجائے اور سنتوں یا نفلوں میں خلل پڑے، اور مسجد میں سلام کا جواب بلند آواز سے دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... اس طرح بلند آواز سے سلام نہ کیا جائے جس سے نمازیوں کو تشویش ہو، البتہ کوئی فارغ بیٹھا ہو تو قریب آکر آہستہ سے سلام کہہ دیا جائے۔[3]

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنا

سوال:... دورِ حاضر میں جہاں نت نئے فیشن وجود میں آئے ہیں وہاں ایک جدید فیشن یہ بھی عام ہوتا جارہا ہے کہ جب دو آدمی آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو دونوں ''السلام علیکم'' کہتے ہیں، جواباً ''وعلیکم السلام'' کوئی نہیں کہتا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ نمازیوں کی اکثریت بھی اس فیشن کو تیزی سے اپنا رہی ہے، نہ جانے کیوں لوگ ''وعلیکم السلام'' کہنے میں جھجکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وعلیکم السلام کہنے سے ان کے وقار میں کچھ کمی آجائے گی۔

جواب:... وعلیکم السلام کہنے میں عار نہیں بلکہ جو شخص السلام علیکم کہنے میں پہل کرے، اس کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہنا واجب ہے۔[4] غلط رواج کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے کہ اگر دونوں ایک ساتھ سلام کہہ دیں تو دونوں ایک دُوسرے کے جواب میں ''وعلیکم

---

(۱) عن أنس قال: قال رجل: يا رسول الله! الرجل منا يلقى أخاه أو صديقه أينحني له؟ قال: لَا ...إلخ. (مشكوٰة ص:۴۰۱، باب المصافحة والمعانقة).

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الثاني).

(۳) وصرح في الضياء .... وحاصلها أنه يأثم بالسلام على المشغولين بالخطبة أو الصلاة أو قراءة القرآن أو مذاكرة التعليم ...إلخ. (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۱۸، مطلب المواضع التي يكره فيها السلام).

(۴) قلت: فهٰذا مع ما مر يفيد إختصاص وجوب الرد بما إذا ابتدأ بلفظ السلام عليكم أو سلام عليكم وقدمنا أن للمجيب أن يقول في الصورتين .... ومفاده أن ما صلح للإبتداء صلح للجواب ...إلخ. (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۶).

السلام" کہا کریں، اور اگر ایک پہلے "السلام علیکم" کہہ دے تو دُوسرا صرف "وعلیکم السلام" کہے۔ [۱]

ٹی وی اور ریڈیو کی نیوز پر عورت کے سلام کا جواب دینا

سوال:... ٹی وی اور ریڈیو پر خبروں سے پہلے نیوز ریڈر (خواتین) سلام کرتی ہیں، جیسا کہ تاکید ہے کہ سلام کا جواب دینا چاہئے، کیا یہ خواتین جو سلام کرتی ہیں، اس کا جواب دینا چاہئے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہاں تو اس کی کوئی دلیل؟ اُمید ہے تفصیلی جواب سے میری اور کئی مسلمانوں کی اُلجھن ختم کردیں گے۔

جواب:... میرے نزدیک تو عورتوں کا ٹی وی اور ریڈیو پر آنا ہی شرعاً گناہ ہے، کیونکہ یہ بے پردگی اور بے حیائی ہے۔ ان کے سلام کا جواب بھی نامحرَموں کے لئے ناروا ہے۔

تلاوتِ کلامِ پاک کرنے والے کو سلام کہنا

سوال:... جب کوئی آدمی کلام پاک کی تلاوت کر رہا ہو، ایسی حالت میں اسے سلام دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر سلام دے دیا جائے تو کیا اس پر جواب دینا واجب ہوجاتا ہے؟

جواب:... اس کو سلام نہ کہا جائے اور اس کے ذمے سلام کا جواب ضروری نہیں۔ [۲]

عید کے روز معانقہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... عید کے روز لوگ اظہارِ خوشی کے لئے گلے ملتے ہیں، شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ سنت ہے، مستحب ہے یا بدعت ہے؟

جواب:... عیدین کا معانقہ کوئی دِینی، شرعی چیز تو ہے نہیں محض اظہارِ خوشی کی ایک رسم ہے، اس کو سنت سمجھنا صحیح نہیں، اگر کوئی شخص اس کو کارِ ثواب سمجھے تو بلاشبہ بدعت ہے، لیکن اگر کارِ ثواب یا ضروری نہ سمجھا جائے محض ایک مسلمان کی دِلجوئی کے لئے یہ رسم ادا کی جائے تو اُمید ہے گناہ نہ ہوگا۔

عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ

سوال:... مصافحہ اور معانقہ کی فضیلت سے انکار نہیں، مگر اس کی عید کے دن سے کیا خصوصیت ہے؟ ایک ہی گھر میں رہنے والے عید پڑھنے کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرتے ہیں، کیا ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید پڑھنے کے بعد ایسا ہی کیا کرتے تھے؟

---

(۱) ویسلم الماشی علی القاعد .... وإذا التقیا فأفضلهما یسبقهما، فإن سلما معا یرد کل واحد ... إلخ۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، طبع سعید)۔

(۲) صرح الفقهاء بعدم وجوب الرد فی بعض المواضع .... والمشتغل بقراءة القرآن۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۶۱۸)۔

جواب:... عید کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا محض ایک رواجی چیز ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو دِین کی بات سمجھنا بدعت ہے، لوگ اس دن گلے ملنے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی اس رواج پر عمل نہ کرے تو اس کو بُرا سمجھتے ہیں، اس لئے یہ رسم لائقِ ترک ہے۔

پرچم کو سلام

سوال:... اسکولوں میں صبح کو اسمبلی کرتے وقت ترانے کے بعد پرچم کو سلام کرتے ہیں، یہ کس قدر غلط یا صحیح ہے؟ یا یہ اپنے وطن سے محبت کی علامت ہے؟

جواب:... پرچم کو سلام کرنا غیرشرعی رسم ہے، اس کو تبدیل کرنا چاہئے۔ وطن سے محبت تو ایمان کی علامت ہے، مگر اِظہارِ محبت کا یہ طریقہ کفار کی ایجاد ہے، مسلمانوں کو کفار کی تقلید روا نہیں۔ (۱)

جس شخص کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو اس کے سلام کا جواب

سوال:... میں ایک محفل میں بیٹھا کرتا ہوں، اس محفل میں ایسا آدمی آیا جن کے متعلق مجھے سو فیصد پتا ہے کہ یہ آدمی غیرمسلم ممالک سے تعلق رکھتا ہے، مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ آیا یہ مسلم ہے یا غیرمسلم؟ تو اس بارے میں یہ لکھ دیں کہ میں ان کو ''السلام علیکم'' کا جواب ''وعلیکم السلام'' میں دے سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب:... اس کا ''السلام علیکم'' کہنا تو بظاہر اس کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، پس اگر غالب گمان یہ ہو کہ یہ مسلمان ہے تو ''وعلیکم السلام'' سے جواب دینا چاہئے، (۲) لیکن اگر اس کا مسلمان ہونا دِل کو نہ لگے تو صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔ (۳)

بڑے بزرگ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا

سوال:... میں نے ایک حدیث پڑھی تھی کہ ایک جگہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کھڑے ہوگئے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ، تعظیم صرف خدا کو زیب دیتی ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ۱- اُستاد جب کلاس میں داخل ہوتا ہے تو اُستاد کو دیکھ کر لڑکے کھڑے ہوجاتے ہیں، ۲- جب کسی آفس میں کوئی افسر داخل ہوتا ہے تو تمام کارکن اس کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، ۳- فوجی افسر بھی اپنے آفیسروں کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور سلیوٹ مارتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ تمام حرکات دُرست ہیں یا ان کو ختم کردینا چاہئے؟ براہِ کرم تمام مسائل کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

---

(۱) لَا تشبهوا باليهود ولَا بالنصارىٰ. (ابن ماجة ص: ۹۹).

(۲) إذا حييتم بتحية فحيّوا بأحسن منها أو ردّوها. (النساء: ۸۶).

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سلّم عليكم أهل الكتاب فقولوا وعليكم. (بخاری ج: ۲ ص: ۹۲۵).

جواب:... بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے، مگر بڑے کو دِل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر اس کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں، اس حدیثِ پاک کا یہی محمل ہے۔ (۱)

سلام میں پہل کرنا افضل ہے تو لوگ پہل کیوں نہیں کرتے؟

سوال:... اسلام میں سلام کرنے کو ایک افضل کام قرار دیا گیا ہے، اوّل سلام کرنے والے کو زیادہ ثواب ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سلام میں پہل کرنے میں عمداً احتراز کرتے ہیں، کچھ عالم لوگوں کو بھی دیکھا ہے وہ سلام کا جواب تو دیتے ہیں لیکن پہل کبھی نہیں کرتے۔ اس بارے میں شرعی اَحکام کیا ہیں؟

جواب:... سلام میں پہل کرنا افضل ہے، عالم کے لئے بھی اور دُوسروں کے لئے بھی۔ (۲)

کیا سلام نہ کرنے والے کو سلام کرنا ضروری ہے؟

سوال:... میں ایک شخص کو اکثر و بیشتر سلام کرتا رہا ہوں، جب کبھی وہ شخص مجھے دُوسری جگہ راستے میں ملا، میں نے عمداً اس کو سلام نہیں کیا، یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا یہ شخص بھی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں؟ وہ شخص بغیر سلام کئے گزر گیا، ایسا دو تین بار ہوا، اب وہ شخص مجھے ملتا ہے تو میں بھی اس کو سلام نہیں کرتا ہوں۔ یوں وہ سلسلہ جو میری طرف سے شروع ہوا تھا، منقطع ہوگیا ہے۔ آیا اس شخص کا اخلاقی جواز نہیں تھا کہ جب سلام قبول کرتا تھا تو اَب موقع پر وہ خود بھی سلام کرے؟ کیونکہ جتنا سلام کرنے کا احترام یا خیال میرا تھا، اس کا بھی ہونا چاہئے، ہم دونوں میں سے کون گناہگار ہے؟

جواب:... آپ کو اس کا انتظار نہیں کرنا چاہئے تھا کہ وہ آپ کو سلام کرے، اور سلسلۂ سلام کو منقطع کرنے کی نوبت آئے۔

نامحرَم کو سلام کرنا

سوال:... کیا نامحرَم عورتوں کو سلام کرنا چاہئے یا ان کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟ اگر سلام نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ ان کو ان کے ماں باپ نے کچھ سکھایا نہیں ہے، اور اگر کوئی سلام کرتا ہے اور اس کا جواب نہیں دیتے تو ان کی دِل آزاری ہوتی ہے، کیا نامحرَم عورتوں کو سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے؟ ذرا تفصیل سے جواب دیں۔

---

(۱) عن أنس قال: لم یکن شخص أحب إلیهم من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکانوا إذا رأوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذالک۔ هذا حدیث حسن صحیح غریب۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۰۰، باب ما جاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل)۔
أیضًا: (قوله یجوز بل یندب القیام تعظیمًا للقادم) أی إذا کان ممن یستحق التعظیم۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۸۴)۔

(۲) عن أبی أمامة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان أولی الناس بالله من بدأ بالسلام۔ رواه أحمد والترمذی وأبوداؤد۔ (مشکوٰة ص:۳۹۸، باب السلام، طبع قدیمی کتب خانه)۔

جواب:... نامحرَم جوان عورت کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا خوفِ فتنہ کی وجہ سے ناجائز ہے، البتہ کوئی بڑی بوڑھی ہو تو اس کو سلام کہنا جائز ہے۔ (۱)

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ماں باپ نے کچھ سکھایا ہی نہیں، ان سے یہ کہا جائے کہ ماں باپ نے نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سکھایا ہے کہ فتنے کی جگہ سے بچا جائے۔ (۲) اگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے سے کسی کی دِل آزاری ہوتی ہے تو اس کی پروا نہ کی جائے، کیونکہ کسی کی دِل شکنی سے بچنے کے بجائے اپنی دِین شکنی سے بچنا زیادہ اہم ہے۔

---

(۱) وإذا سلّمت المرأة الأجنبية على رجلٍ إن كانت عجوزًا ردّ الرجل عليها السلام بلسانه بصوتٍ تسمع وإن كانت شابةً ردّ عليها في نفسه وكذا الرجل إذا سلّم على امرأة أجنبية فالجواب فيه على العكس. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۶۹).

(۲) لقوله عليه الصلاة والسلام: إتقوا مواضع التهم، هو معنىٰ قول عمر من سلك مسالك التهم اتهم، رواه الخرائطي في مكارم الأخلاق. (الموضوعات الكبرىٰ ص:۴۹، رقم الحديث:۱۵۱، حرف الهمزة).

تعلیم

صنفِ نازک اور مغربی تعلیم کی تباہ کاریاں

سوال:… کیا خواتین کو مروّجہ عصری علوم اور مغربی تعلیم سے آراستہ کرنا شرعاً ناجائز ہے؟ اس کے کیا کیا مفاسد ہیں؟ تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب:… مغربی تہذیب اور اس کے طرزِ تعلیم نے صنفِ نازک کو اقتصادی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی میدان میں کس طرح پامال کیا ہے، اس کے ناموس اور تقدس کو حرص و آز کی قربان گاہ پر کس طرح بھینٹ چڑھایا ہے، اس کی معصومیت، حیا اور شرافت کو مغربیت کی فسوں کاری سے کس طرح شکار کیا ہے۔ اس کے وقار، اس کی عزّت، اس کی اقدار اور وفادارانہ روایات کو دورِ حاضر نے کس طرح کچل کر رکھ دیا ہے، اس کے احساسات، جذبات اور تصوّرات کو اضطراب، بے چینی اور بے اطمینانی کے کس اندھیرے غار میں ڈال دیا ہے۔ ان سوالات کے جوابات آج اخبار کے صفحات میں ''ہر دیکھنے والی نظر'' کے سامنے بکھرے پڑے ہیں، لیکن مغربی افیون کا نشہ، پڑھنے والوں کو ان پر غور و فکر کی مہلت نہیں دیتا۔ ہمیں لکھتے پڑھتے اور کہتے سنتے بھی شرم آتی ہے کہ مغربی تاجروں نے ''نصف انسانیت'' کو تعلیم و تہذیب، فیشن اور کلچر، مساوات اور حقوق کے پُرفریب نعروں سے تجارتی منڈی میں فروختنی سامان کی حیثیت دے ڈالی ہے۔ زندگی کا کون سا شعبہ ہے جس میں ''عورت'' کے نام، نغمہ و کلام، شکل و صورت اور تصویر اور فوٹو کو فروغِ تجارت کا ذریعہ نہیں بنایا ہے۔ عورت کے فطری فرائض بدستور اس کے ذمہ ہیں، خانہ داری اور نسلِ انسانی کی پرورِش کا پورا بوجھ وہ اب بھی اُٹھاتی ہے، لیکن ظلم پیشہ، کسل پسند اور آرام طلب ''مرد'' نے ''وزارت'' سے لے کر ہسپتال کے نرسنگ سسٹم تک زندگی کے ایک ایک شعبے کا بوجھ بھی اس مظلوم اور ناتواں کے نحیف کندھوں پر ڈال دیا ہے۔

مرد و زَن کی الگ الگ فطری تخلیق، الگ الگ جسمانی ساخت، الگ الگ ذہنی صلاحیت، الگ الگ جذبات و احساسات، الگ الگ طرزِ نشست و برخاست کا فطری تقاضا یہ تھا کہ ان دونوں کے فطری فرائض بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کا میدانِ عمل ہی الگ الگ ہوتا، دونوں کے حقوق و واجبات بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کی زندگی کا دائرۂ کار بھی الگ الگ ہوتا، نیز جس طرح عورت اپنے فطری فرائض بجالانے پر بہرحال مجبور ہے، اسی طرح عقل و انصاف کا تقاضا اور نوامیسِ فطرت کی اپیل ہے کہ وہ مرد اپنے فطری فرائض کے میدان میں مکمل طور پر خود مصروف تگ و تاز ہونے کا بار خود اُٹھائے اور صنفِ نازک کو ''اندرونِ خانہ'' سے باہر نکال کر ''بیرونِ خانہ'' رُسوا نہ کرے۔

مرد اور عورت بلاشبہ انسانی گاڑی کے دو پہیئے ہیں، لیکن یہ گاڑی اپنی فطری رفتار کے ساتھ اسی وقت چل سکے گی، جبکہ ان دونوں پہیوں کو اس گاڑی کے دونوں جانب فٹ کیا جائے، گھر کے اندر عورت ہو اور گھر سے باہر مرد ہو، لیکن اگر ان دونوں کو ایک ہی جانب فٹ کردیا جائے یا بٹوارا کرلیا جائے کہ مرد بھی نصف گھر سے باہر کے فرائض انجام دے اور نصف گھر کے اندر کے، اسی طرح عورت کی زندگی کو اندر اور باہر کے فرائض کی دو عملی میں بانٹ دیا جائے تو یا تو یہ گاڑی سرے سے چلے گی ہی نہیں یا اگر چلے بھی تو فطری رفتار سے نہیں چلے گی، بلکہ اس کی رفتار میں کجی، ہچکولے، بے اطمینانی اور سردردی کا اتنا عظیم طوفان ہوگا کہ انسانی زندگی نمونہ جنت نہیں بلکہ سراپا جہنم زار بن کر رہ جائے گی۔

آج مغرب کے ارزاں فروشوں نے صنفِ نازک کے گراں مایہ اقدار کو جن سستے داموں بیچ کر زندگی کے جہنم کا ایندھن خریدا ہے، اس سے مشرق و مغرب بیک زبان لرزہ براندام اور نالہ کناں ہیں، اس نے ''صنفِ ضعیف'' کے طبعی میدانِ عمل پر اس شدّت سے قہقہہ لگایا کہ عورت کو مجبوراً اپنا فطری مقام چھوڑ کر ''ست وجود اور کسل پسند'' ''مرد'' کے میدانِ عمل میں آنا پڑا، اور قانونِ فطرت نے جو ذمہ داری صرف اور صرف مرد پر ڈالی تھی، اس مظلوم کو مردوں کے دوش بدوش اس کا نصف بار اُٹھانا پڑا۔ اس جذبہ بوفاداری کے تحت جب عورت گھر سے نکل کر ''بیرونِ خانہ زندگی'' میں گامزن ہوئی تو قدم قدم پر اس کی نسوانیت کا مذاق اُڑایا گیا، سب سے پہلے اس کے سامنے ''تعلیم'' کے خوش کن عنوان سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے دروازے کھولے گئے اور معصوم بچیوں کو آزادانہ طور پر لڑکوں کی صفوں میں بیٹھ کر نئی طرزِ زندگی سیکھنے پر مجبور کیا گیا، مخلوط تعلیم نے جس کا رواج اگرچہ کئی جگہ بند کردیا گیا ہے، لیکن ابھی تک اس کی بُرائی اور نفرت سے کماحقہ واقفیت کی نعمت سے لوگ آشنا نہیں ہوسکے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق، عادات، اطوار اور جذبات میں جو زہر گھولا ہے اس کے لئے شواہد اور دلائل پیش کرنا غیرضروری ہے، اخبار کے صفحات اور عدالتوں کے ریمارکس اس پر شاہد ہیں۔ اس مرحلے میں (اِلَّا ماشاء اللہ) جو نسوانیت کی مٹی پلید ہوئی اور ہو رہی ہے، اس پر انسانیت بشرطیکہ وہ کسی میں موجود بھی ہو، سر پیٹ کر رہ جاتی ہے اور حیاء و عصمت کی دیوی، اپنا دامن چاک کرلیتی ہے، اس مرحلے میں کتنی ہی دوشیزاؤں کو اپنے عزّت مآب والدین سے باغی ہوجانا پڑا، کتنے ہی باعزّت خاندانوں کو ذِلت اور رُسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈُوب جانا پڑا اور کتنے ہی گھرانوں کو اپنی شرافت اور برتری کی معراج سے دنایت اور پستی کے تہ خانوں میں گم ہوجانا پڑا۔

خدا خدا کرکے تعلیم ختم ہوئی، اب ملازمت کی تلاش کا مرحلہ پیش آیا، اس مرحلے میں کن کن لوگوں سے ملاقاتیں کرنا پڑیں، کن کن حیاسوز محفلوں میں حاضری دینا پڑی، کن کن شریفوں کے خندہ زیرِلب کا نشانہ بننا پڑا، ایک طویل داستان ہے جو ہر اس خاتون کے سر سے گزرتی ہے جسے یہ مرحلہ پیش آیا ہو، مشرقی مذاق میں اس مرحلے کی تعبیر یوں ہے:

کرکے بی اے اب رشیدہ ڈھونڈتی ہے نوکری
لینے کے دینے پڑے اس گھر کی ویرانی بھی دیکھ

روزنامہ ''کوہستان'' لاہور ۲۳ ستمبر [illegible] ۱۹ء کی اشاعت (خواتین کا اخبار) میں ایک قابلِ احترام خاتون کا ایک مضمون اسی موضوع پر نظر سے گزرا، جس میں مذکورہ بالا مرحلے میں صنفِ نازک کی لاعلاج پریشانیوں کی ہلکی سی جھلک پیش کی گئی ہے مجھے دُوسروں

کی خبر نہیں، لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی ایک بہن کی عجیب و غریب پریشانیٔ احوال کو پڑھ کر دِل ڈُوب گیا، گردن جھک گئی اور دِماغ میں نفسیاتی بحران کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میں سوچنے لگا کہ یا اللہ! شاطرِ فرنگ کتنا بڑا ظالم تھا، جس نے مشرقی خاتون کو ''جنت خانہ'' سے باہر نکال کر اس کے تمام تر ضعف اور فطری ناتوانی کے باوجود اسے بے اطمینانی و بے چینی کے جہنم میں دھکیل دیا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی بہن کی دردناک کہانی کے چند اجزاء یہاں نقل کردوں، محترمہ لکھتی ہیں:

''جی چاہتا ہے اپنی ڈگریوں کو اُٹھا کر بھاڑ میں جھونک دوں، سیما نے اپنی ایم اے تک کی ڈگریاں میز پر زور سے پٹخ دِیں اور کرسی پر گر کر پیشانی کا پسینہ پوچھنے لگی، کیوں خیر تو ہے؟ میں نے حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھا، آج ڈگریوں کی کم بختی کیوں آگئی؟ انہیں حاصل کرنے کے لئے تو تم نے دن رات ایک کردیئے، تمہارے چہرے پر کھنڈی ہوئی یہ زردی اور ہمیشہ کی سردردی ان ڈگریوں ہی نے تو دی ہے۔''

ان ڈگریوں کے حاصل کرنے پر اسے مجبوراً دن رات ایک کردینا پڑا تھا، اور جس کے نتیجے میں چہرے کی زردی اور دائمی سردردی میں وہ بیچاری مبتلا ہوکر رہ گئی تھی۔ اس سوال کا جواب اس کی طرف سے کیا دیا گیا؟ ذرا اسے پڑھئے اور صنفِ نازک کی ''غیر فطری پریشانیوں'' کا اندازہ کیجئے! محترمہ لکھتی ہیں کہ:

''یہ سوال سن کر وہ رودینے کے انداز میں کہنے لگی: یہی تو دُکھ کی بات ہے، ان ڈگریوں کو حاصل کرنے کا مقصد اگر فریم کرواکے دیوار پر آویزاں کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے، بڑی سے بڑی ڈگری لو، اعلیٰ سے اعلیٰ فریم میں لگاؤ اور گھروں میں لٹکاؤ، پر اگر کوئی غریب چاہے کہ اس کی محنت کا ثمر مل جائے، تو مشکل ہے، ڈگریوں کو ماتھے پر سجا کر در، در کی خاک چھانو، کالج اور دفتروں کی چوکھٹیں گھساؤ، مگر سولہ سال کی محنت کے عوض ملی ہوئی یہ سند تمہیں کہیں نوکری نہ دِلا سکے گی۔''

یہ تو اس تعلیم کا صرف ایک پہلو ہے، اس کا دُوسرا پہلو اس سے بڑھ کر سنجیدہ وغور و فکر کا مستحق ہے، اس کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے:

''اور پھر تم جانتی ہو، وہ سنجیدگی سے بولی: یہ وہ زمانہ نہیں جس میں معمولی پڑھی لکھی گھر گرہستی کو سمجھنے والی عورت ہی آورش سمجھی جاتی ہو۔ آج عظمت اور بڑائی کا معیار بدل گیا ہے، کسی بھی اخبار کے اشتہاروں کے کالم میں دیکھ لو۔ ضرورتِ رشتہ کے عنوان سے دیئے گئے اشتہار میں لیڈی ڈاکٹر اور پروفیسر کو کس طرح ترجیح دی گئی ہوتی ہے۔''

گویا اس تعلیم نے معاشرت و اقتصاد ہی کو نہیں سماج کو بھی متأثر کیا ہے، ذہنیت بدل کر رکھ دی، مزاج بگاڑ دیئے، اقدار کو مجروح کردیا، کل تک جن چیزوں کو سماجی تعلقات اور رشتہ مناکحت کے لئے معیار قرار دیا جاتا تھا، اور وہ واقعتاً معیار تھیں بھی، اس تعلیمی ہیضے نے ان تمام پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا، شرافت اور بلندی کا معیار، شستہ اخلاق، پاکیزہ عادات، عفت و عصمت، اقدار و اطوار نہیں رہے، بلکہ صرف ایک معیار باقی رہ گیا ہے، یعنی وہ لیڈی ڈاکٹر؟ یا پروفیسر؟ کس منصب پر فائز ہے اور ماہوار کتنے روپے کماتی ہے۔ انا للہ وانا

الیہ راجعون! ممکن ہے جن لوگوں کو ان تلخیوں سے دوچار نہ ہونا پڑا ہو، انہیں یہ ''داستانِ درد'' بے وزن معلوم ہو، لیکن جن کے سر سے یہ گزری ہے ان کی شہادت کو آخر کیسے نظر انداز کر دیا جائے، تعلیمِ جدید کے قصیدہ خوانوں کو اپنی دردمند بیٹی اور بہن کا یہ بیان پورے غور و فکر سے پڑھ کر اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرنا پڑے گی، محترمہ لکھتی ہیں:

''برسوں اسی میدان میں دھکے کھانے کے بعد جب زندگی کے عملی میدان میں قدم رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سولہ برس کی محنت کا ثمرہ صرف کاغذ کا ایک پرزہ ہے جو زندگی کے لق و دق صحراء میں کسی وقعت کا حامل نہیں، یہ تو کسی کام بھی نہیں آسکتا، پھر جی چاہتا ہے، کاش! ڈھنگ سے برتن مانجھنے ہی سیکھ لئے ہوتے یا ہاتھ میں کوئی اور ہنر ہوتا کہ آج بے بسی اور محتاجی کا احساس یوں شدت سے کچوکے نہ لگاتا۔''

اس پر بس نہیں اس تعلیم نے صنفِ نازک کے جذبات پر جو گہرا زخم کیا ہے اسے معلوم کرنے کے لئے بدلتی ہوئی معاشرت پر بالاخانوں میں بیٹھ کر فخر کرنے والوں کو اپنی بہن کا یہ پیغام سن لینا چاہئے، اس پیغام میں اگر تلخی کی جھلک اور بڑے کڑوے کسیلے لہجے کی چبھن محسوس ہو تو انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کس کی آواز ہے، محترمہ لکھتی ہیں:

''میں پوچھتی ہوں، کہاں ہیں وہ لوگ جو گھر کی چاردیواری میں مستور، معمولی سی تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی عورت کو آورش جان کر اسے احساسات کے سب سے بلند استھان پر بٹھالیا کرتے تھے، آج زندگی کی اقدار ہی بدل گئیں، غریبوں کو چاہئے کہ اپنی لڑکیوں کو نرسیں بنوایا کریں یا پھر پرائمری اسکولوں میں تیس روپے ماہوار پر اُستانیاں لگادیا کریں، اس سے آگے وہ کچھ نہیں کرسکتیں، کیونکہ شروع میں ہی ان کا ہر احساس مٹادیا جائے، یاشعور ہونے سے پہلے ہی ان کا شعور ختم کر دیا جائے تاکہ وہ زندگی میں کوئی مقام حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتی ہوئی پاگل نہ ہوجائیں، کاغذ کے پرزوں کو سینے سے لگالگا کر ان کی حسیات چوٹ نہ کھاجائیں۔''

اس تعلیم کے فضائل کی گنتی میں سرِفہرست معیارِ زندگی کے بلند کرنے کا نام لیا جاتا ہے اور بڑے بڑے بے سروپا دلائل سے سمجھایا جاتا ہے کہ جب تک تعلیم عام نہ ہوگی زندگی کا معیار بلند نہیں ہوسکتا۔ اگر معیارِ زندگی سے چند بڑے لوگوں کا معیارِ زندگی مراد ہے تو اور بات ہے، ورنہ اگر مجموعی زندگی کا اوسط مراد ہے تو معاف کیجئے! یہ دلیل واقعات سے کوئی میل نہیں کھاتی۔ اس اُلٹ تعلیم سے معیارِ زندگی کے بلند کرنے کی اُمید باندھ لینا خواب خیالی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ آخر امریکا بہادر سے زیادہ تعلیم کہاں عام ہوگی؟ اور معیارِ زندگی کہاں بلند ہوگا...؟ لیکن امریکی صدر آنجہانی کینیڈی نے اعتراف کیا تھا کہ امریکا میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنھیں پیٹ بھر کر دو دفعہ کھانا میسر نہیں۔ یہی معیارِ زندگی کا ہوّا ہے جس کے لئے معصوم صنفِ نازک کو گوناگوں پیچیدگیوں میں جکڑ دیا گیا ہے حالانکہ خود ''معیارِ زندگی'' کے لئے کسی کے پاس کوئی ''معیار'' نہیں ہے کہ آخر یہ ہے کیا بلا؟ اس کے حدود کیا ہیں؟ یہ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں جاکر ختم ہونے کا نام لیتی ہے...؟ محترمہ نے کیا خوب لکھا ہے:

''سیما بے بسی سے ہنس دی اور بڑے سپاٹ لہجے میں بولی: لوگ پوچھتے ہیں تمہیں معیارِ زندگی بلند کرنا

ہے؟ انہیں کیا بتاؤں کہ یہاں تو زندگی کا سرے سے کوئی معیار ہی نہیں ہے، اسے اُونچا کیا کریں؟ ہم تو چاہتے ہیں زندگی اگر زندگی بن کر گزر جائے تو غنیمت ہے۔''

اور یہ اس ''تعلیمِ جدید'' کے ایک مرحلے کا ذکر ہے، یعنی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکری کی تلاش، اس مرحلے کا ایک پہلو اور بھی ہے کہ سب تو نہیں لیکن ''بڑے لوگ'' اپنی بیٹیوں کو یہاں سے مغرب کی یونیورسٹیوں میں بھیج دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، مشرقی عورت مغربی ماحول میں جاکر تعلیم کے ساتھ کیا کیا سیکھ آتی ہوگی؟ اس کے لئے وہیں کی معاشرت پر نظر کرلینا ہی کافی سبق آموز ہے، اور یہاں آکر یہ ''بڑے گھر کی خواتین'' مغربی طور طریقوں کی جو تبلیغ فرماتی ہیں، وہ کافی حد تک عبرت ناک ہے۔ اور ان تعلیمی مراحل کو طے کرنے کے بعد اگر کسی خوش بخت کو کوئی ملازمت میسر آہی گئی تو سمجھا جاتا ہے کہ مقصدِ زندگی حاصل ہوگیا ہے، بلاشبہ مزعومہ مقصد ضرور حاصل ہوگیا ہوگا، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ زندگی برباد ہوکر رہ گئی، اور صحیح لفظوں میں عورت کی زندگی مرد کی حرص و ہوا کا نشانہ بن گئی۔ ذرا زندگی کے ہر شعبے کی طرف نظر دوڑاؤ، جہاں جہاں عورت کو جکڑا گیا ہے، دُکانیں نہیں سجتیں، جب تک انہیں بیٹی اور دُلہن کی عریاں اور نیم عریاں تصاویر سے آراستہ نہ کیا جائے، کلب گھروں کی رونق عورتوں سے ہے، سینما ہال کی شان و شوکت عورتوں سے ہے، تفریحی پروگراموں میں عورت کا استعمال، غیرملکی مہمانوں کی آمد ہو تو بچیوں کا استقبال، ناچ اور ڈرامے کا طوفان ہو تو عورت حاضر، ریڈیو اسٹیشن پر اناؤنسری کی خدمت ہو تو عورت درکار، کتابوں اور رسالوں کی زینت عورت سے، اخبار اور مجلّات کا کاروبار عورت کے دم قدم سے۔

سیاسیات میں صدارت اور وزارت کے لئے عورت، غیرملکی وفود اور سفارت کے لئے عورت، ہوائی مہمانوں کی میزبان ملت کی بہن اور بیٹی، ہسپتالوں میں غیرمحرم مردوں کی عیادت اور مرہم پٹی کرنے والی قوم کی نونہال، دفتروں میں افسرانِ بالا کے ماتحت کام کرنے والی ملت کی خواتین، اور بعض نجی معاملات میں خدمت بجالانے والی قوم کی بہو بیٹیاں، ہائے! اکبر مرحوم اگر آج ہوتا تو کیا کچھ نہ کہتا:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ: عقل پہ مردوں کی پڑ گیا!

الف:... زمانے کا تغیر، کبھی مسلمان، غیرت مند مسلمان اس منحوس تعلیم کے ابتدائی اثرات کو دیکھ کر ''غیرتِ قومی'' سے گڑ جایا کرتے تھے، لیکن آج کا مسلمان کہلانے والا، جس کے لئے عورتوں کے منہ کا نقاب پردۂ عقل کی شکل اختیار کرگیا ہے، اس کے انتہائی ''آثارِ بد'' پر بھی ماتم نہیں کرتا، وہ اس تعلیمی فضا کی پیدا کردہ ذہنی اور اخلاقی انارکی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے، سسکتی ہوئی اور دَم توڑتی ہوئی انسانیت کی آہ و فریاد اور نالہ و گریہ اپنے کانوں سے سنتا ہے، لیکن بڑے فخریہ انداز میں کہتا ہے۔

سعودی عرب میں شاہ فیصل کے دور میں جس وسیع پیمانے پر اصلاحات ہو رہی ہیں، اس کی خبریں ہمارے ہاں برابر چھپتی رہتی

ہیں۔ ۲۷؍ مئی کے پاکستان ٹائمز میں ''سعودی عرب کا بدلتا ہوا معاشرہ'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، مضمون نگار ''لڑکیوں کی تعلیم'' کے ذکر میں لکھتے ہیں:

''۱۹۶۱ء میں درعیہ میں لڑکیوں کے مدرسے کی پہلی جماعت شروع کی گئی، اس میں صرف ۱۲ طالبات تھیں، اور لوگ اس بدعت سے کچھ متوحش سے تھے، اب اس قسم کے ۱۴ دیہی مراکز میں ۱۵۱۶ دن کی اور ۹۵۲ رات کی جماعتیں ہیں۔''

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ ان سالوں میں سعودی خواتین عزلت کی زندگی سے نکل کر عوامی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگی ہیں، وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد قومی تعمیر کے کاموں میں شریک ہو رہی ہیں، ان کے لئے مدارس میں بحیثیت اُستانیوں کے، سماجی بہبود کے اِداروں میں بطور سماجی کارکنوں کے اور ہسپتالوں میں بحیثیت نرسوں کے برابر مواقع نکل رہے ہیں، (فکر و نظر جلد:۳ شمارہ:۹-۱۰ ص:۶۳۰) اس بنائے افتخار پر اس کے سوا اور کیا عرض کر سکتے ہیں:

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

علم کے حصول کے لئے چین جانے کی روایت

سوال:... اکثر اخبارات، رسائل، کتب، تقاریر وغیرہ میں علم کے عنوان پر جب بھی بات چلتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہیں تحصیلِ علم کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ'' آپ ذرا بتائیے کہ آیا یہ حدیث کتبِ احادیث میں سے کسی میں موجود ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ حدیث علامہ سیوطیؒ نے جامع صغیر ج:۴ ص:۴۴ میں ابنِ عبدالبرؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ بعض حضرات نے اس کو من گھڑت (موضوع) کہا ہے۔[1] بہرحال یہ حدیث کسی درجے میں بھی لائقِ اعتبار ہو تو ''علم'' سے مراد دِینی علم ہے،[2] اور ''چین'' کا لفظ انتہائی سفر کے لئے ہے، کیونکہ چین اس وقت عربوں کے لئے بعید ترین ملک تھا۔

---

(۱) (ابن عدی) حدثنا محمد بن الحسن بن قتيبة حدثنا عباس بن إسماعيل حدثنا الحسن بن عطية الكوفي عن أبي عاتكة عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اطلبوا العلم ولو بالصين فإن طلب العلم فريضة على كل مسلم. (العقيلي) حدثنا جعفر بن محمد الزعفراني حدثنا أحمد بن أبي شريح الرازي حدثنا حماد بن خالد الخياط حدثنا طريف بن سلمان أبو عاتكة قال: سمعت أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم اطلبوا العلم ولو بالصين فإن طلب العلم فريضة على كل مسلم. قال ابن حيان: باطل لا أصل له، والحسن بن عطية ضعيف، وأبو عاتكة منكر الحديث. (قلت) الحسن روى عنه البخاري في التاريخ وأبو زرعة وروى له الترمذي وضعفه الأزدي والحديث أخرجه البيهقي في شعب الإيمان وابن عبدالبر في كتاب العلم. (اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة ج:۱ ص:۱۹۳، طبع دار المعرفة بيروت).

(۲) عن عبدالله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: العلم ثلاثة، وما سوى ذالك فهو فضل، آية محكمة، أو سُنّة قائمة، أو فريضة عادلة. (أبوداؤد ج:۲ ص:۴۳، كتاب الفرائض، باب ما جاء في تعلم الفرائض).

''علم حاصل کرو، چاہے اس کے لئے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے'' کی شرعی حیثیت

سوال:... ''علم حاصل کرو، چاہے اس کے لئے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے'' اور ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے'' میرے ماموں کہتے ہیں کہ اس علم سے مراد دُنیاوی اور دِینی دونوں علم ہیں، کیونکہ اس وقت چین میں اِسلامی تعلیم نہیں تھی، یا وہاں پر اسلام ہی نہیں تھا۔

جواب:... انبیائے کرام علیہم السلام دُنیا کمانے کی ترغیب دینے کے لئے نہیں آتے، بلکہ دُنیا میں گلے گلے تک پھنسے ہوئے لوگوں کو آخرت کی ترغیب دینے اور آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ چین والی حدیث ہی غلط ہے۔[1]

کونسا علم حاصل کرنا ضروری ہے؟ اور کتنا حاصل کرنا ضروری ہے؟

سوال:... علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ملے۔ ''علم حاصل کرو'' کا فقرہ، کیا علمِ دِین کے لئے کہا گیا ہے؟ کیا یہ دُنیا کے تمام علوم کے لئے کہا گیا ہے؟ کیا مرد اور عورتوں پر دُنیوی علوم حاصل کرنا فرض ہے؟

جواب:... اوّل تو یہ حدیث ہی موضوع اور باطل ہے۔[2] علاوہ ازیں انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا موضوع دُنیا کا علم ہے ہی نہیں، وہ تو آخرت کی دعوت دیتے ہیں، اور انسانیت کو ان عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات کی تعلیم دیتے ہیں جن سے ان کی آخرت بگڑے نہیں، بلکہ سنور جائے۔ اس لئے جو علوم آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے جاتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''علم حاصل کرو'' میں داخل نہیں، ان کا حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ضروری ہے یا غیرضروری؟ یہ ایک الگ بحث ہے۔

دِینی علم بقدرِ ضرورت حاصل کرنا تو سب پر فرض ہے،[3] اور دُنیاوی علوم کسبِ معاش کے لئے ہیں، اور کسبِ معاش عورتوں کے ذمہ نہیں، بلکہ مردوں کے ذمہ ہے۔[4] ان کی تعلیم اتنی کافی ہے کہ دِینی رسائل پڑھ سکیں اور لکھ پڑھ سکیں۔ باقی سب زائد ہے۔

---

(۱) حدثنا طریف بن سلمان أبو عاتکة قال: سمعت أنس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اطلبوا العلم ولو بالصین .... قال ابن حبان: باطل لَا أصل له، والحسن بن عطیة ضعیف، وأبو عاتکة منکر الحدیث۔ (اللآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة ج:۱ ص:۱۹۳)۔

(۲) أیضًا۔

(۳) عن أنس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: طلب العلم فریضة علٰی کل مسلم ...إلخ۔ (مشکٰوة ص:۳۴، کتاب العلم)۔ وفی المرقاة: طلب العلم أی الشرعی فریضة أی مفروض فرض عین علٰی کل مسلم .... ومسلمة کما فی روایة، قال الشراح المراد بالعلم ما لَا مندوحة للعبد من تعلمه کمعرفة الصانع والعلم بوحدانیته ونبوة رسوله وکیفیة الصلاة فإن تعلّمه فرض عین ...إلخ۔ (مرقاة ج:۱ ص:۲۳۳)۔ أیضًا: اعلم أن تعلم العلم یکون فرض عین وهو بقدر ما یحتاج لدینه۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۴۲، طبع سعید)۔

(۴) "وعلی المولود له رزقهن وکسوتهن بالمعروف" (البقرة:۲۳۳)۔ تجب علی الرجل نفقة إمرأته ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۴۴)۔ نفقة الأولَاد الصغار علی الأب لَا یشارکه فیها أحد کذا فی الجوهرة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۰)۔

دِینی تعلیم کے ساتھ دُنیاوی تعلیم حاصل کرنا

سوال:... اگر کوئی طالبِ علم دِینی تعلیم کے علاوہ دُنیاوی تعلیم مثلاً انجینئرنگ، میڈیکل اور دُوسری تعلیم حاصل کرے تو شرعی لحاظ سے یہ اس کے لئے جائز ہے یا ناجائز ہے؟ کیونکہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ دُنیاوی تعلیم حاصل کرنے سے مسلمان دِین سے دُور ہوجاتا ہے، حالانکہ اگر دِینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دُنیاوی علوم بھی حاصل کرے تو ظاہر ہے ملک وقوم کو ترقی حاصل ہوگی۔

جواب:... اگر دِین کا نقصان نہ ہو تو جائز، بلکہ ضروری ہے۔

کیا انگریزی اسکول کھولنا جائز ہے؟

سوال:... ایک انگریزی اسکول کھولنا چاہتی ہوں، کیا شرعی لحاظ سے یہ جائز ہے؟

جواب:... جائز ہے، بشرطیکہ بچوں کو ان کی سطح کے مطابق دِین بھی سکھایا جائے۔

کیا اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت اور شادی تک کی کفالت والد کی ذمہ داری ہے؟

سوال:... کیا باپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ لڑکوں کو اچھی تعلیم وتربیت دے کر ان کی شادیوں تک کفالت کرے؟

جواب:... اچھی تعلیم وتربیت سے مراد اگر دِینی تعلیم ہے، تو واقعی باپ کے ذمے ہے، اور دُنیوی تعلیم دِلانا باپ کے ذمے نہیں۔[1]

برطانیہ میں مسلم بچوں کی تعلیم وتربیت

سوال:... یورپی ممالک میں نئی نسل اسلام سے دُور ہوتی جارہی ہے، ان کی تعلیم وتربیت کے لئے کیا لائحہ عمل اِختیار کیا جائے؟

جواب:... یورپی ممالک میں تعلیم لازمی اور مفت ہونے کی وجہ سے بہت مسائل جنم لے رہے ہیں، مسلمان بچوں کو ان اسکولوں میں لازمی تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے، اسی وجہ سے نئی نسل ایک طرف اسلام سے دُور ہورہی ہے، دُوسری طرف ان میں ایسی اخلاقی بُرائیاں پیدا ہورہی ہیں جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے معاشرے میں رہنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، سب سے بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان ان ممالک میں اپنے اسکول قائم کریں، اور ان اسکولوں میں بہترین عصری علوم کا اِنتظام کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ ان اسکولوں میں دِینی تعلیم بھی ضرورت کے مطابق دی جائے۔ امریکا اور ساؤتھ افریقہ میں اس قسم کے بہترین اسکول قائم کئے گئے ہیں، لیکن انگلینڈ میں اس کی کمی شدّت سے محسوس کی جارہی ہے، دراصل انگلینڈ میں تعلیم فری ہے، اور لوگ اس فری تعلیم سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں، مسلمانوں کے اپنے اسکولوں میں لازمی طور پر فیس ادا کرنی ہوگی۔

---

(۱) وفی القنیة: له إکراہ طفله علٰی تعلیم القرآن وادب وعلم لفریضته علی الوالدین۔ (الدر المختار ج:۴ ص:۷۸، کتاب الحدود، باب التعزیر، طبع ایچ ایم سعید)۔

بہرحال اگر اپنے اسکول قائم نہ کئے جاسکیں تو دُوسری صورت یہ ہے کہ مسلمان لازمی طور پر اپنے بچوں کو اسکول کے بعد مساجد میں بھیجیں اور ان مساجد میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ضروریاتِ دِین کی تعلیم دی جائے، اس طرح مسلمان بچے اسکول کی تعلیم سے لادِینی اثرات قبول نہیں کریں گے۔ اسی طرح والدین کو چاہئے کہ وہ خود جب نماز کے لئے آئیں تو بچوں کو بھی ساتھ لے کر آئیں، اسی طرح گھر میں اسلامی تعلیمات کے بارے میں وقتاً فوقتاً بچوں کو آگاہ کیا جائے۔ انگریزی میں اسلام سے متعلق کافی لٹریچر شائع ہوگیا ہے، وہ ان کو مطالعے کے لئے دیں، بچوں کے ذہنوں میں اسلام سے محبت اور وابستگی پیدا کریں، اس طرح نئی نسل میں اسلامی شعور بیدار ہوگا اور قوم اور نئی نسل گمراہ نہیں ہوگی۔

بیوی کی تعلیم و تادیب میں کوتاہی کرنا

سوال:... میں نے ''معارف القرآن'' میں ایک جگہ پڑھا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو کیا جائے گا جس کے بال بچے، بیوی وغیرہ دِینی تعلیم سے بے خبر ہوں۔ میں ایک غریب آدمی ہوں، قرآن شریف کی تعلیم ایک دُوسرے گاؤں میں دیتا ہوں، اور وہ گاؤں میرے گاؤں سے بہت دُور ہے، دس دنوں کے بعد اپنے گھر آتا ہوں، دو دِنوں کے بعد پھر چلا جاتا ہوں۔ میری بیوی نماز بھی نہیں پڑھتی ہے، اور قرآن شریف کی تعلیم سے بھی محروم ہے۔ میں نماز پڑھنے کو کہتا ہوں تو پتا نہیں کیا کیا عذر بیان کرتی ہے۔ باقی قرآن شریف میں نے اس کو نہیں پڑھایا ہے، کیونکہ اگر گھر میں بیٹھ کر تعلیم دیتا ہوں تو گزارہ کہاں سے کریں؟ آج کل گھر کے خرچ بہت بڑھ گئے ہیں، آدمی تنخواہ کے سوا گھر کا خرچ کہاں سے لائے؟ اور اپنے گاؤں میں سب غریب لوگ ہیں، وہ تنخواہ نہیں دے سکتے ہیں، کیا میری بیوی کی بے دِینی کا یا نماز نہ پڑھنے کا مجھ پر عذاب ہوگا؟

جواب:... اگر ان کی تعلیم و تادیب میں کوتاہی کرتے ہیں تو آپ پر بھی ذمہ داری آئے گی۔[1]

دِینی تعلیم کی راہ میں مشکلات نیز دِینی اور دُنیاوی تعلیم

سوال ۱:... میں نے بچپن سے آج تک دُنیاوی حاصل کی ہے، اب میں دِین کی تعلیم کی طرف آنا چاہتا ہوں، کیا مجھے کسی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی؟

سوال ۲:... میرے والدین کی خواہش ہے کہ میں ڈاکٹر بنوں، انہوں نے میری تعلیم پر بڑا خرچہ کیا ہے، اگر میں ڈاکٹر نہیں بنتا ہوں تو انہیں بہت افسوس اور دُکھ ہوگا، کیا انہیں دُکھ میں مبتلا کرکے عالمِ دِین بننا جائز ہے؟

سوال ۳:... اگر میں ان کی خواہش کے مطابق ڈاکٹر بنوں اور اپنی جوانی کو ڈاکٹری کی تعلیم میں صَرف کروں تو اپنے دِین کو قائم رکھ سکوں گا؟ میڈیکل کالجوں اور اسپتالوں میں مخلوط تعلیم اور دُوسری بُرائیاں ہیں، کیا ان کا گناہ اور وبال بھی میرے سر ہوگا؟

---

(۱) ''یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا'' (التحریم:۶). وفی التفسیر: یٰۤاَیُّھَا الذین اٰمنوا قوۤا أنفسکم بترک المعاصی وفعل الطاعات وأھلیکم بأن تأخذوھم بما تأخذون به أنفسکم. (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۵۰۶، طبع دار ابن کثیر، بیروت).

سوال ۴:... روزِ قیامت ایک عالمِ دِین زیادہ مستحقِ اجر وثواب ہوگا یا وہ شخص جس نے ہر قسم کی مشکلات اور نامساعد حالات میں اپنے دِین کو باقی رکھا؟

سوال ۵:... کیا اس نیت سے یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات میں پڑھنا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری لینا کہ بعد میں پروفیسر بنوں گا، اچھی تنخواہ اور مراعات حاصل کروں گا..... دِین بھی ہوگا اور دُنیا بھی، جائز ہے؟ کیا مدرسے کی تعلیم اور یونیورسٹی کی تعلیم میں کوئی فرق ہے؟

جواب ۱:... آپ کو مشکلات کا پیش آنا تو لازم ہے۔

جواب ۲:... اگر آپ ڈاکٹر بن کر دِین پر قائم رہ سکیں تو والدین کی خوشنودی کے لئے ڈاکٹر بن جائیں۔

جواب ۳:... بُرائیوں کا گناہ تو یقیناً ہوگا، اور یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ دِین کو قائم رکھ سکیں گے یا نہیں؟ اگر اہلِ دِین کے ساتھ تعلق جڑا رہا تو توقع ہے کہ دِین قائم رہ سکے گا۔

جواب ۴:... ظاہر ہے کہ عالمِ حقانی کا اجر بڑھا ہوا ہوگا۔ [1]

جواب ۵:... یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرلینا تو دُنیا ہی کے لئے ہوگا، آپ اسی دُنیا کو دِین بناسکتے ہیں تو آپ کی ہمت ہے، اور مدرسہ کی تعلیم دِین کے لئے ہے، اگر کوئی اس کو دُنیا بنالے تو یہ اس کی بے سمجھی ہے۔ [2]

خواتین کے لئے دُنیاوی تعلیم حاصل کرنے کی شرعی حیثیت

سوال:... ہمیں ایک مسئلہ خواتین کی تعلیم کے بارے میں درپیش ہے، اس کا جواب تفصیل کے ساتھ شرعی نقطۂ نظر سے چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں علماء کی اس بارے میں متضاد رائے ہیں، بعض علمائے کرام کی رائے ہے کہ خواتین دُنیاوی تعلیم حاصل نہیں کرسکتیں، اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ خواتین لکھ نہیں سکتیں (''لکھ'' توجہ طلب ہے) جبکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ میں قرآن اور حدیثِ نبوی کی روشنی میں ثابت کرسکتا ہوں۔ لیکن اس کے برعکس دُوسرے علمائے کرام کا یہ دعویٰ ہے کہ خواتین بوقتِ ضرورت ڈاکٹر بھی بن سکتی ہیں، یعنی تعلیم حاصل کرسکتی ہیں۔ ان دونوں بیانات کو مدِنظر رکھ کر ہمیں تفصیل سے مطلع کریں، کیونکہ خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا آج کل ہمارے معاشرے کی اہم ضرورت ہے، اگر ہمارے موجودہ معاشرے کا مشاہدہ کیا جائے تو ایک مرد ڈاکٹر، عورت ڈاکٹر کے مقابلے میں خواتین کا صحیح علاج نہیں کرسکتا، اس کے علاوہ بعض ایسے شعبے بھی ہیں جو خواتین کے بغیر چل نہیں سکتے۔

جنابِ محترم! ان تمام باتوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں آگاہ کریں کہ خواتین تعلیم، نوکری کرسکتی ہیں کہ نہیں؟ ہمیں

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يشفع يوم القيامة ثلاثة: الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء. (ابن ماجة، باب ذكر الشفاعة ص:۳۲۰). أيضًا: وعن أبي أمامة الباهلي قال: ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان أحدهما عابد والآخر عالم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم ...إلخ. (مشكوة ص:۳۴).

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تعلّم علمًا ممّا ينبغي به وجه الله لا يتعلّمه إلّا ليصيب به عرضًا من الدنيا لم يجد عرف الجنّة يوم القيامة أي ريحها. (ابن ماجة ص:۲۲، باب إنتفاع بالعلم والعمل به).

شرعی لحاظ سے مطمئن کریں۔

جواب:... جدید تعلیم تو بلاشبہ ضروری ہے، لیکن دِین کی حفاظت و بقا اس سے اہم تر ہے۔ آج کل یونیورسٹیوں میں لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ہوتی ہے، اور اس تعلیم نے مرد و زَن کے اِمتیاز اور ان کی منفی خصوصیات و لوازم کو کالعدم کردیا ہے، ان تمام چیزوں کی قربانی دے کر تعلیم حاصل کرنا ایک مسلمان کی عقل میں مشکل ہی سے آسکتا ہے۔

ہاں! اگر جدید تعلیم ان قباحتوں سے معریٰ ہوتی اور اس سے دِین کا کوئی نقصان نہ ہوتا، تو غور کیا جاسکتا تھا کہ تعلیم بہتر ہے یا نہیں...؟ واللہ اعلم!

کیا لڑکی کا ڈاکٹر بننا ضروری ہے؟

سوال:... آپ نے اپنی کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں ایک خاتون کے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ عورتوں کا ڈاکٹر بننا ضروری نہیں۔ میں اس مسئلے پر اِختلاف بالکل نہیں کر رہی، آپ علم والے بندے ہیں، یقیناً بہتر جانتے ہیں، مگر میں اس کی ذرا تفصیل جاننا چاہوں گی، اس لئے نہیں کہ میں خود ڈاکٹر ہوں، بلکہ اس لئے کہ میری بچیاں ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کے نقطۂ نگاہ سے یہ سوال کر رہی ہوں۔

جواب:... آج کل لڑکیوں کو ڈاکٹر بننے کے لئے بے پردہ ہونا پڑتا ہے، مردوں کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے، اور بہت سی قباحتیں ایسی ہیں جو شرعاً ناجائز ہیں، اس لئے میں نے لکھا تھا کہ ان کا ڈاکٹر بننا صحیح نہیں۔ اگر مخلوط تعلیم کے بغیر ڈاکٹری تعلیم ممکن ہو تو اس صورت میں شرعاً اِجازت ہے۔

میڈیکل، انجینئرنگ کالج میں تعلیم حاصل کرنا جبکہ ان میں مخلوط تعلیم ہو

سوال:... میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز میں مخلوط تعلیم کا رِواج ہے، کیا شرعاً ان اِداروں میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے؟ جبکہ جتنے بھی میڈیکل، انجینئرنگ کالج اور یونیورسٹیاں ہیں وہاں مخلوط تعلیم ہی دی جاتی ہے، اگر جائز نہیں تو ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ کیسے بنیں گے؟ واضح رہے کہ علماء و مشائخ بھی ڈاکٹروں اور انجینئروں وغیرہ سے بوقتِ ضرورت فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک صاحب اس تعلیم کے خلاف بہت واویلا کرتے ہیں، لہٰذا تفصیل سے جواب لکھئے۔

جواب:... میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز وغیرہ میں مخلوط تعلیم کا رِواج شرعاً جائز نہیں، سخت گناہ و معصیت ہے۔ ذمہ دار اَفراد پر اس رِواج کو ختم کرنا ضروری ہے۔ تاہم لڑکوں اور مردوں کے لئے ان اِداروں میں مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ تعلیم حاصل کرنا دُرست ہے، یعنی شرعاً گنجائش ہے:

۱:... اس نظام کو بدلنے کی جتنی کوشش کرسکتے ہیں، ضرور بالضرور کریں، خصوصاً دُعا تو ہر ایک کرسکتا ہے۔

۲:... نامحرم لڑکیوں سے بالکل الگ تھلگ رہیں، اگر کوئی اَزخود رابطہ پیدا کرنا چاہے تو اسے سختی سے منع کردیں۔

۳:... حفاظتِ قلب و نظر کا اِہتمام کریں، بدنظری سے بچیں۔

۴:... خصوصی اِستغفار اور دُعائے حفاظت کا اِہتمام کریں۔

۵:... کسی صاحبِ دِل بزرگ کی مجلس میں جانے کا معمول بنائیں تاکہ صحبتِ نیکاں کے فوائد حاصل ہوں۔

۶:... کثرتِ اِستغفار سے کام لیں۔

اگر ان شرائط پر عمل کیا جائے تو اِن شاء اللہ کافی فوائد حاصل ہوں گے۔ جو صاحب موجودہ اِداروں میں مخلوط تعلیم کو لڑکوں کے لئے بھی مطلقاً ناجائز کہہ رہے ہیں، ان کا عمل دُرست نہیں ہے، اس طرح لوگوں میں یہ تأثر پیدا ہوگا کہ دِین دار بننے کے بعد ڈاکٹر وانجینئر وغیرہ بننا جائز نہیں رہے گا، لہٰذا لوگ دِین ہی سے بیزار ہیں... نعوذ باللہ!... الغرض بے پردہ ومغرب زدہ لڑکیوں اور بے حس افسروں کی غلطی کی سزا دِین دار طلبہ کو دینا کسی طرح بھی دُرست نہیں۔ راقم الحروف ایسے دِین دار طلبہ کو جانتا ہے جو اِن اِداروں میں بھی مذکورہ شرائط کے ساتھ تعلیم حاصل کرکے ہر طرح کے گناہ وابتلا سے محفوظ رہے ہیں۔

آخر میں، میں ذمہ دار اَفراد سے اپیل کروں گا کہ وہ اس مخلوط تعلیمی نظام کو ختم کرنے کی کوشش کریں، ورنہ دُنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب وعذاب سے بچ نہیں سکتے...!

عورتوں کو مردوں سے ناظرہ قرآن پڑھانے کی تربیت دِلوانا

سوال:... خواتین اساتذہ کو ناظرہ قرآن مجید کے پڑھانے کی عملی تربیت مرد اساتذہ سے دِلوائی جاسکتی ہے یا نہیں جبکہ اُستاذ اور شاگرد کے درمیان کسی قسم کا پردہ بھی حائل نہ ہو؟ نیز یہ کہ کیا اس سلسلے میں یہ عذر معقول ہے کہ خواتین کی تربیت کے لئے خواتین اساتذہ موجود نہیں ہیں، لہٰذا مرد اساتذہ سے تعلیم دِلوائی جارہی ہے۔

جواب:... اگر ناظرہ تعلیم دینا اس قدر ضروری ہے تو کیا پردہ کا خیال رکھنا اس سے زیادہ ضروری نہیں؟ ایک ضروری کام کو اَنجام دینے کے لئے شریعت کے اتنے اہم اُصول کی خلاف ورزی سمجھ میں نہیں آتی...!

اگر ناظرہ تعلیم اس قدر اہم ہے، اور یقیناً ہے، تو پردہ اور دیگر اِسلامی اور اَخلاقی اُمور کا خیال رکھتے ہوئے کسی دِین دار، متقی اور بڑی عمر کے بزرگ سے چند عورتوں کو ناظرہ تعلیم کی تربیت اس طرح دے دی جائے کہ آگے چل کر وہ خواتین دُوسری عورتوں کو اس تعلیم کی تربیت دے سکیں۔

جوان عورت کو مرد سے قرآن مجید کی تعلیم دِلوانا

سوال:... زید کی بیوی اَن پڑھ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اسے کچھ قرآن مجید کی تعلیم دِلائی جائے، مگر ماحول اس قسم کا ہے کہ تعلیم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اُستانی کا ملنا مشکل ہے، تو کیا اس صورت میں شرعی لحاظ سے نامحرَم مرد اس ضرورت کو پورا کرنے کا اہل ہے؟

جواب:... جوان عورت کو نامحرَم سے تعلیم دِلانا فتنہ کا باعث ہوگا، اس لئے جائز نہیں۔

جو علم اللہ کا راستہ نہ دِکھائے وہ جہالت ہے!

سوال:... اسلام میں ہر مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا لازم فرمایا ہے، جبکہ آج کے دور میں عورت اور مرد علم حاصل کرنے کے بعد ایک نئی تہذیب اپنا لیتے ہیں، اور اپنے آپ کو مہذّب کہلاتے ہیں۔ عورتیں بال کٹوا کر اُونچی سوسائٹی میں غیر مردوں کے ساتھ گھل مل جاتی ہیں، بے پردہ باہر گھومنے میں فخر محسوس کرتی ہیں، پکچر اور کلبوں میں جانا ایک اچھا فعل سمجھا جاتا ہے، اور نہ جانے کیا کیا...! اور یہی حال مرد حضرات کا بھی ہے، تو کیا حافظ صاحب! اس قسم کی ماڈرن تعلیم حاصل کرنا لازم ہے جو دورِ جہالت سے نکالنے کے بجائے اُلٹا اس میں دھکیل دے؟ حافظ صاحب! اس قسم کی ماڈرن اور جدید تعلیم کے متعلق قرآن اور حدیث کی روشنی میں تفصیل سے بتائیں کہ آیا ہم اس قسم کی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر وہ کون سی تعلیم ہے جو ہمیں دورِ جہالت سے نکالے؟

جواب:... آپ کے سوال کا جواب شیخ سعدیؒ ایک مصرعے میں دے چکے ہیں:

علمیکہ راہ بحق نماید جہالت است

یعنی جو علم کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ دِکھائے، وہ علم نہیں جہالت ہے...!

اسلام نے انسانوں پر کون سا علم فرض کیا ہے؟

سوال:... سوال یہ ہے کہ اسلام نے ہم پر کون سا علم فرض کیا ہے؟ کیا وہ علم جو آج کل تعلیمی اداروں میں حاصل کر رہے ہیں یا کوئی اور؟

جواب:... آج کل تعلیم گاہوں میں جو علم پڑھایا جاتا ہے وہ علم نہیں، بلکہ ہنر، پیشہ اور فن ہے۔ وہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ بُرا۔ اس کا انحصار اس کے صحیح یا غلط مقصد اور استعمال پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علم کو فرض قرار دیا ہے، جس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور جس کے حصول کی ترغیب دی ہے اس سے دِین کا علم مراد ہے اور اسی کے حکم میں ہوگا وہ علم بھی جو دِین کے لئے وسیلے و ذریعے کی حیثیت رکھتا ہو۔[1]

کیا مسلمان عوت جدید علوم حاصل کرسکتی ہے؟

سوال:... میں الحمدللہ پردہ کرتی ہوں، لیکن میں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں، آپ مجھے یہ بتائیے کہ اسلام میں جدید تعلیم حاصل کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں، جبکہ یہ تعلیم ایسی ہے کہ آدمی گھر بیٹھے کما سکتا ہے اس کو مرد کے ماحول میں ملازمت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، جبکہ کمپیوٹر کے سامنے وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ ہم جو فالتو وقت ٹی وی وغیرہ کے آگے گزار کر گناہ حاصل کرتے ہیں اس کے یعنی (کمپیوٹر) کے سامنے بیٹھ کر ان لغویات سے بچ سکتے ہیں۔ میں نے ایک جگہ پڑھا تھا

---

(۱) قوله عليه السلام: طلب العلم فريضة على كل مسلم أى ومسلمة كما فى الرواية، والمراد بالعلم ما لا مندوحة للعبد من تعلّمه كمعرفة الصانع والعلم بوحدانيته ونبوة رسوله وكيفية الصلاة فإنّ تعلّمه فرض عين۔ (على هامش مشكوٰة ص:۳۴ كتاب العلم)۔

کہ وہ علم جو دُنیاوی عزّت حاصل کرنے کے لئے لیا جائے اس کے لئے عذاب ہے، لیکن میرے دِل میں یہ خیال ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کو پردے میں رہتے ہوئے ایسے علوم ضرور سیکھنے چاہئیں کہ ہم کسی بھی طرح ترقی یافتہ قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔ نیز اپنے پیروں پر ہم خود کھڑے ہو جائیں۔ نیز وہ لوگ جو پردہ دار عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ دقیانوسی عورتیں ہیں ان کو کیا پتا کہ کمپیوٹر وغیرہ کیا ہوتا ہے؟ یا یہ کہ ان کو ایسی تعلیم سے کیا واسطہ؟ اُمید ہے کہ آپ میرا نظریہ سمجھ گئے ہوں گے، میرا نظریہ یہ ہے کہ ایسی تعلیم کہ عورت، مرد کے ماحول میں نکل کر کام کرنے کے بجائے گھر میں بیٹھ کر کمالے، یہ زیادہ بہتر ہے کہ نہیں؟ جو وقت اور حالات آپ دیکھ رہے ہیں، آپ کی نظر میں کیا عورت کو ایسی تعلیم حاصل کرنی چاہئے کہ وہ آپ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو جائے؟ یہ بتائیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو ہمارے نبی کا فیصلہ ہوگا وہی ہمارا اِن شاء اللہ فیصلہ ہوگا۔ اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں تو میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔

جواب:... آپ کے خیالات ماشاء اللہ بہت صحیح ہیں، کمپیوٹر کی تعلیم ہو یا کوئی دُوسری تعلیم، اگر خواتین ان علوم کو باپردہ حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں۔ تعلیم کے دوران یا ملازمت کے دوران نامحرَموں سے اِختلاط نہ ہو۔

کالجوں میں محبت کا کھیل اور اِسلامی تعلیمات

سوال ۱:... کیا محبت کوئی حقیقت ہے؟ (میری مراد صرف وہ محبت ہے جس کا ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز میں بڑا چرچا ہے، اور بڑے بڑے عقل مند اسے سچ سمجھتے ہیں)۔

سوال ۲:... کیا اسلام بھی اسے حقیقت سمجھتا ہے؟ جبکہ ہمارے معاشرے میں ان لڑکیوں کو اچھا سمجھا جاتا ہے جو شادی سے پہلے کسی مرد کا خیال تک اپنے دِل میں نہیں لاتیں۔ میں بھی اس پر یقین رکھتی ہوں اور اس کے مطابق عمل کرتی ہوں لیکن جب سے میں نے کالج میں داخلہ لیا، وہ بھی بحالتِ مجبوری تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس سلسلے میں پچھلے سات آٹھ مہینوں سے میں بہت پریشان ہوں اور ہر دُوسرے روز روتی ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟ اس سلسلے میں اسلام کیا سیدھا راستہ بتاتا ہے؟ برائے مہربانی تسلی بخش جواب دیجئے گا، میں آپ کی بہت احسان مند ہوں گی۔

جواب:... اسلام میں مرد و عورت کے رشتۂ محبت کی شکل نکاح تجویز کی گئی ہے[1]، اس کے علاوہ اسلام "دوستی" کی اجازت نہیں دیتا۔ ہماری تعلیم گاہوں میں لڑکے لڑکیاں جس محبت کی نمائش کرتی ہیں، یہ اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ مغرب کی نقالی ہے، اور یہ "منقش سانپ"، جس کو ڈَس لیتا ہے وہ اس کے زہر کی تلخی تا دمِ آخر محسوس کرتا ہے۔ مغرب کو اسی محبت کے کھیل نے جنسی انارکی کے جہنم میں دھکیلا ہے، ہمارے نوجوانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے۔

---

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم تر للمتحابين مثل النكاح. (مشكوٰة ج:۲ ص:۲۶۸، كتاب النكاح، طبع قديمي).

انگریزی سیکھنا جائز ہے اور انگریزی تہذیب سے بچنا ضروری ہے

سوال:... انگریزی زبان کو مذہب اسلام میں کیا حیثیت حاصل ہے؟ کیونکہ ہمارے والدین اس زبان سے سخت نالاں ہیں اور اس کے سیکھنے کے حق میں نہیں ہیں، لیکن آج کل کے دور میں انگریزی سیکھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، اس کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے، لہٰذا آپ براہِ مہربانی ہمیں بتائیں کہ مسلمانوں کے لئے انگریزی تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟ کیونکہ یہ غیرمسلموں کی زبان ہے، کیا مذہب اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم غیرمسلموں کی زبان سیکھیں؟

جواب:... انگریزی تعلیم سے اگر دِین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے،[۱] اگر دِین کی حفاظت کے ساتھ دُنیوی اور معاشی مقاصد کے لئے حاصل کی جائے تو مباح (جائز) ہے،[۲] اور اگر دِینی مقاصد کے لئے ہو تو کارِ ثواب ہے۔[۳] انگریزی زبان سیکھنے پر اِعتراض نہیں، لیکن کیا موجودہ نظامِ تعلیم میں دِین محفوظ رہ سکتا ہے؟ انگریزی سیکھے، انگریزی تہذیب نہ سیکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مسلمان کا انگریزی زبان بولنا

سوال:... انگریزی چونکہ غیرمسلموں کی زبان ہے، اور وہ اسے بولتے ہیں، کیا مسلمان کے انگریزی بولنے سے گناہ تو نہیں ہوگا؟

جواب:... اگر کسی کو انگریزی زبان ہی آتی ہے تو اس کو بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر دُوسری زبان آتی ہے اور یہ محض رُعب جمانے کے لئے انگریزی بولتا ہے تو اس کا گناہ ہوگا۔[۴]

دِینی تعلیم کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں

سوال:... آج کل گھروں میں صرف دُنیاوی تعلیم ہی کی باتیں ہوتی ہیں، دِین کی باتیں تو والدین بتاتے ہی نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص ایسے ماحول میں جانا چاہتا ہو جہاں اس کے علم میں اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہو اور گھر والے اس کو نہ جانے دیتے ہوں تو کیا ان کی اطاعت جائز ہے؟

---

(۱) فتاویٰ عزیزی ص:۵۹۹ طبع ایچ ایم سعید۔ أیضًا: إمداد الفتاویٰ ج:۶ ص:۱۶۲، ۱۶۳، ۱۹۳۔

(۲) قال فی تبیین المحارم: وأما فرض الکفایة من العلم فهو کل علم لَا یستغنی عنه فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب والنحو واللغة والکلام .... واصول الصناعات والفلاحة کالحیاکة والسیاسة والحجامة ...إلخ۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۴۲، مقدمة، مطلب فی فرض الکفایة وفرض العین)۔

(۳) عن عمر بن الخطاب یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: إنما الأعمال بالنیات وإنما لِامریء ما نویٰ ...إلخ۔ (بخاری ج:۱ ص:۲ باب کیف کان بدء الوحی)۔

(۴) إمداد الفتاویٰ ج:۶ ص:۱۶۳۔

جواب:... دِین کا ضروری علم ہر مسلمان پر فرض ہے،[1] اور اگر گھر والے کسی شرعی فرض کے ادا کرنے سے مانع ہوں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔[2]

دِینی تعلیم کا تقاضا

سوال:... میں بارہویں جماعت پاس کرکے اب دِینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سے یہ دریافت کرنا تھا کہ میں نیت کیا رکھوں؟ اور دِین کی تعلیم حاصل کرنے کا اصل مقصود کیا ہے؟ اور طالب علم اور اُستاذ کا تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ طالب علم ہونے کے ناتے اُستاذ کے احترام اور ادب کے بارے میں کچھ ضروری باتیں جو دِین کا علم حاصل کرنے میں ضروری ہوتی ہیں، اگر حضرت سمجھا دیں تو میرے لئے بڑی کرم نوازی ہوگی۔

جواب:... دِینی تعلیم سے مقصود صرف ایک ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے اَحکام معلوم کرکے ان پر عمل کرنا اور رضائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنا، بس رضائے الٰہی کی نیت کی جائے۔[3] علم کے آداب کے لئے ایک رسالہ ''تعلیم المتعلّم'' اور دُوسرا رسالہ ''آداب المتعلّمین'' چھپا ہوا موجود ہے، اس کو خرید کر پڑھو اور اس کے مطابق عمل کرو۔

مخلوط تعلیم کتنی عمر تک جائز ہے؟

سوال:... دِینی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جہاں تک پتا چلتا ہے اور آج کل کے نظامِ تعلیم سے موازنہ کرتا ہوں تو ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ الف:... کیا مخلوط تعلیم کا جواز شریعت میں ہے؟ اگر ہے تو کتنی عمر تک کے بچے بچیاں اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ اگر جواز شریعت میں نہیں تو پھر ذمہ دار افراد علیحدہ انتظام کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ علمائے حق اس پر زور دیتے ہیں۔

جواب:... دس سال کی عمر ہونے پر بچوں کے بستر الگ کردینے کا حکم فرمایا گیا ہے۔[4] اس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ بچے بچیاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ سال کی عمر تک ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد مخلوط تعلیم نہیں ہونی چاہئے۔ دورِ جدید میں مخلوط

---

(۱) واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه ... إلخ. وفي تبيين المحارم: لَا شك في فريضه علم الفرائض الخمس وعلم الإخلاص لأن صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الرياء ... إلخ. (ردالمحتار مع الدر المختار، مقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين، ج:۱ ص:۴۲، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكوٰة ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، طبع سعيد).

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تعلم علما ممّا ينبغي به وجه الله لَا يتعلّمه إلّا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يعني ريحا. (ابن ماجة ص:۲۲، باب إنتفاع بالعلم والعمل به).

(۴) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مُرُوا أولَادكم بالصلوٰة وهم أبناءُ سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناءُ عشر، وفرّقوا بينهم في المضاجع. (أبوداوٗد ج:۱ ص:۷۸، ۷۹، مشكوٰة ص:۵۸، كتاب الصلاة، الفصل الثاني).

تعلیم بے خدا تہذیب کی ایجاد کردہ بدعت ہے، جو ناگفتنی قباحتوں پر مشتمل ہے۔ معلوم نہیں ہمارے مقتدر حضرات اس نظامِ تعلیم میں کیوں تبدیلی نہیں فرماتے؟ جبکہ جداگانہ تعلیم کا مطالبہ صرف علمائے کرام ہی کا نہیں طلبہ اور طالبات کا بھی ہے۔

مخلوط نظامِ تعلیم کا گناہ کس پر ہوگا؟

سوال:... میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں، دُوسرے اسکولوں کی طرح ہمارے اسکول میں بھی (کو-ایجوکیشن) مخلوط نظامِ تعلیم ہے، یہ وبا کراچی میں تو بہت زیادہ ہے۔ جناب! میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ دِین کے مسائل پوچھنے میں ہم مسلمانوں کو شرم نہیں کرنی چاہئے۔ غرض یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں لڑکے اور لڑکیاں بہت جلد بالغ ہوجاتے ہیں، باقی رہی سہی کسر وی سی آر اور ٹیلی ویژن نے پوری کردی ہے۔

جنابِ والا! ہماری کلاس میں بالغ لڑکے اور لڑکیاں جب مل کر بیٹھتے ہیں تو دونوں کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ لڑکیاں اپنے دوست لڑکوں کو اس وقت اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی ہیں جبکہ ان کے گھر والے گھر میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح ہمارے اسکول میں مرد اور عورت اکٹھے تعلیم دیتے ہیں، جب خوبصورت عورت اُستانی پڑھانے کے لئے خوب ''میک اَپ'' کے ساتھ سامنے آتی ہے تو اس وقت بھی لڑکوں کو بہت بُرے بُرے خیالات آتے ہیں۔ اسی طرح جب مرد اُستاد لڑکیوں کے سامنے آتے ہوں گے تو ان کے دِلوں کا کیا حال ہوگا؟ جناب! چند سالوں میں بہت عجیب وغریب واقعات پیش آئے جن کو زبان پر اور قلم کی زد میں لاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مثلاً: ہمارے اسکول میں لڑکے لڑکیوں کے درمیان بداخلاقی کے کچھ ایسے سنگین واقعات پیش آئے کہ ان کو اسکول سے خارج کرنا پڑا، اور کتنے واقعات ایسے ہیں جو ہوتے ہیں لیکن ہر ایک دُوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالتے ہوئے اسے منظرِ عام پر نہیں لاتا۔

۱:... کیا پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں مخلوط نظامِ تعلیم شرعاً جائز ہے؟

۲:... کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرمحرَم مردوں اور عورتوں کو آپس میں مل جل کر تعلیم دینے، تعلیم حاصل کرنے یا بینکوں میں ملازم یا کسی اور ادارے میں کام کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ ایسے میں تمام عورتیں بے پردہ ہوں؟

۳:... کیا پاکستان میں پردے کا کوئی قانون نافذ نہیں؟

۴:... کیا مخلوط نظامِ تعلیم سے اسلام کا مذاق نہیں اُڑایا جارہا ہے؟

۵:... کیا مخلوط نظامِ تعلیم اور مخلوط ملازمتوں کا گناہ اربابِ حکومت پر ہے؟ لڑکوں پر ہے یا لڑکیوں پر ہے؟ مردوں پر ہے یا عورتوں پر ہے؟ ان میں سے کون سب سے زیادہ عذابِ الٰہی کا مستحق ہے؟

جواب:... آپ کا خط کسی تبصرے کا محتاج نہیں، یہ حکومت کی، والدین کی اور معاشرے کے حساس افراد کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے! اور ان لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے جو کہ مخلوط (کو-ایجوکیشن) اسکولوں اور اِداروں میں اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دِلوانا فخر سمجھتے ہیں اور ان کے بہترین مستقبل کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ ان والدین کو سوچنا چاہئے کہ کہیں یہ مخلوط نظامِ تعلیم ان کے

بچوں کی عزّتوں کا جنازہ نہ نکال دے اور کہیں ان کے بہترین مستقبل کے سہانے خواب ڈھیر نہ ہوجائیں۔

مرد، عورت کے اکٹھا حج کرنے سے مخلوط تعلیم کا جواز نہیں ملتا

سوال:... گزارش یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" کراچی میں ایک خاتون کا انٹرویو شائع ہوا ہے، اس کے انٹرویو میں ایک سوال وجواب یہ ہے:

"سوال:... پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے، مگر یہاں پر اسلامی نقطۂ نظر سے خواتین کے لئے تعلیمی ماحول کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ہے، جیسے خواتین یونیورسٹی کا قیامِ عمل میں نہ لانا وغیرہ، اس سلسلے میں آپ کچھ اظہارِ خیال فرمائیے۔

جواب:... پاکستان میں ہر لحاظ سے تعلیمی ماحول خوشگوار ہے، میں دراصل اس کی حمایت میں نہیں ہوں، کیونکہ جب ہم نے خود مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو پھر یہ علیحدگی کیوں؟ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے "حج" جب اس میں خواتین علیحدہ نہیں ہوتیں تو تعلیم حاصل کرنے میں کیوں علیحدہ ہوں؟ اور ہماری قوم بڑی مہذب وشائستہ ہے، میں نہیں سمجھتی کہ خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دُشواری پیش آتی ہے، جب میں نے انجینئرنگ کی تو میں واحد لڑکی تھی اور ایک ہزار لڑکے تھے، مگر مجھے کوئی دُشواری پیش نہیں آئی۔ زمانۂ طالب علمی میں طلبہ وطالبات ایک دُوسرے کے بہت معاون ومددگار ہوتے ہیں۔"

حضرت! اب سوال یہ ہے کہ کیا مخلوط تعلیم حج کی طرح جائز ہے؟ اس خاتون کا مخلوط تعلیم کو حج جیسے اہم اور دِینی فریضے پر قیاس کرکے مخلوط تعلیم کو صحیح قرار دینا کیسا ہے؟ اور کیا واقعی خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دُشواری پیش نہیں آتی؟ اُمید واثق ہے کہ آپ تشفی فرمائیں گے۔

جواب:... حج کے مقامات تو مرد وعورت کے لئے ایک ہی ہیں، اس لئے مرد وعورت دونوں کو اکٹھے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں، لیکن حکم وہاں بھی یہی ہے کہ عورتیں حتی الوسع حجاب کا اہتمام رکھیں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں، اور مرد نامحرَم عورتوں کو نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں۔[1] پھر وہاں کے مقامات بھی مقدس، ماحول بھی مقدس اور جذبات بھی مقدس ومعصوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی غالب ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تعلیم گاہوں کا جیسا ماحول ہے سب کو معلوم ہے، پھر وہاں لڑکے لڑکیاں بن ٹھن کر جاتی ہیں،

---

(۱) والمرأة فی جمیع ذالک کالرجل، لأنها مخاطبة کالرجال غیر أنّها لَا تکشف رأسها لأنّها عورة، وتکشف وجهها لقوله علیه السالم: إحرام المرأة فی وجهها، ولو سدلت شیئًا علٰی وجهها وجافته عنه جاز هٰکذا روی عن عائشة ولأنه بمنزلة الإستظلال بالمحل، ولَا ترفع صوتها بالتلبیة ولَا ترسل ولَا تسعٰی بین المسلمین، لأنه مخلّ یستر العورة ولَا تستلم الحجر إذا کان هناک جمع لأنّها ممنوعة عن مماسة الرجال إلّا أن تجد الموضع خالیًا. (هدایة ص:۲۵۵، کتاب الحج). وفی الفتح لقوله علیه السلام: إحرام المرأة فی وجهها .... وحدیث عائشة رضی الله عنها أخرجه أبوداوٗد وابن ماجة قالت: کان الرکبان یمرون بنا ونحن مع رسول الله صلی الله علیه وسلم محرمات فإذا أحاذونا سدلت إحدانا جلبابها من رأسها علٰی وجهها فإذا جاوزونا کشفناه، قالوا والمستحب أن تسدل علٰی وجهها شیئًا وتجافیه ...إلخ. (فتح القدیر ج:۲ ص:۱۹۵).

جذبات بھی ہیجانی ہوتے ہیں، اس لئے تعلیم گاہوں کو خانہ کعبہ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر قیاس کرنا کھلی حماقت ہے۔

کیا آج بھی دِینی تعلیم کے ساتھ رُوحانی تربیت کا اِنتظام ہے؟

سوال:... کئی مشہور اِسلامی شخصیتوں کی تربیت زیادہ تر کسی بلند پایہ اسلامی و رُوحانی شخصیت نے کی ہوئی تھی، کیا یہ اب بھی ممکن ہے کہ بہتر طریقے سے اپنی اولاد کو اِسلامی تعلیمات دِلوانے کی خاطر والدین اپنی اولاد کو کسی رُوحانی اُستاذ کے حوالے کردے کہ وہ اولاد کو تعلیم و تربیت دیں؟

جواب:... اچھے اور معیاری دِینی مدارس میں یہی کچھ تو ہوتا ہے، جس میں مستند و کامل خداترس اساتذہ علماء بچوں کی اسلامی و رُوحانی طرز پر تربیت کرتے ہیں۔

''جس کا کوئی اُستاذ نہیں اُس کا اُستاد شیطان ہے'' کی حیثیت

سوال:... ''جس کا کوئی اُستاذ نہیں، اُس کا اُستاد شیطان ہے'' کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے؟ براہِ کرام حوالہ ضرور دیں تاکہ تحقیق ہوسکے۔

جواب:... یہ بزرگوں کا اِرشاد ہے۔ ہر کام کے سیکھنے کے لئے کسی اُستاذ اور رہنما کی ضرورت ہوتی ہے، اپنے نفس کی اِصلاح اور اس کے اندر کی بیماریوں کا علاج کرنے کے لئے بھی کسی شیخ و مرشد کی ضرورت ہے، بغیر مرشد کے نفس کی اِصلاح نہیں ہوتی، بلکہ شیطان ایسے شخص کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے۔ اس لئے بزرگوں کا یہ مقولہ صحیح ہے۔ کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ جو شخص کسی محقق کی رہنمائی کے بغیر ریاضت و مجاہدات شروع کردیتا ہے، شیطان اس کو بہکا دیتا ہے۔

بے علمی اور بے عملی کے وبال کا موازنہ

سوال:... ایک مسلمان ایسے فعل کو جانتا ہے کہ جس کے کرنے کا حکم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، اور ایک کام ایسا ہے جس کے کرنے کی ممانعت کی گئی ہے، لیکن مسلمان جانتے بوجھتے ہوئے بھی ان پر عمل نہیں کرتا۔ سوال کا منشا یہ ہے کہ کیا ایک ایسا شخص زیادہ گناہگار ہوگا جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ فلاں کام گناہ ہے کسی وجہ سے پھر بھی اس کا مرتکب ہو یا وہ شخص بہتر ہے جو گناہ والے کام کو اَنجانے میں مگر بڑے شوق و ذوق کے ساتھ انجام دیتا ہو؟

جواب:... اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن باتوں کے کرنے کا، اور کن باتوں سے باز رہنے کا حکم دیا، ان کا جاننا مستقل فرض ہے۔[1] اور ان پر عمل کرنا مستقل فرض ہے۔ جس نے جانا ہی نہیں، اور نہ جاننے کی کوشش ہی کی، وہ دُہرا مجرم ہے۔ اور جس نے شریعت کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی، اس نے ایک فرض ادا کرلیا۔ ایک اس کے ذمے رہا۔ الغرض! بے علمی مستقل جرم ہے اور بے عملی مستقل۔ اس

---

(۱) واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه ...إلخ. وفي تبيين المحارم: لَا شك في فريضة علم الفرائض الخمس وعلم الإخلاص لأن صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الرياء ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۴۲، مقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين، طبع ايچ ايم سعيد).

لئے اس شخص کی حالت بدتر ہے جو شرعی حکم جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔

دوم یہ کہ جو شخص اللہ و رسول کے حکم کو جانتا ہوگا، وہ اگر حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو کم از کم اپنے آپ کو مجرم اور گناہگار تو سمجھے گا، گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے گا۔ اور جو شخص جانتا ہی نہیں کہ میں حکمِ اِلٰہی کو توڑ رہا ہوں، اور اپنے جہل اور نادانی کی وجہ سے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھے گا، نہ وہ اپنے آپ کو گناہگار اور قصوروار تصوّر کرے گا۔ ظاہر ہے کہ جو مجرم اپنے جرم کو جرم ہی نہ سمجھے، اس کی حالت اس شخص سے بدتر ہے جو اپنے آپ کو قصوروار سمجھے اور اپنے جرم کا معترف ہو۔

سوم یہ کہ جو شخص گناہ کو گناہ سمجھے، کم از کم اس کو توبہ واستغفار کی توفیق تو ہوگی، اور ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اس کو اپنی حالت پر ندامت ہو اور وہ گناہ سے تائب ہوجائے۔ لیکن جس جاہل کو یہی معلوم نہیں کہ وہ گناہ کر رہا ہے، وہ کبھی توبہ واستغفار نہیں کرے گا، اور نہ اس کے بارے میں یہ توقع ہوسکتی ہے کہ وہ اس گناہ سے باز آجائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ حالت پہلی حالت سے زیادہ خطرناک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے غضب سے محفوظ رکھے...!

ٹیلی پیتھی سیکھنے کی شرعی حیثیت

سوال:... میں خواجہ شمس الدین عظیمی کی شاگردی میں ٹیلی پیتھی سیکھنا چاہتی ہوں، کیا ٹیلی پیتھی سیکھنا صحیح ہے؟ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خواجہ شمس الدین بریلوی ہے، تو کیا ایک بریلوی شخص سے کچھ سیکھنا اور وہ بھی رُوحانی علم صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... میں ٹیلی پیتھی کو جائز نہیں سمجھتا۔[1] مجھ سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں پوچھو، ایسی لغویات میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔

(۱) واعلم أن تعلم العلم يكون .... حرامًا وهو علم الفلسفة والشعبذة والتنجيم والرمل وعلوم الطبائعيين والسحر ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۴۳، مقدمة)۔

تبلیغِ دِین

تبلیغ کی ضرورت و اہمیت

سوال:... میرا مسئلہ تبلیغ سے متعلق ہے، قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ لکھتا ہوں: ''تم بہترین اُمت ہو، لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو، تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کام سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' دُوسری آیت کا ترجمہ: ''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی ضروری ہے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور بُرے کام سے منع کرے، ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔'' ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے، اگر اس پر قدرت ہو تو اس کو ہاتھ سے بند کردے، اتنی قدرت نہ ہو تو دِل میں بُرا جانے، اور یہ ایمان کا بہت کم درجہ ہے۔'' ایک دُوسری حدیث کا مفہوم ہے: ''تمام نیک اعمال جہاد کے مقابلے میں ایک قطرہ ہیں، اور تبلیغِ دِین ایک سمندر ہے، اور جہاد، تبلیغ کے مقابلے میں پس ایک قطرہ ہے'' آیت اور حدیث کی روشنی میں ان کا جواب دیں۔

جواب:... آپ نے صحیح لکھا ہے، دِین کی دعوت دینا، لوگوں کو نیک کاموں پر لگانا اور بُرے کاموں سے روکنا بہت بڑا عمل ہے۔[1] ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر کرے اور بقدرِ اِستطاعت ان کو نیکیوں پر لگائے اور بُرائیوں سے بچائے۔ آخری حدیث جو آپ نے لکھی ہے، یہ میری نظر سے نہیں گزری۔

کیا تبلیغی جماعت سے جڑنا ضروری ہے؟

سوال:... جماعت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا اس کام میں جڑنے کے علاوہ بھی اصلاح اور ایک مخصوص ذمہ داری بحیثیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مسلمان اُمتی ہونے کے ادا ہوسکتی ہے؟ ایک مسلمان کے ذمے کیا ہے؟ وہ کیسے اپنی زندگی کا رُخ صحیح کرے؟ اور ساری انسانیت کے لئے فکرمند کیونکر ہو؟

جواب:... جماعت بہت مبارک کام کر رہی ہے، اس میں جتنا وقت بھی لگایا جاسکے ضرور لگانا چاہئے، اس سے اپنی اور

(۱) قال تعالیٰ: يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويسارعون في الخيرات۔ (آل عمران: ۱۱۴)۔ قال تعالیٰ: كنتم خير أمّة أُخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله۔ (آل عمران: ۱۱۰)۔

اُمت کی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے، اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کسی شیخِ کامل محقق کے ساتھ اصلاحی تعلق رکھنا چاہئے۔ [1]

کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے؟

سوال:... کیا دِینِ اسلام کی تبلیغ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے؟ جبکہ یہ کام تو اَحسن طریقے پر علمائے کرام ہی کرسکتے ہیں، قرآن پاک اور حدیثِ نبوی کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:... اس کی تبلیغ وہ بھی کرسکتا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: "بلّغوا عنّی ولو آیة" (مشکوٰۃ ج:۱ ص:۳۲)۔

سوال:... جس آدمی کا خود کلمہ نماز دُرست نہ ہو، تو کیا اس پر بھی دِینِ اسلام کی تبلیغ کرنا فرض ہے؟ اگر ہے تو ایسا شخص کس طرح تبلیغ کرے؟ بےعمل آدمی بھی تبلیغ کرے یا نہیں؟

جواب:... ایسے آدمی کو خود اپنے آپ کو تبلیغ کرنا فرض ہے، اور یہ تبلیغ اسی صورت میں ہوسکتی ہے، جبکہ اپنے ماحول کو چھوڑ کر تبلیغ والوں کے ساتھ جائے، تاکہ اس کو معلوم ہو کہ میرے اندر کیا کیا کوتاہیاں ہیں؟ ان کوتاہیوں کی اِصلاح کرے۔

تبلیغی جماعت کا عمل بہت مبارک ہے

سوال:... تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کے کیا تأثرات ہیں؟

جواب:... دِین کی دعوت دِین کو زِندہ کرنے کا ذریعہ ہے، خود اپنے دِل میں بھی اِیمان زِندہ ہوتا ہے، اور اُمت کے اِیمان میں بھی تازگی پیدا ہوتی ہے، اس لئے تبلیغی جماعت کا عمل بہت مبارک ہے۔

اسلام کے نام پر کام کرنے والی تبلیغی جماعت زیادہ صحیح ہے

سوال:... اس وقت اسلام کے نام پر بہت سی پارٹیاں کام کر رہی ہیں، جن کا انداز ایک دُوسرے سے مختلف ہے، مثلاً: ا:... بزورِ اسلحہ بنامِ جہاد، طالبان، مجاہدینِ کشمیر، فلسطین وغیرہ۔ ۲:... سپاہِ صحابہ۔ ۳:... بزورِ عوام سیاسی جماعتیں مثلاً جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی وغیرہ۔ ۴:... تبلیغی طرز مثلاً دعوتِ اسلامی، تبلیغی جماعت، ان میں سے کون نبوی طرز پر ہے؟

جواب:... تبلیغی جماعت جو کام کر رہی ہے، وہ صحیح ہے، سنت کے مطابق ہے، اور اس کے نتائج بحمداللہ بہت عمدہ ہیں۔ اس جماعت کے ساتھ ضرور جڑنا چاہئے۔ افغانستان میں طالبان کی جماعت، وہ بھی ٹھیک ہے، ان کے علاوہ باقی جماعتوں کے بارے میں کچھ کہنا بےضرورت ہے۔ سیاسی جماعتیں اپنے طور پر کام کر رہی ہیں، ان میں سے جو محض اللہ کی خاطر دِین کی سربلندی کے لئے کام کرتا ہے وہ اِن شاء اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا، واللہ اعلم!

---

(۱) تزکیة الأخلاق من أهم الأمور عند القوم .... ولَا یتسیر ذالک إلّا بالمجاهدة علٰی ید شیخ أکمل، قد جاهد نفسه، وخالف هواه وتخلّٰی عن الأخلاق الذمیمة، وتحلی بالأخلاق الحمیدة .... فکما أن العلم بالتعلم من العلماء کذالک الخُلق بالتخلق علٰی ید العرفاء، فالخلق الحسن صفة سید المرسلین۔ (اعلاء السُّنن ج:۱۸ ص:۴۴۲ کتاب الأدب)۔

طائف سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کے موقع پر تبلیغ کرنا

سوال:... کیا طائف سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ سے روک دیا گیا تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف حج کے موقع پر ہی دِین کی تبلیغ کرسکتے تھے؟

جواب:... کفار کی جانب سے تبلیغ پر پابندی لگانے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہی، لیکن یہ پابندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قبول نہیں فرمائی، البتہ جب یہ دیکھا کہ اہلِ مکہ میں فی الحال قبولِ حق کی اِستعداد نہیں اور نہ یہاں رہ کر آزادانہ تبلیغ کے مواقع ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسمِ حج میں باہر سے آنے والے قبائل کو دعوت پیش کرنے کا زیادہ اہتمام فرمایا،[1] جس سے یہ مقصد تھا کہ اگر باہر کوئی محفوظ جگہ اور مضبوط جماعت میسر آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہجرت کرجائیں۔

کیا نماز کی دعوت اور سنت کی تلقین ہی تبلیغ ہے؟

سوال:... تبلیغ کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کا دائرۂ کار کیا ہے؟ کیا نماز کی دعوت اور سنت کی تلقین ہی تبلیغ ہے؟ اگر کوئی شخص معاشرے کو سنوارنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ اقتدار کے لئے ایسا کرتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سنت پر عمل کریں تو دُنیا قدموں میں خودبخود آجائے گی، حالانکہ مقصد اصلاحِ معاشرہ ہے اور معاشرے کو ان بُرائیوں سے بچانا مقصود ہے جو اسے دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص یا جماعت کا یہ فعل کس حد تک اسلام کے مطابق ہے؟ کیا یہ تبلیغ کی مد میں شامل ہے؟

جواب:... معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے، افراد کی اصلاح ہوگی تو معاشرے کی اصلاح ہوگی، اور جب تک افراد کی اصلاح نہیں ہوتی، اصلاحِ معاشرہ کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ پس جو حضرات بھی افراد سازی کا کام کر رہے ہیں وہ دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔

تبلیغ کا دائرۂ کار تو پورے دِین پر حاوی ہے، مگر نماز دِین کا اوّلین ستون ہے،[2] جب تک نماز کی دعوت نہیں چلے گی اور لوگ نماز پر نہیں آئیں گے، نہ ان میں دِین آئے گا اور نہ ان کی اصلاح ہوگی، اور ہر کام میں سنتِ نبوی کو اپنانے کی دعوت، درحقیقت پورے دِین کی دعوت ہے، کیونکہ سنت ہی دِین کی شاہراہ ہے، اس لئے بلاشبہ نماز اور سنت کی دعوت ہی دِین کی تبلیغ ہے۔

تبلیغی اجتماعات کی دُعا میں شامل ہونے کے لئے سفر کرنا

سوال:... تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں وعظ ہوتا ہے، اور اختتام پر بلند آواز سے دُعا ہوتی ہے، ایک دُعا مانگتا ہے اور باقی سب آمین کہتے ہیں، اس پر بڑے بڑے مصارف کرکے دُور دراز سے لوگ سفر کرکے شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کو اجتماع کا اصل مقصد سمجھتے ہیں، اگر کوئی اس میں شریک نہ ہو اور اُٹھ کر چلا جائے تو تصوّر کیا جاتا ہے کہ اس نے اجتماع میں شرکت ہی نہیں

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیرة المصطفٰی ج:۱ ص:۳۰۷، تألیف: مولانا محمد إدریس کاندھلوی رحمہ اللہ۔

(۲) عن معاذ قال: قلت یا رسول اللہ! أخبرنی بعمل یدخلنی الجنة .... قال: رأس الأمر الإسلام وعموده الصلاة. (مشکوٰة ج:۱ ص:۱۴، کتاب الإیمان، الفصل الثانی، طبع قدیمی)۔

کی۔ بندہ بھی اس میں شریک ہونے کا بڑا آرزومند ہوتا ہے اور تلاوتِ قرآن سے اس کو زیادہ باعثِ ثواب سمجھتا ہے، کیا یہ نظریہ دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... تبلیغی جماعت کے اجتماعات بڑے مفید ہوتے ہیں اور ان میں شرکت باعثِ اَجر و ثواب ہے۔[1] اِختتامِ اِجتماع پر جو دُعا ہوتی ہے، وہ مؤثر اور رِقت انگیز ہوتی ہے، اجتماع اور اس دُعا میں شرکت کے لئے سفر باعثِ اَجر ہوگا، اِن شاء اللہ۔ قرآنِ کریم کی تلاوت اپنی جگہ بہت اہم اور باعثِ ثواب ہے،[2] دونوں کا تقابل نہ کیا جائے، بلکہ تلاوت بھی کی جائے اور اِجتماع میں شرکت بھی کی جائے۔

عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

سوال:...عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

جواب:... تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لئے خاص اُصول و شرائط رکھے ہیں، ان اُصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے، اس سے دِین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور اُمت میں دِین والے اعمال زندہ ہوں گے۔

دعوت و تبلیغ کے لئے اُصول وضوابط کے ساتھ نکلنے والی جماعت کا شرعی حکم

سوال:... دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں جو مستورات کی جماعتیں اپنے گھروں سے نکل کر دِین سیکھنے اور پھر عمل میں لانے کے واسطے خاص اُصول وضوابط کے تحت کام کرتی ہیں، کیا اَز رُوئے شرع جائز ہے؟ مدلل جواب سے مشرف فرمائیں۔

جواب:... عورتوں کا ضرورت کی بنا پر سفر کرنا خاص شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ مستورات میں دِین سے بے پروائی عام ہے، اور چونکہ پہلا مکتب ماں کی گود ہے اس لئے عورتوں کی دِین سے دُوری ان کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتی، بلکہ اس سے آئندہ نسلیں بھی متأثر ہوتی ہیں، اسی بنا پر ہر دور میں مصلحینِ اُمت عورتوں کی اِصلاح کے لئے بطورِ خاص فکرمند رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ ''بہشتی زیور'' کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدّت سے ہندوستان کی عورتوں کے دِین کی تباہی دیکھ دیکھ کر قلب دُکھتا تھا، اور اس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا، اور زیادہ وجہ فکر یہ تھی کہ یہ تباہی صرف ان کے دِین تک محدود نہیں تھی، بلکہ دِین سے گزر کر ان کی دُنیا تک پہنچ گئی تھی، اور ان کی ذات سے گزر کر ان کے

---

(۱) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم: إن لله تبارک ملائكة سیارة فضلا یبغون مجالس الذكر .... قال یقولون: رَبّ فیهم فلان عبد خطاء إنّما مرّ فجلس معهم قال: فیقول وله غفرتُ هم القوم لَا یشقٰی بهم جلیسهم۔ (مسلم ج:۲ ص:۳۴۴، فضل مجالس الذكر)۔

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من قرأ حرفًا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها ...إلخ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۱۹، باب ما جاء فی من قرأ حرفًا من القرآن ما له من الأجر)۔

بچوں بلکہ بہت سے آثار سے ان کے شوہروں تک اثر کرگئی تھی، اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اس کے اندازے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چند دِن اور اِصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج ہوجائے........''

حضرت حکیم الامتؒ کی اس تحریر پر قریباً ایک صدی پوری ہورہی ہے، اور اس طویل عرصے میں مردوں اور عورتوں کی دِین سے دُوری اور غفلت و بے زاری میں جو بے پناہ اِضافہ ہوچکا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اس لئے مصلحینِ اُمت کو اس معاملے میں مزید فکرمندی کی ضرورت ہے کہ عورتوں کی اِصلاح کے لئے کیا تدبیریں اِختیار کی جائیں۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اس مرضِ غفلت کا یہ علاج تجویز فرمایا تھا کہ مستورات کی دِینی تعلیم کا اِنتظام کیا جائے اور ان کو مسائلِ شرعیہ سے آگاہ کرنے کا اِہتمام کیا جائے۔ اور حضرتؒ نے ''بہشتی زیور'' لکھوا کر عورتوں کے لئے ضروری مسائل کا مکمل نصاب بھی مدوّن کرادیا تھا، لیکن افسوس ہے کہ غفلت یہاں تک بڑھ گئی کہ مسلمان اس نسخۂ شفا کو اِستعمال کرنے کے بھی روادار نہیں، اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مسلمانوں کو اس علاج کی طرف متوجہ کرنے کے لئے مستورات کے حلقوں میں بھی دِین کی دعوت کو رِواج دیا جائے، چنانچہ اکابر نے اس پر طویل غور و فکر کیا، علماء و صلحاء سے مشورے ہوئے اور طویل مشاورت کے بعد اس کے لئے ایک خاص نظام تشکیل دیا گیا اور شرعی اَحکام کی پوری رعایت رکھتے ہوئے مستورات کی جماعتوں کے لئے خاص قیود اور سخت شرطیں مقرّر کی گئیں۔ مثلاً یہ کہ جو خاتون جماعت میں نکلنے کا اِرادہ کرے، اس کے ساتھ اس کا بااثر محرم ہونا چاہئے، اگر لڑکی غیرشادی شدہ ہو تو اس کے ساتھ اس کی والدہ کا ہونا بھی لازم ہے، ہر خاتون مکمل طور پر نقاب والے برقع میں ملبوس ہو، وغیرہ وغیرہ۔ ان شرعی اَحکام اور ان قیود و شرائط کی پابندی کے ساتھ مستورات کی جماعتیں نکلتی ہیں۔

اس ناکارہ نے ان قیود و شرائط کا اور اس بے لچک نظام کا خود مطالعہ بھی کیا ہے اور اپنی محرَم مستورات کے ساتھ اس راستے میں نکل کر بحمداللہ ان شرائط و قیود کی پابندی کا عملی طور پر بچشمِ خود مشاہدہ بھی کیا ہے۔ جس سے اس نظام کے بارے میں مکمل اِطمینان نصیب ہوا۔ مستورات کی جماعتوں کے نکلنے کا مفہوم عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مستورات بھی خدانخواستہ گلیوں، بازاروں کا گشت کرتی ہوں گی، حالانکہ یہ قطعاً خلافِ واقعہ ہے، جہاں مستورات کی جماعت جاتی ہے، وہاں پہلے باپردہ مکان کا اِنتخاب کیا جاتا ہے، جماعت اس مکان میں قیام کرتی ہے، ان کے محرَم کو مسجد میں ٹھہراتے ہیں، اور اس محلے کی مستورات کو ان کے مردوں کے ذریعے اس مکان میں جمع ہونے اور دِین کی باتیں سیکھنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ الغرض مردوں اور عورتوں کے اِختلاط کا دُور دُور تک کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔

الحمدللہ! دعوت کے اس نظام سے مستورات کے طبقے کو بہت نفع پہنچ رہا ہے، سیکڑوں خواتین اس کی برکت سے مکمل شرعی پردے کی پابند ہوگئی ہیں، اور ان کے گھروں میں دِین داری کی خاص فضا پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے یہ ناکارہ اس کارِ خیر کا شدّت سے حامی ہے اور تمام دِین دار اور اہلِ علم حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ وہ اپنی محرَم مستورات کے ساتھ اس راستے میں نکل کر اس کام کا عملاً مشاہدہ فرمائیں، اِن شاء اللہ وہ اس کی برکات کو واضح طور پر محسوس فرمائیں گے۔

مستورات پردے میں مع محرَم امر بالمعروف کرسکتی ہیں

سوال:...جس طرح مردوں پر دِین کا کام یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازمی ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی دِین کی محنت یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مع محرَم کے بحالتِ پردہ جائز ہے یا نہیں؟ ایک شخص بحالتِ پردہ عورتوں کو دِین کے اَحکام بیان کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:...اگر مستورات کو پردے میں وعظ و نصیحت کی جائے اور وعظ و نصیحت کرنے والا اپنے دِل کی حفاظت کرے تو کوئی مضائقہ نہیں،[1] اِن شاء اللہ اس کا اجر و ثواب ہوگا۔

نسوانی تبلیغی جماعت اور قاری محمد طیب صاحبؒ کی تحریر

سوال:...تبلیغی اَحباب نے چند سالوں سے نسوانی جماعتیں شروع کی ہیں، بندے کے فہم میں یہ رَوِش اور عمل دُرست نہیں معلوم ہوتا۔ معلوم ہوا ہے کہ آں محترم اس عمل کی اِباحت اور جواز کے قائل ہیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں چند باتیں جو ذہن میں ہیں، تحریر کرکے خدمتِ سامی میں پیش کروں تاکہ جو موقف آں محترم کے نزدیک اَصح ہو، اس سے مطلع اور مستفید ہوسکوں۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر بھی پیشِ خدمت ہے۔ نیز جامعہ مدنیہ لاہور کا فتویٰ بھی پیشِ خدمت ہے۔ بہرحال آں محترم کی رائے گرامی اس سلسلے میں جو ہو، اسے واضح فرماکر اِحسان فرماویں۔

جواب:...آپ کا خط میں نے رکھ دیا ہے، مجھے اتنی لمبی تحریریں پڑھنے کی فرصت نہیں، میرا اَب بھی وہی موقف ہے کہ جن شرائط کے ساتھ تبلیغ والے مستورات کی جماعت نکالتے ہیں، وہ نہایت ضروری ہے، اور اس میں اِن شاء اللہ خیر و برکت ہے۔

عورتوں کا تبلیغ میں جانا جائز ہے تو اَماں عائشہؓ کیوں نہیں گئیں؟

سوال:...کیا فرماتے ہیں علمائے دِین اس مسئلے میں کہ عورت باپردہ ہوکر تبلیغ کے لئے باہر نکل جائے اور حال یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ ہیں کہ عورت گھر پر بیٹھی رہے، اور جاہلیت کی طرح گھر سے باہر نہ نکلے۔ کیونکہ عورت کسی اِجتماع میں اور اسی طرح جماعت کی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ میں شرکت نہیں کرسکتی، اسی طرح تبلیغ میں گھر سے باہر جانا، غیرمحرَم کی آواز سننا وغیرہ شامل ہوتا ہے۔ نیز جو عورتیں تبلیغ پر جاتی ہیں، اگر ان کا کوئی شیرخوار بچہ ہو تو وہ اپنے گھر میں یا اگر گھر میں نہ ہو تو کسی ہمسائے کے گھر میں چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نکلتی ہیں۔ اگر عورتوں کی تبلیغ جائز ہے تو تمام اِنسانوں کی ماں، اَماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کام کیوں چھوڑا؟ حال یہ ہے کہ ہم نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ تمام صحابہؓ کے مقابلے میں اَماں جیؓ کا علم ایک نسبت تین تھا، اور اس وقت تمام عورتوں میں جاہلیت کی تمام رُسوم موجود تھیں اور وہ دِین سے ناواقف تھیں۔

---

(۱) عن أبی سعید الخدری قال: قالت النساء للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک، فوعدهنّ یومًا لقیهنّ فیه فوعظهنّ وأمرهنّ فکان فیما قال لهنّ: ما منکن امرأة تقدم ثلاثة من ولدها إلّا کان لها حجابًا من النار، فقالت امرأة: واثنین؟ فقال: واثنین۔ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۲۰، باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم)۔

جواب:... جن شرائط کے ساتھ تبلیغ والوں نے عورتوں کو تبلیغ میں نکلنے کی اجازت دی ہے، ان شرائط کے ساتھ نکلنا جائز اور دُرست ہے۔ اس لئے کہ عورتوں میں اکثر جہالت ہے، اس لئے وہ گھر میں رہتے ہوئے دِینی مسائل سے غافل رہتی ہیں، جس طرح کہ عورت کا حج وعمرہ پر جانا یا دُوسری ضروریات کے لئے جانا جائز اور صحیح ہے، اسی طرح تبلیغ کے لئے جانا، بشرطیکہ پورا حجاب ہو اور محرَم ساتھ ہو، صحیح اور جائز ہے، واللہ اعلم!

خاوند بیرونِ ملک ہو تو کیا بیٹے کے ساتھ تبلیغ میں شوہر کی اِجازت کے بغیر جائز ہے؟

سوال:... ہم دِین کی تبلیغ کرتے ہیں، ہمارے مرد تبلیغ کے لئے جاتے ہیں، سفر بھی کرتے ہیں، لیکن عورتوں کے اسفار میں اپنے گھر کی عورتوں کو جانے کی اِجازت نہیں دیتے۔ یوں ہفتہ وار درس میں ہم لوگ جاتے ہیں، وہاں ہم سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تبلیغ کے لئے سفر کریں۔ اس وقت میں بیٹے کے ساتھ رہ رہی ہوں، خاوند پردیس میں (ملازمت کے سلسلے میں) ہے، بیٹا بطورِ محرَم ساتھ جانے کو تیار ہے، مگر خاوند کی اِجازت نہیں ہوتی، بلکہ معلوم ہے کہ نہیں ملے گی، اس لئے کہتی نہیں ہوں۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟ یہاں بعض دِین دار لوگ عورتوں کے ان اسفار میں قافلہ بناکر نکلنے کو اچھا نہیں جانتے اور اس کی دلیل میں: "وقرن فی بیوتکن" کی دلیل لاتے ہیں، اور اپنی عورتوں کو درس میں جانے دیتے ہیں، مگر سفر کے لئے باہر نہیں جانے دیتے۔ ان کا یہ فعل دِینی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ نیز خاوند کی اِجازت کے بغیر بیٹے کے ساتھ اگر کوئی عورت چلی جائے تو نیکی کے بجائے گناہ تو نہ ہوگا؟ کیونکہ بعض کا کہنا ہے کہ دِین کے کاموں میں خاوند کو روکنا نہ چاہئے۔

جواب:... دِین سیکھنے کے لئے اپنے بیٹے کے ساتھ تبلیغی کام میں ضرور حصہ لیں۔ شوہر کی طرف سے صریح اِجازت کی ضرورت نہیں۔ آخر اگر آپ بیمار ہوجائیں (خدانخواستہ) اور تین دن کے لئے اسپتال جانا، ناگزیر ہوجائے تو کیا شوہر کی طرف سے اس کی اِجازت نہیں ہوگی؟ یہی حالت تبلیغ کی سمجھ لیں۔

۲:... جو دِین دار حضرات عورتوں کو تبلیغ کے لئے جانے نہیں دیتے ان کا طرزِ عمل صحیح نہیں، اور "وقرن فی بیوتکن" سے ان کا اِستدلال غلط ہے، کیونکہ طبعی یا شرعی ضرورتوں کے لئے باپردہ نکلنا اس آیت کے خلاف نہیں۔ آخر دُوسری ضرورتوں کے لئے ان کی عورتیں بھی سفر کرتی ہوں گی۔ اس وقت یہ آیت کسی کے ذہن میں بھی نہیں آتی۔ علاوہ ازیں دعوت وتبلیغ کے لئے (ان شرائط کے ساتھ جو خواتین کے لئے مقرّر ہیں) نکلنا تو اس آیت شریفہ کی تعلیم ودعوت کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی خواتین جن کا عمل اس آیت کے خلاف تھا، وہ اس راستے پر نکلیں تو ان کی زندگی میں اِنقلاب پیدا ہوگیا، اور وہ پردۂ شرعی کی پابندی کرنے لگیں۔

الغرض دعوت کے راستے میں عورتوں کو مقرّرہ شرائط کے ساتھ ضرور جانا چاہئے۔

کیا تبلیغ کے لئے پہلے مدرسہ کی تعلیم ضروری ہے؟

سوال:... بعض لوگ کہتے ہیں کہ: "یہ تبلیغ عالموں کا کام ہے، اس میں جو لوگ کچھ نہیں جانتے، ان کو چاہئے کہ وہ پہلے مدرسہ میں جاکر دِین کا کام سیکھ لیں، بعد میں یہ کام کریں، ورنہ ان کی تبلیغ حرام ہے۔" کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... غلط ہے، جتنی بات مسلمان کو آتی ہو، اس کی تبلیغ کرسکتا ہے۔[1] اور تبلیغ میں نکلنے کا مقصد سب سے پہلے خود سیکھنا ہے، اس لئے تبلیغ کے عمل کو بھی چلتا پھرتا مدرسہ سمجھنا چاہئے۔

لوگوں کو خیر کی طرف بلانا قابلِ قدر ہے لیکن انداز تند نہ ہونا چاہئے

سوال:... جناب! میں بذاتِ خود نماز پڑھتا ہوں اور دُوسروں کو نماز پڑھنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ لیکن ہمارے ایک صوفی صاحب ہیں، انہوں نے مجھے منع فرماتے ہوئے کہا کہ: ''جناب! آپ کسی کو نماز کے لئے زیادہ سخت الفاظ میں نہ کہا کریں، کیونکہ آپ کے بار بار کہنے کے باوجود دُوسرا آدمی نماز پڑھنے سے انکار کرے تو اس طرح انکار کرنے سے آپ گنہگار ہوتے ہیں۔'' لیکن جناب! میرا مشن تو یہ ہے بھی اور تھا بھی کہ اگر میں کسی کو بار بار کہتا ہوں اور اگر آج وہ انکار کرتا ہے تو کوئی بات نہیں، شاید کل اس کے دِماغ میں میری بات بیٹھ جائے اور وہ نماز شروع کردے۔ میں تو یہاں تک سوچتا ہوں کہ چلو آج نہیں تو میرے مرنے کے بعد میری آوازیں ان کے کانوں میں گونجنے لگیں اور شاید پھر یہ نماز شروع کردیں۔ اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اُمید ہے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں میری پریشانی دُور فرمائیں گے۔

جواب:... آپ کا جذبۂ تبلیغ قابلِ قدر ہے، بھولے ہوئے بھائیوں کو خیر کی طرف لانے اور بلانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، لیکن اندازِ گفتگو خیرخواہانہ ہونا چاہئے، سخت اور تند نہیں، تاکہ آپ کے اندازِ گفتگو سے لوگوں میں نماز سے نفرت پیدا نہ ہو۔[2]

گھر بتائے بغیر تبلیغ پر چلے جانا کیسا ہے؟

سوال:... بعض لوگ اپنا شہر یا اپنا ملک چھوڑ کر، اپنے اہل وعیال کو یہ بتائے بغیر کہ وہ کہاں جارہے ہیں؟ اور کتنے دن کے لئے جارہے ہیں؟ چپ چاپ نکل جاتے ہیں، اور کسی مقام پر پہنچ کر اپنے گھر والوں کو بذریعہ خط وغیرہ بھی کوئی اطلاع نہیں دیتے، بلکہ اس اجنبی شہر یا ملک کے مسلمانوں کا کلمہ دُرست کرانے اور نماز کی تلقین کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر ان کے اہلِ خانہ کو اس عمل سے پریشانی ہوتی ہے اور خرچ وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے شکایت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ لوگ اس طرح ۵، ۵ یا ۶، ۶ ماہ بلکہ ایک ایک سال باہر گزارتے ہیں، اس کو وہ ''چلّہ'' دینا کہتے ہیں، نیز خود بھی سمجھتے ہیں اور دُوسرے لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ جو جتنا لمبا چلّہ دیتا ہے وہ اتنا ہی کامل مسلمان بن جاتا ہے۔ یہ عمل کہاں تک دُرست ہے؟ اور کتاب وسنت کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ نے بھی ایسے چلّے دیئے ہیں؟ عربی میں چلّے کو کیا کہا جائے گا؟ کیونکہ اُردو میں تو چلّہ صرف چالیس دن کا ہوتا ہے، وہ بھی پیر، فقیر اور رُوحانی عامل کسی وظیفہ وغیرہ پڑھنے کی مدّت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

---

(۱) عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بلّغوا عنّي ولو آية ... إلخ. (مشكوٰة ج:۱ ص:۳۲، كتاب العلم، طبع قديمي كتب خانه).

(۲) ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن. (النحل:۱۲۵).

جواب:... ایسا بے وقوف تو شاید ہی دُنیا میں کوئی ہو جو سال چھ مہینے کے لئے ملک سے باہر چلا جائے، نہ گھر والوں کو بتائے، نہ وہاں جاکر اِطلاع دے، نہ ان کے نان ونفقہ کا سوچے، ایسی فرضی صورتوں پر تو اَحکام جاری نہیں کئے جاتے۔ جہاں تک دِین کے سیکھنے سکھانے کا عمل ہے، یہ مسلمانوں کے ذمے فرض ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دِین بھی ہماری طرح گھروں میں بیٹھے رہتے تو شاید ہم بھی مسلمان نہ ہوتے، نہ آپ کو سوال کی ضرورت ہوتی، نہ کسی کو جواب دینے کی۔ جوان بیبیوں کو چھوڑ کر جو لوگ چند ٹکے کمانے کے لئے سعودیہ، دُبئی، امریکہ چلے جاتے ہیں اور کئی کئی سال تک نہیں لوٹتے، ان کے بارے میں آپ نے کبھی مسئلہ نہیں پوچھا! جو لوگ دِین سیکھنے کے لئے مہینے دو مہینے، چار مہینے کے لئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کو مسئلہ پوچھنے کا خیال آیا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ گھر کے لوگوں کے نان ونفقہ کا انتظام کرکے آپ بھی چار مہینے کے لئے تو ضرور تشریف لے جائیں، اس کے بعد آپ مجھے لکھیں، کیونکہ اس وقت آپ جو کچھ تحریر فرمائیں گے، وہ علیٰ وجہ البصیرت ہوگا۔

ماں باپ کی اجازت کے بغیر تبلیغ میں جانا

سوال:... اگر مکی مسجد گارڈن کراچی جائیں تو لوگ ''وہابی'' کہتے ہیں، اور دُوسری طرف جانے سے ''بریلوی'' اور ''بدعتی'' ہونے کا خطاب ملتا ہے۔ میرے ناقص مشاہدے میں یہ بیچارے تبلیغی جماعت والے صحیح ہیں، اور میں ہر جمعرات کو جاتا ہوں، مگر یہ میری ناقص فہم میں نہیں آتا کہ ماں باپ بوڑھوں کی بھی رضامندی اور ان کی بھی خدمت فرض ہے، میرا مطلب ہے، جب وقت ہے تو جاؤ، بہت سے تو ماں اگر بیمار ہے تو بھی چلے جاتے ہیں، میں نے دو مرتبہ تین تین دن لگائے ہیں۔ آپ براہِ کرم بتلایئے کہ ان کی اجازت کے بغیر ہم جماعت میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ نے صحیح لکھا ہے کہ یہ اچھے لوگ ہیں، ان کی نقل وحرکت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں انسانوں کی زندگیاں بدل دی ہیں، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ جتنا وقت گزرے سعادت ہے۔

رہا یہ کہ والدین کی اجازت کے بغیر جانا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل ہے۔ اگر والدین خدمت کے محتاج ہوں اور کوئی دُوسرا خدمت کرنے والا بھی نہ ہو، تب تو ان کو چھوڑ کر ہرگز نہ جانا چاہئے۔[1] اور اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں، محض اس وجہ سے روکتے ہیں کہ ان کے دِل میں دِین کی عظمت نہیں، ورنہ اگر یہی لڑکا دُوسرے شہر بلکہ غیرملک میں ملازمت کے لئے جانا چاہے تو والدین بڑی خوشی سے اس کو بھیج دیں گے، کیونکہ دُنیا کی قیمت انہیں معلوم ہے، دِین کی معلوم نہیں، تو ایسی حالت میں تبلیغ میں جانے کے لئے

---

(۱) قال تعالیٰ: وقضٰی ربک ألّا تعبدوا إلّا إیاہ وبالوالدین إحسانًا، إمّا یبلغن عندک الکبر أحدھما أو کلاھما فلا تقل لھما أُفٍ ولَا تنھرھما وقل لھما قولًا کریمًا، واخفض لھما جناح الذل من الرحمة. الآیة (بنی إسرائیل:۲۳)۔ أیضًا: یفرض علٰی صبی وبالغ له أبوانِ أو أحدھما لأن طاعتھما فرض عین۔ وفی الشامیة: قوله وبالغ له أبوان مفادہ انھما لَا یأثمان فی منعه وإلّا لکان له الخروج .... مع انھما فی سعة من منعه إذا کان یدخلھما من ذالک مشقة شدیدة۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۴ ص:۱۲۴، مطلب طاعة الوالدین فرض عین، طبع ایچ ایم سعید)۔

والدین کی رضامندی کوئی شرط نہیں، کیونکہ تبلیغ میں نکلنا درحقیقت ایمان سیکھنے کے لئے ہے، اور ایمان کا سیکھنا اہم ترین فرض ہے۔ [1]

چار ماہ سے زیادہ تبلیغ میں نکلنے سے بیوی کی حق تلفی ہوتی ہے تو تبلیغ والے یہ حق تلفی کیوں کرتے ہیں؟

سوال:... لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ چار ماہ سے زیادہ جماعت تبلیغ میں نکلنا عورت کی حق تلفی کی وجہ سے ناجائز ہے، تو جماعت والے ناجائز کا اِرتکاب کرکے کیوں جماعت میں نکلتے ہیں؟ یہ مسئلہ لوگوں کو کس دلیل سے سمجھایا جائے؟

جواب:... اگر صاحبِ حق خود معاف کردے، یا اس کو اس کے حق کا معاوضہ دے کر اللہ تعالیٰ معاف کرادیں تو ان بلافیس وکیلوں کے پاس کیا حجت رہے گی؟ اور یہ بھی کہ یہ حق تلفی ان کو دِین ہی کے کام میں کیوں یاد آتی ہے؟ لوگ بیویوں کو چھوڑ کر دُنیا کا کوڑا جمع کرنے کے لئے کئی کئی سال کافر ملکوں میں گزار آتے ہیں، اس وقت کسی کو حق تلفی کا فلسفہ کیوں یاد نہیں آتا...؟

تبلیغی جماعت سے والدین کا اپنی اولاد کو منع کرنا

سوال:... تبلیغِ دِین کا سلسلہ جیسا کہ آپ کو مجھ سے بہتر علم ہوگا، اگر ہم تبلیغی کاموں میں حصہ لیں لیکن گھر والے اس کام سے اس لئے منع کریں کہ رشتہ داروں میں ان کی ناک کٹ جائے گی، وہ کسی کو منہ دِکھانے کے قابل نہ رہیں گے کہ ان کا لڑکا "تبلیغی" ہوگیا ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ کیا اس مبارک کام کو چھوڑ دینا چاہئے؟

جواب:... تبلیغ کا کام ہرگز نہ چھوڑیئے، لیکن والدین کی بے ادبی بھی نہ کی جائے، [2] بلکہ نہایت صبر و تحمل سے ان کی کڑوی باتوں کو برداشت کیا جائے۔ یہ لوگ بیچارے دُنیا کی عزّت و منصب کی قدر جانتے ہیں، دِین کی قدر و قیمت نہیں جانتے۔ ضرورت ہے کہ ان کو کسی تدبیر سے یہ سمجھایا جائے کہ دِین کی پابندی عزّت کی چیز ہے اور بے دِینی ذِلت کی چیز ہے۔

تبلیغ کرنا اور مسجدوں میں پڑاؤ ڈالنا کیسا ہے؟

سوال:... تبلیغ کا کرنا کیسا ہے؟ اور تبلیغی جماعت کا بستروں سمیت مسجد میں پڑاؤ ڈالنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:... تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے، اس کا سب سے بڑا فائدہ خود اپنے اندر دِین میں پختگی پیدا کرنا اور اپنے مسلمان بھائیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقوں کی دعوت دینا ہے۔ تجربہ یہ ہے کہ اپنے ماحول میں رہتے ہوئے آدمی میں

---

(۱) طلب العلم والفقه إذا صحت النية أفضل أعمال البر وكذا الإشتغال بزيادة العلم إذا صحت النية لأنه أعم نفعًا لٰكن بشرط ان لَا يدخل النقصان فى فرائضه۔ (فتاوىٰ بزازية علىٰ هامش الهندية ج:٦ ص:٣٧٨، الفصل السادس والعشرون فى الأوقاف، فتاوىٰ شامى ج:٦ ص:٤٠٧، فصل فى البيع)۔

(۲) وقضىٰ ربك ألّا تعبدوا إلّا إياه وبالوالدين إحسٰنًا، إمّا يبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أفٍّ ولَا تنهرهما وقل لهما قولًا كريمًا، واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل ربّ ارحمهما كما ربّيانى صغيرًا۔ (بنى إسرائيل:٢٣، ٢٤)۔

دِین کی فکر پیدا نہیں ہوتی، بیسیوں فرائض کا تارک رہتا ہے اور بیسیوں گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، عمریں گزر جاتی ہیں مگر کلمہ، نماز بھی صحیح کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ تبلیغ میں نکل کر احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنی عمر غفلت اور بے قدری کی نذر کردی، اور اپنی کتنی قیمتی عمر ضائع کردی۔ اس لئے تبلیغ میں نکلنا بہت ضروری ہے، اور جب تک آدمی اس راستے میں نکل نہ جائے اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چونکہ تبلیغ میں نکلنے سے مقصد دِین کا سیکھنا اور سکھانا ہے، اور دِین کا مرکز مساجد ہیں، اس لئے تبلیغی جماعتوں کا خدا کے گھروں میں اِعتکاف کی نیت سے ٹھہر کر دِین کی محنت کرنا بالکل بجا اور دُرست ہے۔

''تبلیغی نصاب'' کی کمزور روایتوں کا مسجد میں پڑھنا

سوال:... کیا ''تبلیغی نصاب'' میں کچھ حدیثیں کمزور شہادتوں والی بھی ہیں؟ اگر ہیں تو اس کا مسجد اور گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... فضائل میں کمزور روایت بھی قبول کرلی جاتی ہے۔[1]

تبلیغی جماعت پر اعتراض کرنے والوں کو کیا جواب دیں؟

سوال:... موجودہ دور میں تبلیغی جماعت کام کرتی ہے، ہر کسی کو نماز کی طرف بلانا، تعلیم وغیرہ کرنا، مگر لوگ اکثر مخالفت اس طرح کرتے ہیں کہ یہ جاہل ہیں، اپنی طرف سے چھ باتیں بنائی ہیں، فقط وہی بیان کرتے ہیں۔

جواب:... جو لوگ اعتراض کرتے ہیں، ان سے کہا جائے کہ بھائی تین چلّے، ایک چلّہ، دس دن، تین دن جماعت میں نکل کر دیکھو، پھر اپنی رائے کا اظہار کرو، جب تک وقت نہ لگاؤ، اس کام کی حقیقت سمجھ میں نہیں آئے گی، اور کسی چیز کی حقیقت سمجھے بغیر اس کے بارے میں رائے دینا غلط ہوتا ہے۔

پچاس برس سے تبلیغ کا کام ہونے کے باوجود معاشرے کا بگاڑ جوں کا توں ہے تو تبلیغ کا کیا فائدہ؟

سوال:... ہر خاص و عام کو یہ شکایت و اِشکال ہے کہ گزشتہ پچاس برس سے زیادہ عرصے سے تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اور معاشرے کا بگاڑ جوں کا توں ہے، بلکہ اس میں مزید اِضافہ بھی ہو رہا ہے، تو ایسی تبلیغ سے کیا فائدہ؟ اور کیوں کی جائے تبلیغ؟

جواب:... اس پر مجھے بھی ایک اِشکال ہے، مسلمان، مسلمان رہتے ہوئے دِین کی بات کرتے ہیں، لیکن دِن بدن ان کے اندر سے دِین نکل رہا ہے، تو ان کے مسلمان رہنے کا کیا فائدہ...؟

۲:... آپ نے یہ دیکھا کہ تبلیغ والے تبلیغ کر رہے ہیں، لیکن بُرائی پھیل رہی ہے، لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اگر تبلیغ کا کام ایک لمحے

---

(۱) ویجوز عند أهل الحدیث وغیرهم التساهل فی الأسانید وروایة ما سوی من الضعیف والعمل به من غیر بیان ضعفه فی غیر صفات الله تعالٰی والأحکام کالحلال والحرام وغیرهما وذاک کالقصص وفضائل الأعمال والمواعظ وغیرهما ممّا لَا تعلق له بالعقائد والأحکام. (تدریب الراوی ص:۱۹۲، طبع دار الفکر، بیروت).

کے لئے فرض کر دو بند ہو جاتا ہے تو پھر اس اُمت کا کیا حال ہوتا؟

۳:...آپ یہ تو دیکھتے ہیں کہ تبلیغ بھی ہو رہی ہے، لیکن بُرائی بھی بڑھ رہی ہے، جناب نے کبھی اس پر بھی غور فرمایا کہ انگلینڈ اور دُوسرے ممالک میں جہاں حلال گوشت بھی میسر نہیں تھا، وہاں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مساجد کی شکل پیدا فرمادی ہے، اب عیسائیوں نے گرجے بیچنے شروع کردیئے ہیں، اگر تبلیغ کا کام نہ ہوتا تو اِسلام کا معجزہ کس طرح رُونما ہوتا...؟ واللہ اعلم!

کیا بُرائی میں مبتلا انسان دُوسرے کو نصیحت کرسکتا ہے؟ نیز کسی کو اس کی کوتاہیاں جتانا کیسا ہے؟

سوال:...میں ایک طالبِ علم ہوں، طالب علم ساتھیوں کی محفل میں شراب اور پھر خودکشی کا تذکرہ چل نکلا، میں نے توبہ کرتے ہوئے کہا کہ شراب ''اُمّ الخبائث'' ہے اور ''خودکشی'' حرام ہے، اس پر ایک طالبِ علم ساتھی نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ میں نے شرمندگی کے ساتھ عرض کیا: نہیں! پھر انہوں نے مجھے اِحساس دِلایا کہ آپ داڑھی بھی مونڈتے ہیں؟ میں نے سرِ تسلیم خم کیا، اس پر موصوف فرمانے لگے کہ: ''جب آپ نماز (فرض ہے) ادا نہیں کرتے جس کے متعلق سب سے پہلے پرسش ہوگی اور داڑھی بھی مونڈتے ہیں تو پھر حرام (شراب اور دیگر معاشرتی بُرائیاں) جن کا درجہ بعد میں آتا ہے، ان کے متعلق کیوں فکرمند ہوتے ہیں؟'' واضح رہے کہ موصوف خود بے نمازی اور کلین شیو ہیں۔ مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مرحمت فرماکر ہم تمام دوستوں کی اُلجھن دُور فرمائیں۔

سوال:...کیا کوئی شخص جو خود ان کوتاہیوں اور گناہوں کا مرتکب ہو رہا ہو، کسی دُوسرے شخص کی وہی کوتاہیاں گنوانے اور نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہے؟

جواب:...کسی کو اس کی کوتاہیاں اور بُرائیاں جتانا، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ محض طعن وتشنیع کے طور پر بُرائی کا طعنہ دیا جائے، یہ تو حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، قرآنِ کریم میں اس کی مذمت فرمائی ہے۔[1] اور دُوسری صورت یہ ہے کہ خیرخواہی کے طور پر اس سے یہ کہا جائے کہ یہ بُرائی چھوڑ دینی چاہئے، یہ نصیحت کرنا ہے، جو بہت اچھا عمل ہے، قرآن وحدیث میں بُرائی سے روکنے کا جگہ جگہ حکم آیا ہے۔[2] رہا یہ کہ جو شخص خود کسی گناہ میں مبتلا ہو، کیا وہ دُوسروں کو اس گناہ سے منع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دُوسرے کو منع کرسکتا ہے، مگر دُوسرے شخص پر نصیحت کا اثر اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی خود بھی عمل کرے، ایسا شخص جو خود گناہ میں مبتلا ہو، اگر دُوسرے کو نصیحت کرے تو اس کو یوں کہنا چاہئے کہ: ''بھائی! میں خود بھی گنہگار ہوں، اس گناہ میں مبتلا ہوں، آپ خود بھی اس گناہ کو چھوڑ دیں اور میرے لئے بھی دُعا کریں کہ میں اس گندگی سے نکل جاؤں۔''

سوال:...کیا بے نمازی شخص کو وہ تمام حرام اور ممانعت اختیار کرلینے چاہئیں جن کا درجہ بعد میں آتا ہے، اور جن سے وہ مکمل

---

(۱) قال تعالیٰ: ویل لکل همزة لمزة. (الهُمزة: ۱). وقال تعالیٰ: ولَا تلمزوا أنفسکم ولَا تنابزوا بالألقاب. (الحجرات: ۱۱).

(۲) قال تعالیٰ: کنتم خیر اُمة اُخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله. (آل عمران)

طور پر پہلوتہی کرتا ہے؟

جواب:... ایک جرم دُوسرے جرم کے اور ایک گناہ دُوسرے گناہ کے جواز کی وجہ نہیں بن جاتا۔ جو شخص دُوسرے گناہوں سے بچتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اس کو یہ تو کہا جائے گا کہ: ''جب ماشاء اللہ آپ دُوسرے گناہوں سے بچتے ہیں تو آپ کو ترکِ نماز کے گناہ سے بھی بچنا چاہئے'' مگر یہ کہنا جائز نہیں کہ: ''جب آپ ترکِ نماز کے گناہ سے نہیں بچتے تو دُوسرے گناہوں سے کیوں پرہیز کرتے ہیں؟'' بات یہ ہے کہ جو دُوسرے گناہوں سے بچتا ہے، مگر ایک بڑے گناہ میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو کسی دن اس گناہ سے بچنے کی بھی توفیق عطا فرمادیں گے۔ علاوہ ازیں ہر گناہ ایک مستقل بوجھ ہے، جس کو آدمی اپنے اُوپر لاد رہا ہے، پس اگر کوئی آدمی کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دُنیا بھر کی گندگیوں کو آدمی سمیٹنا شروع کردے۔

سوال:... ناصح کا طرزِ عمل اور اندازِ نصیحت دُرست تھا یا غلط؟

جواب:... اُوپر کے جوابات سے معلوم ہوگیا ہوگا، ان کا طرزِ عمل قطعاً غلط تھا، اور یہ نصیحت ہی نہیں تھی تو ''اندازِ نصیحت'' کیا ہوگا...؟

کمپنی سے چھٹی لئے بغیر تبلیغ پر جانا

سوال:... میں جہاں کام کرتا ہوں، وہاں میرے ساتھ چار اور ساتھی ہیں، عموماً یہ ہوتا ہے کہ ایک ایک ساتھی یا دو دو، دس بارہ دن کے لئے کام پر نہیں آتے ہیں اور حاضری لگتی رہتی ہے، یہ چھٹیاں باری باری ہوتی ہیں، جب میری باری آتی ہے تو میں اکثر دس دن کے لئے تبلیغ پر نکل جاتا ہوں اور حاضری لگتی ہے۔ اب بتائیے کہ یہ میرا تبلیغ کے لئے جانا کیسا ہے؟ کیا اُلٹا گناہ تو نہیں؟ میرے جانے سے کمپنی کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ مفصل جواب دیجئے، اور میرے جانے کا افسروں کو پتا نہیں چلتا۔

جواب:... کمپنی سے رُخصت لئے بغیر غیرحاضری کرنا خیانت ہے، اور اس وقت کو کسی دُوسرے کام میں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ غیرحاضری کے دنوں کی تنخواہ وصول نہ کیا کریں۔ (۱)

امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی شرعی حیثیت

سوال:... قرآن مجید میں اور احادیثِ مبارکہ میں بھی ایسی کئی احادیثِ مبارکہ ہیں اور ان آیات اور احادیث کا مفہوم اس طرح بنتا ہے کہ مسلمان کے لئے نہ صرف یہ کہ خود نیک عمل کرے بلکہ دُوسروں کو بھی ان کی تلقین کرے، اسی طرح نہ صرف خود بُرے کاموں سے پرہیز کرے بلکہ دُوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دے۔ اس کام کو نہ کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں وعیدیں

---

(۱) قوله: والأجير الخاص هو الذي يستحق الأجرة بتسليم نفسه في المدة .... وانما سمي خاص لأنه يختص بعمله دون غيره، لأنه لَا يصح أن يعمل لغيره في المدة. (الجوهرة النيرة ص:۲۶۹، كتاب الإجارة)۔ الثاني: وهو الأجير الخاص، ويسمى أجير وحيد، وهو من يعمل لواحد عملًا مؤقتًا بالتخصيص .... كمن استؤجر شهرا للخدمة أو شهرًا لرعي الغنم المسمّٰى بأجر مسمّٰى .... وليس للخاص أن يعمل لغيره، ولو عمل نقص من أجرته بقدر ما عمل۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۶۹، ۷۰ باب ضمان الأجير، طبع سعيد كراچی)۔

بھی آئی ہیں، سوال یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے، یا فرضِ کفایہ، یا واجب ہے؟ یا کوئی اور شکل یا یہ کہ مختلف صورتوں میں مختلف حکم؟

جواب:... مسئلہ بہت تفصیل رکھتا ہے، مختصر یہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے، دو شرطوں کے ساتھ، ایک یہ کہ یہ شخص مسئلے سے ناواقف ہو، دوم یہ کہ قبول کی توقع غالب ہو، اگر یہ دو شرطیں نہ پائی جائیں تو فرض نہیں، البتہ بشرطِ نفع مستحب ہے اور اگر نفع کے بجائے اندیشہ نقصان کا ہو تو مستحب نہیں۔[1]

سوال:... آج کل دعوت و تبلیغ کے نام سے مسجدوں میں جو محنت ہو رہی ہے، اور اس سلسلے میں جو اجتماعات ہوتے ہیں، ان میں جڑنا یا شمولیت اختیار کرنا فرض ہے یا اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کے علاوہ یہ کہ میں بہت سے علمائے کرام کی مجالس میں جاتا رہتا ہوں، لیکن انہوں نے کبھی چالیس دن، چار مہینے یا اجتماعات پر زور نہیں دیا بلکہ یہ حضرات اکابرین انفرادی اعمال پر اور زُہد و تقویٰ پر زیادہ زور دیتے ہیں، میری رہنمائی فرمائیں کہ ایک مسلمان کو کس طرح مکمل زندگی گزارنا چاہئے؟

جواب:... دعوت و تبلیغ کی جو محنت چل رہی ہے، اس کے دو رُخ ہیں، ایک اپنی اصلاح اور اپنے اندر دِین کی طلب پیدا کرنا، پس جس شخص کو ضروریاتِ دِین سے واقفیت، اپنی اصلاح کی فکر اور بزرگوں سے رابطہ و تعلق ہو، اس کے لئے یہ کافی ہے۔ اور جس شخص کو یہ چیز حاصل نہ ہو، اس کے لئے اس تبلیغ کے کام میں جڑنا بطور بدلیت فرض ہے۔[2] اور دُوسرا رُخ دُوسروں کی اصلاح کی فکر کرنا ہے، یہ فرضِ کفایہ ہے۔[3] جو شخص اس کام میں جڑتا ہے، مستحقِ اَجر ہوگا، اور جتنے لوگ اس کی محنت سے اس کام میں لگیں گے، ان سب کا اَجر اس کے نامۂ عمل میں درج ہوگا، اور جو نہیں جڑتا وہ گناہگار تو نہیں، اس اَجرِ خاص سے البتہ محروم ہے، مگر یہ کہ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عذابِ اِلٰہی روکنے کا ذریعہ ہے

سوال:... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اِن شاء اللہ بخیریت ہوں گے۔ ''بینات'' کی ترسیل جاری ہے، بروقت پرچہ ملنے پر خوشی کا اِظہار کر رہا ہوں۔ خدا کرے ''بینات'' اُمتِ مسلمہ کی اُمنگوں کا آئینہ دار بن جائے۔ ایک عرض ہے کہ یہ دِینی رسالہ خالص دِینی ہونا چاہئے، کسی پر اِعتراض و تشنیع مجھے پسند نہیں، اس سے نفرت کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ صدر ضیاء الحق کے بیانات پر اِعتراضات یقیناً عوام

---

(۱) ان الأمر بالمعروف علٰی وجوه إن كان يعلم بأكبر رأيه أنه لو أمر بالمعروف يقبلون ذالك منه ويمنعون عن المنكر فالأمر واجب عليه ولَا يسعه تركه ولو علم بأكبر رأيه أنه لو أمرهم بذالك قذفوه .... ولَا يصبر علٰى ذالك ويقع بينهم عداوة ...... فتركه أفضل ... إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۲، ۳۵۳)۔

(۲) واعلم أن تعلم العلم يكون فرض وهو بقدر ما يحتاج لدينه۔ وفي الشامية: أي العلم الموصل إلى الآخرة .... قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله ومعاشرة عباده۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۴۲، مقدمة الكتاب، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين)۔

(۳) اعلم ان تعلم العلم .... فرض كفاية، وهو ما زاد عليه لنفع غيره۔ وفي الشامية: ما زاد عليه أي علٰى قدر يحتاج لدينه في الحال۔ (درمختار مع ردالمحتار ج:۱ ص:۴۲، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين)۔

میں نفرت پھیلنے کا ذریعہ بنتا ہے، جس سے مملکت کی بنیادیں کھوکھلی پڑ جانے کا خطرہ ضرور ہے۔ ویسے بھی ملک اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے، کہیں بھارت آنکھیں دِکھا رہا ہے، تو کہیں کارمل اِنتظامیہ کی شہ پر رُوس کی آواز سنی جاتی ہے، کہیں خمینی کے اِسلامی اِنقلاب کی آمد آمد کی خبریں سننے میں آجاتی ہیں، کہیں ملک کے اندر ہتھوڑا گروپ، کلہاڑا گروپ وغیرہ کی صدائیں سننے میں آرہی ہیں۔ غرض ایسے حالات میں ذرا سی چنگاری بھی پورے پاکستان کا شیرازہ بکھیر سکتی ہے، اس صورت میں پھر یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ اس بارے میں اگر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے تو نوازش ہوگی۔

جواب:... آپ کا یہ اِرشاد تو بجا ہے کہ وطنِ عزیز بہت سے اندرونی و بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے، اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ ان حالات میں حکومت سے بے اِعتمادی پیدا کرنا قرینِ عقل و دانش نہیں، لیکن آنجناب کو معلوم ہے کہ ''بینات'' میں یا راقم الحروف کی کسی اور تحریر میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے کسی سیاسی فیصلے کے بارے میں کبھی لب کشائی اور حرف زنی نہیں کی گئی:

کارِ مملکت خسرواں دانند

لیکن جہاں تک دِینی غلطیوں کا تعلق ہے، اس پر ٹوکنا نہ صرف یہ کہ اہلِ علم کا فرض ہے، (اور مجھے افسوس اور ندامت کے ساتھ اِعتراف ہے کہ ہم یہ فرض ایک فیصد بھی ادا نہیں کر پا رہے) بلکہ یہ خود صدرِ محترم کے حق میں خیر کا باعث ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو امیر المؤمنین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا واقعہ سناتا ہوں، جو حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی قدس سرہٗ نے ''حیاۃ الصحابہ'' میں نقل کیا ہے:

''وأخرج الطبرانی وأبو یعلٰی عن أبی قنیل[1] عن معاویة بن أبی سفیان رضی الله عنهما أنه صعد المنبر یوم القمامة فقال عند خطبته: إنما المال مالنا، والفیء فیئنا، فمن شئنا أعطیناه، فمن شئنا منعناه، فلم یجبه أحد، فلما کان فی الجمعة الثانیة قال مثل ذالک، فلم یجبه أحد، فلما کان فی الجمعة الثالثة قال مثل مقالته، فقام إلیه رجل ممن حضر المسجد فقال: کلا! إنما المال مالنا والفیء فیئنا، فمن حال بیننا وبینه حاکمناه إلی الله بأسیافنا۔ فنزل معاویة رضی الله عنه فأرسل إلی الرجل فأدخله، فقال القوم: هلک الرجل! ثم دخل الناس فوجدوا الرجل معه علی السریر، فقال معاویة رضی الله عنه للناس: إن هٰذا أحیانی أحیاه الله، سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: سیکون بعدی أمراء یقولون ولَا یرد علیهم یتقاحمون فی النار کما تتقاحم القردة۔ وإن تکلمت أوّل جمعة فلم یرد علیّ أحد، فخشیت أن أکون منهم۔ ثم تکلمت فی الجمعة الثانیة فلم یرد علیَّ أحد، فقلت فی نفسی: إنّی من القوم، ثم تکلمت فی الجمعة الثالثة فقام هٰذا الرجل، فرد علیَّ،

---

(۱) کذا فی الأصل (یعنی مجمع الزوائد) والظاهر ''أبی قبیل'' اسمه حی بن هانی المعافری وهو ثقة، کذا فی کتاب الجرح والتعدیل لِابن أبی حاتم الرازی۔ (ج:۱ ص:۲۷۵)۔

فأحیانی أحیاه اللہ۔" قال الهیثمی: (ج:۵ ص:۲۳۶) رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط وأبو یعلٰی ورجاله ثقات، انتهٰی۔ (حیاة الصحابة ج:۲ ص:۶۸)

ترجمہ:... "حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قمامہ کے دن منبر پر تشریف لے گئے، اور اپنے خطبے میں فرمایا کہ: مال ہمارا ہے، اور فئ (غنیمت) ہماری ہے، ہم جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ ان کی یہ بات سن کر کسی نے جواب نہیں دیا۔ دُوسرا جمعہ آیا تو حضرت معاویہؓ نے اپنے خطبے میں پھر یہی بات کہی۔ اب کے بھی انہیں کسی نے نہیں ٹوکا، تیسرا جمعہ آیا تو پھر یہی بات کہی۔ اس پر حاضرینِ مسجد میں سے ایک شخص کھڑا ہوگیا، اور کہا: ہرگز نہیں! یہ مال ہمارا ہے، اور غنیمت ہماری ہے، جو شخص اس کے اور ہمارے درمیان آڑے آئے گا، ہم اپنی تلواروں کے ذریعے اس کا فیصلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اُترے تو اس شخص کو بلا بھیجا، اور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے، لوگوں نے کہا کہ یہ شخص تو مارا گیا، پھر لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت معاویہؓ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے، حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ: اس شخص نے مجھے زندہ کردیا، اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میرے بعد کچھ حکام ہوں گے جو (خلافِ شریعت) باتیں کریں گے، لیکن کوئی ان کو ٹوکے گا نہیں، یہ لوگ دوزخ میں ایسے گھسیں گے جیسے بندر گھستے ہیں، میں نے پہلے جمعہ کو ایک بات کہی، اس پر مجھے کسی نے نہیں ٹوکا، تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میں بھی انہی لوگوں میں سے نہ ہوں۔ پھر میں نے دُوسرے جمعہ کو یہ بات دُہرائی، اس بار بھی کسی نے میری تردید نہیں کی، تو میں نے اپنے جی میں سوچا کہ میں انہی میں سے ہوں، پھر میں نے تیسرے جمعہ یہی بات کہی تو اس شخص نے مجھے ٹوک دیا، پس اس نے مجھے زِندہ کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو زِندہ رکھے۔"

اور یہ نہ صرف صدرِ محترم کے حق میں خیر و برکت کی چیز ہے، بلکہ اُمت کی صلاح و فلاح بھی اسی پر منحصر ہے، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"والذی نفسی بیده! لتأمرنّ بالمعروف ولتنهونّ عن المنکر أو لیوشکنّ اللہ أن یبعث علیهم عذابًا من عنده ثم لندعنه ولَا یستجاب لکم۔" (رواه الترمذی، مشکوٰة ص:۴۳۶)

ترجمہ:... "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تمہیں معروف کا حکم کرنا ہوگا اور بُرائی سے روکنا ہوگا، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کردے، پھر تم اس سے دُعائیں کرو، اور تمہاری دُعائیں بھی نہ سنی جائیں۔"

اِرشاداتِ نبویہ کی روشنی میں راقم الحروف کا اِحساس یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل عذابِ اِلٰہی کو روکنے کا ذریعہ ہے۔ آج اُمت پر جو طرح طرح کے مصائب ٹوٹ رہے ہیں، اور ہم گوناگوں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کی "اِحتسابی حس" کمزور، اور "نہی عن المنکر" کی آواز بہت دھیمی ہوگئی ہے، جس دِن یہ آواز بالکل خاموش

ہو جائے گی اس دن ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس روزِ بد سے محفوظ رکھیں۔

تبلیغ کا فریضہ اور گھریلو ذمہ داریاں

سوال:... بعض حضرات سہ روزہ، عشرہ، چالیس روزہ، چار مہینے یا سال کے لئے اکثر گھر بار چھوڑ کر علاقے یا شہر سے باہر جاتے ہیں تاکہ دِین کی بات سیکھیں اور سکھائیں، اکثر لوگ اس کو سنت اور کچھ لوگ اس کو فرض کا درجہ دیتے ہیں۔ ایک عالم صاحب نے کہا ہے کہ یہ سنت ہے، نہ فرض، بلکہ یہ ایک بزرگوں کا طریقہ ہے، تاکہ عام لوگ دِین کی باتیں سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ اس کی حیثیت واضح فرمائیں۔

جواب:... دعوت و تبلیغ میں نکلنے سے مقصود اپنی اصلاح اور اپنے اِیمان اور عمل کو ٹھیک کرنا ہے، اور اِیمان کا سیکھنا فرض ہے، تو اس کا ذریعہ بھی فرض ہوگا، البتہ اگر کوئی اِیمان کو صحیح کر چکا اور ضروری اعمال میں بھی کوتاہی نہ کرتا ہو تو اس کے لئے فرض کا درجہ نہیں رہے گا۔

سوال:... تبلیغ پر جانے والے کچھ حضرات گھر والوں کا خیال کئے بغیر چلے جاتے ہیں، جس سے ان کے بیوی بچوں وغیرہ کو معاشی پریشانی ہوتی ہے اور انہیں قرض مانگنا پڑتا ہے۔

جواب:... ان کو چاہئے کہ غیر حاضری کے دنوں کا بندوبست کر کے جائیں، خواہ قرض لے کر، بچوں کو پریشان نہ ہونا پڑے۔[1]

سوال:... اسی طرح کچھ حضرات اکثر اپنے گھر میں بتائے بغیر کچھ لوگوں کو مہمان بنا کر لے آتے ہیں، اور یہ ایک سے زیادہ مرتبہ ہوتا ہے، آج کل کے معاشی حالات میں گھر والے اس طرزِ عمل سے پریشان ہوتے ہیں اور لوگ ان کے متعلق غلط باتیں کرتے ہیں۔

جواب:... اس میں گھر والوں کی پریشانی کی تو کوئی بات نہیں، جس شخص کے ذمے گھر کے اخراجات ہیں اس کو فکرمند ہونے کی ضرورت ہے۔ غلط باتیں تو لوگ انبیاء و اولیاء کے بارے میں بھی مشہور کرتے رہے ہیں، عوام کی باتوں کی طرف التفات کرنا ہی غلط ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟ وہ میں اُوپر ذکر کر چکا ہوں۔

سوال:... اکثر لوگ اسی وجہ سے تعلیمی حلقوں میں جو کہ عشاء کی نماز کے بعد مسجدوں میں ہوتی ہیں، شرکت سے کتراتے ہیں، اور اپنے رشتہ داروں کو بھی روکتے ہیں، کیونکہ ان محفلوں میں سہ روزہ وغیرہ کی دعوت دی جاتی ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے۔

جواب:... جو لوگ اس سے کتراتے ہیں، وہ اپنا نقصان کرتے ہیں، مرنے کے بعد ان کو پتا چلے گا کہ وہ اپنا کتنا نقصان کر کے گئے اور تبلیغ والے کتنا کما کر گئے...!

---

(۱) قولہ تجب النفقة للزوجة علٰی زوجها والکسوة بقدر حالهما .... لقوله تعالٰی: لینفق ذو سعة من سعته ...إلخ. (البحر الرائق ج:۴ ص:۱۸۸، باب النفقة، طبع دار المعرفة بیروت).

تبلیغ اور جہاد

سوال:... تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں، ترجیح کس کو دی جائے گی؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب:... جہاں صحیح شرائط کے ساتھ جہاد ہو رہا ہو، وہاں جہاد بھی فرضِ کفایہ ہے،[1] اور دعوت و تبلیغ کا کام اپنی جگہ اہم ترین فرض ہے۔ اگر مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کرلیا جائے تو جہاد بھی صحیح طریقے سے ہو سکے گا، اس لئے عام مسلمانوں کو تو تبلیغ کے کام کا مشورہ دیا جائے گا۔ ہاں! جہاں جہاد بالسیف کی ضرورت ہو، وہاں جہاد ضروری ہوگا۔

جہاد پر جانا چاہئے یا تبلیغ میں جانا چاہئے؟

سوال:... ہمارے علاقے میں کچھ لوگ ایسے ہوگئے ہیں جو تبلیغ میں لگ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جہاد والے صحیح نہیں، اور جہاد والے کہتے ہیں کہ تبلیغ والے صحیح نہیں، اور دونوں ایک دُوسرے پر طنز کرتے ہیں۔ آپ دونوں کے بارے میں واضح فرمائیے کہ پہلے جہاد میں جانا چاہئے یا تبلیغ میں؟ کیونکہ جہاد والوں میں بھی بڑے بڑے علمائے کرام ہوتے ہیں اور تبلیغ والوں میں بھی، ہم کس کی بات مانیں؟

جواب:... میں تو اس کا قائل ہوں کہ تبلیغ میں بھی جانا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو جہاد میں بھی جانا چاہئے۔ اور ایک دُوسرے سے اُلجھنا اور لڑنا نہیں چاہئے، وہ بھی دِین کا کام ہے، اور وہ بھی دِین کا کام ہے۔

یہ کہنا کہ: ''دعوت کے بغیر جتنے دِینی کام ہو رہے ہیں، وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں''

سوال:... ایک شخص جو کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہے، کہتا ہے کہ دعوت کے بغیر جتنے بھی دِینی کام ہو رہے ہیں، وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں، مثلاً شیعیت کے خلاف جو کام ہو رہا ہے، اس سے اُمت کو نقصان ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ختمِ نبوّت کی تحریک نے اُمت کو کچھ نہیں دیا، صرف حکومتی آئین میں کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھ دیا کہ قادیانی غیرمسلم ہیں، اس سے اُمتِ مسلمہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ کیا یہ علمائے کرام اور اکابرِ اُمت کی قربانیوں کی توہین نہیں ہے؟ شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... یہ صاحب اپنے ذہن کے مطابق ٹھیک کہتے ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ میں یا آپ اس کی رائے سے متفق بھی ہوں۔ اصل مدارِ حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں قبولیت پر ہے، جو آدمی خالص اللہ کی رضا کے لئے دِین کا کام کرتا ہے، اِن شاء اللہ وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ نتیجہ ہمارے اِختیار میں نہیں، بلکہ اللہ کے اِختیار میں ہے۔ بہت سے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسے

---

(۱) (هو فرض كفاية) كل ما فرض لغيره فهو فرض كفاية إذا حصل المقصود بالبعض .... (ابتداء) .... إن قام به البعض ولو عبيد أو نساء سقط عن الكل وإلّا يقم به أحد في زمن ما أثموا بتركه أي أثم الكل من المكلفين. وفي الشرح: وحاصله أن فرض الكفاية ما يكفي فيه إقامة البعض عن الكل لأن المقصود حصوله في نفسه من مجموع المكلفين كتغسيل الميت وتكفينه ورد السلام بخلاف فرض العين. (رد المحتار ج:۴ ص:۱۲۳، مطلب في الفرق بين فرض العين وفرض الكفاية، طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

ہوئے ہیں جنھوں نے اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو دِین کی دعوت دی، مگر ان پر ایک بھی آدمی اِیمان نہیں لایا۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو سال اپنی قوم کو دِینِ حق کی دعوت دیتے رہے، ان پر صرف اَسّی بیاسی آدمی اِیمان لائے۔[1] بہرحال مقصود رِضائے اِلٰہی ہے، اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں تو اس کے بعد کسی اور نتیجے کا اِنتظار نہیں۔ شرط یہ ہے کہ کام اللہ کے لئے کیا جائے، اللہ کی رِضا کے لئے کیا جائے اور شریعت کے خلاف نہ ہو۔ قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دِیا جانا، یہ حضراتِ علمائے کرام کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، واللہ اعلم!

کیا تبلیغ میں نکل کر خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ گنا ہے؟

سوال:... جو تبلیغ والے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکل کر اپنے اُوپر ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ روپے صدقہ کرنے کے برابر ملتا ہے، اور ایک نماز پڑھنے کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں جتنا ملتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔[2]

تبلیغی جماعت سے متعلق چند سوال

سوال:... تبلیغی جماعت والے کیسے لوگ ہیں؟

جواب:... بہت اچھے لوگ ہیں، اپنے دِین کے لئے مشقت اُٹھاتے ہیں۔

سوال:... تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلو، اللہ کے راستے میں ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے، لیکن میں نے سنا ہے کہ یہ ثواب جہاد فی سبیل اللہ میں ہے؟

جواب:... تبلیغی کام بھی جہاد فی سبیل اللہ کے حکم میں ہے۔

سوال:... تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ انفرادی عمل سے اجتماعی عمل افضل ہے۔

جواب:... اجتماعی کام میں شریک ہونا چاہئے، لیکن دُوسرے وقت میں اپنے انفرادی اعمال کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

---

(۱) وأُوحِی إلٰی نوح أنه لن یؤمن من قومک إلّا من قد اٰمن .... وما اٰمن معه إلّا قلیل۔ (ھود: ۳۶-۴۰)۔ قال الإمام ابن کثیر: (وما اٰمن معه إلّا قلیل) أی نَزْرٌ یَسِیْرٌ مع طول المدة، والمقام بین أظهرهم ألف سنة إلّا خمسین عامًا، فعن ابن عباس: کانوا ثمانین نفسًا ... إلخ۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۵۳۵، سورة هود، طبع رشیدیه)۔

(۲) یہ دواَحادیث کے مجموعے سے مستنبط کیا جاتا ہے وہ یہ ہیں: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الصلاة والصیام والذکر یضاعف علی النفقة فی سبیل الله عزّ وجلّ سبعمائة ضعف۔ (أبوداؤد ج:۱ ص:۳۳۸، باب فی تضعیف الذکر فی سبیل الله عزّ وجلّ)۔ والثانی: من أرسل بنفقة فی سبیل الله وأقام فی بیته فله بکل درهم سبع مائة درهم ومن غزیٰ بنفسه فی سبیل الله وأنفق فی وجه ذالک فله بکل درهم سبع مائة ألف درهم۔ (ابن ماجة ص:۱۹۸، باب فضل النفقة فی سبیل الله تعالیٰ)۔

کیا درس وتدریس، خطابت، فتویٰ کا کام کرنے والوں کے لئے بھی تبلیغی کام ضروری ہے وگرنہ آخرت میں پوچھ ہوگی؟

سوال:... تبلیغی جماعت کے کچھ ساتھیوں کا کہنا ہے کہ تمام اُمتِ مسلمہ کی ہدایت واِصلاح صرف اور صرف جماعت کی موجودہ ترتیب پر کام کرنے میں ہے، خواہ عوام الناس ہوں یا علمائے دِین، مدرّس حضرات ہوں یا مفتی صاحبان، ان کو بھی اس ترتیب پر کام کرنا چاہئے، نیز ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک عالم، مفتی، مدرّس جو صرف درس وتدریس، خطابت اور فتویٰ کا کام سرانجام دے رہا ہے، اور ایک عالم جو موجودہ ترتیب (تبلیغی ترتیب) پر بھی کام کررہا ہے، تو یہ اس عالم، اس مدرّس سے بڑھا ہوا ہے، جو اس ترتیب کو اِختیار نہیں کرتا۔ اور کچھ تبلیغی ساتھی ایسے عالمِ دِین کے درسِ قرآن میں (جو موجودہ ترتیب کو اِختیار نہیں کرتا) شریک نہیں ہوتے ہیں، کیا یہ نقطۂ نظر دُرست ہے؟

جواب:... اہلِ علم جو دِین کی ضروری خدمات میں مشغول ہیں ان کو بھی جب فرصت ملے تبلیغی جماعت کے کام کی نصرت کرنی چاہئے، تبلیغ والوں کا اپنے کام کو اَفضل کہنا ان کے اِعتبار سے صحیح ہے۔ اور عالمِ دِین کے درس میں شرکت نہ کرنا بےوقوفی ہے، اور عالمِ دِین کا جماعت کے کام کی مخالفت کرنا بھی حماقت ہے، نہ اس کو ثواب ملے گا، نہ ان کو۔

سوال:... بعض تبلیغی ساتھیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ تمام دُوسری ترتیبوں والوں کو اس ترتیب سے وقت لگانے کے بعد اپنی ترتیبوں میں کام کرنا چاہئے، کیونکہ یہ اِیمان کی تحریک ہے، اور ایسے علماء حضرات سے جو جماعت کی ترتیب پر کام نہیں کرتے، ان سے تمام ترشعبوں کو اِختیار کرنے کے باوجود اس کام کو نہ کرنے کی پوچھ ہوگی۔ کیا یہ خیال ٹھیک ہے؟

جواب:... اِن باتوں کو تبلیغ والے حضرات جانتے ہوں گے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ جو لوگ بھی اِخلاص کے ساتھ دِین کے کسی شعبے میں مشغول ہیں اِن شاء اللہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے، اور جو دِین کے خدام کی مخالفت کرتے ہیں، ان کے بارے میں خطرہ ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، واللہ اعلم!

کیا موجودہ تبلیغی جماعت کا کورس بدعت ہے؟

سوال:... زید کہتا ہے کہ وہ بات جو دِین نئی پیدا کی گئی ہو بدعت ہے، اس تعریف کی رُو سے مولانا محمد اِلیاسؒ کی تبلیغی جماعت کے موجودہ طریقۂ کار یعنی زندگی میں چار ماہ، سال میں چالیس دِن، ہر ماہ میں سہ روزہ، اور شبِ جمعہ وغیرہ بھی بہت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدینؓ اور دُوسرے صحابہ کرامؓ نیز تابعینؒ اور متقدمینؒ بزرگوں کے ہاں تبلیغ کا یہ مخصوص کورس کہیں بھی نہیں ملتا، اور پھر اس مخصوص کورس پر تبلیغی حضرات کا نہایت ہی پابندی سے عمل کرنا، کیا یہ کورس بدعت نہیں ہے؟ زید کہتا ہے کہ اس نے ایک ثقہ راوی سے سنا ہے کہ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا اسعد مدنی ابن مولانا حسین احمد مدنیؒ نے بھی اس جماعت کو ناپسند فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ زید مولانا عبدالسلام صاحب (آف نوشہرہ) خلیفہ خاص حضرت حکیم الامت مولانا

اشرف علی تھانویؒ کی کتاب ''شاہراہِ تبلیغ'' کا حوالہ بھی دیتا ہے جو کہ تبلیغی جماعت کے خلاف لکھی گئی ہے، اور جگہ جگہ اُسے بدعت ثابت کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ کتاب راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہے۔

جواب:... دِین کی دعوت و تبلیغ تو اعلیٰ درجے کی عبادت ہے، اور قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں جابجا اُس کی تاکید موجود ہے، دِین سیکھنے اور سکھانے کے لئے جماعتِ تبلیغ وقت فارغ کرنے کا جو مطالبہ کرتی ہے، وہ بھی کوئی نئی ایجاد نہیں، بلکہ ہمیشہ سے مسلمان اس کے لئے وقت فارغ کرتے رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تبلیغی وفود بھیجنا ثابت ہے۔ رہی سہ روزہ، ایک چلہ، تین چلہ اور سات چلہ کی تخصیص تو یہ خود مقصود نہیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان دِین کے لئے وقت فارغ کرنے کے تدریجاً عادی ہوجائیں اور ان کو رفتہ رفتہ دِین سے تعلق اور لگاؤ پیدا ہوجائے، پس جس طرح دِینی مدارس میں ۹ سالہ، سات سالہ (کورس) نصاب تجویز کیا جاتا ہے، اور آج تک کسی کو اس کے بدعت ہونے کا وسوسہ بھی نہیں، اسی طرح تبلیغی اوقات کو بھی بدعت کہنا صحیح نہیں۔

آپ کے ثقہ راوی کی یہ روایت کہ حضرت حکیم الاسلام مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ، حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ اور حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہٗ نے جماعتِ تبلیغ کو ناپسندیدہ قرار دِیا ہے، میرے علم کی حد تک صحیح نہیں۔ اس کے برعکس ان بزرگوں کا تبلیغی اِجتماعات سے خطاب کرنا اور اوقات کا مطالبہ کرنا میرے علم میں ہے۔

حضرت قاضی عبدالسلام صاحب مدظلہٗ کی کتاب میری نظر سے گزری ہے، اس میں نہ تو اس تبلیغی کام کو غلط کہا گیا ہے، نہ خاص اوقات کے مطالبے کو، بلکہ بعض افرادِ جماعت جو غلطیاں کرتے ہیں، اور بعض خام لوگوں کا جو ذہن غلط بن جاتا ہے، اُس کی اِصلاح کی گئی ہے۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کی نگارشات سے مجھے اِتفاق نہیں، اور کتاب کا لب و لہجہ بھی کافی سخت ہے۔ تاہم نفسِ تبلیغ کو وہ بھی غلط نہیں کہتے، اور ہماری گفتگو نفسِ تبلیغ ہی سے متعلق ہے۔ راقم الحروف اپنے عوارض و مشاغل کی وجہ سے تبلیغی جماعت کے نظام میں عملی حصہ نہیں لے سکتا، لیکن پورے شرحِ صدر کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس جماعت کے ظاہر و باطن اور اُصول و فروع کو خوب جانچ پرکھ کر دیکھا ہے، میرے علم میں اس سے بہتر اسلام کی داعی کوئی جماعت نہیں۔ جو لوگ کسی درجے میں بھی اس جماعت کے کام میں حصہ لے سکتے ہیں، ان کو اس سعادت سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اور جو کسی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکتے، کم از کم درجے میں ان کو اس کام کے حق میں کلمۂ خیر ضرور کہنا چاہئے، مخلص خدامِ دِین کی مخالفت بڑی سنگین بات ہے: ''مَن عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنته بالحرب!''[1]۔

تبلیغ والوں کا یہ کہنا کہ: ''جو اللہ کے راستے میں وقت نہیں لگاتے وہ گمراہ ہیں''

سوال:... تبلیغی جماعت والے اپنی تقریروں و بیانات میں بار بار یہ کہتے ہیں کہ جو اللہ کے راستے میں وقت نہیں لگاتے، وہ گمراہ ہیں، اور ان کے اندر اِیمان نہیں ہے۔ اگر وقت لگانا اتنا ہی ضروری ہے کہ اس کے بغیر ہدایت نہیں ملتی، تو پہلی صدی کے

(۱) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله قال: مَن عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنته بالحرب! ...الخ. (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع ج:۲ ص:۹۶۳).

مسلمانوں سے لے کر آج سے سو سال پہلے تک کے تمام مسلمان... نعوذ باللہ... گمراہ ہیں؟

۲:... تبلیغی جماعت والے بار بار اپنے بیانات میں علماء پر لعن طعن کرتے ہیں کہ علم اور چیز ہے، اور ہدایت اور چیز ہے، اور جو عالم اللہ کے راستے میں نہیں نکلتا، وہ بھی گمراہ ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:... آنجناب نے نمبر ۱ اور ۲ میں تبلیغ والوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اپنی پوری زندگی میں، میں نے یہ آپ کی تحریر میں پڑھا ہے۔ تبلیغی جماعت کے اکابر کے بیانات بھی ہمیشہ سنے، لیکن جو باتیں آپ نے ذِکر کی ہیں، یہ سننے میں نہیں آئیں۔ اگر کسی نے ایسا کہا ہو تو وہ قطعاً جاہل اور بیوقوف ہے، اس نے تبلیغ کو سمجھا ہی نہیں۔

عام آدمی اخلاقی تباہی کو دُور کرنے کے لئے کیا کرے؟

سوال:... ہم جیسا کوئی عام انسان اس اخلاقی تباہی کو دُور کرنے کے لئے کیا اِقدام کرسکتا ہے؟

جواب:... عام آدمی کو لازمی ہے کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اپنی اِصلاح کی فکر کرے، تاکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندہ نہ ہو، اسی کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو دُوسروں کی اِصلاح کی بھی کوشش کرے، تاکہ جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو شیطان کے چنگل سے چھڑا کر ان کو دوزخ سے بچایا جاسکے، اور اس اِصلاح کا سب سے بہترین طریقہ دعوت و تبلیغ کا کام ہے۔

کیا تبلیغ والوں کا شبِ جمعہ کا اِجتماع بدعت ہے؟

سوال:... ہمارے یہاں ایک اِمام مسجد کا کہنا ہے کہ تبلیغی مراکز میں شبِ جمعہ کا اِجتماع صحیح نہیں ہے، بلکہ بدعت ہے، کیونکہ تبلیغ والوں نے اس شب کو عبادت اور وعظ و نصیحت کے لئے مخصوص کر رکھا ہے، جبکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ جمعہ کو عبادت کے لئے مخصوص کرنے سے منع فرمایا ہے۔ وہ اس حدیث کا حوالہ مسلم شریف کے صفحہ:۶۱ یا ۱۶۱ پر بتاتے ہیں، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اس کا مفہوم کیا ہے؟

جواب:... تبلیغ والے ماشاء اللہ اپنے پاس بڑے بڑے اکابر علماء رکھتے ہیں، اور سارا کام علمائے کرام کے مشورے سے ہوتا ہے، یہ ناکارہ تو ان کے پاسنگ بھی نہیں ہے۔ کسی کو اگر اِعتراض کرنا ہے تو اس کی مرضی کرتا رہے، لیکن تبلیغ والوں کا عمل صحیح ہے، واللہ اعلم!

چالیس دن، چار مہینے، سات مہینے، سال کے لئے بیوی کو چھوڑ کر تبلیغ میں جانا کیسا ہے؟

سوال:... اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک چالیس دن، چار مہینے، سات مہینے یا ساڑھے سات مہینے اور سال کے لئے جماعتیں جاتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کو چار مہینے سے زیادہ اپنے گھر اور بیوی سے دُور رہنے سے منع فرمایا تھا، بیرونِ ملک یا اندرون سات یا ساڑھے سات مہینے یا سال کے لئے بیوی کو چھوڑ کر جانے سے اس حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہوتی؟

جواب:... ہر شخص کے حالات مختلف ہوتے ہیں، ہر شخص کو اپنے حالات لکھ کر مشورہ کرنا چاہئے۔

کیا تبلیغی اپنے اِجتماعات میں غیرتبلیغی کو بیان نہیں کرنے دیتے؟

سوال:... تبلیغی لوگ اپنے اِجتماعات میں کسی ایسے عالم کو تقریر نہیں کرنے دیتے جو وقت نہ لگاتا ہو، اور جو عالم نہ بھی ہو، مگر اس کا وقت لگا ہو، اس کو بیان کرنے دیتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل ٹھیک ہے؟

جواب:... یہ بات غلط ہے کہ تبلیغ والے صرف اسی کو بیان کے لئے کہتے ہیں، جس نے وقت لگایا ہو، حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی، حضرت مفتی محمد کفایت اللہ، حضرت مولانا قاری محمد طیب، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مراقدہم باقاعدہ تبلیغی اِجتماعات اور تبلیغی مجمع میں بیان فرماتے رہے ہیں، البتہ میرے جیسا آدمی، جو تبلیغ کو سمجھتا ہی نہیں، اس کو غالباً کھڑا نہیں کرتے ہوں گے۔

دُوسروں کی اِصلاح کی فکر کرنے میں لوگوں کے طعنے

سوال:... میں ارکانِ اسلام کی پابندی کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ دُوسروں کو بھی اچھی بات بتاؤں، لیکن جواب میں مجھے طعنے دیئے جاتے ہیں، اِنفرادی اور اِجتماعی طور پر مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... آپ کے اِیمانی جذبات لائقِ قدر ہیں، مگر چند باتوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

۱:... قیامت کے دن ہر شخص سے اس کے اعمال و اخلاق کا سوال ہوگا، اس لئے سب سے اہم ترین فرض یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں۔

۲:... دُوسروں کو دِینِ حق کی دعوت دینا بھی ضروری ہے، لیکن دعوت کے اُصول کو سیکھنا اور ان کی مشق کرنا لازم ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کا حوصلہ دیکھئے! لوگوں نے ان کو کیا کیا نہیں کہا، مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سب کچھ برداشت کیا۔

۳:... ہر مسلمان کی اِصلاح کی فکر کرنی چاہئے، لیکن ساری دُنیا انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت سے نہیں مانی، اس لئے منوانے کی فکر چھوڑ دینی چاہئے۔

۴:... اہلِ بدعت سے نفرت، علامتِ اِیمان میں سے ہے، لیکن اس میں بھی حدِ اِعتدال سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔

شیعوں اور قادیانیوں کو تبلیغ میں نکلنے کی دعوت دینا

سوال:... بعض دفعہ خروج دُخول میں یہ لوگ شیعوں اور قادیانیوں کو بھی نکالتے ہیں، یہ اچھی چیز ہے؟

جواب:... کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ قادیانی یا شیعہ ہے، اس کے بارے میں تو میں کہہ نہیں سکتا، ورنہ کسی قادیانی یا شیعہ کے تبلیغ میں نکلنے کی دعوت نہیں دیتے، والسلام!

''فضائلِ اعمال'' پر چند شبہات کا جواب

سوال:... ایک دوست انڈیا سے کتاب لائے ہیں: ''تبلیغی نصاب، ایک مطالعہ'' تابش مہدی صاحب نے تحریر کی ہے، ان کی دعوت یہ ہے کہ ''تبلیغی نصاب'' میں موضوع، ضعیف اور عقل سے بعید، کتاب وسنت کی تعلیمات کے برعکس واقعات اور سب کچھ ہی اس تبلیغی نصاب میں موجود ہے۔ اور شیخ الحدیثؒ نے عربی میں احادیث لکھ دی ہیں اور عربی ہی میں بتادیا کہ یہ روایت موضوع ہے، ضعیف ہے یا مردود۔ مگر اُردو میں یہ نہیں لکھا جو بے ایمانی میں آتی ہے۔ اور گزارش کی ہے کہ علمائے دیوبند اس کتاب سے ایسی احادیث اور حکایات وخواب دُور کردیں جو اسلامی مزاج سے میل نہیں کھاتی ہیں، اور یہ کتاب صرف رضائے الٰہی کے لئے اور گمراہیت سے بچانے کے لئے ہی لکھی ہے۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ دیوبند کے بڑے بڑے اکابر بھی شیخ الحدیثؒ کی اس کتاب سے واقف ہیں اور ان کی حیات میں جب بھی اکابرِ دیوبند سے کہا گیا تو جواب یہ ملا کہ: ''اگر تبلیغی نصاب کی مندرجہ بالا غلطیوں پر تنقید کی گئی تو شیخ الحدیثؒ ناراض ہوجائیں گے'' اور یہ بات شرع سے ہٹ کر تھی، اس لئے تابش مہدی صاحب نے جو کہ مدیر ''الایمان'' دیوبند ہیں، یا تھے، اس طرف توجہ فرمائی اور ہمت کی، وغیرہ وغیرہ۔ آج اسی کتاب کی بدولت بہت سے دوست جو کہ پہلے بھی کچھ اس جماعت سے متنفر تھے، اب تو ایک ہتھیار ان کے ہاتھ ہے، حق بات، حق ہی ہوتی ہے، (بشرطیکہ حق کی تفصیل وہ جانتا ہو)، میں یہ صلاحیت نہیں رکھتا، اس لئے حضرت کی خدمت میں یہ چند چیزیں عرض کرتا ہوں۔

۱:... ''تحریفِ قرآن کا عظیم نمونہ'' کے تحت جو کچھ لکھا ہے، خلاصہ لکھ دیتا ہوں۔ قرآنِ حکیم کی کسی بھی آیت یا جملے کا وہ مفہوم اخذ کرنا جو منشائے خداوندی کے برعکس ہو، تحریف کہلاتا ہے، اور جس نے قرآنِ حکیم میں تحریف کی، گویا اسلام کی بنیاد ہلادی، اور ایسے شخص کا تعلق اسلام سے کس حد تک قائم رہ سکتا ہے؟ قارئین واقف ہیں کہ سورۂ قمر کی آیت: ''**ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدّکر**'' کا ترجمہ ہر عالم نے وہی کیا ہے جو منشائے خداوندی ہے، اس کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الہندؒ، مولانا شاہ رفیع الدینؒ، مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ پیش کیا، پھر شیخ سعدیؒ وشاہ ولی اللہؒ کا ترجمہ پیش کیا گیا، ایک ترجمہ لکھ دیتا ہوں: ''تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت پکڑنے کے لئے آسان کردیا ہے، پھر ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا'' فضائل قرآن ص:۵۴ پر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ یاد ہوجانا درحقیقت یہ خود قرآن شریف کا ایک کھلا معجزہ ہے، ورنہ اس سے آدھی، تہائی مقدار کی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریب بہ محال ہے، اس وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے اس کے یاد ہوجانے کو سورۂ قمر میں بطور احسان ذکر فرمایا، اور بار بار اس پر تنبیہ فرمائی، آیت کا ترجمہ: ''ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لئے سہل کر رکھا ہے، کوئی ہے حفظ کرنے والا'' (فضائل اعمال ص:۲۶۰)۔

۲:... حضرت شیخ الحدیثؒ کے والد اور حضرت حسینؓ کے تحت ہے: سیّد السادات حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ سے بھی ایک سال چھوٹے تھے، اس لئے ان کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی، یعنی چھ برس اور چند مہینے کی، چھ برس کا بچہ کیا دِین کی باتوں کو محفوظ کرسکتا ہے؟ لیکن اِمام حسینؓ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں، محدثین نے

انہیں اس جماعت میں شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۶۳ میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے فائدہ کے تحت یہ بتایا ہے کہ اس قسم کے ذہانتی واقعات حضرت حسینؓ ہی نہیں، دُوسرے بہت سے صحابہؓ کی زندگیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر فائدے کے ضمن میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس سے بھی زیادہ قابلِ ذکر ذہانت کا تذکرہ بایں انداز فرمایا ہے: ''میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے بھی بار بار سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب کا جب دُودھ چھڑایا گیا تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا، اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا، اور اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے مخفی فارسی کا بھی معتد بہ حصہ بوستان، گلستان، سکندر نامہ وغیرہ بھی پڑھ چکے تھے (ایضاً ص:۱۶۴)۔

ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مؤلفؒ نے کس سادگی اور حکمت کے ساتھ اپنے باپ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دُوسرے صحابہؓ واکابر پر فوقیت دے دی، اگر حضرت حسینؓ نے چھ برس کی عمر میں چند حدیثیں یاد کرلیں تو کون سی قابلِ ذکر بات ہوگئی، اس قسم کی ذہانتیں تو دُوسرے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر باعثِ حیرت بات تو یہ ہے کہ حضرت شیخؒ کے والد نے ماں کا دُودھ چھوڑنے سے قبل ہی پاؤ پارہ حفظ کرلیا جبکہ بچے اس عمر میں بول بھی مشکل پاتے ہیں، یہ واقعہ بیان کرکے مؤلفِ محترم نے اپنے والد کو نہ صرف یہ کہ صحابہ کرامؓ پر فوقیت دے دی بلکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام سے بھی آگے بڑھادیا، اس قسم کے واقعات تو ان کی زندگیوں میں شاذ و نادر ہی ملیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی گود میں محض چند ہی الفاظ بول سکے تھے، جبکہ یہاں پاؤ پارہ حفظ کا ذکر ہے۔

۳:... ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عظیم بہتان'' کے تحت ہے: خون کو خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ کسی کا بھی خون ہو، ارشادِ خداوندی ہے: ''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ'' (النحل:۱۱۵) سورۂ بقرہ آیت:۱۷۳ اور سورۃ المائدۃ آیت:۳ میں بھی یہ حکم من و عن موجود ہے، یہ ایک مُسلّمہ اُصول ہے کہ جس معاملے میں قرآن یا حدیث کا صریح حکم موجود ہو، اس میں کسی قسم کی تاویل و منطق کی گنجائش نہیں باقی رہتی۔ لہٰذا قرآن کی رُو سے خون ہمیشہ ہمیشہ اور ہر فردِ بشر کے لئے حرام ہے، اب اگر اپنی مرضی سے کوئی اسے جائز قرار دیتا ہے تو گویا وہ خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ان معروضات کے بعد شیخ الحدیثؒ کی ایک کاوشِ فکر ملاحظہ فرمائیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اس کو کہیں دبادیں، وہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبادیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کہاں؟ عرض کیا: میں نے پی لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بدن میں میرا خون جائے گا، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی (حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۳)۔

لگے ہاتھوں اسی مضمون کی دُوسری روایت بھی ملاحظہ ہو۔

اُحد کی لڑائی میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور یا سرِ مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے.... الخ، تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد مالک بن سنان نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا.... الخ (حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۳)۔ دُوسری روایت میں نے صرف اشارے کے طور پر لکھ دی ہے، پوری نہیں لکھی۔

ایک ہی مضمون کی یہ دو منقولہ روایتیں ہیں، ایک خمیس کے حوالے سے، اور دُوسری قرۃ العیون کے حوالے سے، یہ دونوں کتابیں اہلِ علم کے نزدیک ''میلادِ اکبر''، ''میلادِ گوہر'' یا ''یوسف زلیخا'' اور ''جنگ زیتون'' جیسی غیرمستند اور گمراہ کن ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی خلافِ شریعت حرکت کوئی صحابیٔ رسول دانستہ ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا، ایسے خون کا حرام ہونا قرآن مجید میں صریح طور پر موجود ہے، لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے بادلِ نخواستہ یہ فرض ہی کرلیا جائے کہ حضرت ابنِ زبیر اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہما نے محبت میں آکر اپنے محبوب کا خون پی لیا ہوگا، اگرچہ دِل اس کے لئے بھی آمادہ نہیں ہے، مگر یہ بات کس طرح مان لی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کو اس خلافِ قرآن عمل سے روکنے یا منع کرنے کے بجائے انہیں دوزخ سے خلاصی کی خوشخبری دے دی اور یہ کہہ کر کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکے گی، آئندہ کے لئے اجازت بلکہ ترغیب دی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول تھے، نبی و رسول کا ایک ایک سانس اس کی شریعت کا نمائندہ ہوتا ہے، نبی کی زبان سے نکلی ہوئی بات شریعت بن جاتی ہے، اس لئے ایسی عظیم ہستی کی طرف اس قسم کی غلط بات کا انتساب حد درجہ ناجائز اور نادُرست ہے، ان سب کے علاوہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافتِ طبعی بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہے۔

غالباً حضرت شیخ الحدیثؒ کی نظر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ضرور گزری ہوگی: ''من کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوأ مقعده من النّار''، بلاشبہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے یہ بے سند روایت بیان کرکے رسول پر ایک عظیم اِتہام کا ارتکاب کیا ہے، پھر فائدہ کے نوٹ میں لکھا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں، اس لئے اس میں کوئی اِشکال نہیں (حکایاتِ صحابہؒ ص:۱۷۲)۔ لیکن موصوف مرحوم نے یہ نہ بتایا کہ انہیں یہ بات کہاں سے ملی؟ براہِ راست قرآن میں موجود ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟ یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کا ثبوت دیا؟ آگے لکھا ہے: خیر! محترم شیخ الحدیثؒ تو اس دُنیا میں نہیں رہے، ان کے خلفاء ہی کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ کسی مستند حوالے سے کم از کم ایسے کسی ایک ہی صحابی کی نشاندہی فرمائیں جس نے آپ کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ نوشِ جاں فرماکر اُمت کے لئے حلال اور پاک ہونے کا ثبوت دیا ہو، میں ان کا بے حد ممنون و متشکر ہوں گا۔

۴:... ''یہ اعجوبے'' کے تحت میں، میں ایک ہی بات نقل کرتا ہوں، فضائل صدقات ص:۲۷۴ پر ایک بزرگ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ روزانہ ۱۰۰۰ رکعتیں کھڑے ہوکر، ۱۰۰۰ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، جبکہ ایک رکعت فی منٹ کے حساب اس طرح ۳۳ گھنٹوں میں ممکن ہے، اور شب و روز میں کل ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں، آخر مزید ۹ گھنٹے کہاں سے آئے؟ جواب کا منتظر رہوں گا۔

مہتاب احمد، سلطنت عمان

جواب:... بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

تابش مہدی کی یہ کتاب کئی سال پہلے نظر سے گزری تھی، اور بعض احباب کے اصرار پر یہ داعیہ بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا کہ اس کا جواب لکھا جائے، لیکن کتاب کے مطالعے کے بعد معلوم ہوا کہ کتاب کا مصنف نہ تو علمِ حدیث کے فن سے واقف ہے، اور نہ دیگر

اسلامی علوم پر اس کی نظر ہے، اس بے چارے کے علم و فہم کا حدودِ اَربعہ کچھ اُردو کتب و رسائل کا سطحی مطالعہ ہے، اور بس...! ایسے شخص کی تردید کے درپے ہونا محض اضاعتِ وقت ہے۔

دُوسری طرف حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے رسائل کو حق تعالیٰ شانہ نے ایسی مقبولیت عطا فرما رکھی ہے کہ دُنیا بھر کی مختلف زبانوں میں ان رسائل کا مذاکرہ ہو رہا ہے، اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں شاید ایک لحہ بھی ایسا نہ گزرتا ہوگا، جس میں دُنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ان رسائل کے سننے سنانے کا شغل جاری نہ رہتا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ مقبولیت محض من جانب اللہ ہے، کسی انسان کی سعی و کسب کا نتیجہ نہیں۔ پس جبکہ حضرت مصنفؒ کے اِخلاص و للّٰہیت کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے ان کتابوں کو ایسی خارقِ عادت مقبولیت عطا فرما رکھی ہے تو تابش مہدی جیسے لوگوں کی سطحی تنقید سے ان کا کیا بگڑتا ہے؟

علاوہ ازیں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جس شخصیت کو من جانب اللہ شرفِ قبولیت کا جامہ پہنایا جاتا ہے، کچھ لوگ ایسی شخصیت کی پوستین دری اور اس پر بے جا تنقید کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیتے ہیں، اس قانون سے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

”وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔“ (الأنعام:۱۱۲)

ترجمہ:... ”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دُشمن بہت سے شیطان پیدا کئے، کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعضے دُوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکے میں ڈال دیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کرسکتے، سو ان لوگوں اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور یہ چیز ان اکابر کے رفعِ درجات کا ذریعہ ہے، جیسا کہ شیعہ کے اتہامات آج تک حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے رفعِ درجات کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ اس سنت اللہ کے مطابق حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے مقابلے میں بھی تابش مہدی جیسے لوگوں کا وجود ضروری تھا، اب اگر تابش مہدی کے تمام الزامات کا معقول اور مدلل جواب بھی لکھ دیا جائے تب بھی ان صاحب کو ”رُجوع“ کرنے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی توفیق نہیں ہوگی، بلکہ شیطان ان کو نئے نئے نکتے تلقین کرتا رہے گا۔

الغرض! ان وجوہ و اسباب کی بنا پر تابش مہدی کے تنقیدی رسالے کا جواب لکھنا غیرضروری بلکہ کارِ عبث معلوم ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا گرامی نامہ بھی کئی مہینوں سے رکھا ہے، لیکن اس کا جواب دینے کو جی نہ چاہا، آج آپ کی خاطر دِل پر جبر کرکے قلم ہاتھ میں لیا ہے، کوشش کروں گا کہ آپ کے چار سوالوں کا جواب گو مختصر ہو، مگر شافی ہو تاکہ آپ کی پریشانی دُور ہوجائے۔

ا:... تحریفِ قرآن کا الزام:

سورہ قمر کی آیت:۲۲ ”وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ“ کا جو ترجمہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ”فضائلِ قرآن“ میں کیا ہے، یعنی: ”ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لئے سہل کر رکھا ہے، کوئی ہے حفظ کرنے والا؟“

تابش مہدی اپنے محدود سطحی مطالعے کی بنا پر اس کے بارے میں تحریفِ قرآن کا ''فتویٰ'' صادر فرماتے ہیں، کیونکہ یہ ترجمہ عام اُردو تراجم کے خلاف ہے، اگر ان کو مستند عربی تفاسیر کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کا بیان کردہ بھی صحیح ہے اور یہ بھی سلف صالحین سے منقول ہے، کیونکہ اس آیتِ کریمہ کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں، اور اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں۔

ایک یہ کہ: ''ہم نے قرآن کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے۔''

اور دُوسرا یہ کہ: ''ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔''

بعض اکابر نے دونوں مفہوم نقل کردیئے ہیں، اور بعض نے صرف ایک کو اختیار فرمایا ہے، اور بعض نے دونوں کو ذکر کرکے ایک کو ترجیح دی ہے، جو مفہوم حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے اختیار کیا ہے، اس کے لئے چند تفاسیر کے حوالے ذکر کردینا کافی ہے۔

۱:...تفسیر جلالین میں ہے:

''سهّلناه للحفظ أو هيّاناه للتذكر'' (جلالین ج:۲ ص:۴۴۱ سورة القمر)

ترجمہ:...''ہم نے اس کو آسان کردیا ہے حفظ کے لئے، یا مہیا کر رکھا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لئے۔''

۲:...تفسیر کشاف میں ہے:

''أى سهّلناه للادّكار والإتّعاظ ..... وقيل: ولقد سهّلناه للحفظ وأعنّا عليه من أراد حفظه، فهل من طالب لحفظ ليعان عليه .... ويروى أن كتب أهل الأديان نحو التوراة والإنجيل لَا يتلوها أهلها الّا نظرًا، ولَا يحفظونها ظاهراً كما القرآن۔'' (ج:۴ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...''ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر رکھا ہے.....اور کہا گیا ہے کہ ہم نے اس کو حفظ کرنے کے لئے آسان کر رکھا ہے، اور جو شخص اس کو حفظ کرنا چاہے اس کی اعانت اپنے ذمے لے رکھی ہے، پس ہے کوئی اس کے حفظ کرنے والا کہ اس کی مدد کی جائے؟ مروی ہے کہ پہلے ادیان کے لوگ اپنی کتابیں ناظرہ پڑھ سکتے تھے، قرآن کی طرح حفظ نہیں پڑھ سکتے تھے۔''

۳:...اِمام ابنِ جوزیؒ زاد المسیر میں لکھتے ہیں:

''﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ﴾ أى سهّلناه ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أى للحفظ والقرائة ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أى من ذاكر يذكره ويقرأه، والمعنى هو الحث علىٰ قرائته وتعلمه، قال سعيد ابن جبير: ليس من كتب الله كتاب يقرأ كلّه ظاهرًا الّا القرآن۔'' (زاد المسیر ج:۸ ص:۹۴،۹۵)

ترجمہ:...''اور ہم نے آسان کردیا قرآن کو ذکر کرکے، یعنی حفظ و قرأت کے لئے، پس کیا ہے کوئی یاد کرنے والا، جو اس کو یاد کرے اور پڑھے؟ اور مقصود قرآنِ کریم کی قرأت اور اس کے سیکھنے کی ترغیب دِلانا ہے۔

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ: قرآنِ کریم کے سوا کتبِ الٰہیہ میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو پوری کی پوری حفظ پڑھی جاتی ہو۔''

امام ابنِ جوزیؒ نے صرف وہی مفہوم اختیار کیا ہے جو حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ''فضائلِ قرآن'' میں ذکر فرمایا۔

۴:...تفسیر قرطبی میں ہے:

''أی سهّلناه للحفظ وأعنّا علیه من أراد حفظه فهل من طالب لحفظه فیعان علیه .... وقال سعید بن جبیر: لیس من کتب الله کتاب یقرأ کله ظاهرًا الّا القرآن۔''

(ج:۱۷ ص:۱۳۴)

ترجمہ:...''یعنی ہم نے اس کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے اور جو شخص اس کو حفظ کرنا چاہے اس کی اعانت کی ہے، پس کیا کوئی اس کو حفظ کرنے کا طالب ہے کہ اس کی اعانت کی جائے؟ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: کتبِ الٰہیہ میں قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں جو پوری حفظ پڑھی جاتی ہو۔''

امام قرطبیؒ نے بھی صرف اسی مفہوم کو لیا ہے۔

۵:...تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

''أی سهّلناه لفظه، ویسرنا معناه لمن أراد لیتذکّر الناس ...... قال مجاهد: ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ﴾ یعنی هوّنّا قرائته، وقال السدّی: یسرنا تلاوته علی الألسن، وقال الضحاک: قال ابن عباس رضی الله عنه: لو لا أن الله یسّره علٰی لسان الآدمیین ما استطاع أحد من الخلق أن یتکلم بکلام الله عزّ وجلّ وقوله: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ أی فهل من متذکر بهٰذا القرآن الذی یسّر الله حفظه ومعناه۔''　(مختصر تفسیر ابنِ کثیر ج:۳ ص:۴۱۰)

ترجمہ:...''یعنی جو شخص قرآن کو حاصل کرنا چاہے ہم نے اس کے لئے اس کے الفاظ کو سہل اور اس کے معنی کو آسان کردیا ہے، تاکہ لوگ غور کریں...... امامِ تفسیر مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے قرآن کو آسان کردیا ہے یاد کے لئے'' یعنی اس کے پڑھنے کو آسان کردیا ہے۔ سدیؒ کہتے ہیں کہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی تلاوت کو زبانوں پر آسان کردیا ہے۔ اور ضحاکؒ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی زبانوں پر اس قرآن کو آسان نہ کردیا ہوتا تو مخلوق میں سے کوئی بھی کلامِ الٰہی کو زبان سے ادا نہ کرسکتا۔'' ''فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ'' یعنی کیا کوئی اس قرآن کے ساتھ نصیحت حاصل کرنے والا ہے جس کے حفظ و معنی کو اللہ تعالیٰ نے آسان کردیا ہے، (اور آگے ابنِ شوذبؒ، مطر ورّاقؒ اور قتادہؒ سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے)۔''

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ جو مفہوم حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ذکر فرمایا، وہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے اِمام مجاہد، قتادہ، ضحاک، مطر ورّاق اور سدی رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

۶:... تفسیر البحر المحیط میں ہے:

"أی للادّکار والاتّعاظ .... وقیل: للذکر للحفظ، أی سهّلناه للحفظ ..... وقال ابن جبیر: لم یستظهر شیء من الکتب الإلٰهیة غیر القرآن۔"

(ج:۸ ص:۱۷۸ طبع دار الفکر، بیروت)

ترجمہ:... "یعنی ہم نے قرآن کو نصیحت کرنے کے لئے آسان کردیا ہے..... اور کہا گیا ہے کہ ذکر سے مراد حفظ ہے، یعنی ہم نے اس کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے..... ابنِ جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: قرآن کے سوا کتبِ اِلٰہیہ میں سے کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی۔"

۷:... تفسیر رُوح المعانی میں ہے:

"للذکر أی للتذکر والإتّعاظ ..... وقیل: المعنی سهّلنا القرآن للحفظ ..... فهل من طالب لحفظه لیعان علیه؟ ومن هنا قال ابن جبیر: لم یستظهر شیء من الکتب الإلٰهیة غیر القرآن، وأخرج ابن المنذر وجماعة عن مجاهد أنه قال: یسّرنا القرآن هونّا قرائته۔"

(تفسیر روح المعانی ج:۲۷ ص:۱۱۸ سورة القمر:۱۷، طبع رشیدیه کوئٹه)

ترجمہ:... "ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے یعنی نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے..... اور کہا گیا ہے کہ: آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے..... پس کیا کوئی اس کے حفظ کرنے کا طالب ہے کہ حفظ کرنے کے لئے اس کی اعانت کی جائے۔ اسی بنا پر سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: کتبِ اِلٰہیہ میں قرآن کے علاوہ کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی۔ ابنِ منذرؒ اور ایک جماعت نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے قرآن کو سہل کر رکھا ہے، یعنی ہم نے اس کی قرأت کو آسان کر رکھا ہے۔"

۸:... تفسیر مظہری میں ہے:

"أی للادّکار والإتّعاظ بأن ذکرنا فیه أنواع المواعظ والعبر والوعید وأحوال الأمم السابقة، والمعنی یسّرنا القرآن للحفظ بالإختصار وعذوبة اللفظ۔" (ج:۹ ص:۱۳۸)

ترجمہ:... "یعنی ہم نے قرآن کو آسان کردیا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لئے بایں طور کہ ہم نے اس میں انواع و اقسام کی نصیحتیں، عبرتیں، وعیدیں اور گزشتہ اُمتوں کے حالات ذکر کردئیے ہیں، یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو اِختصار اور الفاظ کی شیرینی کے ذریعہ حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔"

۹:... تفسیر بغوی میں ہے:

"﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا﴾ سهّلنا ﴿الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ﴾ ليتذكر ويعتبر به، وقال سعيد بن جبير: يسّرناه للحفظ والقرائة، وليس شيء من كتب الله يقرأ كلّه ظاهرًا الّا القرآن۔"

(تفسير البغوى المسمّٰى معالم التنزيل ص:۲۶۱، سورة القمر آية:۱۷، طبع إدارة تاليفات اشرفيه)

ترجمہ:... "اور ہم نے قرآن کو سہل کر رکھا ہے ذکر کے لئے، تاکہ اس کے ذریعہ نصیحت و عبرت حاصل کی جائے، اور سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے اس کو حفظ و قرأت کے لئے آسان کر رکھا ہے، اور کتبِ الٰہیہ میں قرآنِ کریم کے علاوہ اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس کو حفظ کیا جاتا ہو۔"

۱۰:... تفسیر کبیر میں ہے:

"ثم قال تعالٰى: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ وفيه وجوه، الأوّل: للحفظ، فيمكن حفظه ويسهل، ولم يكن شيء من كتب الله تعالٰى يحفظ علٰى ظهر القلب غير القرآن، وقوله تعالٰى: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أى هل من يحفظه ويتلوه؟"

(تفسیر کبیر للرازی ج:۱۰ ص:۳۰۰ طبع مکتبہ علوم اسلامیہ اُردو بازار لاہور)

ترجمہ:... "پھر فرمایا: "اور ہم نے قرآن کو آسان کر رکھا ہے، پس کیا ہے کوئی یاد کرنے والا؟" اس میں کئی وجوہ ہیں، اوّل یہ کہ ذکر کے لئے، سے مراد ہے: "حفظ کرنے کے لئے" پس اس کا حفظ کرنا ممکن اور سہل ہے، اور کتبِ الٰہیہ میں قرآن کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جو زبانی حفظ کی جاتی ہو۔ اور ارشادِ خداوندی "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" کا مطلب یہ ہے کہ ہے کوئی جو اس کو حفظ کرے اور اس کی تلاوت کرے؟"

مندرجہ بالا حوالوں سے واضح ہوا ہوگا کہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے ذکر کردہ مفہوم کو نہ صرف یہ کہ اکابر مفسرین نے ذکر کیا ہے، بلکہ بہت سے اکابر نے تو یہی مفہوم بیان فرمایا ہے، اور اس مفہوم کے بیان کرنے والوں میں نام آتے ہیں: حضرت ترجمان القرآن عبداللہ بن عباسؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت قتادہؒ اور مطر ورّاق جیسے اکابر صحابہؓ و تابعینؒ کے۔ لیکن تابش مہدی صاحب کے نزدیک یہ مفہوم بیان کرنا قرآنِ کریم کی تحریف ہے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

اس وضاحت کے بعد تابش مہدی سے دریافت کیا جائے کہ کیا ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور ایک جلیل القدر محدث اور عارفِ ربانی پر تحریف کا الزام واپس لینے کی توفیق ہوگی؟ اور کیا ان کے خیال میں مندرجہ بالا اکابر مفسرین سب کے سب قرآن کی تحریف کرنے والے تھے؟ نعوذ باللہ من الجهل والغباوة!

۲:... اپنے والد کو حضراتِ صحابہؓ پر فوقیت دینے کی تہمت

حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچپن کی یادداشت کے جو واقعات لکھے ہیں، ان کے تحت یہ فائدہ درج فرمایا ہے:

"بچپن کا زمانہ حافظے کی قوت کا زمانہ ہوتا ہے، اس وقت کا یاد کیا ہوا کبھی بھی نہیں بھولتا، ایسے وقت

میں اگر قرآن پاک حفظ کرادیا جائے تو نہ کوئی دِقت ہو، نہ وقت خرچ ہو۔“

اور پھر اس فائدہ کی وضاحت کے لئے اپنے والد ماجدؒ کا قصہ ذکر فرمایا ہے، اس کے آخر میں لکھتے ہیں:

”یہ پُرانے زمانے کا قصہ نہیں ہے، اسی صدی کا واقعہ ہے، لہٰذا یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ صحابہؓ جیسے قویٰ اور ہمتیں اب کہاں سے لائی جائیں؟“

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ فائدہ میں جو بچپن کے اندر قرآنِ کریم حفظ کرانے کی ترغیب دی گئی تھی کہ اس کی تائید کے لئے والد ماجدؒ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

”حکایاتِ صحابہؓ“ جب سے تألیف ہوئی ہے، اس کو بلا مبالغہ کروڑوں انسانوں نے پڑھا سنا ہوگا، لیکن اس واقعے کے سیاق و سباق سے یہ خبیث مضمون کبھی کسی کے ذہن میں نہیں آیا، جو تابش مہدی نے اخذ کیا ہے، جو مضمون نہ مصنف کے ذہن میں ہو، نہ اس کی سیاق و سباق سے اخذ کیا جاسکتا ہو، اور نہ اس کے لاکھوں قاریوں کے حاشیہ خیال میں بھی گزرا ہو، اس کو مصنف کی طرف منسوب کرنا، آپ ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ دیانت و امانت کی کون سی قسم ہے؟

اور حضرتِ شیخؒ کے والد ماجدؒ کے واقعے کا سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنا بھی حماقت و غباوت کی حد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ولادت کے ابتدائی اَیام کا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے کہ پیدائش کے بعد حضرت مریم رضی اللہ عنہا بچے کو اُٹھائے ہوئے قوم میں آئیں، لوگوں نے دیکھتے ہی چہ میگوئیاں شروع کیں اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بارے میں ناشائستہ الفاظ کہے، ان کے جواب میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے بچے کی طرف اشارہ کردیا، تب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا، وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا، وَبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا، وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔“ (مریم:۳۳)

ترجمہ:... ”وہ بچہ (خود ہی) بول اُٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب (یعنی اِنجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنادے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا، میں جہاں کہیں بھی ہوں، اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دُنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا، اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا، اور جس روز مروں گا، اور جس روز (قیامت) میں زندہ کرکے اُٹھایا جاؤں گا۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

کہاں طفل یک روزہ کا ایسی فصیح و بلیغ تقریر کرنا، اور کہاں دو سال کے بچے کا قرآنِ کریم کی چند سورتیں یاد کرلینا! کیا ان دونوں کے درمیان کوئی مناسبت ہے...؟

تابش مہدی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، لیکن اہلِ عقل جانتے ہیں کہ ڈیڑھ سال کا بچہ عموماً بولنے لگتا ہے، اب اگر چھ مہینے

کی طویل مدّت میں حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے والد ماجدؒ نے پاؤ پارہ یاد کرلیا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ اور اس کا موازنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزۂ تکلم فی المہد سے کرنا تابش مہدی جیسے غیر معمولی ''ذہین'' لوگوں ہی کا کام ہوسکتا ہے، ورنہ کون عقل مند ہوگا جو دوڈھائی سالہ بچے کے چند چھوٹی سورتیں یاد کرلینے کو ایک خارقِ عادت واقعہ اور معجزۂ عیسوی سے بالاتر اُعجوبہ سمجھنے لگے...؟

۳:... حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کا واقعہ

تیسرے سوال کے تحت تابش مہدی نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا تجزیہ کیا جائے تو دو بحثیں نکلتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ابنِ زبیر اور ملک بن سنان رضی اللہ عنہما کے جو واقعات حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ذکر فرمائے ہیں، وہ مستند ہیں یا نہیں؟ دُوسری بحث یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا کیا حکم ہے، وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

جہاں تک پہلی بحث کا تعلق ہے، اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ دونوں واقعے مستند ہیں، اور حدیث کی کتابوں میں سند کے ساتھ روایت کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ متعدّد سندوں کے ساتھ متعدّد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے، حوالے کے لئے درج ذیل کتابوں کی مراجعت کی جائے:

مستدرک حاکم (ج:۳ ص:۵۵۴)، حلیۃ الاولیاء (ج:۱ ص:۳۳۰)، سننِ کبریٰ بیہقی (ج:۷ ص:۶۷)، کنز العمال بروایت ابنِ عساکر (ج:۱۳ ص:۴۶۹)، مجمع الزوائد بروایت طبرانی و بزار (ج:۸ ص:۲۷۰)، الاصابہ بروایت ابویعلیٰ والبیہقی فی الدلائل (ج:۲ ص:۳۱۰)، سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ (ج:۳ ص:۳۶۶)، الخصائص الکبریٰ (ج:۲ ص:۲۵۲)۔[1]

اب اس واقعے کے ثبوت کے بارے میں چند اکابر محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

اِمام بیہقی رحمہ اللہ سننِ کبریٰ (ج:۷ ص:۶۷) میں اس واقعے کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''قال الشیخ رحمہ اللہ: وروی ذلک من وجہ آخر عن أسماء بنت أبی بکر وعن سلمان فی شرب ابن الزبیر رضی اللہ عنہم دمہ.''

---

(۱) إبراهيم بن عصيه .... قال سمعت عامر بن عبدالله بن الزبير يحدث إن أباه حدثه أنه أتى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يحتجم فلما فرغ قال: يا عبدالله! اذهب بهذا الدم فأهرقه حيث لَا يراك أحد، فلما برزت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عمدت إلى الدم فحسوته فلما رجعت إلى النبى صلى الله عليه وسلم قال: ما صنعت يا عبدالله؟ قال: جعلته فى مكان ظننت انه خاف على الناس ...إلخ. (مستدرک حاکم ج:۳ ص:۵۵۴، کتاب معرفة الصحابة، طبع دار الكتب العربى، بيروت، وأيضًا فى حلية الأولياء ج:۱ ص:۳۳۰، عبدالله بن الزبير ۴۲، طبع دار الكتب العلمية، سنن الكبرىٰ للبيهقى ج:۷ ص:۶۷ باب تركه الإنكار علىٰ من شرب بوله ودمه، طبع دار المعرفة بيروت، كنز العمال بروايت ابن عساكر ج:۱۳ ص:۴۶۹، عبدالله بن الزبير رضى الله عنه، رقم الحديث:۳۷۲۲۳، طبع مؤسسة الرسالة، مجمع الزوائد بروايت طبرانى وبزار ج:۸ ص:۲۷۰، دلائل النبوة للبيهقى ج:۲ ص:۳۱۰، سير أعلام النبلاء ج:۳ ص:۳۶۶، الخصائص الكبرىٰ ج:۲ ص:۲۵۲).

ترجمہ:... ''حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پی جانے کا واقعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے بھی متعدّد اسانید سے مروی ہے۔''

حافظ نورالدین ہیثمیؒ مجمع الزوائد (ج:۸ ص:۲۷۰) میں اس واقعے کو خصائصِ نبوی کے باب میں درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''رواه الطبرانی والبزّار ورجال البزّار رجال الصحیح غیر هنید بن القاسم وهو ثقة۔''

ترجمہ:... ''یہ طبرانی اور بزار کی روایت ہے، اور بزار کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں، سوائے ہنید بن القاسم کے، اور وہ بھی ثقہ ہیں۔''

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے تلخیص مستدرک (ج:۳ ص:۵۵۴) میں اس پر سکوت کیا ہے، اور سیر اعلام النبلاء (ج:۳ ص:۳۶۶) میں لکھتے ہیں:

''رواه أبو یعلیٰ فی مسنده وما علمت فی هنید جرحةً۔''

ترجمہ:... ''یہ حدیث امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور ہنید راوی کے بارے میں کسی جرح کا علم نہیں۔''

کنزالعمال (ج:۱۳ ص:۴۶۹) میں اس کو ابنِ عساکر کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''رجاله ثقات'' (اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

مالک بن سنانؓ کا واقعہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ''قرۃ العیون'' کے حوالے سے نقل کیا ہے، الاصابہ (ج:۳ ص:۳۴۶) میں یہ واقعہ ابنِ ابی عاصم، بغوی، صحیح ابن السکن اور سنن سعید بن منصور کے حوالے سے نقل کیا ہے۔[1]

تاریخ خمیس اور قرۃ العیون تو تابش مہدی ایسے اہلِ علم کے نزدیک غیر مستند اور گمراہ کن کتابیں ہیں، لیکن تابش مہدی سے دریافت کیجئے کہ حدیث کی مندرجہ بالا کتابیں اور یہ اکابر محدثینؒ، جن کا میں نے حوالہ دیا ہے، کیا وہ بھی ...نعوذ باللہ... غیر مستند اور گمراہ کن ہیں؟ اور یہ بھی دریافت کیجئے کہ تابش مہدی اپنے جہل کی وجہ سے ان مشہور و معروف مآخذ سے ناواقف تھے یا ان کا رشتہ منکرینِ

---

(۱) مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبة الأنصار الخدری والد أبی سعید .... وروی ابن أبی عاصم والبغوی من طریق موسیٰ بن محمد بن علی الأنصاری .... قال أصیب وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم فاستقبله مالک بن سنان فمص الدم عن وجهه ثم ازدرده فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من ینظر إلیٰ من خالطه دمه دمی فلینظر إلیٰ مالک بن سنان، وأخرجه ابن السکن من وجه آخر من روایة مصعب بن الأسقع عن ربیح بن عبدالرحمٰن عن أبی سعید عن أبیه عن أبی سعید بنحوه، وأخرج سعید بن منصور عن ابن وهب عن عمرو بن الحرث عن عمرو بن السائب أنه بلغه أن مالکا والد أبی سعید فذکر نحوه۔ (الإصابة فی تمییز الصحابة ج:۳ ص:۳۴۵، ۳۴۶ حرف المیم، القسم الأوّل، طبع دار صادر)۔

حدیث سے اُستوار ہے؟ کہ نہ انہیں کتبِ حدیث پر اعتماد ہے، جن میں یہ واقعات متعدّد اسانید کے ساتھ تخریج کئے گئے ہیں، اور نہ ان اکابر محدثینؒ پر اعتماد ہے، جنھوں نے ان واقعات کی توثیق فرمائی ہے۔

دُوسری بحث فضلاتِ نبوی کا حکم:

ایک سوال کے جواب میں یہ مسئلہ ضروری تفصیل کے ساتھ ذکر کرچکا ہوں کہ مذاہبِ اربعہ کے محققین کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں، اور اس کے لئے امام ابوحنیفہؒ، امام نوویؒ، حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ، حافظ بدرالدین عینیؒ، مُلَّا علی قاریؒ، علامہ ابنِ عابدین شامیؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے حوالے ذکر کرچکا ہوں، یہ جواب ''بینات'' محرّم الحرام ۱۴۰۹ھ میں شائع ہوچکا ہے، آپ کی سہولت کے لئے اس کا اقتباس درج ذیل ہے:

''جواب:... میری گزشتہ تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ اوّل تو معلوم کیا جائے کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اہلِ علم و اکابر ائمہ دِین کی تحقیق کیا ہے؟ ان دو باتوں کی تحقیق کے بعد جو شبہات پیش آسکتے ہیں، ان کی توجیہ ہوسکتی ہے، اب ان دونوں نکتوں کی وضاحت کرتا ہوں۔

اَمرِ اوّل یہ کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں ہے یا نہیں؟ حافظ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ''خصائصِ کبریٰ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات جمع کی گئی ہیں، اس کی دُوسری جلد کے صفحہ:۲۵۲ کا فوٹو آپ کو بھیج رہا ہوں، جس کا عنوان ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپ کا بول و براز پاک تھا'' اس عنوان کے تحت انہوں نے احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے دو احادیث، جن کو میں نے نشان زد کردیا ہے، کا ترجمہ یہ ہے:

۱:... ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابونعیم نے سند کے ساتھ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مٹی کے پکے ہوئے ایک برتن میں پیشاب کیا، پس میں رات کو اُٹھی، مجھے پیاس تھی، میں نے وہ پیالہ پی لیا، صبح ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تجھے پیٹ کی تکلیف کبھی نہ ہوگی۔ اور ابویعلیٰ کی روایت میں ہے کہ آج کے بعد تم پیٹ کی تکلیف کی شکایت کبھی نہ کروگی۔

۲:... طبرانی اور بیہقی نے بسندِ صحیح حکیمہ بنت اُمیمہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا، جس میں شب کو گاہ و بے گاہ پیشاب کرلیا کرتے تھے اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے، آپ ایک مرتبہ (صبح) اُٹھے، اس کو تلاش کیا تو وہاں نہیں ملا، اس کے بارے میں دریافت فرمایا، تو بتایا گیا کہ اس کو برہ نامی حضرت اُمِّ سلمہؓ کی خادمہ

نے نوش کرلیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس نے آگ سے بچاؤ کے لئے حصار بنالیا۔

یہ دونوں روایتیں مستند ہیں اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان کی تخریج کی ہے، اور اکابرِ اُمت نے ان واقعات کو بلانکیر نقل کیا ہے اور انہیں خصائصِ نبوی میں شمار کیا ہے۔

اَمرِ دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اکابرِ اُمت کی تحقیق:

۱:... حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ، فتح الباری "باب الماء الذی یغسل به شعر الإنسان" (ج:۱ ص:۲۷۲ مطبوعہ لاہور) میں لکھتے ہیں:

"وقد تكاثرت الأدلة علٰى طهارة فضلاته، وعدّ الأئمة ذٰلك من خصائصه فلا يلتفت الٰى ما وقع فى كتب كثير من الشافعية مما يخالف ذٰلك، فقد استقر الأمر بين أئمتهم على القول بالطهارة۔"

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حدِ کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں، اور ائمہ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے، وہ لائقِ اِلتفات نہیں، کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارت کے قول ہی پر معاملہ آن ٹھہرا ہے۔"

۲:... حافظ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری (ج:۲ ص:۳۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت کو دلائل سے ثابت کیا ہے، اور شافعیہ میں سے جو لوگ اس کے خلاف کے قائل ہیں، ان پر بلیغ رَدّ کیا ہے، اور جلد:۲ صفحہ:۷۹ میں حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کا قول نقل کیا ہے۔[1]

---

(۱) وقال بعض شراح البخارى فى بوله ودمه وجهان والأليق الطهارة وذكر القاضى حسين فى العذرة وجهين وأنكر بعضهم على الغزالى وحكايتهما فيها وزعم نجاستها بالإتفاق قلت يا للغزالى من هفوات حتّى فى تعلقات النبى عليه الصلاة والسلام وقد وردت أحاديث كثيرة ان جماعة شربوا دم النبى صلى الله عليه وسلم منهم أبو طيبة الحاجم، وغلام من قريش حجم النبى عليه الصلاة والسلام وعبدالله بن الزبير شرب دم النبى عليه الصلاة والسلام رواه البزار والطبرانى والحاكم والبيهقى وأبو نُعيم فى الحلية ويروى عن على رضى الله تعالىٰ عنه انه شرب دم النبى عليه الصلاة والسلام وروى أيضًا ان أمّ أيمن شربت بول النبى عليه الصلاة والسلام رواه الحاكم والدارقطنى والطبرانى وأبو نُعيم وأخرج الطبرانى فى الأوسط فى رواية سلمى إمرأة أبى رافع انها شربت بعض ماء غسل به رسول الله عليه الصلاة والسلام فقال لها: حرم الله بدنك على النار۔ (عمدة القارى ج:۲ ص:۳۵، باب الماء الذى يغسل به شعر الإنسان، طبع دار الفكر بيروت)۔ وأيضًا: ولئن سلمنا ان المراد هو الماء الذى يتقاطر من أعضائه الشريفة فأبوحنيفة ينكر هٰذا ويقول بنجاسة ذاك حاشاه منه وكيف يقول ذالك وهو يقول بطهارة بوله وسائر فضلاته صلى الله عليه وسلم۔ (عمدة القارى ج:۲ ص:۷۹ باب إستعمال فضل وضوء الناس، طبع دار الفكر بيروت)۔

۳:... اِمام نوویؒ نے شرح مہذب (ج:۱ ص:۲۳۴) میں بول اور دیگر فضلات کے بارے میں شافعیہ کے دونوں قول نقل کرکے طہارت کے قول کو موجہ قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"حدیث شرب المرأة البول صحیح، رواه الدارقطنی، وقال: ھو حدیث صحیح، وھو کافٍ فی الإحتجاج لکل الفضلات قیاسًا .... الخ۔"

ترجمہ:... "عورت کے پیشاب پینے کا واقعہ صحیح ہے، اِمام دارقطنیؒ نے اس کو رِوایت کرکے صحیح کہا ہے، اور یہ حدیث تمام فضلات کی طہارت کے استدلال کے لئے کافی ہے۔"

۴:... علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

"صحّح بعض أئمة الشافعیة طھارة بوله صلی الله علیه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنیفة کما نقله فی "المواھب اللدنیة" عن شرح البخاری للعینی۔"

(ردّ المحتار ج:۱ ص:۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:... "بعض اَئمہ شافعیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کو صحیح قرار دیا ہے، اِمام ابوحنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ میں علامہ عینیؒ کی شرح بخاری سے نقل کیا ہے۔"

۵:... مُلَّا علی قاریؒ "جمع الوسائل شرح الشمائل" (ج:۲ ص:۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۷ھ) میں اس پر طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

"قال ابن حجر: وبھٰذا استدل جمع من أئمتنا المتقدمین وغیرھم علٰی طھارة فضلاته صلی الله علیه وسلم وھو المختار وفاقًا لجمع من المتأخرین فقد تکاثرت الأدلة علیه وعدة الأئمة من خصائصه صلی الله علیه وسلم۔"

(جمع الوسائل شرح الشمائل ج:۲ ص:۲، مصر ۱۳۱۷ھ)

ترجمہ:... "ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ: ہمارے اَئمہ متقدمین کی ایک جماعت اور دیگر حضرات نے ان احادیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت پر استدلال کیا ہے، متأخرین کی جماعت کی موافقت میں بھی مختار ہے، کیونکہ اس پر دلائل بہ کثرت ہیں اور اَئمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔"

۶:... اِمام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"ثم مسألة طھارة فضلات الأنبیاء توجد فی کتب المذاھب الأربعة۔"

(فیض الباری ج:۱ ص:۲۵۰)

ترجمہ:... "فضلاتِ انبیاء کی طہارت کا مسئلہ مذاہبِ اَربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔"

۷:...محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں:

"وقد صرّح أهل المذاهب الأربعة بطهارة فضلات الأنبياء .... الخ۔"

(معارف السنن ج:۱ ص:۹۸)

ترجمہ:..."مذاہبِ اَربعہ کے حضرات نے فضلاتِ انبیاء کے پاک ہونے کی تصریح کی ہے۔"

الحمدللہ! ان دونوں نکتوں کی وضاحت تو بقدرِ ضرورت ہوچکی، یہ واقعہ مستند ہے، اور مذاہبِ اَربعہ کے اَئمہ فقہاء نے ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے فضلاتِ انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا قول نقل کیا ہے، اس کے بعد اگر اعتراض کیا جائے تو اس کو ضعفِ ایمان ہی کہا جاسکتا ہے۔

اب ایک نکتہ محض تبرّعاً لکھتا ہوں، جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہوجائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کے اپنی مخلوق میں عجائبات ہیں، جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لئے مشکل ہے، اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بعض اَجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دُوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے، اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کرکے مشک بنادیتا ہے، اگر اس نے اپنی قدرت سے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ مقدّسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا ان کے اَبدانِ طیبہ میں تحلیل ہونے کے بعد بھی نجس نہ ہو بلکہ اس سے جو فضلات ان کے اَبدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں، تو کچھ جائے تعجب نہیں، اہلِ جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول و براز کی ضرورت نہ ہوگی، خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہوجائے گا، اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہوجائیں گے، جو خصوصیت کہ اہلِ جنت کے اَجسام کو وہاں حاصل ہوگی، اگر حق تعالیٰ شانہ حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے پاک اَجسام کو وہ خاصیت دُنیا ہی میں عطا کردیں تو بجا ہے، پھر جبکہ احادیث میں اس کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں، جیسا کہ اُوپر حافظ ابنِ حجرؒ کے کلام میں گزر چکا ہے، تو انبیائے کرام علیہم السلام کے اَجسام کو اپنے اُوپر قیاس کرکے ان کا انکار کردینا، یا ان کے تسلیم کرنے میں تأمل صحیح نہیں۔"

اور اس پر چند مزید حوالوں کا اضافہ کرتا ہوں:

۱:...اِمام بیہقیؒ نے سننِ کبریٰ میں کتاب النکاح کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خصائص ذکر کئے ہیں، اسی سلسلے میں ایک باب کا عنوان ہے:

"باب ترکه الإنكار على من شرب بوله ودمه" (ج:۷ ص:۶۷ طبع دار المعرفة)

ترجمہ:..."جن حضرات نے آپ کا بول و دَم پیا، ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرنا۔"

اور اس کے تحت تین واقعات سند کے ساتھ ذکر کئے ہیں، حضرت اُمیمہؓ کا واقعہ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا واقعہ اور حضرت سفینہؓ کا واقعہ۔ (۱)

۲:...اُوپر ذکر کرچکا ہوں کہ اِمام حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے بھی مجمع الزوائد میں ان واقعات کو خصائصِ نبوی میں ذکر کیا ہے۔

۳:...اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائصِ کبریٰ میں یہ واقعات درج ذیل عنوان کے تحت ذکر فرمائے ہیں:

"باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بطهارة دمه وبوله وغائطه"

ترجمہ:...'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا بیان کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے۔''

۴:...فقہِ شافعی کی کتاب "نهاية المحتاج" (ج:۱ ص:۲۴۲) میں ہے:

"وشمل كلامه نجاسة الفضلات من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ما صححاه وحمل القائل بذٰلك الأخبار التي يدل ظاهرها للطهارة كعدم انكاره صلى الله عليه وسلم شرب أمّ أيمن بوله على التداوي، لٰكن جزم البغوي وغيره بطهارتها، وصححه القاضي وغيره، ونقله العمراني عن الخراسانيين، وصححه السبكي والبارزي والزركشي، وقال ابن الرفعة: انه الذي اعتقده وألقى الله به، وقال البلقيني: ان به الفتوىٰ، وصححه القاياني، وقال: انه الحق، وقال الحافظ بن حجر: تكاثرت الأدلة علىٰ ذٰلك وعدّه الأئمة في خصائصه، فلا يلتفت الىٰ خلافه، وان وقع في كتب كثير من الشافعية، فقد استقر الأمر من أئمتهم على القول بالطهارة، انتهىٰ، وأفتىٰ به الوالد رحمه الله تعالىٰ وهو المعتمد۔"

(نهاية المحتاج ج:۱ ص:۲۴۲)

ترجمہ:...'' اور مصنفؒ کا کلام شامل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو، اور دونوں حضرات (یعنی رافعیؒ اور نوویؒ) نے اس قول کی تصحیح کی ہے، اور جولوگ اس کے قائل ہیں انہوں نے ان احادیث کو جو

---

(۱) (عن) حكيمة بنت اميمة عن اميمة أمّها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبول في قدح من عيدان، ثم وضع تحت سريره فبال، فوضع تحت سريره، فجاء، فأراده، فإذا القدح ليس فيه شيء فقال لإمرأة يقال لها بركة كانت تخدمه لأمّ حبيبة جائت معها من أرض الحبشة: أين البول الذي كان في هٰذا القدح؟ قالت: شربته يا رسول الله! قال (أي القاسم) سمعت عامر بن عبدالله بن الزبير يحدث عن أبيه قال: إحتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأعطاني دمه وقال: إذهب فَوَرِهُ لَا يبحث عنه سبع أو كلب أو إنسان، قال: فتنحيت فشربته، ثم أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ما صنعت؟ قلت: صنعت الذي أمرتني! قال: ما أراك إلّا قد شربته؟ قلت: نعم! وروى عن سفينة أنه شربه .... (عن) سفينة عن جده قال: إحتجم النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال لي: خذ هٰذا الدم فادفنه من الدواب والطير، أو قال الناس والدواب، شك ابن أبي فديك، قال: فتغيبت به فشربته، قال: ثم سألني فأخبرته أني شربته، فضحك. (سنن الكبرىٰ للبيهقي ج:۷ ص:۶۷ باب تركه الإنكار علىٰ من شرب بوله ودمه، طبع دار المعرفة، بيروت).

بظاہر طہارت پر دلالت کرتی ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّ ایمن کے شربِ بول پر نکیر نہ کرنا، ان کو علاج پر محمول کیا ہے، لیکن اِمام بغویؒ وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ فضلاتِ نبوی کو پاک قرار دیا ہے، اور قاضی وغیرہ نے اسی کو صحیح کہا ہے، اور عمرانی نے خراسانیوں سے اس کو نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے، اور اِمام سبکیؒ، بارزیؒ اور زرکشی نے اسی کو صحیح قرار دیا، ابنِ رفعہؒ فرماتے ہیں کہ: میں یہی عقیدہ رکھتا ہوں اور اسی پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں کہ: اسی پر فتویٰ ہے، اور قایانیؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور فرمایا ہے کہ: یہی حق ہے، اور حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ: اس پر دلائل بہ کثرت ہیں، اور ائمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس اس کے خلاف کا قول لائقِ اِلتفات نہیں، اگرچہ وہ بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں درج ہوا ہے، کیونکہ ائمہ شافعیہ کے نزدیک معاملہ طہارت کے قول پر آٹھہرا ہے۔ میرے والد ماجد (شیخ شہاب الدین رملی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی لائقِ اِعتماد ہے۔''

۵:... اور فقہِ شافعی کی کتاب ''مغنی المحتاج'' (ج:۱ ص:۷۹) میں ہے:

''وھٰذہ الفضلات من النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاھرۃ کما جزم بہ البغوی وغیرہ، وصححہ القاضی وغیرہ، وأفتٰی بہ شیخی خلافًا لما فی الشرح الصغیر، والتحقیق من النجاسۃ لأن برکۃ الحبشیۃ شربت بولہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ''لن تلج النار بطنک'' صححہ الدارقطنی، وقال أبو جعفر الترمذی: دم النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاھر، لأن أبا طیبۃ شربہ وفعل مثل ذٰلک ابن الزبیر وھو غلام حین أعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دم حجامتہ لیدفنہ فشربہ، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من خالط دمہ دمی لم تمسّہ النار۔''

(مغنی المحتاج ج:۱ ص:۷۹)

ترجمہ:... ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فضلات پاک تھے، جیسا کہ اِمام بغویؒ وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ فرمایا ہے، اور قاضیؒ وغیرہ نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے، اور میرے شیخ (شہاب رملیؒ) نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، بخلاف اس کے جو شرح صغیر اور تحقیق میں نجاست کا قول ذکر کیا ہے، کیونکہ برکہ حبشیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول نوش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تیرا پیٹ آگ میں داخل نہ ہوگا'' اس حدیث کو اِمام دارقطنیؒ نے صحیح کہا ہے، ابوجعفر ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پاک تھا، کیونکہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نوش کیا اور حضرت ابنِ زبیرؓ نے بھی یہی کیا جبکہ وہ نوعمر لڑکے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگیاں لگوا کر ان کو وہ خون، دفن کرنے کے لئے دیا تو انہوں نے پی لیا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: جس کے خون میں میرا خون مل گیا اس کو آتشِ دوزخ نہیں پہنچے گی۔''

۶:...فقہِ مالکی کی کتاب "منح الجلیل شرح مختصر الخلیل" (ج:۱ ص:۵۴) میں ہے:

"إلّا الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فضلتهم طاهرة ولو قبل بعثتهم لاصطفائهم واستنجائهم كان للتنظيف والتشريع."

ترجمہ:... "(آدمی کے فضلات ناپاک ہیں) سوائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، کہ ان کے فضلات پاک ہیں، خواہ ان کی بعثت سے قبل ہو، بوجہ ان کے برگزیدہ ہونے کے، اور ان کا اِستنجا کرنا تنظیف وتشریع کے لئے تھا۔"

اکابرِ اُمت کی اس قسم کی تصریحات بے شمار ہیں، ان کے مقابلے میں تابش مہدی جیسے لوگوں کی رائے کی کیا قیمت ہے؟ اس کا فیصلہ ہر شخص کرسکتا ہے...!

اور جب یہ معلوم ہوچکا کہ طہارتِ فضلات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خصوصیت ہے جس پر بقول حافظ الدنیا ابنِ حجرؒ "بہ کثرت دلائل جمع ہیں" اور مذاہبِ اَربعہ کے اَئمہ ومحققین اس کے قائل ہیں، تو اس مسئلے پر عمومات سے استدلال کرنا صحیح نہیں، بلکہ قادیانیوں کی سی جہل آمیز حرکت ہے، وہ لوگ بھی عمومات سے استدلال کرکے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت، بن باپ پیدائش اور رفعِ آسمانی کا انکار کیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ تابش مہدی بھی بزعمِ خود قرآن سے استدلال کرتے ہوئے جہلِ مرکب کے اسی گڑھے میں گر رہے ہیں، جس میں ان سے پہلے بہت لوگ گرچکے ہیں۔

۴:... ہزار رکعت پڑھنے کا واقعہ:

حضرتِ شیخ نوراللہ مرقدہٗ نے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک ہزار رکعت کھڑے ہوکر اور ایک ہزار رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ تابش مہدی ہمیں منٹوں کا حساب لگاکر بتاتے ہیں کہ چوبیس گھنٹے کے محدود وقت میں یہ کیونکر ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور حضراتِ اولیاء اللہ کی کرامات کے واقعات کو محض عقلی ڈھکوسلوں اور ریاضی کے حسابات کے ذریعہ جھٹلانا عقل مندی نہیں، بلکہ عقلیت کا ہیضہ ہے۔

مسلمان جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو برحق مانتے ہیں، اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ:

"كرامات الأولياء حق" (شرح عقائد نسفی ص:۱۴۴)

ترجمہ:... "اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔"

جو خارقِ عادت اَمر کسی نبیٔ برحق کے ہاتھ پر ظاہر ہو، وہ "معجزہ" کہلاتا ہے، اور جو کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہو اسے "کرامت" کہا جاتا ہے۔

اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ "الفقہ الاکبر" میں فرماتے ہیں:

"والآيات للأنبياء والكرامات للأولياء حق" (الفقه الأكبر مع شرحه ص:۹۵)

ترجمہ:... "انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات ونشانات اور اولیاء کی کرامتیں برحق ہیں۔"

شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"والآیات أی خوارق العادات المسمّاة بالمعجزات للأنبیاء والکرامات للأولیاء حَقٌّ أی ثابت بالکتاب والسُّنّة ولَا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فی انکار الکرامة، والفرق بینهما أن المعجزة أمر خارق للعادة کاحیاء میّت واعدام جیل علٰی وفق التحدّی وهو دعوی الرسالة .... والکرامة خارق للعادة اِلّا أنّها غیر مقرونة بالتحدّی وهو کرامة للولی وعلامة لصدق النبی فان کرامة التابع کرامة المتبوع۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۹۵، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:... "انبیاء علیہم السلام کی آیات یعنی وہ خارقِ عادت اُمور جن کو معجزات کہا جاتا ہے اور اولیاء کی کرامات برحق ہیں، اور معتزلہ اور اہلِ بدعت جو کرامت کے منکر ہیں، ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اور معجزہ و کرامت کے درمیان فرق یہ ہے کہ "معجزہ" وہ خارقِ عادت اَمر ہے جو بطور تحدی یعنی دعوائے رسالت و نبوّت کے ساتھ ہو، جیسے کسی مردے کو زندہ کردینا، یا کسی جماعت کو ہلاک کردینا، اور "کرامت" خارقِ عادت اَمر کو کہتے ہیں، مگر وہ تحدی کے ساتھ مقرون نہیں ہوتی اور (ایسا خارقِ عادت، جو کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو) وہ ولی کی کرامت ہے اور اس کے متبوع نبی کے سچا ہونے کی علامت ہے، کیونکہ جو چیز تابع کے لئے موجبِ شرف و کرامت ہو، وہ اس کے متبوع کے لئے بھی شرف و کرامت ہے۔"

اِمام طحاویؒ اپنے عقیدہ میں (جو تمام اہلِ سنت کے یہاں مُسلَّم ہے) لکھتے ہیں:

"ونؤمن بما جاء من کراماتهم وصح عن الثقات من روایتهم"

(العقیدة الطحاویة ص:۲۴، طبع دار المعارف الإسلامیة، بلوچستان)

ترجمہ:... "اور اولیاء اللہ کی کرامت کے جو واقعات منقول ہیں، اور ثقہ راویوں کی روایات سے صحیح ثابت ہیں، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔"

اس کے حاشیہ میں شیخ محمد بن مانع لکھتے ہیں:

"کرامات الأولیاء حق ثابتة بالکتاب والسُّنّة وهی متواترة لَا ینکرها اِلّا أهل البدع کالمعتزلة ومن نحا نحوهم من المتکلمین، وقد ضلّل أهل الحق من أنکرها، لأنه بانکاره صادم الکتاب والسُّنّة ومن عارضهما وصادمهما برأیه الفاسد وعقله الکاسد فهو ضالٌّ مبتدع۔" (العقیدة الطحاویة ص:۲۴، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، آسیا آباد، بلوچستان)

ترجمہ:... "اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں، کتاب و سنت سے ثابت ہیں، اور یہ متواتر ہیں، ان کے منکر صرف اہلِ بدعت ہیں جیسے معتزلہ قسم کے متکلمین، اور اہلِ حق منکرِ کرامات کو گمراہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ وہ

اپنے اس انکار سے کتاب وسنت سے ٹکراتا ہے، اور جو شخص اپنی فاسد رائے اور کھوٹی عقل کے ذریعہ کتاب وسنت سے ٹکراؤ اور مقابلہ کرے، وہ گمراہ اور مبتدع ہے۔''

عقیدہ نسفیہ میں اولیاء اللہ کی کرامات کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وکرامات الأولیاء حق فتظهر الکرامة علٰی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة والمشی علی الماء والطیران فی الهواء وکلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجه من البلاء وکفایة المهم عن الأعداء وغیر ذٰلک من الأشیاء.'' (شرح عقائد نسفی ص:۱۴۴، ومابعد)

ترجمہ:... ''اور اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں، پس ولی کے لئے بطور خرقِ عادت کے کرامت ظاہر ہوتی ہے، مثلاً: قلیل مدّت میں طویل مسافت طے کرلینا، بوقتِ حاجت غیب سے کھانے، پانی اور لباس کا ظاہر ہوجانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، جمادات وحیوانات کا گفتگو کرنا، آنے والی مصیبت کا ٹل جانا، دُشمنوں کے مقابلے میں مہمات کی کفایت ہونا وغیرہ وغیرہ۔''

معجزہ وکرامت کی ایک صورت یہ ہے کہ معمولی کھانا یا پانی بہت سے لوگوں کو کافی ہوجائے، احادیث میں اس کے متعدّد واقعات مذکور ہیں، اور اولیاء اللہ کے سوانح میں بھی یہ چیز تواتر کے ساتھ منقول ہے، اور جس طرح معجزہ وکرامت کے طور پر کھانے پینے کی چیز میں خارقِ عادت برکت ہوجاتی ہے، اسی طرح وقت میں بھی ایسی خارقِ عادت برکت ہوجاتی ہے کہ عقل وقیاس کے تمام پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں، ایسی خارق عادت برکت کی ایک مثال معراج شریف کا واقعہ ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو طویل مسافت طے کرکے پہلے مکہ مکرّمہ سے بیت المقدس پہنچے، وہاں انبیائے کرام علیہم السلام کی اِمامت فرمائی، پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور آسمانوں سے بھی اُوپر لامکاں تک پہنچے، جنت ودوزخ کی سیر فرمائی، اب اگر ان تمام اُمور کو عقل وقیاس کے پیمانوں سے ناپا جائے تو ان واقعاتِ معراج کے لئے اربوں کھربوں سال کا عرصہ درکار ہے، لیکن قدرتِ خداوندی سے یہ سب کچھ رات کے ایک حصے میں ہوا، اسی طرح اگر بطور خرقِ عادت اللہ تعالیٰ نے کسی مقبول بندے کے اوقات میں غیرمعمولی برکت فرمادی ہو اور اس نے محدود وقت میں دو ہزار رکعتیں پڑھ لی ہوں، تو محض عقلی موشگافیوں کے ذریعے انکار وہی شخص کرسکتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا اور حضراتِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کرامات کا منکر ہے، اور جیسا کہ اُوپر معلوم ہوا ایسا شخص زمرۂ اہلِ سنت سے خارج ہے۔

جناب تابش مہدی صاحب بزعم خود جرح وتعدیل کے اسلحے سے مسلح ہوکر حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے خلاف نبرد آزمائی کے لئے نکلے تھے، لیکن حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کی کرامت دیکھئے کہ وہ راہ بھول کر اہلِ باطل اور اہلِ بدعت کی صف میں جا کھڑے ہوئے:

وہ شیفتہ کہ دُھوم تھی حضرت کے زُہد کی!
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے؟

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اکابر کے کثرتِ عبادت کے واقعات تواتر کے ساتھ منقول ہیں، لیکن بہت سے عقلیت گزیدہ حضرات تابش مہدی کی طرح ان کو محض اپنی عقل کے زور سے رَدّ کیا کرتے ہیں، اور شاید یہ بیچارے اپنی ذہنی وفکری پرواز کے لحاظ سے معذور بھی ہیں، کیونکہ:

''فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست''

شپرہ چشم اگر آفتاب کے وجود کا انکار کرے تو اس کو معذور سمجھنا چاہئے، لیکن جن لوگوں کو معلوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا معاملہ ان کے خاص بندوں کے ساتھ وہ نہیں ہوتا، جو ہم جیسوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے، وہ ایسے واقعات کے اِنکار کی جرأت نہیں کرتے...!

تبلیغی جماعت کا فیضان، ایک سوال کا جواب

سوال:... آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک پرچہ بنام ''تبلیغی جماعت، احادیث کی روشنی میں'' جو طیبہ مسجد کے مولانا نے کسی شخص ریاض احمد کے نام سے بٹوایا ہے، پیشِ خدمت ہے، اس میں من جملہ اور باتوں کے تیسری حدیث میں تحریر کیا ہے: ''انہیں جہاں پانا قتل کر دینا کہ قیامت کے دن ان کے قاتل کے لئے بڑا اَجر وثواب ہے۔'' (بخاری جلد:۲ ص:۱۰۲۴) ایک بات عرضِ خدمت ہے کہ واقعی بعض حضرات اس جماعت کے بہت جلد مشتعل ہو جاتے ہیں اور بجائے کسی اعتراض اور سوال کے جواب دینے کے یا قائل کرنے کے ہاتھاپائی اور حد یہ ہے کہ گالی گلوچ پر بھی اُتر آتے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ لوگ کافی حد تک صرف کتاب پڑھنا اوّلین فرض سمجھتے ہیں، مگر عملی زندگی میں اِکرامِ مسلم وغیرہ سے تعلق نہیں، یہ سنی سنائی بات نہیں بلکہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ برسہا برس لگالیں گے مگر چھ نکات سے آگے نہیں نکلتے، اور صرف تبلیغی نصاب ہی پڑھتے ہیں، قرآنِ پاک سے استفادہ نہیں کرتے، جبکہ مسلمان کے لئے قرآنِ کریم ہی سب کچھ ہے، جس کی تشریحات احادیثِ نبوی سے ملتی ہیں، ان سے جب قرآن پاک کا ذکر کرو تو کہتے ہیں کہ: ''صحابہ کرامؓ نے پہلے ایمان سیکھا، پھر قرآن'' اور یہ لوگ برسہا برس لگانے کے بعد بھی ایمان ہی سکھاتے رہتے ہیں، قرآن پر کبھی نہیں آتے، بلکہ کئی لوگ اس پر مشتعل ہوگئے اور لڑنے لگے۔ گو میں تبلیغی جماعت سے تقریباً دس سال سے منسلک ہوں، مگر کچھ عرصے سے میرا دِل اس جماعت سے ہٹ سا گیا ہے، خصوصاً اب اس پرچے کی روشنی میں بالکل دوراہے پر کھڑا ہوں۔ براہِ کرم رہنمائی فرمائیں، اس پر تفصیلی روشنی ڈالیں تاکہ میں فیصلہ کرسکوں کہ کونسا راستہ ٹھیک ہے اور یہ احادیث کن لوگوں کے لئے ہیں؟

جواب:... تبلیغی جماعت کے بارے میں جناب ریاض احمد صاحب کا جو اِشتہار آپ نے بھیجا ہے، اس قسم کی چیزیں تو میری نظر سے پہلے بھی گزرتی رہی ہیں، ان کا تو براہِ راست تبلیغی جماعت پر نہیں بلکہ علمائے دیوبند پر اعتراض ہے، جس کو وہ ''دیوبندی فتنہ'' سے تعبیر کرتے ہیں، نعوذ باللہ! حالانکہ حضراتِ علمائے دیوبند سے اللہ تعالیٰ نے دِینی خدمات کا جو کام گزشتہ صدی میں لیا ہے وہ ہر آنکھوں والے کے سامنے ہے۔ جو احادیث شریفہ ریاض احمد صاحب نے نقل کی ہیں، شراحِ حدیث کا اتفاق ہے کہ وہ ان خوارج کے متعلق ہیں جنھوں نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے زمانے میں ان کے خلاف خروج کیا تھا اور وہ حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ بُرے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ علمائے دیوبند کا یا تبلیغی جماعت کا ان سے رشتہ جوڑنا، اور خوارج کے

بارے میں جو اَحادیث وارِد ہیں ان کو نہ صرف عام مسلمانوں پر، بلکہ اکابر اولیاء اللہ (حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرتِ اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرتِ اقدس مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرتِ اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرتِ شیخ مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ وغیرہم) پر چسپاں کرنا، نہایت ظلم ہے۔ ان اکابر کی زندگیاں علومِ نبوّت کی نشر و اشاعت اور ذکرِ اِلٰہی کو قلوب میں راسخ کرنے میں گزریں، تمام فتنوں کے مقابلے میں یہ حضرات سینہ سپر رہے اور دِین میں کسی ادنیٰ تحریف کو انہوں نے کبھی برداشت نہیں کیا۔ یہ حضرات خود اِتباعِ سنت کے پتلے تھے اور اپنے متعلقین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب پر مرمٹنے کی تعلیم دیتے تھے۔ جن لوگوں کو ان اکابرؒ کی خدمت میں حاضری کی کبھی توفیق نہیں ہوئی، وہ تو بے چارے جو چاہیں کہتے پھریں، لیکن جن لوگوں کو خود برسہا برس تک ان اکابرؒ کی خفی و جلی محفلوں میں حاضری میسر آئی ہو، وہ ان کے تمام اَحوال و کوائف کے چشم دید گواہ ہیں، ان کو معلوم ہے کہ یہ حضرات کیا تھے؟ بہرحال کفار و منافقین کے بارے میں جو آیات و احادیث آئی ہیں، ان کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا ظلمِ عظیم ہے اور یہ ظلم ان اکابرؒ پر نہیں، کہ وہ تو جس ذاتِ عالی کی رضا پر مرمٹے تھے اس کی بارگاہ میں پہنچ چکے ہیں، ان کو اَب کسی کی مدح و ذم کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں، جو لوگ ان اکابرؒ پر طعن کرتے ہیں وہ خود اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت صدیقِ اکبر اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو لوگ کیا کیا نہیں کہتے؟ مگر لوگوں کی بدگوئی کا ان اکابرؓ کو کیا نقصان ہے؟ یہ دونوں اکابرؓ آج تک صحبتِ نبوی کے مزے لوٹ رہے ہیں، لیکن بدگوئی کرنے والوں کو اس سے بھی عبرت نہیں ہوتی۔ یہی سنت اکابرِ دیوبند میں بھی جاری ہوئی، یہ اکابرؒ حق تعالیٰ شانہ کی رضا و رحمت کی آغوش میں جا چکے ہیں، اور ان کی بدگوئی کرنے والے مفت میں اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم فرمائیں۔

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ: ''تبلیغ والے کسی سوال کا جواب دینے کے بجائے ہاتھاپائی یا گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں'' ممکن ہے آپ کو ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہو، لیکن اس ناکارہ کو قریباً چالیس برس سے اکابرِ تبلیغ کو دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا موقع مل رہا ہے، میرے سامنے تو کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔

اور آپ کا یہ ارشاد کہ: ''تبلیغ والے چھ نمبروں سے نکلتے اور دِین کی دُوسری مہمات کی طرف توجہ نہیں دیتے'' یہ بھی کم از کم میرے مشاہدے کے تو خلاف ہے، ہزاروں مثالیں تو میرے سامنے ہیں کہ تبلیغ میں لگنے سے پہلے وہ بالکل آزاد تھے، اور تبلیغ میں لگنے کے بعد انہوں نے نہ صرف خود قرآنِ کریم پڑھا، بلکہ اپنی اولاد کو بھی قرآن مجید حفظ کرایا اور انگریزی پڑھانے کے بجائے انہیں دِینی تعلیم میں لگایا، دِینی مدارس قائم کئے، مسجدیں آباد کیں، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی ان کے دِل میں فکر پیدا ہوئی، اور وہ ہر چھوٹی بڑی بات میں دِینی مسائل دریافت کرنے لگے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض کچے قسم کے لوگوں سے کوتاہیاں ہوتی ہوں، لیکن اس کی ذمہ داری تبلیغ پر ڈال دینا، ایسا ہی ہوگا کہ مسلمانوں کی بدعملیوں کی ذمہ داری اسلام پر ڈال کر نعوذ باللہ اسلام ہی کو بدنام کیا جانے لگے۔ جس طرح ایک مسلمان کی بدعملی یا کوتاہی اسلام پر صحیح عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے، نہ کہ نعوذ باللہ اسلام کی وجہ سے، اسی طرح کسی تبلیغ والے کی کوتاہی یا بدعملی بھی تبلیغ کے کام کو پوری طرح ہضم نہ کرنے کی وجہ سے ہوسکتی ہے، نہ کہ خود تبلیغی کام کی وجہ سے، اور لائقِ ملامت اگر

ہے تو وہ فرد ہے، نہ کہ تبلیغ۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ تقریباً دس سال سے تبلیغ سے منسلک ہیں، مگر اب آپ کا دِل اس سے ہٹ گیا ہے، یہ تو معلوم نہیں کہ دس سال تک آپ نے تبلیغ میں کتنا وقت لگایا؟ تاہم دِل ہٹ جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تبلیغ جیسے اُونچے کام کے لئے اُصولوں اور آداب کی رعایت کی ضرورت ہے، وہ آپ سے نہیں ہوسکی، اس صورت میں آپ کو اپنی کوتاہی پر توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے اور یہ دُعا بہت ہی اِلحاح وزاری کے ساتھ پڑھنی چاہئے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ عَنِ الْحُوْرِ بَعْدَ الْکُوْرِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ أَنْتَ الْوَھَّابُ"

تبلیغی جماعت پر اعتراضات کی حقیقت

سوال:… اُمید ہے کہ آنجناب بعافیت ہوں گے، اور شب و روز دِین کی عالی محنت میں ساعی و کوشاں ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس پر تاحیات ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ (آمین)

یہ بات بلامبالغہ کہتا ہوں کہ آپ کی تصنیف و تحریر سے بندہ کے دِل میں آنجناب کا جتنا اِحترام سمایا ہوا ہے شاید اتنا قدر و اِحترام اپنے والد کا بھی میرے دِل میں نہیں ہوگا۔ میرا تعلق چونکہ تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے اور تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کی آراء کئی دفعہ نظروں سے گزری ہے، جس میں آپ نے تبلیغی جماعت کی تائید بہت عقیدت مندی اور زبردست ولولے کے ساتھ کی تھی۔ چونکہ یہ کام ہمارا ایک مقصدی فریضہ ہے اگرچہ ہمیں اس کام کو شرحِ صدر کے ساتھ کرنا چاہئے محض تقلیدی طریقہ پر نہیں، لیکن پھر بھی علماء حضرات کی تائید اس پُرفتن دور میں بہت ضروری ہے اور بار بار ضروری ہے۔

اس سلسلے میں آپ سے اِستدعا یہ ہے کہ آج کل ایک جماعت پھرتی ہے، جن کی اچھی خاصی داڑھی بھی ہوتی ہے، یہ جماعت مختلف شہروں میں آکر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز و روزہ اور اس قسم کے اچھے اعمال کی آواز لگاتے ہیں، مثلاً: جھوٹ نہ بولو، چوری نہ کرو، وغیرہ وغیرہ، اور ساتھ ہی رسالے بھی تقسیم کرتے ہیں، جس کا نام "ضربِ حق" رکھا ہے اور مصنف کا نام عتیق الرحمٰن گیلانی لکھا ہے۔ اس دفعہ یہ جماعت ہمارے شہر ضلع پشین کوئٹہ میں آئی تھی، اور ساتھ ہی بہت سے رسالے بھی لائے تھے، جلدی جلدی کچھ آوازیں لگاکر رسالے تقسیم کرکے فوراً شہر سے نکل گئے۔

ان رسالوں میں عجیب قسم کی خرافات اور بکواس لکھی ہوئی تھی، رسالے کے اکثر صفحوں پر بڑی بڑی سرخیاں قائم کرکے تبلیغی جماعت پر اِلزام لگائے تھے، ایک صفحے پر جس کی نقل آپ کے پاس بھیج رہا ہوں آپ کی کتاب "عصرِ حاضر" کا سہارا لے کر لکھا تھا کہ مفتی محمد یوسف لدھیانوی نے اس جماعت کو عالمگیر فتنہ قرار دیا ہے، اب تبلیغی جماعت کے اپنے اکابرین نے اس جماعت کو فتنہ قرار دینا شروع کردیا۔

گزارش یہ ہے کہ آپ کے بارے میں میرا سینہ بالکل صاف ہے، لیکن اُمت کے سادہ لوح انسانوں کا اس فتنے میں پھنسنے کا

شدید خطرہ ہے، اس لئے اخبار کے ذریعے اس جماعت کا دجل آشکارا کریں، اور ایک بار پھر تبلیغی جماعت کو اپنے زرّیں خیالات سے نوازنے کی زحمت فرماکر باطل فرقوں کی حوصلہ شکنی کریں، تاکہ ہمارے علاقے کے بلکہ پورے پاکستان کے سادہ لوح باشندے اس فتنے سے بچ جائیں۔ جواب جلد از جلد پوری تفصیل کے ساتھ مطلوب ہے۔

جواب:... مکرم و محترم! زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے عتیق الرحمٰن گیلانی نام کے کسی شخص کا ذِکر کیا ہے کہ اس نے تبلیغی جماعت کے خلاف پمفلٹ لکھے ہیں، اور ان میں کہا گیا ہے کہ اکابرین نے اس جماعت کو فتنہ قرار دیا ہے، اور یہ کہ اس کے معتقدین تبلیغی جماعت کو بدنام کرنے کے لئے مستقل مہم چلا رہے ہیں، اور بہت سے سادہ لوح لوگ ان سے متأثر ہو رہے ہیں، اس سلسلے میں چند اُمور لکھتا ہوں، بہت غور سے ان کو پڑھیں:

۱:... تبلیغ والوں کا جس مسجد میں گشت یا بیان ہوتا ہے، اس سے پہلے ان الفاظ میں اس کا اعلان کیا جاتا ہے:

"حضرات! ہماری اور سارے انسانوں کی کامیابی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں پر چلنے میں ہے، اس کے لئے ایک محنت کی ضرورت ہے، اس محنت کے سلسلے میں نماز کے بعد بات ہوگی، آپ سب حضرات تشریف رکھیں، اِن شاء اللہ بڑا نفع ہوگا۔"

یہ ہے دعوت و تبلیغ کی وہ "محنت" جو تبلیغی جماعت کا موضوع ہے، اور جس کا اِعلان ہر مسجد میں ہوتا ہے۔

۲:... اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا یہ وہ پاک مقصد ہے جس کے لئے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، اور ان حضرات نے بغیر کسی اَجر کے محض رضائے اِلٰہی کے لئے دعوت اِلی اللہ کا فریضہ انجام دیا، اس راستے میں ان کے سامنے مصائب و مشکلات کے پہاڑ آئے، انہیں اِیذائیں دی گئیں، ان کی تحقیر کی گئی، انہیں ستایا گیا، ان کو گالیاں دی گئیں، انہیں دھمکایا اور ڈرایا گیا، لیکن ان کے پائے اِستقامت میں لغزش نہیں آئی، بلکہ تمام تر مصائب و مشکلات کو ان حضرات نے محض رضائے اِلٰہی کے لئے برداشت کیا، اور اس کے لئے جان و مال اور عزّت و آبرو کی کسی قربانی سے دریغ نہیں فرمایا۔ حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کے جو حالات قرآنِ کریم اور اَحادیثِ شریفہ میں بیان فرمائے گئے ہیں، ان میں جہاں یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہ حضرات اِیمان و یقین، صبر و اِستقامت اور بلند ہمتی کے کتنے بلند مقام پر فائز تھے، وہاں یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ دعوت اِلی اللہ کا مقصد کس قدر عظیم الشان اور عالی مقصد ہے کہ اس مقصد کے لئے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام نے فوق العادت قربانیاں پیش کیں۔

۳:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوّت ختم کردیا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوّت و رسالت کے منصبِ رفیع پر فائز نہیں کیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے طفیل میں دعوت اِلی اللہ کا یہ کام، جس کے لئے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو کھڑا کیا گیا تھا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے سپرد کردیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔" (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ:... ''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

نیز ارشاد ہے:

''کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ۔'' (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ:... ''تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

ان آیاتِ شریفہ میں دعوت اِلی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کے سپرد کرکے اسے ''خیرِ اُمت'' کا لقب دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمت کا ''خیرِ اُمت'' ہونا اسی مبارک کام کی وجہ سے ہے۔

۴:... ان آیاتِ شریفہ میں دعوت اِلی اللہ کا جو فریضہ اُمت کے سپرد کیا گیا ہے، الحمدللہ! کہ یہ اُمت اس فریضے سے کبھی غافل نہیں ہوئی، بلکہ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اکابرِ اُمت اس مقدس خدمت کو بجالاتے رہے ہیں، اور دعوت اِلی اللہ کے خاص خاص شعبوں کے لئے افراد اور جماعتیں میدان میں آتی رہی ہیں۔ کبھی قتال و جہاد کے ذریعے، کبھی وعظ و اِرشاد کی شکل میں، کبھی درس و تدریس کی صورت میں، کبھی تصنیف و تالیف کے ذریعے، کبھی مدارس اور خانقاہوں کے قیام کے طریقے سے، کبھی اِصلاح و اِرشاد کے راستے سے، کبھی قضا و اِفتاء کے ذریعے سے، کبھی باطل اور گمراہ فرقوں کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کے ذریعے، کبھی اِنفرادی طور پر، کبھی اِجتماعی طور پر تعلیم و تبلیغ کے ذریعے، یہ سب کی سب دعوت اِلی اللہ ہی کی مختلف شکلیں اور اس کے مختلف شعبے ہیں۔ الحمدللہ! دعوت اِلی اللہ کا کوئی میدان ایسا نہیں جس کو اُمت نے خالی چھوڑ دیا ہو، اور کوئی شعبہ ایسا نہیں، جس میں کام کرنے والی ایک معتد بہ جماعت موجود نہ ہو، **فالحمدللہ علی ذالک!**

۵:... تبلیغی جماعت جس طرز پر دعوت اِلی اللہ کا کام کر رہی ہے، یہ سنتِ نبوی اور طریقۂ سلف صالحینؒ کے عین مطابق ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد الیاس کاندھلوی ثم دہلویؒ، حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خادم، حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ اور اپنے دور کے تمام اکابرِ اُمت کے معتمد اور منظورِ نظر تھے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک عمل سنتِ نبوی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، وہ ایمان و اِخلاص، زُہد و توکل، اِیثار و ہمدردی، صبر و اِستقامت، بلند نظری و بلند ہمتی اور اَخلاق و اوصاف میں فائق الاقران تھے، حق تعالیٰ شانہٗ نے ان سے دِین کی دعوت و تبلیغ کا تجدیدی کام لیا، اور اللہ تعالیٰ نے مادّیت کے جدید طوفان کے مقابلے میں ان پر ''عمومی دعوت'' کا طریقہ منکشف فرمایا، اور انہوں نے ایک عام سے عام آدمی کو بھی دِین کی دعوت کے کام میں لگایا، حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے وقت سے آج تک ''تبلیغی جماعت'' اسی نہج اور اسی نقشے پر دعوت اِلی اللہ کا کام کر رہی ہے، اور الحمدللہ! ثم الحمدللہ! اس کے ذریعے کروڑوں افراد کو حق تعالیٰ نے فسق و فجور کی تاریکیوں سے نکال کر شریعتِ مطہرہ کی

پابندی اور سنتِ نبوی کے مطابق زندگی ڈھالنے کا جذبہ عطا فرمادیا ہے۔

۶:...تبلیغی جماعت کے اس مبارک کام پر لوگوں کی طرف سے ناواقفی کی وجہ سے نکتہ چینیاں بھی ہوئیں، اس کے کام میں رُکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش بھی کی گئی، اور ان کو بدنام کرنے کے لئے افسانے بھی گھڑے گئے، لیکن یہ اللہ کا کام ہے، الحمدللہ! کہ ان تمام رُکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں سے اپنے دِین کی دعوت کا کام لے رہا ہے، اور حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت وعنایت سے قوی اُمید ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اس کام کے لئے کھڑا کرتے رہیں گے۔

۷:...اس ناکارہ کو ایک عرصہ تک تبلیغی اسفار میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اور اکابرِ تبلیغ کی نجی سے نجی محفلوں میں بیٹھنے اور ان کے حالات کا بغور مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ناکارہ کو اس سلسلے میں جس قدر قریب سے قریب ہونے کا موقع ملا ہے، اسی قدر اس کام کی افادیت اور اس کام میں لگنے والے حضرات کی حقانیت اس ناکارہ پر کھلتی گئی ہے، اس لئے یہ ناکارہ کامل اِنشراح اور پوری بصیرت کے ساتھ یہ اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا کام نہایت مبارک ہے، اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کی نشأۃِ ثانیہ کا ذریعہ ہے، اور تمام مسلمان بھائیوں کا اس بابرکت کام میں لگنا دُنیا و آخرت کی سعادتوں کا ذریعہ ہے، حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں اور دُنیا و آخرت میں اپنے مقبول بندوں کی رِفاقت و معیت نصیب فرمائیں۔

تصوّف

بیعت کی تعریف اور اہمیت

سوال:… بیعت کے کیا معنی ہیں؟ کیا کسی پیرِ کامل کی بیعت کرنا لازمی ہے؟

جواب:… بیعت کا مطلب ہے کہ کسی مرشدِ کامل متبع سنت کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور آئندہ اس کی رہنمائی میں دِین پر چلنے کا عہد کرنا۔ یہ صحیح ہے اور صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔[1] جب تک کسی اللہ والے سے رابطہ نہ ہو، نفس کی اصلاح نہیں ہوتی، اور دِین پر چلنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق تو ضروری ہے،[2] البتہ رسمی بیعت ضروری نہیں۔

پیر کی پہچان

سوال:… کیا اہلِ سنت والجماعت حنفی مذہب میں ایسے پیروں بزرگوں کو مانا جائے جس کے سر پر نہ دستارِ نبوی ہو، نہ سنت یعنی داڑھی مبارک؟

جواب:… پیر اور مرشد تو وہی ہوسکتا ہے جو سنتِ نبوی کی پیروی کرنے والا ہو، جو شخص فرائض و واجبات اور سنتِ نبوی کا تارک ہو، وہ پیر نہیں بلکہ دِین کا ڈاکو ہے۔[3]

---

(۱) عن عوف بن مالک الأشجعي قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ألَا تبايعون رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فرددها ثلاث مرات، فقدمنا أيدينا فبايعناه، فقلنا: يا رسول الله! قد بايعناك فعلٰى م؟ قال: علٰى أن تعبد الله ولَا تشركوا به شيئًا والصلوات الخمس واسر كلمة خفيفة أن لَا تسألوا الناس شيئًا ... إلخ. (سنن النسائی ج:۱ ص:۵۴).

(۲) تزكية الأخلاق من أهم الأمور عند القوم .... ولَا يتيسر ذالك إلّا بالمجاهدة علٰى يد شيخ أكمل، قد جاهد نفسه، وخالف هواه، وتخلى عن الأخلاق الذميمة، وتحلى بالأخلاق الحميدة، ومن ظن من نفسه أنه يظفر بذالك بمجرد العلم ودرس الكتب فقد ضل ضلالًا بعيدًا، فكما ان العلم بالتعلم من العلماء كذالك الخُلق بالتخلق علٰى يد العرفاء، فالخلق الحسن صفة سيّد المرسلين ... إلخ. (اعلاء السُّنن ج:۱۸ ص:۴۴۲ كتاب الأدب، طبع إدارة القرآن).

(۳) حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: شیخ کامل کی پہچان: شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں: ۱-بقدرِ ضرورت علمِ دِین رکھتا ہو۔ ۲-عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو۔ ۳-دُنیا کی حرص نہ رکھتا ہو، کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبۂ دُنیا ہے۔ ۴-کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو۔ ۵-اس زمانے کے منصف علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔ ۶-بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم، دِین دار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ ۷-اس سے جو لوگ بیعت ہیں ان میں اکثر کی حالت باعتبار اِتباعِ شرع و قلّتِ حرصِ دُنیا کے اچھی ہو۔ (باقی اگلے صفحے پر)

بیعت کی شرعی حیثیت، نیز تعویذات کرنا

سوال:... خاندان میں ایک خاتون ہیں، جو ایک پیر صاحب کی مرید ہیں، ان پیر صاحب کو میں نے دیکھا ہے، انتہائی شریف اور قابلِ اعتماد آدمی ہیں۔ بہرحال اس خاتون سے کسی بات پر بحث ہوگئی، جس میں وہ فرمانے لگیں کہ پیری مریدی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آرہی ہے اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعویذ وغیرہ لیا کرتے تھے، اس کے علاوہ جو شخص اولیاء اللہ اور پیروں فقیروں کی صحبت سے بھاگے گا، وہ انتہائی گناہگار ہے، اور جو نذر و نیاز کا نہ کھائیں اور دُرود و سلام نہ پڑھیں وہ کافروں سے بدتر ہیں۔ اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو بخشوالیں گے۔ یہ میں نے ان کی بیس پچیس منٹ کی باتوں کا نچوڑ نکالا ہے، میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی بخشش کی دُعا فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا، تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو ان گناہگار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے؟ میں نے خاتون سے تو کہہ دیا، لیکن مجھے یاد نہیں آیا کہ یہ بات میں نے کسی حدیث میں پڑھی ہے یا کسی قرآنی آیت کا ترجمہ ہے۔ بہرحال اگر ایسا ہے تو آپ اُوپر دی ہوئی تمام باتوں کی تفصیل اگر قرآن سے دیں تو سپارہ کا نمبر اور آیت کا نام لکھ دیں، اور اگر حدیث میں ہو تو کتاب کا نام اور صفحہ نمبر مہربانی فرماکر لکھ دیں۔

جواب:... یہ مسائل بہت تفصیل طلب ہیں، بہتر ہوگا کہ آپ کچھ فرصت نکال کر میرے پاس تشریف لائیں، تاکہ ان مسائل کے بارے میں اسلام کا صحیح نقطۂ نظر عرض کرسکوں۔ مختصراً یہ کہ:

۱:... شیخ کامل جو شریعت کا پابند، سنتِ نبوی کا پیرو اور بدعات و رُسوم سے آزاد ہے، اس سے تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔

شیخِ کامل کی چند علامات ذکر کرتا ہوں، جو اکابر نے بیان فرمائی ہیں:

* :...ضروریاتِ دِین کا علم رکھتا ہو۔
* :...کسی کامل کی صحبت میں رہا ہو، اور اس کے شیخ نے اس کو بیعت لینے کی اجازت دی ہو۔
* :...اس کی صحبت میں بیٹھ کر آخرت کا شوق پیدا ہو، اور دُنیا کی محبت سے دِل سرد ہوجائے۔
* :...اس کے مریدوں کی اکثریت شریعت کی پابند ہو، اور رُسوم و بدعات سے پرہیز کرتی ہو۔
* :...وہ نفس کی اصلاح کرسکتا ہو، رذیل اخلاق کے چھوڑنے اور اخلاقِ حسنہ کی تلقین کی صلاحیت رکھتا ہو۔
* :...وہ مریدوں کی غیرشرعی حرکتوں پر روک ٹوک کرتا ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)............ ۸-وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو، اور ان کی کوئی بُری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو، یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔ ۹-اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دُنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ ۱۰-خود بھی وہ ذاکر و شاغل ہو۔ (تربیت السالک ص:۱۰، شیخ کامل کی پہچان، تالیف حضرت تھانویؒ)۔

۲:...مشائخ سے جو بیعت کرتے ہیں، یہ "بیعتِ توبہ" کہلاتی ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔[۱]

۳:...تعویذات جائز ہیں، مگر ان کی حیثیت صرف علاج کی ہے۔[۲] صرف تعویذات کے لئے پیری مریدی کرنا دُکان داری ہے، ایسے پیر سے لوگوں کو دِین کا نفع نہیں پہنچتا۔

۴:...اولیاء اللہ سے نفرت غلط ہے، پیر فقیر اگر شریعت کے پابند ہوں تو ان کی خدمت میں حاضری اکسیر ہے، ورنہ زہرِ قاتل۔

۵:...نذر و نیاز کا کھانا غریبوں کو کھانا چاہئے، مال دار لوگوں کو نہیں، اور نذر صرف اللہ تعالیٰ کی جائز ہے، غیر اللہ کی جائز نہیں، بلکہ شرک ہے۔[۳]

۶:...دُرود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے، جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی آئے اس میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا واجب ہے، اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے۔[۴] دُرود شریف کا کثرت سے وِرد کرنا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے، اور دُرود و سلام کی لاؤڈ اسپیکروں پر اَذان دینا بدعت ہے۔[۵] جو لوگ دُرود و سلام نہیں پڑھتے ان کو ثواب سے محروم کہنا دُرست ہے، مگر کافروں سے بدتر کہنا سراسر جہالت ہے۔

۷:...آپ کا یہ فقرہ کہ: "جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو گناہگار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے" نہایت گستاخی کے الفاظ ہیں، ان سے توبہ کیجئے۔

۸:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے بارے میں زبان بند رکھنا ضروری ہے۔[۶]

---

(۱) مرشد شدن از اں کس درست است کہ دراں پنج شرط محقق باشد، شرطِ اوّل: علم کتاب و سنت رسول داشتہ باشد، خواہ خواندہ باشد، خواہ از عالم یادداشتہ باشند، شرطِ دوم: آنکہ موصوف بعدالت و تقویٰ باشد و اجتناب اَز کبائر و عدم اِصرار بر صغائر نماید۔ شرطِ سوم: آنکہ بے رغبت اَز دُنیا و راغب آخرت باشد، و بر طاعاتِ مؤکدہ و اذکارِ منقولہ کہ دراَحادیثِ صحیحہ آمدہ اند مداومت نماید۔ شرطِ چہارم: آنکہ امر معروف و نہی اَز منکر کردہ باشد۔ شرطِ پنجم: آنکہ اَز مشائخ ایں امر گرفتہ باشد و صحت معتد بہا ایشاں نمودہ باشد، پس ہرگاہ ایں شروط در شخصے محقق است، چنانچہ در قول جمیل فی بیان سواء السبیل تفصیل ایں شروط مذکورہ است۔ (فتاویٰ عزیزی ج:۲ ص:۱۰۴، طبع مکتبہ دیوبند، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: امداد السلوک مع ارشاد الملوک للگنگوہیؒ ص:۶۶ تا ۷۰، طبع دار الاشاعت)۔

(۲) وإنما تكره العوذة إذا كانت بغير لسان العرب، ولَا يدرى ما هو لعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذالك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به .... وعن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان يعوذ نفسه، قال رضى الله عنه وعلى الجواز عمل الناس اليوم وبه وردت الآثار. (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۶۳، كتاب الأضحية).

(۳) والنذر للمخلوق لَا يجوز لأنه عبادة والعبادة لَا تكون لمخلوق. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۴۳۹).

(۴) وقد جزم بهٰذا القول أيضًا المحقق ابن الهمام فى زاد الفقير، فقال مقتضى الدليل افتراضها فى العمر مرة، وإيجابها كلما ذكر، إلَّا أن يتحد المجلس فيستحب التكرار بالتكرار ... إلخ. (فتاوىٰ شامى ج:۱ ص:۵۱۷، مطلب هل نفع ... إلخ).

(۵) من أحدث فى أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (بخارى شريف ج:۱ ص:۳۷۱، مسلم ج:۲ ص:۷۷). وهى (أى البدعة) إعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلى الله عليه وسلم لَا بمعاندة بل بنوع شبهة. (درمختار ج:۱ ص:۵۶۰).

(۶) وبالجملة كما قال بعض المحققين: إنه لَا ينبغى ذكر هٰذه المسئلة إلَّا مع مزيد الأدب، وليست من المسائل التى يضر جهلها أو يسأل عنها فى القبر أو فى الموقف، فحفظ اللسان عن التكلم فيها إلَّا بخير أولٰى وأسلم. (ردالمحتار ج:۳ ص:۱۸۵، باب نكاح الكافر).

۹:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن گناہگار مسلمانوں کے لئے برحق ہے، اور اس کا انکار گمراہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''شفاعتی لأھل الکبائر من أمّتی۔''

(رواہ الترمذی وابوداؤد عن أنس، ورواہ ابن ماجۃ عن جابر، مشکوٰۃ ص:۴۹۴)

ترجمہ:...''میری شفاعت میری اُمت کے اہلِ کبائر کے لئے ہے۔''

مرشدِ کامل کی صفات

سوال:...ایک شخص جس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے، یہ نہ تو قرآن شریف پڑھا ہوا ہے، نہ اس کو نماز آتی ہے، اور نہ ہی اس کو دِینی معلومات سے آگاہی ہے، ان کا تعلق ہمارے گھرانے سے ہے، اب گھر کے تمام افراد مجھے ان صاحب کی بیعت کرنے کو کہتے ہیں اور یہ کام مجھے میری عقل اور علم کے خلاف نظر آتا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:...کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونا اپنی اصلاح کے لئے ہوتا ہے، اور مرشدِ کامل وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل باتیں موجود ہوں:

۱:...ضرورت کے موافق دِین کا علم رکھتا ہو۔

۲:...اس کے عقائد، اعمال اور اخلاق شریعت کے مطابق ہوں۔

۳:...دُنیا کی حرص نہ رکھتا ہو، کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔

۴:...کسی مرشدِ کامل متبعِ سنت کی خدمت میں رہا ہو، اور اس کی طرف سے بیعت لینے کی اجازت اسے حاصل ہو۔

۵:...اس زمانے کے عالم اور بزرگانِ دِین اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہوں۔

۶:...اس سے تعلق رکھنے والے سمجھدار اور دِین دار لوگ ہوں اور شریعت کے پابند ہوں۔

۷:...وہ اپنے مریدوں کی اصلاح کا خیال رکھتا ہو، اور ان سے کوئی شریعت کے خلاف کام ہوجائے تو اس پر روک ٹوک کرتا ہو۔

۸:...اس کے پاس بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہو، دُنیا کی محبت کم ہو۔

جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں، وہ مرشد بنانے کے لائق نہیں، بلکہ وہ دِین و ایمان کا رہزن ہے، اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔[1] مولانا رُومیؒ فرماتے ہیں:

اے بسا اِبلیس آدم روئے ہست

پس ہر بدستے نہ باید داد دست

(۱) حوالہ کے لئے گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، اور ص:۲۳۱ کا حاشیہ نمبر۳ ملاحظہ کیجئے۔

یعنی بہت سے اِبلیس انسانوں کے بھیس میں آتے ہیں، اس لئے ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے۔

بیک وقت دو بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کرنا

سوال:... کیا ایک وقت میں دو بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... اصلاحی تعلق تو ایک ہی شیخ سے ہونا چاہئے، البتہ اگر شیخ دُور ہوں تو ان کی اجازت سے کسی مقامی بزرگ کی خدمت میں حاضری اور اس سے استفادے کا مضائقہ نہیں۔

کئی اللہ والوں کی صحبت میں جانا

سوال:... ایک دِین دار شخص اپنے اوقات میں سے وقت نکال کر اللہ والوں کی صحبت میں جاکر ان کے بیانات سنتا ہے، کیا اس طرح مختلف اللہ والوں کی صحبت اِختیار کرنا دُرست ہے؟

جواب:... مختلف حضرات کی خدمت میں جانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اِصلاحی تعلق ایک سے ہونا چاہئے، واللہ اعلم!

پہلے شیخ کی زندگی میں دُوسرے سے بیعت ہونا

سوال:... اگر کسی شخص نے پہلے ہی بیعت کی ہو، اور وہ دوبارہ کسی کے پاس بیعت کرلے، تو کیا اس کی پہلی بیعت ختم ہوجائے گی؟

جواب:... وہ پہلے بزرگ جن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، وہ زندہ ہیں یا فوت ہوگئے ہیں؟ اگر زندہ ہیں تو یہ دیکھنا ہے کہ ان سے مناسبت ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر زِندہ ہوں اور مناسبت نہ ہو تو ان سے بیعت ختم کرکے دُوسرے بزرگ سے بیعت کرسکتا ہے۔

دُعا مانگ کر بزرگ کی بیعت ختم کرنے سے بیعت ہوجائے گی، کچھ گناہ نہیں ہوگا

سوال:... اگر کوئی شخص اپنے دِل میں نیت کرلے یا نماز کے بعد دُعا مانگے کہ اس نے جن بزرگ کی بیعت کی ہے، اس کو اپنے اُوپر ختم کرتا ہے تو کیا بیعت ختم ہوجائے گی؟

جواب:... جی ہاں! ختم ہوجائے گی۔

سوال:... اس کو کیا گناہ ملے گا؟

جواب:... کوئی گناہ نہیں۔

سوال:... اگر وہ غلطی سے ایسا کر بیٹھا ہو تو کیا کفارہ دینے سے بیعت بحال ہوجائے گی یا دوبارہ بیعت کرنا ہوگی؟

جواب:... اگر اس بزرگ کے ساتھ مناسبت نہیں ہوئی تو بیعت بحال کرنے کی ضرورت نہیں، کسی اور سے بیعت ہوجائے۔

سوال:... بیعت کے لئے عمر کی حد مقرّر ہے یا نہیں؟

جواب:... نہیں، بالغ ہونا چاہئے۔

فوت شدہ بزرگ سے بیعت ہونا

سوال:...کوئی ایسے بزرگ جو اِنتقال کر چکے ہوں، ان کے اِنتقال کے کافی عرصے بعد کوئی شخص ان کے نام سے بیعت کرواسکتا ہے؟ مثال کے طور پر اس طرح بیعت کروائی جائے: ''میں (بیعت کرنے والا) اپنا ہاتھ اس (بیعت کروانے والا) کے ہاتھ میں دیتا ہوں اور ان کے ذریعے سے (فلاں) بزرگ (جو اِنتقال کر چکے ہیں) کے ہاتھ میں دیتا ہوں، اور ان کی بیعت کرتا ہوں''؟

جواب:...بیعت سے مقصود اپنی اِصلاح کروانا ہے، اس فوت شدہ بزرگ سے بیعت کے کوئی معنی نہیں۔

ذکرِ جہر، پاس انفاس

سوال:...گلگت میں کچھ عرصے سے ایک ایسا گروہ وجود میں آیا ہے جو ناک سے سانس کے ذریعے (منہ بند کرکے) ذکر کرتے ہیں اور عوام الناس کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں، جس کو یہ لوگ پاس انفاس کا نام دیتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی صداقت کے متعلق وضاحت مطلوب ہے۔

جواب:...مشائخ کے ہاں ذکر کی مختلف ترکیبیں رائج ہیں، پس یہ لوگ اگر کسی صاحبِ سلسلہ متبع سنت شیخ کی ہدایت کے مطابق کرتے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ غلط ہے۔

سوال:...گروہِ مذکور کہتا ہے کہ: ''ذکرِ ہذا سے بیت اللہ شریف کی زیارت، مُردوں کا حال جاننا اور عذابِ قبر کا مشاہدہ ذکر کے عالم میں ہوجاتا ہے۔'' نیز یہ ذکر روشنی بجھا کر رات کو کیا جاتا ہے۔

جواب:...آپ نے ان لوگوں کا جو قول لکھا ہے: ''ذکرِ ہذا سے بیت اللہ شریف کی زیارت، مردوں کا حال جاننا اور عذابِ قبر کا مشاہدہ ذکر کے عالم میں ہوجاتا ہے'' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا شیخ محقق نہیں، کیونکہ یہ چیزیں نہ مقاصد میں سے ہیں، نہ ان کی خاطر ذکر کیا جاتا ہے، ذکر اللہ میں ان چیزوں کو مقصد بنانا گمراہی ہے، ذکر سے مقصود محض رضائے حق ہونی چاہئے، اس کے ماسوا سب باطل ہے، اگر بغیر سعی و محنت کے کوئی چیز حاصل ہوجائے، تو محمود ہے، مگر مقصود نہیں، اس کی طرف مطلق التفات نہیں ہونا چاہئے، کشفِ قبور یا اس طرح کی اور چیزیں محنت و ریاضت سے کافروں کو بھی حاصل ہوسکتی ہیں، اس لئے ان کو کمالِ مقصود سمجھنا جہالت وضلالت ہے۔

مراقبہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر کرنا چاہئے

سوال:...مراقبے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اس میں کس طرح بیٹھنا چاہئے؟ اور مراقبہ کس طرح کرنا چاہئے؟ براہِ مہربانی مفصل تحریر فرمایئے گا، نیز اس کے متعلق کتب کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں؟

جواب:...مراقبہ ہر شخص کے مناسبِ حال ہوتا ہے، جس کا کسی شیخِ کامل سے تعلق ہو وہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرسکتا ہے، یہ علمی تحقیقات نہیں بلکہ اصلاحِ نفس کے معالجات ہیں، اور اپنے نفس کے علاج سے بےفکر ہوکر ان کی تحقیقات

میں پڑنا لغو اور فضول ہے۔

ذکرِ جہر جائز ہے، مگر آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کی جائے

سوال:... ذکرِ جہر جائز ہے یا نہیں؟ جیسے تلاوتِ قرآن پاک یا کلمہ طیبہ کا وِرد کرنا، یا کہ ''اللہ، اللہ'' کرنا، یا ''اللہ ہو'' پڑھنا زور و شور سے جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اکثر پیر مرشد جو کہ عالم بھی ہوتے ہیں ذکر جہر سے کرتے ہیں۔

جواب:... ذکرِ جہر جائز ہے، بزرگوں کے بعض سلسلوں میں بطور علاج ذکرِ جہر کی تعلیم ہے، تاہم جہر خود مقصود نہیں، بلکہ آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کرے۔ نیز کسی نمازی کی نماز میں اور سونے والے کی نیند میں اس سے خلل نہ آئے۔ [1]

بیعت اور اصلاحِ نفس

سوال:... خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی شیخ کی بیعت کرنا واجب اور ضروری ہے؟ اگر یہ نہ ہوسکے یا کسی بزرگ کی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی ہو تو اس شخص کی تمام عمر کی نماز اور روزانہ کی تلاوت کلامِ پاک اور کوئی پچیس برس سے تہجد وغیرہ مزید نوافل شکرانہ اور تسبیحات سب بیکار گئیں، اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس شخص کی بخشش نہ فرمائیں گے؟

جواب:... شیخ سے بیعت بایں معنی تو واجب نہیں کہ اس کے بغیر کوئی عمل ہی معتبر نہ ہو، لیکن بایں معنی ضروری ہے کہ اس کے بغیر نفس کی اصلاح نہیں ہوتی، رُوحانی و قلبی امراض (نماز، روزہ، ذکر و اَذکار کے باوجود) باقی رہتے ہیں، شیخ کی جوتیوں سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔

تزکیۂ نفس کس طرح ہوسکتا ہے؟

سوال:... مولانا صاحب! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور پڑھا بھی ہے کہ تزکیۂ نفس کے واسطے بزرگوں سے اپنی حالت نہیں چھپانی چاہئے۔ مولانا صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک دِینی مدرسے کی طالبہ ہوں اور الحمدللہ! ایک دِینی گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، لیکن میں اپنے تزکیۂ نفس سے ابھی تک محروم ہوں۔ کیونکہ میرے اندر جھوٹ، کبر، فخر، خود پسندی، غیبت، عیب جوئی، طعنہ زنی وغیرہ یہ کہ ہر وہ بیماری موجود ہے جو مسلمان کی شان کے خلاف ہے، عبادت میں بالکل دِل نہیں لگتا، نہ ہی کوئی حلاوت محسوس ہوتی ہے، دُنیا کی محبت انتہائی گھر کرچکی ہے، مزاج عاشقانہ ہے، جس کی وجہ سے رہی سہی کسر بھی پوری ہوگئی ہے۔ مولانا صاحب! آپ ضرور بہ ضرور مجھے تزکیۂ نفس کا طریقہ بتلاکر ممنون فرمائیں، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ کتب اور ان کی عبارات بجائے میرے واسطے حجت بننے کے میرے خلاف حجت نہ بن جائیں، اور یوم قیامت مجھے فضیحت و رُسوائی سے دوچار ہونا پڑے۔ آپ مجھے طریقہ بتلائیں، میں تادَمِ حیات آپ کے واسطے دُعائے خیر کروں گی۔ مولانا صاحب! میں نہ ہی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوسکتی ہوں، کیونکہ میرے

---

(۱) وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني أجمع العلماء سلفًا وخلفًا على إستحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلّا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصلي أو قارئ. (رد المحتار ج:۱ ص:۶۶۰، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها).

والد صاحب جماعت میں گئے ہوئے ہیں، اور کوئی محرَم نہیں، اور نہ ہی براہِ راست جواب لے سکتی ہوں، کیونکہ میرے واسطے اس میں بہت سی قباحتیں ہیں۔

جواب:... میری بیٹی! تمہارا خط ہزاروں خطوں میں سے ایک ہے، جس میں اپنے نفس کی طرف سے فکرمندی اور اِصلاحِ نفس کی ضرورت کا اِظہار کیا گیا ہے، اور یہ بھی دِینی تعلیم کی برکت ہے۔ اِمام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے تو غیراللہ کے لئے علم حاصل کیا تھا (یعنی علم شروع کرنے سے پہلے صحیح نیت کا خیال نہیں تھا) لیکن اس نے اِنکار کردیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کے لئے ہونے کا نہیں۔''[1] اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائیں، اور اپنی رضا کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرماکر صالحات قانتات میں سے بنائیں۔ نفس کی اِصلاح وتزکیہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے والدِ گرامی کے مشورے سے کسی محقق متبعِ سنت شیخ سے اِصلاحی تعلق قائم کرلیں اور اپنے حالات کی ان کو اِطلاع دیتی رہیں، اور اِصلاح کے لئے وہ جو نسخہ تجویز فرمائیں اس پر عمل کرتی رہیں۔ میری بیٹی! یہ باتیں اخباروں میں لکھنے کی نہیں ہوتیں، لیکن تم نے جوابی لفافہ بھی نہیں بھیجا، بلکہ پتا بھی نہیں لکھا، اس لئے مجبوراً اخبار کے ذریعے جواب دے رہا ہوں۔ اور میں نے تمہارا نام قصداً حذف کردیا ہے۔ اور جب تک یکسوئی کے ساتھ کسی جامع الشرائط شیخ سے تعلق قائم نہیں کرلیتیں اس وقت تک اِمام غزالیؒ کے رسالے ''تبلیغِ دِین'' کا غور سے مطالعہ کریں۔

کسی شیخ سے اِصلاحی تعلق ہونا چاہئے

سوال:... بندہ ایک دِینی مدرسے کا طالب علم ہے، اور کچھ وقت تبلیغ میں بھی لگاچکا ہے، بندہ کو اکابر کی سوانح حیات کے مطالعے سے ایک بات مشترک معلوم ہوئی کہ ان سب نے کسی نہ کسی بزرگ جو متبعِ سنت تھے، سے اِصلاحی تعلق قائم کیا۔ بعض بزرگوں کے بیانات میں شرکت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ رائے ونڈ کی شوریٰ کی جماعت میں شامل ہیں، اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی کا طالب ہوں، نیز بندہ اپنے محلّے کی مسجد میں کبھی کبھار جمعہ کا بیان بھی کرتا ہے، آیا اس میں اِختلافی مسائل بیان کئے جائیں یا نہیں؟ اور بیان کے لئے کون سی کتاب زیرِ مطالعہ رکھی جائے؟

جواب:... یہ بات تو بہت صحیح ہے کہ کسی شیخ سے اِصلاحی تعلق ہونا چاہئے، لیکن یہ ناکارہ اس کا اہل نہیں۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ یہ ناکارہ رائے ونڈ کی شوریٰ کی جماعت میں ہے۔ اس لئے اکابرِ تبلیغ سے مشورہ کرلیں۔ محلّے کی مسجد میں بیان کا مضائقہ نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اوٹ پٹانگ باتیں نہ کی جائیں، نہ اِختلافی مسائل بیان کئے جائیں، بلکہ حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کی کتابوں میں سے کوئی کتاب پڑھ کر سنادی جائے، والسلام۔

مرید پہلے اپنے پیر کے بتائے ہوئے وظائف پورے کرے بعد میں دُوسرے

سوال:... اگر کوئی شخص کسی صاحبِ طریقت سے بیعت ہو تو پیر صاحب کے بتائے ہوئے اَذکار پہلے پڑھے یا وہ اَذکار جن

---

(۱) تعلمنا العلم لغير الله فأبى العلم أن يكون إلّا لله. (إحياء علوم الدين للغزالي ج:۱ ص:۵۶، بيان وظائف المرشد المعلم، طبع دار المعرفة بيروت).

کا کتبِ فضائل میں ذکر ملتا ہے، جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھ لے گا (شام تک کی) اس کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی آدمی کے پاس وقت کم ہو تو وہ کون سے اذکار پڑھے؟ احادیث میں مذکورہ یا صاحبِ طریقت کے جس سے بیعت ہو؟ اس طرح اگر کوئی بیعت سے پہلے احادیث کے اَذکار کو پڑھ رہا ہو اور وہ بند کرلے تو گناہ تو نہیں؟ تہجد کی نماز چند دن پڑھتا ہوں، چند دن نہیں پڑھتا، اس کے متعلق واضح فرمادیں، نیز بغیر وضو چارپائی پر لیٹے لیٹے احادیث شریف کی کتاب پڑھ رہا ہو، گناہگار ہوگا یا بے ادب؟ کیا دُرود شریف بغیر وضو پڑھ سکتا ہے؟

جواب:... جن اوراد و اَذکار کو معمول بنالیا جائے، خواہ شیخ کے بتانے سے، یا ازخود، ان کے چھوڑنے میں بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے سبھی معمولات کی پابندی کرنی چاہئے، اور ایک وقت نہ کرسکے تو دُوسرے وقت پورے کرلے۔ تہجد کی نماز میں ازخود ناغہ نہ کرے۔ بغیر وضو حدیث شریف کی کتاب پڑھنا خلافِ اَولیٰ ہے،[1] دُرود شریف بے وضو جائز ہے، باوضو پڑھے تو اور بھی اچھا ہے۔

قید ''معروف'' کی حکمتیں

سوال:... آیت کا ترجمہ: ''اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گی اور کسی جائز حکم میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان کی بیعت قبول کرلو۔'' لفظ ''جائز'' کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آتا؟ واضح فرمادیں۔ کیا نبی کا حکم ''جائز'' کے علاوہ اور کچھ ہوسکتا ہے؟

جواب:... ''جائز حکم'' ترجمہ ہے قرآنِ کریم کے لفظ ''معروف'' کا، رہا آپ کا یہ شبہ کہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جائز کے علاوہ کچھ اور ہوسکتا ہے؟'' دراصل آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے ''معروف'' کی قید کیوں لگائی؟ اس کی دو حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ قید واقعی ہے یعنی آپ کا ہر حکم جائز اور معروف ہے، اس لئے ہر حکمِ نبوی کی تعمیل کی جائے، اس کی نظیر قرآنِ کریم کی دُوسری آیت ہے: ''اِتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ''، ''احسن'' کی قید سے اس پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، وہ احسن ہی احسن ہے، اس لئے بغیر کسی دغدغہ کے اس کی پیروی کرو۔ دُوسری حکمت یہ کہ بیعت کی سنت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رہے گی، مگر غیرمشروط اطاعت نہیں ہوگی، اس لئے ''فی معروف'' کی قید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والوں کے پیشِ نظر ہے، اور اس پر تنبیہ مقصود ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو معروف کے ساتھ مشروط کیا ہے تو غیرِ نبی کی اطاعت غیرِ معروف میں کیسے جائز ہوسکتی ہے...؟

شریعت اور طریقت کا فرق

سوال:... شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟

---

(۱) ومندوب فی نیف وثلاثین موضعًا ذکرتها فی الخزائن ... إلخ۔ وفی الشرح: قوله ذکرتها فی الخزائن .... فمنها ولغضب وقراءة وحدیث وروایته ودراسة علم ... إلخ۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۸۹، کتاب الطهارة)۔

جواب:... اصلاحِ اعمال سے جو حصہ متعلق ہے وہ ''شریعت'' کہلاتا ہے، اور اصلاحِ قلب سے جو متعلق ہے اسے ''طریقت'' کہتے ہیں۔[1]

بغیر اجازت کے بیعت کرنا

سوال:... کیا کسی ایسے بزرگ کی بیعت کرنا جائز ہے جو کسی بزرگ کی قبر سے فیض حاصل کرنے کا دعویٰ کرتا ہو؟ اور کسی پیر یا بزرگ نے زندگی میں اسے اپنا خلیفہ نہ بنایا ہو۔

جواب:... بغیر اجازت وخلافت کے سلسلہ نہیں چلتا۔

نماز، روزہ وغیرہ کو نہ ماننے والے پیر کی شرعی حیثیت

سوال:... پنجاب میں ایک پیر صاحب ہیں، ان کے مرید کافی تعداد میں ہر سائڈ پھیلے ہوئے ہیں، ان کے مرید کچھ ہمارے عزیز بھی ہیں، پیر صاحب فقیری لائن کے ہیں، نہ ان کی داڑھی ہے، اور نہ ہی وہ نماز روزے کے پابند ہیں، وہ کہتے ہیں: ''ہماری ہر وقت کی نماز ہی نماز ہے'' وہ اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ: ''ہم تمہارے نماز، روزے کے ذمہ دار ہیں، تم ادا کرو یا نہ کرو۔'' اور خاص بات یہ ہے کہ وہاں جو بھی چلا جائے اس کی مراد ضرور پوری ہوتی ہے، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اور کیا ایسے پیر صاحب کی بیعت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے مرید کافی لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، آپ جواب اخبار میں شائع کریں، مہربانی ہوگی۔

جواب:... پیر و مرشد تو وہ ہوتا ہے جو خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہو، اور اپنے متعلقین کو بھی اسی راستے پر چلنے کی دعوت دیتا ہو۔ جو شخص نماز روزے کا قائل نہ ہو، وہ مسلمان ہی نہیں، بلکہ گمراہ اور بے دِین ہے۔[2] جو لوگ ایسے بددِین کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں، اگر وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اپنا حشر چاہتے ہیں تو وہ اپنے ایمان کی تجدید کریں، اور اس شخص سے تعلق ختم کرلیں۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے زِندیق کو سزائے اِرتداد دیتی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

---

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''شریعت'' نام ہے مجموعہ اَحکامِ تکلیفیہ کا، اس میں اعمالِ ظاہری اور باطنی سب آگئے، اور متقدمین کی اِصطلاح میں لفظ ''فقہ'' کو اس کا مرادف سمجھتے تھے، جیسے اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے: ''معرفة النفس ما لها وما عليها''۔ پھر متأخرین کی اِصطلاح میں شریعت کے جزو متعلق باعمالِ ظاہرہ کا نام ''فقہ'' ہوگیا، اور دُوسری جزو متعلق باعمالِ باطنہ کا نام ''تصوف'' ہوگیا، ان اعمالِ باطنی طریقوں کو ''طریقت'' کہتے ہیں۔ (تربیت السالک ص:۱۱، طبع دارالاشاعت)۔

(۲) لَا نزاع في تكفير من أنكر من ضروريات الدين. (اكفار الملحدين ص:۱۲۰)۔ أيضًا: والمراد بالضروريات على ما اشتهر في الكتب ما علم كونه من دين محمد صلى الله عليه وسلم بالضرورة بأن تواتر عنه واستفاض وعلمته العامة كالوحدانية والنبوة .... ووجوب الصلاة والزكاة وحرمة الخمر ونحوها. (اكفار الملحدين ص:۳۷۲)۔

اسلام کے ارکان ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہ ہوئے، اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی طرف سے ان کی ذمہ داری اُٹھائی، کیا اس شخص کا خدائے تعالیٰ سے تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہے؟ توبہ! توبہ! یہ لوگوں کے فرائض کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے؟[1]

رہا مرادوں کا پورا ہونا تو دُنیا میں اللہ تعالیٰ کتوں اور خنزیروں کو بھی رزق دیتے ہیں، محض دُنیوی مرادیں پوری ہونا مقبولیت کی دلیل نہیں، بلکہ اس کی وہی مثال ہے کہ جس شخص کے لئے سزائے موت کا حکم ہوچکا ہو، جیل میں اس کی ہر مراد پوری کی جاتی ہے۔

بیعت کا مقصد

سوال:... ہمارے خاندان کے ایک بزرگ ہیں، جو ''پیر'' بھی ہیں، اور لوگوں کو بیعت بھی کرتے ہیں، مگر انہیں ٹیلیویژن دیکھنے کا بے حد شوق ہے، اور کثرت سے ٹیلیویژن دیکھتے ہیں، یہاں تک کہ ہم جب ان کے گھر جاتے ہیں تو وہ ٹیلیویژن دیکھ رہے ہوتے ہیں، نماز سے سلام پھیرتے ہی ٹیلیویژن دیکھنا شروع کردیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے مرید بھی دیکھتے ہیں، ایسا لگتا ہے جیسے وہ اس کو جائز کہتے ہیں۔ ایسے شخص کے ہاتھ بیعت کرنا کیسا ہے؟ اور اس سے اپنی اِصلاح کروانا کیسا ہے؟ براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کردیں۔

جواب:... یہ تو معلوم نہیں کہ لوگ ان ''بزرگ'' سے کس مقصد کے لئے بیعت کرتے ہیں؟ اگر بیعت سے مقصود ٹیلیویژن دیکھنے کی تربیت حاصل کرنا ہے، یہ بزرگ اس کے لئے غالباً موزوں ترین شخصیت ہوں گے۔ اور اگر بیعت سے مقصود اپنے امراضِ نفسانی کی اِصلاح اور سلوک کی منزلیں طے کرنا ہے تو یہ مقصد ٹیلیویژن دیکھنے والوں کی بیعت سے حاصل نہیں ہوگا، اس کے لئے کسی عارفِ ربانی کی ضرورت ہوگی، جو سلوک الی اللہ کی راہ و رسم اور منزل سے واقف ہو۔

دُنیا دار پیر

سوال:... ہمارے محلے میں ایک پیر صاحب گاؤں سے ہر سال آتے ہیں، اور کچھ عرصہ یہاں قیام پذیر ہوتے ہیں، لوگ ان کو بہت مانتے ہیں، لیکن میرا دِل نہیں مانتا کہ میں ان کے پاس جاؤں یا مرید ہوں، وجہ یہ ہے کہ وہ مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا نہیں کرتے، بلکہ گھر پر ہی پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں بھی مسجد میں نہیں جاتے، نماز اکیلے ہی ادا کرتے ہیں، جبکہ مسجد سے گھر کا فاصلہ چند ہی قدم ہے۔ کیا پیر صاحب مسجد سے بلند درجہ رکھتے ہیں؟ مجھے دوستوں سے اختلاف ہے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔

---

(۱) ولَا تزر وازرة وزر اُخرىٰ وان تدع مثقلة اِلٰى حملها لَا يحمل منه شيء ولو كان ذا قربىٰ، الآية۔ (فاطر:۱۸)۔

جواب:... جو شخص بغیر عذرِ شرعی کے جماعت کا تارک ہو وہ فاسق ہے،[1] اس سے بیعت ہونا جائز نہیں،[2] اگر بیمار یا معذور ہے تو اس کا حکم دُوسرا ہے۔[3]

مریدوں کی داڑھی منڈانے والے پیر کی بیعت

سوال:... ایک پیر اپنے مریدوں کی داڑھی منڈا دیتا ہے، یہ کہہ کر کہ: ''ہمارے سلسلے میں داڑھی نہیں ہے'' ایسے پیر کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

جواب:... وہ گمراہ ہے، اس سے بیعت حرام ہے۔[4]

ایک عورت پر اپنے مرشد کی کس حد تک خدمت کرنا ضروری ہے؟

سوال:... بیعت کرنے کے بعد ایک عورت یا لڑکی پر اپنے مرشد کی کس حد تک خدمت کرنا اور اس کے حکم پر چلنا ضروری ہے؟ کیونکہ ایک مرد تو اپنے مرشد کے پاس رات رہ سکتا ہے، جبکہ ایک عورت یا لڑکی کس طرح اس کا یہ حکم بجالاسکتی ہے؟ میرے مرشد کا خیال ہے کہ دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے، یعنی اگر مرشد کہے تو اس کی ہر بات کو ماننا اور حکم بجالانا ضروری ہے۔ جبکہ میری ناقص عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی ہے، مثال یہ ہے کہ مرشد نے حکم دیا کہ تمہیں رات بارہ بجے تک رُکنا ہے اور کام کرنا ہے، جبکہ اس کو گھر جانے اور اکیلی رات بارہ بجے کے بعد گھر جانے کی وجہ سے تشویش رہتی ہے، اس کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب:... مرشد سے اِصلاحی تعلق اللہ تعالیٰ کا راستہ معلوم کرنے کے لئے ہوتا ہے، اس کی خدمت کرنے کے لئے نہیں۔ اگر مرشد رات کو بارہ بجے تک رُکنے کا کہتا ہے تو وہ اس لائق نہیں کہ اس سے تعلق رکھا جائے، اُس سے تعلق ختم کردیں، واللہ اعلم!

ایک شعر کا مطلب

سوال:... مندرجہ ذیل شعر کی تشریح فرمادیں اور صحیح مفہوم واضح فرمادیں:

---

(۱) وعن عبدالله بن مسعود قال: لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلاة إلّا منافق قد علم نفاقه. (الفقه الحنفي وأدلّته ج:۱ ص:۲۰۳، باب صلاة الجماعة، فضل صلاة الجماعة). ثم اعلم ان ترك الفرض أو الواجب ولو مرة بلا عذر كبيرة وكذا إرتكاب الحرام وترك السُّنَّة مرة بلا عذر تساهلًا وتكاسلًا لها صغير وكذا إرتكاب الكراهة والإصرار على ترك السُّنَّة .... كبيرة. (شرح فقه الأكبر ص:۶۹ طبع دهلی).

(۲) ص:۲۳۳ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) وإذا ثبت انها سُنَّة مؤكدة قريبة من الواجب فإنها تسقط في حال العذر مثل المطر والريح في الليلة المظلمة ...إلخ. (الفقه الحنفي وأدلّته ج:۱ ص:۲۰۷، جواز الجماعة في النافلة). أيضًا: فلا تجب على مريض ومقعد وزمن ومقطوع يد ورجل من خلاف .... ولا على من حال بيته وبينها مطر وطين إلخ. وفي الشرح: (تتمة) مجموع الأعذار التي مرت متنا وشرحًا عشرون ...إلخ. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۵۵۶، كتاب الطهارات).

(۴) ص:۲۳۱ کا حاشیہ نمبر۳ اور ص:۲۳۳ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی بے شک شیخ ربانی

جواب:... شیخِ کامل اپنے مستفیدین کی تربیت و اصلاح کرتا ہے اور حضراتِ صوفیہ کا اتفاق ہے کہ شیخ کو اصلاح و تربیت کی تدابیر من جانب اللہ القاء کی جاتی ہیں۔ یہی مطلب ہے اس شعر کا کہ اللہ تعالیٰ کا لطف و عنایت ان کی تربیت کرتی تھی اور وہ خلقِ خدا کی اصلاح و تربیت القاء و الہامِ ربانی کے مطابق فرماتے تھے۔

ذکر کی ایک کیفیت کے بارے میں

سوال:... بندہ ایک دن ذکر میں مشغول تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور طبیعت نہایت مسرور ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء سے بلکہ بال بال سے اللہ کی آواز آرہی ہے، اور چند منٹ یہ کیفیت رہی اس کے بعد ختم۔ الحمدللہ! آپ کی دُعاؤں سے تمام معمولات ادا کرتا ہوں، دُعاؤں کا محتاج ہوں، اس کے متعلق کچھ فرمائیں۔

جواب:... یہ کیفیت مبارک ہے، محمود ہے، مگر مقصود نہیں، اس کو کمال نہ سمجھا جائے، صرف حصولِ رضائے الٰہی کو مقصود سمجھا جائے۔

خدا تعالیٰ کے قرب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذریعہ

سوال:... خدا تعالیٰ کا قرب و بندگی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کا ذریعہ بتائیں۔

جواب:... اس کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی۔ [1]

فرائض کا تارک دِین کا پیشوا نہیں ہوسکتا

سوال:... ایک پیر صاحب محلے میں آئے، مریدوں کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے کہ اَذان کی آواز آئی، میں نے کہا: نماز کی تیاری کریں، ہم تو مسجد میں چلے گئے مگر پیر صاحب کہنے لگے: میں نفل پڑھ لیتا ہوں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ نماز تو ہر مسلمان پر فرض ہے کیا پیر پر فرض نہیں؟

جواب:... یہ بات تو ان پیر صاحب سے دریافت کرنی چاہئے تھی کہ جو لوگ فرائض کے تارک ہوں، کیا وہ دِین کے پیشوا بن سکتے ہیں...؟

اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہوئے کسی دُوسرے کی اِقتدا میں نماز اَدا نہ کرنے والے کا شرعی حکم

سوال:... اگر کوئی شخص اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہوئے کسی کی اقتدا میں نماز نہ پڑھے، حتیٰ کہ اپنے والد اور غوث و قطب سے

---

(۱) ومن یطع الله والرسول فأولٰئک مع الذین أنعم الله علیهم .... (النساء: ۶۹)۔ ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزًا عظیمًا۔ (الأحزاب: ۷۱)۔

افضل ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا ایسے شخص کی پیروی جائز ہے؟ آپ کی رہنمائی کئی لوگوں کو گمراہی سے بچائے گی۔

جواب:... اگر اس شخص کی دِماغی حالت صحیح نہیں، تو معذور ہے، ورنہ بلاعذر ترکِ جماعت حرام ہے، اور ایسا شخص جو ترکِ جماعت کو اپنا معمول بنالے، فاسق اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے۔ (۱)

سابقہ گناہوں سے توبہ

سوال:... عبداللہ ماضی میں کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہا ہے، اب توبہ کرکے نمازی بن گیا ہے، نماز کے مسائل بھی سیکھے ہیں، تبلیغی جماعت میں وقت بھی لگایا ہے، لوگ اس کے ماضی کو نہیں جانتے، اس کو نیک سمجھتے ہیں، اگر لوگ فرض نماز کی اِمامت کے لئے اس کو کہیں تو کیا وہ اِمامت کرادیا کرے یا نہیں؟

جواب:... توبہ کے بعد وہ اِمامت کراسکتا ہے، کیونکہ توبہ کی صورت میں پچھلے تمام گناہ ایسے معاف ہوجاتے ہیں جیسے کئے ہی نہیں گئے تھے۔ (۲)

بندگی یہ ہے کہ آدمی اپنی ساری تجویزیں چھوڑ کر اپنے آپ کو مشیتِ الٰہی کے سپرد کردے

سوال:... میں نے نسیم حجازی کے تاریخی ناول پڑھ کر سابقہ مسلمان شخصیتوں کے حالات پڑھ کر دِل میں سوچا کہ میں بھی ایک مثالی انسان بنوں، مگر حالات کی ستم ظریفی کہ آج تک پریشان ہوں، اور ہر موڑ پر ناکامی ہی ناکامی ہے۔ اور پڑھنے کو جی نہیں چاہتا، سر کے بال گنجے ہو رہے ہیں، لوگ مذاق اُڑاتے ہیں، بڑی مشکل سے میڈیکل کے ایف ایس سی میں نمبر لایا ہوں۔ مگر اب بھی پڑھنے کا شوق نہیں، سب سے زیادہ بات مجھے اللہ تعالیٰ پر ایک اندھا اِعتماد ہے جس کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتا۔ میرے اندر جاسوسی کی صلاحیت موجود ہے، ہر اِمتحان میں میں نے فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے، ابتدائی طور پر اور آخری میں نے غازی بننے اور صحافی اور مثالی شخصیت بننے کی تمنا کی ہے، نہ نوکری اور چھوکری کی اور نہ ہی دولت کی مگر آج تک قبول نہیں ہوئی، بڑا پریشان ہوں، خدارا اس بارے میں میری مدد فرماویں، نوازش ہوگی۔

جواب:... آپ کا خط بڑے غور وتحمل سے پڑھا، آپ جتنے کام کے آدمی ہیں، افسوس کہ صحیح راہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اتنا ہی اپنے آپ کو اُلجھنوں میں ڈال رکھا ہے۔ چند نکات پر غور فرمائیں:

۱:... آپ نے چند ناول پڑھ کر یہ فیصلہ کرلیا کہ "میں یہ بنوں گا" اور پھر اس کو خدا سے مانگنا شروع کردیا، اور جب وہ چیز میسر آتی نظر نہ آئی تو پریشان ہوکر گھلنے لگے، ذرا غور کیجئے! خدا تعالیٰ کے مقابلے میں مجھے اور آپ کو اپنی تجویز کا کیا حق ہے؟ بندہ کا اعلیٰ ترین

---

(۱) تارک الجماعة یستوجب اساءة، ولَا یقبل شهادته إذا ترکها إستخفافًا بذالک ومجانة. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۵ باب الإمامة).

(۲) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: التائب من الذنب کمن لَا ذنب له. (مشکٰوة ج:۱ ص:۲۰۶، باب الإستغفار والتوبة، الفصل الثالث).

مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنی ہستی کو اس کی رضا کے لئے فنا کرنا ہے، نہ کہ خود فیصلے کر کے خدا تعالیٰ کو اپنے فیصلوں کا پابند بنانا۔

۲:... اگر ایک حالت آپ کو بھلی معلوم ہوئی تھی تو ضروری تو نہیں کہ وہ علمِ الٰہی میں آپ کے لئے واقعتاً بھی اچھی ہو۔ مثلاً یہی جہاد کی اُمنگ ہے، اگر آپ سے دریافت کیا جائے کہ آپ کا مقصد جہاد سے کیا ہے؟ تو آپ یہی جواب دیں گے کہ رضائے اِلٰہی، اب جبکہ آپ رضائے اِلٰہی کو پہلے ہی سے چھوڑ کر پریشان ہو رہے ہیں تو کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ آپ جہاد سے یہ مقصد ضرور حاصل کرلیں گے؟ اور اگر یہی رضائے اِلٰہی آپ کو والدین کی خدمت، اہلِ دِین کی صحبت معیت سے حاصل ہو جائے تو آپ کو راستے کی تجویز کا کیا حق ہے؟

۳:... جس طرح والدین بچے کی ہر ضد اور ہٹ دھرمی پوری نہیں کرتے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی جو بندے کے نفع نقصان کو والدین سے زیادہ جانتے ہیں، اس کی ہر ضد پوری نہیں فرماتے، پس بندگی یہ ہے کہ آدمی اپنی ساری تجویزیں چھوڑ کر اپنے آپ کو مشیتِ اِلٰہی کے سپرد کردے، اور اس کی مثال ''مردہ بدست زندہ'' کی ہونی چاہئے، ایسا بندہ گویا رحمتِ اِلٰہی کی آغوش میں ہوتا ہے، اور عنایتِ خداوندی ہر لحہ اس کے شاملِ حال رہتی ہے۔ ان دونوں کا فرق خود محسوس کیجئے۔ ایک شخص خود ٹھوکریں کھاتا ہوا چلتا ہے: ''نہ ہاتھ باگ پہ ہے اور نہ پا ہے رکاب میں'' اور دُوسرے کو کوئی اُٹھائے ہوئے چل رہا ہے۔

آپ فی الحال میرے ان نکات پر غور کریں، اگر بات دِل کو لگے تو آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے مجھ سے زبانی بات کیجئے، اور اگر میری یہ باتیں دِل کو نہ لگیں تو خط کو پھاڑ کر پھینک دیجئے، اور جو سمجھ میں آتا ہے کئے جائیے، والسلام!

دُوسرے کے گناہ کا افشا کرنا

سوال:... میں نے حدیث میں پڑھا ہے کہ اگر خود سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے فاش نہیں کرنا چاہئے، تو کیا دُوسرے کا گناہ دیکھ کر بھی خاموش رہنا چاہئے؟

جواب:... جی ہاں! کسی کو گناہ کرتے دیکھیں تو لوگوں میں اس کو افشا نہ کیا جائے،[1] البتہ اس شخص کو تنہائی میں نہایت خیرخواہی کے ساتھ نصیحت کرنی چاہئے۔

گناہِ کبیرہ کی تعداد کتنی ہے؟

سوال:... شریعت میں گناہِ کبیرہ کی تعداد کتنی ہے؟ اور مجرم دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کس طرح نجات پائے گا؟ کیا گناہِ کبیرہ کے عذاب سے نجات ممکن ہے؟

جواب:... گناہِ کبیرہ کی تعداد بعض حضرات نے نوسو یا اس سے زیادہ کہی ہے۔ اگر آدمی سچے دِل سے توبہ کرلے اور اپنے گناہوں کی تلافی کرلے، مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اس کے ذمے ہوں تو ان کو اَدا کرلے اور حق تعالیٰ شانہٗ سے اِستغفار اور معافی

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال .... ومن ستر علیٰ مسلم فی الدنيا ستر الله عليه فی الدنيا والآخرة. (ترمذی ج:۲ ص:۱۴ أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی الستر علی المسلمين).

مانگے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ اس کو معاف کردیں گے۔ (۱)

اپنے آپ کو دُوسروں سے کمتر سمجھنا

سوال:... تبلیغی جب گشت پر نکلتے ہیں تو ہدایت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس کو دعوت دینا ہے اس کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھنا چاہئے۔ ان کی بات تو صحیح ہے، لیکن جب عصر کی نماز باجماعت ادا کر چکے ہوں اور اس شخص نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی تو کہتے ہیں آپ صحیح نماز ادا کر چکے ہو اور بابرکت جماعت کے ساتھ ہو۔ تو بندے کے دِل میں خیال آتا ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی، بالفاظِ دیگر دِل میں خیال سا آتا ہے کہ نیکی کے بعد انسان کو تکبر تو نہیں کرنا چاہئے، لیکن ایک سرور حاصل ہوتا ہے، مہربانی فرما کر اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

جواب:... اپنے کو دُوسروں سے کمتر سمجھنا اس طریقے پر ہے کہ آدمی یہ اندیشہ رکھے کہ میں باوجود اپنے ظاہری نیک اعمال کے خدانخواستہ کسی گناہ پر پکڑا جاؤں، اور یہ شخص عنایتِ خداوندی کا مورد بن جائے، یہ مراقبہ اگر رہے تو عجب، خود پسندی اور تکبر پیدا نہیں ہوگا۔ باقی کسی نیک کام سے خوشی ہونا یہ ایک فطری بات ہے۔

دِین ودُنیا کے حقوق

سوال:... بخدمت جناب محترم مولانا صاحب! سلامِ مسنون کے بعد عرض ہے کہ آج کل ہماری کلاس میں یہ مسئلہ زیرِ بحث رہا کرتا ہے کہ دِین اور دُنیا کے حقوق برابر ہیں، یعنی نہ یہ کم، نہ وہ زیادہ۔ بلکہ ہماری اسلامیات کی لیکچرار نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر پڑوس میں کوئی بیمار ہے اور اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے اور اِدھر نماز کا بھی وقت ہے تو نماز کو چھوڑ کر پڑوسی بیمار کا حق ادا کرو، اور ڈاکٹر کے پاس مریض کو لے جاؤ، یا اگر والدین بیمار ہیں، جب بھی ان کی خدمت کے لئے نماز چھوڑی جاسکتی ہے۔ براہِ کرم بذریعہ اخبار "جنگ" مطلع فرمائیں کہ دِین ودُنیا برابر ہے؟ یا دِین غالب رہنا چاہئے؟ اور وہ کون سے مواقع ہیں جہاں دِین کے اَحکام چھوڑ کر دُنیا کا کام کرلینا بہتر ہے؟

جواب:... ایک بھی موقع ایسا نہیں جہاں دِین کے اَحکام چھوڑ کر دُنیا کا کام کرلینا بہتر ہو! اور سچی بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کے منہ سے دِین اور دُنیا کو دو خانوں میں بانٹ کر ان کے درمیان موازنہ کیا جانا ہی غلط ہے۔ مسلمان تو دُنیا کے جو کام بھی کرے گا دِین کے مطالبے اور تقاضے کے مطابق ہی کرے گا۔ مثلاً: آپ کی ذکر کردہ دو مثالوں ہی کو لیجئے، دِین کا ایک تقاضا نماز پڑھنے

---

(۱) وعن ابن عباس كما رواه عبدالرزاق والطبراني هي الى السبعين أقرب منها الى السبع وقال أكبر تلامذته سعيد بن جبير رضي الله عنهما هي الى السبعمائة أقرب يعني باعتبار اصناف أنواعها، وروى الطبراني هذه المقالة عن سعيد عن ابن عباس نفسه أن رجلا قال لِابن عباس: كم الكبائر سبع هي؟ قال: هي الى السبعمائة أقرب منها الى سبع غير أنه لَا كبيرة مع الْإستغفار أي التوبة بشروطها، ولَا صغيرة مع الْإصرار. (مقدمة الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۱ ص:۹).

کا ہے، اور دُوسرا تقاضا مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کا، ایک مسلمان اپنے دونوں دِینی مطالبوں کو جمع کرے گا، اگر نماز کے وقت میں گنجائش ہے اور مریض کی حالت نازک ہے تو وہ مریض کو ڈاکٹر کے پاس پہنچا کر نماز پڑھے گا، اور اگر نماز کا وقت مؤخر ہو رہا ہے تو پہلے اس فرض سے فارغ ہوگا۔ بہرحال دونوں دِینی تقاضے ہیں اور دونوں میں الاہم فالاہم کے اُصول کے مطابق ترتیب قائم کرنا ہوگی، ایک کو لے کر دُوسرے کو چھوڑنا جہل ہے۔ اسی طرح اگر والدین ایسے لاچار ہیں کہ ان کو چھوڑ کر مسجد نہیں جاسکتا اور کوئی دُوسرا ان کی نگہداشت کرنے والا بھی نہیں تو یہ نماز گھر پر پڑھے گا، یہ بھی دِین ہی کے تقاضے کے مطابق ہے۔ مختصر یہ کہ ایک مسلمان کبھی دِین کو چھوڑ کر دُنیا کو مقدم کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اس لئے آپ کی لیکچرار صاحبہ کا فلسفہ غلط ہے، انہوں نے دِین کا صحیح مفہوم اس کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو ٹھیک سے سمجھا ہی نہیں۔

عبادت میں دِل نہ لگنے کا سبب اور اُس کا علاج

سوال:... ایک مشکل درپیش ہے کہ کچھ دن تک نماز میں اچھی طرح دِل لگ جاتا ہے اگر کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے، عبادت میں دِل نہیں لگتا، کوئی وظیفہ بتائیں۔

جواب:... گناہ کی نحوست اور تاریکی کا یہ اثر ہے، اس کا تدارک یہ ہے کہ جب بھی وہ گناہ کا تقاضا ہو تو ہمت کرکے بچا جائے، رفتہ رفتہ مزاحمت پیدا ہوجائے گی اور گناہ ہو ہی جائے تو فوراً ندامت کے ساتھ دِل کھول کر توبہ کرلی جائے، ایک دفعہ خوب توبہ کرنے کے بعد گناہ کے خیال کو دِل سے نکال دیا جائے، بار بار گناہ کا تصوّر بھی قلب کو پریشان کردیتا ہے، بے اِختیار اگر خیال آئے تو پھر توبہ کی تجدید کرلی جائے، ان چیزوں کے لئے وظیفے نہیں ہوتے، تدابیر اور علاج ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ کسی شیخِ محقق کے ساتھ تعلق قائم کرلیا جائے، اور اسے طبیب سمجھ کر پوری کیفیت اس سے بیان کردی جائے، پھر جو کچھ تجویز فرمادیں اس پر عمل کیا جائے۔

حضرتِ شیخؒ سے وابستگی پر شکر

سوال:... آپ کی مبارک تصنیف فرمودہ کتاب موسوم بہ ''حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اور ان کے خلفائے کرام'' (مکمل ۳ جلد) کا مطالعہ کر رہا ہوں، حضرت شیخ اقدس قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حالات بھی عجیب ہیں، اپنا تو یہ حال ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پڑھ کر اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے کہ کیا ہم بھی انسان ہیں؟ اور ایک مایوسی چھاجاتی ہے۔

جواب:... ایک تأثر یہ ہے جو آپ نے لکھا ہے، اور ایک اور تأثر ہے جو بے حد اُمید افزا اور راحت بخش ہے، وہ یہ کہ اگرچہ ہم اس لائق بھی نہ تھے کہ انسانوں میں شمار ہوتے، مگر مالک کا کس قدر احسانِ عظیم اور کیسی عنایت و رحمت ہے کہ ہمیں اپنے ایسے مقبول بندوں سے وابستہ فرمادیا ہے، اور جب انہوں نے یہ عنایت بغیر کسی استحقاق کے فرمائی ہے تو ان کی رحمت و عنایت سے اُمید ہے کہ اس

نسبت کی لاج رکھیں گے، اور ہمیں ان مقبولانِ الٰہی کی معیت نصیب فرمائیں گے، اِن شاءاللہ، ثم اِن شاءاللہ!

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

دُنیا کی محبت ختم کرنے اور آخرت کی فکر پیدا کرنے کا نسخہ

سوال:... اس وقت ہم جن مسائل سے دوچار ہیں آپ کو علم ہی ہے، دُنیا کی حد درجہ محبت اور آخرت کی حد درجہ غفلت نے ہمارے قلوب کو اندھا کیا ہوا ہے، اور حرام، حلال کا فرق مٹتا جارہا ہے، زیادہ سے زیادہ ایسے مضامین کی اشاعت کی جائے جن سے دُنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی ترغیب، آخرت کی تیاری میں مدد مل سکے، اور حرام کی مضرتیں اور حلال کی برکتیں نہایت مفصل بیان کی جائیں، حتیٰ کہ حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ ایسا سلیبس تعلیمی اداروں، اکیڈمیوں، ٹریننگ سینٹروں، سرکاری شعبوں میں وقتاً فوقتاً پڑھائے اور دُہرائے جائیں کیونکہ جس شخص کو جس چیز کا بخوبی علم ہوتا ہے اور وہ علم دُہرایا جاتا رہے تو کم از کم وہ اس کے قریب پھٹکنے سے دُور رہے۔

جواب:... آپ کا مشورہ قابلِ قدر ہے، لیکن جو اصل مشکل پیش آرہی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے دِل و دِماغ نورِ ایمان کے ساتھ منوّر ہونے کے بجائے انگریزیت کی ظلمت سے تاریک ہورہے ہیں، اس لئے ہمارے معاشرے کے مؤثر افراد و طبقات نہ صرف یہ کہ صحیح و غلط اور سیاہ و سفید کی تمیز کھو بیٹھے ہیں، بلکہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح، سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ سمجھنے لگے ہیں۔ اگر قرآن و سنت کے حوالے سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو ہمارے ذہن اس کو ہضم نہیں کرتے، بلکہ اپنے ذوق کے مطابق کوئی نہ کوئی تأویل تراش لی جاتی ہے۔ صریح اَحکامِ اِلٰہی سے روگردانی کے لئے ایسی تأویلیں گھڑی جاتی ہیں کہ اِبلیس بھی انگشت بدنداں رہ جائے۔ اس مرض کا اصل علاج یہ ہے کہ دِلوں میں پھر سے نورِ ایمان پیدا کیا جائے، ایسا ایمان جو حکمِ خداوندی کے سامنے کسی مصلحت کی پروا نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مقابلے میں کسی تہذیب اور کسی رسم و رواج کی طرف نظر اُٹھاکر دیکھنا بھی گوارا نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے پہلے ایمان سیکھا تھا، اس کے بعد قرآن و سنت کو سیکھا تھا۔''[1] ہمارے پاس قرآن و سنت تو موجود ہوں، مگر افسوس کہ ہم نے ایمان سیکھنے کی مشق نہیں کی، اب تو شاید بہت سے ذہنوں سے یہ بات نکل چکی ہے کہ ایمان بھی سیکھنے کی چیز ہے۔ عوام کے لئے اس کا سہل اور آسان نسخہ یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کے کام میں وقت لگایا جائے۔

خیالاتِ فاسدہ، نظرِ بد کا علاج

سوال:... خیالاتِ فاسدہ، گندے غلیظ وساوس، نظرِ بد، جیسے جرائم کا اِرتکاب ہوتا رہتا ہے، کبھی کبھی فوراً ندامت پشیمانی ہوتی

---

(۱) عبدالله بن عمر وغيرهما تعلمنا الإيمان ثم تعلمنا القرآن فازددنا إيمانًا، وإنكم تتعلمون القرآن ثم تتعلمون الإيمان. (الفتاوى الكبرىٰ ج:۴ ص:۴۲۳، مسألة في قول النبي صلى الله عليه وسلم: انزل القرآن على سبعة أحرف، طبع دار الكتب العلمية، بيروت).

ہے اور کبھی ندامت پاس سے بھی نہیں گزرتی، داڑھی منڈوانے سے، راگ ناچ گانا اس طرح سے ہر گندے فعل سے نفرت ہے، اس کے مرتکبین سے نفرت ہے، لیکن مجھے بے لذت گناہوں کی خواہشات کا غلبہ رہتا ہے۔

جواب:... خیالاتِ فاسدہ، وساوس وغیرہ جن کو آپ مرض سمجھ رہے ہیں، یہ مرض نہیں، بلکہ غیر اختیاری اُمور ہیں، جن پر مؤاخذہ نہیں، بلکہ مجاہدہ ہے۔ آپ کسی فارغ وقت میں ''مراقبۂ دُعائیہ'' کیا کریں، باوضو قبلہ رُخ بیٹھ کر آنکھیں اور زبان بند کر کے اپنی حالت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کردیں اور دِل میں اللہ سے عرض کریں کہ یا اللہ! میری حالت تو آپ کے سامنے ہے، آپ قادرِ مطلق ہیں، میری حالت اچھی کردیجئے اور مجھے آخرت میں رُسوا نہ کیجئے۔

کیا زیادہ ہنسنے سے عمر کم ہوتی ہے؟

سوال:... ایک جگہ رسالے میں، میں نے چند اَقوالِ زرّیں پڑھے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: ''ہنسنے سے عمر کم ہوتی ہے اور رُعب داب جاتا رہتا ہے'' وضاحت طلب بات یہ ہے کہ اس کا تو مطلب یہ نکلتا ہے کہ آدمی کو ہنسنا نہیں چاہئے کیونکہ عمر کم ہوتی ہے، آخر یہ کس معنی اور مفہوم میں کہا گیا؟ جہاں تک ہنسنے سے رُعب داب جاتا رہتا ہے، تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے، کیونکہ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ: جو شخص زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت و وقار کم ہوجاتا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ ہنسنے سے منع کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ہے کہ زیادہ ہنسنے سے بچو، کہ یہ دِل مردہ ہوجاتا ہے اور چہرے کا نور ختم ہوجاتا ہے۔

جواب:... ''ہنسنے سے عمر کم ہوتی ہے'' یہ فقرہ اس ناکارہ نے بھی شاید پہلی بار آپ کے خط میں پڑھا، یاد نہیں کہ کہیں دُوسری جگہ بھی پڑھا ہو، اس لئے جب تک ٹھیک طرح سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کس کا قول ہے؟ اس کی توجیہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ٹھیک طرح سے ثابت ہوجائے تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اور کوئی اس کی وجہ نہیں بتاسکتا، اسی طرح ممکن ہے زیادہ ہنسنے کی خاصیت عمر کا کم ہونا ہو، اور ہم اس کی وجہ نہ بتاسکیں۔ واللہ اعلم!

اسلام میں اچھی بات رائج کرنے سے کیا مراد ہے؟

سوال:... ''اخبارِ جہاں'' میں ایک صاحب نے ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جو شخص اسلام میں کوئی اچھی بات رائج کرے گا، اسے ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر مزید ثواب بھی ہوگا۔'' اخبار ''جنگ'' مؤرخہ ۷رمئی ۱۹۸۶ء میں بھی ایک مضمون کے سلسلے میں اسی حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر ایسی کوئی حدیث موجود ہے تو خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ہر زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہیں گے، جن کے اپنے ذاتی خیال اور قابلیت کی رُو سے بہت ہی اچھی باتیں اسلام میں رائج کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح تو دُنیا کے اختتام تک اچھی باتوں کے مجموعے سے بالکل ایک نیا اسلام وجود میں آسکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ خدا سے بہتر اچھی باتیں کون جان سکتا ہے؟ اس نے قیامت تک کے لئے جتنی بھی اچھی باتیں ہوسکتی تھیں سب اسلام میں شامل کردیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی اسلام مکمل کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہتر سے بہتر عبادات کے طریقوں پر عمل کر کے ہمارے لئے نمونہ بھی مہیا کر دیا۔ کیا آج کے دور کے کوئی مفکر صحابہ کرامؓ سے بہتر عبادات کا طریقہ پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟ یا کچھ اچھی باتیں اسلام مکمل ہونے کے وقت رہ گئی تھیں، جو آج دریافت ہوئی ہیں، لہٰذا ان کو رائج کرنا حدیثِ مذکورہ کی رُو سے ثواب ہوگا۔

جواب:... یہ حدیث صحیح مسلم (ج:۱ ص:۳۲۷) میں ہے،[1] اور آپ کو جو اس میں اِشکال ہوا وہ حدیث کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ صحیح مسلم میں اس حدیث کا قصہ مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ حاجت مندوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تھی، ایک انصاری دراہم کا ایک بڑا توڑا اُٹھا لائے، ان کو دیکھ کر دُوسرے حضرات بھی پے در پے صدقہ دینے لگے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ لہٰذا اس حدیث میں ''اچھی بات'' سے مراد ہے وہ نیک کام جن کی شریعت نے ترغیب دی ہے، جن کا رواج مسلمانوں میں نہیں رہا۔ برعکس اس کے ''بُری بات'' کے رواج دینے والے پر اپنا بھی وبال ہوگا، اور دُوسرے عمل کرنے والوں کا بھی۔ اور مرورِ زمانہ کی وجہ سے نیکی کے بہت سے کاموں کو لوگ بھول جاتے ہیں اور ان کا رواج یا مٹ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے، اور رفتہ رفتہ بہت سی بُرائیاں اسلامی معاشرے میں در آتی ہیں، مثلاً: داڑھی رکھنا نیکی ہے، واجبِ اسلامی ہے، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسلامی شعار ہے، اور داڑھی منڈانا گناہ ہے، بُرائی ہے، حرام ہے، لیکن مسلمانوں میں یہ بُرائی ایسی عام ہوگئی ہے کہ اس پر کسی کو ندامت بھی نہیں، اور بہت سے لوگ تو اسے گناہ بھی نہیں سمجھتے، بلکہ اس کے برعکس داڑھی رکھنے کو عیب اور عار سمجھا جاتا ہے، پس جو لوگ داڑھی کو رواج دیں گے، ان کو اپنا بھی ثواب ملے گا اور جو لوگ ان کے رواج دینے کے نتیجے میں اس نیکی کو اپنائیں گے، ان کا ثواب بھی ان کو ملے گا۔ اس کے برعکس جس شخص نے داڑھی منڈانے کا رواج ڈالا اس کو اپنے فعلِ حرام کا بھی گناہ ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ قیامت تک اس فعلِ حرام کے مرتکب ہوں گے، ان کا بھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ دُنیا میں جتنے قتلِ ناحق ہوتے ہیں، آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو ہر قتل کا ایک حصہ ملتا ہے، کیونکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کی بنیاد ڈالی۔[2] الغرض! حدیث میں جس اچھی بات یا نیکی کے رواج دینے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے، اس سے وہ چیز مراد ہے جس کو اللہ و رسول نیکی کہتے ہیں۔

سکونِ قلب کا علاج

سوال:... میں بچپن سے نماز روزے کی پابند ہوں، روزانہ تلاوتِ قرآنِ حکیم بھی کرتی ہوں، ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی رہتی ہوں، مگر میرے دِل کو سکون یا اِطمینان نہیں ملتا۔ نماز پڑھتے وقت بھول جاتی ہوں کون سی سورت پڑھ رہی ہوں، کون سا

---

(۱) حدیث کی عبارت یہ ہے: عن المنذر بن جرير عن أبيه قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم .... فجاء رجل من الأنصار بصرة كادت كفه تعجز عنها .... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سَنّ في الإسلام سُنَّة حسنةً فله أجرها وأجر من عمل بها بعده ...إلخ. (صحيح مسلم ج:۱ ص:۳۲۷، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة ...إلخ).

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تقتل نفس ظلمًا إلّا كان على ابن آدم الأوّل كف من دمها لأنه كان أوّل من سنّ القتل. (تفسير ابن كثير، سورة المائدة ج:۲ ص:۵۲۳ طبع رشيديه).

سجدہ کرنا ہے؟

دُوسری بات یہ ہے کہ اولاد کی طرف سے سکھ نہیں ہے، دو جوان لڑکے ہیں، لیکن نہ تو دِل لگا کر پڑھتے ہیں اور نہ اب کہیں کام کرتے ہیں، جدھر کام ملتا ہے چند دِن صحیح کام کرتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، کہیں مستقل کام نہیں کرتے، خدارا مجھے کوئی وظیفہ بتادیں، یا اگر ممکن ہو تو تعویذ بھیج دیں، جس سے میرے دِل کو سکون نصیب ہو۔ میری یادداشت صحیح طور پر کام کرے، لڑکوں کے لئے بھی کوئی عمل بتادیں تاکہ وہ کسی مستقل طور پر کام پر لگے رہیں۔

جواب:... اللہ تعالیٰ کی یاد سے دِلوں کو سکون ملتا ہے،[1] اللہ تعالیٰ دِل پر سما جائے۔ آپ اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیجئے، صرف یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہیں یا نہیں؟ صبح و شام یہ پڑھا کیجئے:

۱:... تیسرا کلمہ ایک تسبیح۔

۲:... دُرود شریف۔

۳:... "اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ" ایک تسبیح۔

۴:... "حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" ایک تسبیح۔

تکبر کا علاج

سوال:... ایک شخص جو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے، حج بھی کیا ہوا ہے، اور لوگوں پر احسان کرتا ہے مگر احسان کرکے جتانا اور اس پر یہ خواہش رکھنا کہ جس پر احسان کیا ہے وہ اسے پوچھتا رہے، سنی سنائی باتوں پر بغیر تحقیق کے عمل کرتا ہے، دُوسروں کی بُرائی کرتا ہے، دُوسرے کے اندر عیب نکالتا ہے، اپنے اور اپنی بیوی اور اولاد اور داماد کے سوا اس کی نظروں میں سب جھوٹے ہیں، اپنی پارسائی اور صاف دِلی کا پرچار اپنی زبان سے کرتا ہے، اپنی بیٹی اور داماد کو خود اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے، مگر اپنے بیٹے کو سسرال والوں سے نفرت دِلانے کی تلقین کرتا ہے، بیٹے سے بہو پر سختی کرنے کو کہتا ہے، اور بہو کو ایسی بات کہتا ہے جیسے وہ بہت زیادہ چاہتا ہے، الزام تراشی اس کے اندر ہے۔

جواب:... بعض لوگ تکبر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اس مرض کی وہ علامات ہیں جو آپ نے لکھی ہیں۔ اگر وہ شخص دُوسروں کی بُرائی کرتا ہے، تو بُرائی کرنے میں کسر آپ نے بھی نہیں چھوڑی، آدمی کو دُوسروں کے بجائے اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہئے، یہ مالک کی ستاری ہے کہ اس نے سب کا پردہ ڈھانپ رکھا ہے، اپنے عیوب کو سوچنا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری پر شکر کرنا ہی تکبر کا علاج ہے۔

بدامنی اور فسادات... عذابِ الٰہی کی ایک شکل

سوال:... آج کے اس پُرمصائب دور میں جبکہ ہم مسلمانوں کے ایمان غالباً تیسرے درجے سے گزر رہے ہیں اور فرقہ

(۱) الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله، الا بذکر الله تطمئن القلوب. (الرعد:۲۸).

واریت اور لسانی بندشوں کا شکار ہیں اس دور میں قتل و غارت، ڈکیتیاں، بدامنی، بدکاری غرضیکہ تمام سماجی بُرائیاں (سوشل لیول) جمگھٹا ڈالے ہوئے ہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رکھتے ہیں، ان کے کہنے پر (قرآن و حدیث پر) عمل کرتے ہیں تو بلاشبہ بہت سے مسائل کا حل ملتا ہے، لیکن آزمائشیں بہت ہیں اور صحیح ہیں، گوکہ ہر مسلمان مؤمن نہیں ہوتا، اس لئے آزمائش پر پورا نہیں اُترتا۔ میرا مدعا یہ ہے کہ انسان جو ایک دُوسرے کا خون بہادیتا ہے چاہے وہ اپنی حفاظت میں یا دُوسرے کی دُشمنی میں، یہ کہاں تک دُرست ہے؟ مطلب یہ کہ کوئی شخص اپنے جان و مال کی حفاظت میں اگر دُوسرے مسلمان کا خون بہادیتا ہے یا اپنی زَن (عورت) چاہے ماں، بہن یا بیوی ہو، اس کی خاطر خون بہادیتا ہے، اگرچہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ وہ حق پر ہے، لیکن اللہ پر ایمان مکمل ہونے کے بعد اللہ ہمارے جان و مال کی حفاظت کرتا ہے تو ہم کسی صورت میں ہتھیار اُٹھاسکتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کا خون بہاسکتے ہیں؟ کیونکہ عدل و انصاف اس معاشرے میں تقریباً ختم ہوچکا ہے۔

جواب:... جس بدامنی اور فساد کا آپ نے ذکر کیا ہے، یہ عذابِ الٰہی ہے، جو ہماری شامتِ اعمال کی وجہ سے ہم پر مسلط ہوا ہے۔[1] اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں، تمام ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑنے کا عہد کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام اِجتماعی و اِنفرادی گناہوں اور بدعملیوں کی معافی مانگیں۔[2] کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کرنا کفر و شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، جس کی سزا قرآنِ کریم نے جہنم میں بتائی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔[3] ہر وہ شخص جس کے دِل میں ایمان کا کوئی ذرّہ موجود ہو، اور جو آخرت کی جزا و سزا کا قائل ہو اس کو اس سے سو بار توبہ کرنی چاہئے کہ اس کے ہاتھ کسی مسلمان کے خون سے رنگین ہوں۔ جو مسلمان ان ہنگاموں میں بے گناہ مارا گیا کہ اس کا کسی کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا وہ شہید ہے،[4] اور جو گروہ ایک دُوسرے کو قتل کرنے کے درپے تھے ان میں قاتل اور مقتول دونوں جہنم کا ایندھن ہیں۔[5] اگر کسی مسلمان پر ناحق حملہ کیا اور اس نے اپنا دفاع کرتے ہوئے حملہ آور کو ماردیا تو وہ گناہ سے بَری ہے اور حملہ آور جو قتل ہوا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔ اسی طرح اگر کسی کے بیوی بچوں پر حملہ کیا اور اس شخص کے ہاتھ سے حملہ آور مارا گیا، یہ بھی گناہ سے بَری ہے اور حملہ آور سیدھا جہنم میں پہنچا۔

خیالاتِ فاسدہ اور نظرِ بد کا علاج

سوال:... مجھ میں ایک مرض یہ ہے کہ جب کسی کو گناہ میں مشغول دیکھتا ہوں تو اس میں دِل کو نکیر ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا

---

(۱) وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم. (الشورىٰ: ۳۰).

(۲) ويٰقوم استغفروا ربكم ثم توبوا إليه يرسل السماء عليكم مدرارًا ويزدكم قوة إلىٰ قوتكم ولَا تتولوا مجرمين. (هود: ۵۲).

(۳) ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم خٰلدًا فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعدّ له عذابًا عظيمًا. (النساء: ۹۳).

(۴) (هو مكلف مسلم طاهر قُتل ظلمًا) بغير حق (بجارحة) أى بما يوجب القصاص. (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۴۸).

(۵) عن أبى هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والذى نفسى بيده! لَا تذهب الدنيا حتّى يأتى على الناس يوم لَا يدرى القاتل فيم قَتَلَ ولَا المقتول فيم قُتِلَ، فقيل: كيف يكون ذالك؟ قال: الهرج! القاتل والمقتول فى النار. (رواه مسلم ج:۲ ص:۳۹۴، كتاب الفتن وأشراط الساعة، مشكوٰة ص:۴۶۲، كتاب الفتن، الفصل الأوّل).

ہے، اس کی اور گناہ کی حقارت بھی ہوتی ہے، لیکن جب خود سے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے تو نہ خوف، نہ حقارت، نہ نفرت، نہ انکار، نہ حیا کچھ بھی نہیں ہوتا، ہاں مخلوق کا خوف ہوتا ہے کہ کسی کو پتا نہ لگ جائے، ذِلت ہوگی، اس کے باوجود گناہ سے اجتناب نہیں ہوتا۔

جواب:... گناہ اور گناہ گار سے کبیدگی تو علامتِ ایمان ہے، تاہم یہ اِحتمال کہ یہ شخص مجھ سے حالاً و مآلاً اچھا ہو، بس اس کا اِستحضار کافی ہے، اس سے زیادہ کا انسان مکلّف نہیں ہے۔

سوال:... آج کل زیبائش، عریانی عام ہے، جب کبھی ضرورت کے لئے نکلتا ہوں تو غیر محرَم پر نظرِ بد کے جرم کا ارتکاب ہوجاتا ہے، نظرِ بد سے بچنا میرے جیسے کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے۔

جواب:... فوراً نظر ہٹالی جائے،[1] خیالات کا ہجوم غیراختیاری ہو تو مضر نہیں، بلکہ ہجومِ خیالات کے باوجود بالقصد دوبارہ نہ دیکھنا مجاہدہ ہے، اور اِن شاء اللہ اس پر اَجر ملے گا، اسی کے ساتھ اِستغفار کرلیا جائے، اِن شاء اللہ غلط خیالات کے اثرات قلب سے دُھل جائیں گے۔

---

(۱) عن بريدة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي: يا علي! لَا تتبع النظرة النظرة، فإنّ لك الأولى وليست لك الآخرة۔ رواه أحمد والترمذي وأبوداؤد والدارمي۔ (مشكوٰة ص: ۲۶۹، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات)۔

خواب کی حقیقت اوراس کی تعبیر

خواب کی حقیقت اوراس کی تعبیر

سوال:... آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا ہے جو کہ میرے ذہن میں عرصے سے کھٹک رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ: الف:- خواب کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ ب:- کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خواب بشارت ہوتے ہیں اور بعض خواب شیطانی وسوسہ سے پیدا ہوتے ہیں؟ ج:- نیز یہ کہ کیا خواب کی تعبیر ہم علمائے کرام سے یا کسی اور سے معلوم کرسکتے ہیں؟

جواب:... خواب شرعاً حجت نہیں،[1] اچھا خواب مؤمن کے لئے بشارت کا درجہ رکھتا ہے، اس کی تعبیر کسی سمجھ دار، نیک آدمی سے معلوم کرنی چاہئے جو فنِ تعبیر کا ماہر ہو۔[2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حقیقت

سوال:... پچھلے دنوں میرے ایک دوست سے گفتگو کے دوران اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی صحابیؓ یا ازواجِ مطہراتؓ کے خواب میں تشریف نہیں لائے، تو کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خواب میں تشریف لائے ہیں۔ اس بات سے ہم پریشان ہیں کہ آیا پھر ہم جو پڑھتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، کہاں تک صداقت ہے؟

جواب:... آپ کے اس دوست کی یہ بات ہی غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی صحابی کے خواب میں تشریف نہیں لائے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کے متعدّد واقعات موجود ہیں۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت برحق ہے، صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

(۱) إن الرؤيا من غير الأنبياء لَا يحكم بها شرعًا على حالٍ إلّا أن تعرض على ما في أيدينا من الأحكام الشرعية فإن سوغتها عمل بمقتضاها، وإلّا وجب تركها والإعراض، وإنما فائدتها البشارة أو النذارة خاصة وأما إستفادة الأحكام فلا ...إلخ. (الإعتصام للشاطبي ج:۱ ص:۲۶۰ طبع بيروت).

(۲) عن أبي رزين العقيلي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رؤيا المؤمن جزأ من أربعين جزأ من النبوة وهي على رجل طائر ما لم يتحدث بها فإذا تحدث بها سقطت، قال وأحسبه قال ولَا تحدث بها إلّا لبيبًا أو حبيبًا. (ترمذي ج:۲ ص:۵۲، أبواب الرؤيا، باب ان الرؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءً من النبوّة).

”من رآنی فی المنام فقد رآنی، فان الشیطان لَا یتمثل فی صورتی۔ متفق علیه۔“

(مشکوٰۃ ص:۳۹۴)

ترجمہ:... ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو لوگ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے منکر ہیں، وہ اس حدیث شریف سے ناواقف ہیں۔ خواب میں زیارتِ شریفہ کے واقعات اس قدر بے شمار ہیں کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دونوں شانوں کے درمیان گوشت کا اُبھرا ہوا ٹکڑا دیکھنا

سوال:... ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ نبوّت اس طرح کی تھی کہ دونوں شانوں کے درمیان گوشت کا ایک اُبھرا ہوا ٹکڑا تھا، اور اس پر بال بھی تھے۔ دو تین ماہ پہلے میں نے ایک خواب دیکھا کہ اسی طرح کا معاملہ میرے ساتھ بھی ہے، یعنی اس طرح میرے دونوں شانوں کے درمیان بھی گوشت کا اُبھرا ہوا ٹکڑا ہے، اور اس پر بال بھی ہیں، یہ میں نے بالکل صحیح حالت میں دیکھا، اس کی تعبیر مرحمت فرمائیں۔

جواب:... خواب میں جو معاملہ پیش آئے وہ تعبیر طلب ہوتا ہے۔ جو خواب آپ نے دیکھا، ظاہر ہے کہ وہ واقعہ کے عین مطابق نہیں، بلکہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کی پیروی نصیب فرمائے۔

خواب میں کسی کا کہنا کہ: ”تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہے“ کی تعبیر

سوال:... میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جا رہا ہوں، ایک لڑکا، جس کی عمر تقریباً ۲۰-۲۲ سال ہوگی، مجھے کہتا ہے، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ”آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے“ پھر میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے لئے کچھ بخشش کی گنجائش ہے؟ اب اللہ کی ذات بہتر جانتی ہے کہ اس نے کیا جواب دیا۔ پھر اس نے ایک چیز کو اُوپر پھینکا، جب وہ نیچے آئی تو اس سے آگ بھڑک اُٹھی، میں روتا ہوا اپنی ماں کے پاس گیا، اور اس کے پاؤں پکڑے کہ تو مجھ کو معاف کردے۔ اس کے الفاظ کچھ ایسے تھے جیسے اس نے مجھے معاف کردیا۔ لیکن پھر میں نے اس کو بتایا کہ مجھ سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوگئی ہے، اس موقع پر ماں کے قریب میرے بھائی اور بہن بھی موجود تھے۔ سب نے مل کر میرے ان الفاظ پر اِستغفار کہا، پھر میں جاگ گیا۔ بظاہر مجھے کچھ یاد نہیں کہ مجھ سے کیا گستاخی ہوئی ہے؟ میری ذہنی پریشانی میں بے حد اضافہ ہوگیا ہے، میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... حق تعالیٰ شانہٗ مجھے اور آپ کو معاف فرمائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخی ہوئی ہو، اللہ

تعالیٰ اس کو معاف فرمائے۔ اس کے لئے اِجمالی طور پر دُعا کرلینا کافی ہے کہ یااللہ! جو گستاخی بھی مجھ سے ہوئی ہو، میں اس پر معافی کا خواستگار ہوں۔ کلمہ شریف اور دُرود شریف کثرت سے پڑھا جائے۔ ایک اہم بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا بھی بالواسطہ گستاخی ہے، اس لئے آپ غور کریں کہ آپ کسی سنت کی مخالفت تو نہیں کر رہے؟ اگر ایسا ہے تو اس مخالفت کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کم عمر اور مختصر داڑھی والا دیکھنا

سوال:... ۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ کو میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں مدینہ منورہ کی کسی مضافاتی بستی میں ہوں، جس میں کچھ ہرے بھرے درخت بھی ہیں، اور کچھ سبزہ بھی ہے۔ اسی دوران نماز کا وقت ہوجاتا ہے، نماز کی تیاری کے لئے جب بیت الخلا تلاش کرتا ہوں تو چند بوسیدہ سے بیت الخلا نظر آتے ہیں، جب طہارت کے لئے ان کے قریب جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہ گندگی سے بھرے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ یہاں تو اِستنجا نہیں ہوسکتا، یہاں تو اور ناپاک ہوجاؤ گے۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد ایک اِستنجا خانہ جو صاف نظر آتا ہے، اس میں اِستنجا وغیرہ سے فارغ ہوجاتا ہوں۔ اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر جب مسجد میں پہنچتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ مسجد تو مسجدِ نبوی ہے، جس میں اُمتِ محمدیہ کے بے شمار لوگ اس کیفیت میں ہیں کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی تلاوت کر رہا ہے، اور کوئی ذِکر میں مشغول ہے، جبکہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر نماز اَدا فرما رہے ہیں، میں جنابِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے دائیں جانب کچھ فاصلے پر ہوں، اور آپ کو اچھی طرح سے دیکھ رہا ہوں، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے مجمع میں منفرد ہیں، اور جسم مبارک کے جو حصے مجھے نظر آئے، وہ اِنتہائی روشن اور چمک دار ہیں، اس کے ساتھ ہی مجھے اس بات نے تردّد میں ڈال دیا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حلیہ مبارک اہل اللہ اور اہلِ علم ہمیں بتاتے ہیں، یا جو کتابوں میں لکھا ہے، اس کے مطابق ایک تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بہت کم دِکھائی دی، اور دُوسرا داڑھی مبارک بھی بہت مختصر سی مجھے نظر آئی، جبکہ علماء سے سنا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی، جس میں شیطان بھی شامل ہے، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اِختیار نہیں کرسکتا۔ نیز علماء سے یہ بھی سنا ہے کہ خواب میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آتے ہیں، نہ کہ کوئی اور۔ آنجناب سے دریافت طلب اُمور یہ ہیں کہ:

۱:... کیا یہ واقعی جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تھی؟

۲:... اگر زیارت تھی تو لوگوں میں اس کا اِظہار کرنا کیسا ہے؟

۳:... اللہ کی اس نعمت کو شکر کے اِعتبار سے لوگوں میں ظاہر کرنا کیسا ہے؟

۴:... سائل نے خواب کی اِبتدا میں جو گندگی دیکھی ہے، وہ کیا تھی؟

۵:... یہ گندگی والی صورتِ حال سائل کو پہلے بھی کئی مرتبہ خواب میں پیش آچکی ہے، اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت تھی، لیکن دیکھنے والوں کو اپنے اعمال کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شکل نظر آتی ہے۔ اگر اس حلیہ کے مطابق نظر آئے، جو احادیث اور شمائل کی کتابوں میں آتا ہے، تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور اگر کوئی بات اس کے خلاف نظر آئے تو اس کو اپنی کوتاہی اور گندگی شمار کرنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے توبہ اور اِستغفار کرنا چاہئے۔ آپ کو جو گندگی میں بھری ہوئی جگہیں نظر آئیں، وہ اپنے نفس کی گندگیاں تھیں، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اعمال سنت کے مطابق نہیں ہیں، کسی قسم کی لغویات میں تم مبتلا ہو، اس لئے اِخلاص کے ساتھ تمام گناہوں سے توبہ کرو، اور کثرت سے دُرود شریف پڑھو، واللہ اعلم!

خواب میں قیامت کا دیکھنا

سوال:... میں کم از کم ایک مہینے یا دو مہینے کے بعد ہر دفعہ خواب میں یومِ حشر دیکھتا رہتا ہوں اور اپنے آپ کو خسارے میں پاتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک حیرت انگیز اور غم ناک خواب دیکھا، دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں ہلچل مچی ہوئی ہے، میں بہت گھبرایا ہوا ہوں اور ایک سرخ رنگ کی موٹر کار ہے، جس میں ہمارے کالونی کے عالم سوار ہیں، میرے ایک چچا بھی ان کے ساتھ سوار ہیں، وہ میرے پاس سے گزرے، میں نے بیٹھنے کے لئے عالم سے بہت منّت کی، مگر انہوں نے مجھے ایک دریا کے کنارے چھوڑ دیا جہاں یومِ حشر تھا، اور کار میں سوار نہ ہونے دیا۔ چچا نے بھی اس کی بہت منّت کی کہ اس کو بیٹھنے کے لئے جگہ دے دیں، مگر انہوں نے کہا کہ یہ بہت گناہگار ہے اس لئے وہیں چھوڑ دو۔ میں نے کار کے پیچھے دیکھا اور خوب رویا۔ اس سے پہلے بھی میں نے بہت سے خوابوں میں قیامت دیکھی ہے، آپ سے یہ درخواست ہے کہ میں کیا کروں؟ کچھ حل فرمائیے، اس خواب میں قیامت سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟

جواب:... خواب میں قیامت کا منظر دیکھنا مبارک ہے، مگر حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے سے اپنا تعلق جوڑ لیں، اِن شاء اللہ آپ کی پریشانی کی کیفیت ختم ہو جائے گی۔

خواب میں والدین کی ناراضگی کا مطلب

سوال:... میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے، اس کے بعد سے آج تک جہاں مجھے نیند آئی، میرے والدین کسی اَن جانی رُوح کو ہمراہ لے کر میرے خواب میں دِکھائی دیتے ہیں، ان رُوحوں کی مسلسل خواب میں آمد نے مجھے ذہنی طور پر پریشان کر دیا ہے، کبھی ہمارے ابو کسی پر ناراض ہوتے دِکھائی دیتے ہیں۔ ہم چھ بہنیں تین بھائی ہیں۔ مولانا صاحب! لوگ کہتے ہیں: ”کوئی گھر میں فوت ہونے والا ہوتا ہے تو یہ رُوحیں مرنے والوں کو لینے آتی ہیں“ لیکن میں تو بارہ ماہ اپنے والدین کی رُوحوں کو کسی غیر رُوح کے ہمراہ خواب میں دیکھتی ہوں، میں باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھتی ہوں، تلاوت بھی کرتی ہوں، ثواب بھی ان کی رُوح اور کل رُوحوں کو پیش کرتی ہوں۔ خدا کے لئے اس کا جواب ضروری عنایت کیجئے، میں سوچ سوچ کر پریشان ہو چکی ہوں۔

جواب:... یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر کوئی مرنے والا ہوتا ہے تو فوت شدہ لوگ مرنے والے کو لینے آتے ہیں، آپ کو خواب میں جو والدین کی زیارت کثرت سے ہوتی ہے، یہ آپ کی نہایت محبت کی علامت ہے، لوگ تو اپنے والدین کی خواب میں زیارت کے لئے ترستے ہیں اور آپ اپنی ناواقفی کی وجہ سے اس سے پریشان ہیں۔ آپ کے ابو کا ناراض دِکھائی دینا بھی آپ لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لئے ہے۔ بہرحال آپ لوگوں کو اس سے پریشان ہرگز نہیں ہونا چاہئے، البتہ خلافِ شریعت کاموں کو ترک کرنے کا

اہتمام کرنا چاہئے، اور اپنے والدین کے لئے دُعائے اِستغفار کرتے رہنا چاہئے۔

خواب میں رِشتہ دار کو سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھنا

سوال:... میری کافی دِنوں سے خواہش تھی کہ میرے جو عزیز اِنتقال کرچکے ہیں، ان کو خواب میں دیکھوں، ایک روز میں دُعا کرکے سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا سمندر ہے، جس میں صاف شفاف پانی ہے، اس میں حدِ نگاہ تک مرد حضرات نہا رہے ہیں، جن کا نصف حصہ نیچے کا پانی کے اندر ہے، اور اُوپر کا نصف پانی سے باہر ہے، سب نوجوان ہیں، اور پانی میں بہت خوش ہوکر نہاتے جاتے ہیں، جس وقت وہ پانی پر ہاتھ مارتے تھے، پانی پر چاندی کی سی چمک پیدا ہوتی تھی، جو کہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔ میں نے کوشش کی کہ دیکھوں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اس خیال سے میں سمندر کے کنارے ایک اُونچی جگہ کھڑا ہوگیا، اتنے میں سمندر میں تیرتے ہوئے ایک شخص نے میرا نام لے کر مجھ کو ہاتھ کا اِشارہ کیا اور مجھ سے ٹھہرنے کو کہا، میں رُک گیا اور ان صاحب کا اِنتظار کرنے لگا، جب وہ صاحب کنارے پر آئے تو میں نے اُن کو پہچان لیا، وہ میرے قریب کے رشتہ دار تھے، وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ بھائی آپ بھی یہاں آجائیں، یہ بہت اچھی جگہ ہے، میں نے ان کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا، کیونکہ مجھے تیرنا نہیں آتا تھا، میری خاموشی کا یہی مطلب تھا، پھر میری آنکھ کھل گئی، اس وقت فجر کی اَذان ہورہی تھی۔ اَز رَاہِ کرم اس خواب کی تعبیر اِرشاد فرمادیں۔

جواب:... خوابوں کی تعبیریں تو مجھے آتی نہیں، بظاہر یہ خواب بہت اچھا ہے، اور جن لوگوں کو آپ نے پانی پر تیرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خواب میں اپنے آپ کو نور کے منبع میں دیکھنا

سوال:... میں راولپنڈی میں بطور مبلغ ختمِ نبوّت تعینات ہوں، آنجناب سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی جو پابندِ صوم وصلوٰۃ اور باشرع ہے، اور طریقت وتصوف میں اولیاء اللہ سے وابستہ ہے، وہ اپنے آپ کو خواب میں ایک نور کے منبع میں دیکھے اور غائبانہ آواز یہ سنے کہ ''اصلی محمد عبدی ورسولی'' اب اس خواب دیکھنے والے کو کیا یہ ''اصلی محمد عبدی ورسولی'' پڑھنا چاہئے؟ اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟

جواب:... دِل سے دُعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور تمام رُفقاء کو اِخلاص کے ساتھ اپنا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ خواب میں سنے گئے الفاظ کا ضبط متیقن نہیں، اس لئے ''صل علیٰ محمد عبدی ورسولی'' ہوگا، گویا اس شخص کو کثرتِ دُرود شریف کا اِشارہ کیا گیا ہے۔

خواب میں اپنے سامنے بکھرے ہوئے موتی دیکھنا

سوال:... ایک باشرع پابندِ صوم وصلوٰۃ آدمی خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں بہت سارے سبز وسفید رنگ کے موتی ہیں، اور کچھ بکھرے موتی اس کے سامنے زمین پر موجود ہیں، جن کو وہ اُٹھاکر پہلے سے موجود موتیوں میں ملاکر اپنی

اوک میں اِکٹھا کرلیتا ہے، اس خواب کی کیا تعبیر ہوگی؟

جواب:...سبز و سفید موتی علم و حکمت کی دلیل ہیں، اور حکمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا نام ہے، جو موتی گرے ہوئے ہیں، وہ ان سنتوں پر عمل پیرا نہیں، البتہ ان پر عمل کی کوشش کر رہا ہے، اس کو چاہئے کہ اِتباعِ سنت کا اِہتمام کرے، اور جو سنتیں ضائع کردی گئی ہیں ان کا بھی اِہتمام کرے، والسلام۔

خواب میں پسند کی لڑکی کے شوہر کو قتل کرنا

سوال:...میں ایک لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں، میں نے اس کے بارے میں ایک خواب دیکھا ہے کہ اس کی کسی دُوسرے شخص سے شادی ہوگئی ہے، میں اس کے گھر میں گیا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہاں کیا کر رہی ہو؟ اس نے کہا کہ اس گھر میں میری شادی ہوگئی ہے، میں نے پوچھا: اپنی مرضی سے کی ہے یا والدین کی مرضی سے؟ اس نے کہا: والدین کی مرضی سے! میں نے کہا: آپ کو میرا علم نہیں تھا؟ اس نے کہا کہ: میں مجبور تھی والدین نے کردی! میں واپس آگیا۔ پھر گیا اور اس کے شوہر کو قتل کردیا، اور لڑکی کو لے آیا۔ اور میں بہت پریشان ہوں، آنجناب برائے مہربانی اس کی تعبیر اِرشاد فرمادیں، یہ اتوار یا پیر کی رات کا خواب ہے۔

جواب:...اس لڑکی سے شادی کرنا آپ کے لئے مناسب نہیں، اس کا خیال دِل سے نکال دیں، اور اللہ تعالیٰ سے اِلتجا کریں کہ وہ آپ کو اِمتحان میں نہ ڈالیں۔

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ضروری نہیں

سوال:...میں حضور علیہ السلام کا خواب میں دیدار کرنا چاہتا ہوں، طریقہ یا وظیفہ کیا ہوگا؟

جواب:...خواب میں دیدار بہت ہی محمود ہے، لیکن اگر کسی کو عمر بھر نہ ہو، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام پر پورا پورا عمل کرتا ہو، اِن شاء اللہ معنوی تعلق اس کو حاصل ہے، اور یہی مقصودِ اعظم ہے، اور اس کا طریقہ اتباعِ سنت اور کثرت سے دُرود شریف پڑھنا ہے۔

مذہب سے باغی ذہن والے کا خواب اور اس کی تعبیر

سوال:...ایک بچی نے اپنا ایک طویل اور عجیب و غریب خواب ذکر کیا تھا، جس میں طبیعت کی جذباتیت کی بنا پر تشکیک، اِلحاد اور اَعمالِ صالحہ سے بے رغبتی کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک خواب بیان کیا، جس میں عالمِ برزخ میں رُوحوں کی آپس میں ملاقات، ملائکہ سے گفتگو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلیات کے نورانی پردوں میں زیارت اور اللہ ربّ رحیم کی مہربان ذات سے شرفِ ہم کلامی کا حسین و جمیل منظر پیش کیا گیا تھا، اس پر چند حروف رقم کرتا ہوں تا کہ خواب کی دُنیا کا کچھ خاکہ بھی سامنے آجائے اور مذکورہ خواب کے کچھ تعبیری پہلوؤں کا تذکرہ بھی ہوجائے۔

جواب:...بیٹی! میرے پاس اتنے لمبے خط پڑھنے کی فرصت نہیں ہوتی، مگر تمہارا خط اس کے باوجود اوّل سے آخر تک پورا

پڑھا۔ پہلے یہ سمجھ لو کہ خواب میں آدمی کے خیالات جو اس کے تحت الشعور اور لاشعور میں دبے ہوئے ہوتے ہیں، مختلف صورتوں میں متشکل ہو جاتے ہیں، اس لئے یہ پتا چلانا کہ خواب کے کون سے اجزاء اصل واقعہ ہیں اور کون سے ذہنی خیالات کی پیداوار؟ بڑا مشکل ہوتا ہے۔

دُوسری بات یہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ خواب کے جو اَجزاء آدمی کے ذہنی خیالات سے ماورا ہوں، وہ بھی تعبیر کے محتاج ہوتے ہیں، ان کے ظاہری مفہوم مراد نہیں ہوتے۔

تیسری بات یہ یاد رہنی چاہئے کہ مابعد الموت (قبر اور حشر) کے حالات اس دُنیا میں کامل و مکمل ظاہر نہیں ہوسکتے، نہ بیداری میں اور نہ خواب میں، اس لئے کہ ہماری اس زندگی کا پیمانہ ان کا متحمل ہی نہیں ہوسکتا، اس لئے خواب میں مابعد الموت کے جو مناظر دِکھائے جاتے ہیں، وہ ایک ہلکی سی جھلک ہوتی ہے۔

ان تین باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اب اپنے خواب پر غور کیجئے! آپ کا ذہن مذہب سے باغی اور خدا کا منکر تھا، موت کے بعد کی زندگی کا قائل نہیں تھا، اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو خواب میں اس زندگی کے بارے میں (آپ کی قوّتِ برداشت کی رعایت رکھتے ہوئے) چند ہلکے پھلکے مناظر دِکھائے۔ نانی اماں نے جس پوسٹ آفس کی بات کی تھی، اس سے مراد دُعا و اِستغفار اور ایصالِ ثواب ہے، جو زِندوں کی طرف سے مرحومین کو کیا جاتا ہے۔ اور اَرواح کا آپس میں خوش گپیوں میں مشغول دیکھنا، اس حقیقت کی طرف اِشارہ تھا کہ مسلمان اَرواح کی وہاں ملاقات ہوتی ہے۔ اور فرشتوں کے ساتھ آپ کی گفتگو اور آپ کو رَبّ العالمین سے ملاقات کے لئے جانا اس طرف اِشارہ تھا کہ اہلِ اِیمان کے ساتھ بہت رحمت و شفقت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اور نماز، روزہ اور تلاوت کے بارے میں سوالات اس بات پر تنبیہ تھی کہ وہاں یہی چیزیں کام آتی ہیں، جن کو یہاں ہم لوگ ''شغلِ بے کاری'' سمجھا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کہا جانا کہ ''کیسی ہو تم؟'' اس پر آپ کے ان الفاظ سے مجھے تو وجد آگیا کہ: ''میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ اس آواز میں کتنی نرمی اور محبت ہوتی ہے، آہ! وہ میٹھی مہربان اور شفقت بھری آواز!'' واقعی حق تعالیٰ شانہٗ کے کلام کی شیرینی اور مٹھاس اور اس کی لذّت اور سحر آفرینی کی کیفیت سے الفاظ کا ناطقہ بند ہے۔ یہ آپ کو ذرا سی جھلک دِکھائی گئی کہ کلامِ اِلٰہی میں کیا لذّت، تأثیر ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں کا کیا عالم ہوگا جن کو حق تعالیٰ شانہٗ اپنی ہم کلامی کا شرف عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف سے، محض اپنے فضل سے اپنی ذاتِ عالی کے طفیل ہمیں بھی یہ دولتِ کبریٰ نصیب فرمائیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے دیدار کی جو کیفیت آپ نے قلم بند کی ہے، وہ محض ایک ہلکی پھلکی سی تمثیل ہے، ورنہ ساری دُنیا کی ماؤں کی ممتا بھی یکجا کرلی جائے اور پوری کائنات کا حسن و جمال بھی کسی ایک چیز میں مرتکز ہوجائے، تو وہ اس پاک ذات کی ادنیٰ مخلوق ہوگی، مخلوق کو خالق سے کیا نسبت؟ اور اس بے مثال ذاتِ عالی کی کیا مثال؟ بہرحال یہ سارے مناظر آپ کے ذہنی پیمانے کے مطابق تھے اور آپ کی ''اِنکارِ خدا کی آگ'' پر نشتر لگانا تھا کہ کیا یہ سب کچھ دیکھ کر بھی خدا کا اِنکار کروگی؟ اب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ کا یہ خواب مبارک ہے اور اس میں آپ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنی زندگی کی لائن تبدیل کریں اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری میں مشغول ہوجائیں۔ جوان ہونے کے بعد آپ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو جو کوتاہیاں ہوئی ہیں، عبادات میں سستی ہوئی ہے، اس سے

توبہ کریں اور ان تمام چیزوں کی تلافی کریں۔ ہاں! یہ بات بھی یاد رکھیں کہ خوابوں سے نہ کوئی ولی بنتا ہے اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس لئے خواب کو کوئی اہمیت نہ دی جائے، بلکہ بیداری کے اعمال، اخلاق، عقائد کو دُرست کرنے اور اللہ و رسول کے مطابق بنانے پر پوری توجہ اور ہمت لگانی چاہئے۔ میری معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ مابعد الموت کے یہ تمام مناظر جو آپ کو دِکھائے گئے ہیں ان کی حقیقت اتنی ہی نہیں جو آپ کو دِکھائی گئی، وہاں کے جتنے حالات سمجھ میں آسکتے ہیں وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماچکے ہیں، اس سے زیادہ وہاں کے حالات سمجھ میں نہیں آسکتے، جب تک کہ وہاں جاکر ان کا مشاہدہ نہ ہوجائے۔ بہرحال آپ کا فرض ہے کہ اب آپ زندگی کی لائن کو بدلیں تاکہ جب آپ یہاں سے جائیں تو آپ کا شمار ''مؤمناتِ قانتات'' میں ہو، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ متبعِ سنت سے اِصلاحی تعلق قائم کرلیں، اور ان کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں، واللہ الموفق!

ناموں سے متعلق

بچوں کے نام رکھنے کا طریقہ

سوال:... مسلمان بچے کا نام تجویز کرتے وقت قرآن شریف سے نام کے حروف نکالنا اور بچے کے نام کے حروف کے اعداد اور تاریخِ پیدائش کے اعداد کو آپس میں ملاکر نام رکھنے کا طریقہ کس حد تک دُرست ہے؟ بچے کا نام تجویز کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے؟ قرآن وسنت کی رُو سے بتائیں۔

جواب:... قرآن وسنت میں علم الاعداد پر اعتماد کرنے کی اجازت نہیں، لہٰذا یہ طریقہ غلط ہے۔[1] نام رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے حسنیٰ کی طرف نسبت کرکے نام رکھے جائیں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے بزرگوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔[2]

ناموں میں تخفیف کرنا

سوال:... میرا پورا نام "عبدالقادر" ہے، مگر تعلیمی اسناد میں مجھے "قادر" لکھا گیا ہے جو کہ میرے لئے ایک پریشان کن مسئلہ ہے، اور "قادر" سے "عبدالقادر" کروانا بہت ہی پیچیدہ طریقہ کار ہے، اس لئے میں اپنا نام "قادر" ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر لوگ بھی مجھے "قادر" ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جبکہ یہ نام خدا کی صفت ہے، اس نام کے کیا اوصاف ہیں؟ کیا میں یہ نام رکھ سکتا ہوں؟

جواب:... "القادر" اللہ تعالیٰ کا پاک نام ہے، اور "عبدالقادر" کے معنی ہیں: "قادر کا بندہ"، اور جب "عبدالقادر" کی جگہ

---

(۱) ولَا اتّباع قول من ادّعی علم الحروف المتهجيات لأنه في معنى الكاهن انتهٰى۔ ومن جملة علم الحروف قال المصحف حيث يفتحونه وينظرون في أول الصفحة أي حرف وافقه وكذا في سابع الورقة السابعة فإن جاء حرف من الحروف المركبة من تخشلاكم حكموا بأنه غير مستحسن وفي سائر الحروف بخلاف ذالك۔ وقد صرّح ابن العجمي في منسكه وقال: لَا يأخذ الفال من المصحف ... إلخ۔ (شرح الفقه الأكبر ص:۱۸۳، لَا يأخذ الفال من المصحف، طبع مجتبائی دهلی)۔

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحب أسمائكم إلى الله عبدالله وعبدالرحمٰن۔ (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۶، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء)۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سمّوا بأسماء الأنبياء ولَا تسمّوا بأسماء الملائكة۔ (فيض القدير شرح جامع الصغير ج:۷ ص:۳۵۵۳ طبع بيروت)۔ أيضًا: عن أبي وهب الجشمي وكانت له صحبة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسموا بأسماء الأنبياء، أحب الأسماء إلى الله عبدالله وعبدالرحمٰن ... إلخ۔ (سنن أبي داؤد، ج:۲ ص:۳۲۰، كتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء)۔

صرف ''قادر'' کہنے لگے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ بندے کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھ دیا گیا اور اس کا گناہ ہونا بالکل واضح ہے۔ [۱]

حضرت مفتی محمد شفیعؒ ''معارف القرآن'' جلد:۴ صفحہ:۱۳۲ میں لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں، کچھ لوگ تو وہ ہیں جنھوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے، ان کی صورت وسیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا، نام سے پتا چل جاتا تھا، اب نئے نام انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے، لڑکیوں کے نام خواتینِ اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ، عائشہ، فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ، پروین ہونے لگے۔ اس سے زیادہ افسوسناک یہ ہے کہ جن لوگوں کے اسلامی نام ہیں: عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزّاق، عبدالغفار، عبدالقدوس وغیرہ ان میں تخفیف کا یہ غلط طریقہ اختیار کرلیا گیا کہ صرف آخری لفظ ان کے نام کی جگہ پکارا جاتا ہے، رحمٰن، خالق، رزّاق، غفار کا خطاب انسانوں کو دیا جارہا ہے۔ اور اس سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ ''قدرت اللہ'' کو ''اللہ صاحب'' اور ''قدرت خدا'' کو ''خدا صاحب'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سب ناجائز وحرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جتنی مرتبہ یہ لفظ پکارا جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا۔

یہ گناہِ بےلذّت اور بےفائدہ ایسا ہے جس کو ہمارے ہزاروں بھائی اپنے شب وروز کا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اور کوئی فکر نہیں کرتے کہ اس ذرا سی حرکت کا انجام کتنا خطرناک ہے۔''

ناموں کو صحیح ادا نہ کرنا

سوال:...ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے نام ان کے باپ کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، جیسے: رضیہ عبدالرحیم، فاطمہ کلیم وغیرہ۔ ان کی تعلیمی اسناد بھی اسی نام سے ہوتی ہیں، شادی کے بعد ان کے ناموں کے ساتھ شوہر کے نام مثلاً رضیہ رحیم کی جگہ رضیہ جمال، فاطمہ کلیم کی جگہ فاطمہ کاشف، خدانخواستہ شوہر فوت ہوجاتا ہے تو پھر یہ نام تبدیل ہوجاتے ہیں۔ ان ناموں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:... باپ کا یا شوہر کا نام محض شناخت کے لئے ہوتا ہے، بچی کی جب تک شادی نہیں ہوتی اس وقت تک اس کی شناخت ''دخترِ فلاں'' کے ساتھ ہوتی ہے، اور شادی کے بعد ''زوجۂ فلاں'' کے ساتھ۔ شرعاً ''دخترِ فلاں'' کہنا بھی صحیح ہے اور ''زوجۂ فلاں'' کہنا بھی۔

---

(۱) ومن قال لمخلوق: یا قدوس، أو القیوم أو الرحمٰن أو قال أسماء من أسماء الله الخالق کفر، انتهیٰ۔ وهو یفید أنه من لمخلوق یا عزیز ونحوهم، یکفر أیضًا، إلّا إن أراد بهما المعنی اللغوی، والأحوط أن یقول: یا عبدالقدیر، یا عبدالرحمٰن۔ (شرح فقه الأکبر ص:۲۳۸، طبع مجتبائی، دهلی)۔

بچوں کے غیر اسلامی نام رکھنا

سوال:... آج کل بہت سے لوگ اپنے بچوں کے نام اسلام کے ناموں (یعنی جو نام پہلے لوگ رکھتے تھے) کے مطابق نہیں رکھتے، کیا اس سے گناہ نہیں ہوتا؟

جواب:... اولاد کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے نام اچھے رکھے جائیں، اس لئے مسلمانوں کا اپنی اولاد کا نام غیر اسلامی رکھنا بُرا ہے۔[1]

''آسیہ'' نام رکھنا

سوال:... میرا نام ''آسیہ خاتون'' ہے اور میں بہت سے لوگوں سے سن سن کر تنگ آچکی ہوں کہ اس نام کے معنی غلط ہیں اور یہ نام بھی نہیں رکھنا چاہئے۔

جواب:... لوگ غلط کہتے ہیں، ''آسیہ'' نام صحیح ہے، عین اور صاد کے ساتھ ''عاصیہ'' نام غلط ہے، اور ان دونوں کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔[2]

''محمد احمد'' نام رکھنا کیسا ہے؟

سوال:... کیا ''محمد احمد'' بچے کا نام رکھ سکتے ہیں؟

جواب:... کوئی حرج نہیں۔[3]

کیا بچے کا نام ''محمد'' رکھنے کی حدیث میں فضیلت آئی ہے؟

سوال:... کیا کسی صحیح حدیث میں یہ آیا ہے کہ اگر کسی کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور اس نے کسی بھی لڑکے کا نام ''محمد'' پر نہ رکھا تو وہ قیامت کے روز بدبخت میں شمار ہوگا، اور اگر محمد پر نام کسی بچے کا رکھ لیا تو وہ بروزِ قیامت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا موجب ہوگا؟

جواب:... بدبخت ہونے کے بارے میں تو مجھے حدیث یاد نہیں، لیکن یہ حدیث سنی ہے کہ جس شخص نے اپنے بچے کا نام

---

(۱) عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم، فأحسنوا أسمائكم. (سنن أبي داؤد ج:۲ ص:۳۲۰، باب في تغيير الأسماء، طبع سعيد).

(۲) عن ابن عمر أنه ابنة لعمر كانت يقال لها عاصية فسمّاها رسول الله صلى الله عليه وسلم جميلة. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۸، كتاب الآداب، باب إستحباب تغيير الإسم القبيح إلى حسنٍ، وشامي ج:۶ ص:۴۱۸، باب الإستبراء وغيره، فصل في البيع، أبوداؤد ج:۲ ص:۳۲۸ كتاب الأدب، باب في تغير الإسم القبيح).

(۳) عن جابر بن عبدالله أن رجلًا من الأنصار ولد له غلام فأراد أن يسمّيه محمدًا فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله فقال: أحسنت الأنصار تسمّوا بإسمي ولَا تكتنوا بكنيتي. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۶). أيضًا: فلا ينافي أن إسم محمد وأحمد أحب إلى الله تعالىٰ من جميع الأسماء فإنه لم يختر لنبيه إلّا ما هو أحب إليه، هٰذا هو الصواب. (فتاویٰ شامي ج:۶ ص:۴۱۷).

''محمد'' رکھا، اس کی شفاعت ہوگی، اللہ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔[1]

''محمد یسار'' نام رکھنا

سوال:... میں نے اپنے بیٹے کا نام ''محمد یسار'' رکھا ہے، کیا یہ نام ٹھیک ہے؟

جواب:... یہ نام ٹھیک ہے، کئی صحابہ کا نام تھا،[2] واللہ اعلم!

''عارش'' نام رکھنا دُرست نہیں

سوال:... میرے بیٹے کا نام ''عارش'' ہے، سب کہہ رہے ہیں کہ یہ نام صحیح نہیں ہے، تو کیا نام بدل دُوں؟ نیز عارش کے معنی بھی بتادیں۔

جواب:... ''عارش'' اور ''عامرش'' فضول نام ہیں، اس کی جگہ ''محمد عامر'' نام رکھیں۔[3]

''جمشید حسین'' نام رکھنا

سوال:... میرا نام ''جمشید حسین'' ہے، کیا میرا موجودہ نام ٹھیک ہے؟

جواب:... یہ نام صحیح ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں۔

''اُسامہ'' اور ''صفوان'' کا مطلب

سوال:... ''اُسامہ'' اور ''صفوان'' نام کا مطلب بتادیجئے۔

جواب:... ''اُسامہ'' شیر کو کہتے ہیں،[4] اور ''صفوان'' چٹان کو۔[5]

''حارث'' نام رکھنا

سوال:... کیا ''حارث'' اسلامی نام ہے؟ اور اس کے لفظی معنی کیا ہیں؟

---

(۱) ورد من ولد له مولود فسمّاه محمدًا كان هو ومولوده في الجنة رواه ابن عساكر عن أمامة رفعه ...إلخ. (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۴۱۷، فصل في البيع).

(۲) فقد ثبت أن النبي صلى الله عليه وسلم كان له غلام إسمه رباح، ومولیٰ إسمه يسار فاقراره صلى الله عليه وسلم هذين الإسمين يدل على الجواز. (تكملة فتح الملهم ج:۴ ص:۲۱۲).

(۳) (تتمة) التسمية بإسم لم يذكره الله تعالیٰ في عبادة ولَا ذكره رسوله صلى الله عليه وسلم ولَا يستعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولیٰ أن لَا يفعل. (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۴۱۷). أيضًا: بزازية على الهندية ج:۶ ص:۳۷۰ كتاب الكراهية).

(۴) مصباح اللغات ص:۳۴.

(۵) مفردات في غريب القرآن للاصفهاني ص:۲۸۳، طبع نور محمد كراچی.

جواب:... ''حارث'' صحیح نام ہے، اس کے معنی ہیں: ''کھیتی کرنے والا، محنت کرنے والا۔''[1]

سوال:... میرے بیٹے کا نام ''حارث'' ہے اور مجھے ''حارث'' نام کے متعلق یہ پتا چلا ہے کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے، تو کیا یہ جاننے کے بعد نام تبدیل کرلینا چاہئے؟

جواب:... نہیں! صحیح نام ہے، تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔[2]

''خزیمہ'' نام رکھنا

سوال:... ''تبلیغی نصاب'' میں ایک نام ''زینب بنت خزیمہ'' پڑھا، ''خزیمہ'' نام مجھے پسند آیا، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ''خزیمہ'' کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہ کسی صحابی کا نام تھا؟ کیا میں یہ نام اپنے لڑکے کا رکھ سکتا ہوں؟

جواب:... ''خزیمہ'' متعدد صحابہ کرامؓ کا نام تھا، ان میں خزیمہ بن ثابت انصاریؓ مشہور ہیں، جن کا لقب ''ذوالشہادتین'' ہے (یعنی ان کی ایک گواہی دو مردوں کے برابر ہے)۔[3]

اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام رکھنا

سوال:... اگر کوئی عورت اپنے نام کے ساتھ خاوند کا نام لگائے تو یہ کیسا ہے؟

جواب:... کوئی حرج نہیں، انگریزی طرز ہے۔[4]

بچوں کے نام کیا تاریخِ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟

سوال:... کیا بچوں کے نام تاریخِ پیدائش کے حساب سے رکھنے چاہئیں؟ عدد وغیرہ ملاکر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے

---

(۱) المفرادت فی غریب القرآن للاصفهانی ص:۱۱۲ طبع نور محمد.

(۲) کیونکہ متعدد صحابہ کرامؓ کا یہ نام تھا، مثلاً: حارث بن انس، حارث بن خزیمہ وغیرہ۔ عن أبی وهب الجشمی وكانت له صحبة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسموا بأسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله عبدالله وعبدالرحمن، وأصدقها حارث وهمام وأقبحها حرب ومرة. (أبوداؤد ج:۲ ص:۳۲۰، باب فی تغيير الأسماء، طبع ايچ ايم سعيد).

(۳) مثلاً: خزيمة بن اوس بن يزيد .... ذكره موسٰى بن عقبة فيمن شهد بدرًا، خزيمة بن ثابت بن الفَاكِهُ .... الأنصاری الأوسی .... من السابقين الأوّلين شهد بدرًا وما بعدها .... روى الدارقطنی من طريق أبی حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن أبی عبدالله الجدلی عن خزيمة بن ثابت ان النبی صلى الله عليه وسلم جعل شهادته شهادة رجلين .... خزيمة بن ثابت الأنصاری آخر روى ابن عساكر فی تاريخه من طريق الحكم بن عيينة أنه قيل له أشهد خزيمة بن ثابت ذوالشهادتين الجمل .... ومات ذوالشهادتين فی زمن عثمان. خزيمة بن ثابت السلمی، خزيمة بن جزی بن شهاب العبد ...الخ. (الإصابة فی تمييز الصحابة ج:۱ ص:۴۲۵، ۴۲۶، باب خ، ز، طبع دار المعرفة بيروت).

(۴) التسمية بإسم لم يذكره الله تعالٰى فی عباده ولَا ذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم ولَا استعمله المسلمون تكلموا فيه والأولٰى أن لَا يفعل. (عالمگيرية ج:۵ ص:۳۶۲، الباب الثانی والعشرون فی تسمية الأولَاد وكناهم والعقيقة).

چاہئیں؟ اسلام کی رُو سے جواب بتائیے۔

جواب:... عدد ملاکر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی و مفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہئے۔[1] البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعہ سنِ پیدائش محفوظ ہوجائے، صحیح ہے۔

لفظِ ''محمد'' کو اپنے نام کا جز بنانا

سوال:... شرعی اعتبار سے کیا ''محمد'' کا لفظ اپنے نام کے ساتھ لگانا دُرست ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ نام زمین پر لکھا ہوا گر جائے تو کیا اس کی بے ادبی نہیں ہوتی؟ اور کیا اس کو اپنے نام کے ساتھ نہ لگایا جائے تو بہتر ہوگا؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی اپنے نام کے ساتھ ملانا دُرست ہے،[2] بلکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر بچے کا نام ''محمد'' رکھا جائے تو اس کی فضیلت حدیث میں آئی ہے۔[3] اس پاک نام کا زمین پر گرانا بے ادبی ہے، کہیں مل جائے تو ادب و احترام کے ساتھ اُٹھاکر کسی ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو۔

کسی کے نام کے ساتھ لفظِ ''محمد'' کے اُوپر ''ؐ'' لکھنا

سوال:... وہ لوگ جن کے نام سے پہلے یا بعد ''محمد'' آتا ہے، ''محمد'' کے اُوپر چھوٹا سا ''ؐ'' لگادیتے ہیں، آخر کیوں؟ حقیقت میں ''ؐ'' مختصراً ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی نشاندہی کرتا ہے۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے سوا کسی اور کے نام پر ''ؐ'' کی علامت نہیں لکھنی چاہئے۔ جن ناموں میں لفظِ ''محمد'' استعمال ہوتا ہے، وہ ان ناموں کا جز ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی کی حیثیت اس کی نہیں ہوتی۔[4]

''محمد'' نام پر ''ؐ'' کا نشان لگانا

سوال:... کیا ''محمد'' کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یا ''ؐ'' لکھنا ضروری ہے؟ میں نے اکثر ''محمد'' کے نام کے ساتھ ''

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سموا بأسماء الأنبياء ...إلخ. (فيض القدير ج:۷ ص:۳۵۵۳). أيضًا: عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان أحب الأسماء إلى الله: عبدالله وعبدالرحمٰن. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۶، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء).

(۲) عن أنس رضي الله عنه قال .... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسموا باسمي ولَا تكتنوا بكنيتي. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۶ كتاب الأدب). أيضًا: ان إسم محمد وأحمد أحب إلى الله تعالىٰ من جميع الأسماء فإنه لم يختر لنبيّه إلّا ما هو أحب إليه. (فتاوىٰ شامي ج:۶ ص:۴۱۷، فصل في البيع).

(۳) وورد من ولد له مولود فسماه محمدًا كان هو ومولوده في الجنّة، رواه ابن عساكر عن أمامة رفعه. (فتاوىٰ شامي ج:۶ ص:۴۱۷، فصل في البيع).

(۴) قال الجمهور من العلماء: لَا يجوز أفراد غير الأنبياء بالصلاة لأن هذا قد صار شعارًا للأنبياء إذا ذكروا فلا يلحق بهم غيرهم. (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۲۲۸، سورة الأحزاب، طبع رشيديه كوئٹه).

ؐ" لکھا ہوا دیکھا ہے، اگر لکھنا ضروری ہے تو کیا اس طرح بھی کہ روزنامہ "جنگ" اخبار کے فلمی صفحے کی اشاعت میں فلم "محمد بن قاسم" کے "محمد" کے اُوپر بھی "ؐ" لگا تھا۔ نعوذ باللہ اس کا مفہوم دُوسرا نکلتا ہے، یہ کیوں؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سن کر دُرود پڑھنا ضروری ہے،(۱) اور قلم سے لکھنا بہت اچھی بات ہے۔(۲) مگر جب یہ اسمِ مبارک کسی اور شخص کے نام کا جز ہو، اس وقت اس پر "ؐ" کا نشان نہیں لگانا چاہئے، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہوتا۔(۳)

"عبدالرحمٰن، عبدالرزّاق" کو "رحمٰن" اور "رزّاق" سے پکارنا

سوال:... "عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزّاق" ہمارے ہاں عام رواج یہ ہے کہ "عبد" کو چھوڑ کر صرف "رحمٰن، خالق اور رزّاق" وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں، اس طرح کے نام تو اللہ تعالیٰ کے ہیں، کیا یہ ناموں کی بے ادبی نہیں ہے؟

جواب:... "عبد" کا لفظ ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ بندے کو پکارنا نہایت قبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام دو قسم کے ہیں، ایک قسم ان اسمائے مبارکہ کی ہے جن کا استعمال دُوسرے کے لئے ہو ہی نہیں سکتا، جیسے: "اللہ، رحمٰن، خالق، رزّاق" وغیرہ۔ ان کا غیراللہ کے لئے استعمال کرنا قطعی حرام اور گستاخی ہے، جیسے کسی کا نام "عبداللہ" ہو اور "عبد" کو ہٹا کر اس شخص کو "اللہ صاحب" کہا جائے، یا "عبدالرحمٰن" کو "رحمٰن صاحب" کہا جائے، یا "عبدالخالق" کو "خالق صاحب" کہا جائے، یہ صریح گناہ اور حرام ہے۔(۴) اور دُوسری قسم ان ناموں کی ہے جن کا استعمال غیراللہ کے لئے بھی آیا ہے، جیسے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "رؤف رحیم" فرمایا گیا ہے، ایسے ناموں کے دُوسرے کے لئے بولنے کی کسی حد تک گنجائش ہو سکتی ہے، لیکن "عبد" کے لفظ کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ کا نام

---

(۱) والآية تدل على وجوب الصلوٰة والسلام في الجملة ولو في العمر مرة وبه قال أبوحنيفة ...إلخ. (تفسير مظهرى ج:۷ ص:۳۷۴، طبع مكتبه اشاعت العلوم، دهلى).

(۲) مسئلة: قد استحب أهل الكتابة أن يكرر الكاتب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم كلما كتبه ...إلخ. (ابن كثير ج:۵ ص:۲۲۷ طبع رشيديه، سورة الأحزاب). أيضًا: وقال بعض أهل الحديث: كان لى جار فمات فروٴى فى المنام فقيل له: ما فعل الله بك؟ قال: غفر لى! قيل: بم ذاك؟ قال: كنت إذا كتبتُ ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الحديث كتبت "صلى الله عليه وسلم". (جلاء الأفهام فى الصلوٰة والسلام على خير الأنام ص:۲۳۰).

(۳) قال الجمهور من العلماء: لَا يجوز أفراد غير الأنبياء بالصلاة لأن هٰذا قد صار شعارًا للأنبياء إذا ذكروا ...إلخ. (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۲۲۸ سورة الأحزاب، طبع رشيديه كوئٹه).

(۴) قال أبو الليث: لَا أحب للعجم أن يسمّوا عبدالرحمٰن وعبدالرحيم، لأنهم لَا يعرفون تفسيره ويسمّونه بالتصغير. تتارخانية. وهٰذا مشتهر فى زماننا، حيث ينادون من اسمه عبدالرحيم وعبدالكريم أو عبدالعزيز مثلًا فيقولون: رحيم وكريم وعزيز .... ومن إسمه عبدالقادر قويدر وهٰذا مع قصده كفر. (شامى ج:۶ ص:۴۱۷، فصل فى البيع). أيضًا: ومن قال لمخلوق: يا قدوس، أو القيوم، أو الرحمٰن، أو قال اسمًا من أسماء الله الخالق، كفر. انتهىٰ. وهو يفيد أنه من قال لمخلوق: يا عزيز ونحوهم يكفر أيضًا، إلّا إن أراد بهما المعنى اللغوى، والأحوط أن يقول: يا عبدالقدير يا عبدالرحمٰن. (شرح فقه الأكبر ص:۱۹۳ طبع قديمى).

بندے کے لئے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔ بہت سے لوگ اس گناہ میں مبتلا ہیں اور یہ محض غفلت اور بے پروائی کا کرشمہ ہے۔[۱]

''مسیح اللہ'' نام رکھنا

سوال:... میرے بھائی کا نام ''مسیح اللہ'' ہے، بہت سے آدمی کہتے ہیں کہ: ''یہ عیسائی جیسا نام ہے، کیا تم عیسائی ہو؟ اس نام کو تبدیل کردو'' بتایئے یہ نام دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ نام صحیح ہے،[۲] کیا ''محمد عیسیٰ'' نام رکھنے سے آدمی عیسائی ہوجاتا ہے...؟

بچی کا نام ''تحریم'' رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میں نے اپنی بیٹی کا نام ''تحریم'' رکھا ہے، معنوی اعتبار سے اس لفظ کا مطلب ہے: ۱-حرمت والی، ۲-نماز سے پہلے پڑھی جانے والی تکبیر یعنی ''تکبیرِ تحریمہ''، ۳-منع کی گئی وغیرہ۔ کچھ علماء و عام لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیٹی کا نام دُرست نہیں رکھا، براہِ کرم آپ اس سلسلے میں میری راہ نمائی فرمائیں۔

جواب:... ''تحریم'' کے معنی ہیں: ''حرام کرنا''، آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ نام بچی کے لئے کس حد تک موزوں ہے...![۳]

مسلمان کا نام غیرمسلموں جیسا ہونا

سوال:... انڈیا کے مشہور فلم اسٹار ''دلیپ کمار'' مسلمان ہیں، لیکن ان کا نام جو زیادہ مشہور ہے وہ ہندو نام ہے، کیا یہ اسلام کی روشنی میں جائز ہے؟

جواب:... جائز نہیں۔[۴]

''پرویز'' نام رکھنا صحیح نہیں

سوال:... میں کافی عرصے سے سن رہا ہوں کہ ''پرویز'' نام رکھنا اچھا نہیں ہے، جب بزرگوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو صرف اتنی وضاحت کی گئی کہ یہ نام اچھا نہیں۔ میرے کافی دوستوں کا یہ نام ہے۔ صفحہ ''کتاب و سنت کی روشنی'' میں ''اخبار جہاں'' میں

---

(۱) والتسمية باسم يوجد في كتاب الله كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائزة، لأنه من الأسماء المشتركة ويراد في حق العباد غير ما يراد في حق الله تعالىٰ، كذا في السراجية. (فتاوىٰ عالمگيری ج:۵ ص:۳۶۲ كتاب الكراهية).

(۲) قال تعالىٰ: إن الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسىٰ ابن مريم وجيهًا في الدنيا والأٰخرة ومن المقربين (آل عمران: ۴۵). وفي التفسير: والمسيح لقب من الألقاب المشرفة كالصديق والفاروق وأصله مشيحًا بالعبرانية، ومعناه المبارك .... وقيل سمى مسيحًا لأنه كان لَا يمسح ذا عاهة إلّا برأ أو لأنه كان يمسح الأرض بالسياحة، لَا يستوطن مكانًا. (تفسير نسفي ج:۱ ص:۲۵۵، طبع دار ابن كثير، بيروت).

(۳) حرام کرنا، ممانعت کرنا، عزت کرنا، حرمت کرنا، نیت باندھ کر پہلی دفعہ نماز میں اللہ اکبر کہنا، جمع تحریمات۔ (فیروز اللغات ت-ح ص:۳۴۸)۔

(۴) التسمية باسم لم يذكره الله تعالىٰ ورسوله في عبارة ولَا يستعمله المسلمون الأولىٰ أن لَا يفعل. (فتاوىٰ بزازية علىٰ هامش الهندية ج:۶ ص:۳۷۰ كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات).

جناب حافظ بشیر احمد غازی آبادی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نام ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کا تھا، بات کچھ واضح نہیں ہوئی؟

جواب:... "پرویز" شاہِ ایران کا نام تھا، جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کردیا تھا (نعوذ باللہ)، یا ہمارے زمانے میں مشہور منکرِ حدیث کا نام تھا، اب خود سوچ لیجئے ایسے کافر کے نام پر نام رکھنا کیسا ہے...؟[1]

"فیروز" نام رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... "فیروز" نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ایک صحابی کا نام بھی فیروز تھا، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام بھی فیروز تھا۔

جواب:... "فیروز" نام کا کوئی مضائقہ نہیں، باقی اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کی نیت سے یہ نام رکھتا ہے تو جیسی نیت ویسی مراد...![2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اپنا نام رکھنا

سوال:... میرا مسئلہ نام کے بارے میں ہے، میرا نام "محمد" ہے، چنانچہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ نام صحیح ہے کہ نہیں؟ کیونکہ میرے دوست اور بہت سے لوگ بھی اس نام کے بارے میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، چنانچہ اس کی بے ادبی ہوتی ہے۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک پر بچوں کے نام رکھنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک مسلمانوں میں رائج ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت ثابت ہے، بلکہ ایک حدیث میں اس نام کے رکھنے کی فضیلت آئی ہے۔[3]

---

(۱) ان ابن عباس أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بكتابه إلى كسرىٰ (أى پرويز) فأمره أن يدفعه إلى عظيم البحرين يدفعه عظيم البحرين إلى كسرىٰ فلمّا قرأه كسرىٰ مزّقه ...... قال: فدعا عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يمزّقوا كل ممزّق۔ (صحيح البخارى ج:۲ ص:۱۰۷۹، كتاب أخبار الآحاد، باب ما كان النبى صلى الله عليه وسلم يبعث من الأمراء والرسل واحدًا بعد واحدٍ)۔

(۲) إنما الأعمال بالنيات وإنما لإمرىءٍ ما نوىٰ۔ (صحيح البخارى ج:۱ ص:۲)۔ الأمور بمقاصدها۔ (الأشباه والنظائر)۔

(۳) عن أنس قال .... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسمّوا بإسمى، ولَا تكتنوا بكنيتى۔ (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۶ كتاب الأدب)۔ وفى الشامية: إن إسم محمد وأحمد أحب إلى الله تعالىٰ من جميع الأسماء فإنه لم يختر لنبيه إلّا ما هو أحب إليه ...إلخ۔ (فتاوىٰ شامى ج:۶ ص:۴۱۷، فصل فى البيع)۔ وفيه أيضًا: وورد من ولد له مولود فسمّاه محمدًا كان هو ومولوده فى الجنّة، رواه ابن عساكر عن أمامة رفعه۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۷، فصل فى البيع)۔

''عبدالمصطفیٰ'' اور ''غلام اللہ'' نام رکھنا

سوال:... ''عبدالمصطفیٰ'' اور ''غلام اللہ'' نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ''عبد'' کے معنی بندے اور ''غلام'' کے معنی بیٹے کے ہیں؟

جواب:... ''عبدالمصطفیٰ'' کے نام سے بعض اکابر نے منع فرمایا ہے کہ اس میں عبدیت کی نسبت غیراللہ کی طرف ہے۔[1] ''غلام اللہ'' میں غلام کے معنی ''عبد'' کے ہیں۔ ''غلام'' کے معنی بیٹے کے نہ متبادر ہیں، نہ مراد ہیں، اس لئے یہ نام صحیح ہے،[2] واللہ اعلم!

لڑکیوں کے نام ''شازیہ، روبینہ، شاہینہ'' کیسے ہیں؟

سوال:... کیا لڑکیوں کے نام ''شازیہ، روبینہ اور شاہینہ'' غیراسلامی نام ہیں؟

جواب:... مہمل نام ہیں۔

''اللہ داد، اللہ دتہ اور اللہ یار'' سے بندوں کو مخاطب کرنا

سوال:... کیا اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں سے کسی انسان کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ جیسے ''رحمٰن، اللہ داد، اللہ دتہ، اللہ یار'' وغیرہ، کیونکہ میں نے کسی اسلامی کتاب جو کہ اسمائے الٰہی کے موضوع پر تھی، میں پڑھا تھا کہ اللہ کے ذاتی نام انسان نہ اپنائے تو اچھا ہے، اور اللہ کے صفاتی اور فعلی نام ہی اپنانے چاہئیں۔ براہِ کرم آپ اس پر روشنی ڈالیں تاکہ راہنمائی مل سکے۔

جواب:... ''رحمٰن'' اور ''اللہ'' تو اللہ تعالیٰ کے پاک نام ہیں، لیکن ''اللہ دتہ'' اور ''اللہ یار'' تو اللہ تعالیٰ کے نام نہیں، کیونکہ ''اللہ دتہ'' ترجمہ ہے ''عطاء اللہ'' کا، اور ''اللہ یار'' ترجمہ ہے ''ولی اللہ'' کا۔ اس لئے آپ کی ذکر کردہ مثالیں صحیح نہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کا تعلق ہے، تو اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام ''اللہ'' تو اسمِ ذاتی ہے اور باقی تمام نام صفاتی ہیں، ان صفاتی ناموں میں ''رحمٰن'' ذاتی نام کی مانند ہے کہ کسی دُوسرے کو ''رحمٰن'' کہنا جائز نہیں۔[3] اسی طرح دُوسرے بعض نام ایسے ہیں جن کا کسی دُوسرے کے لئے استعمال جائز نہیں، مثلاً کسی کو ''ربّ العالمین'' کہنا جائز نہیں۔ البتہ بعض نام ایسے ہیں کہ دُوسروں کے لئے بھی ان کو استعمال کیا گیا ہے، مثلاً ''رؤف'' اور ''رحیم'' اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، لیکن قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی

---

(۱) قال العلّامة ابن عابدين: ولَا يسمّيه حكيمًا ولَا أبا الحكم ولَا أبا عيسٰى ولَا عبد فلان .... ويؤخذ من قوله ولَا عبد فلان منع التسمية بعبدالنبى، ونقل المناوى عن الدميرى انه قيل بالجواز بقصد التشريف بالنسبة والأكثر على المنع خشية إعتقاد حقيقة العبودية كما لَا يجوز عبدالدار. (رد المحتار ج:٦ ص:٤١٨، فصل فى البيع).

(۲) ويلحق .... أى عبدالله وعبدالرحمٰن ما كان مثلهما كعبدالرحيم وعبدالملك، وتفضيل التسمية بهما محمول على من أراد التسمّى بالعبودية لأنهم كانوا يسمّون عبدشمس وعبدالدار. (شامى ج:٦ ص:٤١٧).

(۳) وفيه إسمان من أسماء الله تعالٰى المخصوصة به لَا يسمّى بهما غيره وهما الله والرحمٰن. (أحكام القرآن للجصاص ج:١ ص:١٩).

"رؤف رحیم" فرمایا گیا ہے۔[1] اسی طرح "شکور" اللہ تعالیٰ کا نام ہے، لیکن قرآنِ کریم میں بندوں کو بھی "شکور" فرمایا گیا ہے۔[2]

پس اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کو کسی دُوسرے پر بولنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ضابطہ یہ نکلا کہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے اگر وہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہے تو اس کو کسی دُوسرے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں تو دُوسروں کے لئے اس کا استعمال جائز ہے۔[3]

"نائلہ" نام رکھنا

سوال:... "نائلہ" کیا عربی لفظ ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ یہ عزیٰ، لات اور نائلہ وغیرہ بتوں کے نام ہیں، جن کی کسی زمانے میں پوجا کی جاتی تھی، لیکن آج کل "نائلہ" نام لڑکیوں کا بڑے شوق سے رکھا جارہا ہے، کیا شرعاً "نائلہ" نام رکھنا جائز ہے؟

جواب:... جی ہاں! نائلہ عربی لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: "عطیہ، سخی، حاصل کرنے والی"۔ یہ بعض صحابیات کا بھی نام تھا ...اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا بھی... اگر یہ ناجائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تبدیل کرنے کا حکم فرماتے۔[4]

لڑکی کا نام "کنزہ"، "اِرم"، "رُقیہ"، "کلثوم" رکھنا

سوال:... میرے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی ہے، میرے والد صاحب نے اس کا نام "رُقیہ" یا "کلثوم" رکھنے کی تجویز دی، جبکہ میرے بڑے بھائی نے "کنزہ" نام رکھا ہے، جبکہ گھر کے دُوسرے افراد نے اس کا نام "اِرم" یا "جویریہ" رکھنے کی تجویز دی ہے، جبکہ میں "میمونہ" رکھنا چاہتا ہوں، آنجناب رہنمائی فرمائیں کہ کون سا نام اچھا ہے؟ اور اس کے معنی کیا ہیں؟

جواب:... "میمونہ" اچھا نام ہے، یہی رکھا جائے، اس کے معنی "مبارک" کے ہیں، یعنی بابرکت۔[5]

"سارہ"، "اَیمن" نام رکھنا، نیز ان کے معنی

سوال:... "سارہ" اور "ایمن" نام اسلامی ہے، اس کا مطلب یا مفہوم بھی بتادیجئے۔

---

(۱) "لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريصٌ عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم" (التوبة:۱۲۸).

(۲) "إنه كان عبدًا شكورًا" (الإسراء:۳).

(۳) والتسمية بإسم يوجد في كتاب الله تعالىٰ كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائزة لأنه من أسماء المشتركة ويراد في حق العباد غير ما يراد في حق الله تعالىٰ، كذا في السراجية. (عالمگيرية ج:۵ ص:۳۶۲، كتاب الكراهية).

(۴) مثلًا: نائلة بنت الربيع بن قيس بن عامر .... الأنصارية أخت عبدالله بن الربيع البدري .... فأسلمت وبايعت، نائلة بنت سلامة بن وقش .... ذكرها ابن سعد وقال: أسلمت وبايعت. نائلة بنت عبيد بن الحر بن عمرو بن الجعد .... الأنصارية من بني ساعدة ذكرها ابن حبيب في المبايعات ...إلخ. (الإصابة في تمييز الصحابة ج:۴ ص:۴۱۶، ۴۱۷، حرف النون القسم الأول، طبع دار صادر، بيروت).

(۵) المنجد مترجم ص:۱۱۵۳، طبع دارالاشاعت کراچی۔

جواب:... ''سارہ'' کے معنی خوش کرنے والی[1]، اور ''ایمن'' کے معنی مبارک۔[2]

''حمنہ'' اور ''زنیرا'' کا معنی کیا ہے؟ نیز کیا یہ اِسلامی نام ہیں؟

سوال:... میری بڑی بیٹی کا نام ''حمنہ'' ہے، جبکہ چھوٹی بیٹی کا نام ''زنیرا'' ہے، ان دونوں ناموں کی تشریح فرمادیں کہ یہ اسلامی نام ہیں یا نہیں؟ اور ان کا مطلب کیا ہے؟

جواب:... ''حمنہ'' تو صحیح نام ہے، ایک صحابیہ کا نام ہے۔[3] اور ''زنیرہ'' بھی ایک صحابیہ کا نام ہے، یہ لونڈی تھیں اور ان کو اللہ کے راستے میں عذاب دیا جاتا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔[4]

''تنزیلہ'' نام صحیح ہے، لیکن اگر بدلنا چاہیں تو ''شکورہ'' رکھ لیں

سوال:... آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ''تنزیلہ'' نام صحیح ہے؟ میں نے اپنی بچی کا نام ''تنزیلہ نسیم'' رکھا ہے، بچی میں عقل کی بہت کمی ہے، بے اِنتہا ضد کرتی ہے، پڑھنے میں دِل نہیں لگاتی، اکثر بیمار رہتی ہے، اگر یہ نام مناسب نہیں تو براہِ کرم کوئی مناسب نام تجویز فرمادیں۔ والدہ کا نام سیما پروین اور والد کا نام نسیم احمد ہے۔

جواب:... مکرمی ومحترمی، السلام علیکم، بچی کا نام ''تنزیلہ'' تو ٹھیک ہے، لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ بچی کا نام ''شکورہ'' رکھیں، میں اس کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو عقل کی تیز کرے اور ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی صابر و شاکر بندی بنے اور ہٹ دھرمی اور ضد کی عادت اللہ تعالیٰ بدل دے۔

''لاعبہ'' نام رکھنا

سوال:... میرے بھائی نے اپنی بچی کا نام ''لائبہ'' رکھا ہے، انہیں کسی نے بتایا ہے کہ لائبہ جنت میں حوروں کی سردار ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... یہ نام ''لائبہ'' نہیں، ''لاعبہ'' ہے ''ع'' کے ساتھ، اور ''ع'' کے ساتھ نام صحیح ہے۔

---

(۱) المنجد مترجم ص:۴۶۷، طبع دارالاشاعت کراچی۔

(۲) المنجد مترجم ص:۱۱۵۲، طبع دارالاشاعت کراچی۔

(۳) حمنة بنت جحش الأسدية أخت أم المؤمنين زينب واخوتها .... قال أبو عمر كانت من المبايعات وشهدت أحدًا ... إلخ. (الإصابة في تمييز الصحابة ج:۴ ص:۲۷۵ حرف الحاء القسم الأوّل، طبع دار صادر).

(۴) ۴۲۵ (زنيرة) .... كانت من السابقات إلى الإسلام وممن يعذب في الله .... وهي مذكورة في السبعة الذين اشتراهم أبوبكر الصديق وأنقذهم التعذيب. (الإصابة في تمييز الصحابة ج:۴ ص:۳۱۱، كتاب النساء، حرف الزاي المعجمة، القسم الأول، طبع دار صادر).

بچی کا نام ''کائنات'' رکھنا

سوال:... میری بیٹی کا نام ''کائنات'' ہے، یہ نام رکھنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:... ''کائنات'' مخلوق کو کہتے ہیں، اب دیکھ لیجئے کہ یہ صحیح ہے یا نہیں...؟[1]

لڑکی کا نام ''اِقرأ''، ''فبہا'' یا ''دُعا'' رکھنا

سوال:... ہمارے گھر کسی بچے کی ولادت ہونے والی ہے، ہماری گھر کی عورتوں کا پروگرام ہے کہ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا نام ''اِقرأ'' یا ''فبہا'' یا ''دُعا'' رکھیں گے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ تو کوئی نام نہیں ہے، رکھیں تو کوئی صحابیات میں سے کسی کا نام رکھیں، مگر ان کا ان ناموں پر اِصرار ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ایک تو ایسا نام رکھنا ہے جو آس پاس کسی اور کا نہ ہو، دُوسرے ان ناموں کے معنی تو صحیح ہیں۔ تو آپ انہیں ان کے ذہن کے مطابق دلیل دے کر سمجھائیں کہ یہ ایسے نام رکھنے سے باز آجائیں۔

جواب:... دلیل کو تو عورتیں سمجھا نہیں کرتیں، اور جب کرنے پر آئیں تو کسی کی مانتی بھی نہیں، اپنی منوایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں اس میں مداخلت نہیں کرتا، وہ عورتیں خود مجھ سے پوچھنا پسند کریں تو البتہ بتلاؤں گا۔

''شاہین'' نام رکھنا، نیز اس کے معنی

سوال:... ''شاہین'' نام کے کیا معنی ہیں؟ یہ کس زبان کا لفظ ہے؟ اور اس کا زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے؟ کیا نام تاریخ اسلام میں وقعت رکھتا ہے؟

جواب:... آج کل لوگ یہ نام رکھتے ہیں، ''شاہین'' ایک پرندے کو بھی کہتے ہیں جو شکار کرتا ہے،[2] اور اس کے اثرات مجھے معلوم نہیں، سلف صالحین کے یہاں اس نام کے رکھنے کا رِواج نہیں تھا۔

بچی کا نام ''مائشہ'' رکھنا

سوال:... میں اپنی بیٹی کا نام ''مائشہ'' رکھنا چاہتا ہوں، آیا میں یہ نام اپنی بچی کا رکھ سکتا ہوں؟ نیز اس کے معنی کیا ہیں؟

جواب:... مجھے ''مائشہ'' کے معنی معلوم نہیں، قاموس میں لکھا ہے کہ صوف کا بالوں کے ساتھ ملانا، اور بھیڑ کے دُودھ کو بکری کے دُودھ سے ملانا، اور خبر کے کچھ حصے کو چھپانا، ایسا کرنے والی عورت ''مائشہ'' کہلاتی ہے،[3] واللہ اعلم!

---

(۱) التسمية باسم لم يذكره الله تعالىٰ في عباده ولَا ذكره رسوله صلى الله عليه وسلم ولَا يستعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولىٰ أن لَا يفعل۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۴۱۷، فصل في البيع)۔

(۲) فیروز اللغات ص:۸۳۵، طبع فیروز سنز۔

(۳) اَلْمَيْشُ: خلط الصوف بالشعر، وخلط لبن الضّأن بلبن الماعز، وكتم بعض الخبر، وحلب ما في الضراع، وخلط كل شيء۔ (القاموس المحيط لفيروز آبادی، فصل الميم ص:۷۸۲)۔

لڑکی کا نام "صنم" رکھنا اچھا نہیں، تبدیل کردیں

سوال:... ہمارے ایک بھائی نے اپنی بیٹی کا نام "صنم" رکھا ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے رشتہ دار مولانا صاحب نے پسند کیا ہے، ہوا یہ کہ جب میں نے ان کو عدیلہ، زینت، فرحت اور صنم وغیرہ ناموں میں سے کوئی ایک تجویز کرنے کا کہا تو انہوں نے صنم پسند کیا، اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگرچہ صنم کے معنی بت کے ہیں، لیکن بت (مجسمہ اور ذات) تو ہر شے کا ہوتا ہے، اور اس کے بغیر تو کوئی چیز ممکن الوجود ہی نہیں ہے۔ میں نے ان صاحب سے کہا کہ صنم چونکہ بت کو ہی کہا جاتا ہے اور بت وہی ہوتا ہے عرف میں جس کی اَز راہِ شرک عبادت اور پرستش ہوتی ہے، اور دوم یہ کہ صنم ایک بازاری لفظ ہے جس کو بدکردار اوباش اور ہوس پرست لوگ اپنی محبوباؤں کے لئے بکثرت اِستعمال کرتے ہیں، اس لئے آپ کوئی دُوسرا مناسب نام رکھیں تو بہتر ہوگا۔ مگر وہ تو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اور ان کا اِصرار ہے کہ صنم اچھا اور عمدہ نام ہے جو مختصر بھی ہے اور ایک عالمِ دِین کا پسند کردہ بھی۔ اب آپ سے درخواست ہے کہ اس نام کی شرعی خوبی بدی، اور حیثیت واضح فرماکر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب:... "صنم" اچھا نام نہیں، وجوہات آپ نے صحیح ذِکر کی ہیں، بہتر ہے کہ اس نام کو بدل لیں، کوئی اچھا نام رکھیں،[1] واللہ اعلم!

شرعاً کون سے نام رکھنا منع ہیں؟

سوال:... خدمتِ اقدس میں عرض یہ ہے کہ میرا گھر مسجد کے پڑوس میں ہے، اور مسجد کے اِمام صاحب کے وعظ و نصیحت اور درس کی آواز بآسانی پہنچتی ہے، میں بہت پابندی سے سنتی ہوں۔ ایک دِن درس میں انہوں نے چند نام شمار کرائے جن کا رکھنا شرعاً جائز فرمایا، جن میں سے ایک نام "فرحان" مجھے یاد ہے۔ آنجناب سے اِستدعا ہے کہ وہ تمام اسماء جن کے رکھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، یا شرعاً ناجائز ہیں، برائے مہربانی انہیں تحریر فرمادیں تاکہ ان ناموں کے رکھنے سے بچ سکیں۔

جواب:... بہتر صورت تو یہ ہے کہ کوئی بھی نام رکھنے سے قبل کسی مستند عالم سے رُجوع کرلیا جائے، کیونکہ آج کل عوام جہالت کی وجہ سے غلط اور بازاری نام رکھ لیتے ہیں، مثلاً: زنار، انیل، وغیرہ۔ البتہ احادیث میں چند ناموں سے منع کیا گیا ہے: یسار، رباح، نجیح، افلح، برکت، برہ، عاصیہ، حرب، مرّہ، اَصرم، یعلی، ملک الاملاک (شہنشاہ)۔[2] البتہ بعد میں: افلح، یسار، برکت، نافع، یعلی

---

(۱) التسمية باسم لم يذكره الله تعالىٰ في عباده ولَا ذكره رسوله صلى الله عليه وسلم ولَا يستعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولىٰ أن لَا يفعل. (فتاویٰ شامی ج:٦ ص:٤١٧، فصل في البيع).

(۲) عن سمرة بن جندب قال: نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نسمي رقيقنا بأربعة أسماء: أفلح ورباح ويسار ونافع .... وفي رواية .... ولَا نجيحًا .... وفي رواية جابر .... بيعلىٰ وببركة، وفي رواية ابن عمر .... غير اسم عاصية وقال انت جميلة وفي رواية .... بره .... وفي رواية ملك الأملاك ...الخ. (صحيح مسلم ج:٢ ص:٢٠٧، ٢٠٨، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الإسم القبيح إلىٰ حسن، طبع مير محمد كتب خانه).

نام رکھنے سے منع کرنا ترک فرمادیا تھا۔ (۱)

''الرحمٰن''، کسی انجمن کا نام رکھنا

سوال:...ہمارے علاقے میں ایک ''الرحمٰن فلاحی سوسائٹی'' نامی ایک انجمن قائم ہوئی، یہ انجمن دِینی اور فلاحی کام انجام دیتی ہے۔ بتلائیے ''الرحمٰن'' کسی انجمن کا نام رکھنا جائز ہے؟

جواب:...''الرحمٰن'' اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے، کسی فرد یا انجمن کا یہ نام رکھنا جائز نہیں۔ (۲)

اپنے نام کے ساتھ ''حافظ'' لگانا

سوال:...اگر کوئی لڑکی یا لڑکا حافظ ہو اور اپنے نام کے آگے ''حافظ'' لگا سکتا ہے یا نہیں؟ جیسے ''ارم'' نام ہے تو ''حافظہ ارم'' لکھ سکتی ہے یا کہہ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:...اگر رِیاکاری مقصود نہ ہو تو جائز ہے۔

اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' لکھنا یا کسی کو ''شاہ جی'' کہنا کیسا ہے؟

سوال:...ایک حدیث میں نے پڑھی تھی، کمی بیشی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' لکھے یا کہلوائے، جیسے ''شاہ جی''، ''شاہ صاحب'' وغیرہ تو وہ شخص گناہ گار ہوگا، کیونکہ یہ نام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی زیب دیتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب:...حدیث میں ''شہنشاہ'' کہلوانے کی ممانعت آئی ہے، جس کے معنی ہیں ''بادشاہوں کا بادشاہ''، یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ ''سیّد'' وغیرہ کو جو ''شاہ صاحب'' کہتے ہیں، اس کی ممانعت نہیں۔ (۳)

---

(۱) قال: أخبرنی أبو زبیر انه سمع جابر بن عبدالله یقول: أراد النبی صلی الله علیه وسلم ان ینهی عن أن یسمی بیعلی وببرکة وبأفلح وبیسار وبنافع وبنحو ذالک ثم رأیته سکت بعد عنها فلم یقل شیئًا ثم قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم ینه عن ذالک ثم أراد عمر أن ینهی عن ذالک ثم ترکه. (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۰۷، باب کراهة التسمیة بالأسماء القبیحة وبنافع ونحوه، طبع قدیمی کتب خانه).

(۲) قال أبو بکر الجصاص: وفیه إسمان من أسماء الله تعالٰی المخصوصة به لَا یسمّٰی بهما غیره وهما الله والرحمٰن. وقال فی موضع آخر: وهو مع ذالک إسم مختصر بالله تعالٰی لَا یسمّٰی به غیره. (أحکام القرآن ج:۱ ص:۹-۱۹).

(۳) عن أبی هریرة روایةً قال: أخنع إسم عند الله وقال سفیان غیر مرّة أخنع الأسماء عند الله رجل تسمّٰی ملک الأملاک، قال سفیان یقول غیره تفسیره شاهان شاه. (صحیح البخاری ج:۲ ص:۹۱۶، کتاب الأدب، بابٌ أبغض الأسماء إلی الله تبارک وتعالٰی).

''سیّد'' کی تعریف

سوال:... سیّد کون ہے؟ کیا یہ کوئی اعزاز ہے؟ یا خونی رِشتے کی وجہ سے ہوتا ہے؟ اگر خونی رِشتے سے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد نہ تھی، اور مسلمانوں کے ہاں نسب والد کی طرف سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر بی بی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سیّد ہے تو دُوسری بیٹیوں کی اولاد سیّد کیوں نہیں ٹھہرائی گئی؟ کیا حضرت علیؓ سے شادی کی وجہ سے ایسا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰکُمْ'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''کُلُّ تَقِیٍّ وَنَقِیٍّ فَھُوَ آلِی'' دُوسری طرف یہ دیکھا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو ایک کھجور کھانے سے منع فرمایا کہ وہ صدقہ سے آیا ہوا ہے، فرمایا کہ صدقہ ہمارے لئے جائز نہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی اولاد سمجھتے تھے (خونی رِشتے کے اِعتبار سے)۔ اسی لئے غالباً لوگ کہتے ہیں کہ صدقہ، زکوٰۃ وغیرہ سادات کے لئے ناجائز ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ درحقیقت سیّد کون ہے؟ جبکہ شیعہ حضرات خود کو سیّد سمجھتے ہیں، کیا یہ رِشتہ داری کی وجہ سے یا مسلک کی وجہ سے؟

جواب:... ''سیّد'' کے لغوی معنی: رئیس، سردار، مخدوم اور آقا کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ اَمجاد کا ہمارے لئے مخدوم اور سردار ہونا ایک ایسی بدیہی بات ہے کہ میرے خیال میں کوئی مسلمان اس کی دلیل کا محتاج نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سبطِ اکبر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمانا: ''اِنّ ابنی ھٰذا سیّد ...اِلخ'' دونوں دعووں کی دلیل ہے۔ ایک اولادِ فاطمہؓ کو اپنا بیٹا فرمانا، دُوسرے ان کو ''سیّد'' فرمانا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذُرّیتِ طیبہ اور اولادِ اَطہار کا سلسلہ بجائے صاحبزادوں کے صاحبزادی سے چلنا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ حافظ سیوطیؒ نے ''خصائص کبریٰ'' میں ایک مستقل باب اس پر قائم کیا ہے: ''باب إختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان أولاد بناته ینسب إلیه ...إلخ'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر بناتِ طاہراتؓ سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا، ورنہ ان کے سیّد ہونے میں بھی کوئی شبہ نہ تھا۔

بے شک عنداللہ مقبولیت کا مدار اِیمان وتقویٰ پر ہے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ اَطہار کا ہمارے لئے واجب الاحترام ہونا بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقِ نسبی کے امرِ آخر ہے، ان سے محبت فرع ہے محبتِ نبوی کی، اور ان کی تعظیم فرع ہے تعظیمِ نبوی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ اَمجاد کے لئے صدقے کا حرام ہونا بھی اسی عظمت ومحبت کی ایک شاخ ہے۔ کیونکہ صدقہ میل وکچیل ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے خاندان کو، لوگوں کے میل وکچیل سے پاک رکھا گیا ہے۔ ہدیہ چونکہ علامت ہے خلوص ومحبت کا، اس لئے ہدیہ ان کے لئے حلال اور طیب ہے۔

''سیّد'' کون ہوتا ہے؟ یہ تو اُوپر عرض کرچکا۔ جو لوگ حضرات ابوبکر اور عمر وعثمان رضی اللہ عنہم سے کینہ رکھتے ہیں، وہ سیّد نہیں، ایسے لوگوں کا اپنے آپ کو سیّد کہنا بدترین جرم ہے، جن کا سلسلۂ نسب تک مشتبہ ہے۔

''سیّد'' کا مصداق کون ہے؟

سوال:... جنابِ عالی! میں آپ کا اسلامی صفحہ پابندی سے پڑھتا ہوں۔ مسائل اور ان کا حل پڑھ کر میری دِینی معلومات

میں بڑا اضافہ ہوا۔ میرے ذہن میں بھی ایک سوال ہے، جس کا حل چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ جناب تسلی بخش جواب سے تمام قارئین کی معلومات میں اضافہ فرمائیں گے۔ اسلام سے قبل ہندوستان میں بت پرست قوم آباد تھی، جو کہ اپنے عقائد کے اعتبار سے چار ذاتوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ۱-برہمن، ۲-چھتری، ۳-ویش، ۴-شودر۔ پھر ان میں بھی درجہ بندی تھی، کوئی اُونچا، کوئی نیچا، اس بنا پر برہمن کے نام کے ساتھ اس کی شناخت کا کوئی لفظ شامل ہوتا ہے، جیسے: ''دوبے، تربیدی، چوبے'' وغیرہ، جس وقت ہندوستان میں اسلام کا ظہور ہوا، اور لوگ انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے مسلمان ہونے لگے، مگر اسلام قبول کرنے کے باوجود ان میں ہندوانہ ذہنیت باقی رہی جو کہ آج تک مسلمان کسی نہ کسی شکل میں ہندوؤں کے رسم و رواج کو اپنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کی طرح مسلمانوں نے بھی چار ذاتیں بنالیں۔ ''برہمن'' کے مقابلے میں ''سیّد''، ''چھتری'' کے مقابلے میں ''پٹھان''، اور بقیہ لوگ کوئی ''شیخ'' ہے، کوئی ''مغل''۔ ''سیّد'' کے دو طبقے ہیں، سنی سیّد، شیعہ سیّد۔ پھر ان میں مزید درجہ بندی ہے جو کہ ہر ''سیّد'' اپنے نام کے ساتھ شناخت کے لئے کوئی لفظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے: ''صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، جعفری'' وغیرہ۔ ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ: ''میرا تعلق ایک ایسے گروہ سے ہے جو ہندوستان میں شراب کی تجارت کرتا تھا، سب لوگ اجتماعی حیثیت سے مسلمان ہوگئے، بعد کو خیال آیا کہ ہم کون سے مسلمان ہیں؟ سب نے فیصلہ کیا کہ ہم لوگ صدقِ دِل سے مسلمان ہوئے ہیں، اس لئے ہم سب ''صدیقی'' مسلمان ہیں، اسی وجہ سے میں اپنے کو ''صدیقی'' لکھتا ہوں۔'' اب میں اصل مدعا بیان کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ: ایک موقع پر لفظِ ''سیّد'' پر بات ہو رہی تھی تو میرے ایک دوست (جو کہ اسکول ماسٹر ہیں) نے کہا: ''ایوب صاحب! آپ بھی سیّد ہیں'' میں نے کہا: ''میں تو سیّد نہیں ہوں'' تو انہوں نے ایک موٹی سی کتاب لاکر مجھ کو دی اور کہا کہ اس کو پڑھئے۔ یہ کتاب کراچی کے ایک صاحب نے لکھی ہے اور غالباً وہ دو مرتبہ چھپ چکی ہے، اس میں لفظ ''سیّد'' پر بڑی تحقیق کی گئی ہے، اس میں بتایا ہے کہ لفظِ ''سیّد'' نہ تو خاندانی ہے اور نہ نسلی، یہ لفظ اسلام سے قبل عرب میں استعمال ہوتا تھا، ''سیّد'' کے معنی سردار کے ہیں، خاندان کے سربراہ کو ''سیّد'' کہتے تھے، یہود و نصاریٰ سب ہی اس لفظ کو استعمال کرتے تھے، ہر ایک زبان میں کوئی نہ کوئی لفظ عزّت و احترام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ انگریزی میں ''مسٹر'' اور ہندی میں ''شری مان''، اُردو میں ''جنابِ عالی'' و ''محترم''۔ بطور ثبوت انہوں نے ایسے مضامین اور کتابیں دِکھائیں جہاں لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوا ہے، کتابوں کے نام و مصنفین کے ناموں کے ساتھ کہیں لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوا ہے، کسی جگہ لفظِ ''سیّد'' احترام و بزرگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ''سیّد خاندان'' اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے ہیں کہ ان کو کوئی اصل ''سیّد'' لڑکا نہیں ملتا ہے۔ اب مندرجہ بالا وضاحت کے بعد میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی اَحکامات کی روشنی میں:

اوّل:... جبکہ لفظِ ''سیّد'' نہ خاندانی ہے، نہ نسلی تو ہر مسلمان جو کہ اس کا مستحق ہے، اس کے نام کے ساتھ لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ ہر مسلمان ایک دُوسرے کا بھائی ہے اور اُونچ نیچ کی قرآن نے نفی کردی ہے۔

دوم:... جو لوگ اپنی تعریف خود کرتے ہیں، یعنی ''سیّد'' کہہ کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں سردار ہوں، عزّت دار ہوں اور قابلِ اِحترام ہوں، بزرگ ہوں، خواہ اس کا کردار کچھ ہی ہو، کیا یہ دُرست ہے؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

سوم:... جو لوگ ''سیّد'' کا بہانہ کرکے لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... آپ کے سوال میں چند اُمور قابلِ تحقیق ہیں۔

اوّل:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کا جزوِ ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام اہلِ ایمان کے لئے سب سے بڑھ کر محبوب و محترم ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّھٰتُھُمْ" (الاحزاب:۶)

اور حدیث:

"لَا یؤمن أحدکم حتّٰی أکون أحبّ إلیه من والدہ وولدہ والناس أجمعین"

(صحیح البخاری ج:۱ ص:۷، کتاب الإیمان، مشکوٰۃ ج:۱ ص:۱۲، کتاب الإیمان، الفصل الأوّل)

سے واضح ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا لازمی نتیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین سے محبت ہے، جس درجے کا تعلق ہوگا، اسی درجے کی محبت بھی ہوگی۔

دوم:... ہر شخص کو طبعاً اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد سے محبت رکھنا بھی اہلِ ایمان کے لئے تقاضائے ایمان ہے، اور متعدّد نصوص میں اس کا حکم بھی ہے۔[1]

سوم:... جس طرح بادشاہ کی اولاد شہزادے شہزادیاں کہلاتے ہیں، اسی طرح سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو "سیّد" کہا جاتا ہے، اور یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبطینِ کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے خود استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "ابنی ھٰذا سیّد"،[2] اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا: "سیّدا شباب أھل الجنّة"۔[3] اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ نہ بھی استعمال فرمایا ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو اپنا آقا اور سردار سمجھنا ہمارا فرض تھا کہ آقا کی اولاد بھی آقا کہلاتی ہے، یہی معنی "سیّد" کے ہیں۔

چہارم:... کسی شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہونا ایک غیر اختیاری فضیلت ہے، جو لائقِ شکر تو بلاشبہ ہے مگر لائقِ فخر نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور نسبت کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، اولاد اپنے باپ کی جانشین اسی وقت کہلاتی ہے جبکہ اس کے نقشِ قدم پر ہو۔ جو شخص شہزادہ ہوکر چوہڑوں والے کام کرے، وہ چوہڑوں سے بدتر سمجھا جاتا ہے، بلکہ اس کے نسب میں بھی شبہ ہوجاتا ہے کہ اس کا نسب واقعتاً بادشاہ سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ اسی طرح جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہوکر گندے عقائد، گندے اعمال اور گندے اخلاق میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی حالت زیادہ خطرناک ہے، اور ان کے

---

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم أحبوا الله لما یغذوکم من نعمه وأحبّونی بحبّ الله وأحبّوا أھل بیتی بحُبّی۔ (ترمذی ج:۲ ص:۲۱۹، مناقب أھل بیت)۔

(۲) عن الحسن (البصری) أنه سمع أبا بکرة سمعت النبی صلی الله علیه وسلم علی المنبر والحسن إلٰی جانبه ینظر إلی الناس مرّةً وإلیه مرّةً، ویقول: ابنی ھٰذا سیّدٌ ولعلّ الله أن یصلح به بین فئتین من المسلمین۔ (صحیح البخاری ج:۱ ص:۵۳۰، مناقب الحسن والحسین)۔

(۳) جامع الترمذی ج:۲ ص:۲۱۷، باب مناقب أبو محمد الحسن بن علی بن أبی طالب والحسین ...إلخ۔

بارے میں اندیشہ ہے کہ پسرِ نوح کی طرح ان کے حق میں بھی "اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" (ہود:۴۶) نہ فرما دیا جائے، چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"وأنتم ألّا تسمعون (ان أولياؤه الّا المتقون) فان كنتم أولئك فذاك والّا فانظروا يأتي الناس بالأعمال يوم القيامة وتأتون بالأثقال فنعرض عنكم. ثم رفع يديه فقال: يا أيها الناس! ان قريشًا أهل أمانة فمن بغاهم العواثر أكبه الله بمنخريه، قالها ثلاثًا."

(مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۲۶)

ترجمہ:... "کیا تم یہ نہیں سن رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوست صرف متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں، پس اگر تم بھی متقی اور پرہیزگار ہو تب تو ٹھیک ہے، ورنہ دیکھو! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن دُوسرے لوگ تو اعمال لے کر آئیں اور تم بوجھ لاد کر آؤ، جس کے نتیجے میں ہم تم سے منہ موڑ لیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فرمایا: لوگو! بے شک قریش اہلِ امانت ہیں، پس جو شخص ان سے خیانت کرے گا اور ان کی لغزشیں تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو نتھنوں کے بل اوندھا کردیں گے۔"

پس سیّدوں کو اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق و اَحوال کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنے جدِ اَمجد سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر مناسبت رکھتے ہیں؟ نصاریٰ کی شکل و صورت اور وضع و قطع اپنا کر اور بدکرداروں اور بدقماشوں کے اخلاق و اعمال اختیار کرکے "سیّد" کہلانا لائقِ شرم ہے۔

پنجم:... یہ گفتگو تو ان حضرات کے بارے میں ہے جو صحیح النسب "سیّد" ہیں، لیکن اس دور میں بہت سے جعلی سیّد بنے ہوئے ہیں۔ امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک ایسے ہی سیّد کے بارے میں مزاحاً فرمایا تھا: "بھئی! ہم تو قدیم سے سیّد چلے آتے ہیں، ہمارے سیّد ہونے میں تو شبہ ہوسکتا ہے کہ خدا جانے سیّد ہیں بھی یا نہیں، مگر فلاں صاحب کے سیّد ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ وہ تو میری آنکھوں کے سامنے سیّد بنا ہے۔"

یہ جعلی سیّد کئی جرائم کے مرتکب ہیں، اوّل: اپنے نسب کا تبدیل کرنا، جس پر دوزخ کی وعید ہے،[1] حدیث میں ہے:

"من ادعٰى الٰى غير أبيه .... فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لَا يقبل منه صرف ولَا عدل." (مشکوٰۃ ص:۲۳۹)

ترجمہ:... "جس نے اپنا نسب تبدیل کیا..... اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت، اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔"

ان لوگوں کا دُوسرا جرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف محض جھوٹی نسبت کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

---

(۱) وروی عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه قال: من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم انه غير أبيه فالجنّة عليه حرام. (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۳۵۴، زیر آیت: ادعوهم لِآباءهم، طبع سهيل اكيڈمی).

جھوٹی نسبت کرنا بدترین گناہ اور ذلیل ترین حرکت ہے۔ تیسرے ان لوگوں کا مقصد محض جھوٹا فخر ہے اور فخر وتعلّی، خالق ومخلوق دونوں کی نظر میں رذالت اور کمینگی کی علامت ہے۔ چوتھے یہ لوگ اپنے رذیل اخلاق واعمال کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذُرّیتِ طیبہ کے لئے ننگ وعار اور بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھ کر یوں سمجھتے ہیں کہ سیّد (نعوذ باللہ) ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ششم:... مگر ان نقلی اور جعلی سیّدوں کی وجہ سے ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہوگا کہ ہم اولادِ رسول کی توہین وگستاخی کریں۔ ایک بزرگ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار ان سے کسی صاحب نے اپنی کوئی ضرورت وحاجت مندی ذکر کی اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں، مجھ سے تعاون فرمایئے۔ ان (بزرگ) کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ تم اولادِ رسول ہو؟ وہ صاحب اس کا کیا جواب دیتے؟ خاموش رہ گئے۔ رات کو وہ بزرگ خواب دیکھتے ہیں کہ میدانِ محشر قائم ہے اور لوگ شفاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو رہے ہیں، یہ بزرگ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کا اُمتی ہوں، میری بھی شفاعت فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارے اُمتی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر میری اولاد کا اولاد ہونا بغیر دلیل کے قابلِ تسلیم نہیں تو تمہارا اُمتی ہونا بغیر دلیل کے کیسے تسلیم کیا جائے؟ اس بزرگ کو اپنی غلطی پر تنبیہ ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔

بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج واحباب (رضی اللہ عنہم) کے حق میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اب بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد کی بے ادبی کرنے لگے ہیں۔ جن صاحب کی موٹی سی کتاب کا آپ نے حوالہ دیا ہے، مجھے ان صاحب کے بارے میں معلوم ہے کہ اس کا تعلق بھی اسی گروہ سے ہے، اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد کے خلاف نفرت وبغض کا اظہار کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف شوشے چھوڑتے رہتے ہیں، جن کا عقل وایمان سے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ میں آپ سے مؤدّبانہ ومخلصانہ التماس کروں گا کہ آپ اس گرداب میں مبتلا نہ ہوں۔ ''سیّد'' اگر سردار کو کہتے ہیں تو خود ہی سوچئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہماری سردار نہیں تو کیا ہے؟ پس اگر ان کو اصطلاحِ عرفی کے طور پر ''سیّد'' کہا جائے تو ناگواری کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہمارے لئے لائقِ احترام نہیں؟ اگر ہم ان کو احتراماً ''سیّد'' کہتے ہیں تو آخر یہ کس دلیلِ عقلی یا شرعی سے ممنوع ہے؟

ہفتم:... اللہ تعالیٰ نے برادریاں، خاندان، قومیں، ذاتیں خود بنائی ہیں، جیسا کہ خود فرمایا ہے: ''وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ'' (الحجرات:۱۳) اور اس میں بہت سی مصلحتیں رکھی ہیں جن کی طرف ''لِتَعَارَفُوْا'' کے لفظ سے اشارہ فرمایا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ صفات واخلاق اور ملکات بیشتر ''أَبًا عَنْ جَدٍّ'' منتقل ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض خاندان اپنی خاندانی روایات اور اخلاق و صفات کی بنا پر ممتاز سمجھے جاتے ہیں اور دُوسرے بعض خاندان اس اخلاقی معیار کو قائم کرنے سے قاصر رہتے ہیں، یہ بات روزمرّہ مشاہدے کی ہے، جس پر کسی استدلال کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض خاندانوں کے تفوّق کو برقرار رکھا ہے، چنانچہ مشہور ارشاد ہے: ''انسانوں کی بھی کانیں ہیں، جس طرح سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ جاہلیت میں شریف ومعزّز

تھے وہ اسلام میں بھی بہتر و معزّز ہوں گے، جبکہ دِین کا فہم حاصل کرلیں۔"[1] اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانوں کو سونے چاندی کی کانوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ بعض کانیں اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہیں اور بعض ناقص اور گھٹیا۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانِ قریش کے فضائل بیان فرمائے ہیں، جو حدیث کے ہر طالبِ علم کو معلوم ہیں۔[2]

ہشتم:... بعض خاندانوں کا بعض سے اعلیٰ و اشرف ہونا تو عقلاً و شرعاً مُسلَّم ہے، لیکن اس مسئلے میں دو سنگین غلطیاں کی جاتی ہیں، اوّل یہ کہ بعض لوگ خاندانوں کو غرور اور فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزّت و کرامت کی چیز خاندان نہیں، بلکہ آدمی کا ذاتی نامۂ عمل ہے، جیسا کہ: "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاکُمْ" (الحجرات:۱۳) میں صراحتاً بیان فرمایا ہے، پس ذاتی اعمال سے قطعِ نظر کرکے کسی شخص کا سیّد، قریشی، ہاشمی، صدیقی، فاروقی ہونے پر فخر کرنا اور ان نسبتوں کو فخر کے طور پر اپنے نام کے ساتھ چسپاں کرنا، اس کی حماقت اور مردودیت کی علامت ہے، احادیث شریفہ میں نسب پر فخر کرنے کی شدید مذمت آئی ہے۔[3]

دُوسری غلطی اس کے برعکس یہ کی جاتی ہے کہ معزّز خاندانوں کی توہین و تنقیص کی جاتی ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ اسلام میں نسب اور خاندان کوئی چیز ہی نہیں، یہ بات اس حد تک تو صحیح ہے کہ قربِ عنداللہ میں خاندان کو کوئی دخل نہیں بلکہ اس کا مدار اعمالِ صالحہ کی بدولت ولایت کے اعلیٰ ترین مقامات طے کرسکتا ہے اور دُوسرا شخص اعلیٰ ترین خاندان میں پیدا ہوکر اپنی بدعملی و بدکرداری کی وجہ سے جہنم کا کندہ بن سکتا ہے۔ شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ: "ایک اعرابی اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا کہ بیٹا! عمل کر، قیامت کے دن یہ پوچھا جائے گا کہ تو کیا کماکر لایا؟ یہ نہیں پوچھیں گے کہ تیرا نسب نامہ کیا تھا؟" الغرض کسی فرد کی فضیلت و بزرگی کا مدار خاندان پر نہیں بلکہ علم و عمل اور زُہد و تقویٰ پر ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے دُنیوی مصالح کے لئے خاندان اور شعوب و قبائل بنائے ہیں،[4] اور ان پر کفو وغیرہ کے بعض مسائل بھی جاری ہوتے ہیں، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں۔[5] اس لئے خاندانوں کا انکار کرنا اور شریف خاندانوں کی فضیلت کو پامال کرنا غلط ہے، درحقیقت اس کا منشا بھی کبر ہے۔

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الناس معادن كمعادن الذهب والفضة خيارهم فی الجاهلية خيارهم فی الإسلام إذا فقهوا، رواه مسلم. (مشكوٰة ج:۱ ص:۳۲، كتاب العلم، الفصل الأوّل).

(۲) عن جابر بن سمرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لَا يزال الإسلام عزيزًا إلى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش، وفی رواية لَا يزال أمر الناس ماضيًا ما ولهم اثنا عشر رجلًا كلهم من قريش. (مشكوٰة ج:۲ ص:۵۵۰، باب مناقب قريش وذكر القبائل).

(۳) عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: لينتهيّن أقوام يفتخرون بآبائهم الذين ماتوا إنما هم فحمٌ من جهنّم أو ليكوننّ أهون على الله من الجُعَل الذی يدهده الخراء بأنفه إن الله قد أذهب عنكم غبية الجاهلية وفخرها بالآباء إنما هو مؤمن تقیّ أو فاجر شقی الناس كلهم بنو آدم وآدم من تراب. رواه الترمذی وأبوداوٗد. (مشكوٰة ج:۲ ص:۴۱۷، باب المفاخرة والعصبية، طبع قديمی كتب خانه).

(۴) وجعلنٰكم شعوبًا وقبائل لتعارفوا. (الحجرات:۱۳).

(۵) قال (ای محمد بن زياد) سمعت أبا هريرة قال: أخذ الحسن بن علی تمرة من تمرة الصدقة فجعلها فی فيه فقال النبی صلى الله عليه وسلم: كخ كخ ليطرحها ثم قال أما شعرت إنّا لَا نأكل الصدقة. (بخاری ج:۱ ص:۲۰۲، كتاب الزكٰوة، باب ما يذكر فی الصدقة للنبی صلى الله عليه وسلم وآله، طبع نور محمد).

نہم:... خاندانوں پر فخر اور غرور کا ایک شعبہ یہ ہے کہ سیّد خاندان کی لڑکی کا غیرسیّد لڑکے سے نکاح جائز نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ والدین کی رضامندی سے سیّد لڑکی کا نکاح کسی بھی مسلمان سے ہوسکتا ہے، البتہ والدین کی رضامندی کے بغیر چونکہ بہت سی خاندانی اُلجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں، اس لئے غیرکفو میں لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ سادات کے جدِ اَمجد حضرت علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) نے جو "زین العابدین" کے لقب سے مشہور ہیں، اپنے غلام کو آزاد کرکے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس کے ساتھ کردیا، اور اپنی باندی کو آزاد کرکے اپنا نکاح اس سے کرلیا۔ اُموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ان کو پیغام بھیجا کہ: "آپ نے خاندانِ قریش کی ناک کاٹ دی، آپ کی ہمشیرہ کے لئے اعلیٰ خاندان میں رشتے مل سکتے ہیں، مگر آپ نے اسے ایک غلام کے حبالۂ عقد میں دے دیا، اور آپ کو اپنے لئے اُونچے سے اُونچا رشتہ مل سکتا تھا مگر آپ نے ایک باندی کو آزاد کرکے بیوی بنالیا۔"

جواب میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا: "تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ (یہ قرآنِ کریم کی آیت کا ایک ٹکڑا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو آزاد کرکے اپنی (پھوپھی زاد) بہن (حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کا عقد ان سے کردیا، اور حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو آزاد کرکے ان سے اپنا عقد کرلیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا ہے۔"[1]

مجھے اُمید ہے کہ آپ کے سوال نامے کے جواب میں یہ مختصر اِشارات کافی ہوں گے، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّآخِرًا!

اچھے، بُرے ناموں کے اثرات

سوال:... شریعت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کسی کے نام کا اس شخصیت پر اثر ہوتا ہے؟ مثال کے طور پر "زید" کے حالات خراب ہیں، اب وہ اپنا نام بدل لیتا ہے تو کیا اس کے نام بدلنے سے اس کی شخصیت پر اثر پڑے گا؟

جواب:... اچھے نام کے اچھے اثرات اور بُرے نام کے بُرے اثرات تو بلاشبہ ہوتے ہیں،[2] اسی بنا پر اچھا نام رکھنے کا حکم ہے، لیکن "زید" تو بُرا نام نہیں کہ اس کی وجہ سے زید کے حالات خراب ہوں اور نام بدل دینے سے اس کے حالات دُرست ہوجائیں۔ اس لئے آپ کی مثال دُرست نہیں۔

---

(۱) أخبرنا عليّ بن محمد عن عثمان بن عثمان قال: زوج عليّ بن حسين ابنة من مولَاة وأعتق جارية له وتزوّجها، فكتب إليه عبدالملک بن مروان يعيّره بذٰلک فكتب إليه عليّ: قد كان لكم في رسول الله أُسوة حسنة، قد أعتق رسول الله صلى الله عليه وسلم صفية بنت حُيَي وتزوجها وأعتق زيد بن حارثة وزوجه ابنة عمّته زينب بنت جحش. (طبقات ابن سعد ج:۵ ص:۲۱۴).

(۲) عن ابن المسيّب عن أبيه أن أباه جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ما اسمک؟ قال: حزنٌ! قال: أنت سهل! قال: لَا أغيّر إسمًا سمّانيه أبي، قال ابن المسيّب: فما زالت الحزونة فينا بعد. (صحيح البخاري ج:۲ ص:۹۱۴، كتاب الأدب، باب تحويل الإسم إلى إسم هو أحسن منه، طبع مير محمد كتب خانه).

''اصحاب'' اور ''صحب'' دونوں الفاظ ہم معنی ہیں

سوال:... ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر کورَس کی صورت میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے، اس کے تمام الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم'' براہِ کرم مطلع کریں کہ ''اصحابہٖ'' اور ''صحبہٖ'' دونوں الفاظ کا مطلب ایک ہی ہے یا تمام اصحاب کے لئے جمع کے صیغے میں لفظ ''اصحابہٖ'' کا استعمال دُرست ہوگا؟ آپ کے جواب پر ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کو توجہ دینی چاہئے۔

جواب:... ''صحبہٖ'' اور ''اصحابہٖ'' دونوں لفظ صحیح ہیں، اور دونوں کا ایک ہی مطلب ہے، یہ دونوں لفظ جمع کے صیغے ہیں۔

کیا کسی شخص کو ''وکیل'' کہنا غلط ہے؟

سوال:... ایک صاحب فرماتے ہیں کہ: ''پڑوسی ملک بھارت میں وکیل کو 'بھاڑو' اور بیرسٹر کو 'مہا بھاڑو' کہا جاتا ہے، لہٰذا ہم تمہیں بھی یہی کہیں گے۔'' عرض کیا کہ: ''وہاں کی بات چھوڑیں، وہاں تو بت پرستی بھی ہوتی ہے، جو ہمارے مذہب میں ناجائز ہے، جو الفاظ نازیبا آپ استعمال فرمارہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں بہت ہی بُرے معنی میں لئے جاتے ہیں، یعنی فاحشہ عورتوں کی ناجائز کمائی کھانے والے لوگ۔ ہمارے ہاں تو نکاح کے وقت دُولہا اور دُلہن کے بھی وکیل ہوتے ہیں، آیتِ قرآنی میں وکیل اس طرح آیا ہے: ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' اور ہمیں اس کی پیروی کرتے ہوئے ایک بہتر مددگار بننے کی پوری کوشش کرنی چاہئے'' تو وہ صاحب میرے بارے میں فرماتے ہیں: ''تم کفر کے مرتکب ہورہے ہو، جو صفت خدا نے اپنے لئے رکھی ہے اسے خود سے منسوب کرتے ہو'' (واضح رہے کہ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں، میرا مطلب خدا کی پیروی ہے)۔ صاحب! اگر خدا اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجیں اور ایمان والوں کو بھی اس کا حکم ہوا اور ہم بھی دُرود بھیجیں تو وہ کام جو اللہ پاک نے کیا، وہی ہم نے بھی کیا مگر اِطاعتِ رَبی میں کیا، نہ کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ کوئی اللہ میاں کی ہمسری میں؟ (اللہ معاف فرمائے) پھر اگر ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' کی پیروی میں ہم بہتر وکیل اور بہتر مددگار بننے کی کوشش کریں تو پناہِ خدا! کیا واقعی ان حضرت کی رائے میرے لئے صحیح ہے؟ مجھے کس طرح توبہ کرنی چاہئے اور مجھے تو اپنی یہ بات غلط نہیں لگتی کہ جہاں اِلحاد، شرک اور بت پرستی ہوتی ہو، ہمیں وہاں کی بات نہیں ماننی چاہئے۔

جواب:... اللہ تعالیٰ کے پاک نام دو طرح کے ہیں، ایک وہ جن کا اطلاق کسی دُوسرے پر جائز نہیں۔[1] اور دُوسرے وہ جن کا اطلاق کسی دُوسرے پر بھی جائز ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ کا نام ''الرؤف'' بھی ہے، ''الرحیم'' بھی ہے، حالانکہ قرآنِ کریم میں یہ صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ذکر کی گئی ہیں،[2] اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک نام ''الوکیل'' بھی ہے، اس کا استعمال دُوسروں کے لئے بھی

---

(۱) وھو مع ذالک إسم مختص باللہ تعالٰی لَا یسمّٰی بہ غیرہ۔ (أحکام القرآن للجصاص ج:۱ ص:۹، باب القول فی انھا من فاتحة الکتاب، طبع سھیل اکیڈمی)۔

(۲) مثلاً: لقد جاءکم رسول من أنفسکم عزیز علیه ما عنتّم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم۔ (التوبة:۱۲۸)۔

جائز ہے، اگرچہ دونوں جگہ کے مفہوم میں وہی فرق ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان ہے، پس آپ کا موقف صحیح ہے اور ان صاحب کا موقف غلط ہے۔

کنیت کو بطورِ نام استعمال کرنا

سوال:... میرا نام "ابوبکر" ہے، ایک دفعہ ایک عالم صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تو کوئی نام نہیں، صرف کنیت ہے۔ برائے مہربانی شریعت کی رُو سے مجھے مشورہ دیجئے کہ میں اپنا نام تبدیل کرلوں یا نام بڑھادوں یعنی نام کے بعد "ابوبکر" استعمال کروں؟

جواب:... کنیت کو بھی تو بطور نام کے استعمال کیا جاسکتا ہے، آپ کا نام صحیح ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

"ابوالقاسم" کنیت رکھنا

سوال:... ہمارے شہر میاں چنوں میں ایک شخص ہے جس کا نام صوفی محمد بشیر ہے، وہ عطریات کا کام کرتا ہے، اس نے ایک مدرسہ بھی بنایا ہوا ہے، اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام "اسرارِ ابراہیمیہ" ہے، اس کتاب پر انہوں نے اپنی کنیت "ابوالقاسم" لکھی ہے، یعنی بمعہ نام کے یوں لکھا ہے: "ابوالقاسم صوفی محمد بشیر"۔ ان کے مدرسہ کی جانب سے جو اِشتہار نکلتا ہے اس پر کنیت "ابو القاسم" لکھا ہوتا ہے، اور میں نے سنا ہے کہ "ابوالقاسم" کنیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، کوئی اپنی کنیت "ابو القاسم" نہیں رکھ سکتا۔ برائے مہربانی احادیث سے ثابت کریں کہ "ابوالقاسم" کنیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا نہیں؟ حضور کے علاوہ اور کوئی بھی اپنی کنیت "ابوالقاسم" رکھ سکتا ہے؟

جواب:... مشکوٰۃ شریف میں ص:۴۰۷ کے حاشیہ میں "مرقاۃ" سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر "ابوالقاسم" کی کنیت رکھنے کی ممانعت جمہور سلف اور فقہائے امصار کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک محدود تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی اجازت ہے۔ (۲) البتہ اِمام شافعیؒ اور اہلِ ظاہر اب بھی ممانعت کے قائل ہیں۔ (۳)

---

(۱) کیونکہ صحابہؓ سے اس کا ثبوت ہے، بخاری شریف میں ہے: قالت عائشة وأبو سعيد وابن عباس وكان أبوبكر مع النبي صلى الله عليه وسلم في الغار۔ (بخاري ج:۱ ص:۵۱۵، باب مناقب المهاجرين وفضلهم منهم أبوبكر عبدالله بن أبي قحافة)۔ أيضًا: ولو كنى ابنه الصغير بأبي بكر وغيره كرهه بعضهم وعامتهم لَا يكره لأن الناس يريدون به التفاؤل، تتارخانية۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)۔

(۲) وثانيهما أن هٰذا الحكم كان في بدء الأمر ثم نسخ فيباح التكنّي اليوم بأبي القاسم لكل أحد سواء فيه من إسمه محمد أو غيره وعلته التباس خطابه بخطاب غيره ...... وهي الإشتباه وهو متعيّن في حال حياته صلى الله عليه وسلم قال وهٰذا مذهب مالك وبه قال جمهور السلف وفقهاء الأمصار۔ (مشكٰوة ج:۲ ص:۴۰۷ حاشية۵۔ أيضًا في مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة المصابيح، باب الأسامي ج:۴ ص:۵۹۷، طبع بمبئي)۔

(۳) أحدها أنه لَا يحل التكنّي بأبي القاسم أصلًا سواء كان إسمه محمدًا أو أحمد أو لم يكن له إسم وهو مذهب الشافعي وأهل الظاهر۔ (ايضًا)۔

اپنے نام کے ساتھ ''صدیقی'' یا ''عثمانی'' بطور تخلص رکھنا

سوال:... اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ تخلص ''صدیقی'' یا ''فاروقی''، ''عثمانی'' یا ''علوی'' شجرۂ نسب کے حساب سے نہیں، عقیدت ومحبت کی وجہ سے ملاتا ہے، مثلاً ''غلام سروَر صدیقی'' نام کے ساتھ ملانا جائز ہے یا نہیں؟ عقیدت ومحبت کی وجہ سے۔

جواب:... عقیدت ومحبت کے اظہار کے لئے کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کا تو مضائقہ نہیں، لیکن ''صدیقی'' یا ''فاروقی'' وغیرہ کہلانے میں تلبیس وتدلیس پائی جاتی ہے، سننے والے یہی سمجھیں گے کہ حضرت کو ان بزرگوں سے نسبی تعلق ہے اور غلط نسب جتانا حرام ہے، اس لئے یہ بھی دُرست نہ ہوگا۔[1]

لقب اور تخلص رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... ایک حدیث نظر سے گزری جو حسب ونسب کے بارے میں کچھ اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ''شیخ''، ''صدیقی'' نہیں، مگر اپنے آپ کو ''صدیقی'' لکھے، یا ''قریشی'' نہیں ہے، اپنے آپ کو ''قریشی'' کہے یا نسباً ''انصاری'' نہیں ہے اور اپنے آپ کو ''انصاری'' کہے، یا ''سیّد'' نہیں ہے، ''سیّد'' کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کی نسبت چھوڑ کر کسی دُوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (مسلم، بخاری، ابوداوٗد) مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں اگر شاعر، مصنف، آرٹسٹ، ادیب اور دُوسرے مختلف حضرات شوقیہ اپنا تخلص: پروانہ، ناز، آسی، ناشاد وغیرہ رکھ لیتے ہیں کیا یہ بھی اسی زُمرے میں آتے ہیں؟

جواب:... یہ حدیث نسب تبدیل کرنے سے متعلق ہے، کسی لقب یا تخلص کے اختیار کرنے کی (بشرطیکہ وہ بذاتِ خود غلط نہ ہو) اس میں ممانعت نہیں۔

اپنے نام کے ساتھ غیرمسلم کے نام کو بطور تخلص رکھنا

سوال:... اگر کوئی آدمی اپنے نام کے ساتھ تخلص کے لئے کسی ہندو کے نام پر نام رکھ لے تو کیا یہ دُرست ہے اسلام کی روشنی میں؟

جواب:... جو نام ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو کسی مسلمان کے نام کا جز بنانا صحیح نہیں۔

ستاروں کے نام پر نام رکھنا اور خاص پتھر پہننا

سوال:... یہ فرمایئے کہ یہ ستارگان دیکھ کر مثلاً: ستارہ عطارد، برج سنبلہ پر نام رکھا جاتا ہے، اور پھر پتھر لاجوردی، نیلم،

---

(۱) الکبیرة الثانیة والثالثة والتسعون بعد المأتین، تبرؤ الإنسان من نسبه أو من والده وانتسابه إلٰی غیر أبیه مع علمه ببطلان ذالک، أخرج الشیخان وأبوداوٗد عن سعد بن أبی وقاص رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: من ادعٰی إلٰی غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر أبیه فالجنّة علیه حرام. (الزواجر عن اقتراف الکبائر ج:۲ ص:۶۲، طبع دار المعرفة، بیروت، بخاری ج:۲ ص:۶۱۹، باب غزوة الطائف، مسلم ج:۱ ص:۵۷، باب بیان حال إیمان من رغب ...إلخ).

زرقون وغیرہ پہنانے کے لئے کہا جاتا ہے، یہ شرعی طور پر کہاں تک جائز ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:... ان چیزوں پر یقین کرنا بے خدا قوموں کا کام ہے، ایک مسلمان کو ان چیزوں پر اعتماد کرنے کی ممانعت ہے۔ (۱)

کیا پیدائش سے چند گھنٹوں بعد مرنے والے بچوں کے نام رکھنا ضروری ہے؟

سوال:... جو بچے زندہ پیدا ہوئے اور چند گھنٹوں یا چند دن بعد مر گئے، ان کے نام رکھنا ضروری ہیں اور ایسے بچے جو دس پندرہ سال قبل مر چکے جن کے نام اس وقت نہیں رکھے گئے تو کیا اب ان کے نام رکھ دینا ضروری ہے؟

جواب:... ایسے بچوں کے نام رکھنے چاہئیں۔ (۲)

غلط نام سے پکارنا یا والد کو ''بھائی'' کہنا، والدہ کو ''آپا'' کہنا کیسا ہے؟

سوال:... کچھ لوگوں کے گھروں میں ایسا رواج ہے کہ بچے اور بلکہ بڑے بھی اپنے رشتہ داروں کو غلط نام سے پکارتے ہیں، مثلاً: بچہ اپنی ماں کو ''بھابھی'' اور باپ کو ''بھائی'' کہہ کر پکارتا ہے، اسی طرح باپ کو اس کے نام کے ساتھ ''بھائی'' کہہ کر پکارنا جیسے ''ستار بھائی''، ''عبداللہ بھائی'' وغیرہ، اسی طرح کچھ بچے اپنی ماں کو ''باجی'' کہہ کر پکارتے ہیں یا ''آپا'' کہتے ہیں، آپ سے دریافت کرنا ہے کہ اس طرح نام لینا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:... غلط نام سے پکارنا تو ظاہر ہے کہ غلط ہی ہے، اور کچھ نہیں تو کم سے کم جھوٹ تو ضرور ہے اور والدین کی توہین بھی ہے، اس لئے اس سے اِحتراز کرنا چاہئے۔ اور جن گھروں میں اس کا غلط رِواج ہے اسے تبدیل کرنا چاہئے۔ (۳)

غلط نام سے پکارنا

سوال:... اکثر لوگوں کے نام عبدالصمد، عبدالحمید، عبدالقہار، عبدالرحیم، عبدالرحمٰن وغیرہ رکھے جاتے ہیں جبکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ ان کو صرف صمد، حمید، قہار اور رحیم وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں، پورا نام نہیں لیتے، حالانکہ یہ انتہائی سخت گناہ ہے، کیونکہ یہ تمام نام

---

(۱) وعن قتادة قال: خلق الله تعالٰى هٰذه النجوم لثلاث: جعلها زينة للسماء ورجومًا للشياطين وعلامات يُهتدىٰ بها، فمن تأوّل فيها بغير ذالک أخطأ وأضاع نصيبه وتكلف ما لَا يعلم، رواه البخاری تعليقًا۔ فی رواية رزين: وتكلف ما لَا يعنيه وما لَا علم له به وما عجز عن علمه الأنبياء والملائكة۔ وعن الربيع مثله وزاد: والله ما جعل الله فی نجم حياة أحد ولَا رزقه ولَا موته وانما يفترون على الكذب ويتعللون بالنجوم۔ (مشكوٰة ص:۳۹۴، باب الكهانة، الفصل الثالث، طبع قديمی)۔

(۲) وروی إذا ولد لأحدكم ولد فمات فلا يدفنه حتّٰی يسمّيه إن كان ذكرًا باسم الذكر وإن كان أنثٰی فباسم أنثٰی وإن لم يعرف فباسم يصلح لهما۔ (شامی ج:۶ ص:۴۱۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع)۔

(۳) ويكره أن يدعو الرجل أباه وأن تدعو المرأة زوجها باسمه۔ قوله ويكره أن يدعو إلخ بل لَا بد من لفظ يفيد التعظيم كيا سيّدی ونحوه لمزيد حقهما على الولد والزوجة۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۸، فصل فی البيع)۔

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، کوئی انسان (نعوذ باللہ) صمد یعنی بے نیاز، حمید یعنی جس کی حمد کی جائے، اور قہار، رحمٰن، غفار کیونکر ہوسکتا ہے؟ ان ناموں کی متحمل تو صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ عالی ہے۔ مہربانی فرما کر اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالیں کہ مسلمانوں کو اس قسم کے نام رکھنے چاہئیں یا نہیں؟

جواب:...نام تو بہت اچھے ہیں اور ضرور رکھنا چاہئیں، مگر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ غلط نام سے پکارنا دُرست نہیں بلکہ گناہ ہے، اس لئے پورا نام لینا چاہئے۔[1]

---

(۱) قال تعالٰی: ولَا تلمزوا أنفسكم ولَا تنابزوا بالألقاب بئس الِاسم الفسوق بعد الْإيمان، ومن لم يتب فأولٰئك هم الظّٰلمون۔ (الحجرات: ۱۱)۔ قال العلامة ابن عابدين: حيث ينادون من إسمه عبدالرحيم، عبدالكريم أو عبدالعزيز مثلًا فيقولون: رحيم، كريم وعزيز بتشديد ياء التصغير، ومن إسمه عبدالقادر قويدر وهٰذا مع قصده كفر۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۱۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع)۔

داڑھی

"داڑھی تو شیطان کی بھی ہے" کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

سوال:...ہماری مسجد میں مستقل پانچ نمازوں کے لئے اِمام صاحب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے، یعنی فجر اور عشاء میں غیرحاضر ہوتے ہیں۔ ان نمازوں میں انتظامیہ کے صدر صاحب اپنی مرضی سے کسی بھی شخص کو نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں، خاص کر فجر میں۔ جبکہ وہ خود بھی بغیر داڑھی کے ہیں اور کبھی خود پڑھاتے ہیں، اَذان واِقامت بھی خود کرتے ہیں، اکثر وبیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات کو وہ نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں یا تو وہ بغیر داڑھی کے ہوتے ہیں یا پھر داڑھی کتروانے والے صاحب ہوتے ہیں۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ داڑھی کترنے، یعنی مشت سے کم یا بغیر داڑھے والے دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے جبکہ باشرع سنت کے مطابق داڑھی والے موجود ہیں اور دِین کا علم بھی ہے تو پھر کوئی گنجائش نہیں۔ جن صاحب کو نماز پڑھانے سے منع کیا تھا کہ آپ کی داڑھی کتری ہوئی ہے، نماز پڑھتے وقت آپ کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہوتے، آپ نماز پڑھانے کے اہل نہیں تو ان صاحب نے جتنی داڑھی تھی وہ بھی یہ کہتے ہوئے کٹوادی کہ مجھے پہلے سے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے اور اعلاناً داڑھی کٹوائی، صاف کردی۔ اس شخص کے لئے اسلام میں کیا مقام ہے؟ اور یہ کہنا کہ داڑھی شیطان کی بھی ہے اور تم بھی شیطان ہو، یعنی داڑھی والے شخص سے کہنا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اور اسی تنازع کی وجہ سے جماعت ہورہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ صف میں کھڑے ہوکر جب اِمام تکبیر کہتا ہے الگ ہوجاتے ہیں، آیا ان کا الگ نماز پڑھنا دُرست ہے؟ نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:...اس سوال کے جواب میں چند اُمور عرض کرتا ہوں۔

اوّل:...داڑھی منڈانا اور کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) تمام فقہاء کے نزدیک حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔[1]

---

(۱) قال ابن عابدين: نقلًا عن الصحيحين عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم "أحفوا الشوارب وأعفوا اللحية" قال لأنه صح عن ابن عمر راوی هٰذا الحديث أنه كان يأخذ الفاضل عن القبضة .... وعن النبی صلى الله عليه وسلم يحمل الإعفار علٰى إعفائها عن أن يأخذ غالبها أو كلها كما هو فعل مجوس الأعاجم من حلق لحاهم. ويؤيده ما فی مسلم عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم: جزوا الشوارب وأعفوا اللحٰی خالفوا المجوس. (شامی ج:۲ ص:۴۱۸، كتاب الحظر والإباحة). أيضًا: تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة .... وأما الأخذ منها وهی دون ذالک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (رد المحتار ج:۲ ص:۴۱۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع).

دوم:...فاسق کی اَذان واِقامت اور اِمامت مکروہِ تحریمی ہے، یہ مسئلہ فقہِ حنفی کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے۔ (۱)

سوم:...ان صاحب کا ضد میں آکر داڑھی صاف کرادینا اور یہ کہنا کہ: "مجھے پہلے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے" یا یہ کہ: "داڑھی تو شیطان کی بھی ہے" نہایت المناک بات ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے چوکا ہے، شیطان کسی مسلمان کے صرف گناہگار رہنے پر راضی نہیں ہوتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے کئے پر ندامت کے آنسو بہا کر سارے گناہ معاف کرالیتا ہے، اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسے گناہ کی سطح سے کھینچ کر کفر کی حد میں داخل کردے، وہ گناہگار کو چوکا دے کر اُبھارتا ہے اور اس کے منہ سے کلمۂ کفر نکلواتا ہے۔ (۲)

ذرا غور کیجئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو ایک حکم فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کراؤ۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر اگر کوئی شخص کہے کہ: "مجھے تو داڑھی والوں سے نفرت ہے" یا یہ کہے کہ: "داڑھی تو شیطان کی بھی ہے" کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟ یا کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جواب دے سکتا ہے؟ داڑھی والوں میں تو ایک لاکھ بیس ہزار (کم و بیش) انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے عظامؒ بھی ان میں شامل ہیں، کیا ان سب سے نفرت رکھنے والا مسلمان ہی رہے گا؟

میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کا مقصد نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رَدّ کرنا ہوگا نہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ سے نفرت کا اظہار کرنا ہوگا، بلکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو غصے میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا، یا زیادہ صحیح لفظوں میں، شیطان نے اشتعال دِلا کر اس کے منہ سے نکلوادیا، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کتنے سنگین ہیں اور ان کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس لئے میں ان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ سے توبہ کریں اور چونکہ ان الفاظ سے اندیشۂ کفر ہے، اس لئے ان صاحب کو چاہئے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی بھی احتیاطاً تجدید کرلیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"جن الفاظ کے کفر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو ان کے قائل کو بطورِ احتیاط تجدیدِ نکاح اور توبہ کا

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لَا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۶۰ باب الإمامة، طبع سعيد).

(۲) رجل قال لآخر: إحلق رأسك، وقلم أظفارك فإن هٰذه سُنَّة، فقال: لَا أفعل وإن كان سُنَّة، فهٰذا كفر، لأنه قال على سبيل الإنكار والرد، وكذا في سائر السُّنن خصوصًا في سُنَّة هي معروفة وثبوتها بالتواتر. مجمع الأنهر ج:۱ ص:۶۹۲ كتاب السير، باب المرتد، طبع إحياء التراث العربي، أيضًا: شرح فقه الأكبر ص:۱۷۴).

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: احفوا الشوارب واعفوا اللحى. وفي رواية: أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحية. (صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹). وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين، أوفروا اللحى واحفوا الشوارب. (مشكٰوة ص:۳۸۰). عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جزّوا الشوارب وارخوا اللّحى خالفوا المجوس. (صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹). عن زيد بن أرقم رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منّا. (مشكٰوة ص:۳۸۱).

اور اپنے الفاظ واپس لینے کا حکم کیا جائے گا۔“[1]

چہارم:... آپ کا یہ مسئلہ بتانا تو صحیح تھا، لیکن آپ نے مسئلہ بتاتے ہوئے انداز ایسا اختیار کیا کہ ان صاحب نے غصّے اور اشتعال میں آکر کلمۂ کفر منہ سے نکال دیا، گویا آپ نے اس کو گناہ سے کفر کی طرف دھکیل دیا، یہ دعوت، حکمت کے خلاف تھی، اس لئے آپ کو بھی اس پر اِستغفار کرنا چاہئے اور اپنے مسلمان بھائی کی اصلاح کے لئے دُعا کرنی چاہئے، اس کو اِشتعال دِلاکر اس کے مقابلے پر شیطان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔

”مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے“ کہنے والے کا شرعی حکم

سوال:... میں ایک تقریب میں گیا تھا، وہاں ایک لڑکی کے رشتے کی بابت باتیں ہو رہی تھیں، لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: ”یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکے کے داڑھی ہے۔“ جب یہ کہا گیا کہ لڑکا آفیسر گریڈ کا ہے، تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور بھی اچھی چیز ہے، اس زمانے میں راغب بہ اسلام ہے۔ تو فرمایا کہ: ”مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے“ آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تضحیک کہاں تک دُرست ہے؟ کیا ایسا کہنے والا گناہگار نہیں ہوا؟ اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

جواب:... داڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔[2] داڑھی منڈے کے لئے ہلاکت کی بددُعا فرمائی اور اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں فرمایا۔[3] اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا منڈانا اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاٹنا تمام اَئمہ دِین کے نزدیک حرام ہے۔[4]

جو مسلمان یہ کہے کہ: ”مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے“ وہ مسلمان نہیں رہا، کافر مرتد بن جاتا ہے۔[5] جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے...؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو اپنی لڑکی دے یا نہ دے، مگر اس پر کفر

---

(۱) قال ابن عابدین: نعم سیذکر الشارح أن ما یکون کفرًا إتفاقًا یبطل العمل والنکاح، وما فیه خلاف یؤمر بالإستغفار والتوبة وتجدید النکاح۔ (شامی ج:۴ ص:۲۳۰، أیضًا: الفتاوی البزازیة علی هامش فتاوی العالمگیریة ج:۶ ص:۳۲۱)۔

(۲) عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة، وفی روایة: خالفوا المشرکین، أحفوا الشوارب واعفوا اللحی۔ (مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، ترمذی ج:۲ ص:۱۰۵)۔

(۳) فکره النظر إلیهما وقال: ویلکما! من أمرکما بهٰذا؟ قال: أمرنا ربنا، یعنیان کسریٰ۔ (البدایة والنهایة ج:۴ ص:۲۷۰، حیاة الصحابة ج:۱ ص:۱۱۵)۔

(۴) قال ابن عابدین: وأخذ أطراف اللحیة والسُّنّة فیها القبضة ...... ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیة۔ (شامی ج:۶ ص:۴۰۷)۔ أیضًا: أو تطویل اللحیة إذا کانت بقدر المسنون وهو القبضة ...... وأما الأخذ منها وهی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد۔ (شامی ج:۲ ص:۴۱۷، عالمگیریة ج:۵ ص:۳۵۸)۔

(۵) کفر الحنفیة بألفاظ کثیرة وأفعال تصدر من المتهتکین لدلالتها علی الإستخفاف بالدِّین .... بل بالمواظبة علی ترک سُنّة إستخفافًا بها بسبب انها انما فعلها النبی صلی الله علیه وسلم زیادة أو إستقباحها ...إلخ۔ (المسایرة مع شرحها المسامرة ص:۳۲۷)۔

سے توبہ کرنا اور ایمان کی اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے۔[1]

داڑھی کا جھولا بنے ہوئے کارٹون سے شعائرِ اسلامی کی توہین

سوال:... اس خط کے ساتھ بندہ ایک کارٹون کو پن بھیج رہا ہے جس میں دو آدمیوں کے پاؤں تک داڑھیاں بنائی گئی ہیں اور دُوسری جگہ اس کا جھولا بنا کر ایک بچی اس پر جھول رہی ہے۔ یہ کارٹون عام کرنے کے لئے مشہور ٹافیوں کے کارخانے نے ٹافیوں میں لپیٹ دیا ہے، ایک عام مسلمان کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ شعائرِ اسلام کی یہ بے حرمتی اور بے عزّتی اور پھر ایسے ملک میں جہاں ''اسلام، اسلام'' کہتے تھکتے نہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی قانون میں جوگندگی کے ڈھیر یعنی انگریزی قانون کا بدلا ہوا نام ہے، کوئی آرڈی نینس موجود نہیں جو شعائرِ اسلام کو تحفظ دے سکے، ورنہ اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی۔ ہم افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرسکتے اور اپنا کام صرف لکھنے اور بولنے تک محدود رکھتے ہیں کہ یہ بھی ایمان کا دُوسرا درجہ ہے۔ لہٰذا میرے یہ جذبات قارئین تک پہنچائیں اور اگر کرسکیں تو اس کمپنی کے خلاف کارروائی کریں تاکہ پھر کوئی شعائرِ اسلام کا اس طرح مذاق نہ اُڑائے۔

جواب:... یہ اسلامی شعائر کی صریح بے حرمتی ہے، تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے ناہنجار شریروں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا فرض ہے کہ ان کے خلاف انضباطی کارروائی کریں۔ شعائرِ اسلام کی تضحیک کفر ہے،[2] اور ایک اسلامی ملک میں ایسے کفر کی کھلی چھٹی دینا غضبِ اِلٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اکابرینِ اُمت نے داڑھی منڈانے کو گناہِ کبیرہ شمار کیا ہے

سوال:... اکابرینِ اُمت میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈوانے کو گناہِ کبیرہ کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا؟

جواب:... حضرت تھانویؒ ''امداد الفتاویٰ'' (ج:۴ ص:۲۲۳) میں لکھتے ہیں:

''داڑھی رکھنا واجب اور قبضے سے زائد کٹانا حرام ہے۔''

نوٹ:... یہاں ''قبضے سے زائد کٹانے'' سے مراد یہ ہے کہ جس کی داڑھی قبضے سے زائد ہو اس کو قبضے سے زائد حصے کا کٹانا تو جائز ہے، اور اتنا کٹانا کہ جس کی وجہ سے داڑھی قبضے سے کم رہ جائے، یہ حرام ہے۔

---

(۱) وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي: ما يكون كفرًا إتفاقًا يبطل العمل والنكاح، وأولَاده أولَاد الزنا، وما فيه خلاف يؤمر بالْإستغفار والتوبة (أي تجديد الْإسلام) وتجديد النكاح. (فتاوىٰ شامي ج:۴ ص:۲۴۷، مطلب جملة من لَا يقتل إذا ارتد).

(۲) من أهان الشريعة أو المسائل التي لَابُد منها كفر. (شرح فقه الأكبر ص:۱۷۴ طبع قديمي). وفيه أيضًا: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوها مما يعظم في الشرع، كفر. (شرح فقه الأكبر ص:۱۶۷). يكفر إذا وصف الله تعالىٰ بما لَا يليق به أو سخر بإسم من أسمائه أو بأمر من أوامره أو أنكر وعده ووعيده أو جعل له شريكًا أو ولدًا أو زوجة أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص. (عالمگيرية ج:۲ ص:۲۵۸، الباب التاسع في أحكام المرتدين).

اور صفحہ:۲۲۱ پر لکھتے ہیں:

''ایک تو داڑھی کا منڈانا یا کٹانا معصیت ہے ہی، مگر اُوپر سے اِصرار کرنا اور مانعین سے معارضہ کرنا، یہ اس سے زیادہ سخت معصیت ہے۔''

اور صفحہ:۲۲۲ پر لکھتے ہیں:

''حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ، موجبِ لعن فرمایا ہے، داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغیر کا اتباعِ شیطان ہونا اور اتباعِ شیطان کا موجبِ لعنت و موجبِ خسران و موجبِ وقوع فی الغرور، موجبِ جہنم ہونا منصوص ہے، اب مذمتِ شدیدہ میں کیا شک رہا ہے؟''

ان عبارتوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈانے اور کٹانے کو حرام، معصیت، موجبِ لعنت، موجبِ خسران اور موجبِ جہنم فرمارہے ہیں، کیا اس کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا دُرست ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس گناہ کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا...؟

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ آیتِ کریمہ: ''لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللهِ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے، اور یہ اعمالِ فسق میں سے ہے، جیسے داڑھی منڈانا، بدن گدوانا وغیرہ۔'' (معارف القرآن ج:۲ ص:۵۹)

مفتی صاحب کے بقول جب داڑھی منڈانا اعمالِ فسق میں سے ہے، اور داڑھی منڈانے والا فاسق ہے، تو کسی سے پوچھ لیجئے کہ جس گناہ سے آدمی فاسق ہوجائے وہ صغیرہ ہوتا ہے یا کبیرہ...؟

''رسالہ داڑھی کا مسئلہ''

سوال۱:... داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت؟ اور داڑھی منڈانا جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ بہت سے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ایک سنت ہے، اگر کوئی رکھے تو اچھی بات ہے اور نہ رکھے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ نظریہ کہاں تک صحیح ہے؟

سوال۲:... شریعت میں داڑھی کی کوئی مقدار مقرّر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟

سوال۳:... بعض حفاظ کی عادت ہے کہ وہ رمضان مبارک سے کچھ پہلے داڑھی رکھ لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد صاف کردیتے ہیں، ایسے حافظوں کو تراویح میں اِمام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز دُرست ہے یا نہیں؟

سوال۴:... بعض لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں، اگر اولاد یا اعزّہ میں سے کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں، اور کچھ لوگ شادی کے لئے داڑھی صاف ہونے کی شرط لگاتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

سوال ۵:... بعض لوگ سفرِ حج کے دوران داڑھی رکھ لیتے ہیں اور حج سے واپسی پر صاف کرا دیتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کا حج صحیح ہے؟

سوال ۶:... بعض حضرات اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ہم داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی اور داڑھی کی بے حرمتی ہوگی۔ ایسے حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب ۱:... داڑھی منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اس سلسلے میں پہلے چند احادیث لکھتا ہوں، اس کے بعد ان کے فوائد ذکر کروں گا۔

۱:... "عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية." الحديث۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:... "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا... الخ۔"

۲:... "عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: احفوا الشوارب واعفو اللّحی."

ترجمہ:... "ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔"

"وفی رواية: انه أمر باحفاء الشوارب واعفاء اللحية." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:... "اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کٹوانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔"

۳:... "عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خالفوا المشرکین، أوفروا اللحی واحفوا الشّوارب." (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:... "ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔"

۴:... "عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: جزّوا الشّوارب وارخوا اللحی، خالفوا المجوس." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔"

۵:... "عن زيد بن أرقم رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من لم

یأخذ من شاربه فلیس منا۔" (رواہ احمد والترمذی والنسائی، مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:... "زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔"

۶:... "عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال النبی صلی الله علیه وسلم: لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔"

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔"

فوائد:

۱:... پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے، اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا خلافِ فطرت ہے، اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرۃ اللہ کو بگاڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان لعین نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا، اور میں ان کو حکم دُوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑا کریں۔[1] تفسیر حقانی اور بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیقِ خداوندی کو بگاڑنے میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرۃً داڑھی کی زینت و وجاہت عطا فرمائی ہے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ اغوائے شیطان کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں۔

چونکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرتِ انسانی کا معیار ہے، اس لئے فطرت سے مراد انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت بھی ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے۔[2] اور یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے: "أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" (سورۃ الانعام:۹۰) اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ انبیائے کرام علیہم

---

(۱) قوله تعالیٰ: وإن یدعون إلّا شیطانًا مریدًا لعنه الله وقال لأتخذن من عبادک نصیبًا مفروضًا ولأضلنهم ولأمنینّهم ولآمرنهم فلیبتکن اٰذان الأنعام ولآمرنهم فلیغیّرن خلق الله ...... یعدهم ویمنیهم وما یعدهم الشیطٰن إلّا غرورًا۔ (النساء: ۱۱۹)۔

(۲) قال النووی: وأما الفطرة، فقد اختلف فی المراد بها ههنا ...... قالوا: ومعناه: أنها من سُنن الأنبیاء صلوات الله وسلامه علیهم۔ (شرح مسلم للنووی ج:۱ ص:۱۲۸)۔ وفی المرقاة: الفطرة أی فطرة الإسلام خمس، قال القاضی وغیره فسرت الفطرة بالسُّنَّة القدیمة التی اختارها الأنبیاء واتفقت الشرائع وکأنها أمر جبلی فطروا علیه، قال السیوطی: وهذا أحسن ما قیل فی تفسیرها وأجمعه۔ (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۴ ص:۴۵۵ باب الترجل، طبع بمبئی)۔

السلام کے طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ ۱-انسانی فطرت کی خلاف ورزی، ۲-اغوائے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا، ۳-اور انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت۔ پس ان تین وجوہ سے داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

۲:...دُوسری حدیث میں مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حکمِ نبوی کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے، پس اس وجہ سے بھی داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہوا۔

۳:...تیسری اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے، اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''من تشبه بقوم فهو منهم۔''[1] (جامع صغیر ج:۲ ص:۸)

ترجمہ:...'' جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔''

پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کرکے اہلِ کفر کا شعار اپناتے ہیں، جس کی مخالفت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا، اس لئے ان کو وعیدِ نبوی سے ڈرنا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انہی غیرقوموں میں نہ ہو۔ نعوذ باللہ!

۴:... پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مونچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں، ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا ہے، پس یہ ان لوگوں کے لئے بہت ہی سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا شیطانی اغوا کی وجہ سے داڑھی منڈاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں، کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے، اس دھمکی کو برداشت کرسکتا ہے...؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہِ ایران کے قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں:

''فكره النظر اليهما، وقال: ويلكما! من امركما بهٰذا؟ قالا: أمرنا ربنا يعنيان كسرىٰ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ولٰكن ربّي أمرني باعفاء لحيتي وقصّ شاربي۔'' (البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۷۰، حیاۃ الصحابہ ج:۱ ص:۱۱۵)

---

(۱) من شبه نفسه بالكفار في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم، أي في الإثم والخير، قال الطيبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه، وذكر في هٰذا الباب، قلت: بل الشعار هو المدار لا غير. (مرقاة شرح مشكٰوة ج:۸ ص:۱۵۵ كتاب اللباس).

ترجمہ:... ''پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ: یہ ہمارے رَبّ یعنی شاہِ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میرے رَبّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔''

پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کے حکم کی خلاف ورزی کرکے مجوسیوں کے خدا کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، ان کو سو بار سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا منہ دِکھائیں گے؟ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ: تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے خارج ہو، تو شفاعت کی اُمید کس سے رکھیں گے؟

۵:... اس پانچویں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا (اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کترانا) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی گناہِ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

۶:... چھٹی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں۔ اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاریؒ صاحبِ مرقاۃ لکھتے ہیں کہ: ''لعن اللہ'' کا فقرہ، جملہ بطور بددُعا بھی ہوسکتا ہے، یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو، اور جملہ خبریہ بھی ہوسکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔[1]

داڑھی منڈانے میں گزشتہ بالا قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت عورتوں سے مشابہت کی بھی ہے، کیونکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے، پس داڑھی منڈانے والا اس امتیاز کو مٹاکر عورتوں سے مشابہت کرتا ہے، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا موجب ہے۔

ان تمام نصوص کے پیشِ نظر فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور یہ اسلام کا شعار ہے، اور اس کا منڈانا یا کترانا (جبکہ حدِ شرعی سے کم ہو) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعلِ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب ۲:... احادیثِ بالا میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور ترمذی کتاب الادب (ج:۲ ص:۱۰۰) کی ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہے، یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ریش مبارک کے طول و عرض سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔[2] اس کی وضاحت صحیح بخاری کتاب اللباس (ج:۲ ص:۸۷۵) کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی

---

(۱) (وعنه) أی ابن عباس (قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن الله) يحتمل الإخبار والدعاء. (مرقاة شرح مشكوة لمُلّا علی القاری ج:۴ ص:۴۶۰، باب الترجل، طبع أصح المطابع بمبئی).

(۲) أن النبی صلى الله عليه وسلم كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها هذا حديث غريب. (ترمذی ج:۲ ص:۱۰۵).

اللہ عنہما حج وعمرے سے فارغ ہونے کے موقع پر اِحرام کھولتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت منقول ہے (نصب الرایہ ج:۲ ص:۴۵۸)۔[2] اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم از کم ایک مشت ہے (ہدایہ کتاب الصوم)۔[3]

پس جس طرح داڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے، درمختار میں ہے:

"وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم۔" (شامی طبع جدید ج:۲ ص:۴۱۸)

ترجمہ:... "اور داڑھی کتر انا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں، پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا، اور پوری داڑھی صاف کردینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا فعل تھا۔"

یہی مضمون فتح القدیر (ج:۲ ص:۷۷) اور بحرالرائق (ج:۲ ص:۳۰۲) میں ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "اشعۃ اللمعات" میں لکھتے ہیں:

"حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است۔" (ج:۱ ص:۲۲۸)

ترجمہ:... "داڑھی منڈانا حرام ہے، اور ایک مشت کی مقدار اس کا بڑھانا واجب ہے (پس اگر اس سے کم ہو تو کترانا بھی حرام ہے)۔"

امداد الفتاویٰ میں ہے:[4]

"داڑھی رکھنا واجب ہے، اور قبضے سے زائد کٹوانا حرام ہے۔ لقوله عليه السلام: خالفوا المشركين أوفروا اللحٰى. متفق عليه. في الدر المختار: يحرم على الرجل قطع لحيته وفيه السنة فيها القبضة۔"

ترجمہ:... "کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ۔ (بخاری ومسلم) اور درمختار میں ہے کہ: مرد کے لئے داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور اس کی مقدارِ مسنون ایک مشت ہے۔"

---

(۱) وكان ابن عمر إذا حجّ أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه. (بخاري ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقليم الأظفار).

(۲) وأما حديث أبي هريرة فرواه ابن أبي شيبة أيضًا حدثنا أبو أسامة عن شعبة عن عمرو ابن أيوب، من ولد جرير عن أبي زرعة، قال: كان أبو هريرة يقبض على لحيته، فيأخذ ما فضل عن القبضة، انتهى. (نصب الراية ج:۲ ص:۴۵۸).

(۳) ولَا يفعل لتطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة، قال في هامشه في المحيط: إختلف في إعفاء اللحية قال بعضهم بتركها حتّٰى تكثر أو القصر سُنّة فما زاد على قبضته قطعها. (هداية، كتاب الصوم ج:۱ ص:۲۲۱).

(۴) إمداد الفتاوىٰ ج:۴ ص:۲۲۰، طبع دار العلوم كراچي.

جواب ۳:... جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہوں وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں۔ تراویح میں بھی ان کی اِمامت جائز نہیں، اور ان کی اِقتدا میں نماز مکروہِ تحریمی (یعنی عملاً حرام) ہے۔[1] اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرادیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں اِمام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔[2]

جواب ۴:... اس سوال کا جواب سمجھنے کے لئے یہ اُصول ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ اسلام کے کسی شعار کا مذاق اُڑانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے، جس سے آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے، اور یہ اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت فرمایا ہے، پس جو لوگ مسخ فطرت کی بنا پر داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کے اعزّہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں، اور جو لوگ دُولہا کے داڑھی منڈائے بغیر اسے رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔[3] حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ ''اصلاح الرسوم'' ص:۱۵ پر لکھتے ہیں:

> ''من جملہ ان رُسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا، اس طرح ہے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے، یا مونچھیں بڑھانا، جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے، حدیث میں ہے کہ: ''بڑھاؤ داڑھی کو اور کتراؤ مونچھوں کو'' روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے۔[4]

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی۔ (قوله: فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی، وآكل الربا ونحو ذالک .... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن فی تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا .... بل مشی فی شرح المنية علٰی أن كراهة تقديمه كراهة تحريم۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۵۵۹، ۵۶۰، باب الإمامة)۔

(۲) قال تعالٰی: (وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولَا تعاونوا علی الإثم والعدوان) يأمر الله تعالٰی عباده المؤمنين بالمعاونة علٰی فعل الخيرات وهو البر، وترک المنكرات وهو التقوٰی، وينهاهم عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم .... قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: الدال علی الخير كفاعله .... ومن دعا إلٰی ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلٰی يوم القيامة۔ (تفسير ابن كثير ج:۲ ص:۱۰ طبع دار السلام)۔

(۳) من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم فی الشرع، كفر۔ (شرح الفقه الأكبر ص:۱۶۷ فصل فی القراءة والصلاة)۔ وفی شرح الوهبانية للشرنبلالی: ما يكون كفرًا إتفاقًا يبطل العمل والنكاح .... وما فيه خلاف يؤمر بالإستغفار والتوبة وتجديد النكاح۔ (رد المحتار ج:۴ ص:۲۴۷، باب المرتد)۔

(۴) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: خالفوا المشركين أوفروا اللّحٰی واحفوا الشوارب۔ وفی رواية: انهكوا الشوارب واعفوا اللّحٰی۔ متفق عليه۔ (مشكوٰة ص:۳۸۰، باب الترجل، صحيح بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقليم الأظفار، صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، باب خصال الفطرة)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغۂ اَمر سے دونوں حکم فرمائے ہیں، اور اَمر حقیقتاً وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے، پس داڑھی کا کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں، اس سے زیادہ دُوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔'' روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔ [1]

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا تو جو لوگ اس پر اِصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں، اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور ان کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموعہ اُمور سے اِیمان کا سالم رہنا اَز بس دُشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور اِیمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ اور رسول کے بناویں۔''

جواب ۵:... جو حضرات سفرِ حج کے دوران یا حج سے واپس آکر داڑھی منڈاتے ہیں یا کتراتے ہیں، ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابلِ رحم ہے، اس لئے کہ وہ خدا کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔ اور بعض اکابر نے حجِ مقبول کی علامت یہ لکھی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دِینی انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد طاعات کی پابندی اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔

جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیر نہیں آیا، اگر پہلے فرائض کا تارک تھا تو اَب بھی ہے، اور اگر پہلے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا تو حج کے بعد بھی بدستور گناہوں میں ملوّث ہے، ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں محض سیر و تفریح اور چلت پھرت ہے، گو فقہی طور پر اس کا فرض ادا ہوجائے گا، لیکن حج کے ثواب اور برکات اور ثمرات سے وہ محروم رہے گا۔ کتنی حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اُٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی برداشت کرے، اس کے باوجود اسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو، اور جیسا گیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ واپس آجائے۔ اگر کوئی شخص سفرِ حج کے دوران زنا اور چوری کا ارتکاب کرے اور اسے اپنے اس فعل پر ندامت بھی نہ ہو اور نہ اس سے توبہ کرے تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اس کا حج کیسا ہوگا؟ داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کہ وہ وقتی گناہ ہیں، لیکن داڑھی منڈانے کا گناہ چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے، آدمی داڑھی منڈاکر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کا اِحرام باندھے ہوئے ہے، لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی عین نماز، روزہ اور حج کے دوران بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت بھیج رہی ہے، اور وہ عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتکب ہے۔ حضرت شیخ قطب العالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اپنے رسالے ''داڑھی کا وجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''مجھے ایسے لوگوں کو (جو داڑھی منڈاتے ہیں) دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرّر نہیں، اور اس حالت میں (جب داڑھی منڈی ہوئی ہو) اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سیّد الرسل صلی اللہ

---

(۱) عن زيد بن أرقم رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منّا. رواه أحمد والترمذي والنسائي. (مشكوٰة ص: ۳۸۱، باب الترجل، الفصل الثاني، طبع قديمي).

علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرۂ انور کا سامنا کریں گے؟

اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہِ کبیرہ: زنا، لواطت، شراب نوشی، سودخوری وغیرہ تو بہت ہیں، مگر وہ سب وقتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لَا یزنی الزانی و ھو مؤمن .... الخ" یعنی جب زنا کار زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا۔

مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے، لیکن زنا کے بعد وہ نورِ ایمانی مسلمان کے پاس واپس آجاتا ہے۔ مگر قطعِ لحیہ (داڑھی منڈانا اور کترانا) ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے، روزے کی حالت میں، حج کی حالت میں، غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔" (داڑھی کا وجوب ص:۲)

پس جو حضرات حج و زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی مسخ شدہ شکل کو دُرست کریں اور اس گناہ سے سچی توبہ کریں، اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس فعلِ حرام سے بچنے کا عزم کریں، ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدیؒ کے اس شعر کے مصداق بن جائیں:

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود

چو بیاید ہنوز خر باشد

ترجمہ:... "عیسیٰ کا گدھا اگر مکے بھی چلا جائے، جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔"

انہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ وہ روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی...؟

جواب ۶:... ان حضرات کا جذبہ بظاہر بہت اچھا ہے اور اس کا منشا داڑھی کی حرمت و عظمت ہے۔ لیکن اگر ذرا غور و تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان کی ایک چال ہے، جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعلِ حرام میں مبتلا کردیا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک مسلمان دُوسروں سے دغا فریب کرتا ہے، جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے، اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ: "تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم... نعوذ باللہ... اسلام کو چھوڑ کر سکھ بن جاؤ" تو کیا اس وسوسے کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہئے؟ نہیں! بلکہ اگر اس کے دِل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان بُرائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ: "اگر تم داڑھی رکھ کر بُرے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے" تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیرباد نہیں کہا جائے گا، بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان بُرے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔

ان حضرات نے آخر یہ کیوں فرض کرلیا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر اپنے بُرے اعمال نہیں چھوڑیں گے؟ اگر ان کے دِل میں واقعی اس شعارِ اِسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دِین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھیں، اور یہ عزم کریں کہ اِن شاء اللہ اس کے بعد کوئی کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوگا، اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس شعارِ اِسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ بہرحال اس موہوم اندیشے کی بنا پر کہ کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت کے قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں، اس عظیم الشان شعارِ اِسلام سے محروم ہوجانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ شعارِ اِسلام کو خود بھی اپنائیں اور معاشرے میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل وصورت میں ان کا حشر ہو، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کا مورد بن سکیں۔

”عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: کل أمتی یدخلون الجنّة اِلّا من أبیٰ، قالوا: ومن یأبی؟ قال: من أطاعنی دخل الجنّة، ومن عصانی فقد أبیٰ۔“　(صحیح بخاری ج:۲ ص:۱۰۸۱)

ترجمہ:... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے، مگر جس نے انکار کردیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری حکم عدولی کی، اس نے انکار کردیا۔“

داڑھی منڈانے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت

سوال:... آج کل ٹی وی پر ماڈرن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کر کے اور پینٹ پہن کے ٹی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... داڑھی منڈانے والا کھلا فاسق ہے،[1] اور فاسق کی خبر دُنیوی معاملات میں بھی قابلِ اعتماد نہیں، دِینی اُمور میں کیونکر ہوگی...؟[2]

---

(۱) (قوله: وفاسق) عن الفسق، وهو الخروج عن الْاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر، کشارب الخمر والزانی، وآکل الربا ونحو ذالک. (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۵۹ باب الْإمامة)۔

(۲) قال القاضی ثناء الله: فلا یقبل شهادة الفاسق إجماعًا لأن العدالة شرط فی الروایة حیث قال الله تعالیٰ: إن جائکم فاسق بنبإ فتبینوا، ففی الشهادة بالطریق الأولیٰ. (المظهری ج:۱ ص:۴۲۷)۔ إتفقوا علیٰ أن الْإعلان بکبیرة یمنع الشهادة وفی الصغائر إن کان معلنًا بنوع فسق مستشنع یسمیه الناس بذالک فاسقًا مطلقًا لَا تقبل شهادته .... وعن أبی یوسف الفاسق إذا کان وجیهًا فی الناس ذا مروءة تقبل شهادته والأصح أن شهادته لَا تقبل کذا فی الکافی. (عالمگیریة ج:۳ ص:۴۶۶، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لَا تقبل)۔

داڑھی کٹانا حرام ہے

سوال:... آپ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کو منڈانا یا کٹانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۱:... جنابِ عالی! میں نے پاکستان میں ماہِ رمضان میں کئی حافظ دیکھے جو تراویح پڑھاتے تھے اور داڑھی صاف کرتے تھے۔

۲:... سب سے اعلیٰ مثال ہمارے حکیم سعید احمد صاحب ''ہمدرد'' والے الحاج حافظ ہیں، ۹۰ سال کی عمر میں ہیں، اپنے رسالے ''ہمدردِ صحت'' میں پہلا مضمون قرآن اور حدیث کا ہوتا ہے، خود لکھتے ہیں، کیا ان کو یہ مسئلہ نہیں معلوم؟

۳:... یہاں ریاض میں اکثریت لوکل آبادی ذرا سی داڑھی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِمام شافعی اور اِمام احمد بن حنبل کی فقہ میں جائز ہے۔

۴:... اس مسئلے پر ایک قابل، تعلیم یافتہ جو عربی اور حدیث وفقہ کی ڈگریاں رکھتے ہیں، نے گفتگو کی، انہوں نے بھی کہا کہ چھوٹی داڑھی حرام نہیں۔

براہِ کرم تفصیل سے جواب دیں کیونکہ اکثر پاک وہند کے مسلمان بھی یہاں آکر ان جیسی داڑھی رکھنے لگے ہیں، کیونکہ عمرہ، حج کرنے کے بعد سے نماز کی پابندی بھی کرتے ہیں۔

جواب ۱:... فاسق ہیں، ان کی اِقتدا میں نماز مکروہِ تحریمی ہے۔ (۱)

۲:... یہ بات حکیم صاحب ہی کو معلوم ہوگی کہ ان کو مسئلہ معلوم ہے یا نہیں...؟

۳:... یہ لوگ غلط کہتے ہیں، کسی فقہ میں جائز نہیں۔ (۲)

۴:... ان کے پاس ڈگریاں ہیں، لیکن صرف ڈگریوں سے دِین آجایا کرتا تو مغرب کے مستشرقین ان سے بڑی ڈگریاں رکھتے ہیں۔ اس موضوع پر میرا مختصر سا رِسالہ ہے ''داڑھی کا مسئلہ'' اس کا مطالعہ کریں۔

قبضے سے کم داڑھی رکھنے کے باطل اِستدلال کا جواب

سوال ۱:... عام طور پر علمائے کرام کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ اسلام نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم دیا ہے، نیز یہ کہ اسلام میں داڑھی تسلیم کی جائے گی تو اس کی حد کم از کم ایک مشت ہوگی، اس حد سے کم مقدار کی داڑھی نہ سنت کے مطابق ہے اور نہ ہی شریعت میں معتبر۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر اسلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے جو کہ ضد ہے کم کرنے کی تو حضرت

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لَا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۵۶۰، باب الإمامة، طبع سعيد)۔

(۲) وأما الأخذ منها وهي دون ذالك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۱۸، باب ما يفسد الصوم وما لَا يفسده، طبع سعيد)۔

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے قبضے سے زائد داڑھی کیوں ترشوادی تھی؟ کیا بڑھانا اور ترشوانا ایک دُوسرے کی ضد نہیں؟

جواب ۱:... داڑھی بڑھانے کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،[1] اور انہی سے قبضے سے زائد کے تراشنے کا عمل مروی ہے،[2] جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانے کے وجوب کی حد قبضہ ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

سوال ۲:... پاکستان سے ایک عالمِ دِین نے داڑھی کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرّر نہیں کی، صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے، البتہ داڑھی رکھنے میں فاسقین کی صفت سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرفِ عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے، دیکھنے میں ایسا بھی نہ لگے کہ جیسے چند یوم سے داڑھی نہیں مونڈی اور دیکھنے والا یہ دھوکا نہ کھائے، تو شارع کا منشا پورا ہوجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ کیا داڑھی رکھنے یعنی اس کی مقدار میں اختلاف ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا ہے کہ بعض کے نزدیک داڑھی بڑھانا یعنی اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی عین سنت ہے، اور بعض کے نزدیک مٹھی بھر داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے اور اپنے حال پر چھوڑنا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک کوئی خاص حد مقرّر نہیں، بس جو داڑھی عرفِ عام میں داڑھی ہو وہ رکھنا مشروع ہے، وضاحت طلب ہے۔

جواب ۲:... ایک قبضہ تک بڑھانے کے وجوب پر تو اِجماع ہے، اس سے کم کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔[3] البتہ قبضے سے زیادہ میں اِختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک زائد کا کاٹنا مطلقاً ضروری یا مباح ہے۔ بعض کے نزدیک حج وعمرے کا اِحرام کھولتے ہوئے حلق وقصر کے بعد قبضے سے زائد کا تراش دینا مستحب ہے، عام حالات میں مستحب نہیں۔ بعض کے نزدیک اگر داڑھی کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بدنما نظر آنے لگیں تو ان کو تراش دینا ضروری ہے،[4] الغرض اِختلاف جو کچھ ہے قبضے سے زائد میں ہے۔

ان عالمِ دِین کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرّر نہیں فرمائی، غلط ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی

---

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ، وفی روایة: أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة. (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، باب خصال الفطرة).

(۲) محمد قال: أخبرنا أبو حنیفة عن الهیثم عن ابن عمر رضی الله عنهما أنه کان یقبض علیٰ لحیته، ثم یقص ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبی حنیفة. (کتاب الآثار ص:۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، طبع قدیمی).

(۳) وأما الأخذ منها وهی دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد، وأخذا کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم. (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۱۸ طبع جدید، فتح القدیر ج:۲ ص:۳۴۸، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء والکفارة، طبع مصطفیٰ حلبی، مصر).

(۴) وصرح فی النهایة بوجوب قطع ما زاد علی القبضة بالضم ومقتضاه الإثم بترکه إلّا أن یحمل الوجوب علی الثبوت. وفی الشرح: قوله صرح فی النهایة إلخ حیث قال وما وراء ذالک یجب قطعه هٰکذا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه کان یأخذ من اللحیة من طولها وعرضها .... وسمعت من بعض أعزاء الموالی أن قول النهایة یحب بالحاء المهملة ولَا بأس به. .... فإذا زاد علیٰ قبضته شیء جزه کما فی المنیة، وهو سنة کما فی المبتغی وفی المجتبیٰ والینابیع وغیرهما لَا بأس بأطراف اللحیة إذا طالت ولَا بنتف الشیب إلّا علیٰ وجه التزین.(شامی ج:۲ ص:۴۱۸، باب ما یفسد الصوم ...إلخ).

اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، کاٹنے کا حکم نہیں فرمایا۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داڑھیاں قبضے سے زائد ہوتی تھیں، البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرت ابنِ عمر، حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے قبضے سے زائد کو تراشنے کا عمل منقول ہے، اور ترمذی کی روایت میں، جس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج وعمرے کے موقع پر قبضے سے زائد کا تراشنا نقل کیا گیا ہے۔[2] پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہوجاتا ہے کہ داڑھی کی کم سے کم حد ایک قبضہ ہے، ایک قبضے سے کم کا تراشنا جائز نہیں، کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو بیانِ جواز کے لئے اس کو کر کے ضرور دِکھاتے، اور کسی نہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا، پس فاسقین کی جس وضع کی مخالفت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہ وضع یہی ہے کہ قبضے سے کم تراشی جائے۔

سوال ۳:... مذہبی کتب میں اور علمائے کرام کی تحریروں میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مٹھی سے کم کو کسی نے جائز نہیں کہا اور اس پر اِجماع ہے، لیکن علامہ عینیؒ "عمدۃ القاری" کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار میں توفیرلحیہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے اِمام طبریؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ (داڑھی بڑھانے کے متعلق) حدیث کا حکم عام نہیں بلکہ اس میں تخصیص ہے، اور داڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا ممنوع اور اس کا ترشوانا واجب ہے، البتہ سلف میں اس کی مقدار اور حد کے معاملے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا اس کی حد لمبائی میں ایک مٹھی سے بڑھ جائے اور چوڑائی میں بھی پھیل جانے کی وجہ سے بُری معلوم ہو..... بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ لمبائی اور چوڑائی میں کم کرائے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے۔ اسی کے بعد فرماتے ہیں: اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرفِ عام سے خارج نہ ہوجائے۔

جواب ۳:... جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضے سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ اس پر اِجماع ہے، یہ نقل بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ ائمہ فقہاء کے جو مذاہب مدوّن ہیں، یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں، ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کا قبضے سے کم کرنا حرام ہے۔[3] جہاں تک علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا تعلق ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اِمام طبریؒ کے کلام کی تلخیص کی ہے، اور آپ نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا خلاصہ نقل کر دیا ہے۔ بہرحال اس میں دو باتیں

---

(۱) عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إنهكوا الشوارب وأعفوا اللّحى۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵)۔

(۲) أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یأخذ من لحیته من عرضها وطولها۔ رواه الترمذی۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۳۸۱)۔

(۳) ولَا بأس إذا طالت لحیته أن یأخذ من أطرافها ولَا بأس أن یقبض علٰی لحیته فإن زاد علٰی قبضة منها شیء جزه وإن کان ما زاد طویلة ترکه کذا فی الملتقط۔ والقص سُنَّة فیها وهو أن یقبض الرجل لحیته فإن زاد منها علٰی قبضته قطعه کذا ذکره محمد فی کتاب الآثار عن أبی حنیفة وقال: به نأخذ، کذا فی المحیط السرخسی۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۵۸)۔ أیضًا: وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحل الإعفاء علٰی إعفائها عن أن یأخذ غالبها أو کلها کما هو فعل مجوس الأعاجم من حلق لحاهم۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۴۱۸، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لَا یفسده، طبع سعید)۔

قابلِ توجہ ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں جو دو قول نقل کئے گئے ہیں، ان پر ظاہری نظر ڈالنے سے یہ شبہ ہوتا ہے (اور یہی شبہ آپ کے سوال کا منشا ہے) کہ پہلا فریق تو داڑھی کی حد ایک قبضہ مقرّر کرتا ہے اور زائد کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے، اور دُوسرا فریق قبضے سے کم کو بھی کاٹنے کی اجازت دیتا ہے، ''بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے'' مگر عبارت کا مطلب صریحاً غلط ہے۔ جیسا کہ میں اُوپر بتاچکا ہوں سلف میں سے کسی سے بھی قبضے سے کم داڑھی کاٹنے کی اجازت منقول نہیں، علامہ عینیؒ نے جو اِختلاف نقل کیا ہے وہ مافوق القبضہ میں ہے، اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض سلف نے تو کاٹنے کی صاف صاف حد مقرّر کردی، قبضے سے زائد کو کاٹ دیا جائے، گویا ان حضرات کے نزدیک داڑھی بس ایک قبضے تک رکھی جائے، زیادہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض اس کی تعیین نہیں کرتے کہ داڑھی بس ایک ہی قبضہ رکھی جائے، وہ قبضے سے زیادہ رکھنے کے قائل ہیں، البتہ طول وعرض سے معمولی تراشنے کی اجازت دیتے ہیں، بشرطیکہ یہ تراش خراش ایسی نمایاں نہ ہو کہ جس سے داڑھی چھوٹی نظر آنے لگے۔ پس سلف کا یہ اختلاف بھی قبضے سے زائد کے تراشنے نہ تراشنے میں ہے، قبضے سے کم میں نہیں۔

دُوسری قابلِ توجہ بات علامہ عینیؒ کا یہ قول ہے، جس کا ترجمہ آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ: ''اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرفِ عام سے خارج نہ ہوجائے۔'' دیکھنا یہ ہے کہ یہ ''عرف الناس'' جس کو آپ نے ''عرفِ عام'' سے تعبیر فرمایا ہے کہ اس سے کن لوگوں کا عرف مراد ہے؟ آیا ایسے معاشرے کا عرف جو صحیح اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتا ہو؟ یا ایسے معاشرے کا عرف جس پر فسق وفجور اور ہوائے نفس کا غلبہ ہو؟ غالباً سوال لکھتے وقت آنجناب کے ذہن میں عرفِ عام کی یہی دُوسری صورت ہوگی، لیکن اگر آپ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو واضح ہوجاتا کہ یہاں علامہ عینیؒ، سلف کے مسلک میں گفتگو کر رہے ہیں اور ''سلف صالحین'' کا لفظ عموماً صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔[1] اس لئے اس عبارت میں انہی کا عرفِ عام مراد ہے، انہی کا عرف صحیح اسلامی معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے، اور انہی کے عرف کو بطورِ سند اور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ بات کیا نکلی؟ بات یہ نکلی کہ صحابہؓ وتابعینؒ کے دور میں عام طور سے جتنی داڑھی رکھنے کا رواج تھا، اس سے کم کرنا سلف کی اس دُوسری جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔[2] اب میں پوچھتا ہوں کہ صحابہؓ وتابعینؒ کا عرفِ عام تو الگ رہا! کیا کسی ایک صحابی یا تابعی سے بھی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا ثابت ہے؟ اگر نہیں، تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک قبضے سے کم داڑھی رکھنے کا جواز کیسے نکل آیا؟ بہرحال علامہ عینیؒ کی عبارت میں نہ تو قبضے سے کم تراشنا مراد ہے اور نہ لوگوں کے ''عرفِ عام'' سے بگڑے ہوئے معاشرے کا عرفِ عام مراد ہے۔

---

(۱) وقال الزيلعي: أو يظهر سبّ السلف يعني الصالحين منهم وهم الصحابة والتابعون. (ردالمحتار ج:۴ ص:۲۴۲).

(۲) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته أو تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة .... وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (شامي ج:۶ ص:۴۰۷، كتاب الحظر والإباحة، والدرالمختار ج:۲ ص:۴۱۷، ۴۱۸، طبع سعيد، عالمگيرية ج:۵ ص:۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر).

داڑھی کے ایک قبضہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

سوال:...داڑھی ایک قبضہ ہونی چاہئے، یہ قبضہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ آیا لبوں کے نیچے سے یا ٹھوڑی کے نیچے سے قبضہ ڈالنا چاہئے، پھر جہاں تک چار اُنگلیوں کا گھیر آجائے۔

جواب:...ٹھوڑی کے نیچے سے، یعنی بال ہر طرف سے ایک قبضہ ہونے چاہئیں۔ (۱)

بڑی مونچھوں کا حکم

سوال:...ایک شخص کی مونچھیں اتنی بڑی ہیں کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس پانی وغیرہ کے ساتھ لگ جاتی ہیں، تو ایسی مونچھوں اور اس پانی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:...اتنی بڑی مونچھیں رکھنا شرعاً گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے:

”عن زيد بن أرقم رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منّا۔“ (مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص مونچھیں نہیں تراشتا وہ ہم میں سے نہیں۔“

داڑھی اور مونچھوں کی شرعی حد

سوال:...داڑھی اور مونچھوں کے بارے میں مسنون طریقہ ذرا تفصیل سے تحریر فرمائیں، کیونکہ بعض لوگ داڑھی چھوٹی کرتے ہیں، بعض لمبی رکھتے ہیں، اور اسی طرح مونچھیں بعض لوگ بالکل صاف کرتے ہیں اور بعض چھوٹی چھوٹی رکھتے ہیں۔

جواب:...داڑی ایک مشت رکھنا واجب ہے، اور زائد کا تراشنا جائز ہے۔ (۲)

مونچھیں کاٹنے کا حکم ہے، اس کی دو صورتیں ہیں، اور دونوں صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ مونچھیں بالکل صاف کردی جائیں، دوم یہ کہ اُوپر کے لب کے کنارے سے کاٹ دی جائیں کہ لب کی سرخی ظاہر ہوجائے۔ (۳)

---

(۱) وكان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض علٰى لحيته فما فضل أخذه۔ (صحيح بخارى ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقليم الأظفار)۔ قوله فما فضل .... ويجوز كسرها أى ما زاد على القبضة أخذه بالقص ونحوه وروى مثل ذالک عن أبى هريرة وفعل عمر برجل وعن الحسن البصرى أنه يؤخذ من طولها وعرضها ما لم يفحش۔ (صحيح بخارى ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقليم الأظفار)۔ أيضًا: وأخذ أطراف اللحية والسُّنَّة فيها القبضة۔ (شامى ج:۶ ص:۴۰۷)۔

(۲) أيضًا۔

(۳) والمختار فى الشارب ترك الإستيصال والإقتصار علٰى ما يبدو به طرف الشفة۔ (شرح مسلم للنووى ج:۱ ص:۱۲۹، باب خصال الفطرة)۔

داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فطرتِ صحیحہ کے عین مطابق ہے

سوال:… کیا داڑھی رکھنا ضروری ہے؟ اور کیوں؟

جواب:… اسلام میں مردوں کو داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم ہے اور یہ کئی وجوہ سے ضروری ہے۔

اوّل:… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کو ان اعمال میں سے شمار کیا ہے جو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہیں، پس جس چیز کی پابندی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا کے سارے نبیوں نے کی ہو، ایک مسلمان کے لئے اس کی پیروی جس درجہ ضروری ہوسکتی ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کرسکتے ہیں۔ [1]

دوم:… پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کو فطرت فرمایا ہے۔[2] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی تراشنا خلافِ فطرت عمل ہے، ایک مسلمان کے لئے فطرتِ صحیحہ کے مطابق عمل کرنا اور خلافِ فطرت سے گریز کرنا جس قدر ضروری ہوسکتا ہے، وہ واضح ہے۔

سوم:… یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی اَحکام کا ضروری ہونا سب کو معلوم ہے۔ [3]

چہارم:… یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرماتے ہوئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ: ''مشرکوں کی مخالفت کرو'' اور ایک دُوسری حدیث میں فرمایا کہ: ''مجوسیوں کی مخالفت کرو'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی داڑھی تراشنا بددِین قوموں کا شعار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ان گمراہ قوموں کی خلافِ فطرت تقلید کرنے سے

---

(۱) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الفطرة خمس أو خمس من الفطرة، منها قصّ الشارب. وفی روایة: أعفوا اللحی .... قال النووی: ذکر جماعة من العلماء غیر الخطابی قالوا ومعناه أنها من سنن الأنبیاء صلوات الله وسلامه علیهم وقیل هی الدین. (شرح الکامل للنووی بهامش مسلم ج:۱ ص:۱۲۸، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة). وفی المرقاة: الفطرة أی فطرة الإسلام، خمس، قال القاضی وغیره فسرت الفطرة بالسُّنَّة القدیمة التی اختارها الأنبیاء واتفقت الشرائع، وکأنها أمر جبلی فطروا علیه، قال السیوطی وهٰذا أحسن ما قیل فی تفسیرها وجمعه. (مرقاة المفاتیح شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۴۵۵ باب الترجل، طبع بمبئی).

(۲) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة قَصّ الشارب وإعفاء اللحیة. وفی روایة: أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة. (مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة). عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة. (مسلم ج:۱ ص:۱۲۹).

(۳) قال النووی فی الکامل: فحصل خمس روایات: أعفوا، وأوفروا، وأرخوا، وأرجوا، ووفروا، ومعناها کلها ترکها علٰی حالها هٰذا هو الظاهر من الحدیث الذی یقتضیه ألفاظه، وهو الذی قاله جماعة من أصحابنا وغیرهم من العلماء. (شرح النووی علٰی مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة).

منع فرمایا۔[۱] ایک حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا، وہ انہیں میں سے شمار ہوگا۔''[۲] سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ شاہِ ایران کے سفیر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر اظہارِ نفرت کے طور پر فرمایا: ''یہ کیا شکل بنا رکھی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ: ''ہمیں ہمارے خدا (شاہِ ایران) نے اس کا حکم کیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن میرے ربّ نے مجھے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کرنے سے انکار کردیا۔[۳]

پنجم:... چونکہ داڑھی رکھنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور صحیح فطرتِ انسانی ہے، اس لئے یہ مردانہ چہرے کی زینت ہے، اور داڑھی تراشنا گویا مردانہ حسن و جمال کو مٹی میں ملانا ہے۔[۴] شاید اس پر یہ کہا جائے کہ آج کل تو رِیش تراشی (داڑھی منڈانے) کو موجبِ زینت سمجھا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی معاشرے میں بُری اور گندی رسم کا رواج ہوجائے تو عام لوگ محض تقلیداً اس پر عمل کئے جاتے ہیں اور اس کی قباحت کی طرف نظر نہیں جاتی، ورنہ اس کا تجربہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ وہ رِیش تراشیدہ چہرے کو آئینے میں دیکھ لے اور پھر داڑھی رکھ کر بھی آئینہ دیکھ لے، خود اس کا وجدان فیصلہ کرے گا کہ داڑھی مونڈنے سے اس کی شکل مسخ ہوکر رہ جاتی ہے۔

ششم:... اہلِ تجربہ کا کہنا ہے کہ مردوں کے داڑھی کے بال اور عورتوں کے سر کے بال منہ کی فاضل رطوبتوں کو جذب کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جس کی داڑھی گھنی اور بھری ہوئی ہو، اس کے مسوڑھے اور دانت مضبوط ہوں گے، بہ نسبت اس شخص کے جس کی داڑھی ہلکی ہو، اور یہی وجہ ہے کہ مغرب میں چونکہ مرد داڑھی صاف رکھتے ہیں اور ان کی عورتیں سر کے بال کٹواتی ہیں اس لئے وہ مسوڑھوں اور دانتوں کی بیماریوں میں عام طور پر مبتلا ہیں، وہ اچھے سے اچھے ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتے ہیں مگر گندہ دہنی کا مرض نہیں جاتا۔

صدرِ مملکت کو وفد نے داڑھی رکھنی کی دعوت کیوں دی؟

سوال:... ''اقرأ'' کے اسلامی صفحے کے ایک مضمون میں پڑھا کہ علمائے کرام کا ایک وفد صدرِ پاکستان سے ملا اور اس وفد نے صدرِ پاکستان کو ایک اسلامی شعار داڑھی رکھنے کی تلقین کی۔ اس سلسلے میں درج ذیل اِشکالات ذہن میں آتے ہیں، براہِ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

---

(۱) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين وَفّروا اللّحى واحفوا الشوارب، وفي رواية: جزّوا الشوارب وارخوا اللّحى، خالفوا المجوس. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة). وفي المرقاة للقاريّ: خالفوا المشركين أي فإنهم يقصون اللّحى ويتركون الشوارب حتّى تطويل كما فسره بقوله أوفروا، أي أكثروا اللّحى. (مرقاة المفاتيح ج:۴ ص:۴۵۷، باب الترجل، طبع بمبئی).

(۲) قال النبي صلى الله عليه وسلم: من تشبّه بقوم فهو منهم. (جامع الصغير ج:۲ ص:۸، طبع بيروت).

(۳) فكره النظر إليهما، وقال: ويلكما! من أمر كما بهٰذا؟ قال: أمرنا ربّنا، يعنيان كسرىٰ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ولٰكن ربّي أمرني بإعفاء لحيتي وقصّ شاربي. (البداية والنهاية ج:۴ ص:۲۷۰، حياة الصحابة ج:۱ ص:۱۱۵).

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

سوال ۱:... کیا داڑھی ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے کہ اس کے لئے اتنے مصارف اُٹھا کر صدر سے ملاقات کی جائے اور انہیں اس کی دعوت دی جائے؟

سوال ۲:... میں نے تو سنا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت ہے، اس کو رکھیں تو ثواب ہوگا، اور نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

سوال ۳:... مندرجہ بالا معلومات کے مطابق اس کام کے لئے ہزاروں روپے کا خرچ اِسراف نہیں؟

سوال ۴:... پھر یہ بھی ممکن ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کی صورت میں وہ ہر ایک سے ہر ایک بات کرسکتا ہے، اور اس سے مخاطب پر اثر بھی ہوگا، مگر داڑھی رکھنے کی صورت میں تو وہ سکہ بند مذہبی گروہ کا فرد ہوگا جس سے یقیناً اس کی بات کا وہ مقام نہیں رہے گا، کیا اس غرض سے اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھے تو آنجناب کے خیال میں اس کو اجازت ہونی چاہئے؟ از راہِ کرم میرے ان سوالات کا جواب دے کر مجھے اور میرے جیسے دُوسرے مسلمانوں کے خدشات دُور فرمائیں، اس لئے کہ اگر واقعی یہ ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے تو اس سے کسی مسلمان کو محروم نہیں ہونا چاہئے۔

جواب ۱:... داڑھی کے اہم ترین اسلامی شعار ہونے میں تو شبہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''اپنی وضع قطع میں مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ'' (بخاری)[1] اگر فوج کا کمانڈر انچیف کسی خاص وردی کو اپنی فوج کا امتیازی نشان قرار دے تو فوج کے کسی سپاہی کے لئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اب سوچئے کہ جس چیز کو اُمت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کا امتیازی نشان قرار دیا ہو، اس کی مخالفت کسی اُمتی کے لئے کب روا ہوسکتی ہے؟ اور جو اس بات کے جاننے کے باوجود اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ ''اُمتی'' کہلانے کا کیا منہ رکھتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فعلِ بد (داڑھی منڈانے) سے ایسی نفرت تھی کہ جب کسریٰ شاہِ ایران کے سفیر بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شکل و وضع سے کراہت آئی اور نہایت ناگوار لہجے میں فرمایا: ''تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں ایسی بھونڈی اور مکروہ شکل بنانے کا کس نے کہا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ: ''ہمیں ہمارے رَبّ یعنی کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن میرے رَبّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم فرمایا ہے'' (البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۶۹، حیاۃ الصحابہ ج:۱ ص:۱۱۵)۔

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کٹانا مجوسیوں کے رَبّ کا حکم ہے، اور داڑھی بڑھانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کا حکم ہے۔ غور فرمایئے جہاں مجوسیوں کے رَبّ کا حکم ایک طرف ہو اور دُوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کا حکم ہو، ایک مسلمان کو کس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے؟

جواب ۲:... یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت اور کارِ ثواب ہے اور نہ رکھنے کا کوئی گناہ نہیں، تمام

---

(۱) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: خالفوا المشرکین وفّروا اللّحی وأحفوا الشوارب۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقلیم الأظفار)۔

فقہائے اُمت کے نزدیک ایک مشت داڑھی بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ وتر کی نماز واجب ہے، اور داڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم کرنا بالاجماع حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔[1]

جواب ۳:... مسلمانوں کی کسی مقتدر اور لائقِ احترام شخصیت کو (جیسا کہ صدرِ محترم ہیں) کسی اَمرِ واجب کی دعوت دینا اور اس پر خرچ کرنا قطعاً اِسراف اور فضول خرچی نہیں۔ تبلیغی جماعت کے سابق اِمام حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کے بارے میں یہ بات سنی ہے کہ کسی شخص نے ان سے عرض کیا کہ آپ اتنے مصارف اُٹھا کر جماعتیں امریکہ بھیجتے ہیں، کیا یہ اِسراف نہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ: ''اگر میں ساری دُنیا کے خزانے خرچ کرکے امریکہ والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت سکھانے میں کامیاب ہوجاؤں تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا سستا ہے۔'' اسی طرح اگر کوئی بندۂ خدا یہ جذبہ رکھتا ہے کہ ہمارے اعلیٰ حکام کے چہرے پر اسلام اور سنت کا نور ہو، اور وہ اس کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کردیتا ہے تو اِن شاء اللہ اس کا یہ خرچ قیامت کے دن ''اِنفاق فی سبیل اللہ'' کی مد میں شمار ہوگا، اِن شاء اللہ! ثم اِن شاء اللہ!

جواب ۴:... آپ کا چوتھا سوال تو بالکل ہی مہمل اور اِحساسِ کمتری کا شکار ہے، کاش! آپ کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ اِرشاد یاد ہوتا: ''**نحن قوم أعزّنا الله بالإسلام**'' یعنی ''ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزّت دی۔''

مسلمانوں کی ذِلت و پسماندگی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ شیطان نے ان کے کان میں پھونک دیا ہے کہ اگر تم نے اسلام کے فلاں مسئلے پر عمل کیا تو فلاں مصلحت فوت ہوجائے گی، اس ترقی یافتہ دور میں لوگ تمہیں کیا کہیں گے؟ حالانکہ مسلمان کی عزّت اسلام کے اَحکام پر عمل کرنے میں ہے، اور اسلام کے اَحکام کو چھوڑنے میں ان کی ذِلت و رُسوائی کا راز مضمر ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: ''اور عزّت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے، لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔''[2] مسلمانوں کا جو حاکم خدا اور رسول کے اَحکام کا پابند ہو، غیرمسلم بھی اسے عزّت و احترام سے دیکھتے ہیں، اور وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ گفتگو کرسکتا ہے، پھر تائیدِ غیبی اور نصرتِ خداوندی اس کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ بعض بڑے بڑے عیسائی اور سکھ اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے بھی داڑھی رکھتے ہیں، جس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

داڑھی منڈوانے کو حرام کہنا کیسا ہے؟

سوال:... ایک حالیہ اشاعت میں ''مسلمانوں کا امتیازی نشان'' کے عنوان سے ایک سائل کے داڑھی سے متعلق سوالات کے جواب دیئے گئے تھے، اس سلسلے میں کچھ سوالات میرے ذہن میں ہیں، جن کے جوابات دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس کا جواب اخبار میں دیں تاکہ جن لوگوں نے یہ مضمون پڑھا ہو وہ مزید مطمئن ہوسکیں۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف خدا کو ہے، اس کے علاوہ جس نے بھی کسی حلال کو

---

(۱) حوالے بار بار گزر چکے۔

(۲) قال تعالیٰ: ولله العزّة ولرسوله وللمؤمنين ولٰكن المنٰفقين لَا يعلمون۔ (المنافقون:۸)۔

حرام یا حرام کو حلال کیا اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا (النحل:۱۱۶، المائدۃ:۸۷ وغیرہ)۔ اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے، اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں، لہٰذا اللہ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ نے سورۂ مریم کی آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ: اور تمہارا ربّ بھولنے والا نہیں ہے)۔ کسی چیز کو حرام و حلال قرار دینے میں فقہائے اُمت کا رویہ جو تھا اس کے متعلق اِمام شافعیؒ ''کتاب الاُم'' میں قاضی ابویوسفؒ سے روایت کرتے ہیں:

''میں نے بہت سے اہلِ علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال و حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کو بلاتفسیر بیان کرنے پر اِکتفا کرتے ہیں۔ ابنِ سائبؒ جو ممتاز تابعی ہیں، کہتے ہیں کہ: اس بات سے بچو کہ تمہارا حال اس شخص کا سا ہو جائے جو کہتا ہے کہ اللہ نے فلاں چیز حلال کی ہے، یا اسے پسند ہے، اور اللہ قیامت کے دن فرمائے گا: نہ میں نے اس کو حلال کیا تھا اور نہ مجھے پسند تھی۔ اسی طرح تمہارا حال اس شخص کا سا بھی نہ ہو جائے جو کہتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام کردی ہے، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، میں نے نہ اسے حرام کیا تھا اور نہ اس سے روکا تھا۔ ابراہیم نخعیؒ سے جو کہ کوفہ کے ممتاز فقہاء تابعین میں سے ہیں، منقول ہے کہ: جب ان کے اصحاب فتویٰ دیتے تو ''یہ مکروہ ہے'' یا ''اس میں کوئی حرج نہیں'' کے الفاظ استعمال کرتے، کیونکہ کسی چیز پر حلت و حرمت کا حکم لگانے سے زیادہ غیرذمہ دارانہ بات اور کیا ہوسکتی ہے؟'' (بحوالہ اسلام میں حلال و حرام، یوسف القرضاوی)۔

علامہ ابنِ تیمیہؒ سے منقول ہے کہ سلف صالحین حرام کا اطلاق اسی چیز پر کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہوتی۔ اِمام احمد بن حنبلؒ سوالوں کے جواب میں فرماتے: ''میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں، اچھا نہیں سمجھتا، یا یہ پسندیدہ نہیں ہے'' (بحوالہ ایضاً)۔

مندرجہ بالا اللہ کے حکم، حدیث اور فقہاء کے طرزِ عمل سے واضح ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ وہ واضح نہ ہو، کیونکہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف اور صرف خدا کو ہے، پھر کس طرح فقہاء کا قول کسی چیز کے حرام و حلال میں سند ہو؟ وہ کسی چیز کو مکروہ کہہ سکتے ہیں، کراہت کا اظہار کرسکتے ہیں، ناجائز کہہ سکتے ہیں، حلال و حرام کا فتویٰ تو نہیں لگا سکتے؟

ایک اور حدیث ہے حضرت جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ نے اُنگلیوں کو چاٹنے اور رکابی کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا: تم نہیں جانتے کہ کس اُنگلی یا نوالے میں برکت ہے۔ تو کیا کھانے کے بعد اُنگلی کو نہ چاٹنے والا اور رکابی کو نہ صاف کرنے والا حرام کا مرتکب ہے؟ کیونکہ یہاں تو صریحاً حکم ہے۔ اسی طرح کی اور حدیث پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے متعلق حرام کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، جس طرح شدّت سے داڑھی کے ایک مشت سے کم ہونے پر لگایا جاتا ہے (حالانکہ نہ ہی خدا نے اور نہ ہی خدا کے رسول نے یہ مقدار مقرّر کی ہے)۔

جواب:... فقہائے اُمت کے نزدیک ایک مشت کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈوانا یا ایک مشت سے کم کٹانا حرام ہے۔ شیخ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"…. وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحدٌ۔"

اس سے دو سطر قبل ہے:

"…. یحمل الإعفا علٰی اعفائها من أن یأخذ غالبها أو کلها کما هو فعل المجوس الأعاجم من حلق لحاهم کما یشاهد في الهنود …۔" (فتح القدیر ج:۲ ص:۷۷)

ترجمہ:… "اور داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے ہو، جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے مرد کرتے ہیں، سو اس کو کسی نے بھی حلال اور مباح نہیں لکھا…. اور پوری داڑھی صاف کردینا ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا کام ہے۔"

یہی مضمون شامی طبع جدید ج:۲ ص:۴۱۸، البحر الرائق ج:۲ ص:۳۰۲ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی فارسی شرح مشکوٰۃ ج:۱ ص:۲۲۸ میں بھی ہے۔ فقہائے اُمت کے اس اِجماع اور متفقہ فیصلے کے بعد یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم کس درجے کا ہے؟ اور اس کے کٹانے یا منڈانے کی ممانعت کس درجے کی ہے؟ بلاشبہ کسی چیز کو حرام کہنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے، لیکن جو چیزیں بالاجماع حرام ہوں ان کو جائز کہنے میں بھی کچھ کم احتیاط کی ضرورت نہیں۔ کسی حلال کو حرام کہنا بُری بات ہے تو اِجماعی حرام کو حلال کرنے کی کوشش بھی کچھ اچھی بات نہیں۔

یہ تو آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ حلال و حرام کا اِختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ آپ کا یہ اِرشاد بھی بجا ہے کہ سلف صالحین فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے، اور کرنی بھی چاہئے۔ اور آپ کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہر حکم ایک درجے کا نہیں ہوتا، حکم کبھی اِستحباب کے درجے میں بھی ہوتا ہے، بلکہ کبھی جواز کے درجے میں بھی، جیسا کہ فرمایا ہے: "وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا" اس آیتِ کریمہ میں شکار کرنے کا حکم محض جواز کے درجے میں ہے۔[1] اسی طرح کسی چیز کی ممانعت کبھی تحریم کے لئے ہوتی ہے، کبھی کراہتِ تحریمی کے طور پر، کبھی کراہتِ تنزیہی کے طور پر اور کبھی محض اِرشادی ہوتی ہے۔[2]

---

(۱) واعلم ان صیغة الأمر حقیقة في الوجوب کقوله تعالٰی: أقیموا الصلٰوة، وقد تستعمل في معان کثیرة منها الندب کقوله تعالٰی: فکاتبوهم إن علمتم فیهم خیرا، والتأدیب کقوله علیه السلام لِابن عباس: کل مما یلیک، وهو داخل في الندب ……… وللإرشاد کقوله تعالٰی: واستشهدوا ……… وللإباحة کقوله تعالٰی: کلوا مما رزقکم الله، وللإکرام کقوله تعالٰی: ادخلوها بسلٰم اٰمنین …إلخ۔ (تسهیل الوصول إلٰی علم الأصول ص:۳۸، بحث الأمر)۔

(۲) فذهب الجمهور إلٰی أن معناه الحقیقي هو التحریم کقوله تعالٰی: لَا تقربوا الزنٰی، وتستعمل صیغة النهي في معان أخرٰی مجازًا منها الکراهة کقوله علیه السلام: لَا تصلوا في مبارک الإبل والدعا کقوله ربنا لَا تزغ قلوبنا وللإرشاد کقوله تعالٰی: لَا تسئلوا عن أشیاء …إلخ۔ (تسهیل الوصول إلٰی علم الأصول ص:۶۰)۔

اس اَمر کا تعین کرنا کہ کون سا حکم کس درجے کا ہے؟ اور کون سی ممانعت کس درجے کی ہے؟ یہ حضراتِ فقہائے اُمت کا کام ہے، میرا اور آپ کا کام نہیں، اور یہ چیز چونکہ اجتہاد سے تعلق رکھتی ہے اس لئے بعض اُمور میں حضراتِ فقہائے اُمت کے درمیان اِختلاف بھی پیدا ہوجاتا ہے کہ ایک امام ایک چیز کو جائز کہتا ہے تو دُوسرا ناجائز، ایک واجب کہتا ہے تو دُوسرا سنت، لیکن داڑھی کے مسئلے میں فقہائے اُمت کے درمیان کوئی اِختلاف نہیں۔

مونچھیں قینچی سے کاٹنا سنت اور اُسترے سے صاف کرنا جائز ہے

سوال:... داڑھی کے متعلق شرعی اَحکامات کیا ہیں؟ غالباً یہ سنت ہے، اصل مسئلہ داڑھی کی نوعیت اور وضع قطع کا ہے۔ عام مشاہدے میں تو طرز طرز، وضع وضع کی داڑھیاں دیکھنے میں آتی ہیں، بعض حضرات بہت گھنی سرسیّد نما رکھتے ہیں، بعض صرف ٹھوڑی پر رکھتے ہیں، اور دائیں بائیں رُخساروں کے بال ترشوا دیتے ہیں، عرب ممالک میں اس کا عام رواج ہے۔ بعض داڑھی کے ساتھ ساتھ مونچھیں بھی رکھتے ہیں، بعض اُسترے سے مونچھیں منڈوا دیتے ہیں، مہربانی فرماکر وضاحت کریں کہ حنفی عقیدے کے مطابق اصل اَحکامات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کچھ حدود اور قیود ہوں گی، اور باقی انفرادی اختیار کو دخل ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا حدود ہیں جن کی پابندی لازمی ہے؟ ٹھوڑی پر اور دائیں بائیں رُخساروں پر کتنے بال ہونے چاہئیں؟ سائز میں کتنی لمبی ہوں؟ مونچھیں رکھنا، ترشوانا یا اُسترے سے منڈوانا کون سا صحیح طریقہ ہے؟ کیا گردن کی نچلی طرف نرخرے کے نیچے سے بال صاف کراسکتے ہیں، وضاحت فرمائیں۔

جواب:... حدیثِ پاک میں داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کو صاف کرانے کا حکم ہے۔[1] حنفی مذہب میں داڑھی بڑھانے کی کم ازکم حد یہ ہے کہ داڑھی مٹھی میں پکڑ کر جو زائد ہو اس کو کاٹ سکتے ہیں، اس سے زیادہ کاٹنا جائز نہیں، گویا داڑھی کم ازکم ایک مٹھی ہونی چاہئے۔[2]

مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ قینچی سے باریک کترانا تو سنت ہے، اور اُسترے سے صاف کرانا بعض کے نزدیک دُرست ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے، اور لبوں کے برابر سے مونچھیں کاٹ دی جائیں تب بھی جائز ہے۔[3]

مونچھوں کا سکھوں کی طرح بڑھانا حرام ہے، اور تراشنا ضروری ہے۔[4] تراشنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پوری مونچھوں کو

---

(۱) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم إنھکوا الشوارب واعفوا اللّحٰی۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵)۔

(۲) والقص سُنّة فیھا وھو أن یقبض الرجل لحیته فإن زاد منھا علٰی قبضته قطعه کذا ذکر محمد فی کتاب الآثار عن أبی حنیفة، قال: وبه نأخذ، کذا فی محیط السرخسی۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸، کتاب الکراھیة)۔

(۳) ویأخذ من شاربه حتّٰی یصیر مثل الحاجب کذا فی الضیائیة۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۵۸، کتاب الکراھیة)۔

(۴) من تشبه بقوم فھو منھم۔ (مشکٰوة ج:۲ ص:۳۷۵، کتاب اللباس)۔ وعن زید بن أرقم أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: من لم یأخذ من شاربه فلیس منا۔ (مشکٰوة ص:۳۸۱، باب الترجل، الفصل الثانی)۔

صاف کردیا جائے، اور دُوسری بات یہ ہے کہ لب کے پاس سے اتنا تراش دیا جائے کہ لب کی سرخی ظاہر ہوجائے۔[۱]

داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے

سوال:... کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بغیر داڑھی کے کوئی شخص مسجد میں اَذان نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ امامت کرسکتا ہے، اور کچھ لوگ اس بات کے حق میں نہیں۔ زیادہ تر کوشش کرکے نماز باجماعت پڑھتا ہوں، اس لئے میں نے رمضان میں جب موقع ملا اَذانیں بھی دِیں، لیکن چار روز پہلے میں مغرب کی اَذان دینے والا تھا کہ کچھ لوگوں نے مجھے اس وجہ سے اَذان نہیں دینے دی کہ میری داڑھی نہیں ہے۔ اب اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا کوئی بغیر داڑھی کے اَذان دے سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور ہمارے مذہب اسلام میں جو کہ ایک مکمل دِین ہے اس بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ اور داڑھی کی ہمارے مذہب میں کیا اہمیت ہے؟ کیا داڑھی ہر مسلمان پر فرض ہے؟ کیا داڑھی کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی؟ اور داڑھی کتنی بڑی ہونی چاہئے؟

جواب:... داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کترانا (جب ایک مشت سے کم ہو) حرام ہے،[۲] اور ایسا کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے۔[۳] فاسق کی اَذان[۴] و امامت مکروہِ تحریمی ہے۔[۵] داڑھی کی شرعی مقدار واجب ایک مشت ہے۔ رہا یہ کہ اس کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، مگر اتنی بات تو بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص عین عبادت کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہو، اس کا قبولیت کی توقع رکھنا کیسا ہے؟ داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ سوتے جاگتے ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے۔

---

(۱) عن ابن عباس قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقص أو يأخذ من شاربه وكان إبراهيم خليل الرحمٰن صلوٰة الرحمٰن عليه يفعله. رواه الترمذي. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۱). أيضًا: واختلف في المسنون في الشارب هل هو القص أو الحلق؟ والمذهب عند بعض المتأخرين من مشائخنا أنه القص قال في البدائع: وهو الصحيح وقال الطحاوي القص حسن والحلق أحسن وهو قول علماؤنا الثلاثة، نهر. قال في الفتح: وتفسير القص أن ينقص حتّٰى ينتقص عن الإطار وهو بكسر الهمزة: ملتقى الجلدة واللحم من الشفة، وكلام صاحب الهداية علٰى أن يحاذيه. (ردالمحتار ج:۲ ص:۵۵۰). أيضًا: حلق الشارب بدعة وقيل سُنَّة. وفي الشرح: قوله وقيل سنة مشى عليه في الملتقى وعبارة المجتبٰى بعد ما رمز للطحاوي حلقه سنة ونسبه إلٰى أبي حنيفة وصاحبيه والقص منه حتّٰى يوازي الحرف الأعلٰى من الشفة العليا سنة بالإجماع. (رد المحتار ج:۶ ص:۴۰۷).

(۲) قوله وهو أي القدر المسنون في اللحية "القبضة" قال في النهاية وما وراء ذالك يجب قطعه وأما الأخذ منها وهي دون ذالك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (فتح القدير ج:۲ ص:۲۲۰).

(۳) (قوله: وفاسق) من الفسق، وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذالك. (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۵۹ باب الإمامة، طبع سعيد كراچي).

(۴) ويكره أذان جنب وإقامته وإقامة محدث لا أذانه على المذهب وأذان إمرأة وخنثى وفاسق ولو عالمًا. (الدر المختار ج:۱ ص:۳۹۲، باب الأذان، طبع ايچ ايم سعيد).

(۵) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمة وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (فتاوىٰ شامي ج:۱ ص:۵۶۰، باب الإمامة، طبع سعيد كراچي).

شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا

سوال:...میں ایک غیرشادی شدہ نوجوان ہوں، اب میری شادی کا پروگرام طے ہو رہا ہے، دو جگہوں پر صرف داڑھی کی وجہ سے انکار کیا گیا اور تیسری جگہ بھی یہی شرط رکھی گئی ہے۔ اس طرح میرے لئے ایک پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ مجرّد کی حیثیت سے میں ہمیشہ زندگی بسر نہیں کرسکتا اور گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ عالی جناب سے گزارش ہے تحریر فرمائیں کہ داڑھی اور شادی کرنے کی دِینِ اسلام میں کیا فضیلت ہے؟ دونوں میں کون سا عمل زیادہ اہم سمجھا جائے گا؟ ازراہِ کرم اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مجھے مفید مشورہ دے دیا جائے۔ نیز میرے والدین کا مشورہ یہ ہے کہ شادی کرنے کے بعد آپ داڑھی پھر رکھ سکتے ہیں، مگر شادی آج کے دور میں ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، کیونکہ شادی کا تعلق عمر سے ہے۔

جواب:...داڑھی اور شادی دونوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ داڑھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت، مردانہ فطرت اور شعارِ اِسلام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے،[1] اور اسے صاف کرانے پر غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے، اور منڈانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔[2] جو لوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں، وہ ایک سنتِ نبوی اور شعارِ اِسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں۔ آپ کو شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان لوگوں کو تجدیدِ ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔[3]

حجام کے لئے شیو بنانا اور غیرشرعی بال بنانا

سوال:...میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں، ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کر کے سوگیا، خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ: ”ظالم! تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوگے؟ کہ تم پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کاٹتے ہو (یعنی شیو بنانا)۔“ میں حجام کا کام کرتا ہوں، آپ مہربانی فرما کر جواب دیں کہ میں کیا کروں؟ کیا اس کام کو چھوڑ دُوں؟

---

(۱) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة، وفی روایة: عشر من الفطرة: قصّ الشارب وإعفاء اللحیة ...إلخ. قال النووی: ومعناه أنها من سُنن الأنبیاء صلوات الله وسلامه علیهم وقیل هی الدین. (شرح الکامل للنووی بهامش مسلم ج:۱ ص:۱۲۸، ۱۲۹).

(۲) وأما الأخذ منها وهی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم. (الدر المختار ج:۲ ص:۴۱۸، باب ما یفسد الصوم وما لَا یفسده، فتح القدیر ج:۲ ص:۲۷۰).

(۳) من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما یعظم فی الشرع کفر. (شرح فقه اکبر ص:۱۶۷ فصل فی القراءة والصلاة، طبع قدیمی). وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی: ما یکون کفرًا إتفاقًا یبطل العمل والنکاح ...... وما فیه خلاف یؤمر بالإستغفار والتوبة وتجدید النکاح. (رد المحتار ج:۴ ص:۲۴۷، باب المرتد، طبع سعید کراچی).

جواب:... آپ کا خواب بہت مبارک ہے۔ داڑھی مونڈنا حرام ہے،[1] اور حرام پیشے کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ آپ بال اُتارنے کا کام ضرور کرتے رہیں، مگر داڑھی مونڈنے اور غیرشرعی بال بنانے سے انکار کردیا کریں۔

کیا داڑھی کا مذاق اُڑانے والا مرتد ہوجاتا ہے جبکہ داڑھی سنت ہے؟

سوال:... مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ "جنگ" (بروز جمعہ) میں آپ نے اپنے کالم "آپ کے مسائل" میں محترم سیّد امتیاز علی شاہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو انہوں نے داڑھی کا مذاق اُڑانے والے کے بارے میں کیا تھا۔ آپ کے جواب سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ داڑھی کا مذاق اُڑانے والا مرتد ہوجاتا ہے اور اِسلام سے خارج ہوجاتا ہے، جبکہ داڑھی رکھنا سنت ہے اور سنت کا مذاق اُڑانے یا اِنکار کرنے والا اِسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہوتا، مگر گناہگار ہوجاتا ہے۔ جبکہ فرض کا اِنکار کرنے والا مرتد اور خارج اَز اِسلام ہوجاتا ہے۔ اس سے میرا منشا یہ ہرگز نہیں کہ داڑھی کا اِنکار یا مذاق کیا جائے (نعوذ باللہ) یہ سخت گناہ کا کام ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں صحیح فتویٰ جاری کیا جائے۔

جواب:... داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے، اور اس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے، لیکن دِین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر و اِرتداد ہے، اور اس سے آدمی واقعتاً دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے،[3] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا یا اس کو بُرا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص اور آپ کا مذاق اُڑانا ہے۔ کیا کوئی... نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرنے اور آپ کا مذاق اُڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اُڑانے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور کوئی بدبخت اس کی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا اِیمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں...! اِیمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اُڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے، کیا اس نے ایمان و تسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر و نخوت اور کفر و عناد کا...؟ یہ نکتہ قرآنِ کریم، احادیث شریف اور اکابرِ اُمت کے

---

(۱) وأما الأخذ منها وهي دون ذالک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (فتح القدير ج:۲ ص:۲۸۰، الدر المختار ج:۲ ص:۴۱۸، باب ما يفسد الصوم وما لَا يفسده).

(۲) وأخذ أطراف اللحية والسنة فيها القبضة .... يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار ج:۶ ص:۴۰۷). وأما الأخذ منها وهي دون ذالک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (الدر المختار ج:۲ ص:۴۱۸، باب ما يفسد الصوم وما لَا يفسده).

(۳) قال ابن الهمام: وقد كفر الحنفية من واظب على ترک السُّنَّة إستخفافًا بها بسبب أنها فعلها النبي صلى الله عليه وسلم زياده أو إستقباحها ...إلخ. (شرح فقه الأكبر ص:۱۵۲). أيضًا: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر. (شرح فقه الأكبر ص:۱۶۷ فصل في القراءة والصلاة).

اِرشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اُڑانے والا مسلمان نہیں، کافر و مرتد ہے۔ آنجناب نے جو فرمایا کہ سنت کا مذاق اُڑانے سے آدمی صرف گنہگار رہتا ہے اور فرض کا مذاق اُڑانے سے کافر و مرتد ہوجاتا ہے، یہ اُصول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ دِین کی کسی بات کا مذاق اُڑانا کفر و اِرتداد ہے۔[1]

داڑھی: مسلمانوں کے تشخص کا اظہار

سوال:... جمعہ کی اشاعت میں ایک مضمون نظر سے گزرا، مضمون نگار اپنے اس مضمون میں نہ صرف بہت زیادہ اِنتہاپسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ وہ ایک ایسی الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا تصوّر بھی کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ صاحبِ مضمون نے اپنے مضمون میں یہ لکھا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے، دونوں کی نفسیات، جذبات اور چہروں میں نمایاں فرق رکھا ہے، مرد کے چہرے پر عورت کے چہرے کے برعکس مردانہ وجاہت کے لئے داڑھی تخلیق فرمائی ہے، بلکہ سجائی ہے، مگر افسوس کہ آج ایمان کے دعوے داروں نے اللہ تعالیٰ کی اس بہترین تخلیق کا انکار کیا، بلکہ دُشمنی کی، فطرتِ انسانی کو رَدّ کردیا، اسے اپنے چہروں سے کاٹ کر پھینک دیا، اس بات کی پہچان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی ہے، مگر بس ایک چیز بے کار پیدا کی ہے اور وہ مرد کے چہرے پر داڑھی (معاذ اللہ)۔'' میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی بھی مسلمان اس بات پر اِیمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے داڑھی بے کار پیدا کی ہے، یہ ڈاکٹر صاحب کی الزام تراشی ہے جو وہ تمام مسلمانوں پر کر رہے ہیں۔ اس سے آگے چل کر موصوف نے صحیح مسلم اور مشکوٰۃ کی احادیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان مردوں پر لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت کریں، اور ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کریں۔'' اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ: ''داڑھی نہ رکھنے والوں کو عیسائیوں کے چہرے سے محبت، ہندوؤں کے چہروں سے محبت، مرد ہوکر زَنانے چہروں سے محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نفرت (معاذ اللہ)، تمام انبیاء کے چہروں سے نفرت، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے نفرت (معاذ اللہ) یہ ہے ایمان، یہ ہے اطاعت و فرماں برداریٔ رسول۔'' مندرجہ بالا تحریر میں تو مضمون نگار نے ایک ایسی بات کی ہے، ایک ایسا الزام لگایا ہے جس کا تصوّر کسی ایسے مسلمان سے بھی نہیں کیا جاسکتا جو صرف اپنے نام کا مسلمان ہو، اور اس نے آج تک کوئی عمل بھی مسلمانوں جیسا نہ کیا ہو، لیکن پھر بھی اس کے دِل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرۂ مبارک سے اتنی شدید گہری محبت ہوتی ہے کہ جس کا تصوّر بھی شاید نہیں کرسکتے۔ ایک مسلمان اپنے دِل میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کا تصوّر تو ذہن میں لا ہی نہیں سکتا۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ناموسِ رسالت پر جان دینے والے، صحابہ کرامؓ کی محبت میں اپنا سر تک کٹا دینے والے عامی مسلمان تھے۔ آخر میں، میں صاحبِ مضمون سے درخواست کروں گا کہ خدارا! آخرت کی جوابدہی کو پیشِ نظر رکھیں اور عام مسلمانوں پر

---

(۱) قال فی المسیرة .... کفر الحنفیة بألفاظ کثیرة .... أو إستقباحها کمن إستقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو إحفا شاربه ...إلخ۔ (المسایرة مع المسامرة ص:۳۲۷)۔ أیضًا: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما یعظم فی الشرع، کفر۔ (شرح فقه الأکبر ص:۱۶۷ فصل فی القراءة والصلاة)۔

ان باتوں کا اِلزام نہ لگائیں جس کا تصوّر بھی وہ نہیں کرسکتے۔ ہمارے معاشرے میں جو میں کہوں گا کہ نوّے فیصد غیراسلامی معاشرہ ہے، بے انتہا سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، لیکن ان سنتوں پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عام مسلمان یہ گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت کی بنیاد پر کر رہا ہے، بلکہ یہ گناہ وہ یقیناً گناہ کا احساس رکھتے ہوئے معاشرے کی خرابی کی بنا پر کر رہا ہے، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ گناہ اس سے غیرشعوری طور پر سرزد ہو رہا ہے۔ جب دُوسرے گناہوں میں ملوّث ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کر رہا ہے تو داڑھی نہ رکھنے کا یہ مطلب کہاں سے ہے کہ اسے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت ہے؟ خدا کے واسطے! ایسی تحریروں سے اِجتناب کریں جس میں اِلزام تراشی کے سوا کچھ نہ ہو، ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں جس سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا مطلب نکالیں، ایسی ہی تحریروں سے لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اِلزام تراشی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

جواب:...آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے، لیکن محبت دِل میں چھپی ہوئی چیز ہے، اور اس کا اِظہار آدمی کی حرکات سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ داڑھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اُٹھ جانے کا حکم فرمایا، اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا (تاریخ ابن کثیرؒ ج:۴ ص:۲۶۹)۔[1] اس بنا پر تمام فقہائے اُمت نے داڑھی منڈوانے کو حرام اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔[2] جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کے خلاف نصاریٰ اور مجوسیوں کی مشابہت کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے؟ داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے، اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔[3] کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو، وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟ یہ تو آپ نے صحیح فرمایا کہ بعض مسلمان غیرشعوری طور پر معاشرے کی خرابی کی وجہ سے اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اس کا مذاق اُڑاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ: ''داڑھی منڈواؤ، ورنہ لڑکی نہیں دیں گے'' اور بہت سے والدین اپنے نوجوان لڑکوں کو اس گناہ پر مجبور کرتے ہیں، کیا ان کے بارے میں یہی کہا جائے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے؟ میں ان کے دِل میں چھپی ہوئی محبت کا انکار نہیں کرتا، لیکن ان کا طرزِ عمل محبت کی نفی کرتا ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد اور عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

---

(۱) .... ودخلا علٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد حلقا لحاهما وأعفیا شواربهما فکره النظر إلیهما وقال ویلکما من أمرکما بهٰذا؟ قالا: أمرنا ربّنا، یعنیان کسریٰ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ولٰکن ربّی أمرنی بإعفاء لحیتی وقص شاربی، ثم قال: إرجعا حتّٰی تأتیانی غدًا. (البدایة والنهایة ج:۴ ص:۲۷۰، طبع دار المعرفة بیروت)۔

(۲) حوالہ سابقہ۔

(۳) عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهین بالنساء والمتشبّهات بالرجال)۔

کیا داڑھی نہ رکھنے اور کٹوانے والوں کی عبادت قبول ہوگی؟

سوال:... جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے یا خلافِ سنت داڑھی رکھتے ہیں، کیا ان کے اعمال قبول ہوں گے یا نہیں؟

جواب:... یہ تو قبول کرنے والا ہی جانتا ہے، لیکن جو شخص عین عبادت میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی علامت منہ پر لئے ہوئے ہو، اسے نہ اس پر ندامت ہو، نہ وہ اس سے توبہ کرے، اس کی عبادت قبول ہونی چاہئے یا نہیں؟ اس کا فتویٰ اپنی عقلِ خداداد سے پوچھئے...! مثلاً جو شخص حج کے دوران بھی اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور نہ حج کے بعد اس سے باز آئے، کیا خیال ہے کہ اس کا حج، حجِ مبرور ہوگا...؟ جبکہ حجِ مبرور نام ہی اس حج کا ہے جو خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے پاک ہو۔[1]

سیاہ مہندی اور خضاب کا اِستعمال

سوال:... میں سر اور داڑھی کے بالوں کو کالی مہندی سے سیاہ کرتا ہوں، یہ پوڈر کی شکل میں ملتی ہے اور پانی ملاکر لگائی جاتی ہے۔ برائے کرم آپ رہنمائی فرمائیں کہ بالوں کو سیاہ رنگنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... بالوں کو کالا کرنا خواہ خضاب کی صورت میں ہو، یا کالی مہندی سے، مکروہِ تحریمی یعنی حرام اور ناجائز ہے۔ ہاں البتہ مہندی یا براؤن رنگ بالوں کو لگانا جائز ہے۔ بالکل سیاہ کرنا ناجائز ہے۔[2]

---

(۱) عن أبی هریرة قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: من حَجَّ لِلّٰهِ ولم یرفُث ولم یفسق، رجع کیومٍ ولدته أُمّه، وفی روایة: قالت: یا رسول الله! تری الجهاد أفضل العمل أفلا نجاهد؟ قال: لَا لٰکن أفضل الجهاد حجٌّ مبرور۔ (بخاری ج:۱ ص:۲۰۶)۔ أیضًا: أن الحج المبرور علٰی ما نقله العسقلانی عن ابن خالویه المقبول وهو کما تری أمره مجهول وقال غیره هو الذی لَا یخالطه شیء من المعاصی ورجحه النووی وهٰذا هو الأقرب وإلّا قواعد الفقه أنسب .... وقیل الذی لَا ریاء فیه ولَا سمعة ولَا رفث ولَا فسوق وهٰذا داخل فیما قبله وقیل الذی لَا معصیة بعده ...إلخ۔ (ارشاد الساری ص:۲۲۲ طبع دار الفکر بیروت)۔

(۲) ومذهبنا خضاب الشیب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة ویحرم خضابه بالسواد علی الأصح وقیل یکره کراهة تنزیه والمختار التحریم لقوله صلی الله علیه وسلم: واجتنبوا السواد۔ (شرح المسلم للنووی ج:۲ ص:۱۹۹)۔ وأما الخضاب بالسواد .... ومن فعل ذالک لیزید نفسه للنساء أو لیحبب نفسه إلیهنّ فذالک مکروه وعلیه عامة المشائخ .... وعن الإمام أن الخضاب حسن لٰکن بالحناء والکتم والوسمة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۹)۔ ویکره بالسواد أی لغیر الحرب، قال فی الذخیرة: أما الخضاب بالسواد للغزو، لیکون أهیب فی عین العدو فهو محمود بالإتفاق وإن لیزین نفسه للنساء فمکروه، وعلیه عامة المشائخ۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۴۲۲، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)۔ ایضاً تفصیل کے لئے دیکھیں: امداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۲۱۵، حکم خضاب سیاہ، طبع مکتبہ دار العلوم کراچی۔

جسمانی وضع قطع

انسانی وضع قطع اور اسلام کی تعلیم

سوال:... اسلام کے آفاقی نظامِ حیات میں انسان کے لئے اس کی وضع قطع اور تراش خراش ولباس وغیرہ کے بارے میں کیا اُصول اور قواعد وضوابط وضع کئے ہیں؟ یا یہ کہ ان ظاہری شکل وشباہت کو اُصول وضوابط کی بندشوں سے آزاد رکھا گیا ہے، آج حال کے مسلم سے تو ایک عام مسلمان اس ضمن میں کسی نتیجے پر پہنچنے سے قاصر ہے، جبکہ علامہ اقبال جیسے فلسفی اور اہلِ علم نے مسلمانوں کی ظاہری حالت دیکھ کر فرمایا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

نیز یہ ضرور وضاحت کی جائے کہ پتلون اور ٹائی غیرمسلمانوں کے شعائر میں سے ہیں یا نہیں؟ اور جو اس پر عامل ہوں گے، وہ لوگ غیرمسلموں کی تقلید کی وعید میں آئیں گے یا نہیں؟

جواب:... وضع قطع کے بارے میں یہ اُصول مقرّر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی وضع قطع اختیار کی جائے، اور فاسق وبدکار اور کفار کی وضع قطع سے احتراز کیا جائے، یہی شکل وصورت میں بھی، لباس کی تراش خراش میں بھی، نشست وبرخاست میں بھی، کھانے پینے، ملنے برتنے اور لین دین میں بھی۔ [1]

ٹائی اور کالر دراصل عیسائیوں کا مذہبی شعار تھا، اب بظاہر کسی قوم کی خصوصیت نہیں رہی، مگر اپنی اصل کے لحاظ سے مکروہ ہے، اور پتلون شرٹ بھی انہی لوگوں کا شعار ہے، ان کو اِختیار کرنے والوں کے حق میں حدیث کی وعید کا اندیشہ ہے، واللہ اعلم! [2]

عورت کا بھنویں بنوانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میری ایک دوست یہ کہتی ہے کہ بھنویں بنانا گناہ کی بات نہیں ہے، کیونکہ چھوٹے بچے کے بال آٹے سے رگڑ کر

---

(۱) وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبّه بقوم فهو منهم، أى من شبه نفسه بالكفار مثلًا فى اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوّف والصلحاء الأبرار فهو منهم أى فى الإثم والخير ...إلخ۔ (مرقاة شرح مشكٰوة ج:۴ ص:۴۳۱، كتاب اللباس، الفصل الثانى، طبع بمبئى)۔

(۲) فأما ممنوعون من التشبّه بالكفر وأهل البدعة المنكرة فى شعارهم .... فالمدار على الشعار ...إلخ۔ (شرح فقه الأكبر ص:۲۲۸، طبع مجتبائى دهلى)۔

اُتارے جاتے ہیں، تو بڑے ہوکر بھنوؤں کے بال اُتارنا غلط بات تو نہیں۔

جواب:... حدیث شریف میں تو ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے، پھر یہ گناہ کیوں نہ ہوگا...؟

"عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة۔" (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۹)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر اور جسم گودنے اور گودوانے والی پر۔"

عورتوں کا فیشن کے لئے بال اور بھنویں کٹوانا

سوال:... کیا شریعت میں جائز ہے کہ عورتیں اپنی بھنویں بنائیں اور دُوسروں کو دِکھائیں اور اصلی بھنویں منڈوا کر سرمہ یا کسی اور کالی چیز سے نقلی بنائیں یا کچھ کم وبیش بال رہنے دیں؟ آج ملک بھر میں کم از کم میرے خیال کے مطابق ۷۵ فیصد پڑھی لکھی عورتیں بال کٹوا کر گھوم رہی ہیں اور ان کے سروں پر دوپٹے نہیں ہوتے، اگر کسی کے پاس دوپٹہ ہو بھی تو گلے میں رَسّی کی مانند ڈالا ہوتا ہے، اور اگر ان سے کہیں کہ یہ اسلام میں جائز نہیں، تو جواب ملتا ہے کہ: "اب ترقی کا دور ہے، اس میں سب کچھ جائز ہے، اور پھر مرد بھی تو بال کٹواتے ہیں، اور ہم مردوں کے شانہ بشانہ چل رہی ہیں اور مغربی لوگ بھی تو بال کٹواتے ہیں، جو ہم سے زیادہ ترقی کرچکے ہیں۔"

جواب:... اس مسئلے کا حل واضح ہے کہ ایسی عورتوں کو نہ خدا اور رسول کی ضرورت ہے، نہ دِینِ اسلام کی، ان کو "ترقی" کی ضرورت ہے، لیکن مرنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو اس کو ہر کام میں اللہ و رسول کے حکم کو دیکھنا لازم ہے۔[1]

کیا عورت چہرے اور بازوؤں کے بال صاف کرسکتی ہے؟ نیز بھنوؤں کا حکم

سوال:... میرے چہرے اور بازوؤں پر کافی گھنے بال ہیں، کیا میں ان بالوں کو صاف کرسکتی ہوں، اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

جواب:... صاف کرسکتی ہیں۔[2]

سوال:... میری بھنویں آپس میں ملی ہوئی ہیں، بھنویں تو نہیں بناتی ہوں مگر بھنویں الگ کرنے کے لئے درمیان میں سے بال صاف کردیتی ہیں، کیا میرا یہ عمل دُرست ہے؟

---

(۱) قال تعالٰی: وما اٰتٰکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا، واتقوا الله، إن الله شدید العقاب (الحشر:۷)۔

(۲) والّا فلو کان فی وجهها شعر ینفر زوجها عنها بسببه ففی تحریم إزالة بعد، لأن الزینة للنساء مطلوبة للتحسین ...إلخ۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۷۳ کتاب الحظر والإباحة، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

جواب:... یہ عمل دُرست نہیں۔

سوال:... اکثر جب بال بڑھ جاتے ہیں تو ان کی دونوکیں نکل آتی ہیں، جن کی وجہ سے بال جھڑنے لگتے ہیں، ایسی صورت میں بالوں کی نوکیں کاٹنا کیا گناہ ہے؟

جواب:... اس صورت میں نوکیں کاٹنے کی اجازت ہے۔

عورت کو پلکیں بنوانا کیسا ہے؟

سوال:... لڑکیاں جو آج کل پلکیں بناتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ عورت کو جسم کے ساتھ لوہا لگانا حرام ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... پلکیں بنانے کا فعل جائز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔

"عن أبی ریحانة قال: نهٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عشر عن الوشر والوشم والنتف .... رواه أبو داوٗد والنسائی۔" (مشکوٰۃ ص:۳۷۶)

ترجمہ:... "حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے، بالوں کے ساتھ بال جوڑنے سے، جسم پر گدوانے سے اور بال نوچنے سے.... الخ۔"

چہرے اور بازوؤں کے بال کاٹنا عورت کے لئے کیسا ہے؟

سوال:... کیا خواتین کے لئے چہرے، بازوؤں اور بھنوؤں کے درمیان کا رُواں صاف کرنا گناہ ہے؟ جواب مدلل دیجئے گا۔

جواب:... محض زیبائش کے لئے تو فطری بناوٹ کو بدلنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال نوچنے اور نچوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوٰۃ شریف ص:۳۸۱)۔[1] البتہ اگر عورت کے چہرے پر غیر معتاد بال اُگ آئیں تو ان کے صاف کرنے کی فقہاء نے اجازت لکھی ہے، اسی طرح جن بالوں سے شوہر کو نفرت ہو ان کے صاف کرنے کی بھی اجازت دی ہے، (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة)۔[2] (مگر اس سے سر کے بال کٹوانے کی اجازت نہ سمجھ لی جائے)۔

سوال:... کیا بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہوتے ہیں؟

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، فجاءته إمرأة فقالت: إنه بلغنی أنک لعنت کیت وکیت، فقال: ما لی لَا ألعن من لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم، ومن هو فی کتاب الله ...إلخ. (مشکوٰۃ ص:۳۸۱، باب الترجل، الفصل الأوّل)۔

(۲) .... وإلّا فلو کان فی وجهها شعر ینفر زوجها عنها بسببه ففی تحریم إزالته بعد لأن الزینة للنساء مطلوبة للتحسین۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۷۳، کتاب الحظر والإباحة)۔ أیضًا: قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت ...... والمعنی المؤثرة التشبه بالرجال۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۴۰۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)۔

جواب:...جی ہاں! سخت مکروہ۔[1]

عورت کو سر کے بالوں کی دو چوٹیاں بنانا کیسا ہے؟

سوال:...مسئلہ یوں ہے کہ میں کالج کی طالبہ ہوں اور اکثر دو چوٹی باندھ لیتی ہوں، لیکن ایک دن میری سہیلی نے مجھے بتایا کہ دو چوٹی کا باندھنا سخت گناہ ہے، اور مجھے قبر کے مُردے کا حال بتایا کہ جس کے پیروں کے انگوٹھے میں بال بندھ گئے تھے۔ میں نے تصدیق کے لئے اپنی خالہ سے پوچھا، تو انہوں نے بھی مجھے یہی کہا کہ یہ گناہ ہے، اور مزید یہ بھی بتایا کہ میک اَپ کرنا، ٹائیٹ کپڑے اور فیشن ایبل کپڑے پہننا بھی گناہ ہے، اور ساتھ میں وہی واقعہ جو کہ میری سہیلی نے سنایا تھا، سنایا۔ اس دن سے آج تک میں نے دو چوٹی نہیں باندھی، لیکن میری دُوسری سہیلی کا کہنا ہے کہ یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں، وہ اصرار بھی کرتی ہے کہ میں دو چوٹی باندھوں۔ برائے مہربانی مجھے اسی ہفتے کے صفحے میں جواب دے کر اس پریشانی سے نجات دِلائیں، میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی۔

جواب:...اس مسئلے میں ایک اُصولی قاعدہ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کو ایسی وضع قطع اور لباس کی ایسی تراش خراش کرنے کی اجازت نہیں جس میں کافروں یا فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت پائی جائے۔ اگر کوئی شخص (خواہ مؤمن مرد ہو یا عورت) ایسا کرے گا تو اس کو کافروں کی شکل وصورت محبوب ہے، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی موجب ہے۔ دو چوٹیوں کا فیشن بھی غلط ہے۔[2]

بیوٹی پارلرز کی شرعی حیثیت

سوال۱:...ہمارے شہر کراچی میں بیوٹی پارلرز کی بہتات ہے، اسلام میں ان بیوٹی پارلرز کے بارے میں کیا اَحکام ہیں؟ شہر کے مصروف کاروباری مراکز میں مرد کاروباری حضرات کے ساتھ بیوٹی پارلرز کی دُکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے ان بیوٹی پارلرز کے لئے کیا حکم ہے، تحریر کریں؟ کیا مرد اور عورت ساتھ ساتھ کاروبار کرسکتے ہیں؟

سوال۲:...کیا خواتین کا بیوٹی پارلرز کا کام سیکھنا اور اس کو بطور پیشہ اپنانا اسلام میں جائز ہے؟

سوال۳:...بیوٹی پارلرز میں جس انداز سے خواتین کا بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے، کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ بیوٹی پارلرز

---

(۱) عن أنس قال: وقت لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في قص الشارب وتقليم الأظفار .... أن لا نترك أكثر من أربعين ليلةً. (مشكوٰة ص:۳۸۰، باب الترجل). والأفضل أن يقلم أظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالإغتسال في كل أسبوع مرة، فإن لم يفعل ففي كل خمسة عشر يومًا، ولا يعذر في تركه وراء الأربعين فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد ولا عذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد. (عالمگيرية ج:۵ ص:۳۵۷).

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. رواه أحمد وأبوداؤد وابن ماجة. وفي رواية عن ابن عمرو بن العاص قال: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم عليّ ثوبين معصفرين فقال: إن هٰذه من ثياب الكفار فلا تلبسهما. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۷۴، ۳۷۵). وفي المرقاة ج:۴ ص:۴۳۱، كتاب اللباس: من شبه نفسه بالكفار في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار، "فهو منهم" أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه. ذكر في هٰذا الباب.

سے واپس آنے کے بعد عورت اور مرد میں فرق معلوم کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ہمارے بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بال جس انداز سے کاٹے جاتے ہیں، کیا وہ شرع کے لحاظ سے جائز ہیں؟

سوال ۴:... بعض بیوٹی پارلرز کی آڑ میں لڑکیاں سپلائی کرنے کا کاروبار بھی ہوتا ہے، شرع کے لحاظ سے ایسے کاروبار کے لئے کیا حکم ہے، جس سے ملک میں فحاشی پھیلنے لگے؟

جواب:... خواتین کو آرائش و زیبائش کی تو اِجازت ہے، بشرطیکہ حدود کے اندر ہو، لیکن موجودہ دور میں بیوٹی پارلرز کا جو ''پیشہ'' کیا جاتا ہے اس میں چند در چند قباحتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ پیشہ حرام ہے اور وہ قباحتیں مختصراً یہ ہیں:

اوّل:... بعض جگہ مرد اس کام کو کرتے ہیں اور یہ خالصتاً بے حیائی ہے۔

دوم:... ایسی خواتین بازاروں میں حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں، یہ بھی بے حیائی ہے۔

سوم:... جیسا کہ آپ نے نمبر ۳ میں لکھا ہے، بیوٹی پارلر سے واپس آنے کے بعد مرد و عورت اور لڑکے اور لڑکی میں امتیاز مشکل ہوتا ہے، حالانکہ مرد کا عورتوں اور عورت کا مردوں کی مشابہت کرنا موجبِ لعنت ہے۔[1]

چہارم:... جیسا کہ آپ نے نمبر ۴ میں لکھا یہ ''مراکزِ حسن'' فحاشی کے خفیہ اَڈّے بھی ہیں۔

پنجم:... عام تجربہ یہ ہے کہ ایسے کاروبار کرنے والوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) دِین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں رہ جاتا ہے، اس لئے یہ ظاہری زیبائش باطنی بگاڑ کا ذریعہ بھی ہے۔

عورتوں کا بال کاٹنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... کیا کٹے ہوئے بالوں اور باریک دوپٹوں جیسے کہ آج کل چل رہے ہیں، جارجیٹ وغیرہ کے دوپٹے، ان میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ کٹے ہوئے بالوں کا بھی بتائیں کیونکہ آج کل زیادہ تر لڑکیوں کے بال کٹے ہوئے ہوتے ہیں، اور وہ نماز بھی پڑھتی ہیں۔

جواب:... عورتوں کو سر کے بال کاٹنا جائز نہیں، بال کاٹنے کا گناہ الگ ہوگا مگر نماز ہوجائے گی۔[2] سر کا دوپٹہ اگر ایسا باریک

---

(۱) عن علقمة قال: لعن عبدالله الواشمات والمتنمّصات والمتفلّجات للحسن المغيّرات خلق الله فقالت أُمّ يعقوب: ما هٰذا؟ قال عبدالله: وما لي لَا ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ...إلخ. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۹، باب المتنمصات). قال ابن عباس قال لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهين بالنساء والمتشبّهات بالرجال).

(۲) وعنه (أي ابن عباس) قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (رواه البخاری ص:۳۸۰، باب المترجل). ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لَا بأس به، وإن فعلت ذالک تشبيهًا بالرجل فهو مکروه. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸). وفي رد المحتار ج:۶ ص:۴۰۷ قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت، زاد في البزازية، وإن بإذن الزوج لأنه لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق والمعنى المؤثرة التشبه بالرجال.

ہے کہ اندر سے بدن نظر آتا ہے تو اس سے نماز نہیں ہوگی۔ (۱)

بغیر عذر عورت کو سر کے بال کاٹنا مکروہ ہے

سوال:... میرے سر کے بالوں کے سرے پھٹ جاتے ہیں جس سے بال بڑھنا بھی رُک جاتے ہیں اور بال بدنما بھی معلوم ہوتے ہیں، جس کے لئے بالوں کو ان کے سروں پر سے تراشنا پڑتا ہے تاکہ تمام لٹیں برابر رہیں اور پھٹے ہوئے سرے بھی ختم ہوجائیں، کیا بالوں کی حفاظت کے نظریئے سے ان کو کبھی کبھار ہلکا سا تراش لینا جائز ہے؟

جواب:... بغیر عذر کے عورت کو سر کے بال کاٹنا مکروہ ہے۔ آپ نے جو عذر لکھا ہے، یہ کافی ہے یا نہیں؟ مجھے اس میں تردّد ہے۔ دیگر اہلِ علم سے دریافت کرلیا جائے۔ (۲)

عورتوں کو کس طرح کے بال کاٹنا منع ہے؟

سوال:... اِسلام میں عورتوں کے بالوں کو قینچی لگانا حرام ہے، کیا یہ بات دُرست ہے؟ عورتیں کیا بالکل بھی بال نہیں کٹوا سکتیں؟ یا کسی مخصوص طریقے سے بال نہیں کٹوا سکتیں؟ کسی کا کہنا ہے کہ عورتوں کا ماتھے پر بال کاٹ کر رکھنا منع ہے۔ میرے بال بہت لمبے ہیں، لیکن میں ان کو ٹھیک رکھنے کے لئے نیچے سے بال تھوڑے کاٹتی رہتی ہوں، تاکہ وہ خراب نہ ہوں، کیا یہ بھی گناہ ہے؟

جواب:... عورتوں کے لئے بال زینت ہیں اور بغیر کسی مجبوری کے ان کو کاٹنا مکروہ ہے۔ آج کل لڑکیوں میں بال کاٹنے کا فیشن ہے، اس لئے بال کاٹنے پر ایسی بے دِین عورتوں کی مشابہت بھی ہے۔ (۳)

کیا نابالغ بچیوں کے بال کٹوانا بھی منع ہے؟

سوال:... جس طرح عورتوں کو بال کٹوانے کی اِجازت نہیں، چاہے وہ کسی عورت سے ہی کٹوائیں، اسی طرح کیا نابالغ بچیوں کے لئے بھی یہی حکم ہے؟ میں یہ سوال اپنی بچیوں کی وجہ سے پوچھ رہی ہوں کیونکہ میں اپنی آسانی کے لئے (فیشن کے لئے نہیں) ان کے بال کٹوا دیتی ہوں، میری ایک بچی ۷ سال کی اور دُوسری ۶ سال کی ہے، شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ مجھے بتائیں تاکہ گر منع ہے تو اس گناہ سے بچ سکوں۔

---

(۱) لو رفعت يديها للشروع في الصلٰوة فانكشفت من كمّيها ربع بطنها أو جنبها لَا يصح شروعها اهـ. قال في الدر المختار: وللحرّة ولو خنثٰى جميع بدنها. حتّٰى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين فظهر الكف عورة على المذهب والقدمين. (ردالمحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۴۰۵، مطلب في ستر العورة).

(۲) ایضاً حوالہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۳) ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لَا بأس به وإن فعلت ذالك تشبيهًا بالرجل فهو مكروه كذا في الكبرىٰ. (فتاوىٰ هندية، ج:۵ ص:۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر، طبع رشيديه).

جواب:…ان کے بال کٹوانے کی ضرورت ہو تو کٹوائے جائیں، بلاضرورت کٹوانا صحیح نہیں۔ [1]

عورتوں کے بال کاٹنا کیوں منع ہے؟

سوال:…ہماری ایک ٹیچر ہیں، جنھوں نے اسلامیات میں گریجویشن کیا ہے، اور کئی دفعہ سعودی عرب بھی گئی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ عورتوں کا بال کاٹنا جائز ہے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں اگر کسی کو اِعتراض ہے تو وہ ثابت کر کے دِکھائے۔ مس کا کہنا ہے کہ میں نے تمام اِسلامی کتابیں اور قرآن مجید کی تمام تفسیریں پڑھی ہیں، صرف دو طرح سے بال کٹوانا جائز نہیں ہیں، ایک تو اِسلامی پٹے اور دُوسرے مردوں جیسے۔ اسلام میں جو دو طرح کے بال مرد کے لئے ہیں صرف ایسے بال کٹوانا منع ہے۔

جواب:…عورتوں کا بال رکھنا ان کے سر کی زینت ہے اور کٹوانا مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ممنوع ہے۔ [2]

کیا عورت شوہر کی اِجازت سے بال کٹوا سکتی ہے؟

سوال:…آج کل فیشن کے طور پر عورتوں میں بال کٹوانے کا فیشن عام ہے، جبکہ سنا ہے کہ عورتوں کے لئے بال کٹوانا اور مردوں کی مشابہت اِختیار کرنا سخت منع ہے۔ اس کے جواب میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت شوہر کی اِجازت سے بال کٹوا سکتی ہے، کیا اسلام میں اس کی کوئی اجازت ہے یا حد مقرّر ہے؟

جواب:…عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرنا حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جو چیز ناجائز ہو، وہ شوہر کی اِجازت کے ساتھ بھی ناجائز ہے۔ [3]

عورتوں کو سر کے ٹوٹے ہوئے بال کہاں پھینکنے چاہئیں؟

سوال:…عورتوں کے بال کنگا کرتے وقت ٹوٹ جاتے ہیں، کیا ان بالوں کو باہر پھینک سکتے ہیں؟ یا پھر دفن کردیں؟ یا دریا میں ڈال سکتے ہیں؟

جواب:…جی ہاں! عورتوں کو یہ بال یا تو دفن کردینے چاہئیں یا دریا بُرد کردینے چاہئیں۔ [4]

---

(۱) ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به وإن فعلت ذالک تشبيهًا بالرجل فهو مكروه. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر).

(۲) ولو حلقت المرأة رأسها ...... وإن فعلت ذالک تشبيهًا بالرجل فهو مكروه. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر).

(۳) عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله عليه وسلم المتشبّهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهين بالنساء والمتشبّهات بالرجال).

(۴) فإذا قلم أظفاره أو جز شعره ينبغی أن يدفن ذالک الظفر والشعر المجزور فإن رمی به فلا بأس ...إلخ. (فتاویٰ عالگمیری ج:۵ ص:۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر).

خواتین کا نائن سے بال کٹوانا

سوال:... اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلام میں خواتین کا بال کٹوانا جائز نہیں، کیا خواتین کا نائن سے بال کٹوانا جائز ہے؟

جواب:... خواتین کو سر کے بال کٹانا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ عورت ہی سے کٹائیں، اور اگر کسی نامحرَم سے کٹائیں گی تو دُہرا جرم ہوگا۔ (۱)

عورتوں کو بال چھوٹے کروانا موجبِ لعنت ہے

سوال:... آج کل جو عورتیں اپنے سر کے بال فیشن کے طور پر چھوٹے کرواتی یا لڑکوں کی طرح بہت چھوٹے رکھتی ہیں، ان کے لئے اسلام میں کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

جواب:... حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف ص:۳۸۰، بحوالہ بخاری) یہ حدیث آپ کے سوال کا جواب ہے۔

''عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال.'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر، اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر۔''

عورت کو آڑی مانگ نکالنا

سوال:... میں نے اکثر بڑی بوڑھی خواتین سے سن رکھا ہے کہ لڑکیوں یا عورتوں کو آڑی مانگ نکالنا اسلام کی رُو سے جائز نہیں۔ وہ اس لئے کہ جب عورت کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بالوں کی بیچ سے مانگ نکالی جاتی ہے، اور آڑی مانگ نکال نکال کر عادت ہو جاتی ہے اور پھر بیچ کی مانگ نکالنے میں مشکل ہوتی ہے۔ آپ فرمائیے قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب:... ٹیڑھی مانگ نکالنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے، مسلمانوں میں اس کا رواج گمراہ قوموں کی تقلید سے ہوا ہے، اس لئے یہ واجب الترک ہے۔ (۲)

---

(۱) قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت زاد فی البزازیة وان بإذن الزوج لأنه لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق والمعنی المؤثر التشبه بالرجال ... إلخ. (درمختار ج:۶ ص:۴۰۷، کتاب الحظر والإباحة). أیضًا: عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المخنثین من الرجال والترجلات من النساء. (مشکوٰة ص:۳۸۰، باب الترجل).

(۲) عن ابن عباس قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم یُحبّ موافقة أهل الکتاب فیما لم یُؤمَر فیه، وکان أهل الکتاب یسدِلُون أشعارهم وکان المشرکون یفرقون رؤسهم فسدل النبی صلی الله علیه وسلم ناصیته ثم فرق بعد. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۷، باب الفَرقِ).

عورتوں کو سر پر مانگ کس طرح نکالنی چاہئے؟

سوال:... عورت کو بال بند رکھنے چاہئیں، اس سلسلے میں عورتیں مختلف انداز اِختیار کرتی ہیں، کوئی بیچ میں سے مانگ نکالتی ہے، اور کوئی ٹیڑھی مانگ نکالتی ہے، کون سا طریقہ صحیح ہے؟

جواب:... جن کی عقل ٹیڑھی ہے، وہ مانگ بھی ٹیڑھی نکالتی ہیں، اور جن کی عقل سیدھی ہے، وہ مانگ بھی سیدھی نکالتی ہیں۔

کیا عورتوں کو زیبائش کی اجازت ہے؟

سوال:... آج کل کاسمیٹک (میک اَپ) پاکستان میں عام ہے اور اس سلسلے میں ہم یورپ سے مقابلہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کروڑوں روپے ہم ان اشیاء کے لئے زَرِمبادلہ کی صورت میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اب حال یہ ہے کہ گھریلو بجٹ میں ایک کثیر رقم صرف میک اَپ کے لوازمات کے لئے رکھتے ہیں۔ یہ سب اشیاء یورپین ملکوں سے آتی ہیں، اس میں روغن، چکنائی کا عنصر لازمی جزو ہے، جبکہ یہ ممالک ''سوَر'' کا استعمال آزادانہ کرتے ہیں اور اس میں ہر چیز کو عام اور مخصوص طریقے پر استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے پاکستانی بھائی بہن یورپ کی بنی ہوئی اشیاء خصوصاً ''میک اَپ'' بڑے فخر سے استعمال کرتے ہیں، بلکہ اگر یہ کہوں کہ اس کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل کے ساتھ ماہرین کی خدمات، جب تک اہلِ خانہ خود اس میں ماہر نہ ہوجائیں، حاصل کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم لوگ اس احساسِ کمتری میں کیوں مبتلا ہیں؟ اسلام نے خوش پوشی کی تعلیم دی ہے، عورتوں کے لئے بناؤ سنگھار کے لئے ایک خصوصی حد مقرّر کی ہے، خوشبویات مسلمانوں کے لباس کا ایک حصہ ہیں، پھر ایسا کیوں ہے؟ یہ وبا کہاں سے پھوٹتی ہے؟ اور پاکستان میں اس کا منبع یا مارکیٹ کہاں ہے؟ اور پھر ان کے اشتہارات ٹی وی، ریڈیو، سینما گھر پر کیوں ہوتے ہیں؟ اربابِ حکومت اس کا نوٹس کیوں نہیں لیتے؟ ایک طرف اسلامی نظام لانے کی بات ہو رہی ہے، دُوسری طرف غیرملکی اشتہارات کی بھرمار ہے۔ اہلِ علم، اہلِ عقل اور دُوسرے اکابرینِ ملت اس پر لکھیں، بات کریں، سمجھیں سمجھائیں اور ہر کوشش کریں، یہ ایک اپیل ہے، خدا کامیاب فرمائے۔

جواب:... آپ کے جذبات لائقِ قدر ہیں۔ عورتوں کو زیب و زینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے، مگر ہمارے یہاں زیبائش و آرائش میں جو غلوّ کیا جاتا ہے، یہ لائقِ اصلاح ہے۔ ایک غریب خاندان، غریب معاشرے اور غریب ملک کے لئے یہ چونچلے کسی طرح بھی زیب نہیں دیتے، جتنا زَرِمبادلہ ان لغویات پر صَرف کیا جاتا ہے اس کو ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی پر خرچ کیا جاسکتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں میں دِین تو کمزور ہوا ہی تھا، عقل و تدبیر کی کمزوری بھی بہت بڑھ گئی ہے، اِجتماعی سوچ تو بالکل ہی مفقود ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ مار کھاتے ہیں۔

لڑکیوں کے بڑے ناخن

سوال:... لڑکیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... شرعی حکم یہ ہے کہ ہر ہفتے نہیں تو پندرھویں دن ناخن اُتار دے، اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں اُتارے تو گناہ ہوا۔ یہی حکم ان بالوں کا ہے جن کو صاف کیا جاتا ہے، اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ (۱)

ناخن اُتارنے کے بارے میں روایت کی حقیقت

سوال:... کیا یہ روایت صحیح ہے کہ اتوار کے دن ناخن اُتارنے سے قوتِ حافظہ تیز ہوتا ہے، منگل کے دن اُتارنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے، جمعرات کے دن ناخن اُتارے ایک ناخن چھوڑ دے، وہ جمعہ کو اُتارے تو فقر و فاقہ دُور ہوتا ہے؟

جواب:... شوکانی "الفوائد المجموعة" میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ (۲)

ناخن کاٹنے کا طریقہ

سوال:... ناخن کاٹنے کی اِبتدا سیدھے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی سے کرنی چاہئے اور ختم بائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی پر کرنا چاہئے؟

جواب:... حافظ سخاویؒ "مقاصدِ حسنہ" میں لکھتے ہیں کہ ناخن تراشنے کی ترتیب اور دِن کے تعین کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت ثابت نہیں۔ (۳)

عورتوں کے لئے بلیچ کریم کا استعمال جائز ہے

سوال:... سوال یہ ہے کہ عورتوں کے منہ پر کالے بال ہوتے ہیں، جس سے منہ کالا لگتا ہے، اور ایسا لگتا ہے جیسے مونچھیں نکلی ہوئی ہوں، اس کے لئے ایک کریم آتی ہے جس کو لگانے سے بال جلد کی رنگت جیسے ہوجاتے ہیں اور لگتا نہیں ہے کہ چہرے پر بال

---

(۱) عن أنس قال: وقت لنا فی قص الشارب، وتقليم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة أن لَا نترک أکثر من أربعين ليلة. رواه مسلم. (مشکوٰة ص:۳۸۰، باب الترجل). والأفضل أن يقلم أظفاره ويحفی شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالإغتسال فی کل أسبوع مرة، فإن لم يفعل ففی کل خمسة عشر يومًا ولَا يعذر فی ترکه وراء الأربعين، فالأسبوع هو الأفضل، والخمسة عشرة الأوسط، والأربعون الأبعد، ولَا عذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد. (عالمگيرية ج:۵ ص:۳۵۷، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر فی الختان وقلم الأظفار).

(۲) حديث: من قلم أظفاره يوم السبت خرج من الداء، ودخل فيه الشفاء، ومن قلم أظفاره يوم الأحد خرجت منه الفاقة ودخل فيه الغنى .... هو موضوع، فی إسناده وضاعان ومجاهيل، فقبح الله الکذابين وقبح ألفاظهم الساقطة وکلماتهم الرکيکة. (الفوائد المجموعة ص:۱۹۷، طبع دار الباز، مکة المکرمة).

(۳) قص الأظفار، لم يثبت فی کيفيته ولَا فی تعيين يوم له عن النبی صلی الله عليه وسلم شیء ...إلخ. (المقاصد الحسنة ص:۳۱۳، حديث نمبر:۷۷۲، حرف القاف، طبع دار الباز للنشر والتوزيع).

ہوں۔ اس کو ''بلیچ'' کرنا کہتے ہیں، تو کیا اس طرح بال کے رنگ کو بدلنے سے گناہ ہوتا ہے؟ اگر چہرہ سفید ہو اور بال کالے ہوں تو چہرہ بُرا لگتا ہے، اس لئے لڑکیاں اور عورتیں بلیچ کرتی ہیں، تو کیا یہ کرنا گناہ ہے؟

جواب:... عورتوں کے لئے چہرے کے بال نوچ کر صاف کرنا یا ان کی حیثیت تبدیل کرنا جائز ہے۔[1]

بال صفا پاؤڈر مردوں کو استعمال کرنا

سوال:... غیرضروری بالوں کو دُور کرنے والا پاؤڈر جو ہے، آیا یہ صرف خواتین استعمال کریں یا کہ اس کو مرد حضرات بھی زیرِ اِستعمال لاسکتے ہیں؟

جواب:... مردوں کے لئے اس کا استعمال مکروہ اور نامناسب ہے۔[2]

بغل اور دُوسرے زائد بال کتنے عرصے بعد صاف کریں؟

سوال:... مولانا صاحب! بغل اور دُوسرے غیرضروری بال کتنے عرصے بعد صاف کرنے چاہئیں؟ نیز مرد حضرات کے لئے بال صفا پاؤڈر اور خواتین کے لئے بلیڈ کا استعمال کیسا ہے؟

جواب:... غیرضروری بال ہر ہفتے صاف کرنا سنت ہے، چالیس دن تک چھوڑنا جائز ہے، اس کے بعد گناہ ہے۔[3] مرد حضرات بال صفا استعمال کرسکتے ہیں،[4] اور عورتیں بلیڈ اِستعمال کرسکتی ہیں۔

مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں؟

سوال:... مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں؟ زلفوں کے نام پر عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کانوں کی لَو تک ہوتے تھے، اگر اصلاح بنوانے میں تأخیر

---

(۱) فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين. (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۷۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس).

(۲) وأما العانة: ففي البحر عن النهاية أن السُّنّة فيها الحلق، لما جاء في الحديث: عشر من السُّنّة منها الإستحداد، وتفسيره حلق العانة بالحديد. (رد المحتار ج:۲ ص:۵۵۰). أيضًا: ويستحب حلق عانته قال في الهندية: ويبتدئ من تحت السرة ولو عالج بالنورة يجوز كذا في الغرائب وفي الأشباه والسُّنّة في عانة المرأة النتف. (رد المحتار ج:۶ ص:۴۰۶).

(۳) والأفضل أن يقلم أظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالإغتسال في كل أُسبوع مرة، فإن لم يفعل ففي كل خمسة عشر يومًا، ولَا يعذر في تركه وراء الأربعين. (عالمگيرية ج:۵ ص:۳۵۷، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر).

(۴) ولو عالج بالنورة في العانة يجوز كذا في الغرائب. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸، كتاب الكراهية).

ہوجاتی تو اس سے نیچے بھی ہوجاتے تھے، یہ مردوں کے لئے سنت ہے،[۱] لیکن اس طرح بڑھانا کہ عورتوں سے مشابہت ہوجائے، یہ جائز نہیں۔[۲]

سنت کے مطابق بال رکھنے کا طریقہ

سوال:... بال رکھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کے بال رکھے تھے؟ پٹے رکھے تو کتنے بڑے رکھے تھے؟ اگر چھوٹے تھے؟ تو کتنے چھوٹے تھے؟ آج کل انگریزی بال بنائے جاتے ہیں، اس طرح کے بال دِین دار اور عام لوگ دونوں رکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:... آج کل جو بال رکھنے کا فیشن ہے، یہ تو سنت کے خلاف ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرمبارک پر بال رکھتے تھے، اور وہ عام طور سے کانوں کی لوتک ہوتے تھے، کبھی اصلاح کرنے میں دیر ہوجاتی تو اس سے بڑھ بھی جاتے تھے، لیکن آج کل جو نوجوان سر پر بال رکھتے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں، بلکہ غیرقوموں کی نقل ہے۔[۳]

سر کے بالوں کو صاف کرانا

سوال:... ایک مولانا یہ فرماتے ہیں کہ: ''سر پر پٹھوں کا رکھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے، سوائے حج وعمرہ کے سر منڈانا بدعت ہے۔'' لہٰذا جناب تحقیق کرکے تحریر فرمائیں کہ کیا حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں سر منڈایا ہے؟ اور خلفائے راشدین کا کیا عمل ہے؟ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، ائمہ اَربعہ کا کیا مذہب ہے؟ اور صحاحِ ستہ کے محدثین کا کیا مسلک ہے؟

---

(۱) عن أنس أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یضرب شعره منکبیه، وفی روایة عن قتادة سألت أنس بن مالک عن شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: کان شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم رِجُلا لیس بالسبط ولَا الجعد بین أُذنیه وعاتقیه۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۶، باب الجعد، أبوداوٗد ج:۲ ص:۲۲۳)۔ عن عائشة قالت .... وکان له شعر فوق الجمة دون الوفرة۔ رواه الترمذی۔ (مشکٰوة ص:۳۸۲، باب الترجل)۔ (قوله وکان له شعر فوق الجمة ...إلخ) هذا بظاهره یدل علٰی ان شعره صلی الله علیه وسلم کان امرًا متوسطًا بین الجمة والوفرة، ولیس بجمة ولَا وفرة إذ معنٰی فوق الوفرة، ان شعره لم یصل إلٰی محل الجمة وهو المنکب، ومعنٰی دون الوفرة، ان شعره أطول من محل الوفرة إلٰی شحمة الأذن، ولعل ذالک بإعتبار إختلاف أحواله صلی الله علیه وسلم، وفی روایة أبی داوٗد: قالت: کان شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم فوق الوفرة دون الجمة قیل هو الصواب ...إلخ۔ (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۴۷۰، کتاب الترجل، طبع بمبئی)۔

(۲) وعنه (أی ابن عباس) قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔ رواه البخاری۔ (مشکٰوة ج:۱ ص:۳۸۰ باب الترجل)۔

(۳) عن أنس بن مالک قال: کان شعر النبی صلی الله علیه وسلم إلٰی نصف أُذنیه۔ (شمائل ترمذی ص:۳، باب ما جاء فی شعر النبی صلی الله علیه وسلم۔ وعن عائشة رضی الله عنها قالت: کنت اغتسل أنا ورسول الله صلی الله علیه وسلم من إناءٍ واحدٍ وکان له شعر فوق الجمة ودون الوفرة (ما یصل إلی شحمة الأذن)۔ (شمائل ترمذی ص:۳ أیضًا والباب أیضًا)۔ حدثنا مخلد بن خالد حدثنا عبدالرزاق أخبرنا معمر عن ثابت عن أنس قال: کان شعر النبی صلی الله علیه وسلم إلٰی شحمة أذنیه۔ (أبوداوٗد ص:۲۲۳، باب ما جاء فی الشعر)۔ حدثنا حفص بن عمر نا شعبة عن أبی إسحاق عن البراء قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم له شعر یبلغ شحمة أُذنیه۔ (أبوداوٗد ج:۲ ص:۲۲۴، باب ما جاء فی الشعر)۔

جواب:...ومن الله الصدق والصواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج وعمرہ کے علاوہ سر مبارک کے بال صاف کرانا میرے علم میں نہیں ہے، البتہ بعض احادیث میں سر منڈانے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱:... **"عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم رأی صبیًا قد حلق بعض رأسه وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک فقال: احلقوه کله او اترکوه کله۔"**

(ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: یا تو پورا سر منڈاؤ، یا پورا چھوڑ دو۔"

۲:... **"عن عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم امهل آل جعفر ثلاثًا ان یأتیهم، ثم اتاهم فقال: لَا تبکوا علٰی اخی بعد الیوم، ثم قال: ادعوا لی بنی أخی، فجیئ بنا کأننا افرخ، فقال: ادعوا لی الحلاق، فحلق رؤسنا۔"** (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (جب ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہیں لائے، پھر (تین دن بعد) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا" پھر فرمایا: "میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ" چنانچہ ہمیں لایا گیا گویا ہم چوزے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حلاق کو بلاؤ" چنانچہ (حلاق بلایا گیا اور) اس نے ہمارے سر کے بال صاف کئے۔"

۳:... **"عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من کان له شعر فلیکرمه۔"** (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۱۷)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کے بال رکھے ہوئے ہوں اسے چاہئے کہ ان کو اچھی طرح رکھے (کہ تیل لگایا کرے اور کنگھی کیا کرے)۔"

حدیثِ اوّل (**حدیث نهی عن القزع**) کے ذیل میں "لامع الدراری" میں حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے "تقریرِ مکی" کے حوالے سے حضرتِ اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"وفی تقریر المکی: قال قدس سرهٗ القزع فی اللغة حلق بعض الرأس وترک

بعضه فهو مکروه تحریمًا کیف ما کان، لِاطلاق النهی عنه .... الٰی قوله.... فالحاصل ان السنة حلق الکل او ترک الکل وما سواهما کلّه منهی عنه" (لامع ج:۳ ص:۳۳۰ مطبوعہ سہارنپور)

ترجمہ:... "تقریرِ مکی میں ہے کہ: حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: لغت میں "قزع" کے معنی ہیں: سر کے کچھ حصے کو مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے، یہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ کسی شکل میں ہو، کیونکہ ممانعت مطلق ہے..... حاصل یہ کہ سنت یا تو پورے سر کا حلق کرنا ہے یا پورے کا چھوڑ دینا، ان دونوں صورتوں کے سوا ہر صورت ممنوع ہے۔"

اور دُوسری حدیث کے ذیل میں حضرتِ اقدس سہارنپوری قدس سرہٗ "بذل المجهود" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفیه ان الکبیر من اقارب الأطفال یتولٰی امرهم وینظر فی مصالحهم من حلق الرأس وغیره۔" (بذل ج:۵ ص:۷۷، مطبوعہ سہارنپور)

ترجمہ:... "اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بچوں کے اقارب میں جو بڑا ہو وہ بچوں کے معاملات کا متولّی ہوگا، اور ان بچوں کی ضروریات و مصالح مثلاً سر منڈانا وغیرہ (کا نظر رکھے گا)۔"

اکابرؒ کی ان تصریحات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے سر کے بال اُتارنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس لئے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ "حلق" کو سنت سے تعبیر فرماتے ہیں۔

حضراتِ خلفائے راشدین میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے حج و عمرہ کے علاوہ سر کے بال صاف کرانے کی روایت نہیں ملی، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سر کے بال صاف کراتے تھے:

"عن علی رضی الله عنه قال: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من ترک موضع شعرة من جنابة لم یغسلها فعل بها کذا وکذا من النار۔ قال علیٌّ: فمن ثم عادیت رأسی، فمن ثم عادیت رأسی، فمن ثم عادیت رأسی، وکان یجز شعره رضی الله عنه۔"

(ابوداؤد ج:۱ ص:۳۳)

ترجمہ:... "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسلِ جنابت میں بدن کے ایک بال کی جگہ کو بھی چھوڑ دیا کہ اس کو نہ دھویا، اس کو دوزخ میں ایسے ایسے جلایا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (اس حدیث کو بیان کرکے) فرماتے تھے کہ: اسی لئے میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے، تین بار فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کے بال تراشا کرتے تھے (اسی کو دُشمنی سے تعبیر فرمایا)۔"

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (صاحبِ سرِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی مروی ہے کہ وہ سر منڈاتے تھے:

"عن ابی البختری قال: خرج حذیفة رضی الله عنه وقد جم شعره، فقال: ان تحت کل شعرة لَا یصیبها الماء جنابة فعافوها فلذٰلک عادیت رأسی کما ترون۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ ج:۱ ص:۱۰۰)

ترجمہ:... "ابوالبختریؒ کہتے ہیں کہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ اپنے بال صاف کئے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: ہر بال کے نیچے جس کو پانی نہ پہنچا ہو جنابت ہے، پس اس سے نفرت کرو، اسی بنا پر میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔"

بظاہر یہ دونوں حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر کے بال تراشتے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتقریر فرمائی ہوگی، اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سر کے بال تراشنا نہ صرف ایک خلیفہ راشد (حضرت علی کرّم اللہ وجہہ) اور ایک عظیم المرتبت صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی سنت ہے، بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔

اَئمہ اَربعہ رحمہم اللہ کی فقہی کتابوں میں بھی سر منڈانے یا کترانے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

فقہِ حنفی:... درمختار میں منظومہ وھبانیہ سے نقل کیا ہے:

"وقد قیل حلق الرأس فی کل جمعة یحب وبعض بالجواز یعبّر"

ترجمہ:... "اور کہا گیا ہے کہ ہر جمعہ کو سر منڈانا مستحب ہے اور بعض حضرات اس کو جواز سے تعبیر کرتے ہیں۔"

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفی الروضة للزندویسی: ان السنة فی شعر الرأس اِمّا الفرق واِمّا الحلق وذکر الطحاوی: ان الحلق سنّةٌ ونسب ذٰلک الی العلماء الثلاثة۔" (ردّالمحتار ج:۶ ص:۴۰۷، کراچی)

ترجمہ:... "زندویسی کی الروضہ میں ہے کہ: سر کے بالوں میں سنت یا تو مانگ نکالنا ہے یا حلق کرنا ہے، اور اِمام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ: حلق سنت ہے اور انہوں نے اس کو ہمارے اَئمہ ثلاثہ (اِمام ابوحنیفہ، اِمام ابویوسف اور اِمام محمد رحمہم اللہ) کی طرف منسوب کیا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں علامہ شامیؒ کی نقل کردہ عبارت "تاتارخانیہ" کے حوالے سے نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

"یستحب حلق الرأس فی کل جمعة۔" (فتاویٰ ہندیہ ج:۵ ص:۳۵۷، کوئٹہ)

ترجمہ:... "ہر جمعہ کو سر کا منڈوانا سنت ہے۔"

فقہِ شافعی:... اِمام محی الدین نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں:

"(فرع) أما حلق جمیع الرأس فقال الغزالی لَا بأس به لمن أراد التنظیف ولَا بأس

بتركه لمن أراد دهنه وترجيله، هٰذا كلام الغزالي، وكلام غيره من أصحابنا في معناه. وقال احمد بن حنبل رحمه الله: لَا بأس بقصه بالمقراض. وعنه في كراهة حلقه روايتان، والمختار ان لَا كراهة فيه ولٰكن السنّة تركه فلم يصح ان النبي صلى الله عليه وسلم حلقه الّا في الحج والعمرة ولم يصح تصريح بالنهي عنه. ومن الدليل علٰى جواز الحلق وانه لَا كراهة فيه حديث ابن عمر رضي الله عنهما قال: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم صبيًا قد حلق بعض شعره وترك بعضه فنهاهم عن ذٰلك وقال: "احلقوه كله أو اتركوه كله" رواه أبوداوٗد بأسناد صحيح علٰى شرط البخاري ومسلم. وعن عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثًا ثم أتاهم فقال: "لَا تبكوا علٰى أخي بعد اليوم" ثم قال: "ادعوا لي بني أخي" فجيئ بنا كأنا أفرخ، فقال: "ادعوا لي الحلاق" فأمره فحلق رؤسنا. حديث صحيح رواه أبو داوٗد بأسناد صحيح علٰى شرط البخاري ومسلم."

(المجموع شرح المهذب، ج:۱ ص:۲۹۵،۲۹۶)

ترجمہ:..." (مسئلہ) رہا پورے سر کا منڈوانا تو اِمام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو صفائی کرنا چاہتا ہو، اور حلق نہ کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ اِمام غزالیؒ کا ارشاد ہے اور ہمارے دُوسرے حضرات (شافعیہ) کا کلام بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ اِمام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: قینچی سے سر کے بال کترانے میں کوئی حرج نہیں اور سر کا منڈانا مکروہ ہے یا نہیں؟ اس میں اِمام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں، مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں، لیکن سنت یہ ہے کہ حلق نہ کرایا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرہ کے علاوہ حلق کرانا ثابت نہیں اور اس کی ممانعت کی تصریح بھی ثابت نہیں، اور اس بات کی دلیل کہ حلق جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: یا تو پورا سر منڈاؤ یا پورا چھوڑ دو۔ اس حدیث کو اِمام ابوداوٗدؒ نے ایسی صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی، پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ، ہمیں بلایا گیا، گویا ہم پرندے کے چوزے تھے (کم سنی اور بال بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے چوزے سے تشبیہ دی) فرمایا: حجام کو بلاؤ! حلاق آیا تو اس کو حکم فرمایا، اس نے ہمارے سر کے بال مونڈ دیئے۔"

فقہِ حنبلی:... جیسا کہ اُوپر اِمام نوویؒ کی عبارت سے معلوم ہوا، اِمام احمدؒ کے نزدیک قینچی سے تراشنا بلاکراہت جائز ہے (خود اِمام احمدؒ کا عمل بھی اسی پر تھا) اور حلق میں ان سے دو روایتیں ہیں، راجح اور مختار یہ ہے کہ حلق بھی بغیر کراہت کے جائز ہے، اِمام ابنِ قدامہ مقدسی حنبلی نے "المغنی" میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے، ان کی عبارت درج ذیل ہے:

"(فصل) واختلف الرواية عن احمد فی حلق الرأس فعنه أنه مكروه لما روی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال فی الخوارج: "سيماهم التحليق" فجعله علامة لهم، وقال عمر لصبيغ: لو وجدتك محلوقا لضربت الذی فيه عيناك بالسيف، وروی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال: "لَا توضع النواصی إلّا فی الحج والعمرة" رواه الدارقطنی فی الأفراد۔ وروی أبو موسٰی عن النبی صلی الله عليه وسلم: "ليس منا من حلق" رواه أحمد۔ وقال ابن عباس: الذی يحلق رأسه فی المصر شيطان، قال احمد: كانوا يكرهون ذٰلك۔ وروی عنه لَا يكره ذٰلك لكن تركه أفضل۔ قال حنبل: كنت أنا وأبی نحلق رؤسنا فی حياة أبی عبدالله فيرانا ونحن نحلق فلا ينهانا وكان هو يأخذ رأسه بالجلمين ولَا يحفيه ويأخذه وسطًا، وقد روی ابن عمر أن رسول الله صلی الله عليه وسلم رأی غلامًا قد حلق بعض رأسه وترك بعضه فنهاهم عن ذٰلك، رواه مسلم، وفی لفظ قال: "احلقه كله أو دعه كله"۔ وروی عن عبدالله بن جعفر أن النبی صلی الله عليه وسلم لما جاء نعی جعفر أمهل آل جعفر ثلاثًا أن يأتيهم، ثم أتاهم فقال: "لَا تبكون علٰی أخی بعد اليوم" ثم قال: "ادعوا بنی أخی" فجیئ بنا، قال: "ادعوا لی الحلاق" فأمر بنا فحلق رؤسنا۔ رواه ابوداؤد الطيالسی ولأنه لَا يكره استئصال الشعر بالمقراض وهٰذا فی معناه وقول النبی صلی الله عليه وسلم: "ليس منا من حلق" يعنی فی المصيبة لأن فيه: "أو صلق أو خرق" قال ابن عبدالبر: وقد أجمع العلماء علٰی اباحة الحلق وكفٰی بهٰذا حجة۔ وأما استئصال الشعر بالمقراض فغير مكروه، رواية واحدة قال أحمد: انما كرهوا الحلق بالموسٰی وأما بالمقراض فليس به بأس لأن ادلة الكراهة تختص بالحلق۔"

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱ ص:۷۳، ۷۴)

ترجمہ:... "سر کا حلق کرانے کے بارے میں اِمام احمدؒ سے روایتیں مختلف ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا کہ: "ان کی علامت سر منڈانا ہے" پس سر منڈانے کو خوارج کی علامت قرار دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ سے فرمایا تھا کہ: اگر تیرا سر منڈا ہوا ہوتا تو تلوار سے تیرا سر اُڑا دیتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیشانی کے بال صاف نہ کرائے جائیں مگر حج وعمرہ میں، اس کو دارقطنی نے افراد میں روایت کیا ہے، اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم میں سے نہیں وہ شخص جس نے حلق کیا۔'' یہ مسند احمد کی روایت ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: جو شخص شہر میں اپنے سر کا حلق کراتا ہے وہ شیطان ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ: سلف اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ امام احمدؒ سے دُوسری روایت یہ ہے کہ: یہ مکروہ تو نہیں، لیکن نہ کرنا افضل ہے۔ حنبل کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد امام احمدؒ کی حیات میں سر منڈایا کرتے تھے، آپؒ دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے، اور خود قینچی سے کتراتے تھے، اُسترے سے صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پورا صاف کراؤ یا پورا چھوڑ دو'' اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (شہیدِ موتہ) کے انتقال کی خبر آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن (اظہارِ غم) کی مہلت دی، ان کے پاس تشریف نہیں لائے، تین دن کے بعد تشریف لائے تو فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ! ہمیں لایا گیا تو فرمایا: حلاق کو بلاؤ! حلاق آیا تو اسے ہمارے سروں کا حلق کرنے کا حکم فرمایا۔ (یہ ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے) اور سر منڈانا اس لئے بھی مکروہ نہیں کہ باریک قینچی سے سر کے بالوں کو بالکل صاف کردینا مکروہ نہیں، اور حلق میں بھی یہی چیز ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''ہم میں سے نہیں جس نے حلق کیا'' اس سے مراد مصیبت میں حلق کرنا ہے، کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی ہے: ''او صَـلَـقَ وخَـرَق'' یعنی'' یا چلّایا یا کپڑے پھاڑے۔'' حافظ ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ: ''حلق کے مباح ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے'' اور یہ کافی دلیل ہے۔ رہا قینچی سے بالوں کا باریک کاٹنا، اس میں ایک ہی روایت ہے کہ یہ مکروہ نہیں، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اُسترے سے حلق کرنے کو مکروہ سمجھا ہے، قینچی سے کترنے کا کوئی حرج نہیں، کیونکہ کراہت حلق کے ساتھ خاص ہے۔''

فقہِ مالکی:... حضراتِ مالکیہ کے سب سے بڑے ترجمان الامام الحافظ ابوعمر وابن عبدالبرؒ کا قول ''المغنی'' کے حوالے سے اُوپر آچکا ہے کہ:

''اجمع العلماء علٰی اباحة الحلق''

اور حافظ ابنِ قدامہ مقدسیؒ کے بقول: ''وکفٰی به حجة'' (یہ دلیل وبرہان کے لحاظ سے کافی ہے) حافظ ابنِ عبدالبرؒ کا قول علامہ عینیؒ نے بھی شرح بخاری میں نقل کیا ہے:

"وادعٰی ابن عبدالبر الإجماع علٰی إباحة حلق الجمیع" (عمدۃ القاری ج:۲۲ ص:۵۸، بیروت)

ترجمہ:..."اور حافظ ابنِ عبدالبر نے حلق کے مباح ہونے پر اِجماع کا دعویٰ کیا ہے۔"

مندرجہ بالا فقہی مذاہب کی تفصیل کے بعد حضراتِ محدثین رحمہم اللہ کے مسلک کی وضاحت غیرضروری ہے، تاہم ان حضرات کا مسلک ان کے تراجم ابواب سے واضح ہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث "نھی عن القزع" کی ترمذیؒ کے علاوہ سب حضرات نے تخریج کی ہے اور اس پر درج ذیل ابواب قائم کئے ہیں:

صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۷، باب القزع (کتاب اللباس)۔

صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۰۳، باب کراھة القزع (کتاب اللباس والزینة)۔

نسائی ج:۲ ص:۲۷۵، النھی عن القزع (کتاب الزینة)۔

ابنِ ماجہ ص:۲۵۹، النھی عن القزع (کتاب اللباس)۔

ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱، باب فی الصبی له ذوابة (کتاب الترجل)۔

علاوہ ازیں اِمام نسائیؒ نے ج:۲ ص:۲۷۴ میں "الرخصة فی حلق الرأس" کا اور اِمام ابوداؤدؒ نے "باب فی حلق الرأس" کا عنوان بھی قائم کیا ہے، مگر "کراھة حلق الرأس" کا عنوان کسی نے قائم نہیں کیا۔ اس سے ان حضرات کا مسلک واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے نزدیک "قزع" مکروہ ہے، یعنی یہ کہ سر کے کسی حصے کے بال اُتار دیئے جائیں اور کسی حصے کے چھوڑ دیئے جائیں، لیکن تمام سر کے بال اُتار دینا مکروہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحیح احادیث میں سر کے بال اُتارنے کی اجازت دی گئی ہے، صحابہؓ میں سے بعض اکابر واجلہ کا اس پر عمل ثابت ہے، اور بقول ابنِ عبدالبرؒ "تمام علماء کا اس کے جواز پر اِجماع ہے۔" یہی ائمہ اربعہؒ کا مسلک ہے اور یہی حضراتِ محدثینؒ کا، اس لئے اس کو ناجائز یا بدعت کہنا، جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، بے جا جسارت ہے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سر پر بال رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول مبارک تھا، لیکن چونکہ یہ سنتِ تشریعیہ نہیں، بلکہ سنتِ عادیہ ہے اس لئے اگرچہ حلق و قصر بلاکراہت جائز ہے، تاہم بال رکھنا اَولیٰ وافضل ہے، یہ مضمون اِمام نوویؒ کی عبارت میں آچکا ہے، علامہ علی قاریؒ حدیث ابنِ عمرؓ:

"احلقوہ کلّه أو اترکوہ کلّه"

اسے پورا مونڈ دو یا پورا چھوڑ دو۔

کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"(او اترکوہ کلّه) فیه اشارة الی الحلق فی غیر الحج والعمرة جائز، وان الرجل مخیّرٌ بین الحلق والترک، لکن الأفضل ان لَا یحلق الّا فی احد النسکین، کما کان علیه صلی اللہ علیه وسلم مع اصحابه رضی اللہ عنھم، وانفرد منھم علیٌّ کرّم اللہ وجھه۔"

(مرقاۃ ج:۴ ص:۴۰۹، بمبئی)

ترجمہ:... ''اس میں اشارہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر بھی حلق جائز ہے اور یہ کہ آدمی کو اختیار ہے خواہ حلق کرائے یا چھوڑ دے، لیکن افضل یہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر حلق نہ کرائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ رضوان اللہ علیہم کا یہی معمول تھا اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ حلق کرانے میں منفرد تھے۔''

اسی مسئلے پر حضرت حکیم الاُمت تھانوی قدس سرہٗ کے دو فتوے نظر سے گزرے، اتماماً للفائدہ پیش کرتا ہوں:

''سر کے بال کٹوانا:

سوال (۲۹۵)... زید کہتا ہے کہ سارے سر میں بال رکھنا سنت ہے، اور بلا حج سر منڈوانا خلافِ سنت ہے، اور خشخشے بال رکھانے والے کو سخت مخالفِ سنت خیال کر کے قابلِ ملامت کہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منڈاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس فعل سے بھی منع نہ فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانا بھی غیر اَیامِ حج میں سنت ہے، اور خشخشے بال رکھنے کی ممانعت نہیں، وہ اپنی اصل پر رہیں گے، اور اصل اباحت و جواز ہے۔ خشخشے بال رکھنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ان کو جو زید بدعت کہتا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے بال رکھانے والا شرعاً قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟

الجواب:... سنت مطلقہ یہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عبادت کیا ہے، ورنہ سُننِ زوائد سے ہوگا، تو بال رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور عادت کے ہے، نہ بطور عبادت کے، اس لئے اَولیٰ ہونے میں تو شبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کو خلافِ سنت نہ کہیں گے، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نہ ہوتی، چہ جائیکہ وہ حدیث بھی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا یقینی دلیل ہے بال نہ رکھنے کی جواز بلا کراہت کے اور خلافِ سنت نہ ہونے کے، پس جس حالت میں بالکل منڈوا دینا جائز ہے تو قصر کرانے میں کیا حرج ہے؟

للإجماع علٰی تساوی حکم القصر والحلق لشعر الرأس فی مثل ھٰذا الحکم والی التساوی اشیر بقولہ تعالٰی: "مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ" واللہ تعالٰی اعلم.

۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۲۱ھ۔'' (امداد ج:۴ ص:۱۵۲)

''سر کے بال کٹوانا:

سوال (۲۹۶)... بعد سلام مسنون عرض ہے کہ ایک خط مولوی اسحاق صاحب کا کوئٹہ بلوچستان سے آیا ہے، مضمون یہ ہے کہ آج بعد نمازِ مغرب حضور (شاہ ابوالخیر صاحب) نے فرمایا: یہ کتاب الاسماء والکنیٰ کہ ہم نے حیدرآباد سے منگائی ہے، اور اس سے پہلے کہیں دُنیا میں اس کی زیارت میسر نہیں ہوئی، مدینہ منوّرہ میں قبہ شیخ الاسلام میں کہ سلطان رُوم کا کتب خانہ بے نظیر ہے، اس میں بھی یہ کتاب نہیں دیکھی تھی، اس میں ہم نے ایک وہ مسئلہ دیکھا کہ ہم کو آج تک معلوم نہ تھا اور تم کو بھی معلوم نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: خشخشی بال

جیسے تیرے ہیں اور ہندوستان میں بہت مروّج ہیں، یہ عمل قومِ لوط کا ہے، اگر سر پر بال ہوں تو اس قابل ہوں کہ ان میں مانگ نکالی جائے یا بالکل منڈائے جائیں، صرف یہ دونوں شکلیں مسنون ہیں۔ میں نے اس وقت توبہ کی۔ پھر فرمایا کہ: اگر تم حلق کو دوست رکھتے ہو تو حلق کراتے رہو اور اگر فرق کو دوست رکھتے ہو تو اس نیت سے بالوں کی پرورش کرو۔ اور فرمایا کہ: اس اثر کو لکھ کر مشہور کردو اور میرٹھ بھیج دو، سب خادم توبہ کریں اور خشخشی بال نہ رکھیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ: یہ رسم کن لوگوں سے اختیار کی ہے؟ میں نے عرض کیا: نصاریٰ سے مأخوذ ہے۔ وہ اثر یہ ہے:

"**من كتاب الكنى للدولابى قال: حدثنى ابراهيم بن الجنيد قال حدثنى الهيثم بن خارجة قال حدثنا ابو عمران سعيد بن ميسرة البكرى الموصلى عن انس بن مالك قال: انه دخل عليه شاب قد سكن عليه شعر له فقال مالك: والسكينة افرقه اوجزه فقال له رجل: يا ابا حمزة! من كانت السكينة؟ قال: فى قوم لوط، قال: كانوا يسكنون شعورهم ويمضغون العلك فى الطريق والمنازل ويحذفون ويفرجون اقبيتهم الٰى خواصرهم. انتهٰى۔**"

(سکینۃ الشعر، بالوں کا سیدھا کھڑا چھوڑنا، نہ منڈانا، نہ مانگ نکالنی) خط کا مضمون یہاں ختم ہوگیا۔

مضمونِ بالا کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمائیے کہ بالوں کا قینچی سے کتروانا جیسا کہ مروّج ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اور مشابہت قومِ لوط ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اَثرِ مذکور کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر ناجائز اور حرام ہے تو "مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَهُمْ اَوْ مُقَصِّرِيْنَ" کا کیا جواب ہے؟ یا یہ حکم خاص حجاج ہی کے لئے ہے، اور یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ اگر بالوں کا کتروانا جائز ہے تو تمام بال رکھنا اور مانگ نکالنا بہتر ہے یا حلق یا قصر؟ اور حلق سے قصر بہتر ہے یا نہیں؟ مفصل مدلل مع حوالہ بیان فرمائیے، کیونکہ اکثر لوگ حتیٰ کہ اکثر علماء بھی قصر کراتے ہیں، اگر یہ امر ناجائز ہو تو اس سے توبہ کی جائے، اور اگر جائز ہے تو اَثرِ مذکور کا مطلب صاف صاف شافی، تسکین بخش ایسا ارشاد فرمایا جائے کہ اطمینان ہوجائے۔

الجواب:... جوازِ تقصیر کا حج کے ساتھ مخصوص ہونا محتاجِ دلیل ہے، اور شاید کسی کو شبہ ہو کہ اس کی نسبت "**يأخذ من كل شعرة قدر الأنملة**" لکھا ہے، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ مقدار ادنیٰ کی ہے، مقصود نفی زائد کی نہیں ہے۔ چنانچہ ردّالمحتار میں بدائع سے نقل کیا ہے: **قالوا يجب ان يزيد فى التقصير علٰى قدر الأنملة ... الخ**۔ اور اسی طرح رُبع کی تخصیص بیانِ ادنیٰ کے لئے ہے، چنانچہ درمختار میں تصریح ہے: **تقصير الكل مندوب**، پس وہ شبہ رفع ہوگیا، اور فارق منتفی ہے، لہٰذا جواز عام ہے۔ اور اگر کوئی شخص اَثرِ مذکور کو فارق کہے تو

بایں وجہ صحیح نہیں کہ اَثرِ مذکور ثبوتاً و دلالۃً مخدوش ہونے کے علاوہ مفید مقصود کو نہیں، اوّلاً یہ کہ جب تک اس کے رُواۃ کی توثیق نہ ہو اس وقت تک اس کی صحت یا حسن ثابت نہیں، اور حدیث ضعیف حسبِ تصریح اہلِ علم کسی حکمِ شرعی کے لئے مثبت نہیں ہوسکتی۔[1] ثانیاً یہ کہ سکینہ کی یہ تفسیر جو سوال میں مذکور ہے محتاجِ دلیل ہے، خواہ لغت ہو یا نقلِ صحیح ہو، اور یہ دونوں امر بذمہ مستدل ہیں۔ تیسرے اس میں "جزو" کا لفظ بطور تخییر آیا ہے اور "جز" کے معنی لغت اور استعمال میں مطلق قطع کے ہیں مخصوص حلق کے ساتھ نہیں، بلکہ مخصوص بالوں کے ساتھ بھی نہیں، چنانچہ مشکوٰۃ باب الترجل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "فقالت امی لَا اجزها" اور آگے اس کی علت بیان فرمائی: "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یمده" اور ظاہر ہے کہ یہ علت مقتضی عمومِ معنی جز کو ہے۔ اور شمائل ترمذی میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "فأتی بجنب مشوی ثم أخذ الشفرة فجعل یجزّ لی" اس میں دو نسخے ہیں: حاء اور جیم، اس سے عموم غیر شعر کے لئے ظاہر ہے۔ چوتھے

---

(۱) کتاب الاسماء والکنیٰ کی اس روایت کی سند میں ابوعمران سعید بن میسرہ البکری الموصلی، کذّاب ہے، اس لئے یہ روایت نہ صرف منکر بلکہ موضوع ہے۔ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں اور حافظ ابنِ حجرؒ "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں:

"سعید بن میسرة البکری ابو عمران، قال البخاری: عنده مناکیر وقال ایضًا منکر الحدیث، وقال ابن حبان: یروی الموضوعات، وقال الحاکم: روی عن انس موضوعات، وکذبه یحییٰ القطان۔"

ترجمہ:... "اِمام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: اس کے پاس "منکر" روایتیں ہیں، اور یہ کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔ ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ: یہ موضوع روایتیں روایت کرتا ہے۔ حاکمؒ فرماتے ہیں کہ: اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بہت سی موضوع روایتیں روایت کی ہیں۔ اور اِمام یحییٰ بن سعید القطان نے اس کو کذّاب کہا ہے۔"

شیخ ابنِ عراقؒ "تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأحادیث الشنیعة الموضوعة" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"من عرف بالکذب فی الحدیث وروی حدیثًا لم یروه غیره فان نحکم علیٰ حدیثه ذٰلک بالوضع اذا انضمت الیه قرینة تقتضی وضعه، کما صرح به العلائی وغیره۔" (ج:۱ ص:۱۰)۔

ترجمہ:... "جو شخص حدیث میں جھوٹ بولنے کے ساتھ معروف ہو اور وہ ایسی حدیث روایت کرے جس کو اس کے سوا کوئی دُوسرا روایت نہیں کرتا تو ہم اس کی روایت کو موضوع قرار دیں گے، جبکہ اس کے موضوع ہونے کا قرینہ بھی موجود ہو، جیسا کہ حافظ علائی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔"

ابنِ عراقؒ نے اسی مقدمے میں کذّاب و وضاع راویوں کی فہرست دی ہے، اس میں ص:۶۳ پر حرف سین کے تحت نمبر:۲۲ پر سعید بن میسرۃ البکری کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے: "کذبه یحیی القطان وقال ابن حبان: یروی الموضوعات۔" اس کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ زیرِ بحث روایت بھی اسی ذخیرۂ موضوعات میں سے ہے، جس کو سعید بن میسرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کرتا تھا۔ اور جب یہ روایت ہی موضوع ہے تو اس سے مسائل کا استنباط بھی صحیح نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں غیر مجتہد کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کتاب میں کوئی روایت دیکھ کر اس پر عمل شروع کردے بلکہ اس کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے؟ کیونکہ دلیل میں نظر کرنا مجتہد کا وظیفہ ہے، عامی کا نہیں۔ اور ائمہ اربعہؒ اس پر متفق ہیں کہ سر کے بال رکھنا بھی جائز ہے اور کاٹنا بھی جائز ہے۔ نیز قینچی سے تراشنا بھی جائز ہے اور اُسترے سے حلق کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ اُوپر تفصیل گزر چکی ہے، تو ایک عامی کے لئے "اِجماعِ علماء" کی مخالفت کسی طرح جائز نہیں ہوسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

ممکن ہے کہ یہ حکم مقید اس صورت کے ساتھ ہو کہ جب بال مانگ نکالنے کے قابل ہوں اور پھر مانگ نہ نکالی جائے جس کو سدل کہتے ہیں جس کے باب میں حدیث میں آیا ہے: "فسدل النبی صلی الله علیه وسلم ناصیه ثم فرق بعده" متفق علیه کذا فی المشکٰوة باب الترجُّل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں کا سدل فرمایا، لیکن بعد میں مانگ نکالنے لگے۔ بخلاف اس صورت کے چھوٹے چھوٹے بال ہوں، خواہ بڑھے نہ ہوں یا کٹا دیئے ہوں، اس صورت میں یہ حکم نہ ہو، چنانچہ افرقه او جزه، علیٰ سبیل التخییر فرمانا اس منع بالمعنی الاصطلاح کی سند ہوسکتی ہے کیونکہ تخییر موقوف ہے دونوں شقوں کے امکان عادی پر، اور امکان فرق موقوف ہے بالوں کے بڑے ہونے پر۔ پانچویں ممکن ہے کہ یونہی مخصوص ہو اس صورت کے ساتھ جبکہ اہلِ باطل کی وضع پر ہوں، جیسا اس وقت نئی فیشن ایجاد ہوئی ہے، یا یہ کہ کسی فساد کی نیت سے ہو، جیسا کہ دُوسرے متعاطفات بھی اس پر دال ہیں، ورنہ لازم آتا ہے کہ مضغ علک اور قباء میں چاک دونوں پہلوؤں پر رکھنا بھی مطلقاً ناجائز ہو، ولا قائل بہ، پس ان وجوہ سے یہ اثر مخصص یا مفسر جواز تقصیر کا نہیں ہوسکتا، بخلاف نہی عن القزع کے کہ بوجہ صحتِ حدیث کے اطلاق حلق کو مقید کرسکتا ہے، پس تقصیر فی نفسہ بحالہ جائز رہا، البتہ عارض تشبہ سے جہاں تشبہ لازم آتا ہو بعض صورتیں ممنوع ہوجائیں گی، هٰذا ما حضر لی الآن، ولعل الله یحدث بعد ذٰلک امرًا، والله اعلم! ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ۔"

(امداد ج:۲ ص:۱۷۲، امدادالفتاویٰ ج:۴ ص:۲۲۴ تا ۲۲۶)

عطر اور سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ

سوال:... عطر لگانے، سرمہ لگانے کا سنت طریقہ معلوم کرنا ہے، اور روٹی کھانے کے وقت چار ٹکڑے کرکے کھانا چاہئے یا بغیر ٹکڑے کئے ہوئے کھانا چاہئے؟ نیز یہ کہ کون سی ایسی کتاب ہے جس میں مکمل سنتیں درج ہیں؟

جواب:... عطر لگانے کا کوئی خاص طریقہ مسنون نہیں، البتہ دائیں جانب سے ابتدا کرنا سنت ہے۔[1] سرمہ لگانے میں معمول مبارک یہ تھا کہ دائیں آنکھ میں ایک سلائی، پھر بائیں میں، پھر دائیں میں، اس طرح دائیں آنکھ سے شروع کرتے اور دائیں پر ہی ختم کرتے۔[2]

روٹی کے چار ٹکڑے کرنے کی سنت میرے علم میں نہیں۔ "اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ

---

(۱) یستحب البداءة بالیمنیٰ فی کل ما کان من باب التکریم والزینة والنظافة ونحو ذالک ...الخ۔ (شرح المسلم للنووی ج:۲ ص:۱۹۷، باب استحباب لبس النعال فی الیمنیٰ ...الخ)۔

(۲) قال عصام ویؤید الإکتفاء بالإثنین فی الیسریٰ ما ذکر بعض الأئمة انه صلی الله علیه وسلم کان یفتتح فی الإکتحال بالیمنیٰ ویختم بها تفضیلًا لها فإن الظاهر انه صلی الله علیه وسلم یکتحل فی الیمنیٰ إثنین وفی الیسریٰ کذالک ثم یأتی بالثالث الیمنیٰ لیختم بها ویفضلها علی الیسریٰ لواحد۔ (حاشیه نمبر ۱۰، شمائل ترمذی ص:۵ طبع مکتبه رشیدیه ساهیوال)۔

علیہ کی تألیف ہے، اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اسی طرح ''خصائلِ نبوی شرح شمائل ترمذی'' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی تألیف ہے، اس کا مطالعہ بھی باعثِ برکت ہوگا۔

نیل پالش لگی ہونے سے غسل اور وضو نہیں ہوتا

سوال:...آج کل خواتین خصوصاً وہ خواتین جو اس دور میں تھوڑی سی یہ کوشش کرتی ہیں کہ دُنیا والوں کے ساتھ چل سکیں، تھوڑا بہت فیشن کرلیتی ہیں، مثلاً: نیل پالش وغیرہ لگالیتی ہیں۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو ہوجاتا ہے؟ نماز اس سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا وضو کے بعد نیل پالش لگاکر نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ سنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا، جب وضو نہیں ہوگا تو انسان پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اس سوال کا جواب مہربانی فرماکر دیجئے کیونکہ بہت دنوں سے مجھے یہ اُلجھن رہنے لگی ہے کہ نیل پالش لگاکر نماز ادا نہیں کی جاسکتی، یا اس کی وجہ سے انسان ناپاک ہوجاتا ہے تو وہ کیا وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے انسان ناپاک ہوجاتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب:...وضو میں جن اعضاء کا دھونا ضروری ہے، اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو جسم کی کھال تک پہنچنے سے روکے، تو وضو نہیں ہوتا، یہی حکم غسل کا ہے۔ نیل پالش لگی ہوئی ہو تو پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے نیل پالش لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا۔[1] عورتیں فیشن کے طور پر نیل پالش اور سرخی لگاتی ہیں، حالانکہ ان چیزوں سے عورت کے حسن وزیبائش میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ ذوقِ سلیم کو یہ چیزیں بدمذاقی معلوم ہوتی ہیں، اور جب ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی توفیق بھی سلب ہوجائے تو ان کا استعمال کسی سلیم الفطرت مسلمان کو کب گوارا ہوسکتا ہے؟ عورتوں کو زیب وزینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے، یہ تو نہیں کہ جس چیز کا بھی فیشن چل نکلے آدمی اس کو کرنے بیٹھ جائے...!

کیا سرمہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے؟

سوال:...ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ آنکھوں میں سرمہ لگانا سنت ہے، جبکہ ٹی وی کے ایک پروگرام میں ایک ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ: ''علمِ طب میں سرمہ لگانا نقصان دہ ہے۔'' اگر یہ واقعی سچ ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی سرمہ لگانا اچھی بات ہے اور وہ واقعی سنت ہے، تو پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل کیسے نقصان دہ ہوسکتا ہے؟ براہِ مہربانی اس بارے میں بھی بتائیں۔

---

(۱) ویجب أی یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرةً کأذن .... ولَا یمنع الطهارة ونیم أی خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته وحناء ولو جرمه به یفتی، ودرن ووسخ، وکذا دهن، ودسومة إلٰی آخره، ولَا یمنع ما علٰی ظفر صباغ ولَا طعام بین أسنانه أو فی سنه المجوف به یفتٰی، وقیل: إن صلبا منع، وهو الأصح۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۱۵۲، ۲۵۴، مطلب ابحاث الغسل، أیضًا: عالمگیری ج:۱ ص:۱۳ الباب الثانی فی الغسل)۔

جواب:... سرمہ لگانا بلاشبہ سنت ہے۔[1] ڈاکٹر صاحب کی نئی تحقیق تجربے کی روشنی میں غلط ہے، کاش! ڈاکٹر صاحب لوگوں کو بتائیں کہ ٹی وی کی شعاعیں آنکھوں کے لئے کس قدر نقصان دہ ہیں۔

عورتوں کا کان، ناک چھدوانا

سوال:... قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیے کہ لڑکیوں کے کان، ناک چھدوانے کی رسم کہاں تک ثابت ہے؟ یا یہ محض ایک رسم ہے؟

جواب:... خواتین کو بالیاں وغیرہ پہننا جائز ہے، اور اس ضرورت کے لئے کان، ناک چھدوانا بھی جائز ہے۔[2]

کیا جوان مرد کا ختنہ کروانا ضروری ہے؟

سوال:... اگر کسی مسلمان بچے کا ختنہ کسی بنا پر (جو وہ خود ہی جانتے ہوں) والدین نے نہ کرایا تو کس کو گناہ ہوگا؟ ۱- ختنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟ ۲- کیا وہ مسلمان ہوگا یا نہیں؟ یعنی کہ عام مسلمان کی طرح۔

جواب:... ختنہ کرنا صحیح قول کے مطابق سنت اور شعارِ اسلام ہے۔[3] اگر والدین نے بچپن ہی میں نہیں کرایا تو والدین کا یہ تساہل لائقِ ملامت ہے، مگر خود اس شخص پر ملامت نہیں۔ جوان ہونے کے بعد بھی اگر یہ شخص تحمل رکھتا ہے تو اس کو کرالینا چاہئے، اور اگر تحمل نہیں تو خیر معاف ہے۔ اور آج کل تو سرجری نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ختنے کے ناقابلِ تحمل ہونے کا سوال ہی نہیں۔ باقی ختنہ نہ ہونے کے باوجود بھی یہ شخص مسلمان ہے، جبکہ یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اَحکام کو دِل و جان سے مانتا ہے۔[4]

کیا بچے کے پیدائشی بال اُتارنا ضروری ہیں؟

سوال:... سنا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم کو پاک کیا جاتا ہے، اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے بال بھی جب تک پورے سر سے صاف نہ کردیں بالوں میں غلاظت رہ جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کے بالوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک

---

(۱) عن عباس أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: اکتحلوا بالإثمد فإنه یجلو البصر وینبت الشعر وزعم أن النبی صلی الله علیه وسلم کانت له محکلة یکتحل بها کل لیلة ثلاثة فی هٰذه وثلاثة فی هٰذه۔ رواه الترمذی۔ (مشکٰوة ج:۲ ص:۳۸۳، باب الترجل، الفصل الثانی)۔

(۲) قال فی شرح التنویر: ولَا بأس بثقب أذن البنت والطفل إستحسانًا ملتقط۔ قال ابن عابدین: ظاهره أن المراد به الذکر مع أن ثقب الأذن لتعلیق القرط وهو زینة النساء فلا یحل للذکور۔ (الدر المختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۴۲۰)۔

(۳) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الفطرة خمس، أو خمس من الفطرة: الختان والإستحداد وتقلیم الأظفار ونتف الإبط وقصّ الشارب۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقلیم الأظفار، مسلم ج:۱ ص:۱۲۸، باب خصال الفطرة)۔

(۴) الشیخ الضعیف إذا أسلم ولَا یطیق الختان إن قال أهل البصر لَا یطیق یترک لأن ترک الواجب بالعذر جائز فترک السُّنَّة أولٰی، کذا فی الخلاصة، قیل فی ختان الکبیر إذا أمکن أن یختتن نفسه فعل وإلّا لم یفعل۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۵۷، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء ...إلخ)۔

ہوجاتا ہے، جسے پھر دھونا ضروری ہوجاتا ہے، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور اگر کسی بچی (عورت) کے بال بچپن میں نہ صاف ہوئے ہوں اور وہ لڑکی ۵-۶ سال کی ہوجائے، یہ ایسی عمر ہے جس میں بالوں سے گنجا کرنا بُرا مانا جاتا ہے، تو پھر ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... پیدائش کے بعد بچے کو نہلایا جاتا ہے، اس نہلانے سے اس کے بال بھی پاک ہوجاتے ہیں، البتہ پیدائشی بال اُتار دینا سنت ہے۔[1]

جسم پر گودنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... موجودہ دور میں یہ ایک طریقہ معاشرے میں رائج ہوا ہے کہ لوگ مصنوعی مشین سے ہاتھوں پر نام لکھتے ہیں یا کسی درندے یا درخت کی تصویر بناتے ہیں، کیا اس پر کچھ گناہ بھی ملتا ہے؟ اور اس کے ساتھ وضو ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

جواب:... بدن گودنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔

"عن أبی جحیفة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن الواشمة والمستوشمة۔"

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۹، باب لعن المصور)

ترجمہ:... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔"

عورت کو مردوں والا رُوپ بنانا

سوال:... ہمارے خاندان میں ایک عورت ہے، جس نے بچپن سے مردانہ چال ڈھال اختیار کی ہے، مردانہ لباس پہنتی ہے، مردوں جیسے بال رکھتی ہے، الغرض خود کو مرد کہتی ہے اور اگر خاندان کا کوئی مرد اس کو عورت کہتا ہے تو جھگڑا کرتی ہے، اس کے علاوہ یہ عورت روزے اور نماز سخت پابندی سے ادا کرتی ہے، اور خود کو لوگوں کے سامنے ایک دِین دار اور صحیح مرد پیش کرتی ہے، اور حقیقت میں وہ دِین دار بھی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا شریعت کی رُو سے یہ جائز ہے؟ اس عورت کی عمر اَب چالیس سال کے برابر ہوگی۔

جواب:... عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی مشابہت حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، حدیث میں ہے:

"عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔"

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهین بالنساء والمتشبّهات بالرجال)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ

---

(۱) عن الحسن عن سمرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الغلام مرتهن بعقیقته تذبح عنه یوم السابع ویسمّٰی ویحلق رأسه۔ رواه أحمد والترمذی وأبو داؤد والنسائی۔ (مشکوٰة ص:۳۶۲، باب العقیقة، طبع قدیمی)۔

وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔‘‘

بھنوؤں کے بال بڑھ جائیں تو کٹوانا جائز ہے، اُکھیڑنا دُرست نہیں

سوال:... بھنوؤں کے بال بڑھ جانے پر یا بے زیب ہونے پر کٹوائے یا موچنے سے اُکھیڑے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... بال بڑھ جائیں تو ان کو کٹوانا تو جائز ہے، مگر موچنے سے اُکھیڑنا دُرست نہیں۔ [1]

سیاہ خضاب اس نیت سے لگانا کہ لوگ اسے جوان سمجھیں

سوال:... میں نے حجۃ الاسلام اِمام محمد غزالیؒ کی تصنیف ’’کیمیائے سعادت‘‘ کے مطالعے کے دوران پڑھا ہے کہ مرد حضرات کا داڑھی کو خضاب اس نیت سے لگانا کہ لوگ انہیں جوان سمجھیں، بہت سخت گناہ ہے، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص داڑھی کو خضاب لگاتا ہے کہ جوان نظر آئے، اس کو جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ پہلے پہل داڑھی میں خضاب فرعون نے لگایا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں کی بزرگی دی ہے یہ لوگ اسے چھپاتے ہیں۔ آپ مہربانی فرماکر تفصیل سے بیان فرمائیں قرآن وسنت کی روشنی میں، کیونکہ میرے کچھ بزرگ ایسا کرتے ہیں اور میں ان کی بزرگی کے باعث ان کو منع نہیں کرسکتا، مبادا وہ اس کو اپنی شان میں گستاخی سمجھیں۔ ویسے بھی یہ وبا عام ہوگئی ہے، میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ دُشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے داڑھی میں مہندی لگانے کی اجازت ہے، کیونکہ جنگِ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا تھا، مگر خضاب لگانا بہت سخت گناہ ہے۔

جواب:... اِمام حجۃ الاسلام غزالیؒ نے جو مسئلہ لکھا ہے، وہ صحیح ہے، سیاہ خضاب کرنا اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے اور احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بھٰذا السواد کحواصل الحمام لَا یریحون رائحۃ الجنۃ۔‘‘

(ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۶، باب ما جاء فی خضاب السود)

ترجمہ:... ’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں لوگ اس سیاہی سے خضاب لگائیں گے، ان کی مثال کبوتر کے پوٹے کی طرح ہے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔‘‘

---

(۱) وعن أبی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی: ولَا بأس بأخذ الحاجبین وشعر وجھہ ما لم یتشبہ بالمخنث ...إلخ. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان ...إلخ).

سر کے بال گوندھنے کا شرعی ثبوت

سوال:... ۲۵/جولائی تا ۳۱/جولائی کے اخبارِ جہاں "کتاب وسنت کی روشنی میں"، "عورت کے کھلے سر کے بال" پڑھا، اس دن سے ہم عجیب شش و پنج میں مبتلا ہیں، کیونکہ ہم تو بچپن سے یہ سنتے آرہے ہیں کہ بال باندھ کر رکھنا چاہئیں اور ۸/تاریخ کے "آپ کے مسائل اوران کا حل" میں بھی آپ نے عالیہ امیر کے سوال کے جواب میں صرف یہ لکھا ہے کہ دو چوٹیوں کا فیشن بُرا ہے، آپ نے یہ نہیں کہ [illegible] باندھنا ہی بُرا ہے، کیونکہ اس مراسلے سے تو ہم یہ بھی مطلب اخذ کر سکتے ہیں کہ چوٹی باندھنا ہی بُرا ہے، وہ کچھ یوں [illegible]

"جو احادیث شریف ذیل میں تحریر کر رہی ہوں، ان کی رُو سے عورت کو چٹیا، گت، جوڑا یا چونڈا رکھنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو جوڑنے والے اور جوڑنے والی پر لعنت کی ہے۔ احادیث شریف یہ ہیں: نمبر ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷ (منقول از جلد سوم صحیح بخاری شریف)۔

آج کل بالوں کا جو فیشن ہے، کیا وہ شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ ان احادیث شریف کی رُو سے عورت کے بال کھلے ہوئے، کمر اور شانوں پر پڑے ہونے چاہئیں۔ حافظ صاحب یہ مسئلہ بہت اہم ہے، آپ وضاحت کر کے شکوک رفع کریں۔" حافظ صاحب کا جواب یہ تھا: "آپ نے کافی وضاحت کر دی ہے، اب ہماری وضاحت کی ضرورت نہیں۔"

اب ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ ذرا وضاحت سے جواب دیں کیونکہ اس جواب سے ہماری تشفی نہیں ہوئی ہے۔ ویسے ہم نے اس پر عمل شروع کر دیا ہے، مگر پھر بھی ہمارے گھروں میں زیادہ تر خواتین بال باندھ کر ہی رکھتی ہیں تو یہ بال باندھنے کا فیشن کہاں سے مسلمانوں میں آگیا؟ کیونکہ اس لحاظ سے تو ہم ایک طرح سے گناہ میں مبتلا ہیں، کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ایسے لوگوں پر۔ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور مسلمان خواتین کو سیدھا راستہ دِکھائیں۔

جواب:... عورتوں کے سر کے بال گوندھنا نہ صرف جائز بلکہ اُمہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی سنت ہے۔ صحیح مسلم (ج:۱ ص:۱۴۹) میں اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے:

> "عن أمّ سلمة رضی الله عنها قالت قلت: یا رسول الله! انی امرأة أشد ضفر رأسی أفأنقضه لغسل الجنابة؟ قال: لَا! انما یکفیک ان تحثی علٰی رأسک ثلاث حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطهرین۔"
>
> (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۴۹، ۱۵۰، باب حکم ضفائر المغتسلة)

ترجمہ:... "حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: میں سر کے بال گوندھتی ہوں، کیا غسلِ جنابت کے لئے مجھے سر کے بال کھولنے چاہئیں؟ فرمایا: نہیں! بس اتنا ہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو (جن سے بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں)، پھر پورے

بدن پر پانی بہالیا کرو۔“

صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا تھا: سر کے بال کھول لو اور کنگھی کرلو۔

”عن عبید بن عمیر قال: بلغ عائشة أن عبدالله بن عمر یأمر النساء اذا اغتسلن أن ینقضن رؤسهن، فقالت: یا عجبًا لِابن عمر! هٰذا یأمر النساء اذا اغتسلن۔“

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۵۰، باب حکم ضفائر المغتسلة)

ترجمہ:... ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کے لئے اپنے گندھے ہوئے بال کھول لیا کریں، اس پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابنِ عمر پر تعجب ہے. وہ عورتوں کو غسل کے لئے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ سر کے بال مونڈ لیں۔“

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ کے سر گندھے ہوئے ہوتے تھے۔ ”اخبارِ جہاں“ کی مراسلہ نگار نے جن احادیث کا حوالہ دیا ہے، ان کا زیرِ بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، وہ ایک دُوسرے مسئلے سے متعلق ہیں، جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ جن عورتوں کے سر کے بال کم ہوتے وہ اُوپر سے بال جوڑ لیتی تھیں، تاکہ ان کے بال زیادہ ہوجائیں اور بعض عورتیں بال جوڑنے کے اس فن میں مہارت رکھتی تھیں، ایسی عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو سر کے بال زیادہ کرنے کے لئے اوپرے بال جڑوائیں یا جوڑیں۔ (۱)

کیا نومسلم کا ختنہ ضروری ہے؟

سوال:... ایک آدمی جس کی عمر تقریباً ۵۰ سال ہے، پہلے وہ عیسائی تھا، اب وہ اللہ کے فضل و کرم سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا ہے، چونکہ وہ پہلے غیر مسلم تھا اس نے ختنہ نہیں کروایا، اب وہ مسلمان ہے، اب اس کے لئے ختنہ کروانا ضروری ہے یا کہ نہیں؟

جواب:... ختنے کا حکم تو بڑی عمر کے شخص کے لئے بھی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ اس کا متحمل ہو، اگر اس کا متحمل نہ ہو تو چھوڑ دیا جائے۔ (۲)

---

(۱) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۸، باب الوصل فی الشعر)۔

(۲) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الفطرة خمس، أو خمس من الفطرة: الختان والإستحداد ونتف الإبط وتقلیم الأظفار وقصّ الشارب۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقلیم الأظفار، مسلم ج:۱ ص:۱۲۸، باب خصال الفطرة)۔ الشیخ الضعیف إذا أسلم ولَا یطیق الختان إن قال أهل البصر لَا یطیق یترک لأن ترک الواجب بالعذر جائز فترک السُّنَّة أولٰی، کذا فی الخلاصة، قیل فی ختان الکبیر إذا أمکن أن یختتن نفسه فعل وإلّا لم یفعل۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۵۷، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء ...إلخ)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنے کا حکم کب ہوا؟

سوال:... مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی ایک کتاب کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا، مولاناؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ختنہ ننانوے سال کی عمر میں ہوئی، تو پھر انہوں نے اپنی اولاد کو اس اَمر کا حکم فرمایا۔ آیا اس سے پہلے یہ حکم تھا کہ نہیں؟ بہرحال اب آپ برائے مہربانی ذرا وضاحت سے اس مسئلے کو بیان فرمائیں۔

جواب:... جب سب سے پہلے یہ حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا، تو ظاہر ہے کہ اس سے پہلے حکم نہیں ہوگا، آپ کو اس میں کیا اِشکال ہے...؟[1]

نومسلم بالغ کا ختنہ کروانا

سوال:... کیا نومسلم بالغ کا ختنہ کرانا چاہئے جبکہ ختنہ سنت ہے اور ستر کا چھپانا فرض ہے؟

جواب:... ختنہ اسلام کا شعار ہے، اور آپریشن کے لئے ستر کھولنا جائز ہے۔[2]

---

(۱) عن یحییٰ بن سعید أنه سمع سعید بن المسیّب یقول: کان إبراهیم خلیل الرحمٰن أوّل الناس ضیّف الضیف وأوّل الناس اختتن وأوّل الناس قص شاربه وأوّل الناس رأی الشیب فقال: یا ربّ ما هذا؟! قال الربّ تبارک وتعالٰی: وقارٌ یا إبراهیم! قال: ربّ زدنی وقارًا۔ رواه مالک۔ (مشکٰوة ج:۲ ص:۳۸۵، باب الترجل، الفصل الثالث)۔

(۲) ویجوز النظر إلی الفرج للخاتن، وللقابلة وللطبیب عند المعالجة ویغض بصره ما استطاع۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۰، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر ...إلخ)۔

لباس

لباس کے شرعی اَحکام

سوال:... مردوں اور عورتوں کے لئے بالوں کی تراش خراش میں کوئی پابندی ہے؟ اسی طرح ان کے لباس کے متعلق کیا کوئی خصوصی ہدایات شریعت نے دی ہیں؟

جواب:... سر کے بالوں کے لئے کسی خاص وضع یا تراش کی پابندی شریعت نے نہیں لگائی، البتہ کچھ حدود ایسی ضرور مقرّر کی ہیں کہ ان کے خلاف کرنا ممنوع ہے، ان حدود میں رہتے ہوئے آدمی جو وضع چاہے اختیار کرسکتا ہے، وہ حدود یہ ہیں:

۱- اگر بال منڈوائیں تو پورے سر کے منڈوائیں کچھ حصے کے منڈوانا اور کچھ کے نہ منڈوانا ممنوع ہے۔[۱]

۲- بالوں کی وضع میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کی جائے۔[۲]

۳- مرد، عورتوں کی وضع کے اور عورتیں مردوں کی وضع کے بال نہ رکھیں۔[۳]

---

(۱) عن نافع عن ابن عمر قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم ینهیٰ عن القزع، قیل لنافع: ما القزع؟ قال: یحلق بعض رأس الصبی ویترک البعض. متفق علیه. والحق بعضهم التفسیر بالحدیث. وعن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم أری صبیًّا قد حُلق بعض رأسه وترک بعضه فنهاهم عن ذالک وقال احلقوا کله واترکوا کله. (مشکوٰة ج:۱ ص:۳۸۰، باب الترجل الفصل الأوّل). وفی الذخیرة .... ویکره القزع وهو أن یحلق البعض ویترک البعض قطعًا. (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۰۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع).

(۲) قال صلی الله علیه وسلم .... لَا تشبهوا بالیهود ولَا بالنصاریٰ. (سنن ابن ماجة ص:۹۹، ترمذی ج:۲ ص:۹۹). أیضًا: وفی الذخیرة ولَا بأس أن یحلق رأسه وسط رأسه ویرسل شعره من غیر أن یفتله وان فتله فذالک مکروه لأنه یصیر مشبهًا ببعض الکفرة والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولٰکن لَا یحلقون وسط الرأس بل یجزون الناصیة تاتر خانیة .... ویکره القزع وهو أن یحلق البعض ویترک البعض قطعًا مقدار ثلاثة أصابع کذا فی الغرائب. (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۰۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع).

(۳) وعن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المخنثین .... أی المتشبهین بالنساء من الرجال فی الزی واللباس والخضاب والصوت والصورة والتکلم .... والمترجّلات، بکسر الجیم المشددة أی المتشبّهات بالرجال من النساء، زیًّا وهیئة ومشیة ورفع صورت ونحوها ...إلخ. (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۴ ص:۴۵۹، ۴۶۰، باب الترجل، طبع بمبئی). أیضًا: عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری شریف ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهین بالنساء والمتشبّهات بالرجال).

۴- بال بڑے رکھے ہوں تو ان کو صاف ستھرا رکھیں، تیل لگایا کریں اور حسبِ ضرورت کنگھا بھی کیا کریں۔[۱] بال بکھرے ہوئے نہ ہوں، مگر بالوں کو ایسا مشغلہ بھی نہ بنائیں کہ وہ تکلف اور تصنع میں داخل ہوجائے۔[۲]

۵- ننگے سر نہ پھریں۔[۳]

۶- سفید بالوں پر سیاہ خضاب کرنا ممنوع ہے، کسی اور رنگ کا خضاب کرسکتے ہیں۔[۴] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بال رکھنے کا تھا، کبھی کانوں کے نصف تک ہوتے تھے، کبھی کانوں کی لَو تک، اور کبھی کاندھوں تک۔[۵]

لباس کے متعلق بھی اُصول تو وہی ہے جو بالوں کے بارے میں بیان ہوا کہ کسی خاص تراش یا وضع کی پابندی شریعت نے نہیں لگائی، البتہ کچھ حدود اس کی بھی مقرّر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ ہونا چاہئے، وہ حدود یہ ہیں:

۱- مرد شلوار، تہبند اور پائجامہ وغیرہ اتنا نیچا نہ پہنیں کہ ٹخنے یا ٹخنوں کا کچھ حصہ اس میں چھپ جائے۔[۶]

۲- لباس اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ وہ اعضاء ظاہر ہوجائیں جن کا چھپانا واجب ہے۔[۷]

---

(۱) عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان له شعر فليكرمه. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۲، باب الترجل، الفصل الثانی).

(۲) عن عبدالله بن بريدة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ينهانا عن كثير من الإرفاه. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۲، باب الترجل، الفصل الثانی).

(۳) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. وفی المرقاة: (من تشبه بقوم) أی من شبه نفسه بالكفار مثلًا فی اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوّف والصلحاء الأبرار (فهو منهم) أی فی الإثم والخير. (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة ج:۴ ص:۴۳۱، كتاب اللباس، الفصل الثانی، طبع بمبئی، هند).

(۴) عن أبی هريرة قال النبی صلى الله عليه وسلم إن اليهود والنصارىٰ لَا يصبغون فخالفوهم، وفی رواية: واجتنبوا السواد. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۵، باب الخضاب، مسلم ج:۲ ص:۱۹۹). وفی رواية: غيّر الشيّب ولَا تشبّهوا باليهود. وفی رواية: غيّر به الشيّب الحنّا والكتم. (ترمذی ج:۱ ص:۳۰۵، مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۲).

(۵) عن مالك أن جمّته لتضربُ قريبًا من منكبه .... قال شعبة شعره يبلغ شحمة أذنيه، وفی رواية: كان شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلًا ليس بالسبط ولَا الجعد بين أذنيه وعاتقيه. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۲، باب الجعد).

(۶) عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لَا ينظر الله يوم القيامة إلىٰ من جرّ إزاره بطرًا. (بخاری ج:۲ ص:۸۶۱، باب من جرّ ثوبه من الخيلاء). وفی رواية عن أبی سعيد هل سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئًا فی الإزار؟ قال: نعم! سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إزرة المؤمن إلىٰ أنصاف ساقيه لَا جناح عليه ما بينه وبين الكعبين وما أسفل من الكعبين فی النار يقول ثلاثًا لَا ينظر الله إلىٰ من جرّ إزاره بطرًا. (مشكوٰة ص:۳۷۴، كتاب اللباس، مسلم ج:۲ ص:۱۹۵، ابن ماجة ص:۲۵۵).

(۷) فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة لَا تقره الشريعة الإسلامية، مهما كان جميلًا أو موافقًا لدور الأزياء، وكذالك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذی يحكی للناظر شكل حصة من الجسم الذی يجب ستره، فهو فی حكم ما سبق فی الحرمة وعدم الجواز. (تكملة فتح الملهم ج:۴ ص:۸۸).

۳-لباس میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کریں۔ [۱]
۴-مرد زنانہ لباس اور عورتیں مردانہ لباس نہ پہنیں۔ [۲]
۵-اپنی مالی استطاعت سے زیادہ قیمت کے لباس کا اہتمام نہ کریں۔ [۳]
۶-مال دار شخص اتنا گھٹیا لباس نہ پہنے کہ دیکھنے والے اسے مفلس سمجھیں۔ [۴]
۷-فخر و نمائش اور تکلف سے اجتناب کریں۔ [۵]
۸-لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے، مردوں کے لئے سفید لباس زیادہ پسند کیا گیا ہے۔ [۶]
۹-مردوں کو اصلی ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔ [۷]
۱۰-خالص سرخ لباس پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہے، کسی اور رنگ کی آمیزش ہو، یا دھاری دار ہو تو مضائقہ نہیں۔ [۸]

واللہ اعلم!

---

(۱) أن اللباس الذی یتشبه به الإنسان بأقوام کفرة لَا یجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذالک التشبه بهم۔ (تکملة فتح الملهم ج:۴ ص:۸۸، کتاب اللباس)۔ عن ابن عمرو بن العاص أخبره قال رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم علَیَّ ثوبین معصفرین، فقال: ان هٰذه من ثیاب الکفار فلا تلبسها۔ (مسلم ج:۲ ص:۱۹۲ باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر)۔

(۲) عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبّهین من الرجال بالنسا والمتشبهات من النساء بالرجال۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهین بالنساء والمتشبّهات بالرجال، طبع میر محمد کتب خانه)۔

(۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من تلبس بما لم یعط کان کلابس ثوبی زور۔ اعلم أن الکسوة منها فرض .... کما فی النتف بین النفیس والخسیس اذخیر الأمور أوسطها وللنهی عن الشهرتین وهو ما کان فی نهایة النفاسة أو الخساسة۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۵۱ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، طبع سعید)۔

(۴) (وعن عمر بن شعیب عن أبیه عن جده قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله یحب ان یری) بصیغة المجهول، یبصر ویظهر (أثر نعمة) أی إحسانه وکرمه تعالٰی (علٰی عبده) فمن شکرها إظهارها ومن کفرانها کتمانها، قال المظهر یعنی إذا أتی الله عبدًا من عباده نعمة من نعم الدنیا فلیظهرها من نفسه، بأن یلبس لباسًا یلیق بحاله لِإظهار نعمة الله علیه ...إلخ۔ (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۴۳۱، ۴۳۲، کتاب اللباس، الفصل الثانی، طبع بمبئی هند)۔

(۵) ولَا بأس بلبس الثیاب الجمیلة إذا لم یکن للکبر ...إلخ۔ (بزازیة علی الهندیة ج:۶ ص:۳۶۸، أیضًا: ردالمحتار ج:۶ ص:۳۵۱، کتاب الحظر والإباحة)۔

(۶) قال صلی الله علیه وسلم: ألبسوا من ثیابکم البیاض، فإنها أطهر أوطیب۔ (سنن نسائی ج:۲ ص:۲۹۷)۔

(۷) إنی (أی حذیفة) سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: لَا تلبسوا الدیباج والحریر ...إلخ۔ (مسلم ج:۲ ص:۱۸۹، باب تحریم إستعمال إناء الذهب)۔ عن أنس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرة۔ (مسلم ج:۲ ص:۱۹۲ باب تحریم إستعمال إناء الذهب ...إلخ)۔

(۸) وفی الحاوی الزاهدی یکره للرجال لبس المعصفر والمزعفر والمورس والحمر أی الأحمر حریرًا کان أو غیره إذا کان فی صبغه دم وإلّا فلا۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۵۸، فصل فی اللبس، أیضًا: شمائل ترمذی مترجم ص:۴۱۰، ۵۳، طبع میر محمد کراچی)۔

پگڑی کی شرعی حیثیت اور اس کی لمبائی اور رنگ

سوال:... ایک شخص سنت کی وجہ سے پگڑی باندھتا ہے، مگر گھر والے اور دوست سب بُرا منائیں اور تنگ کریں تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس کی موجودہ پیمائش کیا ہے؟

جواب:... پگڑی باندھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے،[۱] اس کو بُرا سمجھنا بہت ہی غلط بات ہے۔ باندھے تو ثواب ہے، نہ باندھے تو گناہ نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک دو طرح کی تھیں، ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ چھوٹی تقریباً تین گز کی اور بڑی تقریباً پانچ گز کی، لیکن کسی روایت میں دستار کی لمبائی منقول نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس کو پسند فرماتے تھے،[۲] اس لئے سفید عمامہ بھی پسندیدہ ہے، اور سفر کے دوران سیاہ عمامہ بھی استعمال فرمایا۔[۳]

عمامہ سنتِ نبوی اور اس کی ترغیب

سوال:... دِل چاہتا ہے کہ دِینی مدارس میں ہر طالبِ علم پر یہ پابندی ہو کہ سر پر عمامہ باندھنا ان کے لئے لازمی ہو۔ آقائے دوعالم سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک ہے اور دِینی مدارس کے طالبِ علم بھی اس کی پابندی کر سکتے ہیں۔ نظروں کے لئے بہت ہی خوشگوار منظر ہوگا کہ ہر جماعت میں، ہر درس میں بیٹھے ہوئے، ہر طالبِ علم کے سر پر تاج مبارک رکھا ہوا ہو، نماز میں بھی سیکڑوں حضرات مولا کے حضور اس تاج کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اُمید ہے کہ جب یہ طالبِ علم اپنے کسی کام سے بازاروں میں سر پر یہ تاج مبارک رکھے ہوئے اِدھر اُدھر جائیں گے تو آقائے دوعالم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے صدقے ربِّ کریم کی ہزاروں رحمتیں شہر کی گلی گلی برسیں گی۔ ربِّ کریم کو تو اپنے حبیب کی ہر ادا پر پیار آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ ایک سنت کے صدقے ہماری ہدایت ونجات کا فیصلہ فرمادیں۔

جواب:... ماشاء اللہ! بہت مبارک تحریک ہے، مدارسِ عربیہ کے طلبہ کو اس کی پُرزور ترغیب دی جانی چاہئے اور صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت مبارکہ کو زندہ کریں اور عمامہ سنت کی نیت سے سر پر باندھا کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس رنگ کے عمامے اِستعمال کئے؟

سوال:... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس رنگ کے عمامے اور کن کن موقعوں پر اپنے سر مبارک پر باندھے ہیں؟

---

(۱) کانت له عمامة تسمّی السحاب، کساها علیًّا، وکان یلبسها ویلبس تحتها القلنسوة، وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة، ویلبس العمامة بغیر قلنسوة۔ (زاد المعاد فی هدی خیر العباد ج:۱ ص:۱۳۵، طبع مؤسسة الرسالة)۔

(۲) عن سمرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ألبسوا من ثیابکم البیاض فإنها أطهر وأطیب ...إلخ۔ (سنن نسائی ج:۲ ص:۲۹۷، باب الأمر بلبس البیض من الثیاب)۔

(۳) عن جابر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم: دخل یوم فتح مکة وعلیه عمامة سوداء بغیر إحرام۔ (سنن نسائی ج:۲ ص:۲۹۹، باب لبس العمائم السود)۔

جواب:... سیاہ عمامہ فتحِ مکہ کے دن منقول ہے، اور کوئی رنگ منقول نہیں،[1] واللہ اعلم!

ٹوپی پہننا اور عمامہ باندھنا

سوال:... کیا ٹوپی پہننا اور پگڑی پہننا سنت ہے؟

جواب:... ٹوپی اور دستار دونوں سنت ہیں۔[2]

سفید یا سیاہ عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

سوال:... حضرت! میرا دوست جمعہ کے دن سفید یا کالا عمامہ پہنتا ہے، اس سے کسی نے کہا کہ: ''تم کب سے بریلوی بن گئے ہو؟'' کیا عمامہ باندھنا بریلوی ہونے کی علامت ہے؟

جواب:... سفید یا سیاہ عمامہ پہن سکتے ہیں، البتہ شیعوں کے ساتھ مشابہت ہو تو سیاہ نہ پہنا جائے۔

مردوں کا سر پر ٹوپی رکھنا

سوال:... عورتوں کو سر پر دوپٹہ رکھنے کی تاکید ہے، تو کیا مردوں کو نماز کے علاوہ بھی سر پر ٹوپی رکھنا ضروری ہے؟ اس کا جواب بھی تفصیل سے عنایت فرمائیں۔

جواب:... گھر اگر آدمی ننگے سر رہے تو کوئی حرج نہیں، لیکن مردوں کا کھلے سر بازاروں میں پھرنا خلافِ ادب ہے، اور فقہاء ایسے لوگوں کی شہادت قبول نہیں فرماتے۔[3] آج کل جو مردوں کے ننگے سر بازاروں اور دفتروں میں جانے کا رواج چل نکلا ہے، یہ فرنگی تقلید ہے، اچھے اچھے دِین دار لوگ بھی ننگے سر رہنے کے عادی ہوگئے ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

---

(۱) عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء. (سنن نسائی ج:۲ ص:۲۹۹).

(۲) واعلم أنه صلى الله عليه وسلم كانت له عمامة سوداء، تسمى السحاب وكان يلبس تحتها القلانس، جمع قلنسوة، وهى غشاء مبطن يستر به الرأس، قاله الفراء، وقال غيره: هى التى تسميها الشاشية والعراقية، وروى الطبرانى وأبو الشيخ والبيهقى فى شعب الإيمان من حديث ابن عمر رضى الله عنهما، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس قلنسوة ذات آذان يلبسها فى السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى، واسناده ضعيف، كذا فى أبى داؤد والمصنف، فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس، قال المصنف غريب، وليس اسناده بالقائم ...إلخ. (جمع الوسائل شرح الشمائل ج:۱ ص:۳۰۴، باب ما جاء فى عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم). وروى الطبرانى عن ابن عمر مرفوعًا كان يلبس قلنسوة بيضاء، وروى الرويانى وابن عساكر بسند ضعيف عن ابن عباس أنه صلى الله عليه وسلم كان يلبس القلانس تحت العمائم وبغير العمائم، ويلبس العمائم بغير قلانس وكان يلبس القلانس اليمانية، ومن أبيض المضربة، ويلبس ذات الآذان فى الحرب .... كذا فى الجامع الصغير للسيوطى. (مرقاة شرح مشكوٰة ج:۴ ص:۴۲۴ باب اللباس، طبع بمبئى).

(۳) قال: ولَا من يفعل الأفعال المستحقرة كالبول على الطريق والأكل على الطريق لأنه تارك للمروة وإذا كان لَا يستحى عن مثل ذالك لَا يمتنع عن الكذب فيتهم ...إلخ. (الهداية ج:۳ ص:۱۶۲، باب من يقبل شهادته ومن لَا يقبل).

مردوں کا ننگے سر رہنا کیسا ہے؟

سوال:...آج کل اکثر سر سے ننگا رہنے کا رِواج مردوں میں بالخصوص دِین دار لوگوں میں (باریش لوگوں میں) ہوگیا ہے، اور ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔

جواب:...ننگے سر رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں، بلکہ انگریزوں کی سنت ہے۔ (۱)

عورتوں کو مختلف رنگوں کے کپڑے پہننا جائز ہے

سوال:...ہمارے بزرگ چند رنگوں کے کپڑے، چوڑیاں (مثلاً: کالے، نیلے رنگ) پہننے سے منع کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ فلاں رنگ کے کپڑے پہننے سے مصیبت آجاتی ہے، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:...مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے، اور یہ خیال کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی، محض توہم پرستی ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا، اعمال سے انسان اللہ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے، اور اس کے بُرے اعمال سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ (۲)

عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے

سوال:...آپ نے فرمایا تھا کہ: ٹخنوں تک شلوار ہونی چاہئے، تو یہ حکم عورتوں کے لئے بھی ہے یا صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے؟ اور ہر وقت یا صرف نماز تک کے لئے ہے؟

جواب:...نہیں! یہ مردوں کا حکم ہے۔ عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے۔ (۳)

شلوار، پائجامہ اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہ کیوں؟

سوال:...ایک مولانا نے اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکنے کو ذُنوبِ کبائر میں شمار فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پر کافی احادیث دال ہیں اور ان احادیث کے بعد ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری شریف میں ہی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بوجہ خیلاء حرام ہے، ویسے مکروہ بدوں قصد معاف ہے۔ فتاویٰ عزیزی میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ مرد پائجامہ اور لنگی اور اِزار ٹخنے کے نیچے تک پہنچے۔

---

(۱) وفي المرقاة (من تشبه بقوم) أي من شبه نفسه بالكفار مثلًا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار (فهو منهم) أي في الإثم والخير. (مرقاة شرح مشكوٰة ج:۴ ص:۴۳۱ كتاب اللباس، الفصل الثاني).

(۲) وكره لبس المعصفر .... مفاده أنه لا يكره للنساء ولا بأس بسائر الألوان ...إلخ. (درمختار مع التنوير ج:۶ ص:۳۵۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس).

(۳) ينبغي أن يكون الإزار فوق الكعبين إلى نصف الساق وهذا في حق الرجال، وأما النساء فيرخين إزارهن أسفل من إزار الرجال يستر ظهر قدمهن ...إلخ. (الفتاوى الهندية ج:۵ ص:۳۳۳، كتاب الكراهية).

جواب:... شلوار، پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہِ کبیرہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو اَمر تحقیق طلب ہیں، اوّل یہ کہ کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟ دوم یہ کہ زیرِ بحث فعل گناہِ کبیرہ کے ضمن میں آتا ہے یا نہیں؟

اَمرِ اوّل:... مجمع البحار (ج:۴ ص:۳۵۸ طبع جدید حیدرآباد دکن) میں ''نہایہ'' سے گناہِ کبیرہ کی یہ تعریف نقل کی ہے:

''وہ فعل جس کی وجہ سے حد واجب ہوتی ہو، یا جس پر شارع نے خصوصی طور پر وعید سنائی ہو، اور اس میں شک نہیں کہ شرک کے بعد کبیرہ گناہ باعتبار حد کے یا اس وعید کے جو شارع نے ان پر فرمائی ہے، شدّت و ضعف میں مختلف ہیں۔''[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس فعل کا خصوصی طور پر نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دُنیوی سزا یا اُخروی وعید سنائی ہو، مثلاً: فلاں شخص ملعون ہے، یا فلاں شخص پر نظرِ رحمت نہیں ہوگی، یا فلاں شخص جہنم کا مستحق ہے۔ ایسے تمام افعال گناہِ کبیرہ کہلاتے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح نیکی کے درجات مختلف ہیں، اسی طرح کبیرہ گناہوں کے درجات بھی مختلف ہیں، بعض گناہ، کبیرہ گناہوں میں بڑے شمار ہوتے ہیں اور بعض ان سے کم درجے کے۔

امرِ دوم:... کبیرہ گناہ کی تعریف معلوم ہوجانے کے بعد اب یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار، پائجامہ یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس سلسلے میں چند احادیث نقل کرتا ہوں۔

۱:... ''عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا ینظر الله یوم القیامة الٰی من جر ازاره بطرًا۔ متفق علیه۔''

(مشکوٰة ص:۳۷۳، کتاب اللباس، الفصل الأوّل)

ترجمہ:... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے جو ازراہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلے۔''

یہی حدیث مجمع الزوائد (ج:۵ ص:۱۵۰، ۱۵۷) میں مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی نقل کی گئی ہے: حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت حسین بن علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ھبیب بن مغفل، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''عن أنس رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الْإزار الٰی نصف الساق والی الکعبین لَا خیر فی أسفل من ذٰلک۔ رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط ورجال أحمد رجال الصحیح۔''

(مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۵۰، باب فی الْإزار وموضعه، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

---

(۱) هو الموجبة حدًا أو ما أوعد الشارع علیه بخصوصه، ولَا شک انها بعد الشرک یختلف بحسب الحد وبحسب ما أوعد به شدة وضعفا۔ (مجمع بحار الأنوار ج:۴ ص:۳۵۴)۔

ترجمہ:... ''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چادر آدھی پنڈلی تک ہونی چاہئے یا (زیادہ سے زیادہ) ٹخنوں تک، اور جو اس سے نیچے ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔''

اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

''عن عبدالله بن مغفل رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إزرة المؤمن الٰی نصف الساق ولیس علیه حرج فیما بینه وبین الکعبین وما أسفل من ذٰلک ففی النار۔'' (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۵۷، باب فی الإزار وموضوعه، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ:... ''حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی تہبند آدھی پنڈلی تک ہوتی ہے، اور آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک کے درمیان درمیان رہے تب بھی اس پر کوئی حرج نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔''

۲:... ''عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا ینظر الله یوم القیامة الٰی من جر إزارهٗ بطرًا۔''

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۶۱، باب من جرَّ ثوبه من الخیلاء)

ترجمہ:... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے جو ازراہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلے۔''

(صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۳۷۳)

۳:... ''عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان الذی یجر ثیابه من الخیلاء لَا ینظر الله الیه یوم القیامة۔''

(مسلم ج:۲ ص:۱۹۴، باب تحریم جر الثوب خیلاء)

ترجمہ:... ''حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ازراہِ تکبر اپنے کپڑے کو کھینچتا ہوا چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔''

(حوالہ بالا)

۴:... ''عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: إزرة المؤمن الٰی انصاف ساقیه، لَا جناح علیه فیما بینه وبین الکعبین، وما أسفل من ذٰلک ففی النار، قال ذٰلک ثلاث مرات، ولَا ینظر الله یوم القیامة الٰی من جر إزاره بطرًا۔ رواه ابوداوٗد وابن ماجة۔'' (مشکوٰة ص:۳۷۴، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

ترجمہ:... ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: مؤمن کی لنگی آدھی پنڈلیوں تک ہوتی ہے، اور آدھی پنڈلی سے ٹخنوں تک کے درمیان رہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے- یہ بات تین بار فرمائی - اور اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے قیامت کے دن اس شخص کی طرف جو اَز راہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہو۔"

(مؤطا اِمام مالک ص:۷۶۷، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۳۷۴)

۵:... "عن ابن مسعود رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من اسبل إزاره فی صلاته خیلاء فلیس من الله جل ذکره فی حل ولَا حرام۔"

(ابوداؤد ج:۱ ص:۹۳، باب الإسبال فی الصلوٰة)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: جو شخص اَز راہِ تکبر نماز میں اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے رکھے، اسے اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ حلال میں، نہ حرام میں۔"

۶:... "عن عطاء بن یسار عن بعض أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال: بینما رجل یصلی وهو مسبل إزاره قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذهب فتوضأ، قال: فذهب فتوضأ ثم جاء، فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذهب فتوضأ، ثم جاء، فقال: یا رسول الله! ما لک امرته یتوضأ ثم سکت عنه، فقال: انه کان یصلی وهو مسبل إزاره وان الله عزّ وجلّ لَا یقبل صلوة عبد مسبل إزاره۔"

(مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۵۴، ۱۵۵، کتاب اللباس، باب فی الْإزار وموضعه)

ترجمہ:... "حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی چادر ٹخنوں سے نیچے تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ وضو کرکے آؤ! وہ وضو کرکے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: جاؤ وضو کرکے آؤ! وہ پھر وضو کرکے آیا، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم فرمایا؟ فرمایا: یہ شخص اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے کئے نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو۔"

۷:... "عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل شیء جاوز الکعبین من الْإزار فی النار۔"

(مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۵۴، کتاب اللباس، باب فی الْإزار وموضعه)

ترجمہ:... "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ اِزار جو ٹخنوں سے تجاوز کر جائے وہ دوزخ میں ہے۔"

۸:... "عن أبي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لَا يكلمهم الله يوم القيامة ولَا ينظر إليهم ولَا يزكيهم ولهم عذاب اليم، قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم يا رسول الله؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. رواه مسلم." (مشکوٰۃ ص:۲۴۳، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأوّل)

ترجمہ:... "حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے، نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو، دُوسرا وہ شخص جو صدقہ دے کر احسان دھرے، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنے مال کی نکاسی کرے۔"

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص:۲۴۳)

ان احادیث میں ایسے شخص کے لئے جو اپنا پاجامہ، شلوار، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل وعیدیں فرمائی ہیں:

۱:...وہ دوزخ کا مستحق ہے۔

۲:...اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے، نہ اس سے کلام فرمائیں گے، نہ اس کو پاک کریں گے۔

۳:...وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے۔

۴:...اس کا شمار جھوٹ بولنے والوں اور احسان دھرنے والوں کی صف میں فرمایا۔

۵:...اسے اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام سے کوئی واسطہ نہیں۔

۶:...اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں یہ معمولی گناہ نہیں، بلکہ اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ حدیث میں وعید مطلق نہیں بلکہ اس شخص کے لئے ہے جو اَز راہِ تکبر اپنا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا کہ: "کبھی کبھی میری چادر نیچے ڈھلک جاتی ہے" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ: "تمہارا شمار ان لوگوں میں نہیں!"[۱]

اس شبہ کا حل یہ ہے کہ ایک ہے بلاقصد چادر یا پاجامہ کا ٹخنوں سے نیچے ڈھلک جانا، اس کا منشا تو تکبر نہیں، اس لئے ایسا شخص ان وعیدوں کا بھی مستحق نہیں۔ اور ایک ہے اپنے قصد و اختیار اور اِرادے سے ایسا کرنا، اس کا منشاء تکبر ہے، اس لئے ایسا شخص اپنے تکبر کی وجہ سے ان وعیدوں کا مستحق ہے۔ یہاں سے یہ شبہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ ٹخنوں سے نیچے شلوار یا پاجامہ رکھنا تو بظاہر معمولی سی

(۱) قال أبوبكر: يا رسول الله! ان أحد شقي إزاري يسترخي إلّا أن أتعاهد ذالك منه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إنك لست ممن يصنع ذالك خيلاء. (نسائي ج:۲ ص:۲۹۸، باب الإسبال الإزار).

بات معلوم ہوتی ہے، شارع حکیم نے ایسی معمولی باتوں پر اتنی بڑی وعیدیں کیوں فرمائی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ شارع کی نظر اس ظاہری فعل پر نہیں، بلکہ اس کے منشا پر ہے اور وہ ہے رذیلہ تکبر، جس کی وجہ سے یہ ظاہری فعل سرزد ہوتا ہے، تو چونکہ اس کا منشا تکبر ہے اور تکبر اِبلیس کی صفت ہے، اس لئے اس کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔[1]

ہمارے زمانے میں جو لوگ شلوار، پاجامہ، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے عادی ہیں، وہ اس فعل کو موجبِ اِفتخار سمجھتے ہیں اور ٹخنوں سے اُونچا رکھنے میں خفت اور سبکی محسوس کرتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت... نصف پنڈلی تک لنگی پہننے... کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اب فرمایا جائے کہ اس کا منشا تکبر کے سوا کیا ہے؟ بلکہ سنتِ نبوی کو حقارت کی نظر سے دیکھنے میں تو گناہ سے بڑھ کر سلبِ اِیمان کا اندیشہ ہے۔[2] اس لئے میری رائے اب بھی یہی ہے کہ شلوار پاجامہ، تہبند قصداً ٹخنوں سے نیچے رکھنا، اس کو موجبِ فخر سمجھنا اور اس کے خلاف کرنے کو عار اور ذِلت سمجھنا گناہِ کبیرہ ہے، ہاں! کبھی بلاقصد ایسا ہوجائے تو گناہ نہیں۔ حضرات فقہاء بسا اوقات حرام پر بھی مکروہ کا اطلاق کرتے ہیں، جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے (ج:۱ ص:۱۳۱)۔[3] اس لئے فتاویٰ عزیزی میں اگر اس کو مکروہ لکھا ہے تو اس کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔

اور اگر بالفرض اس کو صغیرہ بھی فرض کرلیا جائے تب بھی گناہِ صغیرہ اصرار کے بعد کبیرہ بن جاتا ہے، چنانچہ مشہور مقولہ ہے: "لَا صغيرة مع الْإصرار، ولَا كبيرة مع الْإستغفار" یعنی گناہ پر اِصرار کرنے کی وجہ سے صغیرہ گناہ، کبیرہ بن جاتا ہے، اور اِستغفار کے بعد کبیرہ گناہ بھی صغیرہ بن جاتا ہے۔

جو لوگ شلوار، پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے پہنتے ہیں، ان کا اس گناہ پر اِصرار تو واضح ہے، اس لئے اِصرار کے بعد یہ گناہ یقیناً گناہِ کبیرہ ہے۔

اس بحث کو لکھ چکا تھا کہ شیخ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ کی کتاب "الزواجر عن اقتراف الكبائر" کو دیکھا، اس سے راقم الحروف کی رائے کی تائید ہوئی، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ تکمیلِ فائدہ کے لئے شیخ رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ یہاں نقل کردیا جائے، وہ لکھتے ہیں:

---

(۱) قال القاضي ثناء الله: وأنه تعالٰى إنما طرده وأهبط لتكبره، عن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنّة أحد في قلبه مثقال ذرّة من خردل من كبر، رواه مسلم. وفي رواية: ألَا أخبركم بأهل النار؟ كل عتل جواظ متكبر! متفق عليه. (مظهري ج:۳ ص:۳۴۳، طبع مكتبه اشاعت العلوم دهلي).

(۲) قال ابن الهمام: وقد كفر الحنفية من واظب علٰى ترك سُنّته إستخفافًا بها بسبب انها فعلها النبي صلى الله عليه وسلم زيادة أو إستقباحها ...إلخ. (شرح فقه الأكبر ص:۱۸۶، طبع دهلي مجتبائي). قال في شرح تنوير: قلت ثم رأيت في معروضات المفتي أبي السعود سؤالًا ملخصه: أن طالب علم ذكر عنده حديث نبوي فقال أكُلّ أحاديث النبي صلى الله عليه وسلم صدق يعمل بها، فأجاب بأنه يكفر أولًا بسبب إستفهامه الإنكاري، وثانيًا بإلحاقه الشين للنبي صلى الله عليه وسلم، ففي كفره الأوّل عن اعتقاده يؤمر بتجديد الإيمان فلا يقتل، والثاني يفيد الزندقة. (الدر المختار ج:۴ ص:۲۳۵).

(۳) (قوله ومكروهه) هو ضد المحبوب، قد يطلق على الحرام كقول القدوري ...إلخ. (ردالمحتار ج:۱ ص:۱۳۱، مطلب في المكروه وأنه قد يطلق على الحرام، طبع سعيد).

''ایک سونواں کبیرہ گناہ: چادر یا کپڑے یا آستین یا شملے کا اَز راہِ تکبر لمبا کرنا۔

ایک سودسواں کبیرہ گناہ: اِترا کر چلنا۔

۱:... اِمام بخاریؒ اور دیگر حضرات کی روایت ہے کہ: جو اِزار ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔

۲:... نسائی کی روایت میں ہے: مؤمن کی اِزار موٹی پنڈلی تک ہوتی ہے، پھر آدھی پنڈلی تک، پھر ٹخنوں تک، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔

۳:... صحیحین وغیرہ میں ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جو اَز راہِ تکبر اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہوا چلے۔

۴:... نیز: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جو اِتراتے ہوئے اپنی اِزار کو گھسیٹتا ہے۔

۵:... نیز: جو شخص اپنے کپڑے کو اَز راہِ تکبر گھسیٹ کر چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری چادر نیچے ڈھلک جاتی ہے، اِلَّا یہ کہ میں اس کی نگہداشت رکھوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں جو یہ کام اَز راہِ تکبر کرتے ہیں۔

۶:... صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: میں نے اپنے ان کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنی چادر گھسیٹ کر چلے وہ اس کے ساتھ تکبر کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہ کرتا ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۷:... اِمام ابوداؤد، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِزار کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہی قمیص میں بھی ہے۔

۸:... اِمام مالک، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ اور ابنِ حبان نے (اپنی صحیح میں) علاء بن عبدالرحمٰن کی روایت ان کے والد سے نقل کی ہے کہ: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں پوچھا (کہ کہاں تک ہونی چاہئے؟) تو فرمایا: تم نے ایک باخبر آدمی سے سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مؤمن کی اِزار آدھی پنڈلی تک ہونی چاہئے، آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک کے درمیان درمیان رہے تو اس پر کوئی حرج نہیں، یا فرمایا کوئی گناہ نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے، اور جو شخص اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۹:... اِمام احمد رحمہ اللہ نے - ایسی سند سے جس کے راوی ثقہ ہیں - ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری چادر کھڑکھڑا رہی تھی، (جیسا کہ نیا کپڑا کھڑکھڑایا کرتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: عبداللہ بن عمر، فرمایا: اگر تو

عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے تو اپنی تہبند اُونچی رکھ۔ بس میں نے آدھی پنڈلی تک تہبند اُونچی کرلی۔ راوی کہتے ہیں کہ: پھر مرتے دَم تک وہ اسی ہیئت میں لنگی باندھتے رہے۔

۱۰:... اِمام مسلم، ابوداوٗد، نسائی، ترمذی، ابنِ ماجہ کی روایت ہے کہ: تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے، نہ انہیں پاک ہی کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ بات (جو قرآنِ کریم کی آیت کا اقتباس ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُہرائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ لوگ تو بڑے ہی نامراد اور خسارہ اُٹھانے والے ہوئے، یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانے والا، صدقہ دے کر احسان کرنے والا، اور جھوٹی قسم کھاکر سودا بیچنے والا۔

۱۱:... اِمام ابوداوٗد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے ... ایسے راویوں سے جن کی جمہور نے توثیق کی ہے... روایت کی ہے کہ: کپڑے کا (ضرورت سے زائد) لٹکانا لنگی میں بھی ہوتا ہے، قمیص میں بھی اور عمامہ میں بھی، جو شخص کسی چیز کو اَزراہِ تکبر گھسیٹتا ہوا چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۱۲:... اور ایک روایت میں ہے کہ: چادر کو ٹخنوں سے نیچے کرنے سے اِحتراز کرو کہ یہ فعل تکبر میں شمار ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔

۱۳:... طبرانی کی معجم اوسط میں ہے: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، رشتوں کو ملاؤ، کیونکہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کسی چیز کا ثواب جلدی نہیں ملتا۔ اور ظلم وتعدی سے اِحتراز کرو، کیونکہ ظلم کی سزا سے جلدی کسی چیز کی سزا نہیں ملتی، اور والدین کی نافرمانی سے احتراز کرو، کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار برس کی مسافت سے آئے گی، مگر اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کو نہیں پائے گا، نہ قطع رحمی کرنے والا، نہ بڈھا زناکار اور نہ اَزراہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹنے والا، کبریائی صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے، الحدیث۔

نیز طبرانی کی روایت میں ہے: جو شخص اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے، خواہ وہ (بزعم خود) اللہ کے نزدیک کتنا ہی عزیز ہو۔ بیہقی کی روایت میں ہے: جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ: یہ نصف شعبان ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ، بنوکلب کی بکریوں کی تعداد کے بقدر لوگوں کو آزاد فرماتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اس رات میں نظر نہیں فرماتے مشرک کی طرف، نہ جادُوگر کی طرف، نہ قطع رحمی کرنے والے کی طرف، نہ لنگی ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے کی طرف، نہ والدین کے نافرمان کی طرف، نہ شراب کے عادی کی طرف۔

۱۵:... اِمام بزار رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک آدمی حلے میں مٹکتا ہوا آیا، جب اُٹھ کر گیا تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: بریدہ! یہ ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ اِترا کر چلنے کی بقیہ احادیث کتاب کے اوائل میں تکبر کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

تنبیہ:...ان دونوں چیزوں کا کبائر میں شمار کرنا ایسی چیز ہے جس کی ان احادیث میں تصریح کی گئی ہے، کیونکہ ان دونوں افعال پر شدید وعید فرمائی گئی ہے، اور شیخین (رافعی ونووی رحمہما اللہ) کا صاحب ''عدہ'' کے اس قول کو مسلم رکھنا کہ: ''اِترا کر چلنا صغائر میں سے ہے'' اس کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جبکہ اس نے تکبر کا قصد نہ کیا ہو جو اس کے ساتھ مل جاتا ہے، جیسے مخلوق کو حقیر سمجھنا، ورنہ یہ فعل گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ تکبر گناہِ کبیرہ ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور ہمارے اَئمہ کی ایک جماعت نے اس کی صراحت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک جماعت نے شیخین (رافعیؒ ونوویؒ) پر اعتراض کیا ہے کہ ان کا صاحب ''عدہ'' کے قول کو مسلم رکھنا محلِ نظر ہے جبکہ یہ فعل اَز راہِ فخر وتکبر بالقصد ہو، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور نہ چل زمین میں اِترا کر، تو پھاڑ نہیں سکتا زمین کو اور نہ پہنچ سکتا ہے پہاڑوں کو لمبائی میں، یہ ساری باتیں ان کی بُرائی تیرے رَبّ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔'' اور صحیح مسلم میں ہے: ''جنت میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کے دِل میں ذَرّہ برابر بھی تکبر ہو۔'' اور صحیحین میں ہے: ''کیا تم کو دوزخی لوگ نہ بتاؤں؟ ہر تندخو، سخت مزاج، متکبر۔'' اور صحیحین ہی میں ہے: ''نظر نہیں فرمائیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کی طرف جو کھینچے اپنا کپڑا اِتراتے ہوئے۔'' نیز صحیحین میں ہے: ''دریں اثناء کہ ایک شخص حلہ پہنے ہوئے جا رہا تھا، اس کو اپنی حالت پسند آ رہی تھی، سر میں کنگھی کی ہوئی تھی، رفتار میں اِتراہٹ تھی کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اسے دَھنسا دیا، پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔''

شیخ ابنِ حجرؒ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اِترا کر چلنے کے گناہِ کبیرہ ہونے میں تو بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے، مگر پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، هٰذا ما عندی، واللہ اعلم بالصّواب![1]

---

(۱) الكبيرة التاسعة بعد المائة: طول الإزار أو الثوب أو الكم أو العذبة خيلاء، الكبيرة العاشرة بعد المائة: التبختر فى المشى: أخرج البخارى وغيره: "ما أسفل من الكعبين من الإزار ففى النار" وفى رواية للنسائى: "ازرة المؤمن إلٰى عضلة ساقه ثم إلٰى نصف ساقه ثم إلٰى كعبيه وما تحت الكعبين من الإزار ففى النار"۔ والشيخان وغيرهما: ""لَا ينظر الله يوم القيامة إلٰى من جرَّ ثوبه خيلاء"۔ وأيضًا: لَا ينظر الله إلٰى من جر إزاره بطرًا"۔ وأيضًا: "من جرّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة، فقال أبوبكر الصديق رضى الله عنه: يا رسول الله! إن إزارى يسترخى إلّا أن أتعاهده، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنك لست ممن يفعله خيلاء"۔ وفى رواية لمسلم عن ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بأذنىّ هاتين يقول: "من جرّ إزاره لَا يريد بذالک إلّا المخيلة فإن الله لَا ينظر إليه يوم القيامة"۔ والخيلاء بضم أو كسر ففتح ومد: الكبر والعجب، والمخيلة من الإختيال وهو الكبر واستحقار الناس۔ وأبو داوٗد عن ابن عمر: ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الإزار فهو فى القمص"۔ ومالک وأبو داوٗد والنسائى وابن ماجة وابن حيان فى صحيحه عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن أبيه قال: سألت أبا سعيد عن الإزار فقال على الخبير بها سقطت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أزرة المؤمن إلٰى نصف الساق ولَا حرج، أو قال: ولَا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين، ما كان أسفل من ذالک فهو فى النار، ومن جر إزاره بطرًا لم ينظر الله إليه يوم القيامة"۔ وأحمد بسند رواته ثقات عن ابن عمر: "دخلت على النبى صلى الله عليه وسلم .... (باقی اگلے صفحے پر)

لباس میں تین چیزیں حرام ہیں

سوال:...مردوں اور عورتوں کو لباس پہننے میں کیا احتیاط کرنی چاہئے؟

جواب:...لباس میں تین چیزیں حرام ہیں:

۱:...مردوں کو عورتوں، اور عورتوں کو مردوں کی وضع کا لباس پہننا۔ [۱]

۲:...وضع قطع اور لباس کی تراش خراش میں فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت کرنا۔ [۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)........ وعلیَّ إزار یتقعقع فقال: من هٰذا؟ قلت: عبدالله بن عمر! قال: إن کنت عبدالله فارفع إزارک، رفعت إزاری إلٰی نصف الساقین، فلم تزل أزرته حتّٰی مات''۔ ومسلم والأربعة: ''ثلاثة لَا یکلمهم الله یوم القیامة ولَا ینظر إلیهم ولَا یزکیهم ولهم عذاب ألیم، قال: فقرأها رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث مرات، قال أبوذر: خابوا وخسروا، من هم یا رسول الله؟ قال: المسبل والمنّان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب''۔ وفی روایة: ''المسبل إزاره''۔ وأبو داؤد والنسائی وابن ماجة من روایة من وثقه الجمهور: ''والإسبال فی الإزار والقمیص والعمامة، من جرّ شیئًا خیلاء لم ینظر الله إلیه یوم القیامة''۔ وفی روایة: ''إیاک وإسبال الإزار! فإنه من المخیلة ولَا یحبها الله''۔ والطبرانی فی الأوسط: ''یا معشر المسلمین! إتقوا الله وصلوا أرحامکم، فإنه لیس من ثواب أسرع من صلة الرحم، وإیاکم والبغی فإنه لیس من عقوبة أسرع من عقوبة البغی، وإیاکم وعقوق الوالدین، فإن ریح الجنّة یوجد من مسیرة ألف عام، والله! لَا یجدها عاق ولَا قاطع رحم ولَا شیخ زان ولَا جارّ إزاره خیلاء، إنما الکبریاء لله ربّ العالمین''۔ الحدیث۔ وأیضًا: ''من جرّ ثوبه خیلاء لم ینظر الله إلیه یوم القیامة وإن کان علی الله کریما''۔ والبیهقی: ''أتانی جبریل علیه السلام فقال لی: هٰذه لیلة النصف من شعبان، ولله فیها عتقاء من النار بعدد شعور غنم بنی کلب لَا ینظر الله فیها إلٰی مشرک ولَا إلٰی ساحر ولَا إلٰی قاطع رحم ولَا إلٰی مسبل ولَا إلٰی عاق لوالدیه ولَا إلٰی مدمن خمر''۔ والبزار عن بریدة قال: ''کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فأقبل رجبل من قریش یخطر فی حلة له، فلما قام عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: یا بریدة! هٰذا لَا یقیم الله له یوم القیامة وزنا'' ومرت بقیة أحادیث التبختر فی أوائل الکتاب فی بحث الکبر۔

(تنبیه) عد هٰذین من الکبائر هو ما صرحت به هٰذه الأحادیث لما فیها من شدة الوعید علیهما، وتقریر الشیخین صاحب العدة علٰی أن التبختر فی المشی من الصغائر یتعین حمله علٰی ما إذا لم ینته به الحال إلٰی أن یقصد به التکبر المنضم إلیه نحو إستحقار الخلق وإلّا فهو کبیرة إذ التکبر من الکبائر کما مر وصرح به جمع من أئمتنا، ومن ثم اعترض علی الشیخین جمع بأن تقریرهما له علٰی ذالک فیه نظر إذا تعمده تکبرًا وفخرًا وإکثارًا قال تعالٰی: ''ولَا تمش فی الأرض مرحًا إنک لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولًا کل ذٰلک کان سیئه عند ربک مکروهًا'' والمرح: التبختر کما فی ریاض النووی۔ وروی مسلم: ''لَا یدخل الجنّة من فی قلبه مثقال ذرة من کبر''۔ وفی الصحیحین: ''ألَا أخبرکم بأهل النار؟ کل عتلّ جواظ مستکبر''۔ وفیهما: ''لَا ینظر الله یوم القیامة إلٰی من جر ثوبه بطرا''۔ وفیهما أیضًا: ''بینما رجل یمشی فی حلة تعجبه نفسه مرجلة رأسه یختال فی مشیته إذ خسف الله به فهو یتجلجل فی الأرض''۔ ویتجلجل بالجیم: أی یغوص وینزل فیها إلٰی یوم القیامة۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر ص:۱۵۷، ۱۵۸، طبع دار المعرفة، بیروت)۔

---

(۱) الکبیرة التاسعة بعد المأة، تشبه الرجال بالنساء فیما یتخصصن به عرفًا غالبًا من لباس .... لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبس الرجل۔ (الزواجر ج:۱ ص:۱۵۵)۔

(۲) وعنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم۔ أی من شبه نفسه بالکفار مثلًا فی اللباس وغیره أو بالفساق أو الفجار .... فهو منهم أی فی الإثم والخیر۔ (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۴۳۱، کتاب اللباس، الفصل الثانی)۔

۳:...فخر و مباہات کے انداز کا لباس پہننا۔[1]

اب یہ خود ہی دیکھ لیجئے کہ آپ کے لباس میں ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے یا نہیں...؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے پر چاند ستارہ نہیں بنوایا

سوال:...پچھلے ہفتے میں ایک ٹیلر کی دُکان پر گیا، وہاں ایک مولوی صاحب اپنا کُرتا سلوانے آئے ہوئے تھے، جب درزی نے ان کا ناپ وغیرہ لے لیا تو مولوی صاحب درزی کو کہنے لگے کہ: ''کرتے کے پیچھے چاند تارہ اس سوئی دھاگے سے بنانا جو دھاگہ تم کرتے پر استعمال کروگے'' جب وہ چلے گئے تو میں نے درزی سے پوچھا کہ یہ چاند تارے کا کیا چکر ہے؟ یہ مولوی صاحب کیوں بنواتے ہیں؟ تو وہ بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے کرتے کے پیچھے چاند تارا بنواتے تھے، اس لئے یہ چاند تارا بنواتے ہیں۔ اگر یہ بات دُرست ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنا یا ان کی برابری کرنا اسلام میں جائز ہے؟ مہربانی فرماکر وضاحت سے جواب دیں، شکریہ۔

جواب:...مجھے کسی حدیث میں یہ نہیں ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے کے پیچھے چاند تارا بنواتے تھے، اس لئے یہ قصہ غلط ہے۔

ساڑھی پہننا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:...ساڑھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...اگر ساڑھی اس طرح سے پہنی جائے کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن آج کل ہزار میں سے بمشکل ایک عورت ہی اس طرح پورا جسم ڈھانپ کر ساڑھی پہنتی ہے، چونکہ ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہوسکتا، اس لئے صرف ساڑھی پہن کر عورت کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں۔[2]

دوپٹہ گلے میں لٹکانا عورت کے لئے شرعاً کیسا ہے؟

سوال:...کیا عورت کو دوپٹہ سر اور جسم ڈھانپنے کے بجائے صرف گلے میں پھنسائے رکھنا اور سر کو نہ ڈھانپنا، یا صرف اس طرح اوڑھنا کہ دونوں سینے نمایاں ہوں، یا ایسے لٹکانا کہ صرف ایک سینہ کھلا ہوا، اور ایک ڈھانپا ہو، شرعاً جائز ہے؟

---

(۱) عن أبي هريرة يقول: قال النبي صلى الله عليه وسلم أو قال أبو القاسم صلى الله عليه وسلم بينما رجل يمشي في حلّة تُعجبه نفسه مُرجّل جمته إذ خسف الله به فهو يتجلجل إلى يوم القيامة. (بخاري ج:۲ ص:۸۶۱، باب من جرّ ثوبه من الخيلاء، مسلم ج:۲ ص:۱۹۵، باب تحريم التبختر في المشي مع اعجابه ...إلخ).

(۲) عن أبي هريرة ...... صنفان من أهل النار ...... ونساء كاسيات ...إلخ. قيل معناه تستر بعض بدنها وتكشف بعضه إظهارًا لجمالها ونحوه وقيل معناه تلبس ثوبًا رقيقًا يصف لون بدنها. (مسلم مع شرح الكامل للنووي ج:۲ ص:۲۰۵).

جواب:... جائز نہیں، بلکہ حرام اور موجبِ لعنت ہے، قرآنِ کریم نے اس کو "برجِ جاہلیت" فرمایا ہے،[1] یعنی جاہلیت کے انداز میں حسن کی نمائش کرنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ملعون عورتوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔[2]

لنڈے کے کپڑے اِستعمال کرنا

سوال:... محترم! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ لنڈا کے کپڑے پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... ان کو پاک کرلیا جائے اور ان کی غیر اِسلامی وضع بدل لی جائے تو پہن سکتے ہیں۔

مصنوعی ریشم پہننا

سوال:... بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث نظر سے گزری (جو ایک ماہنامے میں چھپی تھی)، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا ہے، جن میں ایک یہ بھی ہے کہ: "سوت اور ریشم کی ملاوٹ سے تیار کردہ کپڑا پہننا۔" اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل بازاروں میں ریشم (سلک) کے کئی اقسام کے کپڑے دستیاب ہیں، دُکان داروں کا کہنا ہے کہ یہ خالص ریشم نہیں ہے، بلکہ ریشم اور ملکوت سے ملا جلا کپڑا ہے۔ تو کیا اس صورت میں یہ حرام ہوا؟ پھر راؤ سلک کے نام سے بھی ایک کپڑا پہنا جاتا ہے یہ کس زُمرے میں آئے گا؟

جواب:... مصنوعی ریشے کے جو کپڑے تیار ہوتے ہیں، یہ ریشم نہیں، اس لئے اس کا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر اصل ریشم کا کپڑا ہو تو اس کو پہننا دُرست نہیں۔[3]

سلک والے لحاف مردوں کو اوڑھنا کیسا ہے؟

سوال:... لحافوں کے اُوپر عام طور پر سلک لگی ہوئی ہوتی ہے، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "مردوں کو ریشم کے کپڑے پہننا تو کیا اس پر بیٹھنا بھی حرام ہے" تو کیا مرد حضرات یہ لحاف اوڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... خالص ریشم مردوں کے لئے حرام ہے، لیکن یہ سلک اور آج کل کے کپڑے مصنوعی ریشے سے بنتے ہیں، اصلی

---

(۱) (ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى) والتبرج انها تلقى الخمار على رأسها، ولَا تشده فيوارى قلائدها وقرطها وعنقها ويبدو ذالك كله ...إلخ. (تفسير ابن كثير، سورة الأحزاب ج:۵ ص:۱۲۹، طبع رشيديه).

(۲) عن أبى هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .... نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كأسنمة البخت المائلة لَا يدخلن الجنّة ولَا يجدن ريحها ...إلخ. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۵، باب النساء الكاسيات).

(۳) إنى (أى حذيفة) سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لَا تلبسوا الحرير ولَا الديباج ...إلخ. قال النووى: اما المختلط من حرير وغيره فلا يحرم إلّا أن يكون الحرير أكثر وزنًا، والله أعلم. (مسلم مع شرح الكامل للنووى ج:۲ ص:۱۸۹، باب تحريم إستعمال إناء الذهب ...إلخ).

ریشم سے نہیں، اس مصنوعی ریشم کا پہننا جائز ہے۔ [۱]

اسکول، کالج میں انگریزی یونیفارم کی پابندی

سوال:... میں ایک مقامی کالج کا طالبِ علم ہوں، ہمارے کالج میں حاضری کے لئے انگریزی وضع کے یونیفارم کی پابندی ہے، جس میں پینٹ اور شرٹ لازمی ہے، کوئی طالبِ علم یہ نہ پہنے تو اسے کلاس سے نکال دیا جاتا ہے، حالانکہ بہت سے کالجوں میں یہ پابندی نہیں ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور ہمارے صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان فرمارہے ہیں۔ پینٹ اور شرٹ انگریزی وضع کا لباس ہے، اگر ہمارے پرنسپل صاحب اس کے بجائے قومی لباس کی پابندی لگائیں تو یہ اسلامی نفاذ کے لئے معاون ہوگا، انگریزی لباس کی قید لگانا کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:... آدمی کے دِل میں جس کی عظمت ہوتی ہے اس کی وضع قطع کو اپناتا ہے، قومی لباس یا اسلامی لباس کے بجائے انگریزی لباس اور وضع قطع کی پابندی یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دِل میں نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ [۲] اس کا صحیح علاج تو یہ ہے کہ نوجوان طلبہ میں اسلامی جذبہ بیدار ہو اور وہ قومی لباس کو یونیفارم قرار دینے کا مطالبہ کریں۔

عورت کا باریک کپڑا استعمال کرنا

سوال:... کیا اسلام میں باریک کپڑے کا لباس پہننے کی اجازت ہے؟ آج کل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے اور اس بات کو بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط اور اسلام کے اُصولوں کے خلاف بات ہے، مگر مجھ سے کوئی متفق نہیں، کیا میری رائے غلط ہے؟ برائے مہربانی آپ اس بارے میں صحیح معلومات فراہم کریں تاکہ ہم سب کی اصلاح ہو، میں چاہتی ہوں کہ اس مسئلے پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے؟

جواب:... عورتوں کو ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں جس میں سے اندر کا بدن نظر آتا ہو۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی۔ سر کا ایسا باریک کپڑا جس کے اندر سے بال نظر آتے ہوں، اگر پہن کر نماز پڑھے گی تو نماز بھی نہیں ہوگی۔ [۳]

---

(۱) حدثنا آدم قال .... نهانا النبي صلى الله عليه وسلم عن سبع، نهانا عن خاتم الذهب أو قال حلقة الذهب وعن الحرير والإستبرق والديباج والميثرة الحمراء والقسي ... إلخ. (صحيح البخاري ج:۲ ص:۸۷۱، باب خواتيم الذهب).

(۲) من تشبه بقوم فهو منهم أي من شبه نفسه بالكفار مثلًا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوّف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير. (مرقاة شرح مشكوة ج:۴ ص:۴۳۱، كتاب اللباس، الفصل الثاني).

(۳) عن أبي هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما .... ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهنّ كأسنمة البخت المائلة، لَا يدخلن الجنّة ولَا يجدن ريحها، وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۵، باب النساء الكاسيات العاريات ... إلخ).

عورت کو بڑے پائینچے کی شلوار پہننا

سوال:... عورت کا بڑے پائینچے کی شلوار پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر ستر نہ کھلے تو کوئی حرج نہیں۔

عورت کو سفید کپڑے اِستعمال کرنا

سوال:... بعض لوگوں نے یہ مشہور کیا ہے کہ اگر عورت سفید کپڑے پر رنگین دھاگے سے کشیدہ کاری کر لے تو عورت وہ سفید کپڑا پہن سکتی ہے۔ سفید کپڑے پہننا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:... مردوں کی وضع قطع اور لباس بنانے والی عورتوں پر، اور عورتوں کی وضع قطع اور لباس بنانے والے مردوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی لعنت فرمائی ہے۔(۱) مگر سفید رنگ کا کپڑا مردوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، لہٰذا اگر مکمل سفید کپڑا یا سفید کپڑے پر رنگین کشیدہ کاری والا کپڑا عورتیں پہن لیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ اس کپڑے کی تراش خراش مردوں کی طرح نہ ہو۔ الغرض! عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا چاہئے جس میں مردوں کی مشابہت قطعی طور پر نہ پائی جائے۔

موجودہ زمانہ اور خواتین کا لباس

سوال:... آج کل لڑکیوں کے نت نئے ملبوسات چل رہے ہیں، ہماری بزرگ خواتین ان لباسوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور صرف روایتی ملبوسات مثلاً: شلوار قمیص اور غرارہ وغیرہ پہننے کی اجازت دیتی ہیں۔ کیا فیشن اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق لباس پہننا جائز ہے؟ میرا مطلب ہے کہ ایسا لباس جو فیشن میں بھی شامل ہو اور اس سے کسی اسلامی حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی ہو، مثلاً: میکسی، فلیپر، شرٹ وغیرہ اسلام نے لباس کے معاملے میں صرف تن ڈھانکنے کی تنبیہ کی ہے، کوئی لباس مخصوص نہیں کیا، جوں جوں زمانہ گزرتا جارہا ہے اس کی قطع و برید بھی تبدیل ہوتی جارہی ہے، لہٰذا دیگر تغیر پذیر چیزوں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اگر لباس کی تبدیلیوں کو اپنایا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟

جواب:... لباس جس وضع کا بھی پہنا جائے، جائز ہے، بشرطیکہ اس میں مندرجہ ذیل اُمور سے احتراز کیا جائے:

الف:... اس میں اِسراف و تبذیر نہ ہو۔(۲)

ب:... فخر و تکبر اور دِکھلاوا مقصود نہ ہو۔(۳)

---

(۱) عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهین بالنساء والمتشبّهات بالرجال).

(۲) قال النبی صلی الله علیه وسلم کلوا واشربوا وألبسوا وتصدقوا فی غیر إسراف ولَا مخیلة. (صحیح البخاری ج:۲ ص:۸۶۰). وأما ما یقصد به الخیلاء والکبر أو الأشر أو الریا فهو حرام، وعن ابن عباس أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: کل ما شئت، وألبس ما شئت أخطأتک إثنتان سرف ومخیلة. (تکملة فتح الملهم ج:۴ ص:۸۸ کتاب اللباس).

(۳) ایضاً۔

ج:...اس میں کافروں اور فاسقوں کی مشابہت نہ کی جائے۔ (۱)

د:...مردوں کا لباس عورتوں کے، اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ نہ ہو۔ (۲)

ہ:...لباس ایسا تنگ اور اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے بدن یا بدن کی بناوٹ نمایاں ہوتی ہو۔ (۳)

کالر والی قمیص

سوال:...کالر والی قمیص پہننا گناہ ہے؟ لباس کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیں۔

جواب:...کالر لگانا انگریزوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔(۴) کرتا سنت ہے،(۵) لباس کے مسائل کسی کتاب میں دیکھ لیں۔ مختصراً یہ کہ:

۱-لباس میں نمود و نمائش اور فضول خرچی نہ ہو۔ (۶)

۲-کافروں اور فاسقوں کی مشابہت نہ ہو۔ (۷)

۳-مردوں کا لباس عورتوں کے، اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ نہ ہو۔ (۸)

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو أخبره أنه رآه رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه ثوبان معصفران فقال: هذه ثياب الكفار فلا تلبسهما. (سنن نسائي ج:۲ ص:۲۹۷). والمبدأ الثالث: أن اللباس الذي يتشبه به الإنسان بأقوام كفرة لا يجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذالك التشبه بهم. (تكملة فتح الملهم ج:۴ ص:۸۸، كتاب اللباس، طبع دار العلوم كراچی).

(۲) عن ابن عباس قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، باب المتشبّهين بالنساء والمتشبّهات بالرجال).

(۳) فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لا تقره الشريعة الإسلامية، مهما كان جميلًا أو موافقًا لدور الأزياء، وكذالك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي للناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره، فهو في حكم ما سبق في الحرمة وعدم الجواز. (تكملة فتح الملهم ج:۴ ص:۸۸، كتاب اللباس، طبع دار العلوم كراچی).

(۴) وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. رواه أحمد. (مشكوٰة ص:۳۷۵، كتاب اللباس). وفي المرقاة: من تشبه بقوم أي من شبه نفسه بالكفار مثلًا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير ...إلخ. (مرقاة شرح مشكوٰة ج:۴ ص:۴۳۱، كتاب اللباس، طبع أصح المطابع بمبئی).

(۵) عن أمّ سلمة قالت: كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص. رواه الترمذي وأبوداوٗد. (مشكوٰة ص:۳۷۴، كتاب اللباس، طبع قديمي كتب خانه).

(۶) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۷) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۸) ایضاً حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ ہو۔

گھر میں آدھی آستین کی قمیص لڑکی کے لئے جائز ہے

سوال:... کیا لڑکی اپنے گھر میں آدھی آستین کی قمیص پہن سکتی ہے؟

جواب:... بچیوں کو عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ پوری آستین کا کُرتا پہنیں، لیکن اگر ماں باپ کے گھر رہتی ہیں اور وہاں کوئی نامحرَم نہیں ہے، تو آدھی آستین کا کُرتا پہننا صحیح ہے۔ (۱)

گلے میں ٹائی لٹکانے کی شرعی حیثیت

سوال:... ہمارے مذہب اسلام میں ٹائی باندھنا کیسا ہے؟ کیا ہمارا مذہب اسلام ٹائی باندھنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سولی کی مناسبت سے ٹائی پہنتے ہیں، لیکن ہمارے بہت سے دانشور بھی گلے میں ٹائی لٹکائے پھرتے ہیں، قومی لباس کو چھوڑ کر وہ یورپی لباس اپناتے ہیں، آخر یہ کیوں؟

جواب:... میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں ٹائی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس سے مراد وہ نشان ہے جو صلیب مقدس کی علامت کے طور پر عیسائی گلے میں ڈالتے ہیں، لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو بدل دیا گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہندو مذہب کا شعار ''زنار'' ہے، اسی طرح ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، اور کسی قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ اسلامی غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے۔ (۲)

پینٹ شرٹ پہننا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... ایک مسلمان کے لئے پینٹ شرٹ پہننا اسلامی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ آیا پینٹ شرٹ میں نماز صحیح ادا ہوجاتی ہے؟

جواب:... پینٹ شرٹ مکروہِ تحریمی ہے۔ (۳)

کیا دُنیا کے کئی ممالک میں پتلون پہننا مجبوری ہے؟

سوال:... دُنیا کے بہت سے ممالک ایسے ہیں جن کا لباس شلوار قمیص نہیں، یا وہاں پر صرف پتلون قمیص ہوتی ہے، وہاں کے مسلمانوں کا لباس پتلون وغیرہ کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے؟ جبکہ وہاں شلوار قمیص نہیں ملتا تو کیا انہیں پتلون قمیص کی اِجازت ہے؟

---

(۱) فی غریب الروایة خص للمرأة کشف الرأس فی منزلها وحدها فأولٰی أن یجوز لها لبس خمار رقیق یصف ماتحته عند محارمها کذا فی القنیة. (فتاویٰ ہندیة ج:۵ ص:۳۳۳، کتاب الکراهیة، الباب التاسع فی اللبس، طبع رشیدیه).

(۲) فأمّا ممنوعون من التشبه بالکفار وأهل البدعة المنکرة فی شعارهم .... فالمدار علی الشعار. (شرح فقه أکبر ص:۲۲۸). ومن تنزر بزنار الیهود والنصارٰی ..... کفر. (ایضاً).

(۳) وعنه قال صلی الله علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم أی من شبه نفسه بالکفار مثلًا فی اللباس وغیره أو بالفساق أو الفجار فهو منهم أی فی الإثم والخیر. (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۴ ص:۴۳۱، طبع بمبئی). فأما ممنوعون من التشبه بالکفر وأهل البدعة المنکرة فی شعارهم .... فالمدار علی الشعار. (شرح فقه الأکبر ص:۲۲۸).

جواب:... کوئی بھی ملک ایسا نہیں جہاں پتلون کے بغیر چارہ نہ ہو، انگلینڈ میں خود گھوما پھرا ہوں۔

مردوں اور عورتوں کے لئے سونا پہننے کا حکم

سوال:... کیا مردوں اور عورتوں دونوں کو سونا پہننا یعنی انگوٹھی اور زیور بنا کر گلے میں پہننا حرام ہے؟

جواب:... ائمہ اَربعہ کا اجماع ہے کہ سونا پہننا مردوں کو حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے، بہت سے اکابر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔[۱] یہ احادیث جن میں عورتوں کے لئے سونے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، اہلِ علم نے ان کی متعدّد توجیہات کی ہیں۔

اوّل:... ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔

دوم:... ممانعت ان عورتوں کے بارے میں ہے جو اِظہارِ زینت کرتی ہیں۔

سوم:... یہ وعید ان عورتوں کے حق میں ہے جو زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔

چہارم:... جن زیورات کے پہننے سے فخر و غرور پیدا ہو، ان کی ممانعت فخر و تکبر کی وجہ سے ہے، اس وجہ سے نہیں کہ سونا عورتوں کے لئے حرام ہے۔[۲]

الغرض فقہائے اُمت اور محدثین جو ان احادیث کو روایت کرتے ہیں وہی ان کے معنی و مفہوم کو بھی سمجھتے ہیں، جب تمام اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سونا اور ریشم عورتوں کے لئے حلال ہیں تو ان احادیث کو یا تو منسوخ قرار دیا جائے گا یا ان کی مناسب توجیہ کی جائے گی۔[۳]

مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کا استعمال

سوال:... مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کا پہننا حرام اور کبیرہ گناہ کن وجوہات کی بنا پر قرار دیا گیا ہے؟ بہت سے مسلمان شادی، منگنی کی رسم میں دُولہا کو لازمی سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں۔ اور اس کی پوری تفصیل بیان کی جائے۔

---

(۱) وأما خاتم الذهب فهو حرام على الرجل بالإجماع وكذا لو كان بعضه ذهبًا وبعضه فضة .... وأما النساء فيباح لهن لبس الحرير وجميع أنواعه وخواتيم الذهب وسائر الحلى منه ومن الفضة. (مسلم مع شرح الكامل للنووى ج:۲ ص:۱۸۸، باب تحريم إستعمال إناء الذهب والفضة ...إلخ).

(۲) قال ابن أرسلان هٰذا لحديث الذى ورد فيه الوعيد علىٰ تحلى النساء بالذهب تحتمل وجوهًا من التأويل ...... أحدها: أنه منسوخ كما تقدم من ابن عبدالبر، الثانى: أنه فى حق من تزينت به تبرجت وأظهرنه، الثالث: أن هٰذا فى حق من لَا تؤدى زكاته دون من أداها، الرابع: أنه إنما منع منه فى حديث الأسورة والفتحات لما رأى من غلظه فإنه من مظنة الفخر والخيلاء. (بذل المجهود شرح سنن ابى داوٗد ج:۶ ص:۸۷، طبع عارف كمپنى مكتبه قاسميه ملتان، كتاب الخاتم باب ما جاء فى الذهب للنساء).

(۳) هٰذا لحديث وما بعده وكل ما شاكله منسوخ وثبت إباحة للنساء بالأحاديث الصريحة الصحيحة وعليه إنعقد الإجماع قال الشيخ ابن حجر: النهى عن خاتم الذهب أو التختم به مختص بالرجال دون النساء فقد إنعقد الإجماع علىٰ إباحته للنساء. (سنن ابى داوٗد ج:۲ ص:۵۸۱، حاشيه نمبر۷، باب ما جاء فى الذهب للنساء، طبع سعيد).

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے مردوں کے لئے سونے اور ریشم کو حرام فرمایا ہے۔[۱] اس کی وجوہات تو حضرات علمائے کرام بہت بیان فرماتے ہیں، مگر میرے اور آپ کے لئے تو یہی وجہ کافی ہے کہ خدا اور رسول نے فلاں چیز کو حرام فرمایا ہے، اور ان کا ہر حکم بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے۔ جو لوگ شادی، منگنی کے موقع پر دُولہا کو سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں وہ فعلِ حرام کے مرتکب اور گناہگار ہیں۔ کسی کی بدعملی سے مسئلہ تو نہیں بدل جاتا۔

سوال:... انگوٹھی میں نگ لگوانا کیسا ہے؟

جواب:... جائز ہے۔

کبھی کام آنے کی نیت سے سونے کی انگوٹھی پہننا

سوال:... یہاں ہمارے ہاں ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ سونے کی انگوٹھی اس لئے مرد کے لئے جائز ہے کہ ضرورت کے وقت کام آتی ہے، اگر آدمی لاوارث کہیں فوت ہوجائے تو اس کے کفن دفن کا انتظام اسی انگوٹھی کو فروخت کر کے کردیا جائے۔ اس بارے میں وضاحت کیجئے۔

جواب:... اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سونے کو حرام قرار دیا ہے۔[۲] کیا یہ مصلحت جو یہ صاحب بیان کر رہے ہیں اللہ و رسول کے علم میں نہیں تھی؟... نعوذ باللہ...! اور پھر آپ نے ایسے کتنے لاوارث مرتے دیکھے ہیں جن کے گور و کفن کا اِنتظام بغیر سونے کی انگوٹھی کے نہیں ہوسکا...؟

مردوں کے لئے سونا پہننا جائز نہیں

سوال:... کچھ لوگ خسرہ، پیلیا، کالی کھانسی یا دیگر بیماریوں میں مستند طبیب و ڈاکٹر کی دوا کے بجائے گلے میں سونے کی زنجیر یا لاکٹ پہنتے ہیں، کیا یہ شرعی علاج ہے؟

---

(۱) حدثنا عاصم عن أبی عثمان قال: کتب إلینا عمر ونحن بآذربیجان أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن لبس الحریر إلّا هٰکذا وصف لنا النبی صلی الله علیه وسلم إصبعیه ورفع زهیر الوسطی والسبابة. (بخاری ج:۲ ص:۸۶۷، باب لبس الحریر وافتراشه للرجال وقدر ما یجوز منه). وفی روایة عن البراء بن عازب: نهانا النبی صلی الله علیه وسلم عن سبع، نهانا عن خاتم الذهب أو قال حلقة الذهب، وعن الحریر والإستبرق والدیباج. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۱، باب خواتیم الذهب). وفی روایة عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه نهٰی عن خاتم الذهب ...إلخ. (بخاری ج:۲ ص:۸۷۱، باب خواتیم الذهب، ومسلم ج:۲ ص:۱۹۵، ونسائی ج:۲ ص:۲۹۴، باب النهی عن لبس خاتم الذهب).

(۲) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه نهٰی عن خاتم الذهب أی فی حق الرجال (وقبل أسطر) أجمع المسلمون .... علٰی تحریمه علی الرجال. (مسلم مع شرحه الکامل للنووی ج:۲ ص:۱۹۵).

جواب:... یہ شرعی علاج تو نہیں، اور مردوں کے لئے سونا پہننا جائز بھی نہیں، البتہ لڑکیوں کے لئے پہننا جائز ہے۔[1] مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ سونا پہننے سے بیماری کا علاج ہوجاتا ہے یا نہیں؟

گھڑی کی چین اور انگوٹھی پہننا

سوال:... اسلام میں مردوں کو سونا پہننا حرام ہے، کیا چاندی پہننا سنت ہے؟ اگر ہے تو کتنے گرام چاندی پہننی چاہئے؟ گھڑی کیونکہ گلٹ کی ہوتی ہے، کیا گلٹ بھی حرام ہے؟

جواب:... مردوں کو ساڑھے تین ماشے تک کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے۔[2] گھڑی کی چین گلٹ کی جائز ہے۔[3]

دانت پر سونے، چاندی کا خول لگوانا

سوال:... اگر نصف دانت ٹوٹ جائے تو اس پر چاندی یا سونے کا خول لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... سونے چاندی کا خول لگانا جائز ہے۔[4]

سونے اور چاندی کے دانت لگوانا

سوال:... بعض لوگ سونے یا چاندی کے دانت لگواتے ہیں، جس میں اصل دانت کا کچھ حصہ موجود ہوتا ہے، باقی سونے یا چاندی یا اور کسی دھات کا خول چڑھا دیا جاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے غسل نہیں ہوتا، کیا یہ خول چڑھانا جائز ہے؟ پوچھنے کی وجہ میرا خود دانتوں کا ڈاکٹر ہونا ہے۔

جواب:... جائز ہے۔ اگر وہ اس طرح پیوست ہوجائے کہ اُتارنے سے اُتر نہ سکے تو غسل اور وضو ہوجاتا ہے۔[5]

عورتوں کو سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا

سوال:... کیا عورتوں کی انگوٹھی کے بارے میں کوئی خاص حکم ہے؟

جواب:... عورتوں کو سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا دُرست نہیں۔[6]

---

(۱) عن أبی موسٰی أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إن الله عزّ وجلّ أحل لإناث أُمّتی الحریر والذهب وحرمه علٰی ذکورها. (سنن نسائی ج:۲ ص:۲۹۳).

(۲،۳) ویکره للرجال التختم بما سوی الفضة کذا فی الینابیع والتختم بالذهب حرام فی الصحیح، وینبغی أن تکون فضة الخاتم المثقال ولَا یزاد علیه، وقیل لَا یبلغ المثقال وبه ورد الأثر. (فتاویٰ عالمگیریة ج:۵ ص:۳۳۵، کتاب الکراهیة).

(۴،۵) وجَوَّزهما محمد أی جوّز الذهب والفضة أی جوز الشد بهما. (شامی ج:۶ ص:۳۶۲، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۶) التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروه للرجال والنساء. (شامی ج:۶ ص:۳۶۰، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، هٰکذا فی عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۵، کتاب الکراهیة، الباب العاشر).

مرد کو گلے میں لاکٹ یا زنجیر پہننا

سوال:... کیا مرد گلے میں چاندی کی زنجیر بنوا کر پہن سکتا ہے؟ اگر پہن سکتا ہے تو اس کا وزن کتنا ہونا چاہئے؟ بازار میں کسی دھات پر آیت الکرسی لکھی ہوتی ہے اور وہ لاکٹ اس زنجیر میں پہن سکتا ہے کہ نہیں؟

جواب:... مرد کو چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے، جبکہ اس کا وزن ساڑھے تین ماشہ سے کم ہو۔ انگوٹھی کے علاوہ سونے چاندی کا کوئی اور زیور پہننا مرد کو جائز نہیں۔[1]

شرفاء کی بیٹیوں کا نتھ پہننا کیسا ہے؟

سوال:... کیا شرفاء کی بیٹیوں کا نتھ پہننا جائز نہیں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ صرف طوائف اپنی بیٹیوں کو نتھ پہناتی ہیں۔

جواب:... یوں تو خواتین کو ناک کے زیور کی بھی اجازت ہے،[2] مگر شریف عورتوں کو بازاری عورتوں کی مشابہت سے پرہیز لازم ہے۔

نیکر پہن کر کھیلنا سخت گناہ ہے

سوال:... ٹینس، ہاکی، فٹ بال، تیراکی، اسکوائش، باکسنگ، ٹیبل ٹینس وغیرہ ان تمام کھیلوں میں کھلاڑی نیکر یا چڈی (جو ناف سے لے کر ران کے بالائی حصے تک ہوتی ہے) پہن کر کھیلتے ہیں، جبکہ ناف سے لے کر گھٹنے کا حصہ ستر ہے، اس کا دیکھنا مردوں کو بھی جائز نہیں، نہ لوگوں کے سامنے اس کا کھولنا ہی جائز ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا کھلاڑی اور تماشائی دونوں گناہگار ہیں؟

جواب:... کھلاڑی اور تماشائی دونوں سخت گناہگار ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر دیکھنے اور دِکھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے: "لعن الله الناظر والمنظور إليه"۔[3]

سیاہ رنگ کی چپل یا جوتا پہننا

سوال:... کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ پاؤں میں سیاہ رنگ کی جوتی یا کسی قسم کی کوئی چپل وغیرہ پہننا اسلام کی رُو سے حرام ہے، اور اس کے لئے جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ خانہ کعبہ کے غلاف کا رنگ سیاہ ہے، اس لئے سیاہ رنگ پیر میں پہننا گناہ ہے۔

جواب:... سیاہ رنگ کا جوتا پہننا جائز ہے، اس کو حرام کہنا بالکل غلط ہے۔

---

(۱) ويكره للرجال التختم بما سوى الفضة كذا في الينابيع، والتختم بالذهب حرام في الصحيح، وينبغي أن تكون الخاتم المثقال، ولَا يزاد عليه، وقيل لَا يبلغ المثقال وبه ورد الأثر۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۵، كتاب الكراهية)۔

(۲) ولَا بأس بثقب أذن البنت۔ (درمختار ج:۶ ص:۴۲۰، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)۔

(۳) عن الحسن مرسلًا قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه۔ رواه البيهقي في شعب الإيمان۔ (مشكوٰة ج:۲ ص:۲۷۰ باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، طبع قديمي)۔

سلیم شاہی کھسے عورتوں کو پہننا

سوال:... میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ عورتوں کو مردوں کی وضع اور مردوں کو عورتوں کی وضع اِختیار نہیں کرنا چاہئے، یعنی ہم خواتین ایسا لباس نہ پہنیں جو مردانہ اسٹائل کا ہو، یا مردوں کی طرح سے بال نہ بنائیں، مجھے یہ پوچھنا ہے کہ آج کل عورتوں کے کھسے (سلیم شاہی جوتے) چلے ہوئے ہیں، ان کو پہننا دُرست ہے کہ نہیں؟ کیونکہ وہ بھی مردوں کے انداز کے ہی ہوتے ہیں اور عورتیں خصوصاً میں تو اسی وجہ سے پہنتی ہوں کہ وہ آرام دہ ہوتے ہیں۔

جواب:... سلیم شاہی جوتے عورتوں کے لئے پہننا اس شرط سے جائز ہے کہ ان کی وضع مردانہ نہ ہو، زنانہ اور مردانہ وضع میں فرق ضروری ہے۔[1]

پرفیوم کا استعمال

سوال:... کیا باہر ممالک کے اسپرے پرفیومز لگانا جائز ہے؟ نیز یہ بھی بتایئے کہ کس قسم کے پرفیومز لگانا چاہئے؟

جواب:... آپ کا سوال غلط ہے، آپ کو ناجائز کا شبہ جس وجہ سے ہوا، اس کو ظاہر کرنا چاہئے تھا۔ اب دُنیا بھر کی مصنوعات کے بارے میں مجھے کیا خبر ہے کہ کس میں کیا کیا چیزیں ڈالی جاتی ہیں...؟ اگر اس پرفیوم میں کوئی نجس چیز ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں، اگر کوئی نجس چیز نہیں تو استعمال جائز ہوگا۔

الکحل والے پرفیوم کا حکم

سوال:... ہومیوپیتھک کی دواؤں کے بارے میں ہم نے یہ سنا ہے کہ یہ الکحل میں تیار کی جاتی ہیں، اور بعض ڈراپ میں دوا کے ڈبے پر الکحل کی فیصدی مقدار بھی لکھی ہوتی ہے، اس بارے میں عرض کیا ہے کہ کیا ہومیوپیتھک کی دوائیں استعمال کی جاسکتی ہیں؟ اس طرح ایلوپیتھک دواؤں میں بھی عام طور پر تھوڑی بہت الکحل ہوتی ہے، اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آج کل بازار میں جتنے بھی پرفیوم ملتے ہیں ان سب میں الکحل شامل ہوتی ہے، کیا ایسے پرفیوم کا اِستعمال کرنا جائز ہے؟ اور ایسا پرفیوم کپڑوں پر لگا کر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا کپڑوں کا پاک کرنا ضروری ہے؟

جواب:... الکحل کئی قسم کا ہوتا ہے، بعض پاک، بعض ناپاک۔ اس لئے بعض اکابر تو مطلقاً ممنوع ہونے کا فتویٰ دیتے، اور بعض عام لوگوں کے اِبتلا کی وجہ سے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ ناکارہ ہومیوپیتھک دوا اِستعمال کرتا ہے۔ یہی حکم پرفیوم کا ہے۔

---

(۱) وعن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المخنثین .... أی المتشبهین من الرجال فی الزی واللباس والخضاب والصوت .... فهٰذا الفعل منهی لأنه تغیر لخلق الله والمترجلات أی المتشبهات بالرجال من النساء ...إلخ. (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۴ ص:۴۶۰ باب الترجل، طبع أصح المطابع بمبئی).

الکحل والے سینٹ کا حکم

سوال:… نماز کے پاک کپڑے پر آج کل الکحل والے اسپرے اِستعمال کرسکتے ہیں؟ کیونکہ الکحل زیادہ دیر کپڑوں پر نہیں رہتا، البتہ اس میں جو خوشبو ہوتی ہے وہ رہ جاتی ہے، ویسے بھی الکحل نشے کے طور سے اِستعمال کرنا حرام ہے، یہاں ہمارا مقصد خوشبو کپڑوں پر لگانا ہوتا ہے۔

جواب:… الکحل کئی قسم کی ہوتی ہے، بعض پاک اور بعض ناپاک۔ اگر خوشبو میں ناپاک الکحل ہو تو اس سے کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔

عورت ہتھیلی پر کس طریقے سے مہندی لگاسکتی ہے؟

سوال:… مجھے اپنی دوست نے کہا تھا کہ مہندی صرف ہتھیلی پر لگانا چاہئے، ہتھیلی کے نیچے یا ہتھیلی کے پیچھے نہیں لگانا چاہئے کیونکہ اس طرح ہندو لگاتے ہیں۔ براہِ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈال کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب:… اس میں ہندووٴں کی مشابہت نہیں، اس لئے جائز ہے۔

کون مہندی لگانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:… کون مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟ مہندی ڈیزائن کے ساتھ لگائی جاسکتی ہے؟

جواب:… لگاسکتے ہیں۔ [1]

انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کی صفات کندہ کروانا

سوال:… انگوٹھی پر خدائے عزوجل کے کسی صفاتی نام کو ترشواکر پہننا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:… جائز ہے، بشرطیکہ بے ادبی نہ ہو، اور اس کو پہن کر بیت الخلا میں جانا جائز نہیں۔ [2]

---

(۱) فی شرعة الإسلام الحناء سُنّة للنساء ویکره لغیرهن من الرجال …إلخ. (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۴۶۰ باب الترجل، طبع بمبئی). أیضًا: وفی البحر الزاخر: ویکره للإنسان أن یخضب یدیه ورجلیه …….. ولَا بأس به للنساء. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۶۲، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، طبع سعید).

(۲) فلو نقش إسمه تعالٰی أو إسم نبیّه صلی الله علیه وسلم استحب أن یجعل الفصّ فی کمه إذا دخل الخلاء وأن یجعله فی یمینه إذا استنجٰی. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۶۹، فصل فی اللبس). أیضًا: ولو کتب علٰی خاتمه اسمه أو إسم الله تعالٰی أو ما بدا له من أسماء الله تعالٰی نحو قوله حسبی الله ونعم الوکیل أو ربی الله أو نعم القادر الله فإنه لَا بأس به ……… وعلٰی هٰذا إذا کان علیه خاتم وعلیه شیء من القرآن مکتوب أو کتب علیه إسم الله تعالٰی فدخل المخرج معه یکره وان اتخذ لنفسه مبالًا طاهرًا فی مکان طاهر لَا یکره کذا فی المحیط. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۳، کتاب الکراهیة، الباب الخامس …إلخ).

سونے چاندی کا تعویذ بچوں اور بچیوں کو استعمال کرنا

سوال:... بچوں کے لئے تعویذ لیا جاتا ہے، اس کو سونے چاندی کے تعویذ میں ڈال کر بچوں اور بچیوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... یہاں دو مسئلے سمجھ لیجئے، ایک یہ کہ سونے چاندی کو بطور زیور کے پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے، مردوں کے لئے حرام[1] (البتہ مرد ساڑھے تین ماشے سے کم وزن کی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں)، لیکن سونے چاندی کو برتن کی حیثیت سے استعمال کرنا نہ مردوں کو حلال ہے، نہ عورتوں کو۔[2] مثلاً: چاندی کا چمچہ یا سلائی استعمال کرنا۔ تعویذ کے لئے جو سونا چاندی استعمال کی جائے گی اس کا حکم زیور کا نہیں، بلکہ استعمال کے برتن کا ہے، اس لئے یہ نہ مردوں کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ جو چیزیں بڑوں کے لئے حلال نہیں، اس کا چھوٹے بچوں کو اِستعمال کرانا بھی جائز نہیں، اس لئے بچوں اور بچیوں کو سونے چاندی کے تعویذ کا استعمال کرانا جائز نہیں ہوگا۔[3]

”راڈو“ گھڑی اِستعمال کرنا، نیز پلاٹینم گولڈ لگی گھڑی اِستعمال کرنا

سوال:... ”راڈو“ گھڑی میں جو سونے کے پُرزے لگے ہوتے ہیں، اسی طرح ایک گھڑی میں پلاٹینم گولڈ جو کہ سونے سے بھی دُگنی قیمتی دھات ہے، لگا ہو، اس کی گھڑی پہننا جائز ہے؟

جواب:... سونا اگر ہوتا ہے تو براہِ راست اس کا اِستعمال نہیں ہوتا، بلکہ گھڑی کے تابع ہو کر ہوتا ہے، اس لئے جائز ہے۔[4]

---

(۱) عن أبی موسی الأشعری أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: حرم لباس الحریر والذهب علٰی ذکور أُمّتی وأحلّ لأُناثهم. (ترمذی ج:۱ ص:۳۰۲).

(۲) فإن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا تشربوا فی إناء الذهب والفضة. (مسلم ج:۲ ص:۱۸۹). أیضًا: ویکره الأکل والشرب والإدهان والتطیب من إناء ذهب وفضة للرجل والمرأة لإطلاق الحدیث وکذا یکره الأکل بملعقة الفضة والذهب والإکتحال بمیلها وما أشبه ذالک من الإستعمال کمکحلة ومرآة وقلم ودواة ونحوها. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۴۱، کتاب الحظر والإباحة، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۳) ویکره أن یلبس الذکور من الصبیان الذهب والحریر لأن التحریم لما ثبت فی حق الذکور وحرم اللبس حرم الإلباس کالخمر لما حرم شربه حرم سقیه. (هدایة ج:۴ ص:۴۵۶ طبع محمد علی کتب خانه کتاب الکراهیة). أیضًا: وکره إلباس الصبی ذهبا أو حریرًا فإن ما حرم لبسه وشربه حرم إلباسه وإشرابه. (قوله وکره) لأن النص حرم الذهب والحریر علٰی ذکور الأمّة بلا قید البلوغ والحریة، والإثم علٰی من ألبسهم لأنا أمرنا بحفظهم ذکره التمرتاشی، وفی البحر الزاخر: ویکره للإنسان أن یخضب یدیه ورجلیه وکذا الصبی إلّا لحاجة، بنایة، ولَا بأس به للنساء. أقول: ظاهره أنه کما یکره للرجل فعل ذالک بالصب یکره للمرأة أیضًا وإن حد لها فعله لنفسها. (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۳، فصل فی اللبس).

(۴) ولَا یکره لبس ثیاب کتب علیها بالفضة والذهب وکذالک إستعمال کل مموّه لأنه إذا ذوّب لم یخلص منه شیء ...إلخ. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۴، کتاب الکراهیة، الباب العاشر فی إستعمال الذهب والفضة، طبع رشیدیه). وفی الخانیة عن السیر الکبیر: لَا بأس بأزرار الدیباج والذهب وفیها عن مختصر الطحاوی (بقیہ اگلے صفحے پر)

سوَر کے بالوں والے برش سے شیو بنانا

سوال:... میں بہت عرصے سے شیو یعنی داڑھی بنانے کے لئے چین کا بنا ہوا صابن لگانے کا برش استعمال کر رہا ہوں، وہ خراب ہوا تو اَب نیا لایا ہوں، اس میں، میں نے اس بار پڑھا کہ وہ سوَر کے بالوں کا بنا ہوا ہے، میں ہی نہیں تمام حجام وغیرہ بھی یہی برش استعمال کرتے ہیں، اور حجام حضرات سے عالمِ دِین بھی خط وغیرہ بنواتے ہیں، تو حجام وہی برش استعمال کرتا ہے، تو کیا سوَر کے بالوں کا برش استعمال کرنا صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو حکومت ایسے برش منگوانے کی اجازت کیوں دیتی ہے؟ حکومت کو چاہئے کہ وہ ان برشوں کی پاکستان میں درآمد بند کردے۔

جواب:... داڑھی منڈانے اور سوَر کے بال استعمال کرنے میں کیا فرق ہے...؟ دونوں حرام ہیں اور دونوں گناہِ کبیرہ ہیں۔[1] ایسے ناپاک برش خریدنا بھی جائز نہیں، حکومت کو ان برشوں کی درآمد پر پابندی لگانی چاہئے، مگر شاید حکومت کے لئے حلال وحرام اور پاک وناپاک کا تصوّر ہی ناقابلِ فہم ہے...!

مردوں کے لئے مہندی لگانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... کیا اسلام میں مردوں کو مہندی لگانا جائز ہے؟ اور کیا اس سے نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... مرد، سر اور داڑھی کو مہندی لگاسکتے ہیں، ہاتھوں میں مہندی لگانا عورتوں کے لئے دُرست ہے، مردوں کے لئے نہیں۔[2] نماز ہوجاتی ہے۔

مصنوعی دانت لگوانا

سوال:... آپ مہربانی فرماکر مصنوعی دانتوں کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے وضاحت کریں کہ آیا مصنوعی دانت

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)........... لَا یکره علم الثوب من الفضة ویکره من الذهب قالوا وهٰذا مشکل فقد رخص الشریح فی الکفاف والکفاف قد یکون من الذهب. (الدر المختار) وفی الشرح: أقول الظاهر أن وجه الإستشکال أن کلا من العلم والکفاف فی الثواب إنما حل لکونه قلیلًا وتابعًا غیر مقصود کما صرحوا به، وقد استوی کل من الذهب والفضة والحریر فی الحرمة فترخیص العلم والکفاف من الحریر ترخیص بهما من غیره أیضًا بدلَالة المساواة، ویؤید عدم الفرق ما مر من إباحة الثوب المنسوج من ذهب أربعة أصابع. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۵۵، کتاب الحظر والإباحة).

(۱) یحرم علی الرجل قطع لحیته. (درمختار ج:۶ ص:۴۰۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع). وأما الأخذ منها وهی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد، وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم. (درمختار ج:۱ ص:۴۱۸، کتاب الصوم). أیضًا: وفی الدر المختار: خلا جلد خنزیر فلا یطهر. (قوله فلا یطهر) أی لأنه نجس العین بمعنٰی أنّ ذاته بجمیع أجزائه نجسة حیًّا ومیتًا. (رد المحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۲۰۴، أحکام الدباغة).

(۲) وعن الإمام ان الخضاب حسن لٰکن بالحناء والکتم والوسمة. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۹). أیضًا: یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته. وفی الشامیة: (قوله خضاب شعره ولحیته) لَا یدیه ورجلیه فإنه مکروه للتشبه بالنساء. (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۴۲۲، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع).

لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز کی حالت میں مصنوعی دانتوں کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا بمع دانتوں کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں الگ کرنا پڑے گا؟

جواب:... مصنوعی دانت جو مصالحے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، لگوانا جائز ہے، اور نماز میں ان کے اُتارنے کی ضرورت نہیں۔[1]

عمامہ یا ٹوپی نہ پہننے والا کیا گناہگار ہوگا؟

سوال:... کیا عمامہ یا ٹوپی نہ پہننا گناہ ہے؟ کیا اس کا گناہ بھی داڑھی منڈانے جیسا ہے یا اس سے کم؟

جواب:... سر ننگا رکھنا خلافِ ادب ہے،[2] جبکہ داڑھی منڈوانا حرام ہے۔[3]

کیا خضاب عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے منع ہے؟

سوال:... خضاب کے اِستعمال کا کیا حکم ہے؟ کیا مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں طور پر ممنوع ہے؟ اگر خضاب کے بجائے کوئی اور دوا یا ٹانک لگائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:... بالوں کو کالا کرنا، ناجائز ہے، مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی، خواہ کسی دوائی سے کرے۔[4]

---

(۱) فی الدر المختار ...... سنة المتحرک بذهب بل بفضة وجوّزهما محمد ويتخذ انفًا منه لأن الفضة تنتنه ...... قال الكرخي إذا سقطت ثنية رجل فإن أبا حنيفة يكره ...... وخالفه أبو يوسف فقال: لَا بأس به ...... قال أبو يوسف: سألت أبا حنيفة عن ذالک في مجلس آخر فلم ير باعادتها بأسًا۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۶۲، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس)۔

(۲) اور اسی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ وكره .... وصلاته حاسرًا أى كاشفًا رأسه للتكاسل ولَا بأس به للتذلل ...الخ۔ وفي الشرح: قوله التكاسل أى لأجل الكسل بأن استثقل تغطيته ولم يرها أمرًا مهما في الصلاة فتركها لذالک .... وقال في الحلية: وأصل الكسل ترک العمل لعدم الإرادة .... قوله ولَا بأس به للتذلل قال في شرح المنية: فيه إشارة إلٰى أن الأولٰى أن لَا يفعله وأن يتذلل ويخشع بقلبه فإنهما من أفعال القلب .... ونص في الفتاوى العتابية علٰى أنه لو فعله لعذر لَا يكره وإلّا ففيه التفصيل المذكور في المتن وهو حسن وعن بعض المشائخ أنه لأجل الحرارة والتخفيف مكروه، فلم يجعل الحرارة عذرًا وليس ببعيد۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۴۱، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية)۔

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين، أوفروا اللّحى واحفوا الشوارب۔ (بخارى ج:۲ ص:۸۷۵)۔ أيضًا: يحرم على الرجل قطع لحيته۔ (در مختار مع الرد المحتار ج:۶ ص:۴۰۷)۔ وأما الأخذ منها وهي دون ذالک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد۔ (فتح القدير ج:۲ ص:۲۷۰)۔

(۴) وأما الخضاب بالسواد فمن فعل ذالک .... ليزين نفسه للنساء ويحبب نفسه إليهن فذالک مكروه، وعليه عامة المشائخ۔ (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۵ ص:۳۵۹، كتاب الكراهية، الباب العشرون، طبع رشيديه)۔ أيضًا: قال النووى: في الخضاب أقوال، وأصحها أن خضاب الشيب للرجل والمرأة يستحب وبالسواد حرام۔ (مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة ج:۴ ص:۴۵۸، طبع أصح المطابع بمبئى)۔

کھانے پینے کے بارے میں شرعی اَحکام

بائیں ہاتھ سے کھانا

سوال:... میں بائیں ہاتھ سے تمام کام کرتی ہوں، مثلاً: لکھتی ہوں، اور بائیں ہاتھ سے کھاتی ہوں، تو آپ یہ فرمائیں کہ طہارت بائیں ہاتھ سے کی جاتی ہے تو مجھے کس ہاتھ سے طہارت کرنی چاہئے؟ اب اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی مجھے عادت پڑگئی ہے، سیدھے ہاتھ سے نہیں کھایا جاتا، آپ اس کا جواب ضرور دیں۔

جواب:... آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے، اُلٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے، آپ اُلٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھایا کریں۔[1] آپ کوشش کریں گی تو رفتہ رفتہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی عادت ہوجائے گی۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ چونکہ آپ کھانا اُلٹے ہاتھ سے کھاتی ہیں لہٰذا اِستنجا سیدھے ہاتھ سے کیا کیجئے، بلکہ یہ کہوں گا کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی عادت ترک کیجئے۔

کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا کھانا

سوال:... اسلام میں کرسیوں اور ٹیبل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کرسیاں اور ٹیبل تھے؟ آج کل لوگوں کے گھروں میں اور خود میرے گھر میں کرسیوں اور ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ نیز یہ بتادیجئے کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کس چیز پر دسترخوان بچھاکر کھاتے تھے، یا نیچے دسترخوان بچھاکر؟

---

(۱) وعنه (أی ابن عمر) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يأكلن أحدكم بشماله ولَا يشربن بها، فإن الشيطان يأكل بشماله ويشرب بها۔ رواه مسلم۔ (مشكٰوة ج:۲ ص:۳۶۳ كتاب الأطعمة، الفصل الأوّل)۔ وفي المرقاة: قال التوربشتي: المعنٰى أنه يحمل أوليائه من الإنس علٰى ذالك الصنيع ليضاد به عباد الله الصالحين ثم ان من حق نعمة الله القيام بشكرها أن تكرم ولَا يستهان بها، ومن حق الكرامة أن تتناول باليمين ويميز بها بين ما كان من النعمة وبين ما كان من الأذىٰ، قال الطيبي: وتحريره أن يقال: لَا يأكلن أحدكم بشماله ولَا يشربن بها فإنكم إن فعلتم ذالك كنتم أولياء الشيطان، فإن الشيطان يحمل أوليائه من الإنس علٰى ذالك، قال النووی: فيه أنه ينبغي إجتناب الأفعال التي تشبه أفعال الشياطين۔ (مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة المصابيح ج:۴ ص:۳۲۲، كتاب الأطعمة، الفصل الأوّل، طبع أصح المطابع)۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر دسترخوان بچھا کر کھاتے تھے۔[1] ٹیبل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں کھایا اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔[2] میز کرسی پر کھانا انگریزوں کی ''سنت'' ہے، مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی نقالی نہیں کرنی چاہئے۔[3]

تقریبات میں جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ہو کھڑے ہو کر کھانا

سوال:... آج کل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ دعوتوں میں کھڑے ہو کر کھانا کھلایا جاتا ہے، جسے ''بوفے'' کا نام دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص کھڑے ہو کھانا نہ کھائے تو اسے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ کیا کھڑے ہو کر کھانا کھانا دُرست ہے؟ واضح رہے کہ وہاں بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی، جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

جواب:... شرعاً کھڑے ہو کر کھانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔[4] باقی رہا صاحب بہادروں کا ایسا نہ کرنے کو بُرا سمجھنا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آج کے ''مہذّب'' لوگوں کو اسی طرح کھاتے دیکھا ہے، خدانخواستہ کل کلاں جانوروں کی طرح منہ سے کھانے کا رواج چل نکلا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہاتھوں سے کھانے کو ''غیرمہذّب'' فعل سمجھا جائے گا۔ رہا یہ کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی تو ایسی دعوت کا کھانا ہی کیا ضروری ہے جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے؟ اگر میزبان بیٹھنے کی جگہ مہیا کرنے سے قاصر ہے تو کھانا گھر آکر کھا لیجئے...!

---

(۱) عن أنس قال: ما علمت النبی صلی الله علیه وسلم أکل علٰی سکرجة قط .... قیل لقتادة فعلٰی ما کانوا یأکلون؟ قال: علی السُّفر۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۱۱، کتاب الأطعمة)۔ أیضًا: وفی المرقاة للقاریٔ: (قال) أی قتادة (علی السُّفر) بضم ففتح جمع سُفرة، فی النهایة: السُّفر الطعام یتخذه المسافر وأکثر ما یحمل فی جلد مستدیر فنقل إسم الطعام إلی الجلد، وسمی به کما سمیت المزادة راویة وغیر ذالک من الأسماء المنقولة، ثم اشتر لما یوضع علیه الطعام جلدًا کان أو غیره مما عدا المائدة لما مر من انها شعار المتکبرین غالبًا، فالأکل علیها سُنّة وعلی الخوان بدعة لٰکنها جائزة۔ (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۳۶۴، کتاب الأطعمة، طبع بمبئی)۔

(۲) عن أنس قال: ما أکل النبی صلی الله علیه وسلم علٰی خوانٍ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱)۔ قوله علٰی خوان .... أو الحاصل أن الأکل علیه (أی الخوان) بحسب نفس ذاته لَا یربوا علٰی ترک الأولویة، فأما إذا لزم فیه التشبه بالیهود والنصاریٰ کما هو فی دیارنا کان مکروها تحریمیًّا ... إلخ۔ وفی الحاشیة: وقال القاریٔ فی شرح الشمائل بعد ذکر الإختلاف فی ضبط الصحیح انه اسم أعجمی معرب ویطلق فی المتعارف علٰی ماله أرجل ویکون مرتفعًا عن الأرض واستعماله لم یزل من دأب المترفین لئلا یفتقروا إلٰی خفض الرأس، وقال المناوی: یعتاد المتکبرون من العجم الأکل علیه لئلا تنخفض رؤسهم فالأکل علیه بدعة لٰکنه جائز إن خلا عن قصد التکبر۔ (الکوکب الدری شرح الترمذی ج:۲ ص:۱ مع الحاشیة نمبر ۱، طبع دهلی مکتبة یحیویة)۔

(۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منّا من تشبه بغیرنا، لَا تشبهوا بالیهود ولَا بالنصاریٰ۔ (سنن ابن ماجة ص:۹۹، جامع الترمذی ج:۲ ص:۱۰۲، باب ما جاء فی المتشبهات بالرجال من النساء)۔

(۴) عن أنس أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی أن یشرب الرجل قائمًا، فقیل: الأکل؟ قال: ذاک أشد۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۰، باب ما جاء فی النهی عن الشربِ قائمًا، طبع کتب خانه رشیدیه دهلی)۔

تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ

سوال:... ہمارے ہاں ایک دِین دار دوست کا موقف یہ ہے کہ کھانے کے بہت سارے آداب ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے، اجتماعی تقاریب میں جب باقی آداب کو بھی نظرانداز کیا جاتا ہے تو محض بیٹھ کر کھانے والے ادب پر اتنا زور کیوں؟ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تک قرآن وحدیث کے واضح دلائل نہ دِکھائے جائیں، میں مطمئن نہیں ہوں، کیونکہ بقول ان کے بعض مجالس میں انہوں نے علماء کو بھی کھڑے ہوکر کھاتے دیکھا ہے۔

جواب:... کھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دسترخوان بچھاکر، بیٹھ کر کھایا جائے۔[1] ہمارے یہاں تقریبات میں کھڑے ہوکر کھانے کا جو رواج چل نکلا ہے، یہ سنت کے خلاف مغربی اقوام کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ باقی آداب کو اگر ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنے تہذیبی، دِینی اور معاشرتی آثار ونشانات کو ایک ایک کرکے کھرچنا شروع کردیں، کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی جائے، نہ یہ کہ اسلامی معاشرے کی جو بچی کھچی علامتیں نظر پڑتی ہیں ان کو مٹانے پر کمر باندھ لی جائے۔ اگر بعض علماء کسی غلط رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی رَوِش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جاسکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں۔

پانچوں اُنگلیوں سے کھانا، آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... کیا لیٹ کر یا بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا نحس ہے؟ رات کو جھاڑو دینا، اُونچی جگہ بیٹھ کر پیر ہلانا، پانچوں اُنگلیوں سے کھانا، کھانا کھاتے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، اُنگلیاں چٹخانا، کیا یہ تمام فعل غلط ہیں؟ اگر غلط ہیں تو ان کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا[2] اور اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے،[3] باقی چیزیں مباح ہیں، یعنی جائز ہیں۔

---

(۱) عن أنس قال: ما علمت النبی صلی الله علیه وسلم أکل علٰی سکرجة قط، ولَا خبز له مرقق قط، ولَا أکل علٰی خوان قط، قیل لقتادة: فعلٰی ما کانوا یأکلون؟ قال: علی السُّفر۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۱۱ کتاب الأطعمة، طبع میر محمد کتب خانه)۔ (عن أنس) أقام النبی صلی الله علیه وسلم یَبنِی بصَفِیة فدعوتُ المسلمین إلٰی ولیمته، أمر بالأنطاع فبُسطتْ فالقی علیها التمر والأقِط والسمن، وقال عمرو عن أنس: بنٰی بها النبی صلی الله علیه وسلم ثم صنع حَیْسًا فی نطع۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۱۱، کتاب الأطعمة، طبع میر محمد کتب خانه)۔ وفی المرقاة: (قال) أی قتادة (علی السُّفر) .... ثم اشتهر لما یوضع علیه الطعام جلدًا کان أو غیرها ما عدا المائدة لما مر، من انها شعار المتکبرین غالبًا، فالأکل علیها سُنّة، وعلی الخوان بدعة لٰکنها جائزة۔ (مرقاة ج:۴ ص:۳۶۴ طبع أصح المطابع بمبئی)۔

(۲) وعن أبی جحیفة قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لَا آکل متکئًا۔ رواه البخاری۔ (مشکٰوة ص:۳۶۳)۔ وفی المرقاة: (لَا آکل متکئًا) .... ونقل فی الشفاء عن المحققین أنهم فسّروه بالتمکن للأکل والقعود فی الجلوس کالمتربع المعتمد علٰی وطأ تحته لأن هٰذه الهیئة تستدعی کثرة الأکل، وتقتضی الکبر، وورد بسند ضعیف أنه صلی الله علیه وسلم زجر ان یعتمد الرجل بیده الیسرٰی عند الأکل، وقد أخرج ابن أبی شیبة عن النخعی انهم کانوا یکرهون أن یأکلوا متکئین مخافة ان تعظم بطونهم۔ (مرقاة المفاتیح شرح مشکٰوة المصابیح ج:۴ ص:۳۶۳ کتاب الأطعمة، طبع أصح المطابع بمبئی)۔

(۳) (و) یکره (أن یفرقع أصابعه) بأن یمدها أو یغمزها حتی تصوت۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۹، سهیل اکیڈمی لَاهور)۔

کھڑے ہوکر کھانا خلافِ سنت ہے

سوال:... ہماری میمن برادری کا ایک کمیونٹی ہال ہے، جہاں شادی اور دیگر تقریبات ہوتی ہیں، آج کل شادیوں میں عام رواج کھڑے ہوکر کھانا کھلانے کا ہوتا ہے، ہماری برادری کے سرکردہ افراد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم کم از کم اپنے کمیونٹی ہال میں دعوتوں کے موقع پر کھانے کا انتظام سنت کے مطابق کریں اور کھڑے ہوکر یا کرسی ٹیبل پر کھانے کا انتظام نہ کریں۔ آپ ہماری اس سلسلے میں رہبری فرمائیں کہ کھڑے ہوکر کھانا کیسا ہے؟ اور بیٹھ کر سنت کے مطابق کھانا کھلانا کیسا ہے؟

جواب:... کھڑے ہوکر کھانا کھانا خلافِ سنت ہے،[۱] اور جب کوئی خلافِ سنت فعل اجتماعی طور پر کیا جائے تو اس کی قباحت اور شناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ آج کل کی دعوتوں میں جو کھڑے ہوکر کھانا کھلانے کا رواج ہے، وہ درحقیقت اجتماعی طور پر خلافِ سنت عمل کے مترادف ہے، اور اس خلافِ سنت عمل میں اس قسم کی دعوتوں کے منتظمین برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے اپنی کمیونٹی کے ہال میں سنت کے مطابق ٹیبل کرسی کے بغیر نیچے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھلانے کا جو اہتمام کیا ہے وہ نہایت قابلِ تحسین ہے، دُوسری کمیونٹی اور دُوسرے ہال والوں کو اس کی پیروی کرتے ہوئے "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ"[۲] (نیک کاموں میں تعاون) کرنے کا ثبوت پیش کرنا چاہئے۔

شادی بیاہ اور دُوسری تقریبات میں کھڑے ہوکر کھانا کھانا

سوال:... آج کل شادی بیاہ کی تقریبات اور عموماً دیگر دعوتوں میں لوگ کھڑے ہوکر کھانا کھاتے ہیں، یا مشروبات پیتے ہیں، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب:... کھڑے ہوکر کھانا شرعاً ممنوع ہے۔ ترمذی میں ایک حدیث ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے ممانعت فرمائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ: کھڑے ہوکر کھانا کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس سے بھی زیادہ شدید ہے۔[۳] کھڑے ہوکر کھانا پینا غیرمسلموں کا شعار ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، بہ صورتِ دیگر ایسی تقریبات میں شرکت ہی سے گریز کیا جائے۔

کھڑے ہوکر پانی پینا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... ایک صاحب نے تاکید فرمائی کہ کھڑے ہوکر پانی نہیں پینا چاہئے، اگر غلطی سے پی بھی لیا تو قے کرلینی چاہئے، مگر اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد جب احباب کو مشورہ دیا تو ایک عزیز نے اختلاف کیا کہ "تعلیم الاسلام" میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلی

---

(۱) عن أنسٍ أن النبي صلى الله عليه وسلم نهىٰ أن يشرب الرجل قائمًا، فقيل: الأكل؟ فقال: ذالك أشد. (جامع ترمذي ج:۲ ص:۱۰ باب ما جاء في النهي عن الشرب قائمًا).

(۲) المائدة:۲۔

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جہاد کی غرض سے ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے، تو شدّتِ گرمی اور دُھوپ کی وجہ سے سخت پیاس محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان المبارک میں وہیں پانی منگوایا اور کھڑے ہوکر خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلادیا۔ واقعے کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیا پانی کھڑے ہوکر پینا جائز ہے؟

جواب:... کھڑے ہوکر پانی پینا مکروہ ہے، مگر قے کرنا ضروری نہیں، یہ بطور علاج اور اصلاح کے تجویز فرمایا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر پانی پینا اگر کہیں ثابت ہو تو کسی عذر اور ضرورت کی بنا پر ہوگا، مثلاً صحابہؓ کو سفرِ جہاد میں روزہ نہ رکھنے کی ترغیب دینا۔ (۱)

کھانے کے دوران خاموشی رکھنا

سوال:...حدیث میں ہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہئے، لیکن کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ دِینِ اسلام کی اور اچھی باتیں کرسکتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ دُوسرے مولوی یہ کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران خاموش رہنا چاہئے، اور اگر کوئی سلام کرے بھی تو اس کا جواب نہ دیں اور نہ ہی سلام کریں، اور گفتگو نہ کریں۔

جواب:...ایسی کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس میں کھانے کے دوران خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا ہو۔ امام غزالی رحمہ اللہ ''احیاء العلوم'' میں لکھتے ہیں کہ: ''کھانا کھاتے ہوئے خاموش نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے (۲)۔'' بلکہ ان کو اچھی باتیں کرتے رہنا چاہئے اور نیک لوگوں کے حالات و حکایات بیان کرتے رہنا چاہئے۔

کھانے میں دونوں ہاتھوں کا استعمال

سوال:...ہم دو دوستوں میں آپس میں تکرار ہو رہی ہے کہ گوشت کو دونوں ہاتھوں سے کھانا چاہئے کہ نہیں؟ ایک کہتا ہے کہ: ''ایک ہاتھ سے کھانا چاہئے، اور دُوسرا ہاتھ اس کے ساتھ نہیں لگانا چاہئے۔'' اور دُوسرا کہتا ہے کہ: ''دونوں ہاتھوں سے بھی کھانا جائز ہے'' اس کا مہربانی فرماکر آپ شرعی لحاظ سے جواب دیں۔

جواب:...اگر ضرورت ہو تو دونوں ہاتھوں کا استعمال دُرست ہے۔

---

(۱) عن أنسٍ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهٰی أن یشرب الرجل قائمًا، فقیل: الأکل؟ فقال: ذالک أشد۔ (جامع ترمذی ج:۲ ص:۱۰ باب ما جاء فی النهی عن الشرب قائمًا)۔ أیضًا: والصواب فیها أن النهی محمول علٰی کراهة التنزیه وأما شربه قائمًا فبیان للجواز .... وأما قوله فمن نسی فلیستقیء فمحمول علی الإستحباب فیستحب لمن شرب قائمًا أن یتقایأه هٰذا الحدیث صریح فإن الأمر إذا تعذر حمله علی الوجوب حمل علی الإستحباب وقال القاضی رحمه اللہ: هٰذا النهی من قبیل التأدیب والإرشاد إلٰی ما هو الّا خلق والأولٰی ولیس نهی تحریم۔ (مرقاة شرح المشکٰوة ج:۴ ص:۴۰۲، باب الأشربة، الفصل الأوّل)۔

(۲) ولَا یصمت علی الطعام فهو من سیرة الأعاجم۔ (الباب الثالث والأربعون فی آداب الأکل، إحیاء العلوم ص:۱۸۸ ملحق الإحیاء)۔

چمچے کے ساتھ کھانا

سوال:... بڑے لوگوں میں چمچے کے ساتھ کھانے کا رواج ہے، کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

جواب:... ہاتھ سے کھانا سنت ہے،[1] چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے۔

کھانا کھاتے وقت سلام کرنا

سوال:... میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ: ''کھانا کھاتے وقت نہ تو سلام کرنا جائز ہے اور نہ جواب دینا۔''

جواب:... جو شخص کھانے میں شریک ہونا چاہتا ہے، وہ تو کھانے والوں کو سلام کرسکتا ہے، دُوسرا نہیں۔[2] اور اگر کوئی سلام کرے تو کھانے والوں کے ذمے اس کا کوئی جواب نہیں۔[3]

سیال کھانے چمچ کے ساتھ کھانا

سوال:... ایسے تر کھانے (چاول، حلوہ، دلیہ، رائتہ و دیگر نیم مائع قسم کے کھانے) جو ہاتھ سے کھائے جائیں تو ایک تو ہاتھوں کے خراب ہونے کا خطرہ ہو، اور دُوسرے ان میں ہاتھوں کے ناخنوں کی گندگی شامل ہونے کا احتمال ہو (کیونکہ ہاتھ خواہ کتنے ہی اچھی طرح دھولئے گئے ہوں یا ناخن کسی بھی قدر کیوں نہ تراش لئے گئے ہوں، ان میں کچھ نہ کچھ گندگی کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا) مکمل پاکیزگی کے اُصول اور نظریے کو مدِنظر رکھتے ہوئے دھات کے ایسے چمچوں سے کھائے جاسکتے ہیں جن کو استعمال سے قبل گرم پانی اور صابن کی مدد سے اچھی طرح صاف کرلیا گیا ہو؟ کیا اس صورت میں چمچوں کا استعمال خلافِ سنت و شریعت تو نہ ہوگا؟ جبکہ ہم کھانے کو ہاتھ سے کھانے والے ان اَحکامات و سنن پر خلوصِ قلب سے عمل کرتے ہوئے خشک کھانے ہاتھوں سے کھاتے ہوں۔

جواب:... ہاتھوں کی گندگی کا جو فلسفہ آپ نے بیان فرمایا ہے، وہ تو لائقِ اِعتبار نہیں۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ خوب اچھی طرح دھوئے جائیں،[4] اس کے بعد ان اوہام و وساوس کا کوئی اعتبار نہیں کہ کچھ نہ کچھ گندگی ہاتھوں میں ضرور رہ گئی

---

(۱) عن ابن کعب بن مالک عن أبیه قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یأکل بثلاث أصابع ویلعق یده قبل أن یمسحها. (صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۷۵). سنن الأکل منها إستحباب لعق الید محافظة علٰی برکة الطعام وتنظیفا لها واستحباب الأکل بثلاث أصابع ولَا یضم إلیها الرابعة والخامسة إلّا لعذر بأن یکون مرقا وغیره مما لَا یکن بثلاث وغیر ذالک من الأعذار. (شرح المسلم للنووی ج:۲ ص:۱۷۵).

(۲) وفی النهر عن صدر الدین الغزی: سلامک مکروه .... ودع آکلا إلّا إذا کنت جائعًا وتعلم منه أنه لیس یمنع. (الدر المختار ج:۱ ص:۶۱۷، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها).

(۳) یکره السلام علی العاجز عن الجواب حقیقة کالمشغول بالأکل والإستفراغ أو شرعًا کالمشغول بالصلاة وقراءة القرآن، ولو سلّم لَا یستحق الجواب. (رد المحتار ج:۱ ص:۶۱۷، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها).

(۴) وسُنّة الأکل البسملة أوله والحمد له آخره وغسل الیدین قبله وبعده. (الدر المختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۳۴۰، کتاب الحظر والإباحة).

ہو، اس لئے مکمل پاکیزگی کے اُصول اور نظریے کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہاتھ کے بجائے چمچے کے استعمال کو ترجیح دینا محض توہم پرستی ہے۔ تاہم چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے، خصوصاً اگر کھانا ایسا سیال ہو کہ ہاتھ سے کھانا مشکل ہو تو ایک درجے میں عذر بھی ہے، ورنہ اصل سنت یہی ہے کہ کھانا ہاتھ سے کھایا جائے۔[(۱)]

گوبر کی آگ پر پکا ہوا کھانا کھانا

سوال:... آج کل لوگوں کی کثیر تعداد گوبر کے اُپلوں سے کھانا تیار کر کے کھا رہی ہے، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا شرعی طور پر اُپلوں کی آگ پر کھانا پکانا جائز ہے؟ اور کیا اُپلوں کی آگ سے تیار کی ہوئی چیز کھانا جائز ہے؟

جواب:... یہ جائز ہے۔[(۲)]

پلیٹ میں ہاتھ دھونا

سوال:... دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ کھانا کھانے کے بعد جس پلیٹ میں کھاتے ہیں اسی میں ہاتھ دھوتے ہیں، شرع کی رُو سے کیا ان کا یہ فعل جائز ہے؟

جواب:... ایسا کرنا تہذیب کے خلاف ہے، اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو دُوسری بات ہے۔

برتن کو کیوں ڈھکنا چاہئے؟

سوال:... میں نے کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ رات کو اگر کچن میں کوئی چیز بھی کھلی رہ جائے تو شیطان اس کو جھوٹا کر دیتا ہے، ویسے بھی سائنسی نقطۂ نظر سے ان کھلے برتنوں میں جراثیم ہوتے ہیں، اس لئے ان کو دھو کر استعمال کرنا چاہئے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا محض صفائی کی خاطر ایسا کرنا چاہئے؟

جواب:... حدیث شریف میں رات کے وقت برتنوں کو ڈھکنے اور خالی برتنوں کو اُلٹا رکھنے کا حکم ہے، اس کی وجہ ایک حدیث میں یہ بیان فرمائی ہے کہ ڈھکے ہوئے برتن میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔[(۳)] ایک اور حدیث میں یہ وجہ ذکر کی گئی ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، اور جس برتن پر ڈھکنا یا بندھن نہ ہو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔[(۴)]

---

(۱) شمائل ترمذی مترجم ص:۱۱۲، طبع میر محمد کراچی۔

(۲) وسئل أبو الفضل عن اشعال التنور باخثاء البقر هل يجوز إذا خبز بها الخبز؟ قال: يجوز كل ذالك الخبز. وسئل أبو حامد عن شعل التنور باروات الحمر هل يخبر بها؟ قال: يكره ولو رش عليه ماء بطلت الكراهة وعليه عرف أهل العراق ورماده طاهر. (البحر الرائق ج:۸ ص:۲۱۰، كتاب الكراهية).

(۳) قال غطّو الإناء وأوكوا السقاء واغلقوا الأبواب واطفئوا السراج فإن الشيطان لَا يحل سقاء. (مسلم ج:۲ س:۱۷۰).

(۴) فإن فی السَّنَة ليلةً ينزل فيها بلاءٌ لَا يمُرُّ بإناءٍ ليس عليه غطاءٌ أو سقاء ليس عليه وكاءٌ إلّا فيه من ذالك الوباء. (مسلم ج:۲ ص:۱۷۱، باب إستحباب تخمير الإناء وهو تغطية وايكاء السقاء ...إلخ).

بے خبری میں لقمہ حرام کھالینا

سوال:... ایک مسلمان بے خبری میں اگر بیرونِ ملک (سوَر) خنزیر کا گوشت کھالے تو کیا حکم ہے؟ ایک دفعہ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ میں نے ایک لقمہ گوشت کھالیا، لیکن مجھے فوراً پتا چل گیا کہ یہ سوَر کا گوشت ہے، جو منہ میں نوالا تھا وہ بھی اُگل دیا، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... یہ تو آپ نے اچھا کیا کہ نوالا فوراً اُگل دیا، آپ کے ذمے کوئی گناہ تو نہیں، مگر بے احتیاطی سے کام لیا کہ پہلے تحقیق نہیں کی، اس لئے اِستغفار کریں۔

یتیموں کے گھر سے اگر مجبوراً کچھ کھانا پڑے تو شرعاً جائز ہے

سوال:... یتیم کا مال کھانا حرام ہے، لیکن مجھے مجبوراً اپنے رشتہ دار یتیم کے گھر کچھ کھانا پینا پڑ جاتا ہے، اگر نہ کھاؤں تو وہ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ کیا مجھ پر یہ جائز ہے کہ میں اپنے رشتہ دار یتیم کے گھر کچھ کھاؤں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے۔

جواب:... یتیموں کا مال کھانا بڑا گناہ ہے۔[1] اس سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرنا چاہئے، لیکن رشتہ داری اور تعلق کی بنا پر کبھی آدمی مجبور ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں ان کی دِلداری کے لئے آپ ان کے گھر سے کھالیا کریں، مگر اس سے زیادہ ان کو ہدیہ کے عنوان سے دے دیا کریں۔

کیا چائے حرام ہے؟

سوال:... مولانا صاحب! ایک صاحب نے فتویٰ دیا کہ: ''چائے پینا ناجائز ہے۔'' اوّل وہ گرم گرم ہی پی جاتی ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ دوئم چائے اکثر اُلٹے ہاتھ سے پی جاتی ہے جو کہ مکروہ ہے۔ سوئم پھونک بھی ماری جاتی ہے۔

جواب:... چائے کے ناجائز ہونے کا فتویٰ تو کسی بزرگ نے آج تک نہیں دیا، البتہ اُلٹے ہاتھ سے پینا[2] اور پھونک مارنا مکروہ ہے۔[3]

---

(۱) ولَا تأكلوا أموالهم إلى أموالكم إنّه كان حوبًا كبيرًا. (النساء: ۲). إن الذين يأكلون أموال اليتمٰى ظلمًا إنّما يأكلون في بطونهم نارًا وسيصلون سعيرًا. (النساء: ۱۰). أيضًا: وفي التفسير: أي يأكلون ما يجرّ إلى النار فكأنه نار، روى انه يبعث آكل مال اليتامٰى يوم القيامة والدخان يخرج من قبره ومن فيه وأنفه وأذنيه فيعرف الناس أنه كان يأكل مال اليتيم في الدنيا. (تفسير نسفي ج:۱ ص:۳۳۴، طبع دار ابن كثير، بيروت).

(۲) ولَا يشرب بشماله. (ترمذي ج:۲ ص:۲). وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليأكل أحدكم بيمينه ويشرب بشماله وليعط بيمينه، فإن الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله. (ابن ماجة ص:۲۳۵).

(۳) عن ابن عباس قال: لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفخ في طعامٍ ولَا شراب ولَا يتنفّس في الإناء. (ابن ماجة ص:۲۴۵، باب النفخ في الشراب، طبع نور محمد كتب خانه).

سگریٹ، پان، نسوار اور چائے کا شرعی حکم

سوال:... سگریٹ، پان اور نسوار وغیرہ کا نشہ کرنا اسلام میں کیسا ہے؟ یہ چیزیں مکروہ ہیں یا حرام ہیں؟ کیا چائے پینا بھی ایسے ہی ہے جیسے سگریٹ، پان یا نسوار کا نشہ کرنا؟

جواب:... سگریٹ، نسوار، تمباکو بلاضرورت مکروہ ہے، ضرورت کی بنا پر مباح ہے۔[1] چائے نشہ آور چیزوں میں شامل نہیں، کوئی نہ پیئے تو بہت اچھا ہے، پیئے تو کوئی کراہت نہیں۔

سگریٹ پینا اور بیچنا

سوال:... سگریٹ کا پینا اور بیچنا کیسا ہے؟

جواب:... سگریٹ مکروہ ہے، بشرطیکہ بلاضرورت اِستعمال کرے، اور اگر کسی عذر کی وجہ سے پیتا ہے تو کراہت ہلکی ہوجائے گی۔[2]

حرام کمائی والے کی دعوت قبول کرنا

سوال:... بینک اور سینما اور فوٹو اسٹوڈیو کے مالک یا ملازم اپنی کسی تقریب میں اپنے عزیزوں اور دوستوں کو دعوتِ طعام دیں، تو کیا اس دعوت میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... جن لوگوں کی غالب کمائی حرام کی ہو، ان کا کھانا جائز نہیں۔[3]

شراب کے بارے میں شرعی حکم

سوال:... روزنامہ ''جنگ'' مؤرخہ ۴؍ستمبر ۱۹۸۱ء کے اسلامی صفحے میں ایک خاتون لکھتی ہیں کہ: ''شراب حرام نہیں ہے'' اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کا حوالہ بھی دیا جو میں لفظ بہ لفظ اُتار رہا ہوں، ملاحظہ ہو: ''لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں بڑی گناہ کی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔'' اَحکامِ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں کہ شراب حرام ہے یا نہیں؟ اور اگر حرام ہے تو اس کا انکار کرنے والا کیسا ہے؟

---

(۱) قوله فيفهم منه حكم النّبات وهو الإباحة على المختار أو التوقف وفيه إشارة إلى عدم تسليم إسكاره وتفتيره وإضراره وإلّا لم يصح إدخاله تحت القاعدة المذكورة. (شامي ج:٦ ص:٤٦٠، كتاب الأشربة).

(۲) الضرورات تبيح المحظورات بقدر الضرورة. (الأشباه والنظائر ص:٤٣، الفن الأوّل، طبع إدارة القرآن كراچی).

(۳) آكل الربا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لَا يقبل ولَا يأكل ما لم يخبره. (عالمگيرى ج:٥ ص:٣٤٣، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات). أيضًا: إذا كان غالب مال المهدى حلالًا فلا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبين أنه من حرام. (الأشباه والنظائر ص:١٢٥، طبع إدارة القرآن).

جواب:... جس مضمون کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے، اس میں شراب کی حرمت کا انکار نہیں کیا گیا، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، شراب قطعی حرام ہے۔ (۱) چنانچہ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' میں شراب (خمر) کے یہ اَحکام لکھے ہیں:

۱:... شراب اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہے، اس کی حرمت کا مدار نشے پر نہیں، بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ: ''یہ بذاتِ خود حرام نہیں بلکہ اس سے نشہ حرام ہے'' کفر ہے، کیونکہ یہ کتاب اللہ کا انکار ہے، کتاب اللہ نے اس کو ''رِجس'' کہا ہے، اور ''رِجس'' اس نجاست کو کہتے ہیں جو اپنی ذاتی نجاست کی وجہ سے حرام ہو۔ اور سنتِ متواترہ میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو حرام قرار دیا، اور اسی پر اُمت کا اِجماع ہے۔ (۲)

۲:... شراب، پیشاب کی طرح نجاستِ غلیظہ ہے، کیونکہ اس کی نجاست دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ (۳)

۳:... اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ دلیلِ قطعی کا منکر ہے۔ (۴)

۴:... مسلمان کے حق میں یہ بے قیمت چیز ہے، اس لئے اگر مسلمان کے پاس شراب ہو اور کوئی اس کو ضائع کردے تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔ (۵)

۵:... اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اور اس پر حد جاری ہوگی۔ (۶)

۶:... پینے کے علاوہ اس سے کوئی اور اِنتفاع (فائدہ اُٹھانا) بھی جائز نہیں۔

۷:... اس کو فروخت کرکے جو رقم حاصل کی جائے، وہ بھی حرام ہے۔ (۷)

''ہدایہ'' کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ شراب (خمر) حرام ہے، اور اس کی حرمت کا منکر باجماعِ اُمت کافر ہے، کیونکہ وہ قرآنِ کریم کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پوری اُمتِ اِسلامیہ کی تکذیب کرتا ہے۔

---

(۱) قال تعالٰی: "یٰٓأیها الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجسٌ من عمل الشیطٰن فاجتنبوه لعلکم تفلحون" (المائدة: ۹۰).

(۲) والثالث ان عینها حرام غیر معلول بالسکر ولا موقوف علیه ومن الناس من أنکر حرمة عینها وقال إن السکر منها حرام لأن به یحصل الفساد وهو الصد عن ذکر الله وهذا کفرٌ لأنه جحود الکتاب فإنه رجسًا والرجس ما هو محرم العین وقد جائت السُّنَّة متواترة ان النبی صلی الله علیه وسلم حرم الخمر وعلیه إنعقد الإجماع. (هدایة ج:۴ ص:۴۹۰، کتاب الأشربة).

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) إستحلال المعصیة کفرٌ إذا ثبت کونها معصیةً بدلیلٍ قطعیٍ. (رد المحتار ج:۲ ص:۲۹۲، باب زکاة الغنم).

(۵) فلا بد من کون المسروق متقوّمًا مطلقًا فلا قطع بسرقة خمر مسلمٍ مسلمًا کان السارق أو ذمیًا. (الدر المختار ج:۴ ص:۸۴، کتاب السرقة).

(۶) قال فی التنویر: یحد مسلمٌ ناطق مکلّف شرب الخمر ولو قطرةً. (در المختار ج:۴ ص:۳۷، باب حد الشرب المحرم).

(۷) قال النبی صلی الله علیه وسلم: ان الذی حرَّم شربها حرَّم بیعها. (نسائی ج:۲ ص:۲۳۰، بیع الخمر).

کیا شراب کسی مریض کو دی جاسکتی ہے؟

سوال:... کیا شراب میں شفا ہے؟ اور کیا وہ کسی ایسے مریض کو دی جاسکتی ہے جس سے اس کی زندگی بچ سکتی ہو؟

جواب:... شراب تو خود بیماری ہے، اس میں شفا کیا ہوگی...! جہاں تک مریض کو دینے کا تعلق ہے، اس میں شراب کی کوئی خصوصیت نہیں، بلکہ تمام ناپاک چیزوں کا ایک ہی حکم ہے، اور وہ یہ کہ اگر اس ناپاک چیز کے علاوہ اور کوئی علاج ممکن نہ ہو، اور ماہر طبیب کے نزدیک اس سے اس کی جان بچ سکتی ہو، تو ایسی اِضطراری حالت میں ناپاک چیز استعمال کی جاسکتی ہے۔[1]

رنگ رلیوں کی چوکیداری کرنا اور شراب کی بوتل لاکر دینا

سوال:... میں چپراسی ہوں، اور کبھی کبھار مجھے زبردستی رات کو زیادہ دیر کے لئے رُکنے کو کہا جاتا ہے، اور رات کو شراب اور طوائفوں سے رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں۔ مجھے چوکیداری کے فرائض زبردستی نبھانے پڑتے ہیں، بلکہ بوتل لانے کو کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ سے لے آؤ۔ میں قانونِ وقت اور اللہ سے ڈرتا ہوں، سخت پریشان ہوں، ملازمت کا سوال ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اب مجبوراً میں ملازمت جاری رکھ سکتا ہوں؟ اور کیا اللہ کے نزدیک میں اس گناہ میں ان کا شریک تو نہیں؟

جواب:... یہ تو ظاہر ہے کہ اس بُرائی اور بدکاری میں مدد آپ کی بھی شامل ہے،[2] گو بامرِ مجبوری سہی۔ آپ کوئی اور ملازمت یا ذریعہ معاش تلاش کریں اور جب مل جائے تو یہ گندی نوکری چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتے رہیں۔

شراب کی خالی بوتل میں پانی رکھنا

سوال:... بہت سے حضرات جن کے گھر میں فریج ہیں، شراب کی خالی بوتلوں میں پانی بھر کر فریج میں رکھتے ہیں اور اس پانی کو پیتے ہیں، کیا وہ پانی پینا جائز ہے؟

جواب:... اگر ان بوتلوں کو پاک کرلیا جاتا ہے تو ان میں پانی رکھنا جائز ہے،[3] لیکن ایک درجے میں کراہت ہے، جیسے پیشاب کی بوتل کو پاک کرکے پانی کے لئے استعمال کیا جائے۔

---

(۱) وقال محمد رحمه الله تعالىٰ: لَا يطهر أبدًا ويكره الْإحتقان والْإكتحال بالخمر وكذا الْإقطار في الْإحليل وأن يجعل في السعوط فالحاصل ان لَا ينتفع بالخمر إلّا انّها إذا تخلل فينتفع به سواءٌ صار خلا بالمعالجة أو بغير المعالجة. (قاضيخان بهامش الهندية ج:۳ ص:۲۲۶). ويجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (درمختار ج:۶ ص:۳۸۹ كتاب الحظر والْإباحة).

(۲) ولَا تعاونوا على الْإثم والعدوان. (المائدة:۲).

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإنّي كنت نهيتكم عن الظروف وانّ ظرفًا لَا يحلُّ شيئًا ولَا يحرمه. (ترمذي ج:۲ ص:۹، أبواب الأطعمة).

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا کرنا

سوال:...کھانا کھانے کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب:...کھانے کے بعد دُعا کرنا ثابت ہے،[1] البتہ اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ثابت نہیں ہے۔ اگر مہمان صاحبِ خانہ کے لئے دُعا کردے تو مضائقہ بھی نہیں۔

حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ

سوال:...عرض ہے کہ مدّت سے قلبی تقاضوں سے مجبور ہوں، کمسن بچوں کو جب بھی کتے، بلی، شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اَشکال کے بسکٹ کھاتے دیکھتی ہوں، فی الفور میں ذہنی انتشار میں مبتلا ہوجاتی ہوں۔ ہم مسلمان ہیں، ہمارے ملک کی اساس بھی اسلامی نظریات پر ہے، ہمارے ملک میں بسکٹ فیکٹریاں باوجود مسلمان ہونے کے ایسے بسکٹ کیوں بناتی ہیں جس میں کراہت ہو؟ اس سے حلال وحرام کا تصوّر بچوں کے ذہن سے محو ہوجائے گا، ہوسکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی بات ہو، لیکن اس کا انسداد اور تدارک ضروری ہے، تاکہ ہمارے کمسن بچوں کی تربیت اسلامی طرز پر ہوسکے۔

جواب:...آپ کا خیال صحیح ہے۔ اوّل تو تصویر بنانا ہی اسلام میں جائز نہیں،[2] پھر ایسی گندی تصویریں تو اور بھی بُری ہیں، ان پر قانوناً پابندی ہونی چاہئے۔

ہڈیاں چبانا

سوال:...ہڈیاں چبانا کیسا ہے؟ سنا ہے کہ گوشت کھاکر ہڈیاں نہیں چبانا چاہئیں کہ ان پر خدا جنات کی غذا پیدا کرتا ہے۔

جواب:...جائز ہے، یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کھائی ہوئی ہڈیوں پر جنات کے لئے خوراک پیدا کردیتے ہیں،[3] لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ہڈیوں کا چبانا جائز نہیں، یہ نتیجہ صحیح نہیں۔

شیرخوار بچوں کو افیون کھلانا

سوال:...ہماری اکثر مائیں اپنے دُودھ پیتے بچوں کو رات کے وقت افیم کھلاکر سلادیتی ہیں تاکہ بچہ رات کو سوکر آرام

---

(۱) عن أبی سعید قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا أکل طعامًا قال: الحمد لله الذی أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین. (ابن ماجة ص:۲۳۶، باب مسح الید بعد الطعام).

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون. (مشکٰوة ج:۲ ص:۳۸۵، باب التصاویر، الفصل الأوّل).

(۳) عن أبی هریرة قال: اتبعت رسول الله صلی الله علیه وسلم .... فسألته عن الأحجار والعظم والروثة فقال: إنه جاء فی وفد نصیبین من الجن ونعم الجن هم فسألونی الزاد فدعوت الله لهم أن لَا یَمُرّوا بعظمٍ ولَا بروثة إلّا وجدوا علیه طعامًا. (طحاوی ج:۱ ص:۹۴، باب الإستجمار بالعظام).

کرے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... افیون کا استعمال جس طرح بڑوں کے لئے جائز نہیں، اسی طرح شیرخوار بچوں کو کھلانا بھی شرعاً حرام،[1] اور طبی نقطۂ نظر سے بے حد مضرِ صحت ہے۔ جو بیبیاں ایسا کرتی ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں بچوں کو ذبح کرتی ہیں۔ خدا ان کو عقل دے!

افیون کا شرعی حکم

سوال:... کیا افیون حرام ہے؟ یا وہ تمام چیزیں جن کے اِستعمال کی ایک دفعہ عادت پڑ جائے اور کوشش کے باوجود عادت نہ چھوٹے؟

جواب:... ایسی نشہ آور اشیاء ناجائز ہیں جن کے نشے سے ہوش وحواس ٹھکانے نہیں رہتے۔[2]

بھنگ پینا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... گزارش ہے کہ ''بھنگ'' کے بارے میں وضاحت فرمائیں، کیا اس کا پینا ''تھادل'' کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اس سے نشہ ہوتا ہے، اس لئے اس کا پینا جائز نہیں،[3] واللہ اعلم!

چوری کی بجلی سے پکا ہوا کھانا کھانا اور گرم پانی سے وضو کرنا

سوال:... ہم دُنیا والے دُنیا میں کئی قسموں کی چوریاں دیکھتے ہیں۔ مولانا صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ بجلی کی چوری، چوری نہیں ہوتی۔ کیا چوری والی بجلی کی روشنی میں کوئی عبادت قبول ہوسکتی ہے؟ چوری کی بجلی سے چلنے والا ہیٹر پھر اس ہیٹر سے کھانا پکانا چاہے وہ کھانا حلال دولت کا ہو، کیا وہ کھانا جائز ہے؟ ہمارے شہر کے نزدیک ایک مسجد شریف میں گیزر (پانی گرم کرنے کا آلہ) بالکل بغیر میٹر کے ڈائریکٹ لگا ہوا ہے، مسجد والے نہ اس کا الگ سے کوئی بل ہی دیتے ہیں، لوگ اس سے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں، کیا اس گرم پانی سے وضو ہوجاتا ہے؟ جواب ضرور دینا، مہربانی ہوگی۔

جواب:... سرکاری ادارے پوری قوم کی ملکیت ہیں، اور ان کی چوری بھی اسی طرح جرم ہے جس طرح کہ کسی ایک فرد کی چوری حرام ہے،[4] بلکہ سرکاری اداروں کی چوری کسی خاص فرد کی چوری سے بھی زیادہ سنگین ہے، کیونکہ ایک فرد سے تو آدمی معاف بھی کراسکتا ہے لیکن آٹھ کروڑ افراد میں سے کس کس آدمی سے معاف کراتا پھرے گا؟ جو لوگ بغیر میٹر کے بجلی کا استعمال کرتے ہیں وہ

---

(۱) ونقل فی الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون لٰكن دون حرمة الخمر۔ (درمختار ج:۴ ص:۴۲)۔

(۲) ويحرم أكل البنج .... والأفيون لأنه مفسد للعقل ويصد عن ذكر الله ...إلخ۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۶ ص:۴۵۸، كتاب الأشربة)۔

(۳) قال محمد: ما أسكر كثيره فقليله حرام۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۶ ص:۴۵۵)۔

(۴) لَا يجوز لأحد أن يتصرف فی ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولَاية عليه ...إلخ۔ (شرح المجلة ص:۶۱ المادّة:۹۶)۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألَا لَا يحل مال امرىءٍ إلّا بطيب نفس منه۔ (مشكٰوة ج:۱ ص:۲۵۵)۔ أيضًا: إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمٰنٰت إلٰى أهلها۔ (النساء:۵۸)۔

پوری قوم کے چور ہیں۔ مسجد کے جس گیزر کا آپ نے ذکر کیا ہے اگر محکمے نے مسجد کے لئے مفت بجلی دے رکھی ہے، تو ٹھیک، ورنہ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی چور ہے اور اس کے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے۔ یہی حکم ان تمام افراد اور اداروں کا ہے جو چوری کی بجلی استعمال کرتے ہیں۔

سوال:...اگر کسی نے ایسی چوری کی ہو اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا تدارک ہوسکتا ہے؟

جواب:...اس کا تدارک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور جتنی بجلی اس نے ناجائز استعمال کی ہے، اس کا اندازہ کرکے اس کی قیمت محکمے کو ادا کردے۔[1] اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے بغیر ٹکٹ کے ریل میں سفر کیا، اتنے سفر کا کرایہ اس کے ذمے واجب الادا ہے، اس کو چاہئے کہ اتنی رقم کا ٹکٹ لے کر اسے ضائع کردے۔

فریقین کی صلح کے وقت ذبح کئے گئے دُنبے کا شرعی حکم

سوال:...زید نے عمرو کو قتل کیا، ابھی زید مقتول کے وارثوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے ۲۰ یا ۳۰ آدمی اور ایک یا دو دُنبے ذبح کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے جاتا ہے، صلح کرنے کے بعد یہی دُنبے ذبح کرتے ہیں۔ اس کا کھانا دونوں فریقوں کے لئے یا اور لوگوں کے لئے جائز ہے یا ناجائز ہے؟

جواب:...ناجائز ہونے کا شبہ کیوں ہوا...؟

مرد و عورت کو ایک دُوسرے کا جھوٹا کھانا پینا

سوال:...مسئلہ یہ ہے کہ بہت عرصے سے یہ بات سنی جارہی ہے کہ صرف بہن بھائی ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پی سکتے ہیں، میاں بیوی اور کوئی غیر مرد و عورت ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ نہیں پی سکتے، کیا یہ بات سچ اور حدیث ہے یا ایسی ہی کہاوت ہے؟

جواب:...میاں بیوی کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے، اور محرَم مردوں اور عورتوں کا بھی کھانا پینا جائز ہے۔[2] اجنبی مردوں، عورتوں کا جھوٹا کھانا پینا فتنے کے اندیشے کی بنا پر مکروہ ہے۔[3]

بچے کا جھوٹا کھانا پینا

سوال:...ایک دُودھ پیتے بچے کا باپ اپنے بچے کا جھوٹا کھاپی سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:...شرعاً اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

---

(۱) والحاصل إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم. (فتاویٰ شامی ج:۵ ص:۹۹، مطلب فيمن ورث مالًا حرامًا).

(۲) عن عائشة قالت: كنت أشرب وأنا حائض ثم أناوله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع فيّ. (مسلم ج:۱ ص:۱۴۳، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ...إلخ).

(۳) يكره للمرأة سؤر الرجل وسؤرها له. (رد المحتار ج:۶ ص:۴۲۶، باب الإستبراء وغيره، فصل في البيع).

دھوبی کے گھر کا کھانا

سوال:... میرے چند دوست دھوبی ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ ان کے گھر کا کھانا جائز نہیں ہے، مہربانی کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں، مہربانی ہوگی۔

جواب:... کیوں جائز نہیں...؟

قرعہ ڈال کر کھانا اور شرط کا کھانا پینا

سوال:... ہم اکثر دوست قرعہ ڈالتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلتا ہے وہ کچھ نہ کچھ کھلاتا یا پلاتا ہے، کیا ایسا کھانا جائز ہے؟

جواب:... یہ جائز نہیں، جوا ہے۔[1]

سوال:... دو حضرات کے درمیان یہ طے ہوا کہ ہارنے والا ۱۰۰ ریال ادا کرے گا، معاملہ قرآن مجید کے ترجمے کا تھا، ایک نے کہا کہ قرآن کے ترجموں میں فرق نہیں، دُوسرے نے کہا کہ فرق ہے۔ ہارنے والے نے ۱۰۰ ریال ادا کردیئے، جس سے سب دوستوں نے بروسٹ کھائے۔ اس طرح کا معاہدہ کرنا اور ایسا کھانا کیسا ہے؟ شرط وہ حرام ہوتی ہے کہ ہارنے والا رقم دے کر چلا جائے، یہاں پر ہارنے والے نے بھی ہمارے ساتھ بروسٹ کھائے۔

جواب:... اگر دوطرفہ شرط تھی تو حرام ہے، اور ایک طرف سے اِنعام کا وعدہ تھا، دُوسری طرف سے نہیں، تو یہ جائز ہے۔[2]

غیرشرعی اُمور والی مجلس میں شرکت کرنا حرام ہے

سوال:... میرے دوست کا کہنا ہے کہ شادی یا ولیمے وغیرہ کی دعوت ہو تو اس کو قبول کرنا مسلمان پر ضروری ہے، اگرچہ اس میں فوٹو یا مووی یا کھڑے ہوکر کھانے کا اہتمام ہو، یا اس کی آمدنی غیرشرعی یعنی سود وغیرہ کی ہو۔ وہ کہتا ہے کہ آدمی خود کو بچائے ایک طرف ہوکر، لیکن جائے ضرور۔ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ دعوت ولیمہ وغیرہ کی قبول کرنا سنت ہے، اور ایک حدیث کا مفہوم ہے: ''جبرئیلؑ نے مجھ کو پڑوسی کے بارے میں بے حد وصیت کی ہے، میرا گمان تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت دی جائے۔'' اس وجہ سے بھی پڑوسی کی دعوت قبول کرے کہ نہ جانے پر مسلمان کا دِل دُکھے گا جو کہ بہت بڑا گناہ ہے، اور خاندان یا آپس میں تفریق ہوگی، حالانکہ اُمت میں جوڑ کا حکم ہے۔ ان وجوہات سے وہ جانا ضروری سمجھتا ہے، اور میری ناقص رائے کے مطابق یہ ہے کہ ایسی دعوتوں میں شریک ہونا خالص حرام ہے، خاص طور پر غیرشرعی آمدنی والے کے یہاں۔ ہاں! اگر دعوت دینے والا یہ عہد کرے کہ میں سنت کے مطابق کھلاؤں گا اور فوٹو وغیرہ سے بچاؤں گا تو کوئی گنجائش ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں دِین دار اور متقی پرہیزگار کا جانا ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔

---

(۱) انما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (المائدة:۹۰). وكلّ ما يقامر بها فهو داخلٌ في الإستقسام بالأزلام عبارةً أو دلالةً جليلةً أو خفيةً. (مظهری ج:۳ ص:۲۳).

(۲) وفي التنوير وشرحه حل الجعل .... ان شرط لمالٍ في المسابقة من جانب واحدٍ وحرم لو شرط فيها من الجانبين لأنه يصير قمارًا. (ج:۶ ص:۴۰۲، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، فصل في البيع).

میری ناقص سمجھ کا کہنا ہے کہ اگر کسی مکان کے کسی حصے میں آگ لگ جائے تو کوئی عقل مند شخص اس مکان کے دُوسرے حصے میں جہاں آگ نہیں لگی، بیٹھنا ہرگز پسند نہیں کرے گا، اسی طرح ایسی دعوتوں میں اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اور یہ دُوسری طرف کھا رہے ہیں۔ براہِ مہربانی آپ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کریں کہ کون قرآن وحدیث کے زیادہ قریب اور دُرست ہے۔ کیونکہ ہم دونوں آپ کی رائے کو ہر طرح قبول کریں گے، ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرنا جس میں اپنا دُنیاوی یا اُخروی نقصان ہو، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... جس دعوت میں غیرشرعی اُمور کا اِرتکاب ہوتا ہے اور آدمی کو پہلے سے اس کا علم ہو، اس میں جانا حرام ہے۔ اگر پہلے سے علم نہ ہو، اچانک پتا چلے تو اُٹھ کر چلا جائے یا صبر کر کے بیٹھ رہے۔[1] ویسے کی دعوت قبول کرنا سنت ہے، لیکن جب سنت کو خرافات ومحرّمات کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کو قبول کرنا سنت نہیں بلکہ حرام ہے۔[2]

غیرمسلموں کے ساتھ کھانا پینا

سوال:... میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں ایک بہت بڑے پروجیکٹ میں کام کرتا ہوں، جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہی کام کرتی ہے، مگر اس پروجیکٹ میں ورکروں کی دُوسری بڑی تعداد مختلف قسم کے عیسائیوں کی ہے۔ وہ تقریباً ہر ہوٹل سے بلا روک ٹوک کھاتے ہیں اور ہر قسم کا برتن وغیرہ استعمال میں لاتے ہیں۔ برائے مہربانی شرعی مسئلہ بتائیے کہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں کہیں ہمارا ایمان تو کمزور نہیں ہوتا؟

جواب:... اسلام چھوت چھات کا تو قائل نہیں، غیرمسلموں سے دوستی رکھنا، ان کی سی شکل ووضع اختیار کرنا اور ان کے سے اطوار وعادات اپنانا حرام ہے۔[3] لیکن اگر ان کے ہاتھ نجس نہ ہوں تو ان کے ساتھ کھالینا بھی جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے۔ ہاں! طبعی گھن ہونا اور بات ہے۔ اور چونکہ غیرمسلموں کے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ ہونے میں ان کے ساتھ ایک طرح کی دوستی ہو جاتی ہے، اور ان کے کفر سے نفرت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے حضراتِ فقہاء، کافروں کے ساتھ

---

(۱) ومن دعی إلی الولیمة فوجد ثمة لعبًا أو غناءً فلا بأس بأن یقعد .... وأما إذا علم قبل الحضور فلا یحضر ... إلخ. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۴۳، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات).

(۲) ولو دعی إلٰی دعوة فالواجب إن یجیبه إلٰی ذالک، وإنما یجب علیه أن یجیبه إذا لم یکن هناک معصیة ولا بدعة ... إلخ. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۴۳، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات).

(۳) قال تعالٰی: یٰٓأیها الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم أولیاء تلقون إلیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق. (الممتحنة: ۱). عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من کثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضی عمل قوم کان شریکًا لعمله. (المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانیة ج:۲ ص:۴۲ رقم الحدیث:۱۶۰۵، طبع دار المعرفة، فتح الباری ج:۳ ص:۴۷، طبع نشر الکتب الإسلامیة).

مل کر کھانے پینے کو منع کرتے ہیں، ہاں! ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے۔ (۱)

خنزیر کی چربی استعمال کرنے والے ہوٹل میں کھانا کھانا

سوال:... میں جب سے دُبئی میں آیا ہوں، ایک بات پریشان کر رہی ہے کہ جب بھی ہوٹل میں کھانا کھانے جاتے ہیں تو کھانا "Two Cow" برانڈ گھی میں پکا ہوا ملتا ہے، اور ہم نے سنا ہے کہ اس میں سوَر کی چربی استعمال کی جاتی ہے، اس کے اُوپر ایک نوٹ لکھیں اور بتلائیں کہ یہ استعمال کرنا حرام ہے کہ نہیں؟ کیونکہ یہاں تمام ہوٹلوں میں یہی گھی استعمال ہوتا ہے اور ہمارے مسلمان بھائی اس کو کھاتے ہیں۔

جواب:... تحقیق کرلیجئے، اگر واقعی خنزیر کی چربی استعمال ہوتی ہے تو ایسے ہوٹلوں میں کھانا کھانا جائز نہیں۔ (۲)

ہندو کے ہوٹل سے کھانا کھانا

سوال:... کسی ہندو کے ہوٹل میں ہندو کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی سبزی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں اگر گھی کے بغیر کھانا کھانا ہو تو صرف ہندو کے ہوٹل میں مل سکتا ہے۔

جواب:... اگر ہندو کے برتن پاک ہوں اور یقین ہو کہ وہ کوئی غلط چیز استعمال نہیں کرتا تو اس کے ہوٹل، گھر یا دُکان میں کھانا جائز ہے۔ (۳)

شوہر کے مال سے بلا اِجازت اپنے رشتہ داروں کو کھلانا

سوال:... شوہر کے مال میں سے اشیائے خوردنی ان کی اجازت کے بغیر خود یا بچوں کو یا اپنے رشتہ داروں کو کھلانا جائز ہے؟

جواب:... ایسی اشیاء جن کے کھانے پینے یا کھلانے پلانے پر عرفِ عام میں اعتراض نہیں کیا جاتا، اس کی اجازت ہے۔

---

(۱) ولَا بأس بطعام اليهود والنصارىٰ كله من الذبائح وغيرها ويستوى الجواب بين أن يكون اليهود والنصارىٰ من أهل الحرب أو من غير أهل الحرب .... ولَا بأس بطعام المجوس كله إلّا الذبيحة فإن ذبيحتهم حرام، ولم يذكر محمد رحمه الله تعالىٰ الأكل مع المجوس ومع غيره من أهل الشرك إنه هل يحل أم لَا وحكى عن الحاكم الإمام عبدالرحمٰن الكاتب أنه ان ابتلى به المسلم مرة أو مرتين فلا بأس به وأما الدوام عليه فيكره كذا فى المحيط .... ولَا بأس بضيافة الذمى وإن لم يكن بينهما إلّا معرفة كذا فى الملتقط، وفى التفاريق لَا بأس بأن يضيف كافرًا لقرابة أو لحاجة كذا فى التمرتاشى ولَا بأس بالذهاب إلىٰ ضيافة أهل الذمة هٰكذا ذكر محمد رحمه الله تعالىٰ. (عالمگيرى ج:۵ ص:۳۴۷، كتاب الكراهية).

(۲) حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير. (المائدة:۳). أيضًا: وفى التفسير: ولحم الخنزير وكله نجس وإنما خص اللحم لأنه معظم المقصود. (تفسير نسفى ج:۱ ص:۴۲۵). أيضًا: فى الدر المختار: خلا خنزير فلا يطهر. (قوله فلا يطهر) أى لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع أجزائه نجسة حيا وميتًا. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۰۴ مطلب فى أحكام الدباغة).

(۳) ويكره الأكل والشرب فى أوانى المشركين قبل الغسل، ومع هٰذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز ...... وهٰذا إذا لم يعلم بنجاسة الأوانى فأما إذا علم فإنه لَا يجوز ...الخ. (فتاوىٰ هندية ج:۵ ص:۳۴۷، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر).

البتہ اگر عورت کو اندازہ ہو کہ شوہر کو یہ بات ناگوار ہوگی تو صریح اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ شوہر کی اجازت ضروری ہے، خواہ عرفاً یا صراحتاً۔ (۱)

قرآن خوانی کی ایسی محفلوں میں شریک ہونا جن میں فرائض کو توڑا جاتا ہو

سوال:... کیا بے نماز عورتوں کی دعوت پر ان کی ایسی قرآن خوانی میں شمولیت مناسب ہوگی جہاں ظہر کے بعد سے لے کر عشاء کے بھی بعد تک عورتیں اپنے پورے فیشن کے ساتھ اکٹھی ہوئی ہوں، کھانے پینے کا بھی خوب اہتمام ہو، مزید یہ کہ پردے کا نام و نشان نہ ہو؟

جواب:... ایسی محفلیں جن میں دِین کے فرائض اور اَحکام کا لحاظ نہ کیا جاتا ہو، ان میں شرکت جائز نہیں۔ (۲)

کیا کم خوری عیب ہے؟

سوال:... محترم المقام جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہم، سلامِ مسنون۔ گزارش یہ ہے کہ میں گورنمنٹ ہائی اسکول گگومنڈی، ضلع وہاڑی میں بطور ٹیچر تعینات ہوں، اور علمائے دیوبند کا خادم ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ تعلیمی اداروں میں بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس سلسلے میں آپ سے کچھ وضاحت چاہتا ہوں۔ ماہنامہ ''بینات'' کے کسی شمارے میں حضرت بنوریؒ نے اپنے والد بزرگوارؒ کے متعلق مضمون لکھا تھا، اس میں دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں، جن پر کیپٹن عثمانی والے اعتراض کرتے ہیں، اور ہمارے اسکول میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں اور وہ ہم پر اعتراض کرتے رہتے ہیں، اس لئے آپ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ ان کے نزدیک حضرت بنوریؒ کی یہ دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں:

۱- ''میرے والد صاحب (حضرت بنوریؒ کے والد) نے ساڑھے تین ماشے خوراک پر سالہا سال زندگی بسر کی۔''

۲- ''اور ان کا نکاح حضرت علی نے پڑھایا تھا۔''

۱- وضاحت طلب اَمر یہ ہے کہ کوئی مثال ایسی اسلام میں ہے کہ خواب میں کسی صحابی یا تابعی کا نکاح پڑھایا گیا ہو؟

۲- کوئی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر دُنیا میں آسکتا ہے؟ اگر ممکن ہے تو اس کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ معترض لوگ حضرت نانوتویؒ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ دیوبند میں آئے تھے، تمہاری کتاب میں لکھا ہے۔

---

(۱) عن أبی أمامة قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی خطبته عام حجة الوداع: لَا تنفق امرأة شیئًا من بیت زوجها إلّا باذن زوجها۔ (مشکٰوة ج:۱ ص:۱۷۲)۔

(۲) دعی إلٰی ولیمة وثمة لعب أو غناء ...إلخ۔ (الدر المختار) وفی الشرح: وفی التاترخانیة عن الینابیع: لو دعی إلٰی ولیمة فالواجب الْإجابة إن لم یکن هناک معصیة ولَا بدعة والْإمتناع أسلم فی زماننا إلّا إذا علم یقینا أن لَا بدعة ولَا معصیة ...إلخ۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۴۸، کتاب الحظر والإباحة)۔ أیضًا: وفی البزازیة: ویکره .... اتخاذ الدعوة لقراءة القراٰن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الْإخلاص۔ والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأکل یکره .... وأطال فی ذالک فی المعراج وقال وهٰذه الأفعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها لأنهم لَا یریدون بها وجه الله۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۴۱، باب صلاة الجنازة)۔

کیا کسی صاحب نے بریلوی حضرات کی طرف سے لکھی گئی کتاب ''زلزلہ'' کا جواب تحریر کیا ہے؟ نیز کیپٹن عثمانی کی کتاب ''توحیدِ خالص'' کا جواب لکھا گیا ہے؟ مہربانی فرماکر وضاحت فرمادیں، میں نے اشارے کے طور پر اعتراض لکھے ہیں، باقی سب خیریت ہے۔

قاری عبدالباسط، ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول گگومنڈی
بورے والا، ضلع وہاڑی

جواب:... مکرم و محترم جناب قاری عبدالباسط صاحب زید مجدہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بنوریؒ کے اس مضمون پر، جو انہوں نے اپنے والد ماجد نوّر اللہ مرقدہٗ کی وفات پر تحریر فرمایا تھا، ڈاکٹر کیپٹن عثمانی کو دو اعتراض ہیں، اوّل حضرتؒ کی اس عبارت پر جس میں والد مرحوم کی خوراک کی کمی کو بیان کیا گیا ہے کہ عنفوانِ شباب میں وہ صرف تین ماشہ خوراک پر اکتفا کیا کرتے تھے۔

میں یہ بالکل نہیں سمجھ سکا کہ ڈاکٹر عثمانی کو اس میں قابلِ اِعتراض کیا بات نظر آئی؟ یا آپ کو اس میں کیا اِشکال پیش آیا؟ میرے محترم! زیادہ کھانا تو بلاشبہ لائقِ مذمت ہے، شرعاً بھی اور عقلاً بھی۔ لیکن کم کھانا تو عقل و شرع کے کسی قانون سے بھی لائقِ اِعتراض نہیں، بلکہ خوراک جتنی کم ہو اسی قدر لائقِ مدح ہے، بشرطیکہ کم کھانے میں ہلاکت کا یا صحت کی خرابی کا خطرہ نہ ہو۔ کیونکہ اہلِ عقل کے نزدیک کھانا بذاتِ خود مقصد نہیں، بلکہ اس کی ضرورت محض بقائے حیات اور بقائے صحت کے لئے ہے، شیخ سعدیؒ کے بقول:

خوردن برائے زیستن وعبادت کردن است
تو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

اور اگر اِشکال کا منشا یہ ہے کہ ساڑھے تین ماشہ خوراک کے ساتھ آدمی کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ تو یہ اِشکال کسی دہریے کے منہ کو زیب دے تو دے، مگر ایک مؤمن جو حق تعالیٰ شانہ کی قدرت پر یقین رکھتا ہو اس کی طرف سے اس اِشکال کا پیش کیا جانا یقیناً موجبِ حیرت ہے، سب جانتے ہیں کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ محض تسبیح و تقدیس سے زندہ رکھتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس سے بغیر مادّی خوراک کے آسمان پر زندہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف (ص:۴۷۷) میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت سے حدیثِ دجال مروی ہے، جس میں دجال کے زمانے کے قحط کا ذکر فرمایا گیا ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں، ابھی روٹی پکانے کی نوبت نہیں آتی کہ ہم بھوک محسوس کرنے لگتے ہیں، ان دنوں اہلِ ایمان کیا کریں گے؟ فرمایا:

''یجزئهم ما یجزئ أهل السماء من التسبیح والتقدیس''[1]

---

(۱) عن أسماء بنت یزید قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیتی فذکر الدجال .... فقلت: یا رسول الله! والله إنا لنعجن عجینًا فما نخبزه حتّی نجوع فکیف بالمؤمنین یومئذٍ؟ قال: یجزئهم ما یجزئ أهل السماء من التسبیح والتقدیس۔ (مشکوٰة ص:۴۷۷ باب العلامات بین یدی الساعة)۔

ترجمہ:... ''ان کو وہی تسبیح وتقدیس کفایت کرے گی جو آسمان والوں کو کفایت کرتی ہے۔''

اکابر اولیاء اللہ کے حالات میں تقلیلِ طعام کے واقعات اس کثرت سے منقول ہیں کہ حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، اِمام بخاریؒ کے بارے میں علامہ کرمانیؒ لکھتے ہیں:

''كان في سعة من الدنيا وقد ورث من أبيه مالًا كثيرًا، وكان يتصدق به وربما يأتي عليه نهار ولَا يأكل فيه، وانما يأكل احيانا لوزتين أو ثلاثًا۔'' (مقدمہ لامع ص:۹)

ترجمہ:... ''اِمام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی کشائش دے رکھی تھی، بہت سا مال انہیں والد ماجد کے ترکہ میں ملا تھا، جس سے وہ صدقہ کرتے رہتے تھے، مگر اپنی خوراک اتنی کم تھی کہ بسا اوقات دن بھر کھانا نہیں کھاتے تھے، بس کبھی کبھار دو تین بادام تناول فرمالیتے تھے۔''

افسوس ہے! کہ آج کی مادّی عقلیں اپنی سطح سے بلند ہوکر سوچنے سے معذور ہیں، اس لئے ہم لوگ ایسے حالات کو سمجھنے سے بھی قاصر ہوگئے ہیں، اور ڈاکٹر مسعود عثمانی تو بادشاہ آدمی ہیں، وہ تو اِمام احمد بن حنبلؒ جیسے اکابر پر بھی بلاتکلف مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرمادیتے ہیں، حضرتِ اقدس بنوریؒ یا ان کے والد ماجدؒ کی اِمام احمد بن حنبلؒ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے...؟

آپ نے دُوسرا اعتراض یہ نقل کیا ہے کہ نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا، مناسب ہوگا کہ پہلے اس سلسلے میں حضرت بنوریؒ کی عبارت نقل کردی جائے، آپؒ لکھتے ہیں:

''آپ کے والد مرحوم حضرت سیّد مزمل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہوگیا تھا، والدۂ مکرّمہ حیات تھیں، جن کا اصرار تھا کہ ازدواجی زندگی اختیار کریں، لیکن عزمِ عبادت وطاعت کے منافی سمجھ کر انکار کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک خواب میں یہ حقیقت واضح کردی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فلاں بی بی سے فلاں خاندان میں عقدِ نکاح باندھ رہے ہیں، اس رُؤیائے صالحہ کے بعد انکار ختم ہوگیا اور ازدواجی زندگی میں قدم رکھ ہی لیا اور اس رُؤیائے صادقہ کی تعبیر اس طرح صادق آگئی۔''

آپ کے نقل کردہ اعتراض میں اور حضرت بنوریؒ کی تحریر میں زمین وآسمان کا فرق ہے، حضرت بنوریؒ رُؤیائے صالحہ کا ذکر فرمارہے ہیں جس کی تعبیر ظاہر ہوئی، اور آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ: ''نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔'' رُؤیائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا تو خود احادیث شریفہ میں وارِد ہے۔ اور صحیح بخاری (ص:۱۰۳۸) ''باب كشف المرأة في المنام'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تو مجھے خواب میں دو مرتبہ دِکھائی گئی، ایک شخص (فرشتہ) تجھے ریشم کے ٹکڑے میں اُٹھائے ہوئے تھا اور وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے، میں نے کھول کر دیکھا تو تو ہی تھی،

میں نے کہا کہ: اگر یہ منجانب اللہ مقدر ہے تو ہو کر رہے گا۔‘‘[1]

انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب تو وحی قطعی کی حیثیت رکھتا ہے، جبکہ اہلِ ایمان کے خواب کی حیثیت محض مبشرات کی ہے، بہرحال کسی شخص کا خواب میں یہ دیکھنا کہ فلاں خاتون کے ساتھ اس کا عقد ہو رہا ہے، مبشرات کے قبیل سے ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ اس قصے میں آپ کو یا دُوسرے حضرات کو کیوں اِشکال پیش آیا۔

۲:... مرنے کے بعد دوبارہ دُنیا میں آنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، اور دونوں ممکن ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ مردے کو دوبارہ زندہ کردیا جائے اور وہ عام معمول کے مطابق زندہ ہوجائے، قرآنِ کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں متعدّد جگہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ باِذنِ اِلٰہی مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے۔[2] سورۂ بقرہ آیت:۲۵۹ میں اس شخص کا واقعہ مذکور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک سو سال تک مردہ رکھ کر پھر زندہ کردیا تھا: ’’فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ‘‘۔[3] سورۂ بقرہ ہی کی آیت:۲۴۳ میں ان ہزاروں اَشخاص کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو موت کے خوف سے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور جن کو موت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کردیا تھا۔[4] سورۂ بقرہ کی آیت:۵۵ اور ۵۶ میں موسیٰ علیہ السلام کے ان رُفقاء کے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا ذکر ہے جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے غلط مطالبہ کیا تھا:

’’وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔‘‘ (البقرة:۵۵،۵۶)

اور سورۂ اَعراف کی آیت:۱۵۵ میں اسی کی مزید تفصیل ذکر کی گئی ہے۔[5] الغرض اسی قسم کے بہت سے واقعات قرآنِ کریم ہی میں مذکور ہیں۔

اور کسی فوت شدہ شخص کے دُنیا میں دوبارہ نظر آنے کی دُوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ معروف زندگی کے ساتھ تو اس کا جسم دُنیا میں زندہ نہ کیا جائے مگر خواب یا بیداری میں اس کی شبیہ کسی شخص کو نظر آئے، اس کو دوبارہ زندگی کہنا صحیح نہیں، بلکہ یہ ایک طرح کا رُوحانی

---

(۱) باب کشف المرأة فی المنام .... عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أُریتکِ فی المنام مرتین، إذا رجل یحملک فی سرقة حریر فیقول هٰذه امرأتک، فاکشفها فإذا هی أنتِ فأقول: إن یکن هٰذا من عند الله یمضه. (صحیح البخاری ج:۲ ص:۱۰۳۸ طبع قدیمی)۔

(۲) ورسولًا إلٰی بنی إسرائیل انی قد جئتکم باٰیة من ربکم انی أخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فأنفخ فیه فیکون طیرًا باذن الله وأُبرئ الأکمه والأبرص وأُحی الموتٰی باذن الله. الآیة (آل عمران: ۴۹)۔

(۳) أو کالذی مرّ علٰی قریة وهی خاویة علٰی عروشها قال أنّٰی یحی هٰذه الله بعد موتها، فأماته الله مائة عام ثم بعثه قال لم لبثت قال لبثت یومًا أو بعض یوم، قال بل لبثت مائة عام. الآیة (البقرة: ۲۵۹)۔

(۴) الم تر إلی الذین خرجوا من دیارهم وهو اُلوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم أحیاهم. الآیة (البقرة: ۲۴۳)۔

(۵) واختار موسٰی قومه سبعین رجلًا لمیقاتنا فلما أخذتهم الرجفة قال رب لو شئت أهلکتهم من قبل وإیای. الآیة (الأعراف: ۱۵۵)۔

کشف ہے، کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے کسی بندے کی اعانت کے لئے کسی لطیفۂ غیبی کو فوت شدہ بزرگ کی شکل میں بھیج دیتے ہیں کہ (کیونکہ وہ شکل اس کے لئے مانوس ہوتی ہے)، جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے انسانی شکل میں متمثل ہوئے تھے،[1] اس صورت میں فوت شدہ بزرگ کو اس واقعے کی خبر نہیں ہوتی، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باذنِ الٰہی اس بزرگ کی رُوح اس شخص کے سامنے متمثل ہوجاتی ہے، جیسا کہ شبِ معراج میں انبیائے کرام علیہم السلام کی اَرواحِ طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے متمثل ہوئی تھیں، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ موجود تھے،[2] اور چونکہ یہ سب کچھ باذنِ الٰہی ہوتا ہے، جس میں اس فوت شدہ بزرگ کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا، اس لئے ایسے واقعات کو کشف و کرامت کے قبیل سے سمجھا جاتا ہے، اور ان واقعات کا انکار وہی شخص کرسکتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا اور اولیائے کرام کی کرامات کا منکر ہو، جبکہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ:

کرامات الأولیاء حق۔ (اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں)

جیسا کہ فقہِ اکبر اور دیگر کتبِ عقائد میں مذکور ہے،[3] حضرت نانوتویؒ قدس اللہ سرہٗ کا وہ واقعہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا، وہ اسی قبیل سے ہے، جس میں شرعاً و عقلاً کوئی اِشکال نہیں۔

بریلوی کتاب ''زلزلہ'' کا محققانہ جواب مولانا محمد عارف سنبھلی نے ''بریلوی فتنے کا نیا رُوپ'' کے نام سے لکھا ہے، پاکستان میں یہ کتاب ''ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور'' سے شائع ہوئی ہے، اور ڈاکٹر عثمانی کی کتاب ''توحیدِ خالص'' کا جواب مولانا ابوجابر عبداللہ دامانوی نے ''الدّین الخالص'' کے نام سے لکھا ہے، یہ کتاب ''حزب المسلمین، فاروقِ اعظم روڈ، کیماڑی کراچی'' سے شائع ہوئی ہے۔

اُمید ہے مزاجِ گرامی بعافیت ہوں گے، والسلام!

آبِ زمزم پینے کا سنت طریقہ

سوال:... آبِ زمزم نوش کرنے کا مسنون طریقہ تحریر فرمائیں۔

---

(۱) فأرسلنا إلیها روحنا فتمثل لها بشرًا سویًّا۔ (مریم:۱۷)۔

(۲) وکذالک رؤیة النبی صلی الله علیه وسلم الأنبیاء فی لیلة الإسراء فی السماوات، الصحیح أنه رأی فیها الأرواح فی مثل الأجسام مع ورود أنهم أحیاء فی قبورهم یصلون۔ (شرح الصدور ص:۲۴۰، باب مقر الأرواح، طبع دار الکتب العلمیة)۔

(۳) والآیات أی خوارق العادات المسمّاة بالمعجزات للأنبیاء والکرامات للأولیاء حق أی ثابت بالکتاب والسُّنَّة ولَا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فی إنکار الکرامة۔ (شرح فقه أکبر ص:۹۵، طبع مجتبائی دهلی، أیضًا: شرح العقیدة الطحاویة ص:۵۵۸، الإیمان بکرامات الأولیاء۔ طبع مکتبة سلفیة لَاهور)۔

جواب:…آبِ زمزم پینے سے پہلے دُعا کرنا[1] اور قبلہ رُخ کھڑے ہوکر آبِ زمزم پینا مستحب ہے۔[2]

عجوہ کھجور کھانے کی فضیلت

سوال:…عجوہ کھجور کھانے کا مسئلہ بتادیں کہ کس وقت اور کس نیت سے کھائیں؟ ان کی گٹھلیوں کا کیا کریں؟ کیا شوگر کا مریض بھی عجوہ کھاسکتا ہے؟

جواب:…عجوہ کھجور کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس میں شفا ہے، اور یہ زہر کو مارتی ہے۔ سات دانے صبح کو کھانے چاہئیں۔ گٹھلیاں کوٹ کر آٹے میں ملالیں۔ شوگر کا مریض بھی کھاسکتا ہے۔[3]

پیپسی، مرنڈا، ٹیم، سیون اَپ کی شرعی حیثیت

سوال:…آج کل ہمارے یہاں بازار میں پیپسی، مرنڈا، ٹیم اور سیون اَپ یہ چاروں مشروبات اس کے علاوہ دیگر مشروبات بہت مقبول ہیں، خاص کر مندرجہ بالا یہ چار۔ کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک مرتبہ پیپسی کی فیکٹری میں جانے کا اِتفاق ہوا، جہاں مجھے پتا چلا کہ شکر اور چینی کا محلول تو پاکستان فیکٹری میں تیار ہوتا ہے، لیکن ان مشروبات کا اصل جو بھی مادّہ ہے وہ امریکا سے آتا ہے، واضح رہے یہ کہ مشروبات پوری دُنیا میں یعنی تمام مسلم اور غیرمسلم ممالک میں بنتے ہیں، فیکٹری والے کے کہنے کے مطابق پوری دُنیا میں اصل مادّہ امریکا ہی سے آتا ہے۔ اس ڈر سے کہ اس میں کوئی ملاوَٹ نہ ہو، ہم لوگوں نے ان مشروبات سے پرہیز کرنا شروع کردیا ہے، لیکن یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ اب تو ہر جگہ ان ہی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے، نہ پینے پر لوگ کیا سے کیا سمجھتے ہیں۔ اور یہ جو اکثر چیزیں غیرممالک کی ہوتی ہیں، استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان مشروبات کو اِستعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:…میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں، اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں، تو نہ پیئے۔

آٹا ایک ہاتھ سے گوندنا چاہئے یا دونوں ہاتھوں سے؟

سوال:…ایک ہاتھ سے آٹا گوندنا چاہئے کہ دونوں ہاتھوں کو شامل کرنا چاہئے؟

جواب:…دونوں اِستعمال کرلیں۔

---

(۱) وكان ابن عباس رضى الله عنهما إذا شرب ماء زمزم قال: اللّهم إنّى أسئلك علمًا نافعًا ورزقًا واسعًا وشفاءً من كل داءٍ. (ارشاد السارى ص:۳۳۸، طبع دار الفكر، بيروت).

(۲) عن ابن عباس قال: سقيت النبى صلى الله عليه وسلم من زمزم فشرب قائمًا. (ابن ماجة ص:۲۴۴، باب الشرب قائمًا). أيضًا: شرب من ماء زمزم أى قائمًا مستقبلًا القبلة. (رد المحتار ج:۲ ص:۵۲۴، مطلب فى طواف الصدر).

(۳) عن أبى سعيد وجابر قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .... العجوة من الجنة وهى شفاء من الجنة. (ابن ماجة ص:۲۴۶، باب الكمأة والعجوة). عن أبى هريرة .... فنمى الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: الكمأة من المن والعجوة من الجنة وهى شفاء من السم. (ابن ماجة ص:۲۴۷، باب الكمأة والعجوة).

''اجینوموتو'' نامی نمک استعمال کرنا

سوال:... آج کل ''اجینوموتو'' کے نام سے بازار میں ایک چینی نمک عام بک رہا ہے، اسے کھانوں میں خوشبو اور ذائقے کے لئے اِستعمال کرتے ہیں، اس کو کھانا یا بیچنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا یہ حرام اور ناجائز ہے؟

جواب:... اس کے ناپاک یا حرام ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اور آنجناب نے بھی یہ تحریر نہیں فرمایا کہ اس کے حرام یا ناجائز ہونے کا شبہ کیوں ہوا؟

کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا

سوال:... کیا یہ حدیث شریف میں ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارنی چاہئے کیونکہ یہ مضرِ صحت ہے؟

جواب:... جی ہاں! پھونک مارنے کی ممانعت آتی ہے۔[1]

غیراللہ کی نذر، نیاز کا کھانا کھانا

سوال:... یہ جو اکثر جاہل اور بدعتی عورتیں قرآن وسنت کے طریقے کے خلاف کھانے سامنے رکھ کر غیراللہ کے نام پر نذر نیاز کرتی ہیں، مثلاً بڑے پیر صاحب کی، مشکل کشا کی وغیرہ، کیا اس طرح سے کئے گئے نیاز فاتحہ کا کھانا جائز ہے؟ جبکہ میں نے ''بہشتی زیور'' میں پڑھا ہے کہ قرآن وسنت کا طریقہ یہ ہے کہ جو بھی ہو حسبِ توفیق کھانا کپڑا یا پیسہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی غریب مستحق کو دے دیا جائے، اور اس کا اِیصالِ ثواب جس پیر، پیغمبر یا عزیز رِشتہ دار کو چاہیں بخش دیں۔ نیز یہ کہ اگر کوئی غیراللہ کے نام کی نیاز کی نیت سے کھانے پینے کی کوئی چیز پکائے یا لے کر آئے تو کیا اس پر فاتحہ پڑھنے سے پہلے اسے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... ''بہشتی زیور'' کا مسئلہ صحیح ہے، اور غیراللہ کی نذر کا کھانا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔[2]

---

(۱) عن ابن عباس قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينفخ في الإناء. عن ابن عباس قال: لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفخ في طعام ولا شراب ولا يتنفس في الإناء. (سنن ابن ماجة ص:۲۴۵، باب النفخ في الشراب).

(۲) إنما حرم عليكم الميتة ...... وما أهل لغير الله به. (البقرة:۱۷۳).

کھیل کود

کھیل کا شرعی حکم

سوال:... پچھلے دنوں بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھی، جس میں سیّد مجتبیٰ کرمانی بھارت کے وکٹ کیپر ہیں، اور وہ مسلمان ہیں، اور وہ مسلمانوں کے خلاف ہی کھیل رہے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس لحاظ سے؟

جواب:... ایسا کھیل تماشا اور لہو ولعب کہ جس سے نماز تک فوت ہوجاتی ہو، خود حرام ہے، خواہ مسلمان کے خلاف کھیلے یا کافر کے خلاف...![1]

تاش کی شرط کے پھل وغیرہ کا شرعی حکم

سوال:... تاش پر پیسے لگا کر لوگ جوا کھیلتے ہیں، جو کہ حرام ہے، اسلام میں کسی بھی معاملے میں شرط حرام ہے، مسئلہ یہ ہے کہ تاش پر پیسوں کی بجائے پھل فروٹ وغیرہ لگا کر کھیلا جائے تو کیا وہ پھل وفروٹ بھی حرام ہے؟ نیز حرام کھانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی لکھ دیں تو آپ کی بڑی نوازش ہوگی، کیونکہ میں جس جگہ رہتا ہوں وہاں پر یہ عمل کثرت سے ہوتے ہیں، کیا ایسے پھل سے روزہ اِفطار کرنا جائز ہے؟

جواب:... جس طرح تاش پر روپے پیسے کی شرط باندھنا حرام اور جوا ہے، اسی طرح پھل فروٹ یا کسی دُوسری چیز کی شرط بھی حرام ہے اور جوا ہے۔[2] اور ایسے پھل فروٹ سے روزہ کھولنا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور شام کو کتے یا خنزیر کے

---

(۱) وکرہ کل لھو لقوله علیه الصلاة والسلام کل لھو المسلم حرام إلّا ثلاثة: ملاعبة أھله، وتأدیبه لفرسه، مناضلته بقوسه ...إلخ۔ وفی الشامیة: کرہ کل لھو أی کل لعب وعبث۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة ج:٦ ص:۳۹۵)۔ وأما ما لم یرد فیه (أی فی اللھو) النص عن الشارع، وفیه فائدة ومصلحة للناس، فھو بالنظر الفقھی علیٰ نوعین: الأوّل: ما شھدت التجربة بأن ضررہ أعظم من نفعه، ومفاسدہ أغلب علیٰ منافعه، وأنه من اشتغل بھا ألھاہ عن ذکر اللہ وحدہ، وعن الصلوات والمساجد، إلتحق بذالک بالمنھی عنه، لِاشتراک العلّة، فکان حرامًا أو مکروھًا۔ (تکملة فتح الملھم ج:۴ ص:۴۳۴، ۴۳۵ طبع مکتبه دارالعلوم کراچی)۔

(۲) وحرم لو شرط) فیھا (من الجانبین) لأنه یصیر قمارًا۔ (الدر المختار ج:٦ ص:۴۰۳، فصل فی البیع، کتاب الحظر والإباحة، طبع ایچ ایم سعید)۔

گوشت سے روزہ کھولے، کیونکہ جس طرح کتے اور خنزیر کا گوشت نجس اور حرام ہے، اسی طرح جوا اور سود بھی نجس اور حرام ہے۔[1]

کیرم بورڈ اور تاش کھیلنا

سوال:... کیرم بورڈ، لڈو اور تاش بغیر شرط کے ساتھ کھیلنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''ہم وقت پاس کرنے کے لئے یہ کھیلتے ہیں'' اور جو آدمی ہار جاتا ہے تو وہ ان کو بوتل یا چائے پلاتا ہے۔ یہ اسلام کی رُو سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... تاش اور اس قسم کے دُوسرے کھیل خواہ شرط باندھے بغیر ہوں، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہیں، اور ہارنے والے سے بوتل یا چائے پینا حرام ہے۔[2]

گھٹنوں سے اُوپر کا حصہ ننگا ہونے کے ساتھ کھیلنا

سوال:... ہمارے بچوں کو کھیلوں کے دوران وردی پہننا لازمی ہوتا ہے، اب بعض جوان بھی ہوتے ہیں، ان کے لئے وردی پہننے کا کیا حکم ہے کہ ان کے ستر ننگے ہوتے ہیں؟

جواب:... ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ستر میں داخل ہے، اور ستر کا کھولنا حرام ہے۔[3] اوّل تو کھیل ہی کوئی فرض و واجب یا سنت و مستحب نہیں کہ اس کے لئے حرامِ شرعی کا ارتکاب کیا جائے، اور اگر کھیلنا ہی ہو تو وردی ایسی تجویز کی جائے جس سے ستر ڈھک جائے، بہرحال ستر کا کھولنا حرام اور ناجائز ہے۔[4]

کرکٹ کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... ہم نوجوانوں میں کرکٹ ایک وبا کی صورت میں پھیل گئی ہے، خاص کر کراچی میں، جہاں ہر کوئی اپنا وقت کرکٹ میں ضائع کرتا ہے، آج کل تو کرکٹ، ٹینس بال سے بھی خوب کھیلی جاتی ہے، ہر گلی میں لڑکے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں، اس کے بعد میچ ہوتے ہیں اور ٹورنامنٹس بھی کرائے جاتے ہیں۔ یہ ٹورنامنٹس کچھ اس طرح ہوتے ہیں کہ کوئی بھی ایک ٹیم جو ٹورنامنٹ کراتی ہے، مختلف ٹیموں سے جو ٹورنامنٹ میں حصہ لیتی ہیں بطور انٹری فیس کچھ رقم جو مقرّر کردی جاتی ہے، وہ لیتی ہے۔ اور پھر اس طرح کافی ٹیموں سے جو رقم جمع ہوتی ہے، اس کی ٹرافی اس ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم کو دی جاتی ہے، اس طرح تمام رقم کی ٹرافی مخصوص کھلاڑیوں میں تقسیم ہوجاتی ہے، اور باقی لڑکے یا ٹیم جو اس میں پیسہ لگاتے ہیں اسے کچھ نہیں ملتا۔ کھیل کے اس طریقے کو کیا کہا جائے گا؟ آیا یہ جوا ہے؟

---

(۱) یٰٓأیها الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلَام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون. (المائدة: ۹۰).

(۲) وکره تحریمًا اللعب بالنرد وکذا الشطرنج .... وهٰذا إذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب وإلّا فحرام بالْإجماع. (درمختار مع التنویر ج:۶ ص:۳۹۴، کتاب الحظر والْإباحة، فصل فی البیع).

(۳) وینظر الرجل من الرجل .... سوی ما بین سرّته إلٰی ما تحت رکبته فالرکبة عورة .... لروایة الدارقطنی ما تحت السرة إلٰی الرکبة عورة. (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۴، ۳۶۶، کتاب الحظر والْإباحة، فصل فی النظر).

(۴) کل ما أدی إلٰی ما لَا یجوز لَا یجوز. (درمختار ج:۶ ص:۳۶۰ کتاب الحظر والْإباحة).

ناجائز ہے یا جائز ہے؟

جواب:... کھیل کے جواز کے لئے تین شرطیں ہیں، ایک یہ کہ کھیل سے مقصود محض ورزش یا تفریح ہو، خود اس کو مستقل مقصد نہ بنالیا جائے۔ دوم یہ کہ کھیل بذاتِ خود جائز بھی ہو، اس کھیل میں کوئی ناجائز بات نہ پائی جائے۔ سوم یہ کہ اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا نہ ہو۔ اس معیار کو سامنے رکھا جائے تو اکثر و بیشتر کھیل ناجائز اور غلط نظر آئیں گے۔ ہمارے کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لئے کھیل ایک ایسا محبوب مشغلہ بن گیا ہے کہ اس کے مقابلے میں نہ انہیں دِینی فرائض کا خیال ہے، نہ تعلیم کی طرف دھیان ہے، نہ گھر کے کام کاج اور ضروری کاموں کا احساس ہے۔ اور تعجب یہ کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا گیا ہے، اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کردیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں، ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے...؟

خواتین کے لئے ہاکی کھیلنے کے جواز پر فتویٰ کی حیثیت

سوال:... پچھلے ہفتے کے ''اخبارِ جہاں'' میں ''کتاب و سنت کی روشنی'' میں ایک فتویٰ نظر سے گزرا، جس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ دور میں زنانہ ہاکی ٹیمیں نئے تقاضوں کے مطابق ہیں۔ میں آپ سے اسی فتویٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا آپ بھی حافظ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر آپ بھی عورتوں کی ہاکی ٹیموں کو جائز سمجھتے ہیں تو برائے مہربانی حدیث اور فقہائے کرام کے حوالے بھی دیں۔ اگر آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور یقیناً سمجھتے ہوں گے تو اَبھی تک آپ لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ کیا یہ اسلام سے ایک مذاق نہیں ہے؟

جواب:... ''اسلامی صفحہ'' میں اس پر ہم اپنی رائے کا اظہار کرچکے ہیں، اس لئے آپ کا یہ ارشاد تو صحیح نہیں کہ: ''ابھی تک اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟'' ہماری رائے یہ ہے کہ دورِ جدید میں جس طرح کھیل کو رواج دے دیا گیا کہ پوری قوم کھیل کے لئے پیدا ہوئی ہے، اور اس کھیل ہی کو زندگی کا اہم ترین کارنامہ فرض کرلیا گیا ہے، کھیل کا ایسا مشغلہ تو مردوں کے لئے بھی جائز نہیں،[1] چہ جائیکہ عورتوں کے لئے جائز ہو۔ پھر ہاکی مردانہ کھیل ہے، زنانہ نہیں۔ اس لئے خواتین کو اس میدان میں لانا صنفِ نازک کی اہانت و تذلیل بھی ہے۔ اب اگر مرد مردانگی چھوڑنے پر اور خواتین مردانگی دِکھانے پر ہی اُتر آئیں تو اس کا کیا علاج...؟

کبوتر بازی شرعاً کیسی ہے؟

سوال:... میں نے کبوتر پال رکھے ہیں، آج ایک صاحب نے کہا کہ کبوتر نہیں پالنا چاہئیں، کیونکہ یہ اُجاڑ (ویران جگہ) مانگتے ہیں۔

---

(۱) ص:۴۰۵ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ کیجئے۔

جواب:... ان صاحب کی بیان کردہ وجہ تو صحیح نہیں، البتہ اگر یہ کہا جائے کہ کبوتر بازی کا مشغلہ ناجائز ہے، تو صحیح ہے۔[1]

کراٹے کا کھیل شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... آج کل ایک کھیل کراٹے کا بہت مقبول ہو رہا ہے، اور اس وقت صرف کراچی میں ہزاروں نوجوان اس فن کو سیکھ رہے ہیں۔ اس کھیل کی ایک روایت ہے کہ اس کے سیکھنے والے زمین پر دوزانو بیٹھ کر اور ہاتھ زمین پر رکھ کر اپنا سر ان لوگوں کی تصویروں کے آگے جھکا دیتے ہیں جو کہ اس فن کے بانیوں میں سے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کسی بھی انسان کی تصویر کے آگے سر جھکا دینا شرک اور ناجائز تو نہیں ہے؟

جواب:... ناجائز تو ہے، یہ غیراللہ کی تعظیم کے لئے گویا سجدے کی سی شکل بنانا ہے، جو دُرست نہیں۔[2] باقی جہاں تک کراٹے سیکھنے کا تعلق ہے، یہ اگر کسی اچھے مقصد کے لئے ہو تو جائز ہے،[3] بشرطیکہ اس کھیل کے دوران فرائضِ شرعیہ کو غارت نہ کیا جاتا ہو، ورنہ ناجائز ہے۔[4]

تاش اور شطرنج کا کھیل حدیث کی روشنی میں

سوال:... ہمارے ہاں لوگ فارغ اوقات میں تاش اور شطرنج کھیلتے ہیں اور خاص طور پر جمعۃ المبارک کے روز کیونکہ چھٹی ہوتی ہے، کھیلتے ہیں۔ اگر ہم ان کو منع کریں کہ اسلام میں تاش اور شطرنج کھیلنا منع ہے یا حرام ہے، تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جائز ہے، حرام نہیں ہے، اگر حرام ہے تو ہمیں کسی حدیث کی معتبر کتاب میں لکھا دِکھاؤ۔

جواب:... حدیث میں ہے:

”عن أبی موسی الأشعری رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من لعب بالنرد فقد عصی الله ورسوله.“ (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۱۹)

ترجمہ:... ”حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے ”نردشیر“ کھیلا، اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

(۱) عن أبی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم رأی رجلًا یتبع حمامة فقال: شیطان یتبع شیطانه. (أبی داوٗد ج:۲ ص:۳۱۹، باب فی اللعب بالحمام). أیضًا: (یکره امساک الحمامات) ولو فی برجها. (درمختار ج:۶ ص:۴۰۱، فصل فی البیع، کتاب الحظر والإباحة).

(۲) الإنحناء للسلطان أو لغیره مکروه لأنه یشبه فعل المجوس کذا فی جواهر الأخلاطی ویکره الإنحناء عند التحیة وبه ورد النهی. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۶۹، کتاب الکراهیة).

(۳) الأمور بمقاصدها: یعنی أن الحکم الذی یترتب علٰی أمر یکون علٰی مقتضٰی ما هو المقصود من ذالک الأمر، ویقرب من هٰذه القاعدة، قاعدة إنما الأعمال بالنّیات. (شرح المجلة لسلیم رستم باز ص:۱۷ المادّة:۲، طبع کوئٹه).

(۴) کل ما أدی إلٰی ما لَا یجوز، لَا یجوز. (درمختار ج:۶ ص:۳۶۰ کتاب الحظر والإباحة، طبع سعید).

"عن سليمان بن بريدة عن أبيه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ومن لعب بالنردشير فكأنما غمس يده فى لحم خنزير ودمه." (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۲۷ طبع امدادیہ)

ترجمہ:... "حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نردشیر کھیلا، اس نے گویا اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگے۔"

اِمام ابوحنیفہؒ، اِمام مالکؒ اور اِمام احمدؒ اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ نردشیر سے کھیلنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے،[1] اسی سے تاش اور شطرنج کا اندازہ لگالیجئے...! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

تاش کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میں نے سنا ہے کہ تاش کھیلنا ایسا ہے جیسے ماں بہن کے ساتھ زنا کرنا۔ آپ اس مسئلے کی برائے مہربانی وضاحت کریں تاکہ جو مسلمان اس کھیل میں پھنسے ہوئے ہیں، وہ اس کھیل کو چھوڑ دیں۔

جواب:... یہ حدیث تو یاد نہیں کہ کبھی نظر سے گزری ہو، البتہ بعض اور احادیث بڑی سخت اس سلسلے میں وارِد ہیں، ایک حدیث میں ہے:

"ملعون من لعب بالشطرنج، والناظر اليها كآكل لحم الخنزير."

(کنزالعمال حدیث:۴۰۶۳۶)

ترجمہ:... "شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے، اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا۔"

ایک حدیث میں ہے:

"ان الله تعالٰى ينظر فى كل يوم ثلاثمائة وستّين نظرةً، لَا ينظر فيها الٰى صاحب الشاه يعنى الشطرنج." (الدیلمی عن واثلہ، کنزالعمال حدیث:۴۰۶۵۶)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ روزانہ اپنے بندوں پر تین سو ساٹھ بار نظرِ رحمت فرماتے ہیں، مگر تاش اور شطرنج کھیلنے والوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"اذا مررتم بهٰؤُلَاء الذين يلعبون بهٰذه الأزلَام والشطرنج والنرد وما كان من هٰذه فلا تسلّموا عليهم وان سلّموا عليكم فلا تردّوا عليهم."

(الدیلمی عن ابی ہریرہؓ، کنزالعمال حدیث:۴۰۶۴۴)

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۲ ص:۲۰۰ تا ۲۰۲، لِابن حجر مكى الهيثمى۔

ترجمہ:... ''جب تم ان شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گزرو تو ان کو سلام نہ کرو، اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کو جواب نہ دو۔''

کفایۃ المفتی میں ہے کہ:

''تاش، چوسر، شطرنج، لہو و لعب کے طور پر کھیلنا مکروہِ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے، نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض و واجبات کی تفویت (فوت کردینے) کا سبب بن جاتی ہے، اس صورت میں اس کی کراہت حدِ حرمت تک پہنچ جاتی ہے۔''

ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم اور یوگا سیکھنا

سوال:... آج کل مختلف سائنسی علوم، مثلاً: ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، یوگا وغیرہ سکھائے جاتے ہیں، ان کے اکثر کام جادو سے ہونے والے کام کے مشابہ ہوتے ہیں، حالانکہ یہ جادو نہیں ہیں، کیا ان علوم کا سیکھنا مسلمان کے لئے جائز ہے؟

جواب:... ان علوم میں مشغول ہونا جائز نہیں۔[1]

کیا اسلام نے لڑکیوں کو کھیل کھیلنے کی اجازت دی ہے؟

سوال:... کیا اسلام لڑکیوں کو کھیل کھیلنے کی اجازت دیتا ہے؟

جواب:... جو کھیل لڑکیوں کے لئے مناسب ہو اور اس میں بے پردگی کا احتمال نہ ہو، اس کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ اس لئے آپ کو وضاحت کرنی چاہئے کہ آپ کیسے کھیل کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں؟ آج کل بہت سے کھیل بے خدا تہذیبوں اور بے غیرت قوموں نے ایسے بھی رواج کر رکھے ہیں جو نہ صرف اسلامی حدود سے متجاوز ہیں، بلکہ انسانی وقار اور نسوانی حیاء کے بھی خلاف ہیں۔

معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں شرکت

سوال:... موجودہ دور کے معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں اگر کوئی شخص مقرّرہ فیس ادا کئے بغیر شریک ہو اور قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آئے تو اس صورت میں وہ اِنعامی رقم لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں اگر حل کرنے والوں کو فیس ادا کرنی پڑتی ہے، تب تو یہ جوا ہے، جو حرام ہے،[2]

---

(۱) واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه .... وحرامًا وهو علم الفلسفة والشعبذة والتنجيم والرمل وعلوم الطبائعيين، والسحر، والكهانة ...إلخ. (درمختار ج:۱ ص:۴۲ تا ۴۵، مقدمة).

(۲) يٰـأيها الذين اٰمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطٰن فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (المائدة: ۹۰). أيضًا: وسمي القمار قمارًا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلٰى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (رد المحتار ج:۶ ص:۴۰۳، فصل في البيع، كتاب الحظر والإباحة).

اور فیس ادا نہیں کی جاتی مگر یہ معمے لغو اور لایعنی قسم کے ہیں تو ان میں شرکت مکروہ ہے، اور اگر وہ دِینی معلومات پر مشتمل ہوں تو ان میں شرکت مستحسن ہے۔

کھیل کے لئے کونسا لباس ہو؟

سوال:...بہت سے کھیل ایسے ہوتے ہیں جو کہ مرد شرٹ نیکر پہن کر کھیلتے ہیں، اس کے علاوہ جب کشتی کھیلتے ہیں تو صرف نیکر پہنا ہوتا ہے اور باقی سارا جسم برہنہ ہوتا ہے، اسی طرح آج کل سب لڑکے بھی تنگ پتلون اور شرٹ پہنتے ہیں جن کے گریبان اکثر کھلے ہوتے ہیں، کیا اس طرح کے کپڑے پہننا مردوں کے لئے اسلام میں جائز ہے؟

جواب:...ناف سے گھٹنے تک کا حصہ بدن ستر ہے، اسے لوگوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں،[1] اور ایسا تنگ لباس بھی پہننا جائز نہیں جس سے اندرونی اعضاء کی بناوٹ نمایاں ہو۔[2]

ویڈیو گیم کا شرعی حکم

سوال:...ویڈیو گیمز جو کہ مغربی ممالک کے بعد اب ہمارے ملک میں رواج پذیر ہیں، اس کے شائقین ہمارے یہاں ایک دو روپے دے کر اپنے شوق کی تکمیل کرتے ہیں، جبکہ اس میں کسی قسم کی کوئی شرط، نہ کسی قسم کے اِنعام کا لالچ دیا جاتا ہے، بلکہ یہ گیم دیگر اُمور کے علاوہ نشانہ بازی وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:...ویڈیو گیم اور دیکھنے والوں کے مشاہدے سے جہاں تک پتا چلا اور حقیقت معلوم ہوئی، یہ کھیل چند وجوہات سے شرعاً جائز نہیں۔

اوّل:...اس کھیل میں دِینی اور جسمانی کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا، اور جو کھیل ان دونوں فائدوں سے خالی ہو، وہ جائز نہیں۔

دوم:...اس میں وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے، اور ذکر اللہ سے غافل کرنے والا ہے۔

---

(۱) وینظر الرجل من الرجل .... سوی ما بین سرته إلٰی ما تحت رکبته فالرکبة عورة .... لروایة الدارقطنی ما تحت السرة إلی الرکبة عورة۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۳۶۴، ۳۶۶)۔ أیضًا: والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو فی الخلوة علی الصحیح إلّا لغرض صحیح .... وهی للرجل ما تحت سرته إلٰی ما تحت رکبته۔ وفی الشرح: قوله ولو فی الخلوة أی إذا کان خارج الصلاة یجب الستر بحضرة الناس إجماعًا وفی الخلوة علی الصحیح۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۴۰۴، مطلب فی ستر العورة، طبع سعید)۔

(۲) مالک عن علقمة ابن ابی علقمة عن أمّه انها قالت: دخلت حفصة بنت عبدالرحمٰن علٰی عائشة زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم وعلٰی حفصة خمار رقیق، فشقته عائشة وکستها خمارًا کثیفًا۔ عن أبی هریرة أنه قال: نساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات لَا یدخلن الجنّة، ولَا یجدن ریحها، وریحها یوجد من مسیرة خمسمأة سنة۔ (مؤطا إمام مالک ص:۷۰۸، ۷۰۹، ما یکره للنساء لباسه من الثیاب)۔ عن عائشة ان أسماء بنت أبی بکر دخلت علٰی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق فأعرض عنها وقال: یا أسماء! ان المرأة إذا بلغت المحیض لن یصلح أن یریٰ منها إلّا هٰذا وهٰذا، وأشار إلٰی وجهه وکفیه۔ رواه أبوداوٗد۔ (مشکوٰة المصابیح ص:۳۷۷، الفصل الثالث، کتاب اللباس)۔

سوم:... سب سے شدید ضرر یہ کہ اس کھیل کی عادت پڑنے پر چھوڑنا دُشوار ہوتا ہے۔

چہارم:... بعض گیم تصویر اور فوٹو پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔[1]

پنجم:... اس کھیل سے بچوں کو اگرچہ دِلی فرحت اور لذّت حاصل ہوتی ہے، لیکن ناجائز چیزوں سے لذّت حاصل کرنا بھی حرام ہے، بلکہ بعض فقہاء نے کفر تک لکھا ہے۔[2]

علاوہ ازیں اس سے بچوں کا ذہن خراب ہوتا ہے اور اس سے بامقصد تعلیم میں خلل واقع ہوتا ہے، پھر بچوں کو پڑھائی اور دُوسرے فائدے والے کاموں میں دِلچسپی نہیں رہتی، وغیرہ۔ ان مذکورہ وجوہات کی بنا پر یہ کھیل، باری تعالیٰ کے ارشاد کا مصداق ہے: ''بعض لوگ اپنی جہالت سے کھیل تماشے اختیار کرتے ہیں اور اس میں پیسہ خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو بھٹکادیں اور دِین کی باتوں کو کھیل تماشا بناتے ہیں، انہی لوگوں کے لئے اہانت والا عذاب ہے'' (سورۂ لقمان آیت نمبر:۶)۔[3]

حضرت حسنؒ ''لہوالحدیث'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ: آیاتِ مذکورہ میں لہوالحدیث سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور اس کی یاد سے ہٹانے والی ہو،[4] مثلاً فضول لہو ولعب، فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔ واضح رہے کہ مذکورہ آیات کی شانِ نزول اگرچہ خاص ہے، مگر عمومِ الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا، یعنی جو کھیل فضول اور وقت و پیسہ ضائع کرنے والا ہے، وہی آیاتِ مذکورہ کی وعید میں داخل ہے۔ چونکہ وِڈیو گیم میں یہ ساری قباحتیں موجود ہیں، اس لئے یہ گیم ناجائز ہے، اس میں وقت اور پیسہ لگانا ناجائز ہے اور اس کو ترک کردینا لازم ہے۔

---

(۱) وهٰذه الأحاديث صريحة في تحريم تصوير الحيوان وأنه غليظ التحريم ...إلخ۔ (شرح النووي على مسلم ج:۲ ص:۲۰۱، باب تحريم صورة الحيوان ...إلخ)۔

(۲) وفي البزازية: إستماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام .... والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر۔ (الدرالمختار ج:۶ ص:۳۴۹، كتاب الحظر والإباحة)۔

(۳) ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا، أولٰئك لهم عذاب مهين۔ (لقمان:۶)۔

(۴) لهو الحديث على روى عن الحسن، كل ما شغلك عن عبادة الله تعالىٰ وذكره من السمر والأضاحيك والخرافات والغناء ونحوها۔ (روح المعاني ج:۲۱ ص:۶۷ سورة لقمان، طبع دار إحياء التراث العربي)۔

موسیقی اور ڈانس

گانوں کے ذریعہ تبلیغ کرنا

سوال:... ایک خاتون ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ گانوں کے ذریعے یعنی ریکارڈ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہیں، اب آپ بتائیں کہ کیا اسلام کی رُو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب:... گانے کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے،[1] تو یہ گا کر اللہ کا پیغام کیسے پہنچائیں گی...؟ یہ تو شیطان کا پیغام ہے جو گانے کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

کیا موسیقی رُوح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے؟

سوال:... کیا یہ دُرست ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے؟ کیا رقص و موسیقی کو ''فحاشی'' کہنا دُرست ہے؟ ہم جب بھی رقص و موسیقی کے لئے لفظ ''فحاشی'' استعمال کرتے ہیں تو لوگ یوں گرم ہوتے ہیں جیسے ہم نے کوئی گناہِ کبیرہ کردیا ہو۔ ۲-کیا لوک رقص اور دُوسرے ڈانس اسلام کی رُو سے جائز ہیں؟ ۳-عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر ڈانس ورزش کے خیال سے کیا جائے، خواہ وہ کسی بھی قسم کا ڈانس ہو، تو جائز ہے۔ کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے، مگر شیطانی رُوح کی غذا ہے، اِنسانی رُوح کی نہیں، اِنسانی رُوح کی غذا ذکرِ الٰہی ہے۔[2] ۲-رقص حرام ہے۔[3] ۳-یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو ''ورزش'' کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے

---

(۱) ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ... إلخ قال ابن مسعود فیه .... هو والله الغناء .... وقال الحسن البصری: انزلت هٰذه الآیة .... فی الغناء والمزامیر۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۵ ص:۱۰۰) ذکر شیخ الإسلام أن کل ذالک مکروه عند علمائنا، واحتج بقوله تعالٰی ومن الناس من یشتری لهو الحدیث الآیة، جاء فی التفسیر: أن المراد الغناء .... سماع غناء فهو حرام بإجماع العلماء .... والحاصل انه لَا رخصة فی السماع فی زماننا۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۴۸، ۳۴۹ کتاب الحظر والإباحة)۔

(۲) الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله ألَا بذکر الله تطمئن القلوب۔ (الرعد:۲۸)۔

(۳) وکره کل لهو لقوله علیه الصلاة والسلام کل لهو المسلم حرام إلّا ثلاثة (قوله وکره کل لهو) أی کل لعب وعبث فالثلاثة بمعنی واحد کما فی شرح التأویلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعة کالرقص والسخریة، والتصفیق .... فإنها کلها مکروهة، لأنها زی الکفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذالک حرام۔ (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۶ ص:۳۹۵ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)۔

ہیں، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام "شربت" رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔

موسیقی غیرفطری تقاضا ہے

سوال:... آپ فرماتے ہیں کہ: "موسیقی سے رُوح نہیں نفس خوش ہوتا ہے" یعنی آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اِنسانی جبلت میں جہاں بھوک پیاس اور جنسی خواہشات ہوتی ہیں وہاں موسیقی سے لطف اندوز ہونے کی جبلت بھی ہوتی ہے۔ اب بھوک کے لئے حلال روٹی اور جنسی تقاضے کے لئے نکاح تو ہمیں اسلام نے عطا کئے ہیں، لیکن جبلت نفس جو موسیقی طلب ہے اس کے لئے اسلام نے کیا دیا ہے؟ جبکہ اچھے قاری کی قرأت باسط اور لحنِ داؤد علیہ السلام سے کائنات وجد میں آجاتی ہے، یہ کیوں؟

جواب:... ایک اُصول جو ہر جگہ آپ کے لئے کارآمد ہوگا، یاد رکھنا چاہئے کہ اِنسانی تقاضے کچھ فطری ہیں، کچھ غیرفطری، ان دونوں کے درمیان اکثر لوگ امتیاز نہیں کرتے۔ حق تعالیٰ شانہ جو خالقِ فطرت ہیں، انہوں نے اِنسان کے فطری تقاضوں کی تسکین کے لئے پورا سامان مہیا کردیا ہے، اور غیرفطری تقاضوں کی تکمیل سے ممانعت فرمادی ہے۔ خوش الحانی سے اچھا کلام پڑھنا اور سننا ایک حد تک فطری تقاضا ہے، اسلام نے اس کی اجازت دی ہے،[1] لیکن ساز و آلات وغیرہ غیرفطری تقاضے ہیں، ان سے منع فرمایا ہے۔[2]

موسیقی اور اِسلامی ثقافت

سوال:... جنگ کراچی میں جمعہ ۳۱؍مارچ کو ایک حکومت کے ثقافتی شعبے نے اِشتہار دیا تھا، جس میں ان لوگوں سے تربیت کے لئے درخواستیں مانگی ہیں، ۱-موسیقی اور گانا سیکھنا چاہتے ہیں، ۲-رقص سیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری اسلامی حکومت نے انتہائی جرأت سے اسلام ہی کی مخالفت کی ہے، آپ برائے مہربانی اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار ضرور فرمائیں۔

جواب:... راگ رنگ، رقص و سرود اور موسیقی اسلامی ثقافت کا شعبہ نہیں بلکہ جدید جاہلی ثقافت کا شعبہ ہے، جو شرعاً حرام اور

---

(۱) أما سماع الصوت الطيب من حيث إنه طيب فلا ينبغي أن يحرم بل هو حلال بالنص والقياس أما القياس فهو أنه يرجع إلى تلذذ حاسة السمع بإدراك ما هو مخصوص به .... أما النص فيدل على إباحة سماع الصوت الحسن امتنان الله تعالى على عباده إذ قال: يزيد في الخلق ما يشاء فقيل هو الصوت الحسن، وفي الحديث ما بعث الله نبيًّا إلّا حسن الصوت، وقال صلى الله عليه وسلم: لله أشد أذنا للرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة لقينته ... إلخ۔ (احياء العلوم ج:۲ ص:۲۷۱، بيان الدليل على إباحة السماع)۔

(۲) وعن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع۔ (مشكوٰة ص:۴۱۱، باب البيان والشعر)۔ عن نافع رضي الله عنه قال: كنت مع ابن عمر في طريق فسمع مزمارًا فوضع اصبعيه في أذنيه ونا عن الطريق إلى جانب الآخر ثم قال لي بعد أن بعُد: يا نافع! هل تسمع شيئًا؟ قلت: لَا! فرفع اصبعيه عن أذنيه قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمع صوت يراع فصنع مثل ما صنعت قال نافع: وكنت إذا ذاك صغيرًا۔ (رواه أبو داؤد ج:۲ ص:۳۲۶، مشكوٰة ص:۴۱۱، باب البيان والشعر)۔

ناجائز ہے۔[1] پاکستان کی حکومت کا سرکاری سطح پر اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنا، اسلامی نقطۂ نظر سے لائقِ صد مذمت ہے۔ افسوس کہ ہمارے حکمران (قیامِ پاکستان سے آج تک) نام تو اِسلام کا لیتے ہیں، مگر سرپرستی شعارِ جاہلیت اور شعارِ کفار کی کرتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اخلاقی گراوٹ کی آخری حدوں کو پھلانگ رہا ہے۔

موسیقی اور سماع

سوال:... چند دنوں پیشتر اِمام غزالیؒ کی کتاب ''کیمیائے سعادت'' کا اُردو ترجمہ ''نسخۂ کیمیا'' کا باب ہشتم بہ عنوان ''آداب واَحکامِ سماع ووجد'' پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس کو پڑھ کر مجھ ناچیز کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ موسیقی اگر کبھی کبھی اور خوشی کے مواقع پر سنی جائے تو جائز ہے۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب:... دُرست نہیں! ''سماع'' کے معنی آج کی مروّجہ موسیقی کے نہیں، یہ خاص اِصطلاح ہے اور اس کے آداب وشرائط ہیں۔[2]

ڈراموں اور فلموں میں کبھی خاوند، کبھی بھائی ظاہر کرنا

سوال:... جناب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے اسلامی ملک پاکستان میں فلمیں اور ڈرامے بنتے ہیں، ان میں عجیب سی روایات ہیں، وہ یہ کہ ایک آدمی کو ایک فلم یا ڈرامے میں ایک عورت کا خاوند دِکھایا جاتا ہے، اسی آدمی کو دُوسرے ڈرامے میں اسی عورت کا یا تو بھائی، بیٹا اور یا کسی اور رشتے سے دِکھایا جاتا ہے، یہ چیزیں ہمارے مذہب (اسلام) میں کہاں تک جائز ہیں؟ اور اگر ناجائز ہیں تو اس کے لئے کیا روک تھام ہوسکتی ہے؟

---

(۱) عن أبی أمامة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لَا یحل بیع المغنیات ولَا شراؤهن وأکل أثمانهن حرام وفیهن أنزل الله عز وجل علیَّ: ومن الناس من یشتری لهو الحدیث ...إلخ. (تفسیر ابن کثیر ج:۵ ص:۱۰۱، سنن ترمذی ج:۱ ص:۲۴۱)۔ (قوله وکره کل لهو) أی کل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنی واحد کما فی شرح التأویلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه کالرقص والسحریة والتصفیق، وضرب الأوتار من الطنبور والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها کلها مکروهة لأنهازی الکفار۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۹۵)۔ عن أبی أمامة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تبیعوا القینات ولَا تشتروهنّ ولَا تعلموهنّ ولَا خیر فی تجارة فیهن وثمنهن حرام۔ (ترمذی ج:۱ ص:۲۴۱)۔ أعوذ بالله!

(۲) أن السماع قد یکون حرامًا محضًا وقد یکون مباحًا وقد یکون مکروهًا وقد یکون مستحبًّا، أما الحرام فهو لأکثر الناس من الشبان ومن غلبت علیهم شهوة الدنیا فلا یحرک السماع منهم إلّا ما هو الغالب علٰی قلوبهم من الصفات المذمومة، وأما المکروه فهو ممن لَا ینزله علٰی صورة المخلوقین ولٰکنه یتخذه عادة له فی أکثر الأوقات علٰی سبیل اللهو، وأما المباح فهو لمن لَاحظ له منه إلّا التلذذ بالصوت الحسن، وأما المستحب فهو لمن غلب علیه حب الله تعالٰی ولم یحرک السماع منه إلّا الصفات المحمودة والحمد لله وحده وصلی الله علٰی محمد وآله۔ (إحیاء العلوم ج:۲ ص:۳۰۶، المقام الثالث من السماع، طبع دار المعرفة، بیروت، لبنان)۔

جواب:... جب فلمیں اور ڈرامے ہی جائز نہیں، تو جو چیزیں آپ نے لکھی ہیں، ان کے جائز ہونے کا کیا سوال ہے...؟[1]

ورائٹی شو، اسٹیج ڈرامے وغیرہ میں کام کرنا اور دیکھنا

سوال:... رقص و سرود، موسیقی، ورائٹی شو، اسٹیج ڈرامے وغیرہ میں کسی حیثیت سے بھی حاضری دینا، اسلامی رُوح کے خلاف ہے، یہ بات ہمیں علمائے دِین سے معلوم ہوئی ہے۔ آج کل کراچی میں اس قسم کی تفریحات کا بڑے زور و شور سے رواج بڑھ رہا ہے۔ ٹی وی اور فلم کے اداکار جب سے اسٹیج ڈراموں میں آنے لگے تو ڈراموں کے کرتا دھرتاؤں نے ٹکٹ کی قیمت ۵۰ سے ۲۰۰ تک کرادی، پھر بھی لوگ پسند کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ پسند ہم کو کاہلی، تن آسانی اور عیاشی کی طرف مائل کرتی ہے، اسی طرح ہمیں اپنے فرضِ منصبی سے غافل کرتی ہے۔ میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح تفریح میں جتنے لوگ شریک ہیں، کیا سب گناہگار ہیں؟ جو پیشہ ور لوگ ہیں وہ تو محنت سے روزی کماتے ہیں، مثلاً اداکار، گلوکار اور دیگر ملازمین وغیرہ۔

جواب:... گناہ کے کام میں شرکت کرنے والے سبھی گناہگار ہیں، گو درجات کا فرق ہو، اور غلط کام سے روزی کمانا بھی غلط ہے۔[2]

بچے یا بڑے کی سالگرہ پر ناچنے والوں کا انجام

سوال:... جو مسلمان اپنے گھر میں بچے یا بڑے کی سالگرہ مناتے ہیں، جو کہ یہودانہ رسم ہے، اس موقع پر گھر کے نوجوان لڑکے اور باہر کے غیرمحرَم لڑکے کیک کاٹنے کے بعد ہیجڑوں کی طرح اپنی ماں، بہنوں اور دُوسری مسلمان خواتین کے ساتھ مل کر ناچتے ہیں، اور پھر وہی لوگ کبھی اس ہی گھر میں ختمِ قرآن بھی کراتے ہیں۔ ان لوگوں کا آخرت میں کیا مقام ہوگا؟ شریعت کی رُو سے بیان فرمائیے۔

جواب:... آخرت میں ان کا مقام تو اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ ان کا یہ عمل کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

---

(۱) ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل الله. (لقمان:۶). (لھو الحدیث) علی ما روی عن الحسن کل ما شغلک عن عبادة الله تعالٰی، وذکره من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا. (روح المعانی ج:۲۱ ص:۶۷ طبع بیروت). وذکر شیخ الإسلام أن کل ذالک مکروہ عند علمائنا، واحتج بقوله تعالٰی: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث الآیة، جاء فی التفسیر ان المراد الغناء .... سماع غناء فھو حرام بإجماع العلماء. (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۴۸، ۳۴۹، کتاب الحظر والإباحة).

(۲) وأعلم ان الإعانة علی المعصیة حرام مطلقًا بنص القرآن أعنی قوله تعالٰی: ولَا تعاونوا علی الإثم والعدوان. (أحکام القرآن لمفتی محمد شفیع ج:۳ ص:۷۴). أیضًا: عن أبی ھریرة قال: نھی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ثمن الکلب وکسب الزمارة. رواه فی شرح السنة. (مشکوة المصابیح ص:۲۴۲، الفصل الثانی، باب الکسب وطلب الحلال). وأیضًا: عن أبی أمامة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تبیعوا القینات ولَا تشتروھن ولَا تعلموھن وثمنھن حرام وفی مثل ھذا نزلت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث. رواه أحمد والترمذی وابن ماجة.

ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

سوال:… اگر کوئی شخص بغیر ساز و موسیقی کے سرّاً یا جہراً گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟ یا عورت انفرادی یا اجتماعی، سرّاً یا جہراً کہ اس کو اس عورت کے محرَم سنتے ہوں، گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیرمحرَم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جبکہ یہی گیت ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ میں ساز و موسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے۔ اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجاکر گیت گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رُفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں، تو اس مسئلے کی وضاحت منظرِ عام پر لانا ضروری ہے۔

جواب:… ساز اور آلات کے ساتھ گانا حرام ہے، خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت، اور تنہا گائے یا مجلس میں، اسی طرح جو اَشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے۔[1] البتہ مباح اَشعار اور ایسے اَشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں، ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دُوسروں کو بھی سنانا جائز ہے۔ اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اَشعار ترنم سے پڑھے (جبکہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے۔ آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت و دانائی پر مشتمل نہیں، بلکہ ان سے نفسانی خواہشات اُبھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے یہ قطعی حرام ہیں، عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔ حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دِل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔[2]

معیاری گانے سننا

سوال:… مجھے گانے سننے کا بہت شوق ہے، لیکن مجھے بے ہودہ اور اخلاق سے گرے ہوئے گانوں سے نفرت ہے، کیا میں اچھے اور معیاری گانے سن سکتا ہوں؟

جواب:… گانے معیاری ہوں یا گھٹیا، حرام ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”من قعد الی قنیة یستمع منها صبّ الله فی أُذنیه الآنک یوم القیامة۔“

(کنزالعمال ج:۱۵ ص:۲۲۰، حدیث نمبر:۴۰۶۶۹)

---

(۱) ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله، (لهو الحدیث) علی ما روی عن الحسن کل ما شغلک عن عبادة الله تعالٰی، وذکره من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء ونحوها۔ (روح المعانی ج:۲۱ ص:۶۷ طبع بیروت)۔ من قعد إلٰی قنیة یستمع منها صب الله فی أذنیه الآنک یوم القیامة۔ (کنز العمال ج:۱۵ ص:۲۲۰ حدیث نمبر: ۴۰۶۶۹)۔ إستماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام لقوله علیه السلام، إستماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق …إلخ۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۴۹)۔ ومن الناس من یشتری لهو الحدیث الآیة، جاء فی التفسیر ان المراد الغناء …….. سماع غناء فهو حرام بإجماع العلماء۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۴۹، کتاب الحظر والإباحة)۔

(۲) وعن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الغنا ینبت النفاق کما ینبت الماء الزرع۔ (مشکٰوة ص:۴۱۱، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، طبع قدیمی)۔

ترجمہ:... ''جو شخص کسی گانے والی عورت کی طرف کان لگائے گا، قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔''

موسیقی پر دھیان دیئے بغیر صرف اَشعار سننا

سوال:... اگر کسی ایسے مجمع میں جانے کا اتفاق ہو جس میں جائز اَشعار مزامیر اور موسیقی کے ہمراہ پڑھے جارہے ہوں تو موسیقی پر دھیان دیئے بغیر وہ جائز اَشعار سن لینا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... جس مجلس میں مزامیر، موسیقی اور دیگر لہو و لعب کی چیزیں اور محرّمات کا ارتکاب ہو رہا ہو، ایسی مجلس میں بیٹھنا ہی جائز نہیں ہے، اگرچہ اس کی جانب توجہ اور دھیان نہ کیا جائے۔[1]

موسیقی کی لت کا علاج

سوال:... میری عمر ۳۳ سال ہے، ۲۸ سال کی عمر تک مجھے موسیقی سے بے حد لگاؤ رہا، ۱۹۸۱ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے بعد سے میں نے ہر طرح کی موسیقی سننے، ٹیپ ریکارڈر اپنے پاس رکھنے یا گاڑی میں استعمال کرنے سے اور ٹی وی غیرہ تمام سے توبہ کرلی، لیکن اب کچھ عرصے سے جب بھی صبح فجر کی نماز کے لئے اُٹھتا ہوں تو دِماغ میں گانے بھرے ہوتے ہیں، عشاء کے بعد سوتے وقت یہی حالت ہوتی ہے اور دن میں اکثر اوقات یہی حالت رہتی ہے، اس کیفیت سے سخت پریشان ہوں، براہِ کرم کوئی رُوحانی علاج تجویز فرمائیے۔

جواب:... غیر اِختیاری طور پر اگر گانے دِماغ میں گھومنے لگیں تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں،[2] کثرتِ ذکر اور کثرتِ تلاوت سے رفتہ رفتہ اس کیفیت کی اصلاح ہوجائے گی، جیسے کوئی چیز دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کرلیں تو کچھ دیر تک اس چیز کا نقشہ گویا آنکھوں کے سامنے رہتا ہے، پھر رفتہ رفتہ زائل ہوجاتا ہے۔ بقول شخصے ''اَسّی سال کا گھسا ہوا'' رام رام'' نکلتے نکلتے نکلے گا، ایک دَم تھوڑا ہی نکلے گا۔'' بہرحال اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، البتہ توبہ واِستغفار کی تجدید کرلیا کریں۔

گانے سننے کی بُری عادت کیسے چھوٹے گی؟

سوال:... میں گانے بجانے کا نہایت ہی شوقین ہوں، یہ شیطانی عمل ہے، چھوٹتا نہیں، اس لئے آپ صاحبان کی خدمت میں اِلتجا کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا عمل، طریقہ، وظیفہ تجویز فرمائیں کہ اس عمل سے دِل و دِماغ خالی ہوجائے۔

---

(۱) ولو دعی إلٰی دعوة .... وإنما یجب علیه أن یجیبه إذا لم یکن هناک معصیة ولَا بدعة ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۴۳)۔ وفی البزازیة: إستماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام .... والجلوس علیها فسق ...إلخ۔ (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة ج:۶ ص:۳۴۹)۔

(۲) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله تجاوز عن اُمّتی ما وسوست به صدرها ما لم تعمل به أو تتکلم۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة المصابیح ص:۱۸، باب الوسوسة، الفصل الأوّل)۔

جواب:...اختیاری عمل کے لئے استعمالِ ہمت کے سوا کوئی وظیفہ نہیں، البتہ دو چیزیں اس کی معین ہیں، ایک یہ کہ قبر اور حشر میں اس گناہ پر جو سزا ملنے والی ہے، اس کو سوچے، دُوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے نہایت اِلتجا کے ساتھ دُعا کرے۔ رفتہ رفتہ اِن شاء اللہ یہ عادت چھوٹ جائے گی۔

طوائف کا ناچ اور گانا

سوال:...ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے ہر شہر میں کچھ مخصوص علاقوں میں ناچ گانے کا کاروبار ہوتا ہے، جسے ''مجرا'' کہتے ہیں، جس میں عورتیں، جنھیں ''طوائف'' کہا جاتا ہے، اپنی نازیبا حرکات اور لباس سے مرد حضرات کو، جنھیں ''تماش بین'' کہا جاتا ہے، گانا سناتی ہیں اور ناچتی ہیں۔ کیا اسلام میں یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو یہ کاروبار ہمارے ملک میں کھلے عام کیوں چل رہا ہے؟ کیا اس کا گناہ ہمارے حکمران پر نہیں آتا؟ کیا اس کا گناہ ہمارے علماء، صدر صاحب، علاقے کے کونسلر، ممبر صوبائی اور قومی اسمبلی پر نہیں آتا، جو اس کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتے؟ کیا یہ گناہ محلے والوں پر ہوتا ہے جو اس علاقے میں رہتے ہیں؟

جواب:...طوائف کے ناچ اور گانے کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے...؟[(۱)] جو لوگ اس فعلِ حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، اور جو لوگ قدرت کے باوجود منع نہیں کرتے، وہ سب گناہگار ہیں۔ اہلِ علم کا کام زبان سے منع کرنا ہے، اور اہلِ حکومت کا کام زور اور طاقت سے منع کرنا ہے۔[(۲)]

بغیر ساز کے نغمے کے جواز کی شرائط

سوال:...میرا ایک دوست کہتا ہے کہ نغمے بغیر ساز کے گانا گناہ نہیں ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ گانے کے گناہ ہونے کی دو وجوہات ہیں، ایک ساز اور دُوسری اس کے بول۔ اگر گانے کے بول بھی غیر اسلامی نہ ہوں اور ساز بھی نہ ہو تو گانا گایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نغمے بغیر ساز کے گانا بُرا نہیں، جبکہ ان کے بول بھی اچھے ہوتے ہیں اور ان میں وطن سے محبت ہوتی ہے۔ براہِ کرم یہ بتائیں کہ آیا اس کی بات دُرست ہے کہ نہیں؟

جواب:...اچھے اَشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا سننا جائز ہے، تین شرطوں کے ساتھ:

۱:...پڑھنے والا پیشہ ور گویا، فاسق، بے رِیش لڑکا یا عورت نہ ہو، اور اس مجلس میں بھی کوئی بچہ یا عورت نہ ہو۔

۲:...اَشعار کا مضمون خلافِ شرع نہ ہو۔

۳:...ساز و آلاتِ موسیقی نہ ہوں۔[(۳)]

---

(۱) ص:۴۱۶ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من رأی منکم منکرًا فلیغیره بیده فإن لم یستطع فبلسانه ...إلخ. (مشکوٰة ص:۴۳۶). وفی المرقاة تحت هٰذا الحدیث: وقد قال بعض علمائنا الأمر الأول للأمراء والثانی للعلماء والثالث لعامة المؤمنین ...إلخ. (مرقاة المفاتیح ج:۸ ص:۸۶۰ و ۸۶۲).

(۳) سابقہ حوالیں۔

ریڈیو کی جائز باتیں سننا گناہ نہیں

سوال:... ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا رواج عام ہوگیا ہے، تقریباً ہر غریب اَمیر گھرانے میں پایا جاتا ہے، ریڈیو پر عموماً ہر قسم کے پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں، تلاوتِ قرآن مجید، اَذان، نمازِ حرم شریف، حمد و نعت، مناجات، دِینِ متین سے متعلق سوال و جواب، اسلامی تقریریں، طبّی سوالات و جوابات، محفلِ مشاعرہ، قوّالی ہارمونیم، ڈھولک کے ساتھ، ڈرامے، گانے وغیرہ وغیرہ نشر ہوتے رہتے ہیں۔ تحریر فرمائیے اس میں کس طرح کے پروگرام سننے چاہئیں اور کس طرح سننا چاہئے؟ جیسے تلاوت ہو رہی ہے تو کس طرح سنا جائے؟ اس کے آداب کیا ہوں گے؟ وغیرہ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں، یعنی ریڈیو کا طریقۂ استعمال اسلامی کیا ہے؟

جواب:... ریڈیو میں تو صرف آواز ہوتی ہے، اس لئے ریڈیو پر مفید اور جائز باتوں کا سننا جائز ہے، اور گانے باجے یا اس قسم کی لغو باتیں سننا گناہ ہے۔[1] ٹیلی ویژن پر تصویر بھی آتی ہے، اس لئے وہ مطلقاً جائز نہیں۔

کیا قوّالی جائز ہے؟

سوال:... قوّالی جو آج کل ہمارے یہاں ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ جبکہ بڑے بڑے ولی اللہ بھی اس کا اہتمام کیا کرتے تھے اور اس میں سوائے خدا اور اس کے رسول کی تعریف کے کچھ بھی نہیں، اگر جائز نہیں تو کیا ہے؟ اور ہمارے اسلامی ملک میں فروغ کیوں پا رہی ہے؟

جواب:... نعتیہ اَشعار کا پڑھنا سننا تو بہت اچھی بات ہے، بشرطیکہ مضامین خلافِ شریعت نہ ہوں۔ لیکن قوّالی میں ڈھول، باجا اور آلاتِ موسیقی کا استعمال ہوتا ہے، یہ جائز نہیں۔[2] اور اولیاء اللہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب کرنا، ان بزرگوں پر تہمت ہے۔

کیا قوّالی سننا جائز ہے جبکہ بعض بزرگوں سے سننا ثابت ہے؟

سوال:... قوّالی کے جواز یا عدمِ جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے؟

---

(۱) ص:۴۱۷ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ومن الناس من يشتری لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ...إلخ۔ قال ابن مسعود .... هو والله الغناء .... وقال الحسن البصری: انزلت هٰذ الآية ...... فی الغناء والمزامير۔ (تفسير ابن كثير، سورة لقمان ج:۵ ص:۱۰۰، طبع رشيديه كوئٹه)، إستماع صوت الملاهی كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه السلام، إستماع صوت الملاهی معصية والجلوس عليها فسق ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۴۹، كتاب الحظر والإباحة)۔ (قوله وكره كل لهو) أی كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنی واحد كما فی شرح التأويلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق، وضرب الأوتار من الطنبور والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنهازی الكفار۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۹۵، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع، طبع ايچ ايم سعيد كراچی)۔

جواب:...راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ ہمارے لئے دِین ہے، اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو، اوّل تو ہم نقل کو غلط سمجھیں گے، اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تأویل کی جائے گی، اور قوالی کی موجودہ صورت قطعاً خلافِ شریعت اور حرام ہے، اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

سگے بہن بھائی کا اکٹھے ناچنا

سوال:...۱-کیا مذہبِ اسلام میں کسی سگے بہن بھائی کا ایک ساتھ ناچنا، گانا جائز ہے؟ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سزا کیا ہے؟ ۲- مذہبِ اسلام میں سگے بہن بھائی کا تصاویر میں قابلِ اعتراض ہونے کی شرعی حیثیت اور سزا کیا ہے؟

جواب:...اس پُرفتن دور میں دِینی انحطاط اور اخلاقی پستی کا عالم یہ ہے کہ معاشرے میں جو بھی بُرائی عام ہوجائے اسے حلال سمجھا جاتا ہے، ایک زمانہ وہ تھا کہ جو شخص گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرتا وہ ڈوم اور میراثی کہلاتا تھا، اور لوگ اسے بُری نگاہ سے دیکھتے تھے، لیکن آج جو بھی یہ پیشہ اختیار کرتا ہے وہ ''فنکار'' کہلاتا ہے، اور اس کے پیشے کو ''فن وثقافت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور پھر ستم ظریفی یہ کہ جو بھی ان بُرائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے ''رجعت پسند'' اور ''تنگ نظر'' تصوّر کیا جاتا ہے۔

گانے بجانے کے متعلق ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک ارشادات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

۱:...''**عن ابن عمر رضی الله عنهما أن النبی صلی الله علیه وسلم نهٰی عن الغناء والْاستماع إلی الغناء۔**'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر ص:۲۷۲)

ترجمہ:...''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانا گانے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔''

۲:...''**قال علیه الصلٰوة والسلام: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل۔**'' (درمنثور ج:۵ ص:۱۵۹، مشکوٰۃ ص:۴۱۱)

ترجمہ:...''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گانے کی محبت دِل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔''

۳:...''**عن عمران بن حصین رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: فی هٰذه الأمّة خسف ومسخ وقذف۔ فقال رجل من المسلمین: یا رسول الله! ومتٰی ذٰلک؟ قال: اذا ظهرت القیان والمعازف، وشربت الخمور۔**'' (ترمذی شریف ج:۲ ص:۴۴)

ترجمہ:... ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس اُمت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، اس پر ایک مسلمان مرد نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔''

اسی طرح تصاویر کا معاملہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانداروں کی عام تصویر کشی کو حرام قرار دے کر تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

۱:... ''عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: أشد الناس عذابًا عند اللہ المصوّرون۔ متفق علیہ۔'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)

ترجمہ:... ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ فرمارہے تھے کہ: لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔''

۲:... ''عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ...... من صوّر صورةً عذّب وکلّف ان ینفخ فیھا ولیس بنافخ۔ رواہ البخاری۔''

(مشکوٰۃ ص:۳۸۶)

ترجمہ:... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جس نے تصویر (جاندار کی) بنائی، اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب میں رکھے گا جب تک وہ اس تصویر میں رُوح نہ پھونکے، حالانکہ وہ کبھی بھی اس میں رُوح نہیں ڈال سکے گا۔''

پس جب اسلام میں اس قسم کی عام تصویر کشی حرام ہے تو فحش قسم کی تصاویر بناکر شائع کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ اور پھر بہن بھائی کا ایک ساتھ کھڑے ہوکر اور کمر میں ہاتھ ڈال کر تصاویر نکلوانا تو بے حیائی کی حد ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بہن بھائی کا رشتہ بہت ہی عزیز اور بہت ہی نازک ہے، اس لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حکم دیا ہے:

''اذا بلغ أولادکم سبع سنین ففرقوا بین فروشھم۔'' (کنزالعمال حدیث نمبر:۴۵۳۲۹)

ترجمہ:... ''جب تمہاری اولاد کی عمریں سات سال ہوجائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرلو۔''

نیز فقہائے کرامؒ نے خوفِ فتنہ کے وقت اپنے محارم سے بھی پردہ لازمی قرار دیا ہے۔[1]

الغرض! سوال میں جن حیاسوز واقعات کا ذکر ہے، وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے ناقابلِ برداشت ہیں، اور وہ اس پر

---

(۱) وإن لم یأمن ذالک أو شک، فلا یحل لہ النظر والمس، کشف الحقائق لابن سلطان والمجتبیٰ۔ (در المختار ج:۶ ص:۳۶۷، فصل فی النظر والمس، کتاب الحظر والإباحة، طبع سعید کراچی)۔

احتجاج کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ فی الفور اس بے حیائی اور فحاشی کا سدِ باب کرے اور اس کے ذمہ دار افراد کو تعزیری طور پر سزائیں دِلوائے۔

ریڈیو اور ٹی وی کے ملازمین کی شرعی حیثیت

سوال:… میں گورنمنٹ اِدارے سے وابستہ ہوں، یعنی گورنمنٹ مالک اور میں ملازم، اس رشتے کے تحت مالک جو کہے غلام یا ملازم کا اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اگر مالک کے حکم پر جھوٹ بولا جائے اور کسی پر بہتان تراشی کی جائے اور وہ بھی اس طرح کہ روزانہ لاکھوں کروڑوں افراد کے گوش گزار ہو تو اس عمل کی جزا اور سزا کا حق دار کون ہوگا، مالک یا ملازم؟ یعنی حکم دینے والا یا اس پر عمل کرنے والا؟ مزید وضاحت کردُوں کہ ریڈیو اور ٹی وی پر خبریں پڑھنا میری ڈیوٹی ہے، اور یہ اسکرپٹ افسرانِ بالا یعنی حکومت کی طرف سے دی جاتی ہے اور اس میں میری مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا، بلاشبہ اس میں زیادہ تر مبالغہ آرائی اور بسا اوقات الزام اور بہتان تراشی ہوتی ہے۔ اسلامی اُصول کے مطابق تبصرہ اور نصیحت فرمائیں تاکہ ضمیر مطمئن ہوسکے۔

جواب:… اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندوں نے اس نوعیت کے خطوط لکھے، جن میں اپنی غلطیوں کے احساس کا اظہار کرکے تلافی کی تدبیر دریافت کی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ نشریاتی اِداروں کے افسران اور کارکنان میں "ضمیر کا قیدی" شاید کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے میری اس غلط فہمی کا اِزالہ کردیا اور معلوم ہوا کہ اس طبقے میں بھی کچھ باضمیر اور خداترس افراد ابھی موجود ہیں، جن کے طرزِ عمل پر ان کا ضمیر ملامت کرتا ہے اور ان کی ایمانی حس ابھی باقی ہے، اس بے ساختہ تمہید کے بعد اب آپ کے سوال کا جواب عرض کرتا ہوں۔

یہ بات تو ہر عام و خاص کے علم میں ہے کہ جرم کا اِرتکاب کرنے والا اور اُجرت دے کر جرم کرانے والا قانون کی نظر میں دونوں یکساں مجرم ہیں، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی تو ہر شخص کو اَپنے قول و فعل کی جوابدہی کرنی ہوگی، اس وقت نہ کوئی آقا ہوگا، نہ ملازم، نہ کوئی اعلیٰ افسر ہوگا، نہ ماتحت، اگر کسی نے کوئی جرم سرکار کے کہنے پر کیا ہوگا تو یہ سرکار بھی پکڑی جائے گی اور اس کا کارندہ بھی۔

ہمارے نشریاتی اِدارے (ریڈیو، ٹی وی) جو کچھ نشر کرتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں:

اوّل:… شریعتِ خداوندی کا مذاق اُڑانا، اہلِ دِین کی تضحیک کرنا، قرآن و سنت کی غلط سلط تعبیر کرنا، اور شرعی مسائل میں تحریف کرنا، یہ اور اس نوعیت کے دُوسرے اُمور ایسے ہیں جن کی سرحدیں کفر کے ساتھ ملتی ہیں[1]، اور جو لوگ سرکار اور اعلیٰ افسران کے ایما پر ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا جرم ناقابلِ معافی ہے، خواہ وہ جان بوجھ کر ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہوں یا محض اعلیٰ افسران کی خوشنودی کے لئے۔

---

(۱) وأما الهازل، والمستهزئ إذا تكلم بكفر إستخفافًا، ومزاحًا واستهزاءً يكون كفرًا عند لكل وإن كان اعتقاده خلاف ذالک۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۲ ص:۲۷۶، کتاب السير موجبات الكفر)۔

دوم:...سرکار کے مخالفین پر تہمت تراشی کرنا، ان پر غلط الزامات لگانا، کسی مسلمان کی تحقیر و تذلیل کرنا۔ اس قسم کی چیزیں حقوق العباد میں شامل ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب یہ مقدمات پیش ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو اس کا حق لازماً دِلائیں گے، اِلَّا یہ کہ صاحبِ حق اپنا حق معاف کردے، اور حق دِلانے کی صورت یہ ہوگی کہ حق تلفی کرنے والے کی نیکیاں صاحبِ حق کو دِلائی جائیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں ختم ہوگئیں تو صاحبِ حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ہم میں تو وہ شخص مفلس شمار کیا جاتا ہے جس کے پاس نہ روپے پیسے ہوں، نہ ساز و سامان ہو۔ ارشاد فرمایا کہ: میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے، مگر اس حالت میں آئے کہ اس شخص کو گالی دی تھی، اس پر تہمت لگائی تھی، اس کا مال کھایا تھا، اس کا خون بہایا تھا، اس کی مار پیٹ کی تھی، پس ان تمام لوگوں کو جن کی حق تلفی کی تھی، اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، پھر اگر نیکیاں ختم ہوگئیں اور لوگوں کے جو حقوق اس کے ذمہ تھے وہ پورے نہیں ہوئے تو ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔"[1] (مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

الغرض! اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہر ظالم سے مظلوم کا بدلہ دِلایا جائے گا، اور قیامت کے دن نیکیوں اور بدیوں کے سوا اور کوئی سکہ نہیں ہوگا، لہٰذا ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دِلائی جائیں گی، اور اگر ظالم کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوم کا بدلہ ادا نہیں ہوسکا تو مظلوم کے گناہ...بقدرِ حقوق...ظالم کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے۔

سوم:...ظالم حکمرانوں کی مدح و تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا، ان کے جھوٹے کارناموں کی مبالغہ آرائی کے ساتھ تشہیر کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

یہ چیزیں بھی گناہِ کبیرہ ہیں اور نشریاتی اِداروں کے جتنے ملازمین ان گناہوں میں ملوّث ہیں قیامت کے دن ان کو ان گناہوں کی بھی جوابدہی کرنی ہوگی۔ پھر خواہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، یا ان جرائم کے بقدر سزا دے دیں۔ ان اِداروں کے ملازم ہونے کی حیثیت سے ان کبیرہ گناہوں کا اِرتکاب تو آپ کے لئے ناگزیر ہے، اگر ان تمام گناہوں کا بوجھ اُٹھانے کی ہمت ہے تو بصد شوق ان اِداروں میں ملازمت کیجئے، اور اگر ان گناہوں کا انبار کسی طرح بھی اُٹھائے نہیں اُٹھتا، تو اپنی آخرت بگاڑنے کے بجائے بہتر ہے کہ ملازمت سے استعفیٰ دے کر پیٹ کا دوزخ بھرنے کا کوئی اور اِنتظام کیجئے۔ اور اگر اس کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی

---

(۱) وعن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أتدرون ما المفلس؟ قالوا: المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع، فقال: ان المفلس من أمتی من يأتی يوم القيامة بصلوٰة وصيام وزكوٰة ويأتی قد شتم هٰذا وقذف هٰذا وأكل مال هٰذا وسفك دم هٰذا وضرب هٰذا فيعطى هٰذا من حسناته وهٰذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح فی النار۔ (مشكوٰة ص:۴۳۵، باب الظلم، الفصل الأوّل)۔

تو کم سے کم درجے کی تدبیر یہ ہے کہ رات کی تنہائی میں یہ تصوّر کیجئے کہ میرا دفترِ عمل بارگاہِ اِلٰہی میں پیش ہے، اپنے تمام گناہوں پر توبہ و اِستغفار کیا کیجئے، اور جن جن لوگوں پر اتہام تراشی کی ہے، ان کے حق میں التزام کے ساتھ دُعائے مغفرت کرکے حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کیجئے کہ: ''یااللہ! جن جن بندوں کی میں نے حق تلفی کی ہے، ان کو میری طرف سے بدلہ ادا کرکے ان کو مجھ سے راضی کردیجئے اور مجھے ان سے معافی دِلادیجئے، اور جس قدر میں نے آپ کی حق تلفیاں کی ہیں، وہ بھی اپنی رحمت سے معاف کردیجئے۔'' اگر آپ نے اس کو اپنا روزانہ کا معمول بنالیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ آپ کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کردیں گے اور آپ کے ساتھ عفو و مغفرت کا معاملہ فرمائیں گے۔(۱) اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا یوم الحساب پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ناجائز آمدنی اپنے متعلقین پر خرچ کرنا

سوال:... اگر انسان حق و حلال اور محنت سے کمائے اور جائز دولت اپنی محنت سے کمائے تو کیا یہ آمدنی شرعی طور پر جائز ہوگئی؟ لیکن اگر انسان ناجائز، چوری، ڈکیتی، رِشوت اور غلط طریقے سے اَمیر بن جائے تو کیا اس کی اولاد کی پرورِش، اس کے والدین کی پرورِش، اس کی بیوی کے اخراجات کیا سب ناجائز ہوگئے؟ اور مولانا صاحب! کیا ناجائز آمدنی صرف غلط کاموں میں ہی خرچ ہوگی؟ کیا ناجائز اور رِشوت کی آمدنی سے حج نہیں کرسکتے؟

جواب:... جو شخص ناجائز طریقے سے کماتا ہے، مثلاً: چوری، ڈکیتی، رِشوت وغیرہ، وہ امیر نہیں بلکہ مفلس اور فقیر ہے، قیامت کے دن ایک ایک پیسہ اس کو ادا کرنا ہوگا، اور قیامت کے دن لوگوں کے گناہوں کا انبار اپنے اُوپر لادکر دوزخ میں جائے گا۔(۲)

۲:... ظاہر ہے کہ حرام کی آمدنی جہاں بھی خرچ کی جائے گی وہ ناجائز ہی ہوگی،(۳) خواہ اپنے والدین پر خرچ کرے یا بیوی بچوں پر، یہ شخص سب کو حرام کھلاتا ہے۔

۳:... تجربہ یہی ہے کہ حرام آمدنی حرام راستے جاتی ہے، اور قیامت کے دن وبالِ جان بنے گی۔

---

(۱) وعن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان له مظلمة لأخیه من عرضه أو شیء فلیتحلله منه الیوم قیل ان لَا یکون دینار ولَا درهم ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمة و ان لم یکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه. (مشکٰوة ص:۴۳۵، باب الظلم، الفصل الأوّل). أیضًا: فإن عجز عن ذالک کله بأن کان صاحب الغیبة میتًا أو غائبًا مثلًا فلیستغفر الله تعالٰی والمرجو من فضله أن یرضی خصماءه فإنه جواد کریم. (ارشاد الساری ص:۳ طبع دار الفکر، بیروت، لبنان).

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) عن عبدالله بن مسعود عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا یکسب عبد مال حرام فیتصدق منه فیقبل منه ولَا ینفق منه فیبارک له فیه ولَا یترکه خلف ظهره إلّا کان زاده إلی النار، إن الله لَا یمحوا السیئ بالسیئ ولٰکن یمحوا السیئ بالحسن ان الخبیث لَا یمحوا الخبیث. رواه أحمد وکذا فی شرح السُّنّة. (مشکٰوة ص:۲۴۲، باب الکسب وطلب الحلال).

۴:...حرام آمدنی سے کیا گیا صدقہ و خیرات اور حج قبول نہیں ہوتا۔[1] حرام آمدنی سے صدقہ کرنا ایسا ہے کہ گندگی کی رکابی بھر کر کسی بڑے کی خدمت میں ہدیہ کرے، اور حج کرنا ایسا ہے کہ اپنے بدن اور کپڑوں پر گندگی مل کر کسی بڑے کی زیارت کے لئے اس کے گھر جائے۔

ناچ گانے سے متعلق وزیرِ خارجہ کا غلط فتویٰ

سوال:...وزیرِ خارجہ سردار آصف احمد علی نے آسٹریلیا میں ایک فتویٰ دیا ہے کہ ناچ گانا، رقص، تھرتھراہٹ اسلام میں جائز ہے۔ کیا آپ اسلامی شریعتِ محمدی کی رُو سے سردار آصف کے اس فتویٰ پر بحث کر سکتے ہیں؟ کیا ایک اسلامی ملک کے وزیرِ خارجہ کا یہ فتویٰ شریعتِ محمدی کے خلاف نہیں ہے؟ اسلامی شریعتِ محمدی کی رُو سے کیا سزا وزیرِ خارجہ کو ملنی چاہئے؟ جواب گول مت کر جایئے گا کیونکہ اسلامی شریعتِ محمدی میں آپ پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اور جواب واضح دیں، ڈریئے گا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ حق و انصاف کے ساتھ ہے۔

جواب:...سردار آصف احمد علی تو ''سردار'' ہے، مفتی تو نہیں کہ اس کے فتویٰ کا اعتبار کیا جائے۔ غلط فتویٰ خواہ وزیرِ خارجہ کا ہو یا اس سے بھی کسی بڑے وزیر کا، غلط ہے، اور اگر ملک میں اسلامی شریعت نافذ ہو تو کم سے کم تر سزا یہ ہے کہ اس شخص کو کسی بھی سرکاری عہدے کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔

''السلام علیکم پاکستان'' کہنا

سوال:...آج کل ایک مقامی ریڈیو چینل ہے، نشریات مغربی تہذیب اور کلچر کی تقلید کرتے ہوئے ۲۴ گھنٹے مسلسل شروع کی گئی ہیں۔ مخلوط ٹیلیفون کالز کے ذریعے نہ صرف فحاشی کو فروغ دیا جارہا ہے بلکہ دُوسری طرف مال کا اِسراف بھی کیا جاتا ہے۔

پوری پوری رات عورتیں، مرد کمپیئر سے فون پر اپنے دِل کا راز و نیاز بیان کرتی ہیں اور جواباً مرد کمپیئر اِظہار، اَشعار اور گانوں کے ذریعے کرتا ہے۔ اس پروگرام میں ہر فون کرنے والا پہلے ''السلام علیکم پاکستان'' کہتا ہے، جواب میں بھی اسے ''السلام علیکم پاکستان'' کہا جاتا ہے، یعنی جنت کا کلام ''السلام علیکم'' کی بھی بے ادبی کی جاتی ہے، اور بعض ٹی وی پروگرام میں پنجابی تہذیب کو اُجاگر کرتے ہوئے دیہات کا ماحول پیش کیا جاتا ہے جس میں آنے والے مہمان کو میزبان کہتا ہے: ''بسملیاں! بسملیاں!'' مندرجہ بالا گزارشات کے بعد میرے ذہن میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں:

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لَا يقبل إلّا طيبًا، وان الله أمر المؤمنين ما أمر به المرسلين، فقال: يٰأيها الرسل كلوا من الطيبٰت واعملوا صٰلحًا، وقال تعالٰى: يٰأيها الذين اٰمنوا كلوا من طيبٰت ما رزقنٰكم، ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمدّ يديه إلى السماء: يا رَبّ! يَا رَبّ! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذى بالحرام، فأنّى يستجاب لذالك. رواه مسلم. (مشكوٰة ص: ۲۴۱، باب الكسب وطلب الحلال). بلکہ ثواب کی نیت سے اس طرح کرنا کفر ہے۔ وفى المحيط من تصدق على فقير شيئًا من الحرام يرجوا الثواب كفر ...إلخ. (شرح فقه الأكبر ص: ۲۳۳ طبع دهلى مجتبائى).

۱:... کیا ''السلام علیکم'' کے ساتھ اور کوئی لفظ ملا کر کہنا یعنی ''السلام علیکم پاکستان'' کہنا جائز ہے؟

۲:... کیا عورتیں ٹیلیفون پر غیرمحرَم سے بے تکلف ہوکر باتیں کرسکتی ہیں؟

۳:... بسم اللہ کے بجائے جو لوگ (نعوذ باللہ) ''بسملیاں'' کہتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ اور جو لوگ قرآن کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر اس طرح پڑھتے ہیں ان کے بارے میں قرآن و حدیث کا کیا فیصلہ ہے؟

جواب:... جو لوگ پاکستان میں فحاشی اور عریانی پھیلاتے ہیں، مرنے کے بعد عذابِ قبر میں مبتلا ہوں گے،[1] اور ان کے ساتھ ان کے حکمران بھی پکڑے جائیں گے، اس لئے کہ یہ ملک فحاشی کا اڈّا بنانے کے لئے نہیں بنایا گیا تھا، بلکہ یہاں قرآن و سنت کی حکمرانی جاری کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

۱:... ''السلام علیکم'' مسلمانوں کا شعار ہے،[2] لیکن اس کا اس طرح استعمال اس شعار کی بے حرمتی ہے۔

۲:... عورتوں کا نامَحرَم مردوں سے بے تکلف گفتگو کرنا حرام اور ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز کو بھی پردہ بنایا ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ''فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ''[3] (الأحزاب: ۳۲) یعنی بات کرتے وقت تمہاری زبان میں لوچ نہیں آنا چاہئے، اس لئے یہ مرد اور عورتیں گنہگار ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے اور اپنے رویے سے باز آجانا چاہئے، ورنہ مرنے کے بعد ان کو اتنا سخت عذاب ہوگا کہ دیکھنے والوں کو بھی ترس آئے گا۔

۳:... یہ ''بسملیاں'' مہمل لفظ ہے اور یہ پنجابی تہذیب نہیں بلکہ ایسا کرنے والوں کا قلبی روگ ہے۔

---

(۱) إن الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين اٰمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والْاٰخرة (النور: ۱۹)۔

(۲) عن عبدالله بن عمرو أن رجلًا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أى الْإسلام خير؟ قال: تطعم الطعام، وتقرئ السلام علٰى من عرفت ومن لم تعرف. متفق عليه. وعن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .... لَا تدخلون الجنّة حتّٰى تؤمنوا، ولَا تؤمنوا حتّٰى تحابّوا، أوَلَا أدلّكم علٰى شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم. رواه مسلم. (مشكٰوة ص:۳۹۷، باب السلام، الفصل الأوّل)۔

(۳) فلا تخضعن بالقول، قال السدى وغيره: يعنى بذالك ترقيق الكلام إذا خاطبن الرجال، ولهٰذا قال تعالٰى: فيطمع الذى فى قلبه مرض أى دغل وقلن قولًا معروفًا. قال ابن زيد قولًا حسنًا جميلًا معروفًا فى الخير، ومعنى هٰذا أنها تخاطب الأجانب بكلام ليس فيه ترخيم أى لَا تخاطب المرأة الأجانب كما تخاطب زوجها. (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۱۶۸)۔

فلم دیکھنا

ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کا دِینی مقاصد کے لئے استعمال

سوال:... جنابِ عالی! ریڈیو، ٹیلی ویژن اور وی سی آر وہ آلات ہیں جو گانے بجانے اور تصاویر کی نمائش کے لئے ہی بنائے گئے ہیں، اور انہی فاسد مقاصد کے لئے مستقل استعمال بھی ہوتے ہیں (جیسا کہ مشاہدہ ہے)، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہبی پروگرام کے نام سے مختصر اوقات کے لئے تلاوتِ کلامِ پاک، تفسیر، حدیث، اَذان، درس وغیرہ بھی پیش کئے جاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ: ۱-کیا ان آلات کا مروّجہ استعمال جائز ہے؟ ۲-کیا اس طرح قرآن، حدیث اور دِینی شعائر کا تقدس مجروح نہیں ہوتا؟

سوال:... کیا ایک اسلامی ملک میں ''مذہبی پروگرام'' اور دُوسرے پروگراموں یا ''مذہبی اُمور'' اور دیگر اُمور کی تفریق، اسلام کے اس تصوّرِ حیات کی نفی نہیں جس کے سارے پروگرام اور سارے اُمور مذہبی اور دِینی ہیں اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ یا کام دِین سے باہر نہیں؟

جواب:... جو آلات لہو ولعب کے لئے موضوع ہیں، انہیں دِینی مقاصد کے لئے استعمال کرنا دِین کی بے حرمتی ہے، اس لئے بعض اکابر تو ریڈیو پر تلاوت سے بھی منع فرماتے ہیں، لیکن میں نے تو ریڈیو کے بارے میں ایسی شدّت نہیں دِکھائی۔ میں جائز چیزوں کے لئے اس کے استعمال کو جائز سمجھتا ہوں۔ لیکن ٹی وی اور اس کی ذُرّیت کو مطلقاً حرام سمجھتا ہوں۔[1]

ٹی وی رکھنا کیوں جائز نہیں جبکہ اس کو اچھے پروگراموں کے لئے اِستعمال کیا جاسکتا ہے؟

سوال:... اس مرتبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ بمطابق ۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کا اخبار پڑھنے کے دوران ''مسبوق کی نماز'' کے متعلق سوالوں کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ''ٹی وی ایک لعنت ہے''۔

(۱) ودلت المسألة أن الملاهی کلها حرام، ویدخل علیهم بلا إذنهم لإنکار المنکر قال ابن مسعود رضی الله عنه اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات۔ (قوله ودلت المسألة) لأن محمد رحمه الله تعالٰی أطلق إسم اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال علیه الصلٰوة والسلام: لهو المؤمن باطل إلّا فی ثلاث ...إلخ. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۶ ص:۳۴۸ کتاب الحظر والإباحة)۔ وفیه أیضًا: وکره کل لهو لقوله علیه الصلاة والسلام، کل لهو المسلم حرام إلّا ثلاثة (قوله وکره کل لهو) أی کل لعب وعبث فالثلاثة بمعنی واحد، کما فی شرح التأویلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها کلها مکروهة، لإنها زیّ الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذالک حرام۔ (رد المحتار مع الدر المختار ج:۶ ص:۳۹۵، کتاب الحظر والإباحة فصل فی البیع)۔

اس ضمن میں میری گزارشات کو اگر آپ تھوڑی سی توجہ عطا فرمائیں اور مجھے اجازت ہو کہ میں گزارشات پیش کرسکوں، تاکہ میری عقلِ ناقص میں جو خیالات اُمڈ رہے ہیں ان کی تسلی وتشفی ہوسکے۔ میں اسلامی شعائر کی پابندی کی کوشش کرنے والا ایک حقیر انسان ہوں، مجھے یہ خیال آرہا ہے کہ ادائیگیٔ حج کے دوران حج ادا کرنے کے طریقے ٹی وی سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے، ٹی وی کی مدد سے خانۂ کعبہ کی زیارت زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے، ٹی وی کی مدد سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے قاری صاحبان الفاظ کی ادائیگی اور ساتھ الفاظ کی شناخت کراتے ہیں جس کے باعث عام ٹی وی دیکھنے والوں کو اپنی تلاوت میں غلطیوں کی تصحیح کرنے میں مدد ملتی ہے، ٹی وی کی مدد سے عام لوگوں کو نماز پڑھنے اور نماز میں کھڑا ہونے، تکبیر کے بعد ہاتھ اُٹھانے اور پھر ہاتھ باندھ کے صحیح کھڑے ہونے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے، رُکوع، قومہ، قعدہ، سجدہ اور تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ بار بار لوگوں کے ذہن نشین کرایا جاسکتا ہے، لوگ نماز میں کھڑے اکثر ہاتھ ہلاتے اور خشوع وخضوع توڑنے کی حرکتیں کرتے ہیں، ان کو سمعی اور بصری طریقہ ہائے بیان سے سمجھایا جاسکتا ہے۔ ایک وقت میں ایک عالمِ دین ٹی وی پر تقریر کرلے تو سمعی، بصری قوتیں ناظر وسامع کو وہ کچھ جاننے میں آسانی پیدا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ ٹی وی کو اگر تبلیغِ دینِ اسلام کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ ایک انتہائی مؤثر ذریعۂ تبلیغ بن سکتا ہے۔ بلکہ میں تو یہ پروگرام ترتیب دینے کی کوشش میں ہوں کہ ایک عالمِ اسلام کی مرکزی ٹی وی نشریات ہوں جس کے ذریعہ بین الاقوامی زبانوں میں قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کی تعلیمات سمعی وبصری ذریعے سے لوگوں تک دُنیا کے کونے کونے میں پھیلائی جائیں۔ مکۃ المکرمہ میں بین الاقوامی اسلامی مرکزِ نشریات ہو، اور اس سے مسلم دُنیا اور غیرمسلم دُنیا میں اسلامی نشریات پہنچیں اور تبلیغ کا کام بجائے محدود رکھنے کے عام کیا جائے۔ اسی طرح اسلام کا تبلیغی مرکز تعلیماتِ اسلام کا انسائیکلوپیڈیا تیار کرے، بین الاقوامی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو اور ٹی وی تعلیماتِ اسلامی کے عام کرنے میں استعمال کیا جائے۔ آج ڈش انٹینا کی مدد سے لوگوں کے گھروں میں بین الاقوامی اِداروں کے فحش لٹریچر اور اخلاق سوز پروگرام لوگ دیکھتے ہیں، اگر اسلامی بین الاقوامی ٹی وی نیٹ ورک سے اسلامی پاورفل چینل کی مدد سے اسلامی اخلاقیات عام کی جائیں، اخلاقِ اسلامی پر تیار معاشرے کی عملی تصویریں پیش کی جائیں تاکہ لوگوں کے دِلوں میں اس سکونِ قلب کے حصول کی جانب کشش ہو، وہ لچر اور اخلاق سوز پروگرام دیکھنے کی بجائے اسلامی بین الاقوامی نشریاتی اِدارے کی مبنی بر اخلاقیات عملی زندگی کے نمونے دیکھیں اور اِسلام کا پیغام جو صرف سمعی ذریعے سے پھیلایا جارہا ہے، بصری ذریعے سے پھیلے مؤثر انداز میں۔ اس اہم ذریعۂ پیغام رسانی سے اسلام کا پیغام عام ہو لہٰذا مندرجہ بالا اُمور ٹی وی کو اور اس کے استعمال کو باعثِ برکت ورحمت بناسکتے ہیں۔

جواب:... آپ کے خیالات تو لائقِ قدر ہیں، مگر یہ نکتہ آپ کے ذہن میں رہنا چاہئے کہ دینِ اسلام، دینِ ہدایت ہے، جس کی دعوت وتبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضراتِ صحابہ کرامؓ نے، حضراتِ تابعینؒ نے، ائمہ دینؒ نے، بزرگانِ دینؒ نے، علمائے اُمتؒ نے اس فریضے کو ہمیشہ انجام دیا۔ ہدایت پھیلانے کا کام انہی حضرات کے نقشِ قدم پر چل کر ہوسکتا ہے، ان کے راستے سے ہٹ کر نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ

آج بھی دین کی دعوت کا کام اسی منہاج پر ہو رہا ہے۔ تبلیغِ دین کے لئے ایسے ذرائع اختیار کرنے کی اجازت ہے جو بذاتِ خود مباح اور جائز ہوں، حرام اور ناجائز ذرائع اختیار کر کے ہدایت پھیلانے کا کام نہیں ہوسکتا، کیونکہ ناجائز ذرائع خود شر ہیں، شر کے ذریعہ شر تو پھیل سکتا ہے، شر کے ذریعہ خیر اور ہدایت کو پھیلانے کا تصور ہی غلط ہے۔ ٹی وی کا مدار تصویر پر ہے اور ہماری شریعت نے تصویر سازی کو حرام قرار دیا ہے، اب جو چیز کہ شرعاً حرام ہو اس کو ہدایت پھیلانے کا ذریعہ کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ اس سے شر و گمراہی کو تو فروغ ہوسکتا ہے لیکن اگر آپ چاہیں کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے دِلوں میں ایمان اور ہدایت اُتار دیں تو یہ خیال محض خیال ہے۔ ہزاروں لوگ ٹی وی پر ''دینی پروگرام'' دیکھتے ہیں، لیکن ان میں سے ایک آدمی بھی نہیں ملے گا جس نے ٹی وی دیکھ کر ایمان سیکھ لیا ہو، اور اس نے گناہوں سے توبہ کر کے نیک اور پاک زندگی اختیار کرلی ہو۔ ہاں! بے شمار لوگ ایسے ہیں جو ٹی وی دیکھ کر گمراہ ہوگئے اور ان کے اندر ایمان کی جو رمق باقی تھی اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ آپ نے جتنی بھی مثالیں دی ہیں وہ صحیح ہیں، لیکن ٹی وی کی مثال غلط ہے، کیونکہ میں بتاچکا ہوں کہ ٹی وی تصویر کی وجہ سے نجس العین ہے، اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ ''ٹی وی بُرا نہیں'' غلط ہے۔ خنزیر کا آپ اچھا استعمال کریں یا بُرا، وہ ہر حال میں نجس العین ہے، اس کے اچھے استعمال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

''غرض یہ کہ'' کہہ کر آپ نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی غلط ہے، کیونکہ آپ کا یہ نظریہ کہ ''کوئی چیز بھی بذاتِ خود اچھی یا بُری نہیں'' غلط ہے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ جس چیز کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، وہ بذاتِ خود بُری ہے، اس کو کسی اچھائی کے لئے استعمال کرنا اس سے زیادہ بُرا ہے۔ آپ نے یہ اُصول مقرّر کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھی ہے کہ ہمارے دین نے دُنیا کی کسی چیز کو نہ بذاتِ خود اچھا قرار دیا ہے اور نہ کسی چیز کو بذاتِ خود بُرا قرار دیا ہے، حالانکہ یہ بات صریحاً غلط ہے۔ شریعت نے تمام چیزوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، کچھ چیزیں بذاتِ خود اچھی ہیں، کچھ چیزیں بذاتِ خود بُری ہیں، اور کچھ چیزیں نہ بذاتِ خود اچھی ہیں نہ بُری، آپ کا یہ اُصول تیسری قسم میں تو جاری ہوتا ہے کہ ایسی چیز کا استعمال اچھا ہو تو اچھی ہیں، بُرا ہو تو بُری ہیں۔ لیکن جو چیزیں کہ بذاتِ خود بُری ہیں، نجس العین ہیں، حرام ہیں، ان کی اچھائی بُرائی ان کے استعمال پر موقوف نہیں، ان کا بُرا اِستعمال ہو تب بھی بُری ہیں، اور اگر بفرضِ محال اچھا استعمال ہو تب بھی بُری ہیں، ٹی وی نجس العین ہے، اس کا بُرا اِستعمال بھی بُرا ہے، اور اچھا اِستعمال بھی بُرا ہے، بلکہ بدتر ہے کہ دِین کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا بجائے خود ایک جرم ہے۔

حیاتِ نبوی پر فلم - ایک یہودی سازش

سوال:... میرے ایک محترم دوست نے کسی عزیز کے گھر ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعے امریکہ کی بنی ہوئی ایک فلم "Message" جس کا اُردو معنی ''پیغام'' ہے، دیکھی، اور اس فلم کی تعریف دفتر آکر کرنے لگے، دراصل وہ فلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے متعلق تھی اور ہجرت کے بعد کے واقعات قلم بند کئے گئے تھے۔ اس میں یہ دِکھایا کہ اشاعتِ اسلام میں کتنی دُشواریاں پیش آئیں، مسجدِ قبا کی تعمیر، حضرت بلال حبشیؓ کو اَذان دیتے ہوئے دِکھایا، حضرت حمزہؓ کا کردار بھی ایک عیسائی اداکار نے ادا کیا، سب سے بُری بات یہ ہے کہ اس فلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تک دِکھایا، یعنی یہ مسجدِ قبا کی تعمیر ہو رہی ہے اور وہ سایہ اینٹ اُٹھا

اُٹھا کر دے رہا ہے۔ غرض یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس فلم میں نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر ہے۔ میرے محترم دوست اس کو ایک تبلیغی فلم کہہ رہے تھے، کہنے لگے کہ اس میں مسلمانوں پر ظلم و ستم دِکھایا گیا ہے اور بڑے اچھے مناظر فلمائے گئے۔ غرض اس کی تعریف کی۔ لیکن میں نے جب سنا تو دُکھ ہوا، میں نے فوراً کہا کہ ایسی فلم مسلمانوں کو ہرگز نہیں دیکھنی چاہئے، بلکہ ایسی فلموں کا بائیکاٹ کریں، مسلمانوں کا ایمان کتنا کمزور ہوگیا ہے، اتنی بڑی بڑی ہستیوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار زانی اور شرابی عیسائی اداکاروں نے ادا کئے اور نہ جانے کس ناپاک سایہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ سے تشبیہ دی، کتنے افسوس کی بات ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایسی فلم کو دیکھا جاسکتا ہے؟ اور اگر نہیں تو جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان کو توبہ اِستغفار کرنی چاہئے، خدارا! اس کا جواب ضرور ضرور اخبار کی معرفت دیں اور دیکھنے والوں کو اس کی کیا سزا ملنی چاہئے؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانا، اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ علمائے اُمت اس پر شدید احتجاج کرچکے ہیں اور حساس مسلمان اس کو اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش تصوّر کرتے ہیں، ایسی فلم کا دیکھنا گناہ ہے اور اس کا بائیکاٹ فرض ہے۔ (۱)

''فجرِ اسلام'' نامی فلم دیکھنا کیسا ہے؟

سوال:... چند سال پہلے پاکستان میں ایک فلم آئی تھی ''فجرِ اسلام''، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے مسلمانوں کی گمراہی اور جہالت کا دور دِکھایا گیا تھا، اور یہ فلم ایک مسلمان ملک ہی نے بنائی تھی، جس میں مختلف اشارات کے ذریعے کئی مقدس ہستیوں کی نشاندہی کی گئی تھی، اور جس نے پاکستان میں ریکارڈ توڑ بزنس کیا۔ کیا ایسی فلم ایک مسلمان ملک کو بنانا اور ایک مسلمان کو دیکھنا جائز ہے؟ جبکہ ایک غیرمسلم ملک ایسی فلم بناتا ہے تو پوری اسلامی دُنیا اس کی مذمت کرتی ہے اور جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ چیز ہمیں کہاں تک زیب دیتی ہے؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ایک امریکی فلم "Message" کے بارے میں آپ کے کالم میں پڑھا تھا، اس لئے میں مندرجہ بالا فلم ''فجرِ اسلام'' کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اور ہوسکتا ہے ان دونوں فلموں میں کوئی بنیادی فرق ہو، جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا ہوں، تو براہِ مہربانی اس کی وضاحت ضرور کردیجئے تاکہ میری اصلاح ہوسکے۔

جواب:... ''فجرِ اسلام'' فلم پر علمائے کرام نے شدید احتجاج کیا اور اس کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

---

(۱) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من رأی منکم منکرًا فلیغیره بیده فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه وذالک أضعف الإیمان. (مشکوٰة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأوّل).
وفی المرقاة: وقد قال بعض علمائنا الأمر الأول للأمراء والثانی للعلماء، والثالث لعامة المؤمنین .... ثم إعلم إنه إذا کان المنکر حرامًا وجب الزجر عنه. (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۵ ص:۳، باب الأمر بالمعروف، طبع بمبئی).

ایک سازش قرار دیا، لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج اسلام، اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ حق تعالیٰ حکمرانوں کو دِین کا فہم دے، آمین!

ٹی وی پر حج فلم دیکھنا بھی جائز نہیں

سوال:... پچھلے دنوں ٹی وی پر ''حج کی فلم'' دِکھائی گئی، جس کو زیادہ تر لوگوں نے دیکھا، اسلام میں براہِ راست فلم کی کیا حیثیت ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ویڈیو فلم ہر طرح کی جائز ہے، کیونکہ یہ سائنس کی ایجاد ہے اور ترقی کی نشانی ہے، لہٰذا اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس میں عورتیں نہ ہوں۔ کیا اس کا یہ خیال صحیح ہے؟

جواب:... جو شخص ٹی وی اور ویڈیو فلم کو جائز کہتا ہے، وہ تو بالکل غلط کہتا ہے، شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے،[1] خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہو، یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو، جہاں تک ''حج فلم'' کا تعلق ہے، اس کے بنانے والے بھی گناہگار ہیں اور دیکھنے والے بھی، دونوں کو عذاب اور لعنت کا پورا پورا حصہ ملے گا، دُنیا میں تو مل رہا ہے، آخرت کا انتظار کیجئے...!

''اسلامی فلم'' دیکھنا

سوال:... ہم اہالیانِ پوسٹل کالونی سائٹ کراچی ایک اہم مسئلہ اسلامی رُو سے حل کرانا چاہتے ہیں، عرض یہ ہے کہ انگریزی زبان میں اسلامی موضوعات پر فلمائی گئی ایک فلم کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اس فلم میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت امیر حمزہ، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی کی آواز بھی مختصر طور پر سنائی گئی ہے، مسئلہ یہ درپیش ہے کہ آیا ایک اسلامی فلم کی حیثیت سے یہ فلم دیکھنا جائز ہے یا ہم اس فلم کو دیکھ کر کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں؟

جواب:... یہ فلم ''اسلامی فلم'' نہیں، بلکہ اسلام اور اکابرِ اسلام کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے، اس کا دیکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔[2]

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون۔ (مشكوٰة ص:۳۸۵، كتاب الآداب، باب التصاوير)۔ وظاهر كلام النووى فى شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال وسواء صنعه لما يمتهن، أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۶۴۷، باب مكروهات الصلاة)۔

(۲) عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغناء ينبت النفاق فى القلب كما ينبت الماء الزرع۔ (مشكوٰة ص:۴۱۱، باب البيان والشعر)۔ وفى المرقاة: قال النووى: فى الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه، وإن كان سماعه من الأجنبية كان أشد كراهة، والغناء بآلات المطربة هو شعار شاربى الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب ج:۷ ص:۵۵۷، ۵۵۸، طبع إمداديه)۔

ٹی وی پر بھی فلم دیکھنا جائز نہیں

سوال:... ہم یہاں قطر میں کام کرتے ہیں اور جب کام سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، جس کو ہم سب دوست مل بیٹھ کر دیکھتے ہیں، ہمارے دوستوں میں کافی لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاجی ہیں، اور بعض نے دو دو بار حج کیا ہے، اور بعض لوگ اِمامِ مسجد ہیں، یہ سب حضرات شام کو پانچ بجے ٹی وی کے پاس بیٹھتے ہیں اور رات کو ۱۲ بجے تک ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور دِلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں پر تقریباً سب پروگرام عربی اور انگریزی میں ہوتے ہیں اور ان حضرات میں سے کوئی بھی اس کی زبان کو نہیں جانتا۔ ظاہر ہے ان سے ان کی مراد پروگرام سمجھنا نہیں بلکہ ان کی اداکاراؤں کو دیکھنا ہے، جو کہ ایک گناہ ہے۔ ہمارے جو دوست سینما کو جاتے ہیں تو یہ حاجی صاحبان اور مولوی صاحبان ان کو فلم پر جانے سے منع کرتے ہیں، اور ان کو کہتے ہیں کہ: ''فلم دیکھنا گناہ ہے'' اور جب کوئی فلم ٹی وی پر چل رہی ہو تو یہ لوگ سب سے پہلے ٹی وی پر فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ہم کو یہ بتادیں کہ کیا ٹی وی دیکھنا، ان جیسے پرہیزگاروں کے لئے دُرست ہے؟ کیا ٹی وی اور فلم میں کوئی فرق ہے؟ اور کیا ان کے دعوے کے مطابق فلم دیکھنا گناہ ہے اور ٹی وی میں وہی فلم دیکھنا گناہ نہیں ہے؟ ان سوالات کا جواب دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں، والسلام۔

جواب:... فلم ٹی وی پر دیکھنا بھی جائز نہیں، نہ اس میں اور سینما کی فلم میں کوئی بنیادی نوعیت کا فرق ہے، دونوں کے درمیان فرق کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص گندے بازار میں جاکر بدکاری کرے، اور دُوسرا کسی فاحشہ کو اپنے گھر میں بلاکر بدکاری کرے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اس گندگی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ [1]

ٹی وی میں عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا

سوال:... کیا ٹی وی میں بھی عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا گناہ ہے؟ میں نے ایک جگہ رسالے میں پڑھا تھا کہ نامحرَم عورتوں کا دیکھنا اور اس کا عادی ہونا بہت بڑا گناہ ہے، موت کے وقت انجام اچھا نہیں ہوتا، کیا اس کا اطلاق ٹی وی پر بھی ہوتا ہے؟

جواب:... ٹی وی دیکھنا جائز نہیں، اس پر نامحرَم عورتوں کا دیکھنا گناہ در گناہ ہے۔ [2]

ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقریریں سننا

سوال:... ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں، اور یہاں تک ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو ٹی وی پر جو پروگرام آتا ہے، اس کو بھی سنتے ہیں، لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں، لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱، ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ایضاً

جواب:... ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔[1] ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے، جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرما رہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی اُمّ الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی۔ ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو "اُمّ الخبائث" کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سیکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔

ٹیلیویژن پر عورتوں اور بچوں کے معلومات پروگرام دیکھنا

سوال:... مولانا صاحب! ٹیلیویژن پر جو پروگرام عورتوں کی معلومات کے لئے آتے ہیں اور وہ پروگرام جو بچوں کے متعلق یا کسی "ہنر" کے متعلق آتے ہیں، کیا ایسے پروگرام ہم دیکھ سکتے ہیں؟

جواب:... ٹیلیویژن دیکھنا مطلقاً حرام ہے۔

ماہِ رمضان میں دورۂ تفسیر پڑھا کر آخری دن ٹی وی پر ریکارڈنگ کروانا

سوال:... ایک شیخ القرآن ماہِ رمضان میں دورۂ تفسیر پڑھاتا رہا، آخر شب میں بہت سارے طلبہ اس مسجد میں اِکٹھے ہوئے، خوب نعت خوانی ہوئی، اور صبح شیخ صاحب کے ختم کے دوران ٹی وی والے آگئے اور تمام ختم القرآن اور ہجوم کی ریکارڈنگ کر کے شام کو بذریعہ ٹی وی دِکھایا گیا، اس بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب:... تفسیر پڑھانا تو صحیح ہے، بشرطیکہ صحیح پڑھاتا ہو۔ لیکن ٹی وی جیسی لغویات کا اِستعمال کرنا "چوں کفر از کعبہ برخیزد" کا مصداق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بنی ہوئی فلم دیکھنا

سوال:... وی سی آر نے پہلے گندگی پھیلائی ہوئی ہے، اب معلوم ہوا ہے کہ وی سی آر پر ملتان اور ساہیوال میں وہی فلم دِکھائی جارہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر بنی ہے، اور اس فلم پر دُنیائے اسلام نے غم و غصے کا اظہار کیا تھا اور اسلامی حکومتوں نے مذمت بھی کی تھی۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم اُٹھائے گی اور اس شیطانی عمل کو روکنے کے لئے عوام الناس کا فرض نہیں ہے؟ جو لوگ یہ فلم چلانے، دیکھنے یا دِکھانے کے مجرم ہیں، ان کے لئے شریعتِ محمدی کا کیا حکم ہے؟ میں نے اس سلسلے میں پورے وثوق اور معتبر شہادتوں سے معلوم کرلیا ہے کہ یہ فلم دِکھائی جارہی ہے، مزید تصدیق کے لئے میں اپنے آپ میں جرأت نہیں پاتا کہ یہ ناپاک فلم دیکھوں۔

---

(۱) عن أبي جحيفة عن أبيه ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن آكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور. (صحيح بخاري ج:۲ ص:۸۸۱).

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو فلم کا موضوع بنانا، نہایت دِل آزار توہین ہے، دُشمنانِ اسلام نے بارہا اس کی کوشش کی، لیکن غیور مسلمانوں نے سراپا احتجاج بن کر ان کی سازش کو ہمیشہ ناکام بنایا۔ اگر آپ کی اطلاعات صحیح ہیں تو یہ نہایت افسوس ناک حرکت ہے، حکومت کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہئے اور اس کے مرتکب افراد کو توہینِ رسالت کے جرم پر سخت سزا دینی چاہئے۔ اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کرے تو مسلمانوں کو آگے بڑھ کر خود اس کا سدِ باب کرنا چاہئے۔ (۱)

ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دِینی پروگرام بھی آتے ہیں

سوال:... ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دِینی غور و فکر اور تفسیر وغیرہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ رہا تصویر کا مسئلہ تو بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ پرچھائیں ہے، عکس ہے، کوئی کہتا ہے کہ تصویر ساکن یعنی فوٹو کی ممانعت ہے، اور یہ چلتی پھرتی ہے۔ وضاحت فرماویں۔

جواب:... ٹیلی ویژن کا مدار تصویر ہے، اور تصویر کا ملعون ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہے، اور کسی ملعون چیز کو کسی نیک کام کا ذریعہ بنانا بھی دُرست نہیں۔ مثلاً: شراب سے وضو کرکے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے، تمام اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ عکسی تصویریں جو کیمرے سے لی جاتی ہیں، ان کا حکم تصویر ہی کا ہے، خواہ وہ متحرک ہو یا ساکن۔ (۲)

فلم دیکھنے کے لئے رقم دینا

سوال:... ہمارے محلے کے چند لڑکے فلم کے لئے پیسے جمع کرتے ہیں اور ہم نے ان کو پہلے ۲۵ روپے دیئے تھے، اور ہم نے فلم نہیں دیکھی تھی، اب آپ سے یہ گزارش ہے کہ فلم کے لئے پیسے دینا بھی گناہ ہے، اور فلم دیکھنا بھی گناہ ہے، ان کو آخرت میں کیا سزا دی جائے گی؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی کیا سزا ہے؟ اور کیا گناہ ہے؟

جواب:... جو سزا فلم دیکھنے والوں کی ہے، وہی اس کے لئے پیسے دینے والوں کی۔

ویڈیو فلم کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا دُرست نہیں

سوال:... اس ماہِ رمضان میں اِعتکاف کے لئے ایک خانقاہ گیا، اس خانقاہ کے جو پیر صاحب ہیں، ان کے طریق کار پر میں کافی عرصے سے ذکر کرتا رہا ہوں۔ اس دفعہ جب میں بیعت ہونے کے ارادے سے ان کے پاس گیا تو وہاں عجیب منظر دیکھنے میں آیا،

---

(۱) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من رأی منکم منکرًا فلیغیره بیده فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه وذالک أضعف الإیمان۔ (مشکوٰة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف)۔ وقد قال بعض علمائنا الأمر الأول للأمراء والثانی للعلماء، والثالث لعامة المؤمنین، وقیل المعنی إنکار المعصیة بالقلب أضعف مراتب الإیمان لأنه إذا رأی منکرًا معلومًا من الدین بالضرورة فلم ینکره ولم کرهه ورضی به واستحسنه کان کافرًا .... ثم إعلم إنه إذا کان المنکر حرامًا وجب الزجر عنه۔ (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۵ ص:۳، طبع أصح المطابع بمبئی)۔

(۲) ص:۴۳۲ کا حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

پیر صاحب ظہر اور عصر کے درمیان ایک گھنٹے تک درسِ قرآن دیتے تھے، جس کی ویڈیو فلم بنتی تھی، جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے بیعت کا ارادہ بدل دیا۔ یہاں اپنے مقام پر واپس آ کر ان کے پاس خط لکھا، جس میں ان کے پاس لکھا کہ علمائے کرام تو ویڈیو فلم کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ: ''ویڈیو فلم ہو یا کلاشنکوف یا چھری، چاقو ہو، جائز کام کے لئے ان چیزوں کا استعمال بھی جائز، اور ناجائز کاموں کے لئے ان کا استعمال بھی ناجائز۔'' اب آپ فرمائیں کہ علمائے دِین اور مفتیانِ صاحبان اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیا دِین کی تبلیغ کے لئے ویڈیو فلم کا استعمال جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو تحریر فرمائیں تاکہ میرے پاس اس کے بارے میں کوئی مثبت جواب ہو، ان کا جواب بھی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

جواب:... ویڈیو فلم پر تصویریں لی جاتی ہیں اور تصویر جاندار کی حرام ہے،[1] اور شریعتِ اسلام میں حرام کام کی اجازت نہیں۔ اس لئے اس کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا غلط ہے، اور ان پیر صاحب کا اِجتہاد ناروا ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ ایسے برخود غلط آدمی سے بیعت نہیں کی۔

بیوی کو ٹی وی دیکھنے کی اجازت دینا

سوال:... ایک شخص کے باپ کے گھر ٹیلی ویژن ہے، گھر کے سارے افراد ہر پروگرام دیکھتے ہیں، لیکن وہ شخص اس سے نفرت کرتا ہے، اس کی بیوی ٹیلی ویژن دیکھنے کی اس سے اجازت چاہتی ہے، مگر وہ شخص اس کو پسند نہیں کرتا، ٹیلی ویژن پروگرام دیکھنا کیسا ہے؟

جواب:... ٹیلی ویژن جس میں کہ فحش تصاویر کی نمائش ہوتی ہے، اور انسان کے لئے ایک اعتبار سے اس میں دعوتِ گناہ ہے، اس کا دیکھنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ جس طرح غیرمحرم عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں، اسی طرح مردوں کی تصاویر بھی دیکھنا جائز نہیں، لہٰذا جناب کو اپنی بیوی کو ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔[2]

کمپیوٹر اور اِنٹرنیٹ پر کام کرنے کا حکم

سوال:... میں کمپیوٹر کے شعبے سے منسلک ہوں اور میری ذمہ داری انٹرنیٹ کے ساتھ ہے، اس میں ہر قسم کے پروگرام ہوتے ہیں۔ کیا شرعی حیثیت سے اس کام کو کرنے کی اجازت ہے؟

جواب:... کمپیوٹر جدید دور کی ایسی ٹیکنالوجی ہے جس میں مفید اور مضر دونوں کام لئے جاسکتے ہیں، اس لئے اس کو اِستعمال کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ اس میں کوشش کی جاتی ہے کہ جو اس کے بُرے پہلو اور غلط اثرات ہیں اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصورون. (مشكوٰة ص:۳۸۵، كتاب الآداب، باب التصاوير). وهٰذه الكراهة تحريمية وظاهر كلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فصنعته حرام بكل حال لأنه فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ ... إلخ. (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۴۷، مطلب إذا تردد الحكم بين سُنَّة وبدعة).

(۲) وقل للمؤمنٰت يغضضن من أبصٰرهن ... إلخ. (النور: ۳۱).

جائے۔ اس شعبے سے منسلک ہونا اور کام کرنے میں کوئی قباحت نہیں، بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس شعبہ خاص انٹرنیٹ میں زیادہ سے زیادہ اسلام سے متعلق کام کیا جائے اور اس کو کافروں کے لئے آزاد نہ چھوڑا جائے۔

ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے، نیز یہ دیکھنے والوں کے گناہ میں بھی شریک ہے

سوال:... میری دُکان سے جو لوگ فلمیں (جو بعض اوقات بے ہودہ بھی ہوتی ہیں) لے کر جاتے ہیں، کیا ان کے ساتھ مجھے بھی گناہ ہوگا؟

جواب:... جی ہاں! آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں، مزید برآں یہ کہ یہ آمدنی بھی پاک نہیں۔ [1]

سوال:... کہا جاتا ہے کہ فلمیں دیکھنے سے معاشرہ بگڑتا ہے، لڑکیاں بے پردہ ہوجاتی ہیں، اور چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں قرآنی آیات کے بجائے نت نئے مقبول گانے گاتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے، لیکن کیا اس کا گناہ میرے سر یا میرے جیسے دُوسرے لوگ جنھوں نے ویڈیو کی دُکانیں کراچی میں بلکہ ملک کے چپے چپے میں کھولی ہوئی ہیں، ان کے بھی سر ہوگا؟ بہرحال ہم تو روزی کی خاطر یہ سب کچھ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد روزی ہوتا ہے، کسی کو بگاڑنا نہیں۔

جواب:... یہ تو اُوپر لکھ چکا ہوں کہ آپ اور آپ کی طرح کا کاروبار کرنے والے اس گناہ میں اور اس گناہ سے پیدا ہونے والے دُوسرے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں۔ رہا یہ کہ آپ کا مقصد روٹی کمانا ہے، معاشرے میں گندگی پھیلانا نہیں، اس کا جواب بھی اُوپر لکھ چکا ہوں کہ ایسی روزی کمانا ہی حلال نہیں جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو اور گندگی پھیلے۔ [2]

ٹیلی ویژن میں کام کرنے والے سب گناہگار ہیں

سوال:... ٹیلی ویژن میں عام طور سے گانے اور میوزک کے پروگرام دِکھائے جاتے ہیں، اکثر مخلوط گانے اور پروگرام ہوتے ہیں، اور اس گناہ کے فعل میں ٹیلی ویژن کے اربابِ اِختیار بھی شامل ہوتے ہیں، اس گناہ کا کفارہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کیا؟

جواب:... ناچ اور گانا حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے، ٹیلی ویژن دیکھنا بھی گناہ ہے۔ ناچنے والی، ٹیلی ویژن چلانے والے اور ٹیلی ویژن دیکھنے والے سبھی گناہگار ہیں، اللہ تعالیٰ نیک ہدایت فرمائیں۔

---

(۱) قال تعالیٰ: وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولَا تعاونوا على الْإثم والعدوان۔ (المائدة:۲)۔ ولَا تجوز الْإجارة علىٰ شيء من الغناء والنوح والمزامير، والطبل، وشيء من اللهو .... لَا أجر في ذالک، وهٰذا كله في قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالىٰ أجمعين۔ (عالمگيری ج:۴ ص:۴۴۹، كتاب الْإجارة)۔ قلت: وقدمنا ثمة معزيا للنهر أن ما قامت المعصية بعينه، يكره بيعه تحريمًا۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۹۱، كتاب الحظر والْإباحة)۔

(۲) وعن أبي أمامة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لَا تبيعوا القينات ولَا تشتروهن ولَا تعلموهن، ولَا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام۔ (ترمذی ج:۱ ص:۲۴۱)۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے محکموں میں کام کرنا

سوال:... جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کا وجود ہی اسلامی نقطۂ نگاہ سے جائز نہیں، مثلاً: ٹیلی ویژن، ریڈیو وغیرہ، جن سے رقص و موسیقی اور اسی قسم کی دُوسری چیزیں نشر ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے میرے اور بہت سے مسلمانوں کے دِل میں یہ مسئلہ ہوگا کہ ان محکموں سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی روزی وابستہ ہے، ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے فرض کو بہت ہی خوش اُسلوبی اور دیانت داری سے انجام دیتے ہیں، تو کیا ان لوگوں کی روزی جو ان اداروں سے منسلک ہیں، جائز ہے؟ اور اگر جائز نہیں تو کیا وہ لوگ گناہگار ہیں؟ کیونکہ وہ لوگ اس پیسے سے اپنے معصوم بچوں کی پروَرِش کرتے ہیں، جن کو ابھی اچھے اور بُرے کی تمیز نہیں، تو کیا وہ بھی اس گناہ میں شریک ہیں یا پھر ان کے والدین پر ہی تمام گناہ ہوگا؟

جواب:... رقص و موسیقی کے گناہ ہونے[1] اور اس کے ذریعے حاصل کی گئی رقم کے ناپاک ہونے میں کیا شبہ ہے...؟[2] باقی وہ معصوم بچے جب تک نابالغ ہیں، گناہ میں شریک نہیں، بلکہ حرام آمدنی سے پروَرِش کا وبال ان کے والدین پر ہے۔

ٹی وی دیکھنا، بیچنا کیسا ہے جبکہ یہ عام ہو چکا ہے؟

سوال:... ہماری ایک دُکان الیکٹرونکس کی ہے، جس میں محترم بڑے بھائی صاحب ٹی وی کی خرید و فروخت کرتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ ٹی وی کا دیکھنا اور خریدنا فروخت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی آمدنی کا کیا حکم ہے؟

۱:... ٹی وی ایک مشین ہے جس کے پروگرام میں بائع اور مشتری کا کوئی دخل نہیں، یہ سارا کام میڈیا کا ہے جس طرح کا وہ پروگرام نشر کریں، ناظرین اسے دیکھیں گے۔

۲:... دُوسرے یہ کہ اس وقت ٹی وی ہر چھوٹے بڑے گھر کی زینت بن چکا ہے، اتنی کثرت سے ہوتے ہوئے شرعاً کیا حکم ہوگا؟

۳:... اس کے دیکھنے میں اگر نقصان ہیں تو ناظرین پر ہیں، بذاتِ خود یہ مشین کچھ نہیں کہتی، لہٰذا اس مشینری کی خرید و فروخت، اس کا رکھنا کیسے گناہ کی بات ہوسکتی ہے؟ بندہ کو اِن سوالات کا تسلی بخش جواب عنایت فرماکر تشفی فرمائیں۔

جواب:... ٹی وی ایک لعنت ہے جو گھر گھر میں مسلط ہے، اس کا دیکھنا گناہ ہے، موجبِ وبال ہے، موجبِ لعنت ہے۔ اور گھر میں رکھنا بھی موجبِ لعنت ہے۔ جو لوگ کہ اس کو فروخت کرتے ہیں وہ اس لعنت میں لوگوں کے مددگار ہیں۔ رہا یہ کہ یہ لعنت اب عام ہو چکی ہے، اوّل تو اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اپنی قبر اور آخرت کا ڈر ہے اور ''یؤمنون بالغیب'' انہی کی شان میں آیا ہے، اس کے علاوہ اگر کوئی بیماری وبا کی شکل اختیار کرلے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بیماری، بیماری نہیں رہی۔ بہرحال ہمارے یہ عذر قبر میں

---

(۱) قال تعالٰی: ومن الناس من يشتری لهو الحديث ليضل عن سبيل الله۔ (لقمان:٦)۔

(۲) ولَا يجوز الْإستئجار على الغناء والنوح وكذا سائر الملاهي لأنه إستئجار على المعصية، والمعصية لَا تستحق بالعقد۔ (هداية ج:۳ ص:۳۰۱، باب الْإجارة الفاسدة، طبع محمد علی کارخانه، کراچی)۔

اور حشر میں کام نہیں دیں گے، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور مسلمانوں کو اس نجاست سے نجات عطا فرمائے۔ [1]

ٹیلیویژن کے پروگراموں میں برہنہ سر عورتوں سے علماء کے محوِ گفتگو ہونے کی سزا

سوال:... اکثر ٹیلیویژن پروگرام میں مذہبی علماء کو نامحرَم برہنہ سر زلف بردوش جواں سال لڑکیوں سے محوِ گفتگو دیکھا گیا ہے، حالانکہ فوٹو بنوانے اور نامحرَم عورتوں پر نظر ڈالنے کی بھی مذہب اجازت نہیں دیتا۔ کیا علماء کے لئے یہ بات جائز ہے؟ اگر نہیں، تو جانتے بوجھتے اَحکامِ اِلٰہی سے اِنحراف کی جزا اور سزا کیا ہے؟

جواب:... جس چیز کی ہمارا دِین اجازت نہیں دیتا، وہ کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ اور علماء اگر ایسا کرتے ہیں تو بُرا کرتے ہیں، رہا یہ کہ ان کی سزا کیا ہے؟ آخرت میں اور قبر و حشر میں جو سزا ہوگی وہ تو آگے چل کر معلوم ہوگی، مگر دِین کی لذت سے محروم اور نامعلوم عورتوں میں مبتلا ہوجانا نقد سزا ہے...!

وی سی آر دیکھنے کی کیا سزا ہے؟

سوال:... ہمارے معاشرے میں وی سی آر کی لعنت پھیل گئی ہے، جس سے ہماری نئی نسل فلمیں دیکھ کر بُری طرح متأثر ہوئی ہے، اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیجئے کہ اس کی سزا کیا ہے؟

جواب:... اس کی سزا دُنیا میں تو مل رہی ہے کہ نئی نسل نے اپنی اور دُوسروں کی زندگی اَجیرن کر رکھی ہے، آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے...!

ٹی وی، وی سی آر اور ڈِش انٹینا کا وبال کس کس پر ہوگا؟

سوال:... جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بالکل پاک اور معصوم ہوتا ہے، اس کی پرورِش تعلیم و تربیت کا اِنحصار اس کے والدین پر ہوتا ہے، جب بچہ تھوڑا بڑا ہوتا ہے تو اس میں شعور پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کو ٹی وی اور وی سی آر جیسی لعنتوں سے وابستہ کروایا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کو بہت بڑی لعنت ''ڈش انٹینا'' سے بھی متعارف کروایا جاتا ہے، اب ان چیزوں کا اس بچے پر کیا اثر پڑے گا؟ اس کا اندازہ ہر شخص بخوبی لگا سکتا ہے، چنانچہ اگر خدانخواستہ وہ بچہ ان چیزوں کے اثر سے اخلاقی اِعتبار سے محروم ہوگیا تو اس کا عذاب کس کس کو ملے گا؟

---

(۱) .... فالحاصل من هٰذه الأحاديث كلها أنّ ما حرم الله الإنتفاع به فإنه يحرم بيعه وأكل ثمنه كما جاء مصرّحًا به في الرواية المتقدمة إن الله إذا حرم شيئًا حرم ثمنه وهٰذه كلمة عامة جامعة تطرد في كل ما كان المقصود من الإنتفاع به حرامًا وهو قسمان: أحدهما ما كان الإنتفاع به حاصلًا مع بقاء عينه كالأصنام .... ويلتحق بذالك ما كانت منفعة محرمة ككتب الشرك والسحر والبدع والضلال وكذالك الصور المحرمة وآلات الملاهي المحرمة كالطنبور وكذالك شراء الجواري للغناء وفي المسند عن أبي أمامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله بعثني رحمة وهدى للعالمين وأمرني أن أمحق المزامير والكنارات يعني البرابط والمعازف ...إلخ. (جامع العلوم والحكم لِابن رجب ص:۳۶۲، الحديث الخامس والأربعون، طبع بيروت).

جواب:... جوان اور باشعور ہونے کے بعد اس کے جرائم کی ذمہ داری اسی پر ہوگی، لیکن والدین بھی اس جرم میں اس کے ساتھ برابر کے شریک ہوں گے۔ والدین مرکر قبر میں پہنچ جائیں گے، لیکن بگڑی ہوئی اولاد کے گناہوں کا وبال ان کو برابر پہنچتا رہے گا۔[1]

ٹی وی، ڈش دیکھنے والی، سر پر دوپٹہ نہ رکھنے والی عورت کا علاج

سوال:... ایک دن میں مغرب کی نماز اَدا کر کے گھر آیا تو چھوٹی بہن ٹی وی والے کمرے میں بیٹھی ٹی وی پر ڈش انٹینا پر آنے والے پروگرام دیکھ رہی تھی، میں نے ٹی وی بند کر دیا، اور اسے اپنا سبق یاد کرنے کے لئے کہا، مگر اس نے نظرانداز کر دیا، بعد میں، میں نے اسے ایک دفعہ سر پر دوپٹہ رکھنے کے لئے بھی کہا، اور اسے ایک حدیث بھی سنائی، اس وقت تو اس نے سر پر دوپٹہ لے لیا، لیکن بعد میں پھر اُتار دیا، آنجناب ٹی وی، ڈش اور دوپٹہ یا پردے کے بارے میں اپنے خیالات کا اِظہار فرمائیں۔

جواب:... گھر میں ٹی وی رکھنا ایک ایسی لعنت ہے، جو مرنے کے بعد بھی آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑے گی، اس لعنت کا علاج یہ ہے کہ اس سے توبہ کی جائے، اور ٹی وی کو گھر سے نکال پھینکا جائے۔

جس قسم کا ماحول ہوتا ہے، اسی قسم کے اخلاق بنتے ہیں، بچی اسکول جاتی ہے، وہاں سب کو ننگے سر دیکھتی ہے، تو اس پر آپ کے حدیث سنانے کا کیا اثر ہوگا؟ اس کو وہی چیز سوجھے گی، جس کو وہ شب و روز دیکھتی ہے۔ اور اس کا وبال تم لوگوں پر ہوگا، کیونکہ تم نے اس کو غلط ماحول میں ڈالا۔ اس کو مستورات کی جماعت کے ساتھ جوڑیں تو اِن شاء اللہ اِصلاح ہوجائے گی۔

ٹی وی اور ویڈیو فلم

سوال:... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین وعلمائے دِین اس بارے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ تصویر کی حیثیت سے ممنوع ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱:... اگر ٹی وی براہِ راست ریز (شعاعوں) کے ذریعہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ اسی آن میں ہمیں دِکھا رہی ہو، جیسے کبھی کبھی حج پروگرام نشر ہوتے ہیں، جو کچھ وہاں حجاجِ کرام کرتے ہیں وہ ہم اسی آن میں یہاں دیکھتے ہیں، کیا اس وقت ٹی وی دُوربین جیسی نہیں ہوتی؟ اور کیا کسی آلے سے اگر دُور کی آواز سننا جائز ہے تو کیا دُور کا دیکھنا جائز نہیں؟

۲:... فلم میں ایک خرابی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں تصویر ہے، اور تصویر حرام ہے۔ مگر ویڈیو کیسٹ کی حقیقت یہ ہے کہ ڈیڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی تصویر نہیں چھپتی، بلکہ اس کے ذریعے اس کے سامنے والی چیزوں کی ریز (Rays) شعاعوں کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے، جس طرح آواز کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے، ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی، بلکہ وہ غیر مرئی ہوتی ہے، اسی

---

(۱) عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألَا كلّكم راعٍ وكلّكم مسئول عن رعيته .... والرجل راعٍ على أهل بيته وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية على بيت زوجها وولده وهي مسئولة عنهم ... الخ. (مشكوٰة المصابيح ص:۳۲۰، الفصل الأوّل، كتاب الإمارة والقضاء).

طرح ان ریز شعاعوں کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی، لہٰذا فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بڑا فرق ہے، فلمی فیتوں میں تو تصویر باقاعدہ نظر آتی ہے، جس تصویر کو پردے پر بڑھا کر دِکھایا جاتا ہے مگر ویڈیو کیسٹ ''مقناطیسی'' ہوتے ہیں جو مذکورہ ریز کرنوں کو جذب کرلیتے ہیں، پھر ان جذب شدہ کو ٹی وی سے متعلق کیا جاتا ہے، تو ٹی وی ان ریز کو تصویر کی صورت میں بدل کر اپنے آئینے میں ظاہر کردیتی ہے، چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار ہوتی ہے اسے عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جاتا ہے، جب تک آئینے کے رُوبرو ہو اس میں صورت رہے گی، اور ہٹ جانے کی صورت میں ختم ہوجائے گی، یوں ہی جب تک ویڈیو کیسٹ کا رابطہ ٹی وی سے رہے گا تصویر نظر آئے گی، اور رابطہ منقطع ہوتے ہی تصویر فنا ہوجائے گی۔

۳:...آئینے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکوس کو حقیقی معنوں میں تصویر، تمثال، مجسمہ، اسٹیچو وغیرہ کہنا صحیح نہیں، اس لئے کہ پائیدار ہونے سے پہلے عکس ہی ہوتا ہے، تصویر نہیں بنتا، اور جب اسے کسی طرح سے پائیدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے، اب اگر اس کو ناظرین تصویر کہیں تو یہ مجازاً ہوگا۔

۴:...اور یہ کہ جب علماء نے بالاتفاق بہت چھوٹی تصویر جیسے بٹن یا انگوٹھی کے نگینے پر تصویر کے استعمال کو جائز کہا ہے، مگر یہاں تو ویڈیو میں بالکل تصویر کا وجود ہی نہیں، اور کسی طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔

۵:...اُوپر والی باتوں پر نظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں ٹی وی بذاتِ خود خراب یا مذموم نہیں، ہاں! موجودہ پروگراموں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ٹی وی کو مذموم کہا جاسکتا ہے، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدمی ٹی وی نہ رکھے، بلکہ مذموم پروگرام کو نہ دیکھے، جیسے ریڈیو۔

۶:...یہ بات زیرِ غور ہے کہ اگر پاکستان کا مقدر اچھا بن جائے اور یہاں مکمل اسلامی حکومت قائم ہوجائے تو کیا ٹی وی اور ٹی وی اسٹیشن ختم کئے جائیں گے؟

۷:...یہ کہ یہاں پر ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مفتی محمودؒ کبھی کبھی ٹی وی پر اپنی تقریر سناتے تھے، کیا ان کا عمل یہ نہیں بتا رہا ہے کہ وہ فی ذاتہٖ ٹی وی کو مذموم نہ سمجھتے تھے؟

۸:...یہ کہ علمائے حجاز و مصر کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

۹:...ہم سے سائنس کے طلباء کہہ رہے ہیں کہ جو ہم میں سے ٹی وی دیکھ رہا ہے، وہ علمی سائنس میں ہم سے آگے ہے، کیونکہ ٹی وی میں جدید پروگرام دیکھتے ہیں، کیا ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں؟

اور آخر میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری یہ ساری بحث ٹی وی کو خواہ مخواہ جائز رکھنے کے لئے نہیں، بلکہ اس جدید مسئلے کے سارے پہلو آپ کے سامنے رکھنا مقصود ہے، غلطی ہو تو معاف فرمائیں۔

جواب:...جو نکات آپ نے پیش فرمائے ہیں، اکثر و بیشتر پہلے بھی سامنے آتے رہے ہیں، ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے، اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دِکھایا جاتا ہے، اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی

کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے، لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کرلیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔ اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کردی ہیں۔ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ گھر گھر سینما گھر بن گئے ہیں۔ کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو تو حرام قرار دے، اس کے بنانے والوں کو ملعون اور "أشدُّ عذابًا یوم القیامة" (مشکوٰۃ ص:۳۸۵) بتائے اور فواحش و بے حیائی کے اس طوفان کو جسے عرفِ عام میں "ٹی وی" کہا جاتا ہے، حلال اور جائز قرار دے...؟

رہا یہ کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں، تو کیا خمر اور خنزیر، سود اور جوئے میں فوائد نہیں؟ لیکن قرآنِ کریم نے ان تمام فوائد پر یہ کہہ کر لکیر پھیر دی ہے: "وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا" (البقرۃ:۲۱۹)۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغِ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دِینی پروگرام بھی آتے ہیں، لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دِینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیرمسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کردی؟ کتنے گناہگاروں نے گناہوں سے توبہ کرلی؟ لہٰذا یہ محض دھوکا ہے۔ فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین ہے اور ملعون ہے، اور جس کے بنانے والے دُنیا و آخرت میں ملعون ہیں، وہ تبلیغِ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دِینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دِینی پروگراموں کے لئے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناپ شناپ جوان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں، اور کوئی صحیح و غلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں، اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جارہا ہے...؟

رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور یہ کرتے ہیں، یہ ہمارے لئے جواز کی دلیل نہیں۔

اگر ٹی وی دیکھنا حرام ہے تو پھر علماء اس پر کیوں آتے ہیں؟

سوال:... ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ ٹی وی پر اِصلاحی، اخلاقی، تفریحی اور دِینی پروگراموں کے دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ جو علماء فوٹو دیکھنا حرام کہتے ہیں، ان کی تصاویر روزانہ اخباروں میں چھپتی ہیں، کوئی نئی چیز بذاتِ خود نہ اچھی ہے نہ بُری، اچھائی اور بُرائی اس چیز کے اِستعمال پر منحصر ہے۔ اسی طرح ٹی وی کا معاملہ ہے۔ اب مولانا صاحب! آپ بتایئے ہم کیا کریں؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ٹی پر اِصلاحی، اخلاقی اور دِینی پروگرام برائے نام ہوتے ہیں، اور جو ہوتے بھی ہیں وہ بالالتزام ایسے اوقات میں دِکھائے جاتے ہیں جب نوجوان طبقہ یا تو محوِخواب ہوتا ہو یا کسی اور شغل میں مصروف ہو۔ ٹی وی کا زیادہ وقت تفریحی پروگرام دِکھانے میں صرف ہوتا، یا پھر اِشتہاری فلمیں، اور دونوں ہی صنفِ نازک دیدہ و دِل کو دعوتِ طرب دینے میں غلطاں ہوتی ہیں۔ مفتی صاحب کے تصویب شدہ ان اِصلاحی، اخلاقی، تفریحی اور دِینی پروگراموں کے دیکھنے کے بعد قوم خصوصاً قوم کا جواں سال، جواں دِل طبقہ اتنا مسحور اور تھکا ہارا ہوچکا ہوتا ہے کہ وہ کوئی تعمیری کام نہیں کرسکتا۔ کیا "مفتی صاحب" کا یہ فتویٰ دُرست ہے؟

جواب:... یہ فتویٰ غلط ہے۔ ٹی وی حرام ہے، کیونکہ اس کا مدار تصویر پر ہے، اور تصویروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

موجبِ لعنت قرار دیا ہے۔ علماء کی تصویروں کے اخبارات میں چھپنے سے ایک حرام چیز تو حلال نہیں ہوجاتی، البتہ اس حرام کا اِرتکاب کرنے والا گناہگار رہوگا، بشرطیکہ تصویر اس کے اِرادہ و اِجازت سے چھاپی گئی ہو۔ ٹی وی کی لعنت نے دِین کی، اخلاق کی، انسانیت کی اور تہذیب و شرافت کی جڑوں کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے، جو شخص اس لعنت کو جائز کہتا ہے وہ اس کے عواقب و نتائج سے بے خبر ہے، اور اس نے شرعی دلائل کے بجائے مصلحتِ عامہ پر فتوے کی بنیاد رکھی ہے، شریعت میں حکمِ شرعی دلائل اور اسباب پر دیا جاتا ہے، چیز کے اِستعمال پر فتوے کا مدار نہیں۔ حرام چیز کو اچھائی کے لئے یا اچھی نیت سے اِستعمال کرنے سے چیز حلال نہیں ہوسکتی۔

فلم اور تبلیغِ دِین

سوال:... جمعرات ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں جناب کوثر نیازی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''فلم اور ٹی وی کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہونی چاہئے، اور فلم اور ٹی وی ایسا زبردست میڈیا ہے کہ ہر گھر میں موجود ہے، اور اس کا ہر چھوٹے بڑے کو چسکا ہے۔'' آگے کوثر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اب وہ زمانہ نہیں کہ فلم کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحثیں کی جائیں، ہم پسند کریں یا ناپسند، دُنیا بھر میں اسے بطور تفریح اپنا لیا گیا ہے'' تو کیا واقعی ان ذرائع کو اِسلام کی عظمت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ''جب حلال و حرام کے اِجارہ دار حلقے خود اس عصری رُجحان کے سامنے بے بس ہوں تو کیا مناسب نہ ہوگا کہ مسلمان ملک اِنتہاپسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر صنعتِ فلم سازی کے لئے اِصلاحی اور اِنقلابی اندازِ فکر اِختیار کریں؟''

جواب:... آپ کے سوال میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:

اوّل:... جناب کوثر صاحب نے حلال و حرام کے ''اِجارہ دار حلقوں'' کے لفظ سے جو طنز کیا ہے، اگر ان کی مراد علمائے کرام سے ہے تو قابلِ افسوس جہلِ مرکب ہے، اس لئے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ و رسول کا کام ہے، علمائے کرام کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ اللہ و رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو محض اپنی خواہشِ نفس یا لوگوں کی غلط خواہشات کی وجہ سے حلال کہنے سے معذور ہیں۔ اگر کوثر صاحب اسی کو ''اِجارہ داری'' سے تعبیر کرتے ہیں کہ حضراتِ علمائے کرام، کفر و نفاق کو اسلام کیوں نہیں کہتے؟ حرام کو حلال کیوں نہیں کردیتے؟ منکرات و خواہشات کو نیکی و پارسائی کیوں نہیں بتاتے؟ اور ہر وہ ادائے کج جو معاشرے میں رِواج پذیر ہوجائے، اس کو عین صراطِ مستقیم کیوں نہیں کہتے...؟ تو میں جناب کوثر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ اجارہ داری بہت مبارک ہے، اور اُمید ہے کہ قیامت کے دن ان کے ان الفاظ کو شہادت کے طور پر بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاسکے۔ اور ان سے بھی توقع رکھوں گا کہ وہ اَحکم الحاکمین کی عدالت میں یہ گواہی ضرور دیں... اگر وہ قیامت پر اِیمان رکھتے ہیں... کہ: ''یا اللہ! تیرے ان بندوں نے حلال و حرام کی اِجارہ داری قائم کر رکھی تھی، آپ نے اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا، ہم نے زمانے کے حالات کا واسطہ دے کر ان سے بار بار اپیل کی کہ اب ان چیزوں کو حلال کردیا جائے، مگر ان بندگانِ خدا نے کسی کی ایک نہ مانی، ان کی ایک ہی رَٹ رہی کہ جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام قرار دے دیا ہے، وہ ہمیشہ کے لئے حرام رہے گی، قیامت تک کوئی شخص خدا اور رسول کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال نہیں کرسکتا۔'' جب کوثر صاحب بارگاہِ اِلٰہی میں یہ شہادت دیں گے تو ہم دیکھیں گے کہ اَحکم الحاکمین کا فیصلہ کس

کے حق میں ہوتا ہے؟ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی!

دوم:...کوثر صاحب کا یہ ارشاد کہ: ''اب وہ زمانہ نہیں کہ فلاں چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحثیں کی جائیں'' یہ قصہ پڑھ کر کم از کم میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، کیا کسی ایسے شخص سے جس کے دِل میں رائی کے دسویں حصے کے برابر بھی اِیمان ہو، یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ کسی چیز کے شرعاً حلال یا حرام اور جائز یا ناجائز ہونے کی بحث ہی کو بے کار کہنے لگے...؟ العیاذ باللہ! اَستغفر اللہ!

اور کوثر صاحب کی یہ دلیل بھی عجیب ہے کہ: ''ہم پسند کریں یا ناپسند، دُنیا بھر میں اسے بطور تفریح اپنالیا گیا ہے'' کیا جو چیز اِنسانیت و شرافت اور آئین و شرع کے علی الرغم، فساق و فجار کے عام حلقوں میں اپنالی جائے وہ جائز اور حلال ہوجاتی ہے؟ اور اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحث کرنا لغو اور بے کار ہوجاتا ہے؟ آج ساری دُنیا میں قانون شکنی کا رُجحان بڑھتا جارہا ہے، کوثر صاحب کو چاہئے کہ دُنیا بھر کی حکومتوں کو مشورہ دیں کہ یہ آئین و قانون کی پابندیاں لغو ہیں، ہر جگہ بس جنگل کا قانون ہونا چاہئے کہ جس کے جی میں جو آئے کرے، اور جدھر جس کا منہ اُٹھے ادھر چل نکلے، مہذب حکومتوں کو ایسا مشورہ دیا جائے، تو یقین ہے کہ مشورہ دینے والے کی جگہ دِماغی شفاخانہ ہوگی۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک پڑھا لکھا شخص، جو مسلمان کہلاتا ہے، خدا اور رسول کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ: ''جناب! یہ بیسویں صدی ہے، اس زمانے میں آپ کے حلال و حرام کو کوئی نہیں پوچھتا، اس لئے ہمیں اس سے معاف رکھئے۔'' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ!

سوم:...فلم اور تصویر کو خدا اور رسول نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔[1] کوثر صاحب کا یہ مشورہ کہ اس حرام اور ملعون چیز کو عظمتِ اسلام کے لئے استعمال کرنا چاہئے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی شخص یہ مشورہ دے کہ چونکہ اس زمانے میں سود سے چھٹکارا ممکن نہیں، اس لئے اس کے حلال یا حرام ہونے کی بحث تو بے کار ہے، ہونا یہ چاہئے کہ تمام اسلامی ممالک سود کی نجاست سے مسجدیں تعمیر کیا کریں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر وہ کونسا اِسلام ہوگا جس کی عظمت ایک حرام اور ملعون چیز کے ذریعہ دوبالا کی جائے گی؟ جب حلال و حرام کی بحثوں کو ہی بالائے طاق رکھ دیا جائے تو اِسلام باقی ہی کہاں رہا، جس کی تبلیغ و اِشاعت اور عظمت و سربلندی مطلوب ہے...؟ کوثر صاحب شاید یہ نہیں جانتے کہ اِسلام اپنی اشاعت و سربلندی کے لئے ان شیطانی آلات کا منّت کش نہیں ہے، اور ان شیطانی آلات سے جو چیز فروغ پائے گی وہ اِسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اِسلام نہیں ہوگا، بلکہ کوثر صاحب اور ان کے ہم نواؤں کا خودساختہ اِسلام ہوگا، جس میں نہ کفر و اِیمان کا اِمتیاز ہو، نہ حلال و حرام کی تمیز ہو، نہ جائز و ناجائز کا سوال ہو، نہ مرد و زَن کے حدود ہوں، نہ نیکی و بدی کا تصوّر ہو، نہ اِخلاص و نفاق کے درمیان کوئی خطِ اِمتیاز ہو، ایسے نام نہاد اِسلام میں سب کچھ ہوگا، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِسلام نہیں ہوگا۔

چہارم:...کوثر صاحب اسلامی ممالک کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اِنتہاپسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر فلم سازی کی صنعت

---

(۱) عن عبدالله قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند الله المصورون۔ (صحيح بخاری ج:۲ ص:۸۸۵، ردالمحتار ج:۱ ص:۶۴۸)۔

میں اِصلاحی و اِنقلابی تبدیلیاں کریں۔

جہاں تک فلم میں اِصلاحی و اِنقلابی تبدیلیوں کا تعلق ہے، میں بتا چکا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تصویر نجس العین اور ملعون ہے، اور اِمام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ اور موٴرّخِ اِسلام علامہ سیّد سلیمان ندویؒ ایسی نابغہ شخصیتوں کو بھی جو کسی زمانے میں بڑے شدّ و مدّ سے تصویر کے جواز کے قائل تھے، یہ اِعتراف کرنا پڑا تھا کہ موجودہ دور کی عکسی تصویر بھی فرمودۂ نبوی کے مطابق حرام اور ملعون ہے۔ پس جو چیز بذاتِ خود نجس ہو، اس کو کس طرح پاک کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ اس کی ماہیت بدستور باقی ہو۔ کیا پیشاب کو کسی لیبارٹری میں صاف کرلیا جائے تو وہ پاک ہوجائے گا...؟

فلموں میں کیسی بھی تبدیلیاں کرلی جائیں، ان کی ماہیت نہیں بدل سکتی، ہاں! آپ یہ کرسکتے ہیں کہ اس کے فحش اجزا کو حذف کردیں، اس میں سے نسوانی کردار چھانٹ دیں، اس کے باوجود فلم، فلم ہی رہے گی، اس کی ماہیت ہی سرے سے حرام اور ملعون ہے، تو کوئی سا اِصلاحی و اِنقلابی اقدام بھی اس کو حرمت و ملعونیت سے نہیں بچاسکتا، ہاں! اس کا ایک نقصان ضرور ہوگا کہ اب تو عام سے عام مسلمان بھی فلم کو گناہ سمجھتا ہے، کوثر صاحب کے فتویٰ کے بعد بہت سے ناواقف لوگ اس کو گناہ بھی نہیں سمجھیں گے، یوں فسق سے کفر کی حد تک پہنچ جائیں گے۔

اور اگر کوثر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ حج و غزوات وغیرہ اِسلامی شعائر کو فلمایا جائے، تو یہ اس سے بھی بدترین چیز ہے، اس لئے کہ اِسلامی شعائر کو تفریح اور لہو و لعب کا موضوع بنانا شعائر اللہ کی بے حرمتی اور توہین ہے، اگرچہ ایسا کرنے والوں کا یہ مقصد نہ ہو، اور اگرچہ وہ اس دقیقے کو سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔

اور اس سے بھی بدتر یہ کہ ایسی فلموں کو ناواقف لوگ کارِ ثواب سمجھا کریں گے... جیسا کہ فلمِ حج کو بہت سے لوگ بڑی عقیدت سے ثواب اور عبادت سمجھ کر دیکھتے ہیں... اس کا سنگین جرم ہونا بالکل واضح ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کا کام اور خدا تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب قرار دیا تھا، یہ لوگ ٹھیک اس چیز کو عبادت اور رضائے الٰہی کا موجب سمجھتے ہیں، یہ خدا اور سول کا صریح مقابلہ ہے، اور خدا تعالیٰ کی شریعت کے متوازی ایک نئی شریعت تصنیف کرنا کس قدر سنگین جرم ہے؟ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ فلمی صنعت میں کوئی ایسا اِصلاحی و اِنقلابی اقدام ممکن نہیں جو اس صنعت کو خدا کی لعنت سے نکال سکے۔

جہاں تک اِنتہاپسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُترنے کے مشورے کا تعلق ہے، میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ حلال و حرام کا اِختیار اُمت کے کسی فرد کو نہیں دیا گیا، اور خدا کے حرام کئے ہوئے فعل کو حرام کہنا اِنتہاپسندی نہیں، بلکہ عین اِیمان ہے، اگر اس کو ''سنگھاسن'' کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح ہے، تو یہ اِیمان کا سنگھاسن ہے، اور اِیمان کے سنگھاسن سے نیچے اُترنے کا مشورہ کوئی مسلمان نہیں دے سکتا۔ اور جو شخص نیچے اُترنے کا اِرادہ کرے، وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ کوثر صاحب کو اگر اِسلام و اِیمان مطلوب ہے، تو میں ان کو مخلصانہ مشورہ دُوں گا کہ وہ خود مغرب پرستی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر اپنے اِیمان کی حفاظت کی فکر کریں اور اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کریں۔

فلمی دُنیا سے معاشرتی بگاڑ

سوال:... محترم مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

برائے نوازش مندرجہ سوالات پر اپنا فتویٰ صادر فرمائیں:

پاکستان میں سینماؤں اور ٹیلیویژن پر جو فلمیں دکھائی جاتی ہیں، ان میں جو ایکٹر، ایکٹرس، رقاصائیں، گویے اور موسیقی کے ساز بجانے والے کام کرتے ہیں۔ یہ ایکٹر، ایکٹرس اور رقاصائیں کسی زمانے کے کنجروں اور میراثیوں سے بھی زیادہ بے حیائی اور بے شرمی کے کردار پیش کرنے میں سبقت لے گئے ہیں۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں، بوس و کنار کرتے ہیں، نیم برہنہ پوشاک پہن کر اداکاری کرتے ہیں، اور فلموں میں فرضی شادیاں بھی کرتے ہیں، کبھی وہی ایکٹرس ان کی ماں کا، کبھی بہن کا، اور کبھی بیوی کا کردار ادا کرتی ہے، یہ لوگ اس معاش سے دولت کما کر حج کرنے بھی جاتے ہیں، اور بعض ان میں میلاد اور قرآن خوانی بھی کراتے ہیں، ظاہر ہے کہ مولوی صاحبان کو بھی مدعو کرتے ہوں گے، ان لوگوں کے ذمہ حکومت کی طرف سے انکم ٹیکس کے لاکھوں ہزاروں روپے واجب الادا بھی ہیں، یہ لوگ حج سے آنے کے بعد بھی وہی کردار پھر اپناتے ہیں۔

سوال ۱:... یہ ایکٹر، ایکٹرس، رقاصائیں، گویے اور طبلے سارنگیاں بجانے والے وغیرہ جو اس معاش سے دولت کماتے ہیں، کیا ایسی کمائی سے حج اور زکوٰۃ کا فریضہ ادا ہوتا ہے؟ کیا میلاد اور قرآن خوانی کی محفل میں ان معاش کے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا، کھانا پینا وغیرہ شریعت اسلامی کی رو سے جائز ہے؟

سوال ۲:... کیونکہ ان لوگوں کے کردار بے شرمی، بے حیائی کے برملا مناظر فلموں اور ٹیلیویژن پر عام طور پر پیش ہوتے ہیں، کیا شریعت اسلامی کی رو سے ان کے جنازے پڑھانے اور ان میں شمولیت جائز ہے؟

سوال ۳:... کیا علمائے کرام پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ حکومت کو مجبور کریں کہ ایسی فلمیں سینماؤں اور ٹیلیویژن پر ایسے لچر اور بے حیائی کے کردار دکھانے بند کئے جائیں؟ اور کیا خواتین کا فلموں میں کام کرنا جائز ہے؟

والسلام

خیر اندیش خاکسار

محمد یوسف-انگلینڈ

جواب:... فلمی دُنیا کے جن کارناموں کا خط میں ذکر کیا گیا ہے، ان کا ناجائز و حرام اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہونا کسی تشریح و وضاحت کا محتاج نہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے صحیح فہم اور انسانی حس عطا فرمائی ہو، وہ جانتا ہے کہ ان چیزوں کا رواج انسانیت کے زوال و انحطاط کی علامت ہے، بلکہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کا یہ آخری نقطہ ہے، جس کے بعد خالص ''حیوانیت'' کا درجہ باقی رہ جاتا ہے:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ اُمم کیا ہے؟
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

(علامہ اقبالؒ)

جب اس پر غور کیا جائے کہ یہ چیزیں مسلمان معاشرے میں کیسے دَر آئیں؟ اور ان کا رواج کیسے ہوا؟ تو عقل چکرا جاتی ہے۔ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی پاک اور مقدس زندگیاں ہیں اور وہ رشکِ ملائکہ معاشرہ ہے جو اسلام نے تشکیل دیا تھا۔ دُوسری طرف سینماؤں، ریڈیو اور ٹیلیویژن وغیرہ کی بدولت ہمارا آج کا مسلمان معاشرہ ہے۔ دونوں کے تقابلی مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے آج کے معاشرے کو اسلامی معاشرے سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہم نے اپنے معاشرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک اَدا اور ایک ایک سنت کو کھرچ کھرچ کر صاف کردیا ہے، اور اس کی جگہ شیطان کی تعلیم کردہ لادینی حرکات کو ایک ایک کرکے رائج کرلیا ہے، (الحمدللہ! اب بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر بڑی پامردی و مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں، مگر یہاں گفتگو افراد کی نہیں، بلکہ عمومی معاشرے کی ہو رہی ہے)۔ شیطان نے مسلم معاشرے کا حلیہ بگاڑنے کے لئے نہ جانے کیا کیا کرتب ایجاد کئے ہوں گے، لیکن شاید راگ رنگ، یہ ریڈیائی نغمے، یہ ٹیلیویژن اور وی سی آر، شیطانی آلات میں سرِفہرست ہیں، جن کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کو گمراہ اور ملعون قوموں کے نقشِ قدم پر چلنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہمارا ''مہذب معاشرہ'' ان فلموں کو ''تفریح'' کا نام دیتا ہے، کاش! وہ جانتا کہ یہ ''تفریح'' کن ہولناک نتائج کو جنم دیتی ہے...؟ مسلمان اس ''تفریح'' میں مشغول ہوکر خود اپنی اسلامیت کا کس قدر مذاق اُڑا رہے ہیں اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو کیسے کھلونا بنا رہے ہیں۔

اس فلمی صنعت سے جو لوگ وابستہ ہیں، وہ سب یکساں نہیں، ان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا ضمیر اس کام پر انہیں ملامت کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے ہیں اور انہیں احساس ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ اس گنہگار زندگی پر نادم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دِل میں ایمان کی رمق اور انسانیت کی حس ابھی باقی ہے، گو اپنے ضعفِ ایمان کی بنا پر وہ اس گناہ کو چھوڑ نہیں پاتے اور اس آلودہ زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی ہمت نہیں کرتے، تاہم غنیمت ہے کہ وہ اپنی حالت کو اچھی نہیں سمجھتے، بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا ضمیر ان کھلے گناہوں کو ''گناہ'' تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے، وہ اسے لائقِ فخر آرٹ اور فن سمجھ کر اس پر ناز کرتے ہیں، اور بزعمِ خود اسے انسانیت کی خدمت تصوّر کرتے ہیں، ان لوگوں کی حالت پہلے فریق سے زیادہ لائقِ رحم ہے، کیونکہ گناہ کو ہنر اور کمال سمجھ لینا بہت ہی خطرناک حالت ہے۔ اس کی مثال ایسے سمجھئے کہ ایک مریض تو وہ ہے جسے یہ احساس ہے کہ وہ مریض ہے، وہ اگرچہ بدپرہیز ہے اور اس کی بدپرہیزی اس کے مرض کو لاعلاج بناسکتی ہے، تاہم جب تک اس کو مرض کا احساس ہے، توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے علاج کی طرف توجہ کرے گا۔ اس کے برعکس دُوسرا مریض وہ ہے جو کسی ذہنی و دماغی مرض میں مبتلا ہے، وہ اپنے جنون کو عین صحت سمجھ رہا ہے، اور جو لوگ نہایت شفقت و محبت سے اسے علاج معالجے کی طرف توجہ دِلاتے ہیں وہ ان کو ''پاگل'' تصوّر کرتا ہے۔ یہ شخص جو اپنی بیماری

کو عین صحت تصوّر کرتا ہے اور اپنے سوا دُنیا بھر کے عقلاء کو اَحمق اور دیوانہ سمجھتا ہے، اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ یہ اس خوش فہمی کے مرض سے کبھی شفایاب نہیں ہوگا۔

جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں، ان کے زرق برق لباس، ان کی عیش و عشرت، اور ان کے بلند ترین معیارِ زندگی میں حقیقت ناشناس لوگوں کے لئے بڑی کشش ہے۔ ہمارے نوجوان ان کی طرف حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان جیسا بن جانے کی تمنائیں رکھتے ہیں۔ لباس کی تراش خراش میں ان کی تقلید و نقالی کرتے ہیں۔ لیکن کاش! کوئی ان کے نہاں خانۂ دِل میں جھانک کر دیکھتا کہ وہ کس قدر ویران اور اُجڑا ہوا ہے، انہیں سب کچھ میسر ہے مگر سکونِ قلب کی دولت میسر نہیں، یہ لوگ دِل کا سکون واطمینان ڈھونڈھنے کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں، لیکن جس کنجی سے دِل کے تالے کھلتے ہیں وہ ان کے ہاتھ سے گم ہے، ایک ظاہر بین ان کے نعرہ: ''بابر بہ عیش کوش! کہ عالم دوبارہ نیست'' کو لائقِ رشک سمجھتا ہے، مگر ایک حقیقت شناس ان کے دِل کی ویرانی و بے اطمینانی کو دیکھ کر دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سزا کسی دُشمن کو بھی نہ دے۔ جس جرم کی، دُنیا میں یہ سزا ہو، سوچنا چاہئے کہ اس کی سزا مرنے کے بعد کیا ہوگی...؟

ابھی کچھ عرصہ پہلے فلموں کی نمائش سینما ہالوں یا مخصوص جگہوں میں ہوتی تھی، لیکن ٹیلیویژن اور وی سی آر نے اس جنسِ گناہ کو اس قدر عام کر دیا ہے کہ مسلمانوں کا گھر گھر ''سینما ہال'' میں تبدیل ہو چکا ہے۔ بڑے شہروں میں کوئی خوش قسمت گھر ہی ایسا ہوگا جو اس لعنت سے محفوظ ہو۔ بچوں کی فطرت کھیل تماشوں اور اس قسم کے مناظر کی طرف طبعاً راغب ہے، اور ہمارے ''مہذب شہری'' یہ سمجھ کر ٹیلیویژن گھر میں لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر یہ چیز اپنے گھر میں نہ ہوئی تو بچے ہمسایوں کے گھر جائیں گے۔ اس طرح ٹیلیویژن رکھنا فخر و مباہات کا گویا ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے۔ اِدھر ''ٹیلیویژن'' کے سوداگروں نے اَز راہِ عنایت قسطوں پر ٹیلیویژن مہیا کرنے کی تدبیر نکالی، جس سے متوسط بلکہ پسماندہ گھرانوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوئی اور حکومت نے لوگوں کے اس رُجحان کا ''احترام'' کرتے ہوئے نہ صرف ٹیلیویژن درآمد کرنے کی اجازت دے رکھی ہے بلکہ جگہ جگہ ٹیلیویژن اسٹیشن قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ گویا حکومت اور معاشرے کے تمام عوامل اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں، مگر اس کی حوصلہ شکنی کرنے والا کوئی نہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج ریڈیو اور ٹیلیویژن کے گانوں کی آوازوں سے خانۂ خدا بھی محفوظ نہیں، عام بسوں اور گاڑیوں میں ریکارڈنگ قانوناً ممنوع ہے، مگر قانون کے محافظوں کے سامنے بسوں، گاڑیوں میں ریکارڈنگ ہوتی ہے۔

فلموں کی اس بہتات نے ہماری نوخیز نسل کا کباڑا کر دیا ہے، نوجوانوں کا دین و اخلاق اور ان کی صحت و توانائی اس تفریح کے دیوتا کے بھینٹ چڑھ رہی ہے۔ بہت سے بچے قبل اَز وقت جوان ہو جاتے ہیں، ان کے ناپختہ شہوانی جذبات کو تحریک ہوتی ہے جنھیں وہ غیر فطری راستوں اور ناروا طریقوں سے پورا کر کے بے شمار جنسی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں، ناپختہ ذہنی اور شرم کی وجہ سے وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو بھی نہیں بتا سکتے، ان کے والدین ان کو ''معصوم بچہ'' سمجھ کر ان کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ پھر عورتوں کی بے حجابی، آرائش و زیبائش اور مصنوعی حسن کی نمائش ''جلتی پر تیل'' کا کام دیتی ہے۔ پھر مخلوط تعلیم اور لڑکوں اور لڑکیوں کے بے روک ٹوک اختلاط نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔ راقم الحروف کو نوجوانوں کے روزمرّہ بیسیوں خطوط موصول ہوتے ہیں، ان

سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ نوجوانوں کے لئے آہستہ آہستہ جہنم کدے میں تبدیل ہو رہا ہے۔ آج کوئی خوش بخت نوجوان ہی ہوگا، جس کی صحت دُرست ہو، جس کی نشوونما معمول کے مطابق ہو، اور جو ذہنی انتشار اور جنسی انارکی کا شکار نہ ہو۔ انصاف کیجئے کہ ایسی پود سے ذہنی بالیدگی اور اُولوالعزمی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے، جس کے نوّے فیصد افراد جنسی گرداب میں پھنسے ہوئے ناخدایانِ قوم کو یہ کہہ کر پکار رہے ہیں:

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش!

جو شخص بھی اس صورتِ حال پر سلامتیٔ فکر کے ساتھ ٹھنڈے دِل سے غور کرے گا وہ اس فلمی صنعت اور ٹیلیویژن کی لعنت کو ''نئی نسل کا قاتل'' کا خطاب دینے میں حق بجانب ہوگا۔

یہ تو ہے وہ ہولناک صورتِ حال، جس سے ہمارا پورا معاشرہ بالخصوص نوخیز طبقہ دوچار ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورتِ حال کی اصلاح ضروری نہیں؟ کیا نوخیز نسل کو اس طوفانِ بلاخیز سے نجات دِلانا ہمارا دینی و مذہبی اور قومی فرض نہیں؟ اور یہ کہ بچوں کے والدین پر، معاشرے کے بااثر افراد پر اور قومی ناخداؤں پر اس ضمن میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں...؟

میرا خیال ہے کہ بہت سے حضرات کو تو اس عظیم قومی المیہ اور معاشرتی بگاڑ کا احساس ہی نہیں، اس طبقے کے نزدیک لذّتِ نفس کے مقابلے میں کوئی نعمت، نعمت نہیں، نہ کوئی نقصان، نقصان ہے، خواہ وہ کتنا ہی سنگین ہو۔ ان کے خیال میں چشم و گوش اور کام و دہن کے نفسانی تقاضے پورے ہونے چاہئیں، پھر ''سب اچھا'' ہے۔

بعض حضرات کو اس پستی اور بگاڑ کا احساس ہے، لیکن عزم و ہمت کی کمزوری کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ اس کا کچھ علاج نہیں کرسکتے، بلکہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے بے رحم تھپیڑوں کے سپرد کردینے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ ''صاحب! کیا کیجئے زمانے کے ساتھ چلنا پڑتا ہے'' کا جو فقرہ اکثر زبانوں سے سننے میں آتا ہے وہ اسی ضعفِ ایمان اور عزم و ہمت کی کمزوری کی چغلی کھاتا ہے۔ ان کے خیال میں گندگی میں ملوّث ہونا تو بہت بُری بات ہے، لیکن اگر معاشرے میں اس کا عام رواج ہوجائے اور گندگی کھانے کو معیارِ شرافت سمجھا جانے لگے تو اپنے آپ کو اہلِ زمانہ کی نظر میں ''شریف'' ثابت کرنے کے لئے خود بھی اسی شغل میں لگنا ضروری ہے۔

بعض حضرات اپنی حد تک اس سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن وہ اس معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں، نہ اس کے خلاف لب کشائی کی ضرورت سمجھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ یہ مرض لاعلاج ہے، اور اس کی اصلاح میں لگنا بے سود ہے۔ ان پر مایوسی کی ایسی کیفیت طاری ہے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے؟

بعض حضرات اس کی اصلاح کے لئے آواز اُٹھاتے ہیں، مگر ان کی اصلاحی کوششیں صدا بہ صحرا یا نقار خانے میں طوطی کی آواز کی حیثیت رکھتی ہے۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگرچہ پانی ناک سے اُونچا بہنے لگا ہے، اگرچہ پورا معاشرہ سیلابِ مصیبت کی لپیٹ میں آچکا ہے، اگرچہ فساد اور بگاڑ مایوسی کی حد تک پہنچ چکا ہے، لیکن ابھی تک ہمارے معاشرے کی اصلاح ناممکن نہیں، کیونکہ اکثریت اس کا

احساس رکھتی ہے کہ اس صورتِ حال کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اس لئے اُوپر سے نیچے تک تمام اہلِ فکر اس کی طرف متوجہ ہوجائیں تو ہم اپنی نوجوان نسل کی بڑی اکثریت کو اس طوفان سے بچانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر کچھ انقلابی اقدامات کرنے ہوں گے، جن کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱:... تمام مسلمان والدین کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ وہ اپنے گھروں میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے فلمی نغمے سناکر اور فلمی مناظر دِکھاکر نہ صرف دُنیا و آخرت کی لعنت خرید رہے ہیں، بلکہ خود اپنے ہاتھوں اپنی اولاد کا مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں، اگر انہیں قبر و حشر میں حساب کتاب پر ایمان ہے، اگر انہیں اپنی اولاد سے ہمدردی ہے تو خدارا! اس سامانِ لعنت کو اپنے گھروں سے نکال دیں۔ ورنہ وہ خود تو مرکر قبر میں چلے جائیں گے، لیکن ان کے مرنے کے بعد بھی اس گناہ کا وبال ان کی قبروں میں پہنچتا رہے گا۔

۲:... معاشرے کے تمام بااثر اور دردمند حضرات اس کے خلاف جہاد کریں، محلے محلے اور قریہ قریہ میں بااثر افراد کی کمیٹیاں بنائی جائیں، وہ اپنے محلے اور اپنی بستی کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے مؤثر تدابیر سوچیں، اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ نیز حکومت سے پُرزور مطالبہ کریں کہ ہماری نوجوان نسل پر رحم کیا جائے اور نوجوان نسل کے ''خفیہ قاتل'' کے ان اڈّوں کو بند کیا جائے۔

۳:... سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ یہ اُصول طے شدہ ہے کہ حکومت کے اقدام سے اگر کسی نیکی کو رواج ہوگا تو تمام نیکی کرنے والوں کے برابر ارکانِ حکومت کو بھی اَجر و ثواب ہوگا۔ اور اگر حکومت کے اقدام یا سرپرستی سے کوئی بُرائی رواج پکڑے گی تو اس بُرائی کا ارتکاب کرنے والوں کے برابر ارکانِ حکومت کو گناہ بھی ہوگا۔ اگر ریڈیو کے نغمے، ٹیلیویژن کی فلمیں اور راگ رنگ کی محفلیں کوئی ثواب کا کام ہے تو میں ارکانِ حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جتنے لوگ یہ ''نیکی اور ثواب کا کام'' کر رہے ہیں ان سب کے ''اَجر و ثواب'' میں حکومت برابر کی شریک ہے۔ اور اگر یہ بُرائی اور لعنت ہے تو اس میں بھی حکومت کے ارکان کا برابر کا حصہ ہے۔ سینماہال حکومت کے لائسنس ہی سے کھلتے ہیں، اور ریڈیو اور ٹی وی حکومت کی اجازت ہی سے درآمد ہوتے ہیں، اور حکومت ہی کی سرپرستی میں یہ ادارے چلتے ہیں، جو اپنے نتائج کے اعتبار سے انسانیت کے سفاک اور قاتل ہیں۔ میں اپنے نیک دِل اور اسلام کے علمبردار حکمرانوں سے بصد ادب و احترام اِلتجا کروں گا کہ خدا کے لئے قوم کو ان لعنتوں سے نجات دِلائیے، ورنہ: ''تیرے رَبّ کی پکڑ بڑی سخت ہے...!'' خصوصاً جبکہ ملک میں اسلامی نظام کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا ہے، ضروری ہے کہ معاشرے کو ان غلاظتوں سے پاک کرنے کا اہتمام کیا جائے، ورنہ جو معاشرہ ان لعنتوں میں گلے گلے ڈُوبا ہوا ہو اس میں اسلامی نظام کا پنپنا ممکن نہیں۔

۴:... حضراتِ علمائے اُمت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے خطبات و مواعظ میں اس بلائے بے درماں کی قباحتوں پر روشنی ڈالیں، اور تمام مساجد سے اس مضمون کی قراردادیں حکومت کو بھیجی جائیں کہ پاکستان کو فلمی لعنت سے پاک کیا جائے۔

الغرض! اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے ان تمام لوگوں کو اُٹھ کھڑے ہونا چاہئے جو پاکستان کو قہرِ الٰہی سے بچانا چاہتے ہیں۔

کہا جاسکتا ہے کہ ہزاروں افراد کا روزگار فلمی صنعت اور ٹیلیویژن سے وابستہ ہے، اگر اس کو بند کیا جائے تو یہ ہزاروں انسان بے روزگار نہیں ہوجائیں گے؟ افراد کی بے روزگاری کا مسئلہ بلاشبہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، لیکن سب سے پہلے تو دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا چند انسانوں کو روزگار مہیا کرنے کے بہانے سے پوری قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلا جاسکتا ہے؟ اُصول یہ ہے کہ اگر کسی فرد کا کاروبار ملت کے اجتماعی مفاد کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کاروبار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا پیشہ بند کرنے سے بھی بعض لوگوں کا ''روزگار'' متأثر ہوتا ہے، تو کیا ہمیں چوری اور ڈکیتی کی اجازت دے دینی چاہئے؟ اسمگلنگ بھی ہزاروں افراد کا پیشہ ہے، کیا قوم و ملت اس کو برداشت کرے گی؟ شراب کی صنعت اور خرید و فروخت اور منشیات کے کاروبار سے بھی ہزاروں افراد کا روزگار وابستہ ہے، کیا ان کی بھی کھلی چھٹی ہونی چاہئے...؟ ان سوالوں کے جواب میں تمام عقلاء بیک زبان یہی کہیں گے کہ جو لوگ اپنے روزگار کے لئے پورے معاشرے کو داؤ پر لگاتے ہیں ان کو کسی دُوسرے جائز کاروبار کا مشورہ دیا جائے گا، لیکن معاشرے سے کھیلنے کی اجازت ان کو نہیں دی جائے گی۔ ٹھیک اسی اُصول کا اطلاق فلمی صنعت پر بھی ہوتا ہے، اگر اس کو معاشرے کے لئے مضر ہی نہیں سمجھا جاتا تو یہ بصیرت و فراست کی کمزوری ہے، اور اگر اس کو معاشرے کے لئے، خصوصاً نوجوان اور نوخیز نسل کے لئے مضر سمجھا جاتا ہے تو اس ضررِ عام کے باوجود اسے برداشت کرنا حکمت و دانائی کے خلاف ہے۔

جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کے لئے کوئی دُوسرا روزگار مہیا کیا جاسکتا ہے، مثلاً: سینما ہالوں کو تجارتی مراکز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو نظر آئے گا کہ یہ فلمی کھیل تماشے قوم کے اخلاقی ڈھانچے ہی کے لئے تباہ کن نہیں، بلکہ اقتصادی نقطۂ نظر سے بھی ملک کے لئے مہلک ہیں۔ جو افرادی و مادّی قوت ان لایعنی اور بے لذّت گناہوں پر خرچ ہو رہی ہے وہ اگر ملک کی زرعی، صنعتی، تجارتی اور سائنسی ترقی پر خرچ ہونے لگے تو ملک ان مفید شعبوں میں مزید ترقی کرسکتا ہے، اس کا مفاد متعلقہ افراد کے علاوہ پوری قوم کو پہنچے گا۔

الغرض! جو حضرات فلمی لائن سے وابستہ ہیں ان کی صلاحیتوں کو کسی ایسے روزگار میں کھپایا جاسکتا ہے جو دینی، معاشرتی اور قومی وجود کے لئے مفید ہو۔

تصویر

تصاویر ایک معاشرتی ناسور اور قومی اصلاح کا نو۹ نکاتی انقلابی پروگرام

سوال:... تصاویر کی حرمت کے سلسلے میں صحیح احادیث آج کے دور میں کیسے منطبق ہوسکتی ہیں؟ فرامینِ نبویہ پر عمل کیوں متروک یا منسوخ ہوکر رہ گیا ہے؟ کیا یہ غلط ہے کہ تصویر زنانہ یا مردانہ شناختی کارڈ پر ہو یا پاسپورٹ وغیرہ پر، سب شرعاً حرام ہے، لیکن بین الاقوامی قوانین کی رُو سے فتنۂ تصویر سے بچنا مشکل ہوگیا ہے۔ ضرورت کے وقت یا ہنگامی، اضطراری صورت میں یہ لقمۂ حرام نگلنا ہی پڑتا ہے۔ صنعتی اداروں، اسکول، کالج اور دِینی اداروں کے طلباء کے لئے بہرحال تصویر بنوانی اور شناختی کارڈ وغیرہ کی اہمیت وضرورت بڑھ رہی ہے، مصوّروں اور فوٹوگرافروں کی بھیڑ، رنگین عکاسی کے شاہکار، خصوصاً نوجوان، خوبصورت لڑکیوں اور کارکن خواتین کی تصاویر روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ فلمی صنعت کے مراکز سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو بلیو پرنٹ وغیرہ خرافات کی بھرمار الگ ہے، گویا کہ پاک نظریاتی قوم کو مکمل طور پر ناپاک بنانے کی منصوبہ بندی تدریجاً کارفرما ہے، لاحول ولاقوۃ۔ بیرونِ ملک سیاحت، تفریح، ملازمت، تجارت یا مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت کے لئے تصویر بنوائے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ اب تو شرفاء کی بہو بیٹیوں کو دُوسروں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں خصوصاً طالبات ومعلّمات کا ذوقِ نمائشِ حسن بھی مچلنے لگا ہے اور مسلمان عوام کے دِلوں سے احساسِ حرمت اور گناہ سے نفرت بھی ختم ہو رہی ہے۔ تقسیمِ ملک کے ابتدائی دور میں ملکی کرنسی اور پاکستانی سکے صرف چاند تارا کے قومی نشان سے مزین تھے، نہ جانے بعد میں آنے والے حکمرانوں کو کیا سوجھی کہ شریعتِ مطہرہ کے واضح اَحکام کو نظرانداز کرتے ہوئے ''شجرِ ممنوعہ'' کے شوق میں مبتلا ہوگئے۔ بعض علماء بھی تصاویر کی حرمت کو نظرانداز کرتے ہوئے اخبارات میں تصاویر کی اشاعت باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ کوئی چھوٹا بڑا جلسہ، تقریب یا انٹرویو پریس فوٹوگرافروں کے بغیر سجتا ہی نہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون! الحمدللہ ہمارے وزیرِاعظم کے خاندان اور کنبے کے لوگ بھی اخباری فوٹوگرافروں کی فرمائش پر تصویر بنوانے سے انکار کرچکے ہیں، لیکن عوامی سطح پر تصاویر کی حرمت پامال ہو رہی ہے، کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام اجتماعی یا انفرادی طور پر ہوسکتی ہے؟

جواب:... ایک ''فتنۂ تصویر'' سے بلا مبالغہ سیکڑوں فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور قوم کو نگل جانے کی تاک میں ہیں۔ جہاں تک بین الاقوامی قوانین کی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنانا ناگزیر ہو، وہاں تک تو ہم معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں، اور یہ توقع کی جاسکتی

ہے کہ اس پر مؤاخذہ نہ ہو۔[1] لیکن ہمارے یہاں تو تصویر کے فتنے نے وہ قیامت برپا کی ہے کہ الامان والحفیظ! ایسا لگتا ہے کہ اس کی حرمت وقباحت ہی دِلوں سے نکل گئی ہے، اور... نعوذ باللہ... اس کو تقدس واحترام کا درجہ حاصل ہے۔ کرنسی نوٹ پر قائدِاعظم کی تصویر کا آپ نے ذکر فرمایا، اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام سرکاری وقومی اداروں میں قائدِاعظم، علامہ اقبال اور دیگر اکابر کی تصاویر آویزاں کرنا گویا قومی فرض سمجھ لیا گیا ہے۔ حد یہ کہ ''شرعی عدالت'' کے جج صاحبان اور وکلاء وعلماء قرآن وسنت پر نکتہ آفرینیاں فرمارہے ہیں جبکہ جج صاحبان کے سر پر تصویر آویزاں ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ گزشتہ سالوں میں ہماری شرعی عدالت نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ تصویر حلال ہے، نعوذ باللہ من ذالک:

''قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا''

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام ہوسکتی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ بلاشبہ ہوسکتی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ہم یہ عہد کرلیں کہ ہمیں مسلمان بن کر جینا ہے، اور بارگاہِ اِلٰہی میں اپنی گناہ آلود زندگی سے توبہ کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے پہلی بار ''اسلامی نظریاتی کونسل'' تشکیل دی تھی اور اس میں حضرتِ اقدس شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نامزد کیا گیا تھا، اس وقت حضرت بنوریؒ نے جنرل صاحب کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ ''یومِ توبہ'' منایا جائے اور پوری قوم اپنے تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے، چنانچہ ''یومِ توبہ'' کا اعلان ہوا مگر کیفیت یہ تھی کہ:

سبحہ بر کف، توبہ برلب، دِل پُر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید بر اِستغفارِ ما

''یومِ توبہ'' تو منایا گیا، لیکن کسی نے ایک گناہ کے چھوڑنے کا عزم اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عہد نہیں کیا۔ معصیت کے طوفانِ بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کے لئے اِنقلابی اقدامات کی ضرورت ہے، مگر اِنقلاب آج کے معروف معنوں میں نہیں بلکہ شر سے خیر کی طرف اِنقلاب، بدی سے نیکی کی طرف اِنقلاب، معصیت سے طاعت کی طرف اِنقلاب، اور کفر ونفاق سے اِیمان واِخلاص اور اعمال کی طرف اِنقلاب، اس اِنقلاب کا مختصر سا خاکہ حسبِ ذیل ہے:

*:... سرکاری سطح پر ''یومِ توبہ'' کا اعلان کیا جائے اور پوری قوم اپنے سابقہ گناہوں سے گڑگڑاکر توبۂ نصوح کرے اور آئندہ تمام گناہوں سے باز رہنے اور فرائضِ شرعیہ کے بجالانے کا عزم اور عہد کرے۔

*:... سوائے ناگزیر مجبوری کے تصویر کشی ممنوع قرار دی جائے۔ ٹی وی، وی سی آر اور ہر قسم کی فلم پر پابندی عائد کی جائے، سینماہالوں کو تعلیم گاہوں اور ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کردیا جائے، جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ایسے شعبوں میں کھپایا جائے

---

(۱) الضرورات تبیح المحظورات۔ (الأشباہ والنظائر ج:۱ ص:۹۳ الفن الأوّل، طبع إدارۃ القرآن کراچی)۔ وفی شرح المجلۃ: الضرورات تبیح المحظورات بقدر الضرورۃ، أی أن لأشیاء الممنوعۃ تعامل کالأشیاء المباحۃ وقت الضرورۃ۔ (شرح المجلۃ ص:۲۹ المادّۃ:۲۱)۔

جو ملک وملت کے لئے مفید ہوں۔

*:... نئی نسل میں کھیل کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے، حتیٰ کہ لڑکیوں کی ہاکی ٹیمیں بین الاقوامی مقابلوں کے لئے تیار کی جارہی ہیں، جو ایک مسلمان مملکت کے لئے لائقِ شرم ہے، حالانکہ مسلمان کھلنڈرا نہیں بلکہ مجاہد ہوتا ہے، نوجوان کو کھیل میں مشغول کرنے کے بجائے ان میں شوقِ جہاد پیدا کیا جائے، اور پوری قوم کے نوجوانوں کو مجاہد فورس میں تبدیل کردیا جائے۔

*:... عورتوں کی عریانی و بے پردگی، مرد وزَن کے اختلاط اور نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے نئی نسل کو بالکل ناکارہ کردیا ہے، بلا مبالغہ نوّے فیصد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیرصحت مند ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ عورتوں کی عریانی پر پابندی لگائی جائے، جن عورتوں کے لئے ملازمت ناگزیر ہو ان کے لئے باپردہ ملازمت کا انتظام کیا جائے، اور لڑکیوں کے لئے الگ تعلیم گاہوں کا بندوبست کیا جائے۔

*:... اِنعامی بونڈ، اِنعامی قرعہ اندازی اور معمابازی کی لعنت پورے ملک پر محیط ہے، جو سود اور جوئے کی ترقی یافتہ شکل ہے، اس کا انسداد کیا جائے۔

*:... بینکاری سودی نظام ختم کرکے مضاربت کے اُصول پر کام کرنے والے سرکاری اور نجی اِدارے قائم کئے جائیں، جو پوری دیانت وامانت کے ساتھ حلال اور جائز کاروبار کریں، اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مضاربت کے اُصول پر منافع کی تقسیم کریں تاکہ وہ لوگ جو خود کاروبار نہیں کرسکتے ان کے لئے ''اَکلِ حلال'' کی صورتیں پیدا ہوسکیں۔

*:... رِشوت، ڈکیتی، چوری، گداگری اور اس نوعیت کے تمام حرام ذرائع آمدنی کا سدِ باب کیا جائے، اس کے لئے قوم کے افراد کی اخلاقی و ایمانی اصلاح کرنے کے لئے دعوت وتبلیغ کا مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ جہاں سرکاری ملازمین کے لئے دیگر شرائط رکھی گئی ہیں، وہاں ایک شرط یہ بھی رکھی جائے کہ ملازم کے لئے فرائضِ شرعیہ کی پابندی اور محرَّمات سے اجتناب لازم ہے۔

*:... تعلیم گاہوں میں ملحد، بے دِین اور بددِین اساتذہ طلبہ کے اخلاق و اعمال کو بگاڑنے اور انہیں حدودِ اِنسانیت سے آزاد کرنے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اساتذہ کے انتخاب میں اس کا بطورِ خاص اہتمام کیا جائے کہ وہ لادِین نظریات کے حامل نہ ہوں۔ ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم گاہیں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں، اور نئی نسل کے بناؤ اور بگاڑ میں سب سے مؤثر عامل تعلیم گاہیں ہیں، اس سے بچنا ممکن نہیں، لیکن کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نئی نسل کے معصوم ذہنوں کو اخلاقی قزّاقوں اور ڈاکوؤں کے حوالے کردیا گیا ہے، معلّم کے لئے صرف ''ڈگری'' کا حصول شرط ہے، دِین ودیانت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

*:... ملک میں عدالتیں مظلوموں کو اِنصاف دِلانے کے لئے قائم کی گئی ہیں، لیکن رِشوت، سفارش اور جانب داری کی وجہ سے جتنا ظلم عدالتوں میں ہو رہا ہے، وہ سب کو معلوم ہے، کسی ادنیٰ شہری کے لئے انصاف کا حصول قریب قریب ناممکن ہوکر رہ گیا ہے، اِلَّا ماشاء اللہ!

''عدل'' کے معنی ہیں صحیح قانون کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اگر ملک کا قانون غیرعادلانہ ہو، اس کے مطابق فیصلہ عدل نہیں، بلکہ

ظلم ہوگا، اور اگر قانون تو عادلانہ ہو مگر فیصلے میں کسی فریق کی رو رعایت روا رکھی تو یہ فیصلہ بھی ظلم ہوگا۔ اس اُصول کو سامنے رکھ کر انصاف کیجئے کہ ہمارے کتنے فیصد فیصلے عدل و انصاف کے مطابق ہوتے ہیں...؟

عدالتوں کو صحیح معنوں میں عدالتیں بنانے کے لئے لازم ہے کہ تمام غیراسلامی اور غیرشرعی قوانین کو بیک قلم منسوخ کردیا جائے اور عدالتوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق کریں۔ نیز لازم ہے کہ عدالت کی کرسی پر ایسے خداترس اور دیانت دار منصفوں کو بٹھایا جائے جن کو یہ احساس ہو کہ ان کو اپنے ہر فیصلے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینا ہے۔

قومی اصلاح کا یہ نونکاتی انقلابی پروگرام ہے، جس پر فوری عمل ضروری ہے، ورنہ اگر تساہل پسندی سے کام لیا گیا تو اس ملک پر جو قہرِ الٰہی کی تلوار، بموں کے دھماکوں، ڈکیتیوں، زلزلوں، طوفانوں، قحط اور مہنگائی اور باہمی انتشار و خلفشار کی شکل میں لٹک رہی ہے، اس کا انجام بہت ہی خوفناک ہوگا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے...! اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت پوری قوم کو صحیح ایمان اور عقل و فہم کی دولت سے نوازیں اور اپنے مقبول بندوں کے طفیل ہم گنہگاروں کو اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھیں۔

قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا

سوال:... آپ نے لکھا ہے کہ شریعت نے کسی بھی جاندار کے فوٹو بنانے کو حرام قرار دیا ہے، لیکن قومی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کی شرط مردوں کے لئے لازمی ہے، اسی طرح پاسپورٹ بنوانے کے لئے بھی لازمی ہے، اسی طرح ملازمت کے سلسلے میں بھی فوٹو کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آدمی مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اگر فوٹو بنواتا ہے تو اس سلسلے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ جبکہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے حکومت نے فوٹو کو لازمی قرار دیا ہے، اب چونکہ اس ملک میں الحمدللہ اسلامی طرزِ حکومت نافذ ہو رہا ہے تو کیا حکومت کو علماء نے کوئی ایسی تجویز بھی دی ہے کہ فوٹو وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے؟

جواب:... قانونی مجبوری کی وجہ سے جو فوٹو بنوائے جاتے ہیں وہ عذر کی وجہ سے لائقِ معافی ہوسکتے ہیں۔[1] آپ کا یہ خیال صحیح ہے کہ اسلامی حکومت کو فوٹو کا استعمال ممنوع قرار دینا چاہئے، غالباً حکومت نے چند ظاہری فوائد کی بنا پر فوٹو کی پخ کئی جگہ لگا رکھی ہے، لیکن اوّل تو جو چیز شرعاً ممنوع اور زبانِ نبوّت سے موجبِ لعنت قرار دی گئی ہو،[2] چند مادّی فوائد کی بنیاد پر اس کا ارتکاب کرنا کسی ''اسلامی حکومت'' کے شایانِ شان نہیں۔ دُوسرے یہ فوائد بھی محض وہمی ہیں، واقعی نہیں۔ جب یہ فوٹو کی لعنت قوم پر مسلط نہیں تھی اس وقت اتنی جعل سازیاں اور بے ایمانیاں نہیں ہوتی تھیں جتنی اب ہوتی ہیں۔

گھروں میں فوٹو لگانا یا فوٹو والے ڈبے رکھنا

سوال:... گھروں میں اپنے بزرگوں اور جانوروں کے فوٹو لگانا کیسا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ جن ڈبوں وغیرہ پر فوٹو بنا ہو

---

(۱) وفی شرح المجلة: الضرورات تبيح المحظورات بقدر الضرورة أى أن لأشياء الممنوعة تعامل كالأشياء المباحة وقت الضرورة۔ (شرح المجلة ص: ۲۹ المادّة: ۲۱، طبع حبيبيه)۔

(۲) عن أبى جحيفة ان النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغى ولعن آكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور وفى رواية المصورين۔ (بخارى ج:۲ ص: ۸۸۱، طبع نور محمد كتب خانه)۔

(اور عام طور پر بہت سی اشیاء پر فوٹو بنے ہوتے ہیں) ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... گھروں میں فوٹو چسپاں کرنا جائز نہیں، ہر جاندار کا فوٹو ممنوع ہے۔[1] جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے اسے مٹا دینا چاہئے۔[2]

مساجد میں تصاویر اُتارنا زیادہ سخت گناہ ہے

سوال:... اس سال تراویح میں ختمِ قرآن کے موقع پر ایک مسجد میں حافظ صاحب جو اسی مسجد میں پیش اِمام بھی ہیں اور مدرسہ کے مدرّس بھی ہیں، ان کے ساتھ اُنہیں کا ایک شاگرد جو نائب مدرّس کا بھی فرض انجام دے رہا ہے۔ جن بچوں نے اس سال قرآن ختم کئے تھے، بچوں کے مائیک پر تلاوت کے وقت مسجد کے اندر، منبر کے قریب ہی تصویر کھینچنی شروع کردی، منع کرنے پر نائب مدرّس نے کہا کہ: ''رِیل حافظ صاحب نے بھروائی ہے، ان کی اجازت سے تصویر لے رہا ہوں، یہ سب جگہ ہوتا ہے۔'' مختصر یہ کہ باوجود منع کرنے کے ضد پر آگیا اور کہا کہ: ''میں تصویر لوں گا!'' حافظ صاحب مائیک پر آئے تو ان کی متعدّد تصویریں کئی طرف سے کھینچی گئیں۔ دُوسرے دن حافظ صاحب لوگوں کے اعتراض پر مسجد میں قرآن لے کر قسم کھاگئے اور کہا کہ: ''نہ ہم نے رِیل بھرائی ہے، نہ اجازت دی ہے۔'' مگر نائب مدرّس سے کچھ بھی نہیں پوچھا کہ کم از کم معترض حضرات کو تسلی ہوجاتی۔ ۱-کیا حافظ صاحب کو قسم کھانا چاہئے تھی جبکہ پورے مجمع میں یہ بات ہوئی تھی؟ ۲-کیا مسجد میں تصویر کھینچنا جائز ہے؟ ۳-ایسے اِمام کی اقتدا جائز ہے جو اپنی ساکھ بچانے کے لئے قسم کھاگیا اور نائب مدرّس سے کچھ بھی نہیں پوچھا، جبکہ اس کا کہنا تھا کہ تصویر ان کی اجازت سے کھینچ رہا ہوں۔ مسجد میں کافی اختلافات بڑھ گئے ہیں۔

جواب:... تصویریں بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔[3] اگر یہ حضرات اس سے علانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو اِمامت اور تدریس سے الگ کردیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔[4]

---

(۱) عن علی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لَا تدخل الملائكة بيتًا فيه صورة ولَا كلب ولَا جنب .... وفی رواية: ولَا تمثال. (سنن ابی داؤد ج:۲ ص:۲۱۶ كتاب اللباس، طبع ایچ ایم سعید).

(۲) عن جابر أن النبی صلی الله علیه وسلم أمر عمر بن الخطاب زمن الفتح وهو بالبطحاء أن يأتی الكعبة فيمحو كل صورة فيها فلم يدخلها النبی صلی الله علیه وسلم حتّٰی محيت كل صورة فيها. (سنن ابی داؤد ج:۲ ص:۲۱۶ كتاب اللباس). أيضًا: فيمحو كل صورة أی كل تمثال علٰی صورة نبی أو ملک من الملائكة أو نحو ذالک مما كان نقشًا فی حائط أو له جرم أو غير ذالک مما فيه رُوح. (بذل المجهود ج:۵ ص:۶۹، باب فی الصور).

(۳) عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصورون. (مشكوٰة ص:۳۸۵، باب التصاوير، الفصل الأوّل، طبع قديمی).

(۴) ولو أم قومًا وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذٰلک تحريمًا ...إلخ. (در مختار، باب الإمامة ج:۱ ص:۵۵۹، طبع ایچ ایم سعید).

والد یا کسی اور کی تصویر رکھنے کا گناہ کس کو ہوگا؟

سوال:... اگر کسی گھر میں کسی کے والد، دادا یا کسی عزیز کی تصویر فریم میں لگا کر میز پر رکھی ہو تو تصویر رکھنے کا گناہ رکھنے والے کو ہوگا یا باپ، دادا جو کہ اس دُنیا سے رُخصت ہوگئے ہیں وہ بھی اس گناہ کی لپیٹ میں آئیں گے؟

جواب:... اگر باپ دادا کی زندگی میں تصویریں لگتی تھیں اور منع نہیں کرتے تھے تو اس گناہ کی لپیٹ میں وہ بھی آئیں گے، اور اگر ان کی زندگی میں یہ حرام کام نہیں ہوتا تھا، نہ انہوں نے ہونے دیا، تو ان پر کوئی گناہ نہیں، کرنے والے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔[1]

تصویر بنوانے کے لئے کسی کا عمل حجت نہیں

سوال:... دورِ حاضر میں اخبارات کا مطالعہ ناگزیر ہے، ان سب اخبارات میں تصاویر کا شائع ہونا ایک معمول بن گیا ہے۔ دُودھ کے ڈبوں، بسکٹ کے ڈبوں پر اور دوا کے پیکٹوں پر تصویر موجود ہے۔ اس کے علاوہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے فوٹو کا ہونا ضروری ہے۔ براہِ مہربانی آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ان حالات میں اپنے گھروں کو تصاویر سے کس طرح پاک کریں؟ مزید برآں بڑے بڑے علماء کی تصاویر کا سلسلہ ہمارے سامنے ہے۔

جواب:... تصویر بنانا اور بنوانا گناہ ہے،[2] لیکن اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے تو اُمید ہے مؤاخذہ نہ ہوگا۔[3] اخبارات گھر میں بند کرکے رکھے جائیں۔ باقی بزرگانِ دِین نے اوّل تو تصویریں اپنی خوشی سے بنوائی نہیں اور اگر کسی نے بنوائی ہو تو کسی کا عمل حجت نہیں، حجت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔[4]

کرنسی نوٹ پر تصویر چھپانا ناجائز ہے

سوال:... گزارش خدمت ہے کہ "جنگ" جمعہ ایڈیشن میں تصویر اُتروانے اور بنانے کے بارے میں آپ نے کافی تفصیل بیان کی، جس میں حدیث بھی بیان کی گئی ہے، مگر ایک بات پھر بھی توجہ طلب ہے کہ پاکستان میں اس وقت جو نوٹ اور سکے چل رہے ہیں ان پر بھی قائدِ اعظم کی تصویر واقع ہے، میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان نوٹوں اور سکوں کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ اگر یہ تصویروں والے نوٹ جیب میں موجود ہوں تو کیا نماز ہوجاتی ہے؟ اور اگر نماز ہوجاتی ہے تو تصویریں حرام اور گناہِ کبیرہ کیوں ہیں؟

---

(۱) وأن ليس للإنسان إلّا ما سعىٰ وأن سعيه سوف يرىٰ۔ (النجم: ۳۹، ۴۰)۔

(۲) عن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذّبون يوم القيامة يقال لهم: أحيوا ما خلقتم۔ (مسلم ج:۲ ص:۲۰۱، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ...إلخ)۔

(۳) الضرورات تبيح المحظورات بقدر الضرورة۔ (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۴۳ طبع إدارة القرآن)۔ أيضًا: وفي شرح المجلة: ج:۱ ص:۲۹ المادّة:۲۱: الضرورات تبيح المحظورات، أى أن الأشياء الممنوعة تعامل كالأشياء المباحة وقت الضرورة ...إلخ۔ وفيه ص:۳۰ الضرورة تقدر بقدرها۔

(۴) أطيعوا الله وأطيعوا الرسول (النساء: ۵۹)۔

جواب:... تصویر حرام ہے، بلاشبہ حرام ہے، قطعی حرام ہے، اس کو نہ کسی تأویل سے جائز کیا جاسکتا ہے، اور نہ کسی کی کوئی تأویل کسی حرام کو حلال کرسکتی ہے۔ جہاں تک کرنسی نوٹ کا تعلق ہے، حکومت کا فرض ہے کہ ان پر تصویر ہرگز نہ چھاپے، اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت سے اس گناہ کے ترک کرنے کا مطالبہ کریں۔[1] باقی نماز ہوجائے گی۔[2]

تمغے پر تصویر بنانا بت پرستی نہیں بلکہ بت سازی ہے

سوال:... ۱۹۷۶ء میں صد سالہ تقریبات محمد علی جناح (قائدِ اعظم) کے موقع پر ایک تمغہ جاری کیا گیا ہے جو تمام مسلم افواج پہنتی ہیں۔ چاندی کے تمغے پر محمد علی جناح کا بت بنا ہوا ہے، جیسا آپ نے آٹھ آنے کے سکے پر بنا ہوا دیکھا ہوگا۔ کیا یہ پہننا جائز ہے؟ کیا یہ بت پرستی کے دائرے میں نہیں آتا؟ اگر جائز نہیں ہے تو آپ کو صدرِ پاکستان کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ فی الفور اس کا خاتمہ کردیں۔

جواب:... یہ بت پرستی تو نہیں، مگر بت سازی ضرور ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس سلسلے کو بند کردے۔

عریاں و نیم عریاں تصاویر لٹکانے والے کو چاہئے کہ انہیں اُتاردے اور توبہ کرے

سوال:... ہمارے ایک عزیز رشتہ دار کے گھر میں کچھ عریاں اور نیم عریاں تصاویر لگی ہوئی ہیں۔ بندہ عالمِ دِین تو نہیں مگر یہ کہ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے اور وہ عزیز مجھے ''مولانا'' کہہ کر چھیڑتے ہیں، اور پھر یہ کہتے ہیں کہ: ''یہ تصاویر میرا کیا بگاڑ لیں گی؟'' وہ عزیز شادی شدہ اور چار بچوں کے باپ ہیں۔ یہ بات مانتے ہیں کہ شارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں جانداروں کی تصاویر رکھنے، لگانے کی ممانعت فرمائی ہے، مگر وہ اس کی کوئی عقلی اور سائنسی دلیل مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ: ''میں شادی شدہ ہوں، دِل اور جنس کے جذبات ختم ہوچکے ہیں، شرعی طریقے (شادی) سے دِل کی مراد برآئی ہے، اب یہ تصاویر میرا کیا بگاڑ لیں گی؟ یہ کہ مجھے یا کسی اور کو کیونکر خراب کرسکیں گی؟'' اس لئے وہ یہ تصاویر اُتارتے نہیں۔

جواب:... ایک مسلمان کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کام کا حکم فرمایا ہے، ضرور اس میں کوئی حکمت اور مصلحت ہوگی، اور فلاں چیز سے منع فرمایا ہے، ضرور اس میں کوئی قباحت ہوگی۔[3] اگر اِنسانی عقل تمام فوائد اور

---

(۱) فصنعته حرام علٰی کل حال، لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالٰی، وسواءً کان فی ثوب أو بساط أو درهم ودینار .... فینبغی أن یکون حرامًا لَا مکروهًا. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۹، قوله ولبس ثوب فیه تصاویر، فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۶۴۷، شرح مسلم للنووی ج:۲ ص:۱۹۹). عن عائشة قالت: دخل علیّ رسول الله صلی الله علیه وسلم وأنا مستترة بقرام فیه صورة فتلوّن وجهه ثم تناول الستر فهتکه ثم قال: إن من أشد الناس عذابًا یوم القیامة الذین یشبهون بخلق الله. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۰، بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۱۶).

(۲) قال ابن عابدین: ولو کانت الصورة صغیرة کالتی علٰی دراهم أو کانت فی الید أو مستترة أو مهانة مع أن الصلٰوة بذالک لَا تحرم بل ولَا تکره. (رد المحتار ج:۱ ص:۶۴۷).

(۳) قوله تعالٰی: وما اٰتٰکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا. قال القاضی ثناء الله الفانی فتی: وهو عام فی کل ما أمر به النبی صلی الله علیه وسلم ونهٰی عنه .... أن یختاروا من أمرهم ما شاءوا بل یجب علیهم ما أمرهم الله به وأن یجعلوا اختیارهم تبعًا لِاختیار الله ورسوله. (المظهری ج:۷ وج:۹ ص:۲۳۹ و۳۴۵).

قباحتوں کا احاطہ کرلیا کرتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''جو شخص کسی حکم کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرتا جب تک کہ اس کا فلسفہ اس کی سمجھ میں نہ آجائے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا۔'' آپ کے عزیز کا یہ کہنا کہ تصویریں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں؟ بہت سخت بات ہے، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، توبہ کرکے اور تصویریں اُتار کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر جھکائیں، اس کے بعد اگر اطمینانِ قلب کے لئے اس کی حکمت اور فلسفہ بھی معلوم کرنا چاہیں تو مجھے لکھیں، بلکہ بہتر ہوگا کہ خود مجھ سے ملیں، اِن شاء اللہ اس کی حکمتیں بھی عرض کردوں گا، جس سے ان کی پوری تسکین ہوجائے گی، لیکن جب تک وہ حکمِ نبوی کے آگے سر نہیں جھکاتے اور اپنی خامیٔ عقل و فہم کا بمقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرار نہیں کرتے، کچھ نہ بتاؤں گا۔

شناختی کارڈ پر عورتوں کی تصویر لازمی قرار دینے والے گناہگار ہیں

سوال:... آج مؤرخہ جون ۱۹۸۴ء کو روزنامہ ''جنگ'' میں یہ خبر پڑھی کہ: ''وفاقی حکومت نے قومی شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا لازمی قرار دے دیا ہے، اس سلسلے میں نیشنل رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۸۳ء میں باقاعدہ ترمیم کردی گئی ہے۔''

آپ سے گزارش ہے کہ بتائیں قرآن و حدیث کی روشنی میں خواتین کے پردے کی اہمیت کیا ہے؟ اس لئے کہ شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا ان کے بے پردہ کرنے کے مترادف ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ اہم مسئلہ حکومت کے اہلکاروں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنے اس فیصلے کو تبدیل کردیں اور مسلمان خواتین کے لئے شناختی کارڈوں کی پابندی ختم کردی جائے۔

جواب:... یہ قانون شرعی نقطۂ نظر سے نہایت غلط ہے، اور اس قانون کو نافذ کرنے والے گناہگار ہیں۔[1]

خانہ کعبہ اور طواف کرتے ہوئے لوگوں کا فریم لگانا

سوال:... میں نے بہت بڑا فریم خریدا ہے، جس کے درمیان میں خانہ کعبہ اور اطراف میں لوگوں کو طواف کرتے دِکھایا گیا ہے، اس میں جو لوگوں کی تصویریں ہیں وہ بالکل دُھندلی ہیں، ان کی آنکھیں، کان، چہرہ اور جسم کا کوئی عضو واضح نظر نہیں آتے، کیا یہ فریم میں اپنے کمرے میں رکھ سکتا ہوں؟

---

(۱) قال العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر، لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد (أى: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون) وسواء صنعه لما يمتهن أم لغيره، فصنعته حرام بكل حال، سواء كان فى ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها ...إلخ۔ (فتح البارى ج:۱۰ ص:۴۷۰، كتاب اللباس، طبع قديمى)۔
أيضًا: ما حرم فعله حرم طلبه فكما أن فعل السرقة والقتل والظلم ممنوع فإجراء ذٰلک بواسطة أخرىٰ ممنوع أيضًا۔ (شرح المجلة ص:۳۴)۔

جواب:... اگر تصاویر نمایاں نہ ہوں تو لگانا جائز ہے۔[1]

دفاتر میں محترم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

سوال:... بہت سی سرکاری عمارتوں مثلاً عدالتوں، اسکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، پولیس اسٹیشنوں اور دُوسرے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اہم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں، جن میں قائدِاعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال کی تصویریں نمایاں طور پر شامل ہیں اور وہ مستقل طور پر آویزاں ہیں۔ کیا اسلامی نقطۂ نظر سے سرکاری محکموں میں اس طرح تصویریں لگانا کہاں تک دُرست ہے؟ اور اس کے بارے میں کیا اَحکامات ہیں؟

جواب:... دفتروں میں محترم شخصیتوں کے فوٹو آویزاں کرنا مغربی تہذیب ہے، اسلام اس کی نفی کرتا ہے۔[2]

آرٹ ڈرائنگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال:... میرا بھائی بہترین آرٹسٹ ہے، ہم اسے ڈرائنگ ماسٹر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آرٹ ڈرائنگ اسلام میں ناجائز ہے۔ وضاحت کریں کہ ڈرائنگ ماسٹر کا پیشہ اسلام میں دُرست ہے یا غلط؟

جواب:... آرٹ ڈرائنگ بذاتِ خود تو ناجائز نہیں، البتہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس کو جائز یا ناجائز بنادیتا ہے، اگر آپ کے بھائی جاندار چیزوں کے تصویری آرٹ کا شوق رکھتے ہیں تو پھر یہ ناجائز ہے۔[3] اور اگر ایسا آرٹ پیش کرتے ہیں جس میں اسلامی اُصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔[4]

کیا فوٹو تخلیق ہے؟ اگر ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو شکل نظر آتی ہے

سوال:... فوٹوگرافی تخلیق نہیں ہے، اگر تخلیق ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو آدمی کی شکل نظر آتی ہے؟ دُوسرے فلم کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہونے کی ضرورت اور ٹی وی ایسے شروع ہوئے ہیں کہ ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہیں۔ اس ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس کو اچھے مصرف میں استعمال کیا جائے، اس کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟

---

(۱) "إلّا أن تكون صغيرة" لأن الصغار جدًا لَا تعبد فليس لها حكم الوثن فلا تكره في البيت .... والمراد بالصغير التي لَا تبدوا للناظر على بعد. (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۰ طبع دار المعرفة).

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنه أخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۱). وظاهر كلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصويره صورة الحيوان فإنه قال: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم الكبائر لأنه متوعد بهٰذا الوعيد الشديد عن النبي صلى الله عليه وسلم: أشد الناس عذابًا يوم القيامة المصوّرون، يقال لهم أحيوا ما خلقتم. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۷، شرح النووي على مسلم ج:۲ ص:۱۹۹، ۲۰۰).

(۳) أيضًا.

(۴) وأما الشجر ونحوه مما لَا روح فيه فلا يحرم صنعته ولَا التكسب به وسواء الشجر المثمر وغيره وهٰذا مذهب العلماء كافة. (شرح النووي على صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۲، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ...إلخ).

جواب:... فلم اور تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حرام ہیں،[1] اور ان کو بنانے والے ملعون ہیں۔ ایک ملعون چیز اِسلام کی اشاعت کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے؟ فوٹو کو "عکس" کہنا خود فریبی ہے، کیونکہ اگر انسانی عمل سے اس عکس کو حاصل نہ کیا جائے اور پھر اس کو پائیدار نہ بنایا جائے تو فوٹو نہیں بن سکتا، پس ایک قدرتی اور غیراختیاری چیز پر ایک اختیاری چیز کو قیاس کرنا خود فریبی ہے۔ "فلمی صنعت" کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی چیز ہے۔

تصویر گھر میں رکھنا کیوں منع ہے؟

سوال:... گھر میں تصویروں کا رکھنا کیوں منع ہے؟ حالانکہ یہ ہر کتاب اور اخبار، ٹیلی ویژن، فلم میں ہوتی ہیں اور اب تو باقاعدہ اس کے کیمرے بھی گھر گھر عام ہوگئے ہیں۔

جواب:... میری بہن! کسی بُرائی کے عام ہوجانے سے اس بُرائی کا بُرا پن تو ختم نہیں ہوجاتا، تصویروں کا موجودہ سیلاب بلکہ طوفان، مغربی اور نصرانی تہذیب کا نتیجہ ہے۔ تمام مذاہب میں صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے تصویر سازی اور بت تراشی کو بدترین گناہ قرار دیا ہے، اور ایسے لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہی بت تراشی اور تصویر سازی بت پرستی اور شخصیت پرستی کا زینہ ہے، اور اسلام مسلمانوں کو نہ صرف بت پرستی بلکہ اس کے اسباب و ذرائع سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے۔[2] بہرحال تصویر سازی اسلام کی نظر میں بدترین جرم اور گناہ ہے۔ اگر آج مسلمان بدقسمتی سے نصرانی تہذیب کے برپا کئے ہوئے طوفان میں پھنس چکے ہیں تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ گناہ کو گناہ سمجھا جائے۔

وی سی آر کا گناہ کس پر ہوگا؟

سوال:... ایک شخص اپنے گھر میں ٹی وی، وی سی آر لاتا ہے اور اس کے بچے، بیوی، رشتہ دار اور دُوسرے لوگ اس کے گھر ٹی وی یا وی سی آر دیکھتے ہیں، تو کیا ان سب کا گناہ اس لانے والے کو ملے گا؟ اور اگر ملے گا تو کیوں ملے گا جبکہ اس شخص نے ان سب کو ٹی وی، وی سی آر دیکھنے کے لئے نہیں کہا؟

---

(۱) عن عائشة أنها قالت .... إنّا (أى الملائكة) لَا ندخل بيتًا فيه كلب ولَا صورة. قال النووى فى شرحه: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر ...... فصنعته حرام بكل حال. (مسلم مع شرحه للنووى ج:۲ ص:۱۹۹).

(۲) عن عائشة قالت: دخل عليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا مستترة بقرام فيه صورة فتلوّن وجهه ثم تناول الستره فهتكهٗ ثم قال: إن من أشدّ الناس عذابًا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۰). إنما جاء عن تصوير ذى الروح لما روى عن عليّ أنه قال: من صور تمثال ذى الروح كلّف يوم القيامة أن ينفخ فيه الروح وليس بنافخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۱۶).

جواب:...اس کو بھی گناہ ہوگا، کیونکہ وہ گناہ کا سبب بنا، اور دیکھنے والوں کو بھی ہوگا۔[1]

تصویروں والے اخبارات کو گھروں میں کس طرح لانا چاہئے؟

سوال:...میں گورنمنٹ کالج میں بطور لیکچرار اسلامیات کام کرتا ہوں، حالاتِ حاضرہ اور جدید دِینی اور علمی تحقیقات اور معلومات سے باخبر رہنا ہماری ضرورت ہے، جس کا عام معروف اور سہل الحصول ذریعہ اخبارات ہیں، لیکن اِشکال یہ ہے کہ اخبارات میں تصویریں ہوتی ہیں۔ حدیث پاک کی رُو سے تصاویر کا گھروں میں لانا جائز نہیں، اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اپنے قیمتی مشورے سے نوازیں۔

جواب:...بعض اکابر کا معمول تو یہ تھا کہ اخبار پڑھنے سے پہلے تصویریں مٹادیا کرتے تھے، بعض تصویروں پر ہاتھ رکھ لیتے تھے، ہم ایسے لوگوں کے لئے یہ بھی غنیمت ہے کہ اخبار پڑھ کر تصویریں بند کر کے رکھ دیں۔

گڑیوں کا گھر میں رکھنا

سوال ۱:...گھر میں گڑیوں کا رکھنا یا سجانا دیواروں پر یا کہیں پر، اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۲:...اسلام نے جاندار شے کی تصویر بنانا گناہ قرار دیا ہے، تو پھر مصوّر لوگ جاندار شے کی تصویر بناتے ہیں تو کیا یہ گناہ نہیں؟

جواب ۱:...گڑیوں کی اگر شکل وصورت، آنکھ، کان، ناک، وغیرہ بنی ہوئی ہو تو وہ مورتی اور بت کے حکم میں ہیں، ان کا رکھنا اور بچیوں کا ان سے کھیلنا جائز نہیں، اور اگر مورتی واضح نہ ہو تو بچیوں کو ان سے کھیلنے کی اجازت ہے۔[2]

جواب ۲:...جاندار کی تصویر بنانا اور کھینچنا بلاشبہ گناہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید عذاب کی خبر دی ہے، حدیث میں ہے:

"عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

(۱) إن الإعانة على المعصية حرام مطلقًا بنص القرآن أعنى قوله تعالىٰ: ولَا تعاونوا على الإثم والعدوان. (أحكام القرآن لمفتى محمد شفيع ج:۳ ص:۷۴). أيضًا: عن جرير قال: كنا فى صدر النهار عند رسول الله صلى الله عليه وسلم .... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَن سنَّ فى الإسلام سُنَّة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شىء، ومن سنَّ فى الإسلام سُنَّة سيّئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شىء. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۳۳، الفصل الأوّل، كتاب العلم).

(۲) وفى آخر حظر المجتبىٰ عن أبى يوسف يجوز بيع اللعبة وأن يلعب بها الصبيان. (الدر المختار ج:۵ ص:۲۲۶، باب المتفرقات). وعن عائشة أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قال القاضى: فيه جواز اللعب بهن قال وهن مخصوصات من الصور المنهى عنها لهٰذا الحديث. (شرح النووى علىٰ صحيح المسلم ج:۲ ص:۲۸۵، باب فضائل عائشة أمّ المؤمنين رضى الله عنها).

يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون۔ متفق عليه۔"

(مشکوٰة ص:۳۸۵، باب التصاوير، الفصل الأوّل)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیئے جانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہیں۔"

غیر جاندار کے مجسّمے بنانا جائز ہے اور جاندار کے ناجائز

سوال:... میں مختلف مساجد وغیرہ کے ماڈل سجاوٹ کے لئے موتیوں اور موم وغیرہ سے بناتا ہوں، کیا میں خانہ کعبہ (بیت اللہ شریف) اور مسجدِ نبوی وغیرہ بھی بنا سکتا ہوں؟

جواب:... غیر ذی رُوح چیزوں کے ماڈل بنانا جائز ہے۔[1]

سوال:... کیا میں مٹی یا پتھر کی مدد سے اپنی عظیم شخصیات کے مجسمے بنا سکتا ہوں؟

جواب:... یہ بت تراشی ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔[2]

گھروں میں اپنے بزرگوں اور قرآن پڑھتے بچے یا دُعا مانگتی ہوئی عورت کی تصویر بھی ناجائز ہے

سوال:... گھروں میں عام طور پر لوگ اپنے بزرگوں یا قرآن مجید پڑھتا ہوا بچہ یا دُعا مانگتی ہوئی خاتون کا فوٹو لگاتے ہیں، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:... گھروں میں تصویریں آویزاں کرنا گمراہ اُمتوں کا دستور ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے، حدیث میں فرمایا ہے: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔[3]

---

(۱) قال ابن عباس: فإن كنت لَابُد فاعلًا فاصنع الشجر وما لَا روح فيه. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۵، ۳۸۶، باب التصاوير، الفصل الأوّل)۔

(۲) ايضاً۔

(۳) عن أبي طلحة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لَا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولَا تصاوير. متفق عليه. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۵، باب التصاوير، الفصل الأوّل)۔ أيضًا: وقوله صلى الله عليه وسلم: لَا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولَا صورة، المراد بهم الذين ينزلون بالبركة لَا للحفظة. (حاشية الشبلي على تبيين الحقائق، كتاب الصلاة ج:۱ ص:۴۱۴ طبع دار الكتب العلمية)۔ أيضًا: قال العلماء سبب امتناعهم من بيت فيه صورة كونها معصية فاحشة وفيها مضاهاة لخلق الله تعالٰى وبعضها في صورة ما يعبد من دون الله تعالٰى .... فعوقب متخذها بحرمانه دخول الملائكة بيته وصلاتها فيه واستغفارها له وتبريكها عليه وفي بيته ودفعها اذى الشيطان وأما هٰؤلاء الملائكة الذين لَا يدخلون بيتا فيه كلب أو صورة فهم ملائكة يطوفون بالرحمة والتبريك والإستغفار. (شرح النووي على الصحيح المسلم ج:۲ ص:۲۰۰، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ...إلخ)۔

جاندار کی اَشکال کے کھلونے گھر میں رکھنا جائز نہیں

سوال:...آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں، کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں، کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں، وہاں قرآن کی تلاوت، نماز اور سجدے کی ادائیگی کرتے ہیں، بعض اوقات نماز کے لئے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے، یا ذکر میں مصروف ہوں تو بچے کھیلتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں، اس صورت پر روشنی ڈالیں۔

جواب:...گھروں میں بچیاں جو گڑیا بناتی ہیں اور جن کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے، محض ایک ہیولا سا ہوتا ہے، ان کے ساتھ بچیوں کا کھیلنا جائز ہے، اور ان کو گھر میں رکھنا بھی دُرست ہے۔[1] لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہوتی ہیں، ان مجسّموں کی خرید و فروخت اور ان کا گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔[2] افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے، اور ان کی بدولت ہمارے گھر ''بت خانوں'' کا منظر پیش کر رہے ہیں، گویا شیطان نے کھلونوں کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔

کھلونے رکھنے والی روایت کا جواب

سوال:...آپ کے پاس کھلونے رکھنے والی روایت کا کیا جواب ہے؟

جواب:...جو گڑیاں باقاعدہ مجسّمے کی شکل میں ہوں، ان کا رکھنا اور ان سے کھیلنا جائز نہیں۔[3] معمولی قسم کی گڑیاں جو بچیاں خود ہی سی لیا کرتی ہیں، ان کی اجازت ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیوں کا یہی محمل ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ

---

(۱) أو كانت صغيرة، لَا تتبين تفاصيل أعضائها للناظر قائمًا وهي على الأرض، قال ابن عابدين: حيث قال بحيث لَا تبدوا للناظر إلّا بتبصير بليغ كما في الكرماني أو لَا تبدوا له من بعيد .... إن كانت الصورة مقدار طير يكره وإن كانت أصغر فلا. (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۴۸)۔ أيضًا: وهٰذه الأحاديث صريحة في تحريم تصوير الحيوان وانه غليظ التحريم، وأما الشجر ونحوه مما لَا روح فيه فلا يحرم صنعته ولَا التكسب به ...إلخ. (شرح النووي على مسلم ج:۲ ص:۲۰۱)۔

(۲) عن سعيد بن ابي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما، إذ جاء رجل فقال: يا ابن عباس! إني رجل إنما معيشتي من صنعة يدي، وإني أصنع هٰذه التصاوير، فقال ابن عباس رضي الله عنهما: لَا أحدثك إلّا ما سمعتُ من رسول الله صلى الله عليه وسلم، سمعته يقول: من صوَّر صورة فإنّ الله معذِّبه حتّٰى ينفخ فيه الروح، وليس بنافخ فيها أبدًا، فربا الرجل ربوة شديدة وأصفرّ وجهُهُ، فقال: ويحك! إن أبيت إلّا أن تصنع فعليك بهٰذا الشجر وكل شيء ليس فيه روح. رواه البخاري. (مشكٰوة ص:۳۸۶، باب التصاوير)۔ وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الْإجماع علٰى تحريم تصوير الحيوان، وقال سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالٰى، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها. (رد المحتار ج:۱ ص:۶۴۷)۔

(۳) لَا تدخل الملائكة بيتًا فيه صورة .... وفي رواية: لَا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولَا تمثال ...إلخ. (سنن أبي داوٗد ج:۲ ص:۲۱۶، باب في الصور)۔

اس وقت تصویر بنانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، یہ بعد میں ہوئی ہے۔[1]

میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے لڑکی کو فوٹو بنوانا

سوال:... میں امسال میڈیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتی ہوں، مگر حکومت کے رائج کردہ اُصول کے مطابق میڈیکل کالج کے اُمیدوار کا فوٹو کاغذات کے ساتھ ہونا ضروری ہے، جبکہ اس کی جگہ فنگر پرنٹس سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے، مگر ہم حکومت کے اُصول کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اب ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا، اگر خواتین ڈاکٹرز نہ بنیں تو مجبوراً ہمیں ہر بات کے لئے مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑے گا، جو طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں قرآن وحدیث کے حوالے سے کوئی حل بتایئے کہ اپنے کہنے سننے والوں کو مطمئن کیا جاسکے اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو۔

جواب:... فوٹو بنانا شرعاً حرام ہے۔[2] لیکن جہاں گورنمنٹ کے قانون کی مجبوری ہو، وہاں آدمی معذور ہے۔[3] اس کا وبال قانون بنانے والوں کی گردن پر ہوگا۔ جہاں تک لڑکیوں کو ڈاکٹر بنانے کا تعلق ہے، میں اس کی ضرورت کا قائل نہیں۔

شناختی کارڈ جیب میں بند ہوتو مسجد جانا صحیح ہے

سوال:... بعض لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انسان کی تصویر مسجد میں لے جانا گناہ ہے، تو ہم نماز کے لئے جاتے ہیں، ہماری جیب میں شناختی کارڈ ہوتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم گناہ کرتے ہیں، اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں ہمیں بتائیں۔

جواب:... شناختی کارڈ جیب میں بند ہوتو مسجد میں جانا صحیح ہے۔[4]

درخت کی تصویر کیوں جائز ہے؟ جبکہ وہ بھی جاندار ہے

سوال:... اسلام میں تصویر بنانے کی ممانعت آئی ہے۔ عرض یہ ہے کہ اگر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت ہے تو کیا درخت

---

(۱) عن عائشة أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم. قال القاضي: فيه جواز اللعب بهنّ قال وهن مخصوصات من الصور المنهي عنها لهٰذا الحديث ولما فيه من تدريب النساء في صغرهن لأمر أنفسهن وبيوتهن وأولادهن وقد أجاز العلماء بيعهن وشرائهن .... قال ومذهب جمهور العلماء جواز اللعب بهن، وقال طائفة هو منسوخ بالنهي عن الصور. (مسلم مع شرحه للنووي ج:۲ ص:۲۸۵، باب فضائل عائشة أُمّ المؤمنين رضي الله عنها).

(۲) ایضاً۔

(۳) الضرورات تبيح المحظورات أي أن الأشياء الممنوعة تعامل كالأشياء المباحة وقت الضرورة. (شرح المجلة ص:۲۹، المادّة: ۲۱ طبع حبيب الله بستي كوئٹه). أيضًا: الضروريات تبيح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة، وإساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۲۵۱ القاعدة الخامسة، طبع إدارة القرآن).

(۴) ويفيد أنه لَا يكره أن يصلي ومعه صرّة أو كيس فيه دنانير أو دراهم فيها صور صغار لِاستتارها. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۹، ردالمحتار ج:۱ ص:۶۴۸).

جو جاندار ہیں ان کی تصویر بنانا بھی اس حکم میں داخل ہے جبکہ لوگوں سے سنا ہے اور کچھ دِین دار حضرات کے گھروں میں بھی مختلف تصاویر درختوں کی دیکھی ہیں۔

جواب:... جن چیزوں میں حس وحرکت ہو، اسے "جاندار" کہتے ہیں، درخت میں ایسی جان نہیں، اس لئے اس کی تصویر جائز ہے۔[1]

جاندار کی تصویر بنانا کیوں ناجائز ہے؟

سوال:... جانداروں کی تصویریں بنانا کیوں منع ہے؟

جواب:... بے جان چیزوں کی تصویر دراصل نقش ونگار ہے، اس کی اسلام نے اجازت دی ہے۔[2] اور جاندار چیزوں کی تصویر کو اس لئے منع فرمایا ہے کہ یہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ: "جاندار کی تصویر بنانے والوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویریں میں جان ڈالو۔"[3]

اگر تصویر بنانے پر مجبور ہو تو حرام سمجھ کر بنائے اور اِستغفار کرتا رہے

سوال:... میں ایک کاتب ہوں اور ٹیچر بھی، مسئلہ یہ ہے ٹیچنگ پریکٹس میں ماہرینِ تعلیم کے فیصلے کے مطابق ہمیں بچوں کو پڑھاتے وقت کوئی تصوّر دِلانے کے لئے ماڈل یا تصویر پیش کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے، یا بعض دفعہ کوئی تعلیمی پروجیکٹ لکھتے وقت تصاویر کا بنانا بھی ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے، کیونکہ تعلیم وتدریس میں ایک اہم بصری معاون سمجھا جاتا ہے، اب میں یہ خود بناؤں یا کسی سے بنواؤں، گناہ تو برابر ہوتا ہے، تو کیا اس مذکورہ بالا مجبوری کی وجہ سے کوئی گنجائش ہے کہ نہیں؟

جواب:... جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے،[4] اگر آپ کے لئے یہ فعلِ حرام ناگزیر ہے تو حرام سمجھ کر کرتے رہئے، اور اِستغفار کرتے رہئے، حرام کو حلال بنانے کی کوشش نہ کیجئے۔

---

(۱) قال ابن عباس: إن كنت لَابُدّ فاعلًا فاصنع الشجر وما لَا نفس له. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۲)۔ أيضًا: وأما تصوير صورة الشجر ورحال الإبل وغير ذالك مما ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام. (شرح النووى على الصحيح المسلم ج:۲ ص:۱۹۹، باب تحريم تصوير صورة الحيوان)۔

(۲) قال ابن عباس: فإن كنت لَا بُد فاعلًا فاصنع الشجر وما لَا روح له. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۸۵، باب التصاوير، الفصل الأوّل، مسلم ج:۲ ص:۲۰۲، باب تحريم تصوير صورة الحيوان)۔

(۳) عن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذّبون يوم القيامة يقال لهم أحيوا ما خلقتم. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۱، باب تحريم تصوير صورة الحيوان)۔

(۴) فظاهر كلام النووى فى شرح مسلم: الإجماع علٰى تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالٰى وسواء كان فى ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط. (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۴۷، فتح البارى ج:۱۰ ص:۴۷۰ كتاب الباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة)۔

تصویر سے متعلق وزیرِ خارجہ کا فتویٰ

سوال:... ''جنگ'' ۲۵ر جون کی اشاعت میں پاکستان کے وزیرِ خارجہ سردار آصف احمد علی کا ایک بیان پڑھا جس میں انہوں نے ایک غیر ملکی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ: ''اسلام میں رقص و موسیقی، مصوّری وغیرہ پر کوئی پابندی نہیں ہے'' پوچھنا یہ ہے کہ ۱-کیا یہ بات دُرست ہے؟ ۲-اگر یہ غلط ہے تو کیا ایسی گفتگو کرنے والے کی کوئی سزا ہے؟ ۳-ایسے افراد کے بارے میں حکومتِ وقت اور عام مسلمانوں کا کیا فرض بنتا ہے؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رقص و سرود، گانے باجے اور تصاویر کو ممنوع قرار دیا ہے، اور ان پر سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔ (۱)

تصویر:

تصویر کی حرمت پر بہت سی احادیث وارِد ہوئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱:... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں چھوٹا سا بچھونا خرید لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر تشریف نہیں لائے، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدّا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ

---

(۱) عن نافع قال: سمع ابن عمر مزمارًا قال: فوضع إصبعيه علىٰ أذنيه ونآى عن الطريق وقال لي: يا نافع! هل تسمع شيئًا قال: فقلت: لَا! قال: فرفع إصبعيه من اذنيه وقال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمع مثل هذا فصنع مثل هذا. (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۲۶). عن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذّبون يوم القيامة يقال لهم أحيوا ما خلقتم. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۱). أيضًا: ذكر شيخ الإسلام أن كل ذالک مكروه عند علمائنا، واحتج بقوله تعالىٰ: ومن الناس من يشترى لهو الحديث. الآية جاء في التفسير أن المراد الغناء .... سماع غناء فهو حرام بإجماع العلماء .... والحاصل أنه لَا رخصة في السماع في زماننا. (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۴۹، كتاب الحظر والإباحة).
أيضًا: أما الرقص والتصفيق نخفة ورعونة مشابهة لرعونة الإناث لَا يفعلها إلّا أرعن أو متصنع جاهل ويدل علىٰ جهالة فاعلهما أن الشريعة لم ترد بهما لَا في كتاب ولَا سنة ولَا فعل ذالک أحد من الأنبياء ولَا معتبر من إتباع الأنبياء، وإنما يفعله الجهلة السفهاء الذين التبست عليهم الحقائق بالأهواء. (الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۲ ص:۲۸۲، القسم الثاني: في سماع الغناء المقترن برقص أو نحو دفّ أو مزمار ووتر). أيضًا: قوله وكره كل لهو أى كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد كما في شرح التأويلات والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستعماله كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتاد من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فإنها كلها مكروهة لأنها زى الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغيره ذالک حرام إن سمع بغتة يكون معذورًا ويجب أن يجتهد أن لَا يسمع، قهستاني. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۹۵).

آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی تھیں، ان میں جان بھی ڈالو۔ اور ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (مشکوٰۃ)۔[1]

۲:... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں (حوالہ بالا)۔[2]

۳:... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے لگے، یہ لوگ ایک ذرّہ تو بنا کے دِکھائیں، یا ایک دانہ اور ایک جو تو بنا کے دِکھائیں (حوالہ بالا)۔[3]

۴:... صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں سے سخت عذاب مصوّروں کو ہوگا (حوالہ بالا)۔[4]

۵:... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا، اس نے جتنی تصویریں بنائی تھیں، ہر ایک کے بدلے میں ایک رُوح پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی (حوالہ بالا)۔[5]

ان احادیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ تصویر سازی اسلام کی نظر میں کتنا بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اس سے کتنی نفرت ہے۔ اس موضوع پر مزید تفصیل مطلوب ہو تو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (سابق) مفتیٔ اعظم پاکستان کا رسالہ ''تصویر کے شرعی اَحکام'' ملاحظہ فرمالیا جائے، جو اس مسئلے پر بہترین اور نفیس ترین رسالہ ہے، تمام

---

(۱) عن عائشة اشتريت نمرقة فيها تصاوير فلمّا رآها رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الباب فلم يدخل فعرفتُ في وجهه الكراهية قالت فقلت: يا رسول الله! أتوب إلى الله وإلى رسوله ماذا أذنبت، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما لهٰذه النمرقة؟ قلت: اشتريتها لتقعد عليها وتوسدها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أصحاب هٰذه الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم! وقال: إن البيت الذى فيه الصورة لَا تدخله الملائكة، متفق عليه. (مشكوٰة ص:۳۸۵، باب التصاوير، بخارى ج:۲ ص:۸۸۰، مسلم ج:۲ ص:۲۰۰).

(۲) عن عائشة دخل عليّ رسول الله صلى الله عله وسلم .... ثم قال: إن من أشد الناس عذابًا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله. (بخارى ج:۲ ص:۸۸۰، مسلم ج:۲ ص:۲۰۰).

(۳) عن أبى هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: قال الله عزّ وجلّ: ومن أظلم ممن ذهب يخلق خلقًا كخلقى فيخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبةً أو ليخلقوا شعيرة. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۲).

(۴) عن عبدالله بن مسعود يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أشدّ الناس عذابًا يوم القيامة المصوّرون. (بخارى ج:۲ ص:۸۸۰، مسلم ج:۲ ص:۲۰۱).

(۵) عن ابن عباس سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كل مصوّر فى النار يجعل له صورة صوّرها نفسًا فتعذبه فى جهنم. (مسلم ج:۲ ص:۲۰۲، بخارى ج:۲ ص:۸۸۱).

پڑھے لکھے حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

رقص وموسیقی:

آج کل طوائف کے ناچنے، تھرکنے کا نام ''رقص'' ہے، اور ڈوم اور ڈومنیوں کے گانے بجانے کو ''موسیقی'' کہا جاتا ہے، اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں۔

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میری اُمت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے، کچھ لوگ زنا اور ریشم کو حلال کرلیں گے، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو معازف ومزامیر (آلاتِ موسیقی) کے ساتھ گانے والی عورتوں کا گانا سنیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسادے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کرکے ان کو بندر اور سوَر بنادے گا (نعوذ باللہ)۔[1]

اور ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب مالِ غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے، اور جب لوگوں کی امانت کو مالِ غنیمت سمجھ لیا جائے، اور جب زکوٰۃ کو ایک ٹیکس اور تاوان سمجھا جانے لگے، اور جب علمِ دِین کو دُنیا طلبی کے لئے سیکھا جانے لگے، اور جب مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، اور جب دوست کو قریب اور باپ کو دُور رکھے، اور جب مسجدوں میں شوروغل ہونے لگے، اور جب کسی قبیلے کا سردار فاسق وبدکار بن جائے، اور جب کسی قوم کا سردار ان کا رذیل ترین آدمی بن جائے، اور جب شریر آدمیوں کی عزّت ان کے شر کے خوف کی وجہ سے کی جانے لگے، اور جب گانے والی عورتوں کا اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہوجائے، اور جب شرابیں پی جانے لگیں، اور جب اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس وقت انتظار کرو سرخ آندھی کا، اور زلزلے کا، اور زمین میں دھنس جانے کا، اور صورتوں کے مسخ ہوجانے کا، اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بیک وقت بکھر جاتے ہیں۔[2]

مزید احادیث کے لئے اس ناکارہ کا رسالہ ''عصرِ حاضر احادیث کے آئینے میں'' ملاحظہ فرمالیا جائے، جس میں اس مضمون کی متعدّد احادیث جمع کردی گئی ہیں۔

---

(۱) عن أبی عامر أو أبو مالک الأشعری: والله ما كذبنی سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول: لیکوننّ من أمّتی أقوام یستحلّون الحِرَّ والحریر والخمر والمعازف وینزلنّ أقوام إلٰی جنب علم یروح علیهم بسارحةٍ لهم تأتیهم یعنی الفقیر لحاجة فیقولون إرجع إلینا غدًا فیبیتهم الله ویضع العَلَم ویمسخ آخرین قِرَدةً وخنازیر إلٰی یوم القیامة. (بخاری ج:۲ ص:۸۳۷، کتاب الأشربة).

(۲) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا اتُّخذ الفیءُ دُولًا، والأمانة مغنمًا، والزکٰوة مغرمًا، وتعلّم لغیر الدین، وأطاع الرجل إمرأته وعق أمّه، وأدنٰی صدیقه وأقصٰی أباه، وظهرت الأصوات فی المساجد، وساد القبیلة فاسقهم، وکان زعیم القوم أرذلهم، وأکرم الرجل مخافة شره، وظهرت القینات والمعازف، شربت الخمور، ولعن آخر هذه الأمّة أوّلها، فلیرتقبوا عند ذالک ریحًا حمراء وزلزلة وخسفًا ومسخًا وقذفًا وآیات تتابع کنظام بال قطع سلکه فتتابع. (جامع الترمذی ج:۲ ص:۴۴، أبواب الفتن، طبع رشیدیه، دهلی).

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بعد سردار آصف احمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ اسلام میں رقص وسرود اور مصوّری وموسیقی پر کوئی پابندی نہیں، قطعاً غلط اور خلافِ واقعہ ہے، اور ان کے اس ''فتویٰ'' کا منشا یا تو اسلام کا ناقص مطالعہ ہے کہ موصوف نے ان مسائل کو صحیح سمجھا ہی نہیں، یا ان کو خاکم بدہن صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ان چیزوں کو موجبِ لعنت اور موجبِ مسخ وعذاب قرار دیتے ہیں اور سردار صاحب کو ان میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، پہلی وجہ جہلِ مرکب ہے اور دُوسری وجہ کفرِ خالص۔

اسلام اور اسلامی مسائل کے بارے میں سردار صاحب کے غیر ذمہ دارانہ بیانات وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں، جن سے سردار جی کے روایتی لطیفوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ سردار صاحب کے پاس صرف وزارت کا قلم دان نہیں، بلکہ آج کل پاکستان کے ''مفتیٔ اعظم'' کا قلم دان بھی انہی کے حوالے کردیا گیا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک وملت پر رحم فرمائے اور ''فتویٰ نویسی'' کی خدمت سردار صاحب سے واپس لے لی جائے، اور عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت سے درخواست کریں کہ سردار جی کو اسلام پر ''مشقِ ناز'' کی اجازت نہ دی جائے۔

تصویر بنانے کا شرعی حکم

سوال:... ہمارے لواحقین میں سے دو بچیاں ماشاء اللہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں اور ہر لحاظ سے شرعی اَحکام کی پابند ہیں۔ آپ نے پچھلے دنوں اپنے کالم میں تصویریں بنانے کو حرام بتایا ہے، ہماری یہ بچیاں ایک اسکول میں تین سال سے ایک چار سالہ کورس کر رہی ہیں، جس میں تصویریں بنانے کی تربیت دی جاتی ہے، اس کورس کے مکمل کرنے سے اچھی ملازمت ملتی ہے، اب وہ یہ کورس درمیان میں نہیں چھوڑنا چاہتیں۔ دوئم یہ کہ وہ اس بات کو دُرست نہیں تسلیم کرتیں کہ یہ عمل حرام ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآنی آیات اور احادیث کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کریں کہ یہ عمل حرام ہے، تو وہ یقیناً اس عمل کو چھوڑ دیں گی، کیونکہ وہ کوئی بھی کام خلافِ شرع نہیں کرنا چاہتیں۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصاویر کی حرمت کو بیان فرمایا ہے، حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا اس موضوع پر ایک بہترین رسالہ ہے، جو ''تصویر کے شرعی اَحکام'' کے نام سے شائع ہوا ہے، اس رسالے کا مطالعہ آپ کی بہنوں کے لئے مفید ہوگا، اور اس کے مطالعے سے اِن شاء اللہ ان کے سارے اِشکالات ختم ہوجائیں گے، میں درخواست کروں گا کہ اس رسالے کو خوب اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لیں۔

تصویر کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اِرشادات مشکوٰۃ شریف سے نقل کرتا ہوں، ان پر بھی غور فرمالیا جائے۔

۱:... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، رحمت کے

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ (۱)

۲:... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویریں ہوں، مگر اس کو کاٹ ڈالتے تھے (صحیح بخاری)۔ (۲)

۳:... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک چھوٹا گدّا (یا تکیہ) خرید لیا جس میں تصویریں تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر داخل نہیں ہوئے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ و رسول کے آگے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کے لہجے میں فرمایا کہ: یہ گدّا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھا کریں اور اس سے تکیہ لگایا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے اس کو زندہ بھی کرو اور اس میں جان ڈالو۔ نیز ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں یہ تصویریں ہوں اس گھر میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل نہیں ہوتے (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ (۳)

۴:... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ (۴)

۵:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد اپنے کانوں سے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے چلے، وہ ایک ذرّے کو تو بنا کر دِکھائیں یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دِکھائیں (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ (۵)

---

(۱) عن أبی طلحة یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: لَا تدخل الملائکة بیتًا فیه کلب ولَا صورة۔ (مسلم ج:۲ ص:۲۰۰، بخاری ج:۲ ص:۸۸۱، باب من کره القعود علی الصور)۔

(۲) عن عائشة حدّثته أن النبی صلی الله علیه وسلم لم یکن یترک فی بیته شیئًا فیه تصالیب إلّا نقضه۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۸۰، باب نقض الصور)۔

(۳) عن عائشة أنها إشتریت نمرقة فیها تصاویر فلمّا رآها رسول الله صلی الله علیه وسلم قام علی الباب فلم یدخل، فعرفت فی وجهه الکراهیة، قالت: فقلت: یا رسول الله! أتوب إلی الله وإلٰی رسوله، ماذا أذنبتُ؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما هٰذه النمرقة؟ قلت: اشتریتها لتقعد علیها وتوسدها، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن أصحاب هٰذه الصوَر یعذّبون یوم القیامة، یقال لهم: إحیوا ما خلقتم، وقال: إن البیت الذی فیه الصورة لَا تدخله الملائکة۔ متفق علیه۔ (مسلم ج:۲ ص:۲۰۱، بخاری ج:۲ ص:۸۸۱، باب من لم یدخل بیتا فیه صورة)۔

(۴) قال إن من أشد الناس عذابًا یوم القیامة الذین یشبهون بخلق الله۔ (مسلم ج:۲ ص:۲۰۰، بخاری ج:۲ ص:۸۸۰)۔

(۵) عن أبی هریرة سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: قال الله تعالٰی: ومن أظلم ممن ذهب یخلق خلقًا کخلقی فلیخلقوا ذرة أو لیخلقوا حبة ...إلخ۔ (مسلم ج:۲ ص:۲۰۲، بخاری ج:۲ ص:۸۸۰)۔

۶:...حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ (۱)

۷:...حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری مرض میں ازواجِ مطہراتؓ میں سے ایک بی بی نے ایک گرجا کا تذکرہ کیا جس کو "ماریہ" کہا جاتا تھا، حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہما نے، جو حبشہ سے ہو کر آئی تھیں، اس گرجا کی خوبصورتی کا اور اس کے اندر جو تصویریں بنی ہوئی تھیں ان کا تذکرہ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کسی نیک آدمی کا انتقال ہوجاتا تو اس کی قبر پر عبادت خانہ بنالیتے اور اس میں یہ تصویریں بناتے، یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ (۲)

۸:...حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو، یا نبی کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو، یا اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کیا ہو، اور تصویر بنانے والوں کو، اور ایسے عالم کو جو اپنے علم سے نفع نہ اُٹھائے (بیہقی، شعب الایمان)۔ (۳)

قیامت کے دن شدید ترین عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا

سوال:...آج کے دور میں فوٹو کھنچوانا بعض صورتوں میں ناگزیر ہوتا ہے، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ملازمت کے سلسلے میں، اس کے علاوہ عام سی بات ہوگئی ہے کہ ہم چلتی پھرتی تصاویر بھی بنواتے ہیں، مثلاً شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کی ویڈیو فلمیں، ان تصاویر کو اور دیگر فلموں اور ٹی وی کے پروگرام کو ہم دیکھتے ہیں، جبکہ آج کل ہر گلی کوچے میں وی سی آر کی نمائش عام بات ہوگئی ہے، اور گھروں میں اہلِ خانہ کے ساتھ بڑے ذوق و شوق سے ان چلتی پھرتی تھرکتی ہوئی تصاویر کو دیکھتے ہیں۔ تو اَز راہِ کرم یہ بتائیے کہ کن کن صورتوں میں تصاویر کھنچوانا یا دیکھنا جائز ہے؟ جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ہے، میں تو یہ جانتا ہوں کہ تصاویر بنانا یا بنوانا دونوں حرام ہیں۔

جواب:...اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے آدمی تصویر بنانے پر مجبور ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اس فعلِ

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشدّ الناس عذابًا عند الله المصوّرون. (بخاری ج:۲ ص:۸۸۰، باب عذاب المصورين يوم القيامة).

(۲) عن عائشة قالت: لما اشتكى النبى صلى الله عليه وسلم ذكر بعض نسائه كنيسة يقال لها مارية: وكانت أمّ سلمة وأمّ حبيبة اتتا أرض الحبشة فذكرتا من حسنها وتصاوير فيها فرفع رأسه فقال: أولٰئك إذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا علىٰ قبره مسجدًا ثم صوروا فيه تلك الصور، أولٰئك شرار خلق الله. (مشكوٰة ص:۳۸۶، باب التصاوير، الفصل الثالث).

(۳) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنّ أشدّ الناس عذابًا يوم القيامة من قتل نبيًّا أو قتله نبيٌّ، أو قتل أحد والديه، وللمصوّرون، وعالم لم ينتفع بعلمه. (مشكوٰة ص:۳۸۷، باب التصاوير، الفصل الثالث).

حرام پر گرفت نہیں فرمائیں گے۔[۱] اور جہاں کوئی مجبوری نہیں، اس پر قیامت کے دن شدید ترین عذاب کی وعید آئی ہے، یعنی ''سب سے سخت عذاب قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا ہوگا'' اللہ تعالیٰ اس لعنت و غضب سے محفوظ رکھے۔[۲]

علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، تصویر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا

سوال:... میرا مسئلہ ''تصاویر'' ہیں، آپ نے تصاویر کے موضوع، بے حیائی کی سزا پر خاصا طویل و مدلل جواب دیا، لیکن جناب اس سے فی زمانہ جو ہمیں تصاویر کے سلسلے میں مسائل درپیش ہیں ان کی تشفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جانداروں کی تصویر کشی حرام قرار دی گئی ہے، جبکہ اس دور میں تصاویر ہمارے اردگرد بکھری پڑی ہیں، ٹی وی، وی سی آر، اخبارات اور رسائل کی صورت میں۔ لہٰذا میرا مسئلہ یہی ہے کہ تصاویر ہمارے لئے ہر صورت میں حرام ہیں یا کسی صورت میں جائز بھی ہوسکتی ہیں؟ جیسے کہ بعض مجبوریوں کے تحت یعنی تعلیمی اداروں، کالج، یونیورسٹیوں میں امتحانی فارموں پر (خواتین مستثنیٰ ہیں، لیکن لڑکے تو لگاتے ہیں)، شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ پر۔ اگر ان مجبوریوں پر بھی شریعت کی رُو سے تصاویر جائز نہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں خود میں نے اِمامِ کعبہ کو ٹی وی پر تراویح پڑھاتے دیکھا تھا، (اگر آپ کہیں کہ اس میں قصور فلم بنانے والوں کا ہے تو جناب! کعبۃ اللہ میں علماء اس غیرشرعی فعل سے منع کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں اور اس مقدس جگہ یقیناً ان کا حکم چلے گا)، اس کے علاوہ آئے دن جید علمائے دِین اخبارات و ٹیلی ویژن پر نظر آتے ہیں اور پھر خود آپ ایک اخبار کے توسط سے مسائل کا حل بتاتے ہیں، اس اخبار میں تصاویر بھی ہوتی ہیں، اب یہ تو ممکن نہیں کہ لوگ اسلامی معلومات کا صفحہ پڑھ لیں اور غیرملکی باتصویر اہم خبریں چھوڑ دیں، لہٰذا تصاویر کے سلسلے میں یہ اہم ضرورتیں ہیں۔ ۱- اب آپ یہ بتائیے کہ کیا ہم تعلیم حاصل نہ کریں؟ کیونکہ دُوسری صورت میں ابتدائی جماعت سے ہی باتصویر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے، ''الف'' سے انار اور ''ب'' سے بکری والا۔ ۲- پاسپورٹ کی تصویر کی وجہ سے بیرونِ ممالک جانا چھوڑ دیں (لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں)۔ ۳- اخبارات و رسائل اور ٹی وی وغیرہ سے کنارہ کشی کرلیں؟ تو پھر ٹی وی پر جناب طاہر القادری کی اور پروگرام ''تفہیمِ دِین'' کی اسلامی تعلیمات سے کیسے مستفید ہوں گے؟ اور اخبار میں آپ کی مفید معلومات سے؟ میری خواہش ہے کہ آپ میرے خط کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں تاکہ ان سب لوگوں کا بھی بھلا ہو جو تصاویر کے مسائل سے دوچار ہیں۔ میری تحریر میں کہیں کوئی تلخی محسوس کریں تو اپنی بیٹی سمجھ کر معاف فرمائیں۔

جواب:... یہ اُصول ذہن میں رکھئے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے، خواہ (خدانخواستہ) ساری دُنیا اس میں ملوّث ہوجائے۔ دُوسرا اُصول یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی بُرائی عام ہوجائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی، مگر آدمی مکلف اپنے فعل کا ہے۔ پہلے اُصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، اس کے جواز کی دلیل نہیں، نہ اِمامِ حرم کا تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے، اگر

---

(۱) الضرورات تبیح المحظورات أی أنّ الأشیاء الممنوعة تعامل کالأشیاء المباحة وقت الضرورة۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز ص:۲۹، المادّة:۲۱)۔

(۲) عن عبدالله قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إنّ أشدّ الناس عذابًا یوم القیامة المصوّرون۔ (مسلم ج:۲ ص:۲۰۱، باب تحریم تصویر صورة الحیوان)۔

طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو بیماری "بیماری" ہی رہے گی، اس کو "صحت" کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اور دُوسرے اُصول کے مطابق جہاں قانونی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانی پڑے، یا تصویر میں آدمی ملوّث ہو جائے تو اگر وہ اس کو بُرا سمجھتا ہے تو گناہگار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے توقع ہے کہ وہ اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے، لیکن جن لوگوں کے اختیار میں ہو کہ اس بُرائی کو مٹائیں، اس کے باوجود وہ نہیں مٹاتے تو وہ گناہگار ہوں گے۔ اُمید ہے ان اُصولی باتوں سے آپ کا اِشکال حل ہوگیا ہوگا۔

تصویر کا حکم

سوال:... اسی دن آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ تصویر حرام ہے، جس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کا حوالہ دیا تھا، پوچھنا یہ ہے کہ اگر تصویر حرام ہے تو ہمارے ملک سمیت کئی اسلامی ممالک میں کرنسی نوٹوں پر تصویریں ہیں، ہم لوگ یہ تصویری نوٹ جیب میں رکھ کر نماز پڑھتے ہیں، آیا ہماری نماز قبول ہو جاتی ہے؟

ہمارے ملک کے بڑے بڑے علماء سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہیں، آئے دن اخبارات و رسائل میں ان کے انٹرویوز آتے رہتے ہیں، جس کے ساتھ ان کی تصویر بھی چھپتی ہے، لیکن کسی عالم نے اخبار یا رِسالے کو منع نہیں کیا کہ انٹرویو چھاپ دیں اور تصویر مت چھاپنا۔

حج کے دوران مناسکِ حج بھی ٹی وی پر براہِ راست دِکھائے جاتے ہیں، کیا یہ بھی ٹھیک نہیں ہے؟ اور دیکھنے والا بھی گناہگار ہے؟ جبکہ یہ بھی ایک عکس ہے، اس کی قسم کی بے شمار چیزیں ہیں، جو کہ آپ کو بھی معلوم ہیں۔

جواب:... اس سوال میں ایک بنیادی غلطی ہے، وہ یہ کہ ایک ہے قانون اور دُوسری چیز ہے قانون پر عمل نہ ہونا۔ میں تو شریعت کا قانون بیان کرتا ہوں، مجھے اس سے بحث نہیں کہ اس قانون پر کہاں تک عمل ہوتا ہے، اور کہاں تک عمل نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کو حرام قرار دِیا ہے، اور تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے،[1] اب اگر بالفرض ساری دُنیا بھی اس قانون کے خلاف کرنے لگے تو اس سے قانونِ شرعی تو غلط نہیں ہو جائے گا۔ ہاں! قانون کو توڑنے والے گناہگار ہوں گے۔ جو لوگ نوٹوں پر تصویریں چھاپتے ہیں، اخبارات میں فوٹو چھاپتے ہیں، حج کی فلمیں بناتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرّر کردہ قانون کے مقابلے میں ان لوگوں کا قول و فعل حجت ہے؟ اگر نہیں تو ان کا حوالہ دینے کے کیا معنی...؟

خوب سمجھ لیجئے! کہ پاکستان کا سربراہ ہو، یا سعودی حکمران، سیاسی لیڈر ہو، یا علماء و مشائخ، یہ سب اُمتی ہیں، ان کا قول و فعل شرعی سند نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ان کا حوالہ دیا جائے۔ یہ سب کے سب اگر اُمتی بن کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر پائیں گے، اور اگر نہیں کریں گے تو بارگاہِ خداوندی میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے، پھر خواہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردیں یا پکڑلیں۔ بہرحال کسی مجرم کی قانون شکنی، قانون میں لچک پیدا نہیں کرتی۔ ہم

---

(۱) عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن آكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور۔ (باب من لعن المصور، بخاری ج:۲ ص:۸۸۱، طبع نور محمد)۔

لوگ بڑی سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جب قانونِ الٰہی کے مقابلے میں فلاں اور فلاں کے عمل کا حوالہ دیتے ہیں۔

تصویر والے نوٹ کو جیب میں رکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، بغیر کسی شدید ضرورت کے تصویر بنوانا جائز نہیں، اور حج فلم کا بنانا اور دیکھنا بھی جائز نہیں۔

کیمرے کی تصویر کا حکم

سوال:... میں آپ کا کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" اکثر پڑھتا ہوں، بہت دنوں سے ایک بات کھٹک رہی تھی، آج ارادہ کیا کہ اس کا اظہار کردوں۔ مسئلہ ہے "تصویر بنانا یا بنوانا" اس سلسلے میں تین الفاظ ذہن میں آتے ہیں، تصوّر، مصوّر، تصویر، سب سے پہلے انسان کے تصوّر میں ایک خاکہ آتا ہے، چاہے وہ کسی کے بارے میں ہو، یہ خاکہ مصوّر کے ذہن میں آتا ہے جس کو وہ قلم کے ذریعہ یا برش سے کاغذ یا کینوس پر اور اگر وہ بت تراش ہے تو ہتھوڑا اور چھینی سے پتھر یا دیوار پر منقش کرتا ہے، مصوّر یا بت تراش کے عمل کے نتیجے میں تصویر بنتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔

فوٹو کھنچوانا ایک دُوسرا عمل ہے، اس کو "تصویر بنوانا" کہنا ہی غلط ہے، یہ عکس بندی ہے، یعنی کیمرے کے لینس پر عکس پڑتا ہے اور اس کو پلیٹ یا رِیل پر محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ کیمرے کے اندر کوئی "چغد" بیٹھا ہوا نہیں ہے جو قلم یا برش سے تصویر بنائے۔ یہ عکس بالکل اسی طرح شیشے پر پڑتا ہے جیسے آئینہ دیکھتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئینہ دیکھنے کو بھی حرام قرار دیا ہے؟ آئینہ دیکھنے میں، نہ تصوّر کام کرتا ہے، نہ مصوّر، یہ تو عکس ہے جو خود بخود آئینے پر پڑتا ہے۔

کارٹون کو آپ تصویر بنوائی کہہ سکتے ہیں، اس لئے کہ اس میں مصوّر کا تصوّر کارفرما ہے، اور یہ اس لئے بھی حرام ہے کہ اس میں تضحیک اور تمسخر کا پہلو نمایاں ہے، اس کو تو دیکھنا بھی دُرست نہیں ہے۔ آپ اخبار دیکھیں اس میں ہر خبر کے ساتھ عکس بندی ہوتی ہے، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا شاہ احمد نورانی کی فوٹو زآتی ہیں، تو کیا یہ حضرات بھی گناہِ کبیرہ انجام دے رہے ہیں؟

۲:... پروگرام "اقرأ" کے بارے میں ایک لڑکے نے پوچھا کہ ٹی وی دیکھے یا نہ دیکھے؟ آپ نے منع کردیا کہ وہ ٹی وی نہ دیکھے اس لئے کہ اس میں تصویر نظر آتی ہے۔ آپ کو خدا کا خوف نہ آیا کہ آپ نے اس کو قرآن شریف کی تعلیم سے روک دیا۔

۳:... اسی طرح آپ نے کھیلوں کے بارے میں سمجھا ہے کہ یہ "لہو ولعب" ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، کیا کرکٹ، فٹ بال، ہاکی، اسکواش یہ سب لہو ولعب ہیں؟ آپ کے ذہن میں "ورزش برائے صحتِ جسمانی" کا کوئی تصوّر ہی نہیں ہے؟

۴:... اِیک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: "موسیقی رُوح کی غذا ہے مگر شیطانی رُوح کی" یہ جو درگاہوں پر قوالیاں ہوتی ہیں، یہ سب شیطانی رُوحیں ہیں؟ مجھے بچپن میں پڑھی ہوئی گلستان کی ایک کہانی یاد آئی۔ ایک مرتبہ آپ ہی جیسے ایک مولانا حضرت سعدیؒ سے موسیقی کے بارے میں اُلجھ گئے، بحث کرتے ہوئے دونوں آبادی سے باہر نکل گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چرواہا ایک ٹیلے پر بیٹھ کر بانسری بجا رہا ہے اور اُونٹ اس کے سامنے وجد میں ناچ

رہا ہے، سعدیؒ کی نظر اُونٹ اور چرواہے پر پڑی تو مولانا سے کہنے لگے: مولانا! آپ سے تو یہ اُونٹ سمجھ دار معلوم ہوتا ہے۔

۵:... آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ براہِ کرم "تصویر اور عکس بندی"، "کھیل اور ورزش"، "موسیقی اور وجدان" کا فرق سمجھنے کی کوشش کریں، تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً نوجوان آپ کے خیالات سے کیا تأثر لیتے ہوں گے؟

جواب ا:... کیمرے کے اندر جو "چغد" بیٹھا ہوا ہے وہ مشین ہے، جو اِنسان کی تصویر کو محفوظ کرلیتی ہے، جو کام مصوّر کا قلم یا برش کرتا ہے وہی کام یہ مشین نہایت سہولت اور سرعت کے ساتھ کردیتی ہے، اور اس مشین کو بھی اِنسان ہی استعمال کرتے ہیں۔ یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتی کہ جو کام آدمی ہاتھ یا برش سے کرے تو وہ حرام ہو، اور وہی کام اگر مشین سے کرنے لگے تو وہ حلال ہوجائے...! اور پھر آنجناب فوٹو کے تصویر ہونے کا بھی انکار فرماتے ہیں، حالانکہ عرفِ عام میں بھی فوٹو کو "تصویر" ہی کہا جاتا ہے، اور تصویر ہی کا ترجمہ "فوٹو" ہے۔ الغرض! آپ نے ہاتھ کی بنائی ہوئی اور مشین کے ذریعے اُتاری ہوئی تصویر کے درمیان جو فرق کیا ہے، یہ صرف ذریعے اور واسطے کا فرق ہے، مآل اور نتیجے کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں، اور حدیثِ نبوی: "**المصوّرون أشدّ عذابًا یوم القیامة**"[1] میں ہاتھ سے تصویر بنانے والے اگر شامل ہیں تو مشین کے ذریعے بنانے والے بھی اس سے باہر نہیں، اور جن کو "**أشدّ عذابًا**" فرمایا ہو وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں یا صغیرہ کے؟ اس کا فیصلہ آپ خود ہی فرماسکتے ہیں، میرے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا رسالہ "**التصویر لأحکام التصویر**" ملاحظہ فرمالیجئے۔

جواب ۲:... قرآنِ کریم کی تعلیم سے کون مسلمان روک سکتا ہے؟ مگر تصویر سے بھی قطع نظر، جو آلہ لہو ولعب اور فحاشی کے لئے استعمال ہوتا ہو اسی کو قرآنِ کریم کے لئے استعمال کرنا خود سوچئے کہ قرآنِ کریم کی تعظیم ہے یا توہین؟ اگر آپ ایسے کپڑے میں جو گندگی کے لئے استعمال ہوتا ہو، قرآنِ کریم کو لپیٹنا جائز نہیں سمجھتے تو جو چیز معنوی نجاستوں اور گندگیوں کے لئے استعمال ہوتی ہے، اس کے ذریعے قرآنِ کریم کی تعلیم کو کیسے جائز سمجھتے ہیں؟ قطع نظر اس سے کہ تصویر حرام ہے یا نہیں، ذرا غور فرمائیے! اسکرین کے جس پردے پر قرآنِ کریم کی آیات پیش کی جارہی تھیں، تھوڑی دیر بعد اسی پر ایک رقاصہ وفاحشہ کا رقص پیش کیا جانے لگا۔ کیا مسلمانوں کے دِل میں قرآنِ کریم کی یہی عظمت رہ گئی ہے...؟ اور اگر کوئی شخص قرآنِ کریم کی اس اہانت سے منع کرے تو آپ اس پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ اس کے دِل میں خدا کا خوف نہیں ہے، سبحان اللہ! کیا ذہنی اِنقلاب ہے...!

جواب ۳:... یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ "لہو ولعب" کھیل کود ہی کا نام ہے، اس لئے اگر میں نے کھیلوں کو لہو ولعب کہا تو کوئی بے جا بات نہیں کی، آپ "ورزش برائے صحتِ جسمانی" کے فلسفے کو لے بیٹھے، حالانکہ "کھیل برائے ورزش" کو میں نے بھی ناجائز نہیں کہا، بشرطیکہ ستر نہ کھلے اور اس میں مشغول ہوکر حوائجِ ضروریہ اور فرائضِ شرعیہ سے غفلت نہ ہوجائے، لیکن دورِ جدید میں جو کھیل کھیلے جارہے ہیں، جن کے بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں اور جن میں انہماک اس قدر بڑھ گیا ہے کہ شہروں کی گلیاں اور سڑکیں تک "کھیل کے میدان" بن گئے ہیں، آپ ہی فرمائیں کہ کیا یہ سب کچھ "ورزش برائے صحتِ جسمانی" کے مظاہرے ہیں؟ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ دورِ جدید میں کھیل ایک مستقل فن اور چشمِ بددُور ایک "معزّز پیشہ" بن چکا ہے، اس کو "ورزش" کہنا شاید اپنے

---

(۱) بخاری ج:۲ ص:۸۸۰، مسلم ج:۲ ص:۲۰۱۔

ذہن وعقل سے ناانصافی ہے، اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ ''ورزش'' ہی ہے تو ورزش کے لئے بھی حدود و قیود ہیں یا نہیں؟ جب ان حدود و قیود کو توڑ دیا جائے تو اس ''ورزش'' کو بھی ناجائز ہی کہا جائے گا۔

جواب ۴:... موسیقی کو ''شیطانی رُوح کی غذا'' صرف میں نے نہیں کہا، بلکہ ''الجرس من مزامیر الشیطان''[1] تو اِرشادِ نبوی ہے، اور گانے والیوں اور گانے کے آلات کے طوفان کو علاماتِ قیامت میں ذکر فرمایا ہے۔[2] آلاتِ موسیقی کے ساتھ گانے کے حرام ہونے پر فقہاء وصوفیاء سبھی کا اِتفاق ہے،[3] اور اسی میں گفتگو ہے، آدمی بہرحال آدمی ہے، وہ سعدیؒ کا اُونٹ نہیں بن سکتا، کیونکہ سعدیؒ کا اُونٹ اَحکامِ شرعیہ کا مکلّف نہیں، جبکہ یہ ظلوم وجہول مکلّف ہے۔ آلات سے تأثر میں بحث نہیں، بحث اس میں ہے کہ یہ تأثر اشرف المخلوقات کے شایانِ شان بھی ہے یا نہیں؟ اور حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تأثر کی تحسین فرمائی ہے یا تقبیح؟

جواب ۵:... مجھے توقع ہے کہ آپ ''فاروقی بصیرت'' سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر غور فرمائیں گے اور حلال وحرام کے درمیان فرق وامتیاز کی کوشش کریں گے۔

---

(۱) عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الجرس مزامير الشيطان۔ (صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۰۲، باب كراهة الكلب والجرس فى السفر)۔

(۲) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا .... ظهرت القينات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر هٰذه الأمّة أوّلها فارتقبوا عند ذالك ريحًا حمراء وزلزلةً وخسفًا ومسخًا وقذفًا وآيات تتابع كنظام قطع سلكه فتتابع۔ رواه الترمذی۔ (مشكٰوة ص:۴۷۰، باب أشراط الساعة)۔

(۳) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه سلم: الغناء ينبت النفاق فى القلب كما ينبت الماء الزرع۔ رواه البيهقی فی شعب الإيمان۔ قال النووی: والغناء بآلات مطربة هی من شعار شاربی الخمر كالعود والطنبور والصنج وسائر المعازف والأوتار حرام كذا إسماعه حرام۔ (مشكٰوة وهامشه ج:۲ ص:۴۱۱)۔ أيضًا: وفی البزازية: إستماع صوت الملاهی كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه السلام: إستماع الملاهی معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر۔ (الدرالمختار ج:۶ ص:۳۴۹)۔

خاندانی منصوبہ بندی

مانع حمل تدابیر کو قتلِ اولاد کا حکم دینا

سوال:... سورۂ بنی اسرائیل کی آیت: ''اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو'' کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے ''تفہیم القرآن'' میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتلِ اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو نامناسب تقسیمِ رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے، وہ غاصب کے لئے تو پابندِ مسائل نہیں، لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے۔ اس صورتِ حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلافِ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا؟ ذاتِ باری تعالیٰ پر یقینِ کامل اپنی جگہ، اور اسی کی عطا کی ہوئی عقلِ سلیم ہمیں غور و فکر کی دعوت بھی دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم بارش، دُھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں، نہ کہ ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے، اور یہی اس کی رحمت ہے۔ مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دُنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی، لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بناء پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلافِ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوگا؟

جواب:... منع حمل کی تدابیر کو قتلِ اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے، البتہ فقر کے خوف کی جو علت قرآنِ کریم نے بیان فرمائی ہے،[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشۂ فقر کی بنا پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا غیر پسندیدہ فعل ہے، اور آپ کا اس کو دُوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ دُوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے، جبکہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔[2] بہرحال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جبکہ ان کا منشا محض اندیشۂ فقر ہو، اور اگر دُوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں، یا وہ اُوپر تلے کے بچوں کی پرورش کرنے سے قاصر ہے تو مانع حمل تدبیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

(۱) ولَا تقتلوا أولٰدكم خشية املٰق نحن نرزقهم وإيّاكم، إنّ قتلهم كان خطئًا كبيرًا. (الإسراء: ۳۱). أيضًا: فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر أو أنها لَا تأثم إثم القتل. (شامي ج:۳ ص:۱۷۶). تفصیل کے لئے ملاحظہ: ضبطِ ولادت کی عقلی و شرعی حیثیت ص:۱۴ تا ۳۳ مصنفہ: مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ۔

(۲) عن أبي سعيد الخدري قال: أصبنا سبيًا فكنا نعزل فسألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أو انكم لتفعلون قالها ثلاثًا ما من نسمة كائنة إلى يوم القيامة إلّا هي كائنة. (صحيح البخاري ج:۲ ص:۷۸۴).

خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

سوال:... ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈا کر کے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کر کے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوش حال بنائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو اِنسان بھی دُنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے، نہ کہ اِنسان کے ہاتھ میں، بلکہ انسان تو اس قدر گناہگار اور سیاہ کار ہوتا ہے کہ وہ تو اس قابل ہی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں، اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں ہی کے طفیل ملتا ہے، تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

جواب:... خاندانی منصوبہ بندی کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں، ان کے بارے میں تو علمائے اُمت فرما چکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں، البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جبکہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو، علاجاً ضبطِ ولادت کا حکم دیا جاسکتا ہے۔[1]

مجبوراً منعِ حمل کی تدبیر کرنا

سوال:... زید کی بیوی کو جب پانچ ماہ ہوجاتے ہیں یعنی جب حمل ٹھہر جاتا ہے تو اس وقت سے درد شروع ہوجاتا ہے، اور یہ درد متواتر چار مہینے رہتا ہے، اور ہر وقت درد رہتا ہے، اور اتنا سخت درد کہ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پکانا اور کام کاج کرنا تمام مشکل ہوجاتا ہے۔ کیا اس سے نجات پانے کے لئے اگر آپریشن کے ساتھ اولاد کا ہونا بند کرایا جائے تو کیا جائز ہے؟ اور یہ سخت مجبوری کی صورت ہے، عورت سخت بیمار رہتی ہے، بسا اوقات عورت کی جان کا بھی خطرہ ہوجاتا ہے۔

جواب:... اگر عورت کی صحت ولادت کی متحمل نہیں، تو منعِ حمل کی تدبیر جائز ہے، مگر آپریشن کے بجائے دُوسری تدبیر ممکن ہو تو آپریشن نہ کرایا جائے، اور اگر کوئی دُوسری تدبیر ممکن نہ ہو تو مجبوری ہے۔[2]

جان کا خطرہ ہو تو مانعِ حمل تدابیر اِختیار کرنا

سوال:... میری بھابھی عرصے سے دِل کی بیماری، یرقان، گلے کی بیماری (خنازیر) اور بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہے، تقریباً دس سال پہلے ڈاکٹروں نے بچے پیدا کرنے سے منع کیا، یہاں تک کہ آخری بچہ بذریعہ آپریشن پیدا ہوا، پھر ڈاکٹروں نے سختی سے منع کیا کہ اگر مزید بچے پیدا کئے تو بیوی مرجائے گی۔ ایسی صورت میں کیا بچوں کی پیدائش مکمل طور پر بند کردی جائے؟ یا کچھ عرصے کے لئے بند کردی جائے؟

---

(۱) وفی الفتاویٰ: إن خاف من الولد سوء فی الحرة یسعه العزل بغیر رضاها، لفساد الزمان، فلیعتبر مثله من الأعذار مسقطًا لإذنها۔ (ردالمحتار ج:۳ ص:۱۷۶ کتاب النکاح، مطلب فی حکم العزل)۔

(۲) الضرورات تبیح المحظورات۔ (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۴۳ الفن الأوّل)۔

جواب:...اگر جان کا خطرہ ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں۔[1]

بیماری کے بڑھ جانے کے ڈر سے بچہ دانی کو نکلوانا

سوال:...ایک شادی شدہ عورت جس کے نو بچے ہو جاتے ہیں اور بچوں کی تربیت و تعلیم ایک بڑا مسئلہ بن جاتا ہے، جبکہ عورت بیمار بھی ہو، کئی ڈاکٹروں نے مشورہ بھی دیا کہ تمہارے لئے اور بچے تمہاری بیماری کے لئے خطرہ ہے کہ بیماری اور بڑھ جائے گی۔ اب ایسی صورت میں یہ عورت آپریشن کے ذریعے بچہ دانی کو ضائع کرسکتی ہے؟ اس وقت عورت کی عمر ۳۵ سال ہے، کیا ہمیشہ کے بچہ دانی کو ضائع کرنا جائز ہے؟

جواب:...ڈاکٹروں کے مشورے سے منعِ حمل کی تدبیر تو بلاشبہ جائز ہے، لیکن اگر ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں، تو جان بچانے کے لئے یہ بھی جائز ہے۔[2] واللہ اعلم

بیمار رہنے والی عورت اولاد کا وقفہ کرسکتی ہے، بالکل بند نہ کرے

سوال:...جنابِ عالی! الحمدللہ میں ایک مسلمان لڑکی ہوں، اپنا دِین و مذہب بہت پسند ہے، پنج وقتہ نماز بھی پڑھتی ہوں، ایک مسئلہ ہے برائے کرم ضرور حل بتائیں۔

جنابِ عالی! میری شادی کو تین سال کا عرصہ ہوگیا ہے، اس عرصے میں ماشاء اللہ دو بچے اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں، ایک بچہ صرف ایک سال کی عمر کا تھا، جب رَبّ نے دُوسرا بچہ دے دیا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، کرم ہے، اِحسان ہے میرے رَبّ کا۔ مگر مولانا صاحب! یہ بہت چھوٹے چھوٹے بچے ہی، بہت زیادہ توجہ چاہتے ہیں، ان کی صحیح پرورِش اور نگہداشت کے لئے ضروری ہے کہ میں ان پر پوری توجہ اور وقت دُوں۔ مولانا صاحب! مجھے بہت ڈر اور شرم محسوس ہو رہی ہے یہ معلوم کرتے ہوئے کہ کیا میں آئندہ بچے کی پیدائش سے پہلے کچھ عرصے کا وقفہ کرالوں؟ میں اِنتہائی مجبور ہوں، پالن ہار میرا رَبّ ہے، صحت و تندرستی بھی اُسی کی جانب سے ہے، مولانا صاحب! میرے شوہر ایک مزدور ہیں، اور بچے بہت بیمار رہتے ہیں، میری اپنی حالت اور صحت اتنی خراب ہے کہ ہر کوئی افسوس کرتا ہے۔ کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ جو میری مدد کرے ان کی دیکھ بھال میں۔ میں خود بھی ایک طرح سے بیمار رہنے لگی ہوں، میں سچ عرض کر رہی ہوں کہ میں مجبور ہوں۔ اللہ کے واسطے میری مدد کیجئے، صحیح رہنمائی فرمایئے، بڑا اِحسان ہوگا آپ کا۔

جواب:...آپ کے لئے وقفہ کرنے کی اِجازت ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی خاص مدد کریں۔ بچے بالکل بند نہ کئے جائیں۔[3] واللہ اعلم!

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) الضرورات تبیح المحظورات. (الأشباه والنظائر ص:۴۳ الفن الأوّل، طبع إدارة القرآن کراچی).

(۳) ایضاً۔

ضبطِ ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم

سوال ۱:... ضبطِ ولادت اور اسقاطِ حمل میں کیا فرق ہے؟ کونسا حرام ہے اور کونسا جائز؟

سوال ۲:... ایک لیڈی ڈاکٹر جو ضبطِ ولادت کا کام کرتی ہے اور دوائیں دیتی ہے، اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

جواب ۱:... ضبطِ تولید کے مختلف انواع ہیں۔ ۱-مانع حمل دوائیاں یا گولیاں استعمال کرنا، ۲-حمل نہ ٹھہرنے کے لئے آپریشن کرانا، ۳-حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو دواؤں سے ضائع کرنا، ۴-اسقاطِ حمل کرانا، ۵-یا مادّۂ منویہ اندر جانے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کوئل استعمال کرنا، یہ سب اقسام ہیں۔

لہٰذا فقر اور احتیاجی کے خوف سے یا کثرتِ اولاد کو روکنے کے واسطے مذکورہ انواع میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا، وہ ضبطِ تولید میں آئے گا، اور ضبطِ تولید کے عمل کرنے اور کرانے والا دونوں گناہگار ہوں گے۔ [1]

جواب ۲:... مذکورہ بالا حالات میں ڈاکٹر کے لئے دوائیاں دینا بھی گناہ ہوگا، اِلَّا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو کہ حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور حمل بھی ایسا کہ اس میں جان پیدا نہ ہوئی ہو، یعنی چار ماہ کی مدّت سے کم ہو، اس سے قبل اسقاط کراسکتا ہے۔ ایسی خاص صورت میں ڈاکٹر بھی گناہگار نہ ہوگا اور مانع حمل اور اسقاط کی دوائی استعمال کرنے والا بھی گناہگار نہ ہوگا۔ [2]

خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے

سوال:... آج صغریٰ بائی ہسپتال نارتھ ناظم آباد جانے کا اتفاق ہوا، وہاں ہسپتال کے مختلف شعبوں اور کوریڈور میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ایک اِشتہار دیکھا جس میں نفس کو مارنا جہادِ عظیم قرار دیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ نس بندی کی تعریف کی گئی تھی اور اسے بھی نفس کو مارنے سے تعبیر کیا گیا تھا، اور ایک حدیث کا حوالہ تھا کہ: ''مال کی قلّت اور اولاد کی کثرت سے پناہ مانگو''، یعنی یہ حدیث قرآن کی ان تعلیمات کے بالکل ضد ہے جس میں اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ ہر ذی رُوح کو رزق دیتا ہے، کیا یہ حدیث قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟ اُمید ہے کہ اس حدیث کی وضاحت فرمائیں گے۔

جواب:... حدیث تو صحیح ہے، مگر اس کا جو مطلب لیا گیا ہے، وہ غلط ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مصائب کی مشقت سے اللہ کی پناہ مانگو، اس کو اولاد کی بندش کے ساتھ جوڑنا غلط ہے۔ اور نس بندی کو نفس کشی کہنا بھی محض اختراع ہے، نفس کشی کا مفہوم یہ

---

(۱) قال تعالٰی: ولَا تقتلوا اولٰدکم خشية املٰق نحن نرزقهم وإياكم. (بنی إسرائیل: ۳۱). قال عبدالله رضی الله عنه: كنا نغزوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لنا شیء، فقلنا: ألَا نستخصی؟ فنهانا عن ذالک. (بخاری ج:۲ ص:۷۵۹، کتاب النكاح). وفی فتح الباری تحت هٰذا الحديث: والحجة فيه انهم اتفقوا علٰى منع الجب والخصاء، فيلحق بذالک ما فی معناه من التداوی بالقطع أصلًا. (فتح الباری ج:۹ ص:۹۷ طبع دار المعرفة بيروت). تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: ضبطِ ولادت کی عقلی وشرعی حیثیت ص:۱۴ تا ۲۳ مصنفہ حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ۔

(۲) (قوله وجاز لعذر) كالمرضعة .... قالوا يباح لها أن تعالج فی استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو وقدروا تلک المدة بمائة وعشرين يومًا. (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۲۹، طبع ایچ ایم سعید).

ہے کہ نفس کو ناجائز اور غیرضروری خواہشوں سے باز رکھا جائے۔ (۱)

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

سوال:... خاندانی منصوبہ بندی یا بچوں کی پیدائش کی روک تھام کے کسی بھی طریقے پر عمل کرنا گناہِ صغیرہ ہے؟ گناہِ کبیرہ ہے؟ یا شرک ہے؟

جواب:... منعِ حمل کی تدبیر اگر بطور علاج کے ہو کہ عورت کی صحت متحمل نہیں تو بلا کراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے، اور اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے، شرعاً گناہ ہے، گناہِ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔ (۲)

برتھ کنٹرول کی گولیوں کے مضر اثرات

سوال:... آج سے پندرہ بیس سال قبل بچے کی پیدائش ماں یا باپ کے لئے مسئلہ نہیں بنتی تھی، بلکہ مشترکہ خاندان کی بدولت بچہ ہاتھوں ہاتھ پل جاتا تھا، اس کے علاوہ مسائل کی فراوانی بھی نہیں تھی، نوکر آسانی سے مل جاتے تھے، بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاسکتی تھی، کیونکہ عموماً بچے دادی یا نانی کی سرپرستی میں پرورِش پاتے تھے۔ مائیں بھی بچوں پر خصوصی توجہ دے لیتی تھیں، کیونکہ نوکر بآسانی کم تنخواہوں پر مل جاتے تھے، اکثر اوقات تو گھریلو قسم کی عورتیں صرف دو وقت کی روٹی کی خاطر کھاتے پیتے گھرانوں میں کام کرنے لگتی تھیں، ظاہری نمود و نمائش کا نام و نشان نہ تھا، اگر کسی کی تنخواہ کم ہے تو وہ دال روٹی کھا کر اپنے بچوں کی پرورِش کرلیتا تھا، اور کبھی بھی کسی بھی جوڑے کو "کم بچے خوش حال گھرانہ" کا خیال تک نہیں آیا۔ لیکن آج کا دور جبکہ مسائل نے پریشانیوں کی صورت اختیار کرلی ہے، مشترکہ خاندان کا تصوّر خال خال نظر آتا ہے، دادی یا نانی اپنے بچوں کی اولادوں سے بیزار نظر آتی ہیں، ظاہری نمود و نمائش کا ایک طوفان برپا ہے، ہر شخص دولت کی ہوس میں اندھا ہو رہا ہے، بیوی اور شوہر دونوں ملازمت کر کے اپنے معیارِ زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے کی تگ و دو میں کوشاں ہیں، ہر شخص کی فکر اپنی حد تک محدود ہے، رنگین ٹی وی، فرج، قالین، صوفے، عمدہ کراکری، گاڑی ہر شخص کے اعصاب پر سوار ہیں، ہر شخص اس بات کی فکر میں ہے کہ وہ خاندان کا امیر ترین آدمی کہلائے، معاشرے کے یہ ناسور اس پر طرّہ ٹی وی، ریڈیو پر "کم بچے خوش حال گھرانہ" کے پروپیگنڈے نے ہزاروں عورتوں کو ذہنی مریض، جسمانی مریض اور پھر موت کی گھاٹ اُتار دیا۔ آج کا مرد، عورت کو برتھ کنٹرول کی گولیاں کھلا کر اپنے معیارِ زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، اور عورت جو مرد کا دایاں بازو کہلاتی ہے، آج ہمارے معاشرے کا بیمار اور روگی عضو بنتی جارہی ہے، ان گولیوں نے نامعلوم کتنی زندگیاں تباہ و برباد کی ہوں گی، ہمارے معاشرے میں کسی کا نام لکھنا اور مشتہر کرنا باعثِ رُسوائی ہے۔ بہرحال یہ گولیاں عورت

---

(۱) وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ. (النازعات:۴۰). وفي التفسير: أي خاف القيام بين يدي الله عز وجل، وخاف حكم الله فيه، ونهى نفسه عن هواها، وردّها إلى طاعة مولاها. (تفسير ابن كثير ج:۶ ص:۳۸۵).

(۲) ایضاً، نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ضبطِ ولادت کی عقلی و شرعی حیثیت تصنیف مفتی شفیع صاحبؒ از صفحہ:۱۴ تا ۲۳۔

کے سر درد پیدا کرتی ہیں، ماہانہ نظام میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، بعض عورتیں بے پناہ موٹی اور بعض عورتیں دُبلی اور کمزور ہوجاتی ہیں، بینائی پر اثر پڑتا ہے، سر کے بال سفید ہوجاتے ہیں، مختلف قسم کی اندرونی تکالیف پیدا ہوجاتی ہیں، بعض عورتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتی ہیں۔ مانع حمل گولیوں کے استعمال کرنے والی عورتوں سے اس کے مضر اثرات کے متعلق پوچھا تو ہر عورت کو سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا پایا، جو ہفتے عشرے میں ضرور اُٹھتا ہے، اور جس کو روکنے کے لئے وہ اسپرین کی گولیاں استعمال کرتی ہیں، یہ سر درد تقریباً دو تین روز رہتا ہے۔ عموماً عورتوں کے پیروں کے پٹھے اکڑنے کی بھی شکایت ہوجاتی ہے، پیر سن ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات ان کو حرکت تک نہیں دے سکتیں۔ ایک صاحبہ جو شادی سے قبل بہت اسمارٹ ہوا کرتی تھیں، ان گولیوں کے استعمال کے بعد بے پناہ موٹی ہوکر ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہوگئیں۔ بہرحال اگر سروے کیا جائے تو ہر پڑھی لکھی عورت اس لعنت سے پریشان ہے، لیکن وہ اس کے استعمال کو بند کرنے کے لئے بھی تیار نہیں، کیونکہ ان کے مسائل اتنے ہیں کہ وہ تیزی سے اپنی صحت کو داوٴ پر لگارہی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کا باقاعدہ طور پر سروے کرکے عورتوں کو اس کے مضر اَثرات سے آگاہ کیا جائے، اور ان گولیوں کے استعمال پر سختی سے گورنمنٹ کو پابندی عائد کرنی چاہئے، جبکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے گناہِ عظیم بھی ہے۔

جواب:...خدا کرے کہ حکومت اور عورتیں آپ کے مشورے پر دونوں عمل کریں۔ اور جیسا کہ آپ نے اشارہ کیا ہے یہ تمام نحوستیں اس وجہ سے ہیں کہ اس زندگی کو اصل زندگی سمجھ لیا گیا ہے، موت اور موت کے بعد کی زندگی کو فراموش کردیا گیا ہے۔ اسلام نے جس سادگی اور کم تر آسائشِ زندگی حاصل کرنے کی تعلیم دی تھی، اس کے بجائے سامانِ تعیش کو مقصد بنالیا گیا ہے، یہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا بھوت پوری قوم پر سوار ہے، جس نے قوم کی دُنیا و آخرت دونوں کو غارت کردیا ہے، ان تمام بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں میں آخرت کے یقین کو زندہ کیا جائے۔

حکومت ضبطِ تولید پر کروڑوں روپیہ ضائع کر رہی ہے، لیکن اس کے باوجود آبادی کو محدود کرنے کا ہدف حاصل کرنے میں ناکام ہے، البتہ اس سے چند خرابیاں رُونما ہو رہی ہیں:

اوّل:...عورت کا بچے پیدا کرنا ایک فطری عمل ہے، جو عورتیں اس فطری عمل کو روکنے کے لئے غیرفطری تدابیر اختیار کرتی ہیں وہ اپنی صحت کو برباد کرلیتی ہیں، اور بلڈ پریشر سے لے کر کینسر تک کے روگ ان کی زندگی بھر کے ساتھ ہوجاتے ہیں، اور وہ جلد سے جلد قبر میں پہنچنے کی تیاری کرلیتی ہیں، گویا ضبطِ تولید کی گولیاں اور دُوسری غیرفطری تدابیر ایک زہر ہے جو ان کے جسم میں اُتارا جارہا ہے۔

دوم:...اس زہر کا اثر ان کی اولاد پر بھی ظاہر ہوتا ہے، چونکہ ایسی خواتین کی اپنی سوچ گھٹیا ہے، اس لئے ان کی اولاد بھی ذہنی وجسمانی طور پر تندرست نہیں ہوتی، بلکہ یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتی ہے، یا ذہنی بلندی سے عاری۔ کام چور، کھیل کود کی شوقین، والدین کی نافرمان، اور جوان ہونے کے بعد نفسانی وجنسی امراض کی مریض۔ اس طرح ضبطِ تولید کی یہ تحریک، جس پر حکومت قوم کا کروڑوں، اربوں روپیہ غارت کرچکی ہے، اور کر رہی ہے، درحقیقت ایک معذور اور ذہنی طور پر اپاہج معاشرہ وجود میں لانے کی تحریک ہے۔

سوم:...ہمارے معاشرے میں مرد وزَن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں، تعلیم گاہوں میں (جن کو نئی نسل کی قتل گاہیں کہنا زیادہ

صحیح ہوگا) نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں، عقل ناپختہ اور جذبات فراواں، اس ماحول میں نوجوان نسل بجائے فنی تعلیم کے عشق لڑانے کی مشق کرتی ہے، اور جنسی ملاپ کو منتہائے محبت تصوّر کرتی ہے، اس راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ یہ ہے کہ اگر جنسی ملاپ کا نتیجہ ظاہر ہوگیا تو دُنیا میں رُسوائی ہوجائے گی، اس برتھ کنٹرول کی تحریک نے ان کے راستے کی یہ مشکل حل کردی، اب لڑکیاں اس غلط روی کے خوفناک انجام سے بےفکر ہوگئی ہیں، اور اگر برتھ کنٹرول کے باوجود ''نتیجۂ بد'' ظاہر ہی ہوجائے تو ہسپتال میں جاکر صفائی کرالی جاتی ہے۔

الغرض! حکومت کی یہ تحریک صرف اسلام ہی کے خلاف نہیں، بلکہ پورے معاشرے کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے۔

مانعِ حمل ادویات اور غبارے استعمال کرنا

سوال:...آج کل لوگ جماع کے وقت عام طور پر مانعِ حمل ادویات استعمال کرتے ہیں، یا اس کی جگہ آج کل مختلف قسم کے غبارے چل رہے ہیں، جن سے حمل قرار نہیں پاتا، کیا ایسا عمل جس سے حمل قرار نہ پائے جائز ہے؟ نیز کیا ان غباروں کا استعمال جائز ہے؟

جواب:...جائز ہے۔[1]

(۱) ویعزل عن الحرة .... بإذنها لٰکن فی الخانیة أنه یباح فی زماننا لفساده. (الدر المختار ج:۳ ص:۱۷۵).

جائز و ناجائز

بُرا کام شروع کرنے سے پہلے "بسم اللہ" پڑھنا جائز نہیں

سوال:... بہت سے لوگ اکثر بُرے کاموں کی اِبتدا قرآنِ پاک کی آیت "بسم اللہ" سے کرتے ہیں، مثلاً اگر دو آدمی تاش کھیلنے بیٹھیں یا کوئی اور جوا کھیلنے کا اِرادہ ہو تو ایک آدمی دُوسرے سے کہتا ہے کہ چلو بھئی بسم اللہ کرو۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کوئی کام شروع کرے اور وہ کام شروع ہی میں غلط ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ "بسم اللہ ہی غلط ہوئی" کیا اَز راہِ مذاق اور سنجیدگی میں ایسی باتیں کہنا قرآنِ کریم کی اس آیتِ پاک کی توہین نہیں؟

جواب:... کسی بُرے کام پر "بسم اللہ" پڑھنا سخت گناہ ہے۔[1] اور "بسم اللہ ہی غلط ہوئی" کے محاورے میں "بسم اللہ" بول کر اِبتدا مراد لی جاتی ہے، اس لئے عرفاً یہ فقرہ توہین شمار نہیں ہوتا۔

عیسوی تاریخ کے ساتھ "AD" لکھنا جائز نہیں

سوال:... مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر نہیں چڑھایا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اُٹھا کر آسمان میں بسایا ہے۔ انگریز مصنفین اپنے عقیدے کے مطابق عیسوی سال کے ساتھ "اے ڈی" یعنی "آفٹر ڈیتھ آف کرائسٹ" لکھتے ہیں، بدقسمتی سے جہاں ہم دُوسرے معاملات میں انگریزوں کی اندھی تقلید کر رہے ہیں، اسی طرح ہمارے مسلمان مصنفین بھی جب تاریخ لکھتے ہیں تو ساتھ "اے ڈی" لکھتے ہیں۔ کیا یہ اس عقیدے سے اِنکار نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ہیں اور جب قیامت قریب آئے گی تو وہ زمین پر اُتریں گے؟

جواب:... یہ عقیدہ تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ذِکر فرمایا ہے کہ: "یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اُٹھالیا"[2] لہٰذا ایسے الفاظ جن سے عیسائی عقیدے کی تائید ہو، ان کا اِستعمال جائز نہیں۔

---

(۱) وتحرم عند إستعمال محرم، بل في البزازية وغيرها يكفر من بسمل عند مباشرة كل حرام قطعي الحرمة ... إلخ۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۹، مقدمة، طبع سعيد)۔

(۲) "وقولهم إنّا قتلنا المسيح عيسَى ابن مريم رسول الله، وما قتلوه وما صلبوه ولكن شُبّه لهم، وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه، ما لهم به من علم إلّا اتباع الظن، وما قتلوه يقينا، بل رفعه الله إليه وكان الله عزيزًا حكيمًا" (النساء:۱۵۷، ۱۵۸)۔

مکروہ فعل کو جاننے کے باوجود کرنا

سوال:... اگر کوئی فعل یا عمل جو شریعت میں مکروہ ہے، اس کا علم ہوجانے کے بعد بھی کوئی اُس فعل یا عمل کو جاری رکھے، تب بھی اُس کے لئے مکروہ ہی رہے گا، یا اُس پر حجت قائم ہوجانے کی وجہ سے درجہ بدل جائے گا؟

جواب:... صغیرہ گناہ اِصرار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے، اور کبیرہ گناہ اِصرار کرنے سے اس میں مزید شدّت پیدا ہوجاتی ہے۔[1] داڑھی منڈانا یا کترانا صرف مکروہ نہیں بلکہ حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔[2]

''مکروہ'' کی تعریف

سوال:... آپ نے بہت لوگوں کے اسلامی مسائل حل کردیئے ہیں، ہم بھی ایک مسئلہ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں، اُمید ہے آپ اُسے ضرور حل کردیں گے۔ مسئلہ لفظ ''مکروہ'' کی وضاحت کیجئے۔

جواب:... ''مکروہ'' سے مراد یہ ہے کہ یہ فعل خدا اور رسول کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں: تنزیہی اور تحریمی۔ مکروہِ تنزیہی کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کا کرنا جائز تو ہے، مگر اچھا نہیں، اور اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ اور مکروہِ تحریمی کے معنی یہ ہیں کہ یہ فعل حرام کے قریب قریب ہے، لہٰذا اس کا کرنا جائز نہیں۔[3]

''مکروہ'' کسے کہتے ہیں؟

سوال:... ۱۳؍۳ روزنامہ ''جنگ'' فوزیہ سیّد کا سوال اور آپ کا جواب کہ رقص حرام ہے، پڑھ کر دِل کو دِلی سکون نصیب ہوا۔ علم میں، معلومات میں اِضافہ ہوا۔ میں پہلے ایک ہندو گھرانے کی نوجوان لڑکی تھی، مسلم سوسائٹی کی وجہ سے میں اور میری لڑکی، لڑکا ہم تین مسلمان ہوگئے ہیں۔ یہ ربّ کا کرم ہے۔ میں جس گھر میں ملازم ہوں یہ اس مسلم گھرانے کی وجہ سے ہوا۔ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

مسئلہ نمبر۱:... ایک دن مالکن نے اپنے بیٹے کو لسی بنا کردی، بیٹے کی بہت ہی بڑی مونچھیں ہیں، لسی نوش کرتے ہوئے مونچھوں

---

(۱) لَا کبیرة مع الْإستغفار ولَا صغیرة مع الْإصرار۔ (شرح فقه أکبر ص:۶۸، طبع مجتبائی دهلی)۔ أیضًا: قال ابن الکمال: لأن الصغیرة تأخذ حکم الکبیرة بالْإصرار، وکذا بالغلبة علٰی ما أفصح عنه فی الفتاوی الصغریٰ حیث قال: العدل من یجتنب الکبائر کلها حتّٰی لو ارتکب کبیرة تسقط عدالته وفی الصغائر العبرة للغلبة أو الْإصرار علی الصغیرة فتصیر کبیرة ولذا قال وغلب صوابه۔ (ردالمحتار ج:۵ ص:۴۷۳، باب القبول وعدمه)۔

(۲) یحرم علی الرجل قطع لحیته۔ (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۵۶۰، باب الْإمامة)۔

(۳) (قوله مکروہ) هو ضد المحبوب قد یطلق علی الحرام .... وعلی المکروہ تحریمًا وهو ما کان إلی الحرام أقرب .... وعلی المکروہ تنزیهًا وهو ما کان ترکه أولٰی من فعله ویرادف خلاف الأولٰی۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۱۳۱ مطلب فی تعریف المکروہ أنه قد یطلق ...إلخ، أیضًا: عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۸، کتاب الکراهیة، البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۴، کتاب الکراهیة)۔

پر لسی لگ گئی تو مالکن بیگم صاحبہ نے بیٹے سے کہا: دیکھو! تم مونچھیں کم کرو، تمہارا پانی، لسی پینا مکروہ ہوجاتا ہے۔ جب میں نے مکروہ کے بارے میں معلوم کیا تو بیگم صاحبہ ٹھیک جواب نہ دے سکیں۔ ''مکروہ'' کسے کہتے ہیں؟

جواب:... ''مکروہ'' اس کام کو کہتے ہیں جس کا کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ناپسندیدہ یا لائقِ نفرت ہو۔ اگر اس کا کرنا جائز تو ہے، مگر اچھا نہیں تو اس کو ''مکروہِ تنزیہی'' کہتے ہیں۔ اور اگر اس قدر ناپسندیدہ ہے کہ اس کا کرنا جائز ہی نہیں، تو اس کو ''مکروہِ تحریمی'' کہتے ہیں۔ [1]

نعت پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:... ایک صاحب مجلسِ حمد و نعت کے دوران حمد تو سن لیتے ہیں، لیکن جوں ہی نعت شروع ہوتی ہے اور اس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ گرامی آتا ہے، پڑھنے والے کو ٹوک کر کہتے ہیں: ''یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اللہ پڑھ'' ان کا یہ انداز کس حد تک دُرست ہے؟ انہیں یہ اعتراض بھی ہے کہ آج کے مسلمانوں کے دِل میں مدینہ کا بت بسا ہے (نعوذ باللہ)۔

جواب:... ''نعت'' کے معنی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کرنا۔ اگر نعتیہ اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح کمالات و اوصاف ذکر کئے گئے ہوں تو ان کا پڑھنا اور سننا لذیذ ترین عبادت ہے، ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ بجائے خود عبادت ہے۔ [2] دُوسرے یہ ذریعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافے و ترقی کا، اور یہ دُنیا و آخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ وہ صاحب کسی اور مذہب کے ہوں گے، ورنہ کسی مسلمان کے منہ سے یہ بات نہیں نکل سکتی۔

فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھنا

سوال:... کچھ عرصے سے دیکھنے میں آرہا ہے کہ مساجد، گھروں اور دیگر مقامات پر نعت خواں حضرات جو نعتیہ کلام پڑھتے ہیں، اس میں فلمی گانوں کی طرز اِستعمال کرتے لگتے ہیں، جسے سنتے ہی ذہن فوراً اس فلمی گانوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ کیا ان حضرات کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے؟

جواب:... ان کا طرزِ عمل صحیح نہیں۔ [3]

---

(۱) (قوله مكروه) هو ضد المحبوب قد يطلق على الحرام .... وعلى المكروه تحريمًا وهو ما كان إلى الحرام أقرب .... وعلى المكروه تنزيهًا وهو ما كان تركه أولٰى من فعله ويرادف خلاف الأولٰى. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۱۳۱، كتاب الطهارة، مطلب في تعريف المكروه وأنه قد يطلق على الحرام ...الخ).

(۲) قال في شرح الدر المختار: سئل عنه صلى الله عليه وسلم فقال كلام حسنه حسن قبيحه قبيح ومعناه أن الشعر كالنثر يحمد حين يحمد ويذم حين يذم .... فما كان منه في الوعظ والحكم وذكر نعم الله تعالٰى وصفة المتقين فهو حسن. (شامی ج:۱ ص:۶۲۰، مطلب في انشاد الشعر).

(۳) دیکھئے: إمداد الفتاویٰ ج:۶ ص:۲۰۶۔

نعتیں ترنم کے ساتھ پڑھنا

سوال:... حمد و نعتیں اور اسلام کے پروگرام میں کبھی خواتین اور کبھی خواتین و مرد ایک ساتھ، کبھی مرد لحن سے اور کبھی ترنم سے پڑھتے ہیں جب عورتیں یا مرد اور عورتیں ایک ساتھ حمد یا نعت یا سلام ریڈیو پر پڑھتے ہوں تو اسے ہر مرد اور عورت کو سننا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کس طرح سنا جاسکتا ہے؟

جواب:... حمد و نعت تو بہت اچھی چیز ہے، بلکہ بہترین عبادت کہنا چاہئے بشرطیکہ حمد و نعت کے مضامین خلافِ شرع نہ ہوں،[۱] جیسا کہ آج کل کے بہت سے نعت گو خلافِ شرع مضامین کا طومار باندھ دیتے ہیں۔ جہاں تک پڑھنے کا تعلق ہے، اگر مرد، مردوں کے مجمع میں اور کوئی عورت خواتین کی محفل میں پڑھے اور اس کی آواز نامحرَم مردوں تک نہ پہنچے تب تو صحیح ہے، لیکن مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ پڑھنا ناجائز ہے۔[۲]

داڑھی منڈا کر نعت پڑھنا تعریف نہیں توہین ہے

سوال:... جو شخص داڑھی نہیں رکھتا، کیا وہ نعتِ رسول پڑھنے کا اہل ہے یا اس کو نعت خواں کہا جاسکتا ہے؟

جواب:... ایسا شخص گناہگار (فاسق) ہے۔[۳] اور داڑھی منڈا کر نعت پڑھنا تعریف نہیں، توہین ہے۔ اگر اس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں کی وضع قطع کو پسند نہ کرتا۔

کیا نعت خوانی عبادت ہے؟

سوال:... نعت پڑھنا، سننا اور لکھنا کیا عبادت میں شامل ہے؟

جواب:... بلاشبہ عبادت ہے، جبکہ مضامین صحیح ہوں، اور اس کے ساتھ کسی غلط بات کی آمیزش نہ کی جائے۔[۴]

وعظ و تقریر میں شعر کہنا کیسا ہے؟

سوال:... میرے ناقص علم میں یہ نہیں آرہا ہے کہ ہر وعظ میں اور ہر تحریر میں، ہر تقریر میں شعروں کی بھرمار ہوتی ہے، حالانکہ فرمان ہے کہ شاعری گمراہی کا باعث ہے، لیکن اس عملی دُشواری کا علمائے کرام کے پاس شاید کوئی علاج نہیں، تو بتایئے کہ کون آکر ہمیں راہ دِکھائے گا؟

---

(۱) دیکھئے: إمداد الفتاویٰ ج:۶ ص:۲۰۶۔

(۲) ولَا نجيز لهن رفع أصواتهن ولَا تمطيطها ولَا تلينها وتقطيعها لما في ذالک من إستمالة الرجال إليهن وتحريک شهوات منهم. (باب الشروط الصلاة شامی ج:۱ ص:۴۰۶).

(۳) يحرم على الرجل قطع لحيته. (شامی ج:۱ ص:۵۲۰).

(۴) أحسن الفتاویٰ ج:۸ ص:۱۴۶۔

جواب:... آپ نے علماء کے شعر پڑھنے پر اِعتراض کیا ہے، شعر کلامِ موزوں کا نام ہے، اور اس کے اچھے یا بُرے ہونے کا مدار اس مضمون پر ہے جو شعر میں ادا کیا گیا ہو۔ اگر شعر حمد و نعت، مدحِ صحابہؓ یا مضامینِ حکمت پر مشتمل ہو تو اس کا پڑھنا کوئی عیب کی بات نہیں۔ اور اگر وہ فاسقانہ مضامین پر مشتمل ہو تو اس کو کوئی عاقل بھی اچھا نہیں کہے گا۔ قرآنِ کریم نے اگر شعراء کی مذمت فرمائی ہے، تو انہی غلط اور بے ہودہ اَشعار نظم کرنے پر فرمائی ہے۔[1] اچھے اَشعار جو کلماتِ حکمت پر مشتمل ہوں، ان کی مذمت نہیں کی گئی۔ علمائے کرام اگر خدانخواستہ گندے اَشعار اپنی تقریروں میں پڑھتے ہیں تو بہت بُرا کرتے ہیں، اور آپ کا اِعتراض بالکل بجا اور دُرست ہے، لیکن اگر کوئی حکیمانہ شعر پڑھتا ہے تو اس پر آپ کو بھی کوئی اِعتراض نہیں ہونا چاہئے۔[2]

صرف اپنا دِل بہلانے کے لئے شعر پڑھنا

سوال:... آپ کے کالم میں میں نے پڑھا تھا کہ ایسی شاعری جس سے کسی کے جذبات اُبھریں، منع ہے، لیکن اگر بالفرض میں شاعری کروں صرف جذبات کی آگ بجھانے کے لئے اور وہ اشعار صرف میرے پاس رہیں، کوئی اور انہیں نہ پڑھ سکے، صرف اپنے لئے اشعار لکھے جائیں تو ایسی صورت میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟

جواب:... حق تعالیٰ شانہ کی حمد و ثنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ اور اخلاقِ عالیہ پر مشتمل شعر کہہ لیا کریں، اسی طرح عقل و دانش اور علم و حکمت کے اشعار کی بھی اجازت ہے،[3] اس کے علاوہ شعر و شاعری فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا سینہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔[4]

کیا اُلٹی مانگ نکالنے والے کا دِین ٹیڑھا ہوتا ہے؟

سوال:... کیا واقعی یہ حقیقت ہے کہ جس کی مانگ ٹیڑھی ہو اس کا دِین ٹیڑھا ہے؟ اور کیا اُلٹی کنگھی کرنا گناہِ کبیرہ ہے؟

---

(۱) "والشعراء یتبعهم الغاوٗن، الم تر أنهم فی کل واد یهیمون، وانهم یقولون ما لَا یفعلون" (الشعراء: ۲۲۴ تا ۲۲۶)۔ وفی التفسیر: أی لَا یتّبعهم علٰی باطلهم و کذبهم وتمزیق الأعراض والقدح فی الْإنسان ومدح من لَا یستحق المدح والهجاء ولَا یستحسن ذالک منهم إلّا الغاوٗون أی السفهاء أو الراوون أو الشاطین أو المشرکون قال الزجاج: إذا مدح أو هجا شاعر بما لَا یکون وأحبّ ذالک قوم وتابعوه فهم الغاوون۔ (تفسیر نسفی ج:۲ ص:۵۸۸ طبع دار ابن کثیر، بیروت)۔

(۲) ومعناه أن الشعر کالنثر یحمد حین یحمد ویذم حین یذم ولَا بأس بإستماع نشید الأعراب، وهو إنشاد الشعر من غیر لحن ویحرم هجو مسلم ولو بما فیه ... إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۲۶۰ مطلب فی إنشاد الشعر)۔

(۳) وحمل ما وقع من بعض الصحابة إنشاء الشعر المباح الذی فیه الحِکَم والمواعظ، فإنّ اللفظ الغنٰی أعمّ کما یطلق علی المعروف یطلق علٰی غیره کما فی الحدیث ومن لم یتغن بالقرآن فلیس منّا۔ (درمختار ج:۳ ص:۳۹۱)۔

(۴) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لأن یَمْتَلِی جوف أحدکم قَیْحًا یریه خیرًا له من أن یمتلی شعرًا۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۰۸، باب ما جاء لأن یمتلی جوف أحدکم قَیْحًا)۔

جواب:... اس میں فاسق و فاجر اور کفار کی مشابہت ہے،[۱] اور یہ علامت ہے دِل کے ٹیڑھا ہونے کی، اور دِل کے ٹیڑھا ہونے سے پناہ مانگی گئی ہے۔[۲]

بچوں کو ٹائی پہنانے کا گناہ اسکول کے ذمہ داروں پر ہے

سوال:... ہمارے قریبی اسکول میں بچوں کے یونیفارم میں ''ٹائی'' بھی شامل ہے، جبکہ ہماری دانست میں ٹائی لگانا ممنوع ہے، جب اسکول کی سربراہ سے اس سلسلے میں بات کی گئی تو انہوں نے حوالہ مہیا کرنے پر اسکول میں ٹائی اُتار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ سے یہی دریافت کرنا ہے کہ ٹائی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کن وجوہات کی بناء پر؟

جواب:... ''ٹائی'' دراصل عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب کے نشان کے طور پر اختیار کیا تھا، اس لئے ایک مسلمان کے لئے ٹائی باندھنا عیسائیوں کی تقلید کی وجہ سے حرام ہے۔[۳] اور اسکول کے بچوں کے لئے اس کو لازم قرار دینا نہایت ظلم ہے، بچے تو معصوم ہیں، مگر اس کا گناہ اسکول کے ذمہ داروں پر پڑے گا۔[۴]

شرٹ، پینٹ اور ٹائی کی شرط والے کالج میں پڑھنا

سوال:... ہم طلبہ ''پین اسلامک گروپ آف انڈسٹریز'' کے اسٹاف کالج میں زیرِ تعلیم ہیں۔ یہاں کے قواعد و ضوابط کے مطابق پینٹ، شرٹ اور ''ٹائی'' لگانا ضروری ہے۔ جو بھی طالب علم بغیر ٹائی کلاس میں آتا ہے اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے ٹائی کا کیا مقام ہے؟ اور ایسے شخص کے بارے میں جو کہ ٹائی لگاتا یا لگواتا ہے کیا حکم ہے؟ جبکہ تمام اسٹاف اساتذہ اور طلبہ مسلمان ہیں۔

جواب:... اس سے قطع نظر کہ ٹائی لگانا جائز ہے یا کہ ناجائز، سوال یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے کب تک اسلامی تہذیب و اخلاق کا مقتل بنے رہیں گے؟ بقول اکبر مرحوم:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

مذکورہ بالا کالج کے قواعد و ضوابط انگریزی دور کی یادگار اور پاکستان کے دعویٰ اسلامیت کی نفی کرتے ہیں۔ آپ ان قواعد

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. أى من تشبه نفسه بالكفار مثلًا فى اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أى فى الإثم والخير، قال الطيبى هٰذا عام فى الخلق والشعار ...إلخ. (مرقاة ج:۴ ص:۴۳۱، كتاب اللباس، طبع بمبئى).

(۲) "ربنا لَا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا" (آل عمران:۸).

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ دیکھئے۔

(۴) وما يكره للرجال لبسه يكره للغلمان والصبيان لأن النص حرم الذهب والحرير على ذكور أمته بلا قيد البلوغ والحرية والإثم على من ألبسهم لأنا أمرنا بحفظهم، كذا فى التمرتاشى. (عالمگيرى ج:۵ ص:۳۳۱، الباب التاسع فى اللبس ...إلخ).

وضوابط کے خلاف احتجاج کیجئے اور حکومت سے مطالبہ کیجئے کہ ان بھونڈے اور ناروا قواعد کو منسوخ کیا جائے۔

اَحکامِ شریعت کے خلاف جلوس نکالنے والی عورتوں کا شرعی حکم

سوال:... بات یہ ہے کہ ایک گروہ کے لوگ اللہ کی کتاب کو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، فقط آخری نبی نہیں مانتے جس کی بنا پر ان کو غیرمسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ اخباروں کے ذریعہ آپ کو اور عوام کو بھی معلوم ہو چکا ہے کہ چند خواتین نے لاہور میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات کے خلاف جلوس نکالا اور اِسلامی اَحکام کو ماننے سے اِنکار کیا، تو کیا یہ خواتین اِیمان سے خارج اور مرتد نہیں ہوئیں؟ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نام نہاد مسلمان کا یہودی کے حق میں ہمارے پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے پر سر گردن سے جدا کر دیا تھا، اس طرح نوح علیہ السلام کی اہلیہ کو اپنے نبی اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے پر جہنم میں ڈال دیا، اور فرعون کافر کی اہلیہ حضرت آسیہ کو جنت میں اِیمان کی بدولت اعلیٰ مقام عطا کر دیا جس کی شہادت قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن عورتوں نے اللہ اور رسولِ خدا کے خلاف اِحتجاج کیا ہے، مندرجہ بالا کی روشنی میں مرتد ہوگئیں یا نہیں؟ ان کا نکاح اپنے مسلمان شوہروں سے باقی رہا ہے یا اَزخود فسخ ہوگیا؟ اگر وہ مرجائیں تو مسلمانوں کی قبروں میں کیا دفن کی اِجازت ہے؟ ان کی اولاد سے مسلمان شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں؟

یہ بات قابلِ ستائش اور مبارک بادی ہے کہ لاہور کی نرسوں نے اپنے اِیمان کی حفاظت کی اور مغرب زدہ و دریدہ دہن اور اِسلام دُشمن جلوس خواتین سے بیزاری کا برملا اِظہار کیا، جس کے صلے میں جنت کی خواتین بی بی آسیہ اور رابعہ خاتون اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم نشینی کی سعادت حاصل کریں گی۔ اس ضمن میں ایک بات عرض کرنا ہے کہ علمائے دِین کو حضرت اِمامِ اعظمؒ اور دیگر علمائے حق کا کردار ادا کرنے میں کیا رُکاوٹ ہے؟ شریعت عدالت سے ملحدہ او دریدہ دہن عورتوں کے خلاف رٹ کی درخواست پر ان عورتوں کے کافرانہ اِحتجاج پر ان کی حیثیت کو متعین کرالیا جائے کہ یہ مؤمنہ ہیں یا نوح علیہ السلام کی اہلیہ اور لوط علیہ السلام کی اہلیہ کی فہرست میں شامل ہیں، جن کا انجام قرآن نے بتادیا ہے۔

مکرّر عرض ہے کہ ایک حدیث کے مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن کے ہاتھ میں اِقتدار ہے اگر وہ اَوامر کے فروغ میں مدد نہ کریں اور بُرائی کو اپنی طاقت سے نہ روکیں تو مبادا کوئی ظالم، ملک پر اللہ تعالیٰ مسلط نہ کردے، جو بوڑھے اور بچوں پر رحم نہ کرے اور ظلم سے نجات کی دُعا مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ دُعا قبول نہ کریں، جس کا مظاہرہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں ہوا اور حاجیوں کی دُعا رَدّ کردی گئی۔

اس لئے پاکستان کے حکمران اور خدا کی دی ہوئی زمامِ اِقتدار کے مالک ملک سے اگر فحاشی، بدکاری اور سنگین جرائم کو نہیں روک سکتا تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی، اس لئے چند روزہ عیش کو شیطان کا سبز باغ سمجھ کر فوراً تائب ہوجائیں تاکہ زلزلہ کا آنا بند ہوجائے، فاعتبروا یا اولی الأبصار!

جواب:... کوئی مسلمان جو اللہ و رسول پر اِیمان رکھتا ہو وہ اسلام اور اِسلامی اَحکام کے خلاف کیسے اِحتجاج کرسکتا ہے؟ جن

خواتین نے اسلامی اَحکام کے خلاف اِحتجاجی جلوس نکالا، میرا قیاس یہ ہے کہ وہ جلوس سے پہلے بھی مسلمان نہیں تھیں، اور اگر تھیں تو اس اِحتجاج کے بعد اِسلام سے خارج ہوگئیں۔[1] اگر انہیں آخرت کی نجات کی کچھ بھی فکر ہے تو اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنے اِیمان اور نکاح کی تجدید کریں،[2] لیکن اندازہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ان کو اپنے کئے پر ندامت نہیں ہوگی، بلکہ وہ مسئلہ بتانے والوں کو گالیاں دیں گی۔

شعائرِ اِسلام کی توہین اور اس کی سزا

سوال:...اسلام آباد میں گزشتہ دنوں دو روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس برائے خواتین منعقد ہوئی، جس میں عالمِ اسلام کی جید عالمِ دِین خواتین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جہاں اسلام کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام ہوا وہاں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو توجہ طلب ہیں۔ ٹیلی ویژن کی ایک ادیبہ نے کہا کہ: ''مردوں میں کوئی نہ کوئی کجی رکھی گئی ہے، یہ قدرت کی مصلحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹا نہیں تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں'' (بحوالہ رپورٹ روزنامہ ''جسارت'' صفحہ نمبر:۲ مؤرخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۸۶ء)۔

آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ ایسا کیوں تھا؟ اور ایک اسلامی حکومت میں ایسی خواتین کے لئے کیا سزا ہے؟ برائے کرم آپ اخبار ''جنگ'' کے توسط سے جواب دیجئے تاکہ عام مسلمان بھی فائدہ اُٹھاسکیں۔

جواب:...حدیث شریف میں ہے کہ: ''عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور اس کو سیدھا کرنا ممکن نہیں، اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے'' (مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۰)۔[3]

ادیبہ صاحبہ نے (جو شاید اس اجتماع کے شرکاء میں سب سے بڑی عالمِ دِین کی حیثیت میں پیش ہوئی تھیں) اپنے اس مصرعے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے مقابلے کی کوشش کی ہے۔

ادیبہ کی عقل و دانش کا عالم یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادوں کے عمر نہ پانے کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کو نقص اور کجی سے تعبیر کرتی ہیں، اِنَّا لِلہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! حالانکہ اہلِ فہم جانتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں نقص نہیں، کمال ہیں، جس کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔

رہا یہ کہ ایک اسلامی حکومت میں ایسی دریدہ دہن عورتوں کی کیا سزا ہے؟ اس کی سزا تو خود ''اسلامی حکومت'' نے تجویز کردی ہے کہ اس محترمہ کو ٹیلی ویژن کی ادیبہ بنادیا ہے، کسی پردہ نشین کے لئے اس سے بڑھ کیا سزا ہوسکتی ہے کہ وہ ٹی وی کی اسکرین پر اپنی آبرو

---

(۱) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها. (شامي ج:۱ ص:۵۶۱، مطلب البدعة خمسة أقسام).

(۲) ما يكون كفرًا إتفاقًا يبطل العمل والنكاح ...إلخ. (شامي ج:۴ ص:۲۴۷، مطلب جملة من لَا يقتل إذا ارتد).

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن المرأة خلقت من ضلع لن يستقيم لك على طريقة، إن إستمتعت بها إستمتعت بها وبها عوج، وإن ذهبت تقيمها كسرتها، وكسرتها الطلاق. (مشكُوة ص:۲۸۰، باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق، الفصل الأوّل).

کی عام نمائش کرانے پر مجبور ہو۔

مدینہ منوّرہ کے علاوہ کسی دُوسرے شہر کو ''منوّرہ'' کہنا

سوال:... میری نظر سے ایک رسالہ گزرا ہے، جس میں پاکستان کے ایک شہر کو ''المنوّرة'' کہا گیا ہے، حالانکہ ایسا لفظ ہم نے کبھی کسی اور جگہ نہیں پڑھا۔ مذکورہ شہر میں ایک مخصوص عقائد کے لوگ (قادیانی) بستے ہیں، کیا اس طرح کے الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... ''المنوّرة'' کا لفظ مدینہ طیبہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔[1] ''المدینة المنوّرة'' کے مقابلے میں مخصوص عقائد کے لوگوں (قادیانیوں) کا ''ربوة المنوّرة'' کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چشم نمائی، شرانگیزی اور مسلم آزاری کی شرمناک کوشش ہے، اور یہ ان کے کفر و ضلالت کی ایک تازہ دلیل ہے۔

عربی سے ملتے ہوئے اُردو الفاظ کا مفہوم الگ ہے

سوال:... مولانا صاحب! عموماً ہمارے ہاں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اچھے لفظوں کو غلط معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً ایک لفظ ہے ''صلوٰۃ''، جس کا مطلب نماز ہے، مگر حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ لفظ اُردو زبان میں محاورے کی طرح استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم ڈانٹ پھٹکار، گالی گلوچ، جلی کٹی وغیرہ ہوتا ہے، جیسے: صلواتیں سنانا، صلواتیں پڑھنا۔ اور مثلاً ایک لفظ ہے ''رقیب'' جو عام طور پر حاسد، مخالف یا دُشمن شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے رقیبِ رُوسیاہ وغیرہ، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے یہ کیسا طرزِ عمل ہے جس میں عربی زبان کے اتنے مقدس الفاظ کو اُردو میں ایک مضحکہ خیز ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جائے؟ ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے، کیا وہ گناہگار ہوتے ہیں؟ مہربانی فرماکر مفصل و مدلل جواب دیجئے تاکہ میری طرح کے دِین کے اور بہت سے ادنیٰ طالب علموں کی تشفی ہوسکے، کیونکہ بہت سے غیرمسلم جوان باتوں کو سمجھتے ہیں، وہ ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں کہ تم کیسے مسلمان ہو جو خود اپنے مذہبی اُمور کو تماشا بناتے ہو؟

جواب:... ان الفاظ کا اُردو محاورہ، عربی محاورے سے الگ ہے۔[2] جو لوگ اُردو ترکیب میں ''رقیب'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں ان کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ نہیں ہوتا کہ یہ عربی میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اور پھر عربی میں بھی ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی آتے ہیں، اس لئے نہ ایک زبان کے محاورے کو دُوسری زبان کے محاورے پر قیاس کیا جاسکتا ہے، اور نہ ایک لفظ کے معنی سے دُوسرے معنی کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

---

(۱) (المنوَّرة) أی بساکنها صلی اللہ علیه وسلم ولها أسماء کثیرة تدل علٰی شرفها۔ (مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، ص:۴۰۵)۔

(۲) دیکھئے: فیروز اللغات ص:۶۵۱، ۷۸۴، طبع فیروزسنز۔ علمی اُردو لغت ص:۸۱۷، ۹۸۰، طبع علمی کتاب خانہ لاہور، نور اللغات ج:۳ ص:۲۵۸، ج:۳ ص:۶۳۷ طبع نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔

کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا

سوال:… کچھ اداروں میں یہ غلط طریقہ کار رائج ہے کہ وہاں کے ملازمین کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے اور کسی ملازم کے نام کوئی خط آئے، چاہے وہ ذاتی ہو یا دفتری، کھول لیا جاتا ہے، اور اس کے بعد انتظامیہ کی اگر مرضی ہو تو اسے دے دیا جاتا ہے، ورنہ اسے پتا ہی نہیں چل پاتا کہ اس کے نام کوئی خط آیا تھا۔ آپ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بتائیں کہ یہ دونوں حرکتیں کیسی ہیں؟

جواب:… کسی کی نجی گفتگو یا نجی خط اس کی امانت ہے، گفتگو کا سننا اور کسی کے خط کا کھولنا اس امانت میں خیانت ہے، اور خیانت گناہِ کبیرہ ہے، اس لئے کسی کی گفتگو سننا اور اس کے خط کا کھولنا ناجائز ہے،[1] اِلَّا یہ کہ یہ شبہ ہو کہ یہ گفتگو یا خط اس شخص کے خلاف ہے۔

خواہشاتِ نفسانی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا

سوال:… مؤرخہ ۴ نومبر کو مفتی عبدالرؤف صاحب نے طلاق کے موضوع پر لکھتے وقت ایک جملہ اس طرح لکھا ہے: ''طلاق کے حکم کو ختم کرنے کے لئے دُوسرا مسلک اختیار کرنا حرام ہے۔'' اب تک میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صریح حکم کی خلاف ورزی ہی حرام ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی مسلک کا چھوڑ دینا کسی طرح بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، چنانچہ آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بتائیں گے کہ حرام کی جامع تعریف کیا ہے؟

جواب:… محض خواہشِ نفس اور مطلب براری کے لئے کوئی مسلک اِختیار کرنا، اِتباعِ ہویٰ ہے، جس کا حرام ہونا قرآن و سنت میں منصوص ہے۔[2] جو شخص مطلب نکالنے کے لئے مسلک بدل سکتا ہے، وہ دِین بھی بدل سکتا ہے، چنانچہ اکابر نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو شخص خواہشِ نفس کے لئے فقہی مسلک بدل لیتا ہے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ اِیمان پر نہ ہو، نعوذ باللہ!

ضرب المثل میں ''نماز بخشوانے گئے روزے گلے پڑے'' کہنا

سوال:… بعض افراد دورانِ گفتگو ضرب المثل کے طور پر ایسی مثال دیتے ہیں جو کہ ایک مسلمان کو نہیں کہنی چاہئے، مثلاً: ''گئے تھے نماز بخشوانے، روزے گلے پڑ گئے'' وغیرہ وغیرہ۔ برائے مہربانی ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمادیں تاکہ لوگ

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قلّما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلّا قال: لَا إيمان لمن لَا أمانة له، ولَا دِين لمن لَا عهد له۔ (مشكوٰة ص:۱۵، كتاب الإيمان)۔

(۲) "فلا تتبعوا الهوىٰ أن تعدلوا" (النساء:۱۳۵)۔ وفي الدر المختار: أن الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل إتفاقًا وهو المختار في المذهب (قوله ان الرجوع) صرح بذالك المحقق ابن الهمام في تحريره .... فتحصل مما ذكرناه انه ليس على الإنسانِ إلتزام مذهب معين، وانه يجوز له العمل بما يخالف ما عمله على مذهبه مقلدًا فيه غير إمامه مستجمعا شروطه ويعمل بأمرين متضادين في حادثتين لَا تعلق لواحدة منهما بالأخرىٰ وليس له إبطال عين ما فعله بتقليد إمام آخر۔ لأن إمضاء الفعل كإمضاء القاضي لَا ينقض ...إلخ۔ (فتاوىٰ شامي ج:۱ ص:۷۵ مطلب في حكم التقليد والرجوع عنه)۔

اس گفتگو سے توبہ کریں۔

جواب:... گو محاورے میں نماز روزے کی توہین مقصود نہیں ہوتی، مگر پھر بھی ایسی مثال نہیں دینی چاہئے۔ (۱)

بی بی سیّدہ کی کہانی من گھڑت ہے

سوال:... بی بی سیّدہ کی کہانی منّت کے نام پڑھنا، پھر یہ کہ اس کے فاتحہ کی مٹھائی مردوں کو نہیں دینا، نیز یہ کہانی مرد نہیں سن سکتے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:... یہ کہانی بالکل جھوٹی ہے اور فرضی ہے، اور یہ کسی بے ایمان بدبخت نے مسلمانوں کا ایمان خراب کرنے کے لئے گھڑی ہے، اس کا سننا، اُس کی منّت ماننا اور اُس کو سچ سمجھنا گناہ ہے۔ (۲)

بازو پر نام کندہ کرنا

سوال:... میں نے اپنے بازو پر اپنا اور اپنے دوست کا نام "پکے" سرمے سے کندہ کرایا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ نام کے اس عمل سے نماز قابلِ قبول نہیں ہوتی، اور میں نماز پڑھتا ہوں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... اس نام کو مٹادیں، ورنہ آپ گناہگار رہوں گے۔ (۳)

مزار پر پیسے دینا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میں جس روٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے، لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو، مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

جواب:... مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں، اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہو تو جائز ہے، (۴) اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ (۵) یہ تو میں نے اُصول اور ضابطے کی بات لکھی ہے، لیکن آج کل لوگوں کے حالات کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ عوام کا مقصد دُوسرا ہے، اس لئے اس کو ممنوع کہا جائے گا۔

---

(۱) دیکھئے: فیروز اللغات ص:۱۱۹۷، علمی اُردو لغت ص:۱۵۲۶۔

(۲) كفاية المفتي ج:۱ ص:۳۶۸، كتاب العقائد، طبع دار الإشاعت كراچی۔

(۳) لقوله صلى الله عليه وسلم: لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة ... إلخ. وفي الشرح: الواشمة التي تشم في الوجه والذراع وهو أن تغرز الجلد بإبرة ثم يحشى بكحل أو نيل فيزرق ... إلخ. (شامي ج:۶ ص:۳۷۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس)۔

(۴) قال الله تبارک وتعالٰى: "إنما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين والعٰملين عليها والمؤلفة قلوبهم" (التوبة:۶۰)۔

(۵) واعلم ان النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (درمختار ج:۲ ص:۴۳۹، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم)۔

بیت الخلا میں اخبار پڑھنا

سوال:... بیت الخلا میں اسلامی کتب کے علاوہ کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا یا اور باتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب:... بیت الخلا پڑھنے یا باتیں کرنے کی جگہ تھوڑی ہے، اس جگہ اخبار یا کتاب پڑھنا مکروہ ہے۔[1]

محبت اور پسند کو بُرا سمجھنا

سوال:... ہمارے گھروں میں محبت یا پسند کو اتنا بُرا کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی اپنا شریکِ حیات وقت سے کچھ پہلے منتخب کرلے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟

جواب:... محبت تو بُری نہیں،[2] لیکن اس کا بے قید ہونا بُرا ہے، اور یہ بے قیدی آدمی کی صحت و عمر اور دِین و دُنیا دونوں کو غارت کردیتی ہے۔

بینک کے تعاون سے ریڈیو پر دِینی پروگرام پیش کرنا

سوال:... ریڈیو سے ایک پروگرام ''روشنی'' کے عنوان سے نشر ہوتا ہے جو زیادہ تر.................. کی آواز میں ہوتا ہے، لیکن اس پروگرام کے بعد بتایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام آپ کی خدمت میں فلاں بینک کے تعاون سے پیش کیا گیا۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا سود کا کاروبار کرنے والے ادارے کے ذریعے ایسے پروگرام وغیرہ نشر کرنا ٹھیک ہیں؟ کیونکہ سود حرام ہے۔

جواب:... حرام کا مال کسی نیک کام میں خرچ کرنا دُرست نہیں، بلکہ دُہرا گناہ ہے،[3] یہ پروگرام ''روشنی'' نہیں بلکہ ''ظلمت'' ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے ایک شخص کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔

کنواری عورت کا اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرکے ووٹ ڈالنا

سوال:... ہمارے معاشرے میں جس طرح کی دُوسری اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں، اس سے زیادہ جعلی ووٹ ڈالنے کی بیماری سرطان کی طرح پھیل رہی ہے۔ خصوصاً خواتین میں تو یہ بیماری عام ہے۔ ایک عورت خواہ مخواہ دُوسرے مرد کی زوجہ اپنے آپ کو

---

(۱) إذا أراد أن يدخل الخلاء ينبغي .... لَا يفكر في أمر الآخرة كالفقه والعلم فقد قيل إنه يمنع منه شيء أعظم منه .... ولَا يطيل القعود فإنه يولد الباسور ولَا يمتخط ولَا يتنحنح ولَا يكثر الإلتفات ولَا يعبث ببدنه .... وينكس رأسه حياء مما ابتلي به. (رد المحتار ج:۱ ص:۳۴۵، تتمة مطلب في الفرق بين الإستبراء والإستنقاء والإستنجاء، أيضًا: عالمگیری ج:۱ ص:۵۰، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الإستنجاء).

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم تر للمتحابين مثل النكاح. (مشكوٰة ص:۲۶۸، كتاب النكاح، الفصل الثالث).

(۳) وفي الشامية: قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذالك مالًا خبيثًا ومالًا سببه الخبيث والطيب فيكره، لأن الله تعالىٰ لَا يقبل إلّا الطيب. (شامي ج:۱ ص:۶۵۸، مطلب في أحكام المساجد).

ظاہر کر کے ووٹ ڈالتی ہے۔ اب تصفیہ طلب دو اُمور ہیں۔ اوّلاً: شرعی نقطۂ نظر سے اس کی حیثیت کیا ہے؟ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر کسی اسلام پسند فرد کے لئے کیا جائے؟ ثانیاً: اگر کوئی کنواری لڑکی پولنگ عملے کے سامنے کسی شخص کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور وہ فرد اگر قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ فلاں میری زوجہ ہے اور پولنگ عملہ گواہی بھی دے دیتا ہے تو کیا وہ لڑکی جس نے جعلی ووٹ ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو شادی شدہ ظاہر کیا تھا اس مذکورہ شخص کی بیوی ہوجائے گی؟ شریعت اس بات میں کیا فرماتی ہے؟

نوٹ:... یاد رہے کہ ووٹ ڈالتے وقت اپنا اصلی نام نہیں بتاتی بلکہ انتخابی فہرست والا نام بتاتی ہے۔

جواب:...ووٹ کی حیثیت، جیسا کہ حضرتِ اقدس مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، شہادت کی ہے۔[1] اور جھوٹی گواہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اکبر کبائر'' میں شمار فرمایا۔[2] یعنی سات بڑے گناہ جو تمام گناہوں میں بدتر ہیں اور آدمی کے دِین و دُنیا دونوں کو برباد کرنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ ووٹ میں جعل سازی کتنا بڑا گناہ ہے؟ اور جو شخص اتنے بڑے گناہ کو حلال سمجھے وہ نہ اسلام پسند ہے اور نہ شرافت پسند۔[3]

۲:...جو عورت جعل سازی سے اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرے اس اظہار سے اس کا نکاح اس مرد سے منعقد نہیں ہوتا،[4] اور جب نکاح ہوا ہی نہیں تو عدالت میں اس کو ثابت بھی نہیں کیا جاسکتا، البتہ یہ شخص اگر چاہے تو ایسی عورت کو جعل سازی کی سزا عدالت سے دِلواسکتا ہے۔

کیا کھڑے ہوکر بیسن میں پیشاب کرنا دُرست ہے؟

سوال:...میں ایک نجی اِدارے میں کام کرتا ہوں، جہاں پیشاب کرنے کے واسطے بیسن لگا ہوا ہے، جس میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پڑتا ہے، اور بظاہر اِحتیاط کرنے پر ناپاکی کا اِمکان نہیں ہوتا۔ کیا اس طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے؟ شرعی آداب کو مدِنظر رکھتے ہوئے مطلع فرمائیے۔

جواب:...کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔[5] جب آپ کے بقول اِحتیاط کے باوجود ناپاکی کا اِمکان نہیں رہتا، تو کسی مجبوری کی صورت میں پیشاب کرنا جائز ہے، لیکن اِستنجے کا کیا کرتے ہوں گے؟ اور نمازی اور پرہیزگار آدمی کو اس میں پیشاب کرنا کیسے

---

(۱) دیکھئے: جواهر الفقه ج:۲ ص:۲۹۷، طبع دار العلوم کراچی۔

(۲) قوله علیه السلام: ألَا أخبركم بأكبر الكبائر؟ قالوا: بلٰى یا رسول الله! قال: الْإشراک بالله وعقوق الوالدین وشهادة الزُّور أو قول الزُّور، فما زال رسول الله صلى الله علیه وسلم یقولها حتّٰى قلنا: لیته سكت. (ترمذی ج:۲ ص:۵۶ باب الشهادات)۔

(۳) عن أنس قال: قلّما خطبنا رسول الله صلى الله علیه وسلم إلّا قال: لَا إیمان لمن لَا أمانة له، ولَا دِین لمن لَا عهد له. رواه البیهقی. (مشکٰوة ص:۱۵، كتاب الْإیمان، الفصل الثانی)۔

(۴) النكاح ینعقد بالْإیجاب والقبول ...إلخ. (هدایة ج:۲ ص:۳۰۶ باب النكاح)۔

(۵) یكره أن یبول قائمًا أو مضطجعًا .... وأیضًا یجتهد للرجل فی حفظ ثوبه عن إصابة النجاسة. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰، كتاب الطهارة، الباب السابع فی النجاسة، الفصل الثالث فی الْإستنجاء)۔

دُرست ہوگا؟ تمام اِداروں کو لازم ہے کہ وہ پاکستان کے رہنے والوں کو انگریز بنانے پر اِکتفا نہ کریں، بلکہ تھوڑا سا ان کو مسلمان بھی رہنے دیں۔

پشت پر قبلہ رُخ ہونے والے اِستنجا خانوں کا گناہ کس پر ہے؟

سوال:... ہماری مسجد کے بیت الخلا اس طرح سے بنے ہوئے ہیں کہ پشت پر قبلہ رُخ ہے، جو بھی اِستنجے کے لئے جاتا ہے، تو اس کا گناہ یا وبال اس پر ہوگا یا مسجد اِنتظامیہ پر؟

جواب:... مسجد کی اِنتظامیہ گناہ گار ہے۔ بیت الخلا اِستعمال کرنے والوں کو چاہئے کہ رُخ بدل کر بیٹھیں، ورنہ وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔ (۱)

جنگل میں پیشاب وغیرہ کے لئے سمت کا تعین

سوال:... سفر کی حالت میں ویرانے جنگل میں پیشاب وغیرہ کرنے کے لئے قبلے کا تعین کس طرح کیا جائے؟

جواب:... اندازے سے۔ (۲)

کیا ناقابلِ علاج مریض کو مار دینا چاہئے؟

سوال:... میں آپ کی توجہ روزنامہ ''جنگ'' کی ۶ رنومبر کی اِشاعت میں شامل اس خبر کی طرف کروانا چاہتا ہوں جس کا عنوان یہ تھا: ''کیا ناقابلِ علاج مریضوں کو مار دینا چاہئے؟'' آپ برائے مہربانی اس کا مطالعہ فرماکر میرے ان سوالوں کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں بتادیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرشِ عظیم کے بزرگ و برتر مالک نے ایسے حالات کے بارے میں کیا اِرشاد فرمایا ہے؟

۱:... کیا واقعی ایسے حالات میں ان ناقابلِ علاج مریضوں کو مار دینا چاہئے؟

۲:... کیا ایسے مریض جیسے اس میں بیس سالہ ڈیبی کی کہانی درج ہے کہ وہ کس قدر اَذیت ناک زندگی گزار رہی تھی، ایسی زندگی جس سے موت ہزار درجہ بہتر تھی، وہ اس معاشرے پر ایک بوجھ تھی، معاشرے کو اس کی اور اس کو معاشرے کی کوئی ضرورت نہ تھی، کیا ایسے حالات میں اس کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ اپنی مرضی سے کرے، تاکہ اس اذیت ناک زندگی سے چھٹکارا پاسکے؟

جواب:... جو لوگ آخرت پر اور آخرت کی جزا وسزا پر اِیمان نہیں رکھتے، وہ تو جو چاہیں کریں، لیکن جن لوگوں کا اِیمان ہے کہ اس زندگی کے بعد بھی ایک زندگی ہے، جس میں جزا وسزا ہوگی، وہ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ اسلام میں کسی بھی حالت میں نہ

---

(۱) وكره إستقبال القبلة بالفرج في الخلاء وإستدبارها إن غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له أن ينحرف بقدر الإمكان. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الإستنجاء).

(۲) إن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها إجتهد. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۴، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث في إستقبال القبلة).

کسی کو مارنے کی اور نہ خودکشی کی اِجازت ہے۔[1]

عملیات سے علاج کروانا

سوال:... بیماری کی صورت میں اگر ڈاکٹری علاج سے فائدہ نہ ہو، تو عامل، مولانا وغیرہ سے علاج کروانا دُرست ہے یا گناہ ہے؟

جواب:... جو علاج جانتا ہو، اس سے علاج کرانا جائز ہے۔[2]

مرگی کے علاج کے لئے بھیڑیے کا ناخن اور کونج کا معدہ اِستعمال کرنا

سوال:... مولانا صاحب! آپ کی خدمت میں ایک عدد خط مؤرخہ ۱۲/۱۱/۱۹۹۲ء کو بھیجا، جس میں، میں نے اپنے مرگی کے مرض کے بارے میں آپ کو آگاہ فرمایا کہ میرا یہ مرض کب اور کیسے اور کس وقت مجھے لاحق ہوا، جس کی مکمل تفصیل سے آپ جیسے گراں قدر ہستی کو آگاہ کیا، اور ساتھ کسی بزرگ کے بتائے ہوئے چند نسخے یعنی چیزیں (گیدڑ سنگھ، بھیڑیا کا ناخن، کونج کا معدہ) بطور دوا برائے علاج مرگی کے لئے اِستعمال کرنے کے مشورے آپ سے طلب فرمائے تھے کہ آیا ہم ان اشیاء، نسخوں کو اِستعمال کرسکتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور ہمارا دِین اسلام ہمیں ان کی اِجازت دیتا ہے یا کہ نہیں؟ مگر اَب تک آپ کی طرف سے مجھے کوئی مشورہ، اجازت نامہ وغیرہ موصول نہیں ہوا، نہ جانے کیا بات ہے؟

جواب:... مجھے پہلا خط نہیں ملا۔ اگر نسخے میں کوئی ناپاک چیز نہ ہو تو اِستعمال کرنے میں کوئی اِشکال نہیں۔ اور اگر ناپاک چیز شامل ہو اور ماہر طبیب یہ بتائے کہ اس بیماری کا علاج اس کے سوا نہیں، تو اِستعمال کرسکتے ہیں، ورنہ نہیں۔ بھیڑیے کا ناخن اور کونج کا معدہ اِستعمال کرسکتے ہیں،[3] واللہ اعلم!

''ٹیسٹ ٹیوب بے بی'' کی شرعی حیثیت

سوال:... میں شادی شدہ مگر بے اولاد ہوں، یہاں کے ہسپتال والوں کا کہنا ہے کہ شوہر کا جرثومہ اتنا کمزور ہے کہ خود انڈے تک نہیں پہنچ سکتا، اور دواؤں سے بہتری بھی ممکن نہیں، اس لئے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کروالیا جائے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ عورت کا انڈہ پیٹ کے ایک معمولی آپریشن کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے، اور مرد کا جرثومہ اِستمنا بالید کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے، پھر ان

---

(۱) من قتل نفسه ولو عمدًا .... وإن كان أعظم وزرًا من قاتل غيره۔ (درمختار ج:۲ ص:۲۱۱، باب صلاة الجنازة)۔ أيضًا: عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الكبائر الإشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس۔ رواه البخاري۔ (مشكوٰة ص:۱۷، باب الكبائر، الفصل الأوّل)۔

(۲) واماما كان القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به۔ (شامي ج:۶ ص:۳۶۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس)۔

(۳) وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول، والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه۔ (شامي ج:۶ ص:۲۲۸، كتاب الحظر والإباحة، مطلب في التداوي بالمحرم، طبع ايچ ايم سعيد)۔

دونوں کو مصنوعی طریقے سے ملا کر عورت کی فرج کے راستے اس کے اندر رکھ دیا جاتا ہے، اور یہ سارا کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں، جس کے لئے اس کے سامنے اپنی اِنتہائی پوشیدہ جگہ بھی کھولنی پڑتی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل سوال ذہنوں میں آتے ہیں:

۱:...اگر جان کو خطرہ لاحق ہو جائے تو جان بچانے کے لئے نامحرَم سے علاج کروایا جاسکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں جبکہ جان کو کوئی خطرہ نہیں، محض اولاد حاصل کرنے کے لئے کیا ڈاکٹر کے سامنے اپنی انتہائی پوشیدہ جگہ کو کھولا جاسکتا ہے؟

۲:...شرعاً ایسے بچے کی پیدائش کیسی ہے، جس کی اِبتدا ایک ناپسندیدہ عمل یعنی اِستمنا بالید سے ہوگی؟ جبکہ نطفہ اور انڈہ شرعی میاں بیوی ہی کا ہے۔

جواب:...میری بہن! اولاد ایک نعمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو ہوجائے گی، اور اگر اللہ کو منظور نہ ہو، تو غلط طریقے سے اولاد حاصل کرنے کے بعد بھی اس کی کیا ضمانت ہے کہ اولاد زِندہ رہے گی؟ اس کام کے لئے نامحرَم ڈاکٹر کے سامنے ستر کھولنا اور یہ عمل کروانا، مجھے تو اس کا نام سن کر تے آتی ہے، واللہ اعلم!

خواب آور گولیاں اِستعمال کرنا

سوال:...خواب آور گولیاں ڈاکٹر کے مشورے یا نیند لانے کی خاطر اِستعمال کرنا، نشے میں شامل ہے؟

جواب:...علاج کے لئے جائز ہے۔[1]

سوال:...اگر دوائی میں الکحل شامل ہو تو ایسی دوائی کا اِستعمال ممنوع ہوگا، چاہے وہ دوائی زخم پر لگانے کی ہو یا پینے کی؟

جواب:...الکحل کی کئی قسمیں ہیں، جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ناپاک ہے، اس کے عدمِ جواز کا فتویٰ نہیں دیں گے، لیکن پرہیز کرنا بہتر ہے۔

الکحل ملی اشیاء کا اِستعمال

سوال:...بعض ادویات، مغربی خوشبویات جس میں الکحل شامل ہوتی ہے، بلاتحقیق کے اِستعمال جائز ہے کہ اس میں شامل الکحل پاک ہے یا ناپاک؟

جواب:...اس الکحل کے ناپاک ہونے کا یقین نہیں، اس لئے اِستعمال کی گنجائش ہے۔[2]

دوائی میں شراب ملانا

سوال:...کیا دوائی میں شراب ملانا جائز ہے؟

---

(۱) دیکھئے: كفاية المفتي ج:۷ ص:۱۵۰۔

(۲) إمداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۲۱۰، أحسن الفتاویٰ ج:۸ ص:۴۸۶۔ اليقين لا يزول بالشك. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۸۴، القاعدة الثالثة، الفن الأوّل، طبع إدارة القرآن).

جواب:...دوائی میں شراب ملانا جائز نہیں،[۱] البتہ اگر بیماری ایسی ہو کہ اطباء کے نزدیک اس کا علاج شراب کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو جس طرح جان بچانے کے لئے مردار کھانے کی اجازت ہے، اسی طرح اس کی بھی ہوگی۔[۲]

احادیث یا اِسلامی لٹریچر مفت تقسیم کرنے پر اَجر و ثواب

سوال:...اگر کوئی شخص اسلامی مسائل، احادیث یا اَحکامات رضائے اِلٰہی اور عوام الناس کے فہم کے لئے چھپوا کر مفت تقسیم کرے تو آیا اسے اس کا اجر ملے گا یا نہیں؟ جبکہ مشتہر کرنے والے شخص کا اِرادہ یہ ہو کہ یہ عمل میرے لئے ثواب کا ذریعہ بنے، یا ان اَحکامات میں سے کوئی شخص ان پر عمل کرے اور وہ میرے لئے باعثِ مغفرت ہوجائے۔

جواب:...اس نیک عمل کے موجبِ اَجر و ثواب ہونے میں کیا شک ہے؟[۳] بشرطیکہ مقصود محض رضائے الٰہی ہو، اور مسائل مستند اور صحیح ہوں۔

اوٹ پٹانگ قصے بیان کرنا دُرست نہیں

سوال:...پچھلے سال میں لندن میں تھا کہ جمعہ کی نماز کے لئے ایک مسجد میں گیا، دورانِ وعظ اِمام صاحب نے فرمایا کہ دو اولیاء اللہ کی ملاقات ہوگئی، تو ایک ولی صاحب نے دُوسرے سے کہا کہ آپ کی مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں اور غیرشرع ہیں، لہٰذا میں ان کو کاٹوں گا۔ مونچھوں والے ولی اللہ نے فرمایا: کاٹنے سے پہلے ذرا اُوپر تو دیکھو! اُوپر کیا دیکھتے ہیں کہ وہی غیرشرع مونچھیں عرش پر پڑی ہیں، مگر انہوں نے ضد کی کہ خواہ کچھ بھی ہو، میں یہ غیرشرع مونچھیں کاٹوں گا۔ لہٰذا انہوں نے کاٹ دیں۔ اس پر مونچھوں والے ولی اللہ صاحب نے فرمایا: کاٹی تو ہیں، مگر ذرا گھر جاکے دیکھنا! گھر جاکے دیکھا کہ ان کے دونوں بیٹے مرے پڑے ہیں۔

غور کا مقام ہے کہ ہمارے پیارے رسول تو معراج پر جائیں، جب اللہ کے ہاں سے بلاوا آئے، مگر ولی اللہ صاحب کی غیرشرع مونچھیں بن بلائے عرش پر کیسے پہنچ گئیں؟ کیا اس سے نبی کی توہین کا پہلو نہیں نکلتا؟ دُوسرے غیرشرع مونچھیں کاٹنے کی سزا دو بیٹوں کی موت، کیا اللہ تعالیٰ ایسا ظلم کرسکتا ہے؟

جواب:...اس قسم کے اوٹ پٹانگ قصے جو بزرگوں کی طرف منسوب ہیں، ان کا نہ تو صحیح ثبوت ہے، نہ ان سے کوئی علمی یا

---

(۱) وحرم قليلها وكثيرها بالإجماع لعينها أي لذاتها وفي قوله تعالىٰ: إنما الخمر والميسر الآية عشر دلَائل على حرمتها مبسوطة في المجتبىٰ وغيره. (الدر المختار ج:۶ ص:۴۴۸، كتاب الأشربة).

(۲) وكذا في الذخيرة وما قيل أن الإستشفاء بالحرام حرام غير مجرى على إطلاقه، وإن الإستشفاء بالحرام إنما لَا يجوز إذ لم يعلم أن فيه شفاء أمّا ان علم وليس له دواء غير المحرم يجوز. (ردّالمحتار ج:۶ ص:۲۲۸ باب مطلب في التداوي بالمحرم).
أيضًا: ففي النهاية عن الذخيرة يجوز ان علم فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر. وفي الخانية في معنى قوله عليه الصلاة والسلام: "ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم" كما رواه البخاري ان ما فيه شفاء لَا بأس به. (شامي ج:۱ ص:۲۱۰، مطلب في التداوي بالمحرم).

(۳) قال في مختارات النوازل: او اما الثواب فيتعلق بصحة عزيمته وهو الإخلاص. (شامي ج:۶ ص:۴۲۵، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع).

عملی فائدہ حاصل ہوتا ہے، نہ یہ شریعت کی میزان پر پورے اُترتے ہیں، اس لئے ایسے قصوں کا بیان کرنا دُرست نہیں، محض اپنا اور دُوسروں کا وقت ضائع کرنا ہے۔

کہانیاں، ڈائجسٹ وغیرہ پڑھنا

سوال:... کہانیوں کی کتابیں، رسالے، ڈائجسٹ اور دُوسری فحش کتابیں پڑھنی چاہئیں کہ نہیں؟ اگر پڑھے تو گناہ ہے یا نہیں؟

جواب:... اخلاقی، اِصلاحی اور سبق آموز کہانیاں پڑھنا جائز ہے۔[1] فحش اور گندی کہانیاں جن سے اخلاق تباہ ہوں، پڑھنا حرام ہے۔[2]

افسانہ وغیرہ لکھنے کا شرعی حکم

سوال:... کیا افسانہ وغیرہ لکھنا گناہ ہے؟

جواب:... جی ہاں گناہ ہے! اور بے فائدہ بھی۔[3]

کہانیاں لکھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کہانیاں لکھنا جائز ہے؟ میں بھی کہانیاں لکھتی ہوں۔

جواب:... غلط کہانیاں لکھنا جائز نہیں۔[4]

مسجد میں قالین یا اور کوئی قیمتی چیز اِستعمال کرنا

سوال:... مسجد میں قالین یا دُوسری قیمتی اشیاء استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جائز ہے۔[5]

---

(۱) وحديث حدثوا عن بني إسرائيل يفيد حمل سماع الأعاجيب والغرائب من كل ما لَا يتيقن كذبه بقصد الفرجه لَا الحجة بل وما يتيقن كذبه لٰكن بقصد ضرب الأمثال والمواعظ وتعليم نحو الشجاعة علٰى ألسنة آدميين أو حيوانات ذكر ابن حجر. (الدر المختار ج:٦ ص:٤٠٥، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، طبع سعيد كراچي).

(۲) ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين اٰمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة. (النور: ۱۹).

(۳) ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا. (لقمان: ٦).

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے: معارف القرآن ج:۷ ص:۲۳، طبع إدارة المعارف كراچي.

(۵) ولَا بأس بنقشه خلا محرابه (بجصّ وماء ذهب) ولو بماله الحلال. (شامي ج:۱ ص:٦٥٨، مطلب في أحكام المساجد، طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

مسلمان ملک میں غیرمسلم اور عورت کو جج بنانا

سوال:... کیا ایک مسلم ملک میں غیرمسلم جج (Judge) ہوسکتا ہے؟

جواب:... شرعاً جائز نہیں ہے۔[1]

سوال:... کیا ایک مسلم ملک میں ایک عورت جج ہوسکتی ہے؟

جواب:... یہ بھی جائز نہیں۔[2]

وکیل کی کمائی شرعاً کیسی ہے؟

سوال:... میں بارہویں کلاس کا طالب علم ہوں اور آرٹس کا طالب علم ہوں۔ میں وکیل بننا چاہتا ہوں، مگر میں نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ وکیل کی کمائی حرام کی کمائی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی وکیل کی کمائی حرام کی کمائی ہوتی ہے؟ کیا اسے کسی طرح بھی حلال نہیں کہا جاسکتا؟

جواب:... وکیل اگر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرکے فیس لے تو ظاہر ہے کہ یہ حلال نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی مقدمے کی صحیح پیروی کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی کمائی کو حرام کہا جائے، اب یہ خود دیکھ لیجئے کہ وکیل حضرات مقدمات کی پیروی کرتے ہوئے کتنا جھوٹ ملاتے ہیں...؟[3]

جعلی ڈگری لگاکر ڈاکٹر کی پریکٹس کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص ڈاکٹری کی ڈگری نہیں رکھتا اور ڈاکٹر کا بورڈ اور جعلی ڈگری لگاکر پریکٹس کرتا ہے تو کیا اس طرح سے حاصل آمدنی حرام ہے؟ اور یہ کس درجے کا گناہگار ہے؟

---

(۱) الصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل ومنها البلوغ ومنها الإسلام ...إلخ (بدائع الصنائع ج:۷ ص:۳، كتاب آداب القاضي)۔ أيضًا: قال: لم يصح قضاؤه على المسم حال كفره. (شامي ج:۵ ص:۳۵۴، كتاب القضاء، طبع سعيد)۔

(۲) والمرأة تقضي في غير حد وقود وان اثم المولّي لها لخبر البخاري لن يفلح قوم ولّوا أمرهم إمرأة۔ (الدر المختار مع ردالمحتار ج:۵ ص:۴۴۰، باب كتاب القاضي إلى القاضي وغيره، طبع ايج ايم سعيد)۔

(۳) دیکھئے: إمداد الفتاویٰ ج:۳ ص:۳۲۰، طبع دارالعلوم کراچی، فتاویٰ محمودیة ج:۴ ص:۳۸۱، طبع جامعه فاروقيه كراچي۔

جواب:... اگر ڈاکٹر کا فن نہیں رکھتا تو گناہگار ہے،[1] اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور اگر کوئی شخص اس غلط دوائی سے مرگیا تو اس پر تاوان ہے۔

اِنجکشن کے نقصان دینے پر دُوسرا لگا کر دونوں کے پیسے لینا

سوال:... میرے پاس ایک مریض آیا، جس کو بخار تھا، میں نے اس کو انجکشن لگایا، اتفاق سے وہ انجکشن اس کو موافق نہ آسکا اور اسے اس انجکشن کا رَدِّعمل ہوگیا، میں نے اس مریض کو پہلے انجکشن کا توڑ لگایا، پہلے انجکشن کی قیمت ۲۰ روپے تھی جبکہ دُوسرے انجکشن کی قیمت ۱۰۰ روپے ہے۔ آنجناب سے دریافت یہ کرنا ہے کہ ۲۰ روپے لوں یا دونوں انجکشن کی قیمت جو ۱۲۰ روپے بنتی ہے؟

جواب:... اگر آپ مستند ڈاکٹر صاحب ہیں اور آپ نے پہلا انجکشن لگانے میں کسی غفلت و کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا، تو آپ کے لئے دونوں کے پیسے وصول کرلینا جائز ہے، اور اگر آپ مستند معالج نہیں، یا آپ نے غفلت و کوتاہی کا ارتکاب کیا، تو دونوں کی رقم آپ کے لئے حلال نہیں۔[2]

ترکِ سگریٹ نوشی کے لئے جرمانہ مقرّر کرنا

سوال:... ایک آدمی یا دو آدمی آپس میں بیٹھ کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم آئندہ سگریٹ نوشی نہیں کریں گے، اگر آئندہ سگریٹ نوشی کے مرتکب ہوں گے تو مبلغ ۵۰۰ ریال بطور جرمانہ ادا کریں گے۔ ان میں سے اگر کوئی فریق عہد شکنی کردے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ذرا وضاحت سے لکھ دیں تاکہ ہماری مشکل دُور ہو۔

جواب:... یہ آپ نے نہیں لکھا کہ جرمانہ کس کو ادا کرنا تھا، اگر یہ مطلب تھا کہ جو فریق عہد شکنی کرے گا تو دُوسرے ساتھیوں کو جرمانہ دے گا تو یہ صحیح نہیں،[3] اور اس پر کچھ لازم نہیں، اور اگر یہ طے ہوا تھا کہ جو فریق عہد شکنی کرے گا وہ پانچ سو ریال راہِ اللہ میں

---

(۱) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من تطبب ولم یعلم منه طب فهو ضامن۔ رواه أبوداؤد والنسائی۔ (مشکٰوة ص:۳۰۴، باب الدیات، الفصل الثانی)۔ أیضًا: وفی شرح المشکٰوة: (ولم یعلم منه طب) أی معالجة صحیحة غالبة علی الخطاء وأخطأ فی طبه وأتلف شیئًا من المریض فهو ضامن۔ قال بعض علماءنا من الشراح لأنه تولد من فعله الهلاک وهو متعد فیه إذ لَا یعرف ذالک فتکون جنایته مضمونة علٰی عاقلته۔ (مرقاة شرح المشکٰوة ج:۴ ص:۳۳، کتاب الدیات الفصل الثانی)۔ قوله: وطبیب جاهل، بأن یسقیهم دواءً مهلکًا وإذا قوی علیهم لَا یقدر علٰی إزالة ضرره۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۱۴۷، کتاب الحجر)۔

(۲) قال العلامة ابن العابدین: قوله وطبیب جاهل بأن یستقیهم دواء مهلکًا وإذا قویٰ علیهم لَا یقدر علٰی إزالة ضرره۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۱۴۷، کتاب الحجر)۔

(۳) وأفاد فی البزازیة أنّ معنی التعزیر بأخذ المال علی القول به امساک شیء بماله عنه مدة لینجو ثم یعیده الحاکم إلیه لَا أن یأخذه الحاکم لنفسه أو لبیت المال کما یتوهمه الظلمة إذ لَا یجوز أحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی وفی المجتبٰی لم یذکر کیفیة الأخذ وأریٰ أن یأخذ فیمسکها فإن أیس من توبته یصرفها إلٰی ما یریٰ، وفی شرح الآثار التعزیر بالمال کان فی إبتداء الإسلام ثم نسخ۔ والحاصل أن المذهب عدم التعزیر بأخذ المال۔ (بحر الرائق ج:۵ ص:۴۴ فصل فی التعزیر، طبع دار المعرفة، بیروت)۔

دے گا تو یہ نذر ہوئی، اور اس کے ذمہ اس رقم کا فی سبیل اللہ دینا ضروری ہے۔ [۱]

اپنے مکان کا چھجا گلی میں بنانا

سوال:... ہمارا محلّہ مسرّت کالونی (ملیر سٹی) جو کافی گنجان ہے، یہاں ایک گلی ہے جس کی لمبائی ۱۰۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۶ فٹ ہے، اس گلی کے دونوں بازو میں دو مکان ہیں، اس میں سے ایک مکان کے مالک ڈاکٹر صاحب ہیں، جو ضعیف العمر ہیں، انہوں نے چند ماہ قبل گلی کی طرف اپنے مکان کی تعمیر شروع کی، جب مکان کی تعمیر کا کام چھت پر آیا تو وہ گلی میں اپنے نئے مکان کی چھت کے ساتھ ۳ فٹ کا چھجا تعمیر کروانے لگے، اہلِ محلّہ نے مشترکہ طور پر اس کی مخالفت کی۔ اہلِ محلّہ کا جواز یہ ہے کہ اس گلی سے بجلی کی لائن آتی ہے جس کے لئے دونوں اطراف کھمبے لگے ہوئے ہیں، ٹیلی فون کی لائن بھی اس گلی سے گزر رہی ہے، نیز گلی اندھیری ہوجائے گی۔ واضح ہو کہ گلی کے دُوسرے بازو کے مالک مکان نے کوئی چھجا تعمیر نہیں کیا ہے اور نہ ارادہ ہے، اہلِ محلّہ نے آپس میں مل بیٹھ کر مشترکہ فیصلہ کیا، جس میں ڈاکٹر صاحب بھی شریک تھے کہ گلی میں کوئی چھجا تعمیر نہیں ہوگا اور مکان کو بغیر چھجے کے تعمیر کرنے کا فیصلہ دے دیا۔ خیر ڈاکٹر صاحب کا مکان بھی تعمیر ہوگیا، اب جب محکمۂ بجلی نے بجلی کی لائن نصب کرنے کے لئے گلی میں کام شروع کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کام بند کرادیا اور بجلی والوں کو واپس کردیا کہ یہ لائن گلی سے نہیں جائے گی، گلی میں چھجا تعمیر کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل سے محلے کے ۲۰ مکانات بجلی کی بہتر سہولت سے محروم رہ گئے اور اسٹریٹ لائٹ جو ان پولوں پر لگنی تھی وہ بھی رُک گئی۔ واضح ہو کہ ڈاکٹر صاحب اپنی زمین کی ایک ایک اِنچ جگہ تعمیر کراچکے ہیں اور گلی جو کہ سرکاری ہے، اس کو ہر طرح سے استعمال کر رہے ہیں، یعنی گلی میں گٹر لائن ڈالے ہوئے ہیں اور اپنے مکان میں داخل ہونے کے لئے چبوترہ (ایک اسٹپ، One Step) بھی گلی میں بنایا ہوا ہے، یہ بھی راہ داری میں رُکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ مگر اہلِ محلّہ کو اس پر اعتراض نہیں ہے۔ اہلِ محلّہ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل پر خاصے ناراض ہیں اور ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں شروع ہوگئی ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں کیا ڈاکٹر صاحب کا عمل شرعاً جائز ہے؟ کیا یہ حقوق العباد کی نفی نہیں ہے؟ نیز یہ بھی مشورہ دیں کہ یہ مسئلہ ان سے کس طرح حل کرایا جائے؟

جواب:... چونکہ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل سے گلی والوں کے حقوق متأثر ہوتے ہیں، اس لئے ان کی اجازت ورضامندی کے بغیر ڈاکٹر صاحب کا چھجا بنانا جائز نہیں۔ [۲]

مکان پر چھجا نکالنا

سوال:... آج کل کراچی میں جو مکانات تعمیر ہو رہے ہیں، ان میں عام طور سے لوگ اپنی الاٹ کی ہوئی زمین کے ایک

---

(۱) وفی الدر المختار: ومن نذر نذرًا مطلقًا أو معلقًا بشرط .... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى كصوم وصلاة وصدقة ووقف. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان).

(۲) قال في جامع الفصولين: والحاصل أن القياس في جنس هٰذه المسائل أن من تصرف في خاص ملكه لا يمنع منه، وإن أضر بغيره لٰكن ترك القياس في محل يضر بغير ضررًا بينًا فقيل بالمنع وبه أخذ كثير من مشائخنا وعليه الفتوىٰ. (ردالمحتار ج:۶ ص:۷۴۷، مسائل شتّٰى، كتاب الخنثٰى).

ایک اِنچ پر تعمیر کرلیتے ہیں، اور پھر چھت کے ساتھ تین فٹ یا چار فٹ کا چھجا بھی نکال لیتے ہیں، تو کیا شرعی اِعتبار سے کسی دُوسرے کی حدود میں، خواہ سرکاری زمین ہو یا ذاتی، اس قسم کا چھجا نکالنا جائز ہے؟

جواب:... اُوپر کی منزل میں گورنمنٹ کی طرف سے چھجا نکالنے کی اجازت ہوتی ہے، اس کا مضائقہ نہیں، اور جس طرف اجازت نہ ہو اس طرف نکالنا دُرست نہیں۔ (۱)

رفاہی کام کے لئے اللہ واسطے کے نام سے دینا

سوال:... ہم نے مسافروں کی سہولت کے لئے جنرل بس اسٹینڈ بھکر میں جنرل پوسٹ آفس بھکر میں درخواست دی کہ مسافروں کو یا وہاں کے مقامی لوگوں کو خط ڈاک میں ڈالنے کی بہت تکلیف ہوتی ہے اور شہر جنرل بس اسٹینڈ سے تقریباً تین میل دُور ہے، لہٰذا مہربانی کرکے یہاں پر لیٹر بکس بڑا لگایا جائے، ڈاک خانے والوں نے درخواست اس شرط پر منظور کی ہے کہ لیٹر بکس کا جو خرچہ آتا ہے وہ اَڈّے والے خود کریں اور ہم لیٹر بکس دے دیں گے۔ خرچے کی وضاحت میں آپ کو کردیتا ہوں، یعنی لیٹر بکس کو نصب کرنے پر بجری سیمنٹ اور اینٹوں کا خرچہ، مستری مزدوری کا خرچ۔ ہم نے لیٹر بکس کو نصب کرنے کے لئے چندہ کیا ہے جو تقریباً ۱۲۲ روپے ہے، کیونکہ یہ ایک رفاہی کام ہے اور خدمتِ خلق ہے، ہم نے ایک آدمی سے چندہ مانگا، اس نے کہا میں اللہ واسطے یا صدقہ کرکے دیتا ہوں، اس نے پانچ روپے دیئے ہیں، کیا اس رفاہی کام میں اس کا اللہ واسطے کا دیا ہوا روپیہ کارِ ثواب ہے؟ کیا یہ اس کا اللہ واسطہ یا صدقہ ہوسکتا ہے؟

جواب:... رفاہی کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جاسکتا ہے، اس لئے اس شخص کا اس کام کے لئے اللہ واسطے کے نام سے دینا صحیح ہے۔

سماجی تنظیمیں یا بھیک مانگنے کا اعلیٰ طریقہ؟

سوال:... آج کل سماجی تنظیمیں اپنے آپ کو رجسٹرڈ کرالیتی ہیں، اور دُکھی اِنسانیت کے نام پر حکومت سے بھی اور مخیر حضرات سے بھی عطیات حاصل کرتی ہیں، جن میں نقد رقم بھی شامل ہوتی ہے، اور یہ لوگ غریبوں پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور اپنے مصرف میں بھی پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ مثلاً: موٹر سائیکل یا کار خرید لیتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ چیزیں دُکھی اِنسانیت کی خدمت کے لئے اِستعمال کر رہے ہیں۔ اور مختلف کاروبار شروع کردیتے ہیں اور آدھی رقم دُکھی اِنسانیت پر خرچ کردیتے ہیں اور آدھی رقم خود ہضم کرجاتے ہیں۔ میں بھی اسی قسم کی سماجی تنظیم بنانے کا اِرادہ رکھتا ہوں، قرآن اور حدیث کی روشنی میں مسئلے کا حل بیان فرمائیے، یہ کام غلط ہے یا ٹھیک ہے؟ اگر ٹھیک ہے تو میں بھی شروع کردوں گا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھیک مانگنے کا اعلیٰ طریقہ استعمال کیا جارہا ہے۔

جواب:... یہ صحیح ہے کہ بعض لوگوں نے سماجی تنظیم کے نام پر اپنا کاروبار شروع کر رکھا ہے، یا بقول آپ کے بھیک مانگنے کا اعلیٰ طریقہ ایجاد کر رکھا ہے۔ لیکن ہر سماجی تنظیم اس زُمرے میں نہیں آتی، آپ خود دیکھ لیجئے کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنه. (قواعد الفقه ص:۱۱۰)۔ نیز دیکھئے: گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲۔

سگریٹ نوشی شرعاً کیسی ہے؟

سوال:... سگریٹ پینا کیسا ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کون سا مکروہ؟ میں نے ایک رسالے میں پڑھا تھا کہ اِمامِ حرم نے (مجھے نام یاد نہیں رہا) یہ فتویٰ دیا ہے کہ سگریٹ پینا حرام ہے، دلیل یہ دی ہے کہ ایک تو ہر نشہ حرام ہے، دُوسرے سگریٹ سے قدرتی نشو و نما رُک جاتی ہے۔ آج تک کسی سرجن یا ڈاکٹر نے سگریٹ کے فائدے نہیں بتائے سوائے مضرات کے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سگریٹ خودکشی کا ایک مہذب طریقہ ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ کسی چیز کو بے کار جلانا حرام ہے، اور سگریٹ کا جلانا بھی بے کار ہے، کیونکہ اس کے جلانے میں کوئی فائدہ نہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ ازرُوئے حدیث ایذائے مسلم حرام ہے اور سگریٹ سے دُوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ راقم الحروف نے بچشمِ خود یہ بھی دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ سگریٹ پیتے ہی مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور لیلۃ القدر میں یہ بھی دیکھا ہے کہ مسجد سے نکلتے ہی مسجد کے دروازے کے پاس سگریٹ پیتے ہیں اور پھر فوراً مسجد میں داخل ہوجاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ذرا ایسے مسلمانوں کو اَحکامِ شرعیہ سے آگاہ کریں اور یہ بتائیں کہ سگریٹ حرام ہے کہ نہیں؟

جواب:... آپ کے دلائل خاصے مضبوط ہیں، اُمید ہے کہ دیگر اہلِ علم اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ بندے کے نزدیک عام حالات میں سگریٹ مکروہِ تحریمی ہے۔ [1]

یہود و نصاریٰ سے ہمدردی فاسقانہ عمل ہے

سوال:... مردان کے ایک صاحب کے سوال: ''سونا مرد کے لئے حرام ہے تو سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز جائز ہوگی یا نہیں؟'' کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:

> ''نماز اللہ کی بارگاہ میں حاضری ہے، جو شخص عین حاضری کی حالت میں بھی فعلِ حرام کا مرتکب ہو اور حق تعالیٰ شانہ کے اَحکام کو توڑنے پر مصر ہو، خود ہی سوچ لیجئے کہ کیا اس کو قرب و رضا کی دولت میسر آئے گی...؟''

متذکرہ بالا جواب کے تناظر میں حسبِ ذیل چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔ سورۂ فاتحہ (اُمّ القرآن) ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے، جس میں اللہ جل شانہ کے حکم کے مطابق مغضوبین وضالین کے خلاف اللہ سے پناہ مانگی جاتی ہے، (اے اللہ! مجھ کو مغضوبین وضالین کی راہ پر چلنے سے بچا) اور مغضوبین وضالین کے متعلق علمائے حق نے غالباً ترمذی شریف کی احادیث سے یہود و نصاریٰ مراد لئے ہیں، پھر بھی کوئی مسلمان یہود و نصاریٰ کو قابلِ اعتماد دوست اور ہمدرد بناتا ہے تو ایسے مسلمان کے

---

(۱) قال شیخنا النجم: والتتن الذی حدث .... لیس من الکبائر تناوله المرة والمرتین ومع نهی ولی الأمر عنه حرام قطعًا۔ (درمختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۴۵۹، کتاب الأشربة)۔ وفی الشامیة: أقول ظاهر کلام العمادی أنه مکروها تحریما ویفسق متعاطیه۔ (شامی ج:۶ ص:۴۶۰، کتاب الأشربة، طبع سعید کراچی)۔

لئے آپ کی کیا رائے ہے؟ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور مدد کا مستحق ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے شخص کی نماز و دیگر عبادات منافقانہ نہیں ہوں گی؟ اس سلسلے میں سورۂ مائدہ کی آیات نمبر ۱۶۲ تا ۱۶۵ کے حوالے کے ساتھ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ یہ بھی حقیقت واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ یہود و نصاریٰ سے من حیث القوم تکلیف ہی پہنچی اور متواتر ان کے خلاف جہاد کیا۔

جواب:...منافقانہ عمل کہنا تو صحیح نہیں، البتہ گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کا عمل فاسقانہ ہے۔[1] اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر گناہ سے محفوظ رکھیں۔

عزّت کے بچاؤ کی خاطر قتل کرنا

سوال:...کسی مسلمان یا غیر مسلم نے کسی مسلمان لڑکی کی عزّت پر حملہ کیا تو کیا مسلمان لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عزّت بچانے کے لئے حملہ آور کو قتل کردے؟

جواب:...بلاشبہ جائز ہے۔[2]

عصمت پر حملے کے خطرے سے کس طرح بچے؟

سوال:...کسی مسلمان کی بیوی، بیٹی، بہن یا ماں کی عصمت کو خطرہ لاحق ہے، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں، تو کیا مسلمان مرد کو یہ جائز ہے کہ وہ عزّت پر حملہ ہونے سے پہلے چاروں میں سے کسی کو قتل کردے؟

جواب:...ان چاروں کو قتل کرنے کے بجائے حملہ آور کو قتل کردے یا خود شہید ہوجائے۔[3]

عصمت کے خطرے کے پیشِ نظر لڑکی کا خودکشی کرنا

سوال:...اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور خودکشی کرنے والے کو جہنم کا سزاوار کہا ہے، زندگی میں بعض مرتبہ

---

(۱) قول الله عزّ وجلّ: "يٰـأيها الذين اٰمنوا لَا تتّخذوا اليهود والنصارىٰ أولياء، بعضهم أولياء بعض، ومن يتولّهم منكم فإنه منهم" (المائدة: ۵۱)۔ وفي التفسير: أي لَا تتخذوهم أولياء تنصرونهم وتستنصرونهم وتؤاخونهم وتعاشرونهم معاشرة المؤمنين، ثم علّل النهي بقوله بعضهم أولياء بعض وكلهم أعداء المؤمنين۔ (تفسير نسفي ج:۱ ص:۴۵۳، طبع دار ابن كثير، بيروت)۔

(۲) عن سعيد ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قاتل دون ماله فقُتل فهو شهيد، ومن قاتل دون دمه فهو شهيد، ومن قاتل دون أهله فهو شهيد۔ (نسائي ج:۲ ص:۱۷۳، باب من قاتل دون أهله)۔ ولو أكرهها فلها قتله ودمه هدر وفي الشرح: أي إن لم يمكنها التخلص منه بصياح أو ضرب وإلّا لم تكن مكرهة۔ وفي شرح الوهبانية: ونصه ولو أستكره رجل إمرأة لها قتله وكذا لغلام فإن قتله فدمه هدر إذا لم يستطع منعه إلّا بالقتل۔ (ردالمحتار على الدر المختار ج:۴ ص:۶۳، باب التعزير)۔

(۳) ايضاً۔

ایسے سنگین حالات پیش آتے ہیں کہ لڑکیاں اپنی زندگی کو قربان کرکے موت کو گلے لگانا پسند کرتی ہیں، دُوسرے الفاظ میں وہ خودکشی کرلیتی ہیں۔ مثلاً: اگر کسی لڑکی کی عصمت کو خطرہ لاحق ہو اور بچاؤ کا کوئی بھی راستہ نہ ہو تو وہ اپنی عصمت کی خاطر خودکشی کرلیتی ہے، اس کا عظیم مظاہرہ تقسیمِ ہند کے وقت دیکھنے میں آیا، جب بے شمار مسلمان خواتین نے ہندوؤں اور سکھوں سے اپنی عزّت محفوظ رکھنے کی خاطر خودکشی کرلی، باپ اپنی بیٹیوں کو اور بھائی اپنی بہنوں کو تاکید کرتے تھے کہ وہ کنویں میں کود کر مرجائیں لیکن ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں براہِ کرم یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا حالات میں لڑکیوں اور خواتین کا خودکشی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... قانون تو وہی ہے جو آپ نے ذکر کیا۔[1] باقی جن لڑکیوں کا آپ نے ذکر کیا ہے توقع ہے کہ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ ہوگا۔[2]

اغوا کرنے والے اور اغوا شدہ عورت کے بارے میں شرعی حکم

سوال:... ایک شخص کسی کی بیوی کو اغوا کرکے لے گیا، ۳۲ روز تک دونوں اِکٹھے رہے، اب دونوں کو گرفتار کرلیا گیا، مارشل لا کے تحت مقدمہ درج ہے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

الف:... اگر دونوں نے اِقرارِ زِنا کیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

ب:... اگر دونوں نے اِقرارِ زِنا سے اِنکار کیا تو کیا حکم ہے؟

ج:... اگر دونوں کے اِنکار کے بعد طبّی رپورٹ کے اِعتبار سے زِنا ثابت ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

د:... اغوا کنندہ غیرشادی شدہ ہے۔

جواب:... الف:... اگر دونوں نے زِنا کا اِقرار کرلیا ہے تو عورت کو سنگسار کیا جائے گا،[3] اور اَغوا کنندہ کو سو کوڑے شرعی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من تردّى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنّم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا، ومن تحسّى سمًّا فقتل نفسه فسمّه في يده يتحسّاه في نار جهنّم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا، ومن قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يجأبها في بطنه في نار جهنّم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۶۰، باب شرب السم والدواء به وبما يخاف منه، طبع نور محمد کراچی)۔

(۲) قال الله تبارک وتعالیٰ: "ويغفر ما دون ذٰلک لمن يشاء" (النساء:۱۱۶)۔ وفي التفسير: أي ما دون الشرک، وإن كان كبيرة مع عدم التوبة۔ (تفسير نسفی ج:۱ ص:۳۶۴، طبع دار ابن کثير، بيروت)۔

(۳) عن عمر قال: ان الله بعث بالحق وأنزل عليه الكتاب فكان مما أنزل الله تعالىٰ آية الرجم رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمناه بعده والرجم في كتاب الله حق علىٰ من زنىٰ إذا أحصن من الرجال والنساء إذا قامت البينة أو كان الحبل أو الإعتراف۔ متفق عليه۔ (مشکوٰة ص:۳۰۹، کتاب الحدود، الفصل الأوّل)۔

ضابطے کے مطابق لگائے جائیں گے۔[1]

ب:...اور اگر دونوں نے زِنا سے اِنکار کیا، یا دونوں میں سے جس نے اِنکار کیا، اور زِنا پر کوئی عینی گواہ چار عدد اَشخاص نہیں ہیں تو ان پر شرعی حد قائم کرنا جائز نہیں۔[2] البتہ اغوا کنندہ اور مغویہ دونوں کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے،[3] بشرطیکہ عورت برضا و رغبت گئی ہو۔ اگر اسے جبر و اِکراہ کے تحت لے جایا گیا تو اس کو تعزیر نہیں کی جائے گی، صرف اغوا کنندہ کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

ج:...اگر شرعی گواہ موجود نہیں، نہ ہی اغوا کنندہ اور مغویہ نے زِنا کا اِقرار کیا ہے تو صرف طبّی رپورٹ کے اِعتبار سے زِنا ثابت نہ ہوگا، کیونکہ طبّی رپورٹ اس بارے میں شہادتِ شرعیہ کے قائم مقام نہیں ہے۔

اغوا کرنے کا گناہ کس پر ہوگا؟

سوال:...کافی عرصہ سے میرے ذہن میں بھی ایک مسئلہ موجود ہے جو معاشرے کی پیداوار ہے۔ آج کل روز اخبارات جہاں بہت سی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں وہاں کچھ ایسی خبریں بھی ہوتی ہیں جو رونے پر مجبور کردیتی ہیں، یعنی عورتوں کو اغوا کرنا اور ان کی بے عزتی۔ یہ ایک ایسا ظلم ہے جو ہنستی زندگی کو ہمیشہ کے لئے آنسوؤں میں دھکیل دیتا ہے اور یہ سب عورتوں کی بے پردگی و بے حجابی اور غلط کتابوں کا نتیجہ ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے آدمیوں کے لئے قرآن میں کیا حکم ہے؟ اور ایسی عورتوں کے لئے، بعض ایسی لڑکیاں جو دھوکے سے ایسے حالات کا شکار ہوجاتی ہیں اور وقت گزرنے پر ان کو احساس ہوتا ہے، ان کے لئے قرآن کا کیا کہنا ہے؟ اور گناہ گار کون ہے؟

جواب:...آپ نے اس آفت کا سبب تو خود ہی لکھ دیا ہے، یعنی عورتوں کی بے پردگی اور بے حجابی۔ لہٰذا حسبِ مراتب وہ سب لوگ مجرم ہیں جو اِن اسباب کے محرک ہیں یا جو قدرت کے باوجود ان اسباب کا انسداد نہیں کرتے۔[4] باقی اغوا کرنے والے اور

---

(۱) عن عبادة بن الصامت أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خذوا عني، خذوا عني، قد جعل الله لهن سبيلًا، البكر بالبكر جلد مائة وتغريب عام والثيّب بالثيّب جلد مائة والرجم. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۳۰۹، كتاب الحدود، الفصل الأوّل).
وفي شرح المشكوٰة: أي ضرب مائة جلدة لكل واحد منهما وتغريب عام أي نفي سنة كما في رواية والمعنى ان اقتضت لمصلحة والثيب بالثيب جلد مائة والرجم الجلد منسوخ في حقهما بالآية التي نسخت تلاوتها وبقي حكمها ولأنه حدًا لما تركه .... والرجم ان كانا محصنين. (مرقاة شرح المشكوٰة ج:۴ ص:۶۳، كتاب الحدود، الفصل الأوّل).

(۲) والشهادة علٰى مراتب منها الشهادة في الزنا يعتر فيها أربعة من الرجال لقوله تعالٰى: واللّاتي يأتين الفاحشة من نسائكم فاستشهدوا عليهنّ أربعة منكم، ولقوله تعالٰى: ثمّ لم يأتوا بأربعة شهداء. (الهداية ج:۳ ص:۱۵۳ كتاب الشهادة).

(۳) الفرق بين الحد والتعزير أن الحد مقدر والتعزير مفوض إلٰى رأي الإمام، وأن الحد يدرأ بالشبهات والتعزير يجب معها. (رد المحتار ج:۴ ص:۶۰ باب التعزير).

(۴) عن أبي سعيدِ الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذالك أضعف الإيمان. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأوّل). قال المُلّا علي القاري رحمه الله تعالٰى في شرحه: وقد قال علمائنا الأمر الأوّل للأمراء والثاني للعلماء والثالث لعامة المؤمنين ...إلخ. (المرقاة ج:۵ ص:۳، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأوّل).

اغوا شدہ لڑکیاں (اگر وہ برضا و رغبت گئی ہوں) چوراہے پر سولی دیئے جانے کے لائق ہیں۔

کیا لڑکی کے ساتھ چلنے کی وجہ سے اغوا کا ذمہ دار میں ہوں؟

سوال:... آج سے تین ماہ پہلے کالج سے چھٹی پر میں گھر واپس آ رہا تھا، صدر کے علاقے میں ایک لڑکی کچھ ہنس مکھ موڈ میں سڑک کے کنارے پیدل جارہی تھی، اچانک میرے دِل میں خیال آیا کہ میں اس لڑکی سے بات کروں، ہمت کر کے میں اس کے قریب گیا اور چلتے چلتے میں نے اس سے پوچھ لیا کہ آپ کون سی جگہ جارہی ہیں اور کہاں رہتی ہیں؟ تو اس لڑکی نے بغیر کسی ناراضگی کے مجھے جواب دے دیا کہ میں فلاں جگہ رہتی ہوں اور اپنے گھر جارہی ہوں۔ پھر میں نے جھوٹ کہہ دیا کہ میں بھی وہاں آپ کے علاقے میں رہتا ہوں، اور ہم دونوں ایک ساتھ بس میں چلتے ہیں۔ اس لڑکی نے بخوشی کہا کہ ٹھیک ہے ہم اکٹھے ہی چلتے ہیں۔ پیدل چلتے چلتے تقریباً پانچ منٹ کے دوران ہم دونوں نے اس قسم کی پاک وصاف باتیں کیں، مگر ہم ایک دُوسرے کا مکمل ایڈریس نہ پوچھ سکے، مگر اچانک پانچ منٹ بعد ہی پیچھے سے تین آدمی آئے، ایک موٹر سائیکل پر تھا اور دو آدمی رکشے میں اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ کون ہے یہ لڑکی؟ اور تم اس کو کہاں لے کر جارہے ہو؟ میں نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا، لیکن وہ زبردستی ہم دونوں کو رِکشے میں بٹھا کر لے گئے کہ ہم پولیس والے ہیں اور تم دونوں کو تھانے لے کر جارہے ہیں اور تھانے میں ہی تم سب کچھ بتاؤ گے۔ لیکن تھوڑا دُور جانے کے بعد اُن آدمیوں نے مجھے رِکشے سے اُتار دیا اور کچھ باتیں پوچھنے لگے، اور اسی اثنا میں دُوسرے دو آدمی اس لڑکی کو رِکشے میں کہیں لے گئے، وہ ایک آدمی جو میرے پاس تھا مجھے کہنے لگا کہ تم تھانے جاؤ گے یا کچھ لے دے کر جان چھڑانا چاہتے ہو؟ اب مجھے پتا چلا کہ وہ پولیس والے نہ تھے، بہر حال اس آدمی نے مجھ سے ایک سو روپے لے کر مجھے وہیں چھوڑ کر خود موٹر سائیکل پر چلا گیا اور میں واپس گھر آ گیا۔ لیکن اس دن سے لے کر آج تک مجھے سکون نصیب نہیں ہوا، نہ صرف اب میرا پڑھائی میں دِل نہیں لگتا بلکہ اب میں عبادت بھی کرتا ہوں تو اس وہم میں کہ شاید اللہ تعالیٰ میری عبادت بھی قبول نہ کرتے ہوں گے، چونکہ صرف میری وجہ سے اس لڑکی کے ساتھ پتا نہیں ان لوگوں نے کیا اور کیسا سلوک کیا ہوگا؟ اور اس لڑکی کے ساتھ جو بھی سلوک ہوا ہوگا اس کا ذمہ دار خود میں اپنے کو ٹھہراتا ہوں۔ اور میں اپنے آپ کو بہت بڑا گناہ گار سمجھنے لگا ہوں، اور کبھی کبھی تو میں یہ سوچتا ہوں کہ خدانخواستہ اس لڑکی کو ان آدمیوں نے قتل کر دیا ہو (حالانکہ ایسا کوئی اِمکان نہ تھا) تو کیا مولانا صاحب! حقیقت میں، میں اس لڑکی کا قاتل ہوں؟ بس میں اپنے آپ کو قاتل جان کر زِندگی گزار رہا ہوں۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ خودکشی کرلوں تاکہ مجھے اس سوچ سے چھٹکارا مل جائے، مجھے صرف دُنیا میں اتنا پتا چل جائے کہ وہ زندہ ہے تو پھر میری زندگی جو اَب جہنم بن گئی ہے جنت بن جائے، کیونکہ مجھے صرف یہ غم کھائے جارہا ہے کہ میں ہی اس لڑکی کا قاتل ہوں۔ آپ سے اِلتجا ہے کہ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ اس لڑکی کے قتل ہونے کی صورت میں کیا میں قاتل ہوں؟ مندرجہ بالا صورت میں میرے اُوپر کیا کفارہ ہوتا ہے کہ میں ادا کروں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردیں؟

جواب:... اس لڑکی کے ساتھ چلنا تو آپ کی غلطی تھی، مگر اس کے قتل کا گناہ آپ کے ذمے نہیں۔ اگر خودکشی کریں گے تو

قیامت تک دائمی عذاب میں گرفتار رہیں گے، اور قتل کا گناہ لے کر دُنیا سے جائیں گے۔[1] اس لئے اس خیال سے توبہ کیجئے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگئے۔

اگر کسی گناہ کو سامنے دیکھ لے تو کیا اُس کی پردہ پوشی کرے؟

سوال:... کسی کو چوری یا زِنا میں اگر اپنے سامنے پکڑ لے تو کیا ایک حدیث کے مطابق مسلمان کا پردہ رکھنا چاہئے یا اپنے بالا افسروں کو بتانا چاہئے، جبکہ آرمی میں تو ایسے لوگوں کی سروس ختم کردیتے ہیں یا مہینے کی سزا دیتے ہیں۔ اس کے بچوں کے رزق کا بھی مسئلہ ہے، تو کیا ایسے حالات میں اس کا پردہ رکھنا بہتر ہے یا بالا اَفسر کو بتانا چاہئے؟ ابھی تک میرے سامنے تو ایسا نہیں ہوا، لیکن اگر ایسا مسئلہ آجائے تو کیا کرنا پڑے گا؟ اِصلاح کا منتظر رہوں گا۔

جواب:... ایسے شخص کی پردہ پوشی کی جائے اور ان سے گناہ سے توبہ کروائی جائے۔[2] لیکن ان کا پردہ افسرانِ بالا کو نہ بتایا جائے، واللہ اعلم!

حدود و تعزیرات پر اِشکال

سوال:... جیسا کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شرعی حدود و تعزیرات وغیرہ نافذ کردی جائیں تو جرائم بند ہوجائیں گے، کیونکہ دو تین کو سزا ملنے سے، دیکھنے والوں کو جرم کرنے کی جرأت ہی نہ ہوگی۔ جب یہ بات ہے تو "ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه" آیت شریفہ پر اِشکال پیدا ہوتا ہے کہ عالمِ آخرت میں پہنچنے کے بعد جب کفار گوناگوں لامحدود سزاؤں کا سلسلہ دیکھیں گے جو دُنیا کی سزا سے اس کی کوئی نسبت ہی نہیں تو دُنیا میں آنے کے بعد کیسے جرائم کا اِعادہ کرسکتے ہیں؟ یہ خلجان دفع فرمائیں۔

جواب:... یہ تو مشاہدہ ہے کہ شرعی سزاؤں سے جرائم میں تخفیف ہوتی ہے، اور قرآنِ کریم میں بھی جزائے سرقہ میں "نکالًا من الله" کے اِرشاد سے اسی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔[3] اور آیت شریفہ: "وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ"[4] اس کے

---

(۱) عن أبی هريرة (رضی الله عنه) قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من تردّی من جبل فقتل نفسه فهو فی نار جهنّم يتردّی فيها خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا ومن تحسّی سمًّا فقتل نفسه فسمه فی يده يتحسّاه فی نار جهنم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا، ومن قتل نفسه بحديدة فحديدته فی يده يتوجأ بها فی بطنه فی نار جهنم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا۔ متفق عليه۔ وعنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: الذی يخنق نفسه يخنقها فی النار، والذی يطعنها يطعنها فی النار۔ رواه البخاری۔ (مشكوٰة ص:۲۹۹، كتاب القصاص، الفصل الأوّل)۔ أيضًا: فی شرح المشكوٰة: أعلم النبی صلی الله عليه وسلم المكلفين انهم مسئولون عن ذالك يوم القيامة ومعذبون به عذابًا شديدًا وان ذالك فی التحريم كقتل سائر النفوس المحرمة۔ (مرقاة شرح المشكوٰة ج:۴ ص:۷، كتاب القصاص، الفصل الأوّل)۔

(۲) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم .... ومن ستر علٰی مسلم ستره الله فی الدنيا والآخرة ...الخ۔ (ترمذی ج:۱ ص:۱۷۱، باب ما جاء فی الستر علی المسلم، أيضًا: المشكوٰة ص:۳۲، كتاب العلم، الفصل الأوّل)۔ وفی المرقاة (ج:۱ ص:۲۲۲ طبع بمبئی): قوله ومن ستر مسلمًا أی فی قبح يفعله فلا يفضحه۔

(۳) "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا نكالًا من الله" (المائدة:۳۸)۔

(۴) الأنعام:۲۸۔

معارض نہیں، کیونکہ اس آیت میں تو یہ فرمایا ہے کہ قیامت میں عہد کریں گے، لیکن اگر بالفرض ان کو دُنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو یہاں آکر پھر اپنا عہد بھول جائیں گے، جیسا کہ عہدِ الست کو بھی بھول گئے۔

رجم کی شرعاً کیا سزا ہے؟

سوال:...قرآن مجید کے مترجمین نے حاشیہ پر ''رجم'' کے متعلق لکھا ہے۔ رجم کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ شرعی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالیں اور یہ کہ اس کی اسناد کیا ہیں؟

جواب:...اگر کوئی غیرشادی شدہ جوڑا زِنا اور بدکاری کا اِرتکاب کرے... اور اُن کا جرم خود اُن کے اِقرار سے یا چار گواہوں کی چشم دِید شہادت سے ثابت ہوجائے... تو ان کی سزا شریعت نے سو کوڑے رکھی ہے۔[1] اور اگر شادی شدہ ہونے کے باوجود کوئی شخص اس گھناؤنے فعل کا مرتکب ہو، تو جرم ثابت ہوجانے کے بعد اس کو سنگسار کرنے کا حکم ہے۔[2] یعنی اس کو پتھر مار مار کر ہلاک کردیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے مقدس دور میں اس جرم کا اِرتکاب کرنے والوں پر یہ سزا جاری کی گئی، اور تمام فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ اس سنگین جرم کی سزا سنگسار کرنا ہے۔[3]

رجم حدِ زِنا ہے

سوال:...بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سنگسار کرنے کی سزا اِسلامی نہیں ہے، جبکہ جہاں تک اس ناچیز کو علم ہے کہ زِنا کے جرم میں مجرم کو زمانۂ سلف میں سنگسار کیا جاتا تھا، اور موجودہ زمانے میں بھی سعودی عرب میں یہ سزا رائج ہے۔ لہٰذا مسئلہ مذکور کی وضاحت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب:...سنگساری کا حکم قرآنِ کریم، سنتِ نبوی، اِجماعِ صحابہؓ اور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔[4] چودہ صدیوں میں سوائے گمراہ اور بددِین لوگوں کے کسی نے اس کا اِنکار نہیں کیا، علمائے اُمت اس پر مستقل رسائل لکھ چکے ہیں، راقم الحروف نے اس پر ماہنامہ ''بینات'' میں ''رجم کی شرعی حیثیت'' کے عنوان سے مفصل مقالہ لکھا ہے، جسے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

---

(۱) قال الله تعالىٰ: الزانية والزانى فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة. (النور: ۲).

(۲) عن عمر قال: ان الله بعث بالحق وأنزل عليه الكتاب فكان مما أنزل الله تعالىٰ آية الرجم رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمناه بعده والرجم فى كتاب الله حق علىٰ من زنىٰ إذا أحصن من الرجال والنساء إذا قامت البيّنة أو كان حبل أو الإعتراف. متفق عليه. (مشكوٰة ص: ۳۰۹، كتاب الحدود، طبع قديمى كتب خانه).

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے: رجم کی شرعی حیثیت، تالیف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ۔

(۴) عن عمر قال: ان الله بعث بالحق وأنزل عليه الكتاب فكان مما أنزل الله تعالىٰ آية الرجم رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمناه بعده والرجم فى كتاب الله حق علىٰ من زنىٰ إذا أحصن من الرجال والنساء إذا قامت البينة أو كان الحبل أو الإعتراف. متفق عليه. (مشكوٰة ص: ۳۰۹، كتاب الحدود، الفصل الأوّل).

زِنا بالجبر کی سزا کس پر ہوگی؟

سوال:... اسلامی قانون کے مطابق زِنا بالجبر کی تعریف کیا ہے؟ کیا یہ سزا مرد اور عورت دونوں کے لئے ایک جیسی ہوتی ہے؟

جواب:... جس میں عورت کی رضامندی شامل نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو، وہ زِنا بالجبر کے زُمرے میں آتا ہے۔ اس میں عورت پر سزا نہیں، صرف مرد پر ہے۔ (۱)

رجم کی سزا کے بارے میں اِختلاف

سوال:... آج کل ہمارے ملک کے دو بڑے اور اہم اِداروں (حکومت اور وفاقی شرعی عدالت) میں رجم کے بارے میں جو اِختلاف پایا جارہا ہے، اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ ایک طرف تو ریاست کی شرعی عدالت جس کے ذمے شرعی اُمور کی اصل حالت میں حفاظت کے ساتھ اُن کے مطابق مقدمات کے فیصلے کرنے کا اہم ترین کام ہے، رجم کو غیراسلامی قرار دے رہی ہے، جبکہ حکومت اور علماء دُوسری طرف اسے جائز اور اسلامی اُصولوں کے مطابق سمجھتے ہیں۔ اب بتائیں لوگ کس کی بات پر اِعتبار کریں، حکومت یا علماء پر یا شریعت کے محافظوں پر؟ جبکہ دونوں اِدارے اپنی نوعیت کے اِعتبار سے انتہائی اہم اور قابلِ اعتبار ہیں۔ لیکن اب حکومت نے اپنے خیال کو دُرست سمجھتے ہوئے معاملے کو سپریم کورٹ تک پہنچادیا ہے، خدا جانے وہاں کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ لیکن اس بحث سے قطع نظر صاحبِ علم اور شرعی اُمور سے واقفیت رکھنے والے لوگوں کو رجم کے اسلامی قانون ہونے میں شاید ہی کوئی شک ہو۔ نیز مؤرخہ ۱۰/اپریل بروزِ جمعہ روزنامہ ''جنگ'' میں آپ کے جواب نے، اور حکومت کے موقف نے یہ بات واضح کردی ہے کہ رجم اسلامی سزا ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں شرعی اُمور کا اہم ترین ریاستی اِدارہ اس کے خلاف کیوں ہے؟ بظاہر تو اس کی دو ہی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ اوّل: شرعی عدالت کی لاعلمی، یا دوم: اسلامی اُصولوں سے اِنحراف۔ لیکن اگر اس اِختلاف کی کوئی اور وجہ ہے تو اسے عوام کے سامنے لایا جائے، یا پھر کسی خاص مقدمے میں نوعیت کے اِعتبار سے شرعی عدالت کو یہ موقف اِختیار کرنا پڑا ہے تو اس کی بھی وضاحت کی جانی چاہئے، ورنہ شرعی عدالت کے فیصلے سے جو بظاہر اسلامی اُصولوں کے خلاف نظر آرہا ہے، شرعی اُمور سے کم واقفیت رکھنے والے اور کم فہم مسلمانوں کے اَذہان پر ایک نئے نظریے کی چھاپ لگنے کا سخت خطرہ پیدا ہوسکتا ہے، اور یہ صورتِ حال مستقبل میں کسی بھی وقت میں اِسلامی قوانین اور اُصولوں کی اصل صورت کو کامیابی سے مسخ کرسکتی ہے۔

جواب:... رجم کو غیرشرعی قرار دینے کی وجہ اسلامی اُصولوں سے لاعلمی بھی ہوسکتی ہے، اور اِسلامی اُصولوں سے اِنحراف بھی۔ اب یہ مسئلہ عدالتِ عالیہ کے زیرِ غور ہے، اور خود وفاقی شرعی عدالت کو بھی اس پر نظرِ ثانی کی اِجازت دے دی گئی ہے۔ اس لئے توقع رکھنی چاہئے کہ اس غلطی کی اِصلاح ہوجائے گی، اور یہ غیرشرعی فیصلہ پی۔ ایل۔ ڈی میں جگہ نہیں پائے گا۔

---

(۱) عن وائل بن حجر ان إمرأة خرجت علٰى عهد النبى صلى الله عليه وسلم تريد الصلاة فتلقاها رجل فتجلّلها فقضٰى حاجته منها .... فأتوا به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها: إذهبى فقد غفر الله لک، وقال للرجل الذى وقع عليها: ارجموه ... إلخ۔ رواه الترمذى وأبوداوٗد۔ (مشكوٰة ص: ۳۱۲، كتاب الحدود، الفصل الثانى، طبع قديمى)۔

کیا کوڑے مارنے کی سزا خلافِ شریعت ہے؟

سوال:... کیا اسلام میں کوڑے مارنے کی سزا خلافِ شریعت ہے؟ اور اگر واقعی اسلام میں کوڑوں کی سزا کی کوئی گنجائش نہیں تو پھر ایک جلیل القدر صحابی نے یہ سزا اپنے بیٹے کو کیوں دی؟

جواب:... اسلام میں بعض جرائم پر کوڑوں کی سزا تو رکھی گئی ہے،[1] لیکن اس سے یہ فوجی یا جلادی کوڑے مراد نہیں جن کا آج کل رِواج ہے۔ وہ کوڑے اتنے ہلکے پھلکے ہوتے تھے کہ سو کوڑے کھاکر بھی آدمی نہ صرف زندہ بلکہ تندرست رہ سکتا تھا اور وہ کوڑے ٹکٹکی باندھ کر ایک ہی جگہ نہیں مارے جاتے تھے، نہ کوڑے لگانے کے لئے خاص جلاد رکھے جاتے تھے۔ ''اسلام میں کوڑے کی سزا'' سن کر یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ شاید اسلام بھی موجودہ دور کے جلادی کوڑوں کو روا رکھتا ہے۔

ایک جلیل القدر صحابی کے اپنے بیٹے کو کوڑوں کی سزا دینے کے جس واقعے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، اگر اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جو عام طور سے واعظ حضرات میں مشہور ہے، تو یہ واقعہ غلط اور موضوع اور من گھڑت ہے۔[2]

بے نمازی کے ساتھ کام کرنا

سوال:... میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

جواب:... کام تو کافر کے ساتھ بھی کرسکتے ہیں۔ وہ صاحب اگر مسلمان ہیں تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے، آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے،[3] اس سے اِن شاء اللہ تعالیٰ وہ نمازی ہوجائیں گے۔

دِیواروں پر اِشتہار لگانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... ہم دِیواروں پر اِشتہارات دیکھتے ہیں، دِیواریں کسی فردِ واحد، یا حکومت کی املاک ہوتی ہیں، اگر دِیوار حکومت کی ملکیت ہے تو یہ دس کروڑ عوام کی ملکیت ہوئی، کیا کوئی اِدارہ یا جماعت ان دِیواروں کی بغیر مالک کی اِجازت کے اِستعمال کرنے کی مجاز ہے؟ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

---

(۱) قال الله عزّ وجلّ: "الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة" (النور: ۲). وفي الحديث: عن أبي بردة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لَا يجلد فوق عشر جلدات إلّا في حد من حدود الله. (أبي داوٗد ج:۲ ص: ۲۶۹، باب التعزير).

(۲) الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة ص:۲۰۳ طبع بيروت. اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة ج:۲ ص:۱۹۴ طبع بيروت.

(۳) قال الله تبارك وتعالىٰ: "ادع إلىٰ سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة" (النحل: ۱۲۵).

جواب:... دِیوار اگر کسی کی مملوکہ ہو تو مالک کی اِجازت کے بغیر اس پر اِشتہار لگانا یا لکھنا جائز نہیں۔[1] اور سرکاری عمارات کی دِیواروں کا معاملہ اس سے زیادہ سنگین ہے، کیونکہ وہ عوامی ملکیت ہونے کی وجہ سے کسی سے اِجازت لینا اور قصور معاف کرانا بھی ممکن نہیں۔ اس سے بدتر صورت یہ ہے کہ لوگ مسجد کی دِیواروں کو بھی اِشتہارات سے آلودہ کرتے ہیں، جو مسجد کی حرمت و تقدس کے خلاف ہے۔ شہر میں اِشتہارات چسپاں کرنے کے لئے مخصوص جگہیں ہونی چاہئیں۔

پریشانیوں سے گھبراکر مرنے کی تمنا کرنا

سوال:... اب دُنیا میں جینا مشکل ہوگیا ہے، دِل چاہتا ہے کہ موت آجائے، دُنیا کے حالات دگرگوں ہوچکے ہیں۔ بندے کو پانچ چھ ماہ سے پریشانیوں اور بخار نے ایسا گھیرا ہے کہ جان نہیں چھوٹتی۔ کیا اس طرح کہنا جائز ہے؟

جواب:... پریشانیوں پر اَجر تو ایسا ملتا ہے کہ عقل و تصوّر میں نہیں آسکتا، لیکن اجر صابرین کے لئے ہے،[2] اور پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی تمنا کرنا حرام بھی ہے، اور اَجر کے منافی بھی:[3]

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے!
مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے؟

گناہوں کے اندیشے سے اپنے لئے موت کی دُعا کرنا

سوال:... اگر کوئی اس نیت سے موت مانگے کہ خدا مجھے جلد اس دُنیا سے اُٹھالے کیونکہ زیادہ دِن رہنے کی صورت میں زیادہ گناہ ہونے کا اندیشہ ہے، کیا اس نیت سے موت مانگنا دُرست ہے؟

جواب:... موت نہیں مانگنی چاہئے، بلکہ یہ دُعا کرے کہ یا اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت دیدے۔[4]

اپنے لئے موت کی دُعا مانگنا

سوال:... خودکشی کرنا حرام ہے، تو کیا اپنے لئے موت کی دُعا مانگنا بھی حرام ہے؟

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ۔ (قواعد الفقہ ص:۱۱۰)۔ أیضًا: لَا یجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعی۔ (قواعد الفقہ ص:۱۱۰، طبع صدف پبلشرز کراچی)۔

(۲) قال اللہ تبارک وتعالٰی: "واصبر علٰی ما أصابک فإن ذٰلک من عزم الأمور" (لقمان:۱۷)۔

(۳) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لَا یتمنّ أحدکم الموت إما محسنا فلعلّہ یزداد، وإما مسیئًا ولعلّہ یستعتب۔ (بخاری ج:۲ ص:۱۰۷۳، کتاب التمنّ)۔

(۴) عن أنس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یتمنین أحدکم الموت من ضر أصابہ، فإن کان لَا بد فاعلًا فلیقل: اللّٰھم أحینی ما کانت الحیاۃ خیرًا لی، وتوفنی إذا کانت الوفاۃ خیرًا لی۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص:۱۳۹، باب تمنی الموت، الفصل الأوّل، طبع قدیمی)۔

جواب:... کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی دُعا کرنا بھی دُرست نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

اپنے آپ کو تیل ڈال کر جلانے والے کا شرعی حکم

سوال:... کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ میری ہمشیرہ نے اپنے سسرال والوں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے آپ پر مٹی کا تیل چھڑک کر اپنے جسم کو آگ لگالی، اور وہ بُری طرح جل گئی، تین دن تک وہ موت وحیات کی کشمکش میں رہی، اس کے بعد اِنتقال ہوگیا۔ آیا اس کی موت کو اپنی موت کہیں گے یا خودکشی؟

جواب:... یہ خودکشی نہیں تو اور خودکشی کسے کہتے ہیں...؟[2]

جان کے تحفظ کے لئے دِفاعی اِقدام کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کرنے کے اِرادے سے آئے، اس صورت میں یہ اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار اُٹھالے اور اس سے حملہ کرنے والا ہلاک ہوجائے تو قصوروار کون ہوگا؟

جواب:... اگر قتل کے اِرادے سے آنے والا شخص اس پر حملہ آور ہو تو وہ اپنا دِفاع کرسکتا ہے، اور دِفاع کرتے ہوئے اگر وہ شخص اس کے ہاتھوں سے قتل ہوجائے تو گناہگار نہیں ہوگا۔[3]

کیا نابالغ کی خودکشی کا والدین پر اَثر ہوگا

سوال:... ایک نابالغ لڑکے نے والدین سے ناراض ہوکر گھر سے نکلتے ہی خودکشی کرلی، اس خودکشی کا وبال والدین پر ہوگا یا نابالغ پر؟

جواب:... نابالغ چونکہ مکلّف نہیں، اس لئے وہ تو مأخوذ نہیں ہوگا۔ والدین پر اس کی خودکشی کا وبال تو نہیں ہوگا، البتہ وہ بے تربیتی کے باعث خودکشی کے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔[4]

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يتمنين أحدكم الموت من ضر أصابه ... إلخ۔ (مشكوٰة ص:۱۳۹، باب تمنى الموت، الفصل الأوّل)۔

(۲) عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من تردّى من جبل فقتل نفسه فهو فى نار جهنّم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا، ومن تحسّى سمًّا فقتل نفسه فسمّه فى يده يتحسّاه فى نار جهنّم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا، ومن قتل نفسه بحديدة فحديدته فى يده يجأبها فى بطنه فى نار جهنّم خالدًا مخلّدًا فيها أبدًا۔ (بخارى ج:۲ ص:۸۶۰، باب شرب السم والدواء به، طبع نور محمد كتب خانه كراچى)۔

(۳) ومن قتل مدافعًا عن نفسه أو ماله أو عن المسلمين أو أهل الذمة بأى آلة قتل بحديد أو حجر أو خشب فهو شهيد۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۶۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السابع فى الشهيد)۔

(۴) والمراد بالمكلف البالغ العاقل ففعل غير المكلف ليس من موضوعه وضمان المتلفات ونفقة الزوجات إنما المخاطب بها الولى لَا الصبى والمجنون كما يخاطب صاحب البهيمة بضمان ما أتلفته حيث فرط فى حفظها لتنزيل فعلها فى هذه الحالة بمنزلة فعله۔ (شامى ج:۱ ص:۳۸، مقدمة، قبيل مطلب الفرق بين المصدر والحاصل بالمصدر)۔

جب ہر ذِی نفس کے لئے موت مقرّر ہے تو پھر خودکشی کی موت کو کیوں حرام قرار دِیا گیا ہے؟

سوال:... ہر ذِی نفس کے لئے موت کا وقت جگہ اور طریقہ معین ہے، لیکن خودکشی کو حرام موت قرار دِیا گیا ہے، تو کیا خودکشی کرنے والے کی "موت" وقت، جگہ اور طریقہ والے کلیہ کے زُمرے میں نہیں آتی؟

جواب:... خودکشی کرنے والے کی موت بھی اپنے وقت ہی پر آتی ہے، اگرچہ خودکشی کرنے والا گناہگار ہے۔[1] جیسا کہ جو شخص قتل ہوجائے، اس کی موت بھی اپنے وقتِ مقرّرہ پر ہی آتی ہے، لیکن قاتل سزائے موت کا مستحق ہے،[2] اور دُنیا اور آخرت میں ملعون ہے۔[3]

کیا زبردستی عصمت فروشی پر مجبور عورت خودکشی کرسکتی ہے؟

سوال:... میرا تعلق ایک بازار سے ہے، جس کو عام زبان میں "بازارِ حسن" کہتے ہیں۔ میری عمر ۲۶ سال ہے، مجھے یہ نہیں معلوم کہ میرے والدین کون ہیں؟ اور میں کہاں سے آئی ہوں؟ یہ ضرور جانتی ہوں کہ جن لوگوں نے مجھ کو پالا ہے، یہ لوگ میرے والدین نہیں ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ کو کافی تعلیم دِلائی ہے، اس کے بعد ان ذلیل اور کمین لوگوں نے مجھ کو اس گندے کاروبار میں لگادیا ہے۔ میں روزانہ نماز اور قرآن شریف پڑھتی ہوں، شاید اللہ تعالیٰ کو مجھ پر رحم آجائے اور میں ان ذلیل اور کمین لوگوں کے جال سے نکل جاؤں۔ میں روزانہ جی جی کر مرتی ہوں، یہ لوگ بہت ظالم ہیں۔ میں نے کئی بار بھاگنے کی کوشش کی تو مجھ پر بہت ظلم کیا، روزانہ ظلم کرتے ہیں، مجھ کو زبردستی اس منحوس کاروبار پر لگایا جاتا ہے، میں ایک چلتی پھرتی لاش ہوں، ان لوگوں نے اپنے کاروبار کی خاطر مجھ کو ہر صوبے کی زبان سکھائی ہے، اگر میں کبھی ان کا حکم نہیں مانوں تو یہ لوگ مجھ کو اُلٹا لٹکا کر مارتے ہیں۔ میری بدنصیبی ہے کہ اللہ نے مجھ کو خوبصورت بنایا ہے، یہ ذلیل لوگ میری ایک ایک رات کی بہت بڑی حرام کی کمائی کھاتے ہیں۔ یہ لوگ مجھ کو بہت دُور دُور لے جاتے ہیں، یہ لوگ اکثر مجھ کو ان لوگوں کے پاس بھی لے کر گئے ہیں جو بااَثر کہلاتے ہیں، اور لوگ ان کو بہت شریف سمجھتے ہیں۔ ان کمینوں کی پہنچ دُور دُور تک ہے، میں بہت بُری طرح ان کے جال میں پھنس گئی ہوں۔ میری طرح اور بھی بدنصیب لڑکیاں ہیں جو مجبور ہوکر ان کے ساتھ حرام کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب! میں اتنا روتی ہوں کہ اب میں آنکھوں میں آنسو بھی نہیں ہیں، صرف یہ جواب دے دیں کہ کیا میں گناہگار ہوں؟ کیا میں کبھی جنت میں نہیں جاسکوں گی؟ کیا مجھ کو بہت بڑی سزا ملے گی؟ کیا اس کاروبار میں میرا بھی قصور ہے؟ ایسا کونسا عمل ہے جس کے ہونے سے اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف کردے گا؟ اگر آپ اجازت دیں تو میں خودکشی کرلوں، کیونکہ اس گندی زندگی سے مرجانا بہتر ہے، حالانکہ خودکشی حرام ہے۔ میرا یہ خط پورا شائع کردیجئے گا، کیونکہ میری طرح بہت سی لڑکیاں آپ کے جواب کی منتظر ہیں۔ میرے

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الذی یخنق نفسه یخنقها فی النار، والذی یطعنها یطعنها فی النار۔ رواه البخاری۔ (مشکوٰة ص:۲۹۹، کتاب القصاص، الفصل الأوّل، طبع قدیمی کراچی)۔

(۲) یجب القود أی القصاص بقتل کل محقون الدم .... علی التأبید عمدًا .... بشرط کون القاتل مکلفًا ...الخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۵۳۲، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود وما لا یوجبه)۔

(۳) "ومن یقتل مؤمنا متعمدًا فجزاؤه جهنم خالدا فیها" (النساء:۹۳)۔

اس خط کو بالکل سنسر مت کریئے گا، اسی طرح لوگوں کو ہمارے بارے میں معلوم ہوگا۔ پورا خط شائع کرنے سے شاید کسی کے دِل میں رحم آجائے کہ وہ اس کو پڑھ کر ہمارا ساتھ دیدے۔ جب تک آپ کا جواب نہیں آئے گا مجھ کو بے چینی رہے گی، اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو آزاد کردے، ان کمین حرام خور لوگوں کے کراچی میں کئی گھر ہیں، یہ لوگ حرام دولت سے اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے دوزخ خرید رہے ہیں۔

جواب:... آپ چونکہ اس گندگی سے نفرت کرتی ہیں اور آپ سے یہ گندا دھندا جبراً کرایا جاتا ہے، اس لئے آپ قصوروار نہیں، بلکہ آپ کے گناہوں کا وَبال ان ظالموں پر ہے جن کے چنگل میں آپ پھنسی ہوئی ہیں۔ اسی طرح وہ اَربابِ اِقتدار بھی مجرم ہیں، جن کی ناک کے نیچے یہ فحاشی کے اَڈّے چل رہے ہیں۔ اور پولیس کے وہ تمام افسران اور اہلکار بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں، جو اس گندگی کا علم ہونے کے باوجود، اس کا اِنسداد نہیں کرتے، بلکہ لاکھوں روپے کا بھتہ وصول کر رہے ہیں۔

۲:... آپ گندگی کی جس دلدل میں پھنسی ہوئی ہیں، اس سے نکلنے کے لئے جو کوشش آپ کے بس میں ہو، کرتی رہیں، اگر ممکن ہو تو آپ اپنے حالات لکھ کر صدر، وزیرِاعظم اور دیگر با اَثر اَفراد کو بھیجیں، ان کی نقول اخبارات و رسائل کو بھیجیں، کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کی رہائی کی صورت پیدا فرمادیں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے اپنا پتا نشان مجھے نہیں بھیجا، ورنہ جو کوشش مجھ سے ہوتی، اس سے دریغ نہ کرتا۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہِ عالی سب سے اُونچی ہے، آپ دُعائیں بھی کریں، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی بھی بخشش فرمائیں۔

۳:... آپ نے خودکشی کی اِجازت چاہی ہے، اس کی اِجازت نہیں دے سکتا، حرام موت مرنے کے بجائے آپ اللہ تعالیٰ سے بہتر زِندگی مانگیں اور اس کے لئے کوشش بھی کریں۔

حالات سے مجبور ہوکر خودکشی کا تصوّر بھی نہیں کرنا چاہئے

سوال:... محترم! ہمارے والد حیات نہیں ہیں، والدہ حیات ہیں، پڑھی لکھی نہیں ہیں، حالات اور وقت کے تقاضوں کے تحت نہیں چلتیں۔ والد جب تک حیات تھے، ایک دن بھی ہم نے ایسا نہیں دیکھا جو والد بزرگوار سے لڑے بغیر گزرا ہو۔ کسی رِشتہ دار حتیٰ کہ بہن بھائی، اولاد کی شادی میں نہ خود جاتی ہیں اور نہ لڑکیاں جاسکتی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں ۳۰ سے بھی زیادہ عمر کو پہنچ چکے ہیں، لیکن شادی کا نام نہیں لیتیں، بلکہ حیلے بہانے کرتی ہیں، مثلاً: جب اللہ کا حکم ہوگا، شادی ہوجائے گی۔ یا اللہ اور رسول نے یہ کہا ہے کہ اگر حیثیت نہیں تو شادی نہ کرو، وغیرہ۔ تمام ۳ لڑکے اور لڑکیاں برسرِ روزگار ہیں۔

اب نیا بہانہ بناتی ہیں کہ تم نے پڑھ لیا ہے، بس اب ملازمت کرو، اور ماں اور بھائیوں کی خدمت کرو، اگر بھائی شادی کرلیں تو بھاوجوں کی بھی خدمت کرو۔ جبکہ بھائیوں کا یہ عالم ہے کہ ہر وقت مارنے اور گالیاں دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مکان اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک کمرہ ہے، جس میں اگر تمام گھر والے سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا دُشوار ہے۔ والدہ لڑکوں اور لڑکیوں سے کہتی ہیں جس کے پاس دولت ہے، وہ مکان لے کر الگ ہوجائے، ورنہ اسی مکان میں رہو۔ آپ سے یہ سوال ہے کہ ہم لڑکی ہیں تو ہمارا کیا قصور ہے؟

بخدا! ہمارا ملازمت کرنے اور گھر سے پڑھنے یا پڑھانے کے لئے نکلنے کا قطعی ارادہ نہیں تھا، صرف اور صرف گھر کے حالات کی وجہ سے مجبور ہوکر یہ قدم اُٹھایا ہے۔ دورانِ ملازمت نامحرَم سے بے پردگی بھی ہوتی ہے، جو کہ بُرا لگتا ہے۔ ابھی تو ہم جوان ہیں، ملازمت کرکے گزر بسر کر رہے ہیں، کل بھائی والدہ کی وفات کے بعد علیحدہ علیحدہ ہوجائیں گے تو ہمارا سہارا کون ہوگا؟ دِل خودکشی کرنے کو چاہتا ہے۔ آپ درج بالا کی روشنی میں یہ بتائیں کہ اس اذیت ناک مسئلے کا حل کیا ہے؟ جو غلطیاں ہم سے سرزد ہوتی ہیں، مثلاً: بے پردگی وغیرہ تو اس کا عذاب بھی ہمیں ملے گا؟ چونکہ اس میں ہمارے سرپرستوں کا اِصرار ہے لہٰذا انہیں بھی عذاب ملے گا یا نہیں؟

۱:... لڑکیوں کی شادی کس عمر میں کردینی چاہئے؟ اولاد کی شادی نہ کرنے کی صورت میں والدین کو عذاب ہوگا یا نہیں؟

۲:... لڑکیوں پر ظلم، طعنے دینا اور اِلزام لگانا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا ماں کے بھی کچھ فرائض ہیں؟ یا صرف لڑکیوں کا ہی فرض ہے کہ وہ ہر طرح کی خدمت کریں، باہر کے بھی اور گھر کے اندر بھی دُکھ اُٹھائیں؟

جواب:... میری عزیز بیٹی! آپ کا خط پڑھ کر بے حد تکلیف ہوئی۔ بہرحال! آپ کی والدہ ماجدہ اگر سمجھدار ہوتیں تو آپ کو یہ پریشانی نہ ہوتی۔ میں آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر شکل پیدا فرمادے۔ عشاء کی نماز کے بعد اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف اور درمیان میں گیارہ سو مرتبہ ''یالطیف'' پڑھ کر دُعا کیا کریں۔ اللہ آپ کے لئے بہتر شکل پیدا فرمادیں گے۔

آدمی کو گھبرانا نہیں چاہئے، اور خودکشی تو حرام کی موت ہے، اس کا تصوّر بھی نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، اگر کرنا ہی ہو تو یہ کرے: یااللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو، اور مجھے وفات دے جب وفات میرے لئے بہتر ہو۔[1] بہرحال! میں آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی کفایت فرمائے۔

گناہوں میں اِضافے کے خوف سے خودکشی کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص یہ سوچے کہ اگر میں دُنیا میں رہوں گا تو میرے گناہوں میں اِضافہ ہوگا، اس سے بہتر یہ ہے کہ میں خودکشی کرلوں، تو کیا یہ بات جائز ہے؟

جواب:... خودکشی حرام ہے،[2] اور حرام کام کا سوچنا بھی حرام ہے۔ اور یہ شیطان کا وسوسہ ہے کہ اگر میں زِندہ رہوں گا تو میرے گناہوں میں اِضافہ ہوگا، لہٰذا اس کا علاج یہ کرو کہ اپنے آپ ہی کو ختم کرلو۔ اس کی مثال ایسی ہوئی کہ کوئی شخص یوں سوچے کہ وقتاً فوقتاً مضرِ صحت چیزیں کھانے سے صحت خراب ہوجاتی ہے، لاؤ ایک ہی بار زہر کھاکر اپنے آپ کو ختم کرلو، تاکہ نہ صحت ہو، نہ وہ خراب ہوا کرے۔ گناہ سے بچنے کا علاج خودکشی نہیں، بلکہ ہمت سے کام لے کر گناہوں سے بچنا ہے، اور اگر اس کے باوجود گناہ ہوجائیں تو فوراً

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يتمنين أحدكم الموت من ضر أصابه، فإن كان لَا بد فاعلًا فليقل: اللّٰهم أحيني ما كانت الحياة خيرًا لي، وتوفني إذا كانت الوفاة خيرًا لي. متفق عليه. (مشكوٰة ص: ۱۳۹، باب تمني الموت، الفصل الأوّل، طبع قديمي).

(۲) وإن ذالك في التحريم كقتل سائر النفوس المحرمة. (مرقاة شرح المشكوٰة ج:۴ ص:۷، كتاب القصاص، الفصل الأوّل). نیز سابقہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

سچی توبہ کرنا ہے، توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور پھر زِندگی تو اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کا بدل نہیں، زِندگی ہوگی تو آدمی نیکی کرسکے گا، مرنے کے بعد نیکی کا دروازہ بند...![1]

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ

سوال:... خودکشی کرنے والے مسلمان کی نمازِ جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ جائز ہے،[2] لیکن محلے کے معزّز اَفراد نہ پڑھیں، عوام پڑھ لیں تاکہ اس کے فعل سے نفرت و بیزاری کا اِظہار ہو، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

بوند بوند خون کسی کو دینا تاکہ خود کو موت آجائے، یہ خودکشی ہے

سوال:... ایک شخص، جسے معلوم ہے کہ خودکشی کرنا حرام ہے، خودکشی نہیں کرنا چاہتا، لیکن وہ جینا بھی نہیں چاہتا، اور وہ اپنے جسم سے خون کی بوند بوند تک کسی ضرورت مند کو دے کر مرجاتا ہے، تو کیا یہ خودکشی کہلائے گی؟

جواب:... یہ بھی خودکشی کی صورت ہے۔

تیرنا نہ جاننے والے کا سمندر میں نہانا خودکشی ہے

سوال:... موسمِ گرما میں اکثر لوگ ساحلِ سمندر پر پکنک پر جاتے ہیں، اور آئے دن سمندر میں ڈُوبنے کی خبریں آتی رہتی ہیں، شرعی نقطۂ نگاہ سے ساحلِ سمندر پر پکنک پر جانا کیسا ہے؟ ایک شخص تیرنا نہیں جانتا، پھر بھی سمندر میں آگے جاتا ہے، ڈُوب جانے کی صورت میں کیا یہ موت خودکشی کہلائے گی؟

جواب:... اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص تیرنا نہیں جانتا، اس کے باوجود گہرے سمندر میں جاتا ہے تو خودکشی کا مرتکب ہوگا۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ جہاں ساحلِ سمندر پر ہلاکت کا خطرہ ہو، اس کو ممنوع علاقہ قرار دے، اور کسی کو وہاں سیر و تفریح کی اِجازت نہ دے۔ لیکن حکومت نے یہ شاید یہ بھی "خاندانی منصوبہ بندی" کا ایک طریقہ سوچا ہے کہ کچھ لوگ آپس میں لڑکر مرتے ہیں، اور کچھ لوگ سمندر میں ڈُوب ڈُوب کر مریں، تاکہ پاکستانی معیشت کا بوجھ کچھ ہلکا ہوتا رہے۔

ماں باپ سے متعلق قرآنِ کریم کے اَحکامات کا مذاق اُڑانا

سوال:... اگر ایک لڑکا نہایت اُونچی تعلیم اور صاف ستھرے ماحول میں پروَرِش پاکر بعد شادی اور حصولِ ملازمت کے اپنے والد، بھائیوں اور بہنوں سے نامعقول عذر لے کر ہر قسم کا تعلق منقطع کرلے بلکہ نفرت کرنے لگے اور اپنی زوجہ اور اس کے عزیزوں کو

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يتمنى أحدكم الموت، ولَا يدع به من قبل أن يأتيه، إنه إذا مات إنقطع امله وانه لَا يزيد المؤمن عمره إلّا خيرًا. رواه مسلم. (مشكوة ص: ۱۳۹، باب تمنى الموت، الفصل الأوّل).

(۲) ومن قتل نفسه عمدًا يصلّى عليه عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وهو الأصح كذا في التبيين. (عالمگيری ج: ۱ ص: ۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی الميت).

خوش کرنے کے لئے ان کو ذہنی تکلیف میں ڈال کر خوش ہو۔ پابند نماز ہونے کے باوجود ان اَحکامات کا مذاق اُڑائے جو ماں باپ اور بزرگوں کے احترام کے سلسلے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ شرعاً اور اخلاقاً کیا وعید بیان کی گئی ہے؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا۔''[1] والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید تو قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں بہت ہی آئی ہے، قرآن و حدیث کا مذاق اُڑانے والا مسلمان کیسے رہ سکتا ہے...؟[2] اس لئے آپ کی لکھی ہوئی کہانی پر مجھے تو یقین نہیں آیا۔

بچوں کے نسب کی تبدیلی

سوال:... ۱۹۷۶ء میں میرے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا تھا، اس کے دو بچے تھے، بھائی کے انتقال کے وقت بڑے لڑکے کی عمر ۳ سال تھی اور چھوٹے کی عمر ایک سال تھی، ان دنوں میں کراچی میں سروس کر رہا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد میں نے اپنے والدین کی رضامندی سے تقریباً ڈھائی سال کے بعد اپنی بھابھی سے شادی کرلی، اس وقت بڑے لڑکے کی عمر تقریباً چار سال تھی۔ میرے دونوں بھتیجے مجھے ابو ہی کہتے ہیں اور میں انہیں ان کے والد کا احساس نہیں ہونے دیتا۔ میں شادی کے چھ مہینے بعد بچوں کو کراچی لے آیا تھا، پھر میں نے انہیں اسکول میں داخل کروادیا تھا، بچوں کے والد کے نام کی جگہ میں نے اپنے نام کو شامل کیا تھا، یعنی اپنا نام درج کروادیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ بچوں کو میں ان کے والد کے متعلق اس وقت تک نہ بتاؤں جب تک وہ سمجھدار نہ ہوجائیں ابھی میں اس لئے نہیں بتارہا ہوں کہ کہیں وہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوجائیں۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے میرے بھی دو بچے ہیں لیکن میں اپنے بچوں سے زیادہ بھائی کے بچوں کو عزیز رکھتا ہوں۔ آپ ازراہ کرم مہربانی کرکے اسلامی رُو سے مجھے بتایئے کہ میں نے جو بھائی کے نام کی جگہ بچوں کے اسکول میں اپنی ولدیت لکھوائی ہے دُرست ہے یا غلط؟

جواب:... اگرچہ بچوں کی مصلحت کے لئے آپ نے ایسا کیا تھا، لیکن بچوں کے نسب کو یکسر بدل دینا گناہ ہے، جائز نہیں۔[3] ان بچوں کی ولدیت ان کے باپ ہی کی لکھوانی چاہئے۔

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنة منّان ولَا عاق ولَا مدمن خمر. رواه النسائي والدارمي. (مشكوٰة ص:۴۲۰). وعن أبي بكرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل الذنوب يغفر الله منها ما شاء إلّا عقوق الوالدين فإنه يعجّل لصاحبه في الحيوٰة قبل الممات. (مشكوٰة ص:۴۲۱، باب البر والصلة، الفصل الثالث). "لَا يدخل الجنّة عاق لوالديه ... إلخ. (كنز العمال ج:۱۶ ص:۵۴). "ووصينا الإنسان بوالديه" (لقمان:۱۴). وإذا أخذنا ميثاق بني إسرآئيل لَا تعبدون إلّا الله وبالوالدين إحسانًا. (البقرة:۸۳). ووصينا الإنسان بوالديه إحسانا. (الأحقاف:۱۵).

(۲) والإستهزاء بحكم من أحكام الشرع كفر. (شرح فقه أكبر ص:۲۱۷).

(۳) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من إنتسب إلٰى غير أبيه أو تولّى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين. وعن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ادعى إلٰى غير أبيه لم يرح رائحة الجنة وإن ريحها ليوجد من مسيرة خمس مائة عام. (ابن ماجة، ابواب الحدود ص:۱۸۷، باب من ادعىٰ إلٰى غير أبيه أو تولّى غير مواليه).

افسران کی وجہ سے غلط رپورٹ پر دستخط کرنا

سوال:... ہم جہاں کام کرتے ہیں وہاں انسانی جانوں کے تحفظ کا مسئلہ پیش پیش ہوتا ہے، اور جب ہم ان کی صحیح رپورٹ اپنے افسر کو دیتے ہیں کہ یہ مسئلہ انسانوں کے لئے مضرِ صحت ہے اور بڑے افسرانِ بالا کو مطلع کردیا جائے، لیکن اس کے برعکس ہمارا اُوپر کا افسر اس رپورٹ کو ایک طرف رکھ کر اپنی طرف سے غلط رپورٹ بنا کر ہم سے دستخط لے لیتا ہے اور اس کو افسرانِ بالا کو بھجوادیتا ہے، صرف ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ عرصے سے یہ ہو رہا ہے، کیا یہ گناہ ہے؟ اگر ہے تو اس سے کیسے نجات مل سکتی ہے؟ جبکہ ہمارے افسر کے ہاتھ ہماری سالانہ رپورٹ ہے، اگر ہم انکار کرتے ہیں تو ہماری نوکری کو داغ لگنے کا خطرہ ہے۔

جواب:... آپ کے افسر کا غلط رپورٹ دینا تین گناہوں کا مجموعہ ہے، جھوٹ، فرضِ منصبی میں خیانت، بددیانتی اور انسانی صحت سے کھیلنا اور آپ لوگوں کا نوکری کی خاطر اس کی غلط رپورٹ پر دستخط کرنا خود کو ان گناہوں میں ملوّث کرنا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اپنا نام و نشان بتائے بغیر اس افسر کی بددیانتی کی شکایت صدرِ محترم، گورنر صاحب، تمام افسرانِ بالا تک پہنچائی جائے۔ نیز قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران اور معاشرے کے دیگر موٴثر افراد کے علم میں یہ بات لائی جائے، اس کے بعد بھی اگر افسرانِ بالا اس پر توجہ نہیں کریں گے تو وبال ان پر ہوگا، اور آپ موٴاخذہ سے بری الذمہ ہوں گے۔ ہر محکمے میں اگر ماتحت لوگ اپنے افسران کی غلط روی کی نشاندہی کریں تو میرا اندازہ ہے کہ سرکاری مشینری کی بڑی اصلاح ہوسکتی ہے۔ خیانت و بددیانتی کو پنپنے کا موقع اس لئے ملتا ہے کہ ماتحت ملازمین اپنی نوکری کی فکر میں افسران کی خیانت و بددیانتی سے مصالحت کرلیتے ہیں۔ [1]

کسی پر بغیر تحقیق کے اِلزامات لگانا

سوال:... زید نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جس کی ایک لڑکی بھی ہے، جس کی عمر تقریباً ۱۳ سال ہے، نکاح کے تقریباً ۴ ماہ بعد کچھ ایسے واقعات رُونما ہوئے جس کی وجہ سے زید نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ طلاق دینے کے بعد اس نے زید کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنا شروع کردیا۔ اس دوران اس عورت نے زید پر الزام لگایا کہ میری لڑکی کہتی ہے کہ زید نے مجھ کو مختلف طریقوں سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور یہ واقعات اس زمانے کے بیان کرتی ہے جبکہ اس کی ماں زید کے نکاح میں تھی۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ الزام قطعاً غلط ہے اور زید کی سابقہ زندگی جس حسن و خوبی سے گزری ہے اس سے عوام الناس بخوبی واقف ہیں۔ اب یہ الزام جو زید پر لگا کر بدنام کیا گیا ہے اس سے لوگوں کو تعجب ہے۔ اس سلسلے میں کچھ لوگوں نے زید کے پیچھے

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألَا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته، فالْإمام الذى على الناس راع وهو مسئول عن رعيته، والرجل راع على أهل بيته وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية على أهل بيت زوجها وهى مسئولة عن رعيتها، وعبد الرجل راع على مال سيّده وهو مسئول عنه، ألَا فكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته. (بخارى ج:۲ ص:۱۰۵۷، كتاب الأحكام).

نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور مخالفت کے درپے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بغیر تحقیق یہ الزام جس کا کوئی گواہ بھی نہیں ہے کہاں تک معتبر ہے؟

جواب:... کسی کو بدنام کرنا، جھوٹے اِلزامات لگانا،[۱] اسی طرح جھوٹے الزامات کو صحیح تسلیم کرلینا،[۲] اور کسی کی آبرو پر حملہ کرنا سخت گناہ ہے، اور یہ بدترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اسلام میں اس قسم کے اُمور کے لئے نہایت سخت اَحکام ہیں، مسلمانوں کو قرآنِ کریم میں ہدایت دی گئی ہے کہ جس امر کی تم کو تحقیق نہ ہو اس کے پیچھے نہ چلو،[۳] لہٰذا لوگوں کا بغیر تحقیق کئے ہوئے زید کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دینا نہایت غلط ہے، زید کو حسبِ سابق اِمام برقرار رکھا جائے۔

شک کی بنیاد پر کسی پر سفلی عملیات کا اِلزام لگانا

سوال:... ہم سب گھر والوں کو مختلف عوارض لاحق ہیں، جن کی وجہ سے ہم ہر وقت پریشان رہتے ہیں، ہمیں بعض لوگوں پر شک ہے کہ وہ ہم پر سفلی عملیات وغیرہ کرواتے ہیں، کیا محض شک کی بنیاد پر کسی پر یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے ان کاموں کی وجہ سے ہمارے گھر پر پریشانیاں ڈیرہ جمائے ہوئے ہیں، شرعاً دُرست ہے؟

جواب:... بغیر یقین کے کسی پر شک نہیں کرنا چاہئے،[۴] باقی بیماری اور صحت تو منجانب اللہ ہے، اگر کوئی تندرستی کے ساتھ لمبی عمر جی بھی لے تو اس کو بھی آخر مرنا ہے، اور مرنے کے بعد ہم سب کو اپنے اعمال کی جزا اور سزا بھگتنی ہے، لہٰذا آخرت کے معاملے میں فکرمند ہونا چاہئے، باقی صحت کے لئے علاج معالجہ بھی کرتے رہیں اور دُعا بھی کرتے رہیں۔

افسر کا بلاتحقیق کارروائی کرنا جائز نہیں

سوال:... دفتر میں ایک شخص نے اپنے افسر سے ایک ساتھی کی جھوٹی رپورٹ کی، جسے اس نے بلاتحقیق تسلیم کرلیا۔ بعد میں اس شخص نے ایک دُوسرے ساتھی سے کہا کہ وہ محض مذاق تھا۔ (یہ بات اس شخص نے افسرِ مذکورہ سے نہیں کی)۔ اب وہ شخص چاہتا ہے کہ جس کی غلط شکایت کی تھی وہ اسے مذاق سمجھتے ہوئے نظرانداز کردے۔ براہ کرم شکایت کنندہ، جس کی غلط شکایت کی گئی اور اَفسرِ مذکورہ کے رویے کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

جواب:... غلط شکایت کرنے والا بھی مجرم ہے، اور وہ افسر بھی جس نے بغیر تحقیق اس غلط پر اِعتماد کرلیا۔ اور اس شخص نے

---

(۱) فکما یحرم لحمہ یحرم عرضہ قال صلی اللہ علیہ وسلم: کل المسلم علی المسلم حرام (دمہ ومالہ وعرضہ) رواہ مسلم وغیرہ فلا تحل إلّا عند الضرورة بقدرھا۔ (شامی ج:۶ ص:۴۰۹، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)۔

(۲) عن أبی ھریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰة ص:۲۸، باب الإعتصام بالکتاب والسُّنّة، الفصل الأوّل)۔

(۳) قال اللہ تبارک وتعالٰی: "ولَا تقف ما لیس لک بہ علم إن السمع والبصر والفؤاد کل أولٰئک کان عنہ مسئولًا" (الإسراء:۳۶)۔

(۴) "یٰأیھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن إن بعض الظن إثم ولَا تجسسوا" (الحجرات:۱۲)۔

درج ذیل متعدّد گناہوں کا اِرتکاب کیا:

۱:... جھوٹ بولنا اور جھوٹا اِلزام لگانا۔

۲:... ایک بھائی سے غلط مذاق کرنا اور اس کو نقصان پہنچانا۔

۳:... ایک مسلمان کو ذہنی کرب اور تشویش میں مبتلا کرنا۔

یہ تمام اُمور کبیرہ گناہ ہیں۔ تاہم اگر وہ شخص اپنے کئے پر نادم ہے تو مظلوم کو معاف کرنے کا حق ہے۔

کسی کی طرف غلط بات منسوب کرنا

سوال:... کسی پاک دامن مرد یا عورت پر واضح طور پر بدکاری کی تہمت یا ایسی بات کہنا جس کا صریحاً مطلب یہ ہو کہ وہ بدکار ہے، ''قذف'' کہلاتا ہے، جس کا اِطلاق دیگر نوعیت کے اقسامِ اِتہام پر نہیں ہوتا، اور اس کے لئے شریعت میں حد مقرّر ہے، جس کی وجہ سے خیال پیدا ہوتا ہے:

الف:... کیا کسی پاک دامن مرد یا عورت پر قاذف ہونے کی تہمت لگانا بھی جرمِ قذف کی تعریف میں آتا ہے؟ کیونکہ بے گناہ کی آبرو لوٹنے، ہتک اور اس کو مبتلائے عار کرنے کی صورت اس میں بھی پائی جاتی ہے۔

ب:... اگر جواب نفی میں ہو تو قاذف ہونے کی تہمت لگانے والے کو فقہی اِصطلاح میں کیا کہا جائے گا؟ اور اس کے لئے شریعت نے کیا سزا مقرّر کی ہے؟

جواب:... کسی پر بدکاری کی تہمت لگانا ''قذف'' ہے، جس کی سزا اَسّی دُرّے ہے۔[1] اگر کوئی غلط بات اس کی طرف منسوب کی جائے تو یہ ''قذف'' نہیں، البتہ عدالت ایسی تہمت پر بھی مناسب سزا دے سکتی ہے۔[2]

کسی پر جھوٹا اِلزام لگانا برباد کرنے والا گناہِ کبیرہ ہے

سوال:... ایک شخص عالمِ دِین مستند ہے، وہ ایک جگہ اِمامت وخطابت کرتا ہے اور مدرسے میں بھی پڑھاتا ہے، چند وجوہ کی بنا پر اساتذہ سے اس کا اِختلاف ہوجاتا ہے، کسی معمولی سی بات پر، تو اساتذہ اس پر مختلف اِلزامات لگاتے ہیں، بات پھیلتی ہے، کمیٹی تک جا پہنچتی ہے، اور مدرسے کے مہتمم تک بھی۔ کمیٹی کے عہدے داران، مدرسے کے مہتمم الگ الگ تحقیق کرتے ہیں۔ اِمام صاحب پر کوئی بات ثابت نہیں ہوتی، وہی اساتذہ بعد میں اپنی غلطی کا کسی جگہ پر کسی کے سامنے اِعتراف بھی کرتے ہیں کہ ہم اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ چند دِن بعد اِمام صاحب اِمامت وخطابت سے استعفاء دے دیتے ہیں اور دُوسری جگہ تعیناتی ہوجاتی ہے۔ مسجد

---

(۱) إذا قذف الرجل رجلًا محصنًا أو إمرأة محصنة بصريح الزنا وطالب المقذوف بالحد حده الحاكم ثمانين سوطًا إن كان حُرًّا ...إلخ۔ (هداية ج:۲ ص:۵۲۹، باب حد القذف)۔

(۲) وكذا إذا قذف مسلمًا بغير الزنا فقال: يا فاسق أو يا كافر أو يا خبيث أو يا سارق لأنه اذاه والحق الشين به ولَا مدخل للقايس فی الحدود فوجب التعزير۔ (هداية ج:۲ ص:۵۳۵، باب حد القذف)۔

کمیٹی کے عہدے داروں میں سے یا کسی دُوسرے سے انہی اساتذہ اور قاری صاحبان میں سے اس قاری کو اِمامت پر مقرّر کردیا، جس نے اِعتراف کیا کہ ہم اپنے منصوبے میں ناکام رہے۔ اب سوال طلب بات یہ ہے کہ کیا جب کمیٹی نے اور مہتمم صاحب نے الگ الگ تحقیق کے بعد اِمام صاحب کو اس گناہ سے بَری پایا اور اساتذہ نے بھی اِعترافِ قصور کرلیا تو کیا اس پر شرعی رُو سے حدِ قذف ہے یا نہیں؟ نیز کیا ایسا اِلزام صریح لگانے والا اِمامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... کسی بے گناہ پر اِلزام لگانا من جملہ ان سات کبائر میں سے ہے جن کو "موبقات"... تباہ و برباد کردینے والے گناہ... فرمایا گیا ہے، اور جن کا شمار اکبر الکبائر میں ہوتا ہے۔[1] جو شخص اس گناہ کا مرتکب ہو، وہ فاسق ہے، اِلَّا یہ کہ سچی توبہ کرلے، اور بغیر توبہ کے اس کی اِمامت بھی جائز نہیں۔[2] اور "خط" میں جو کچھ ذِکر کیا گیا ہے، اگر صحیح ہے تو اس کی اِمامت ناجائز ہے۔

ساس کو بوسہ دینا

سوال:... میری منگنی ہوچکی ہے، میں اپنی ساس سے اپنی ماں کی طرح محبت کرتا ہوں، اور ماں ہی کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ ان کی عمر ۶۰ سال ہے، کیا میں ان کی پیشانی پر بوسہ دے سکتا ہوں؟ کیا شادی کے بعد بوسہ دے سکتا ہوں؟

جواب:... شادی کے بعد بوسہ دے سکتے ہیں، اگر شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔[3]

میاں بیوی کا ایک دُوسرے کے مخصوص اعضاء دیکھنا

سوال:... جماع کے وقت بیوی کا تمام بدن، مقامِ خاص اور دُوسرے اعضاء دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... میاں بیوی کا ایک دُوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے، لیکن بےضرورت دیکھنا اچھا نہیں۔[4]

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إجتنبوا السبع الموبقات! قالوا: يا رسول الله! ما هنّ؟ قال: الشرک بالله، والسحر، وقتل النفس الّتی حرّم الله إلّا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولی يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات. متفق عليه. (مشكُوة ص:۱۷، كتاب الإيمان، باب الكبائر، الفصل الأوّل).

(۲) وفی المعراج قال أصحابنا: لَا ينبغی أن يقتدی بالفاسق إلّا فی الجمعة لأنه فی غيرها يجد إمامًا غيره اهـ. قال فی الفتح وعليه فيكره فی الجمعة إذا تعددت إقامتها فی المصری علٰى قول محمد المفتی به لأنه بسبيل إلی التحول. أيضًا: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لَا يهتم لأمر دينه وبأن فی تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (شامی ج:۱ ص:۵۶۰، باب الإمامة).

(۳) كذا فی الدر المختار: وما حل نظره .... حل لمسه إذا أمن الشهوة علٰى نفسه وعليها (لأنه عليه الصلاة والسلام كان يقبل رأس فاطمة) وقال عليه الصلاة والسلام (من قبّل رِجل أُمّه فكأنما قبّل عتبة الجنة) وإن لم يأمن ذالک أو شک فلا يحل له النظر والمس. (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس).

(۴) وفی الدر المختار: وينظر الرجل ...... من عرسه وأمَته الحلال ..... إلٰی فرجها بشهوة وغيرها والأولٰی تركه ...إلخ. وفی شرحه: (والأولٰی تركه) قال فی الهداية: الأولٰی أن لَا ينظر كل واحد منهما إلٰی عورة صاحبه لقوله عليه الصلاة والسلام إذا أتی أحدكم أهله فليستتر ما استطاع ...إلخ. (شامی ج:۶ ص:۳۶۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس).

بیوی کے پستان چوسنا

سوال:...ایک شوہر اپنی بیوی کی چھاتی چوستا ہے تو اس میں سے پانی نکلتا ہے اور وہ تھوک دیتا ہے، جبکہ بیوی حمل سے نہیں ہے۔ کیا یہ فعل ناجائز اور گناہ ہے؟ اگر بیوی حمل سے ہو تو کیا تب بھی گناہ ہوگا؟

جواب:...منہ لگانا جائز ہے،[۱] مگر دُودھ پینا جائز نہیں، بیوی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

عورت کا عورت کو بوسہ دینا

سوال:...محترم کی خدمت میں اس سے پہلے بھی یہ سوال پوچھ چکی ہوں کہ کیا اسلام میں دوست کی کِس (Kiss) (بوسہ لینا) لینا جائز ہے یا ناجائز؟ مگر جناب نے میری اس بات کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا، کیا وجہ ہے؟ کیا ہماری اس پریشانی کو حل نہیں کرسکتے؟ پلیز جلد از جلد میرے اس سوال کا جواب دیں، کیونکہ ہم جب بھی دو دوست آپس میں Kiss کرنے لگتی ہیں تو فوراً اس عمل سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث کی رُو سے تو ایک دُوسرے کو پاک بوسہ دینا چاہئے۔

جواب:...مرد کا مرد کو اور عورت کا عورت کو بوسہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ شہوت اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو (درمختار)۔[۲]

پردے کی مخالفت کرنے والے والدین کا حکم ماننا

سوال:...میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

جواب:...اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں، آپ کے والدین کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے، آپ کو چاہئے کہ اس مقابلے میں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں۔ والدین اگر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔[۳]

امتحان میں نقل کروانے والا اُستاذ بھی گناہگار ہوگا

سوال:...آج کل کے امتحانات سے ہر ایک بخوبی واقف ہے، امتحانات میں ٹیچر دو قسم کے ہوتے ہیں، پہلا وہ جو اپنے فرض کو بخوبی انجام دیتا ہے اور طالب علموں کو نقل سے روکتا ہے۔ دُوسرا وہ جو اپنے فرض کو کوتاہی سے ادا کرتا ہے اور طالب علموں کو نقل

---

(۱) وفي الدر: مص رجل ثدیَ زوجته لم تحرم۔ (الدر المختار ج:۳ ص:۲۲۵، باب الرضاع)۔ وأيضًا في الدر المختار: ولم يبح الإرضاع بعد مدته لأنه جزء آدمي والإنتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۳ ص:۲۱۱، باب الرضاع)۔

(۲) وكره تحريمًا (تقبيل الرجل) فم الرّجل أو يده أو شيئًا منه وكذالك تقبيل المرأة المرأة عند لقاء أو وداع وهٰذا لو عن شهوة۔ (درمختار ج:۶ ص:۳۸۰، باب الإستبراء وغيره)۔

(۳) قال الله تبارك وتعالٰى: "وإن جاهداك علٰى أن تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفًا" (لقمان:۱۵)۔ وفي الحديث: عن النواس بن سمعان قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ (مشكوٰة ص:۳۲۱ كتاب الإمارة، طبع قديمي)۔

کرنے سے نہیں روکتا اور خود یہ کہتا ہے کہ: ''ایک دُوسرے کی مدد کرو'' وہ خود دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور جب کوئی چیک کرنے آتا ہے تو طالب علموں کو خبردار کرتا ہے۔ جو ٹیچر طلباء کو روکتا ہے تو وہ طالب علم اس کے دُشمن ہو جاتے ہیں اور جب ٹیچر باہر نکلتا ہے تو اسے اذیت پہنچاتے ہیں۔ اس صورت میں اس ٹیچر کو کیا راستہ اختیار کرنا چاہئے؟ کیا وہ بھی دُوسرے ٹیچروں کی طرح ہو جائے؟ دُوسرا ٹیچر جو اپنے فرض کو صحیح طرح ادا نہیں کرتا، کیا وہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا؟ کیا طالب علم دونوں صورتوں میں گناہگار ہوتا ہے؟ اس صورت میں تو طالب علم گناہگار ہوتا ہوگا کہ اسے نقل سے روکا جائے اور جب بھی وہ نقل کرے، لیکن کیا اس صورت میں بھی گناہگار ہوتا ہے کہ جب ٹیچر خود نقل کرنے کی اجازت دے دیں؟

جواب:... امتحان میں نقل کرنا خیانت اور گناہ ہے، اگر اُستاذ کی اجازت سے ہو تو اُستاذ اور طالب علم دونوں خائن اور گناہگار ہوں گے۔[1] اور اگر اُستاذ کی اجازت کے بغیر ہے تو صرف طالب علم ہی خائن ہوں گے۔

استمنیٰ بالید کی شرعی حیثیت

سوال:... کراچی ہسپتال لمیٹڈ، جس کے بانیٔ اعلیٰ ڈاکٹر سیّد مبین اختر ہیں، کا جریدہ ''نوجوانوں کے جنسی مسائل'' اتفاقاً میرے ہاتھ لگ گیا، اس کے مطالعے کے دوران میری نظر سے چند ایسی باتیں گزریں جن کے متعلق انہوں نے حضرت اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ، اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام احمدؒ کے فتاویٰ کا حوالہ اور حدیثوں کا ذکر کیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ حضور پُرنور، محبوبِ خدا، نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق بھی ظاہر کیا ہے، اس لئے میں ان باتوں کی شرعی حیثیت اور تصدیق چاہتا ہوں، کیونکہ میرے ناقص علم کے مطابق ان کا بیان غلط اور گمراہ کن ہے۔

میں اس جریدے کے متعلقہ صفحات کی تصویری نقول ہمرشتہ ہذا کر رہا ہوں تاکہ خود مطالعہ فرماکر مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

صفحہ:۱۱ پر ''اسلام میں مشت زنی'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''اِمام ابوحنیفہؒ کا یہ خیال ہے کہ کسی بڑے گناہ سے بچنے کے لئے شدّتِ جذبات میں یہ ہو جائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے گا۔ اِمام احمد بن حنبلؒ کے خیال میں مشت زنی بالکل حلال ہے اور جائز، اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔''

کیا ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو حوالے کی کتب وغیرہ کے نام سے مطلع فرمائیں۔

---

(۱) إن الإعانة على المعصية حرام مطلقًا بنص القرآن أعني قوله تعالىٰ: وَلَا تعاونوا على الإثم والعدوان. (أحكام القرآن لمفتي محمد شفيع ج:۳ ص:۷۴). وفي الحديث: عن أنس قال: قلّما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلّا قال: لَا إيمان لمن لَا أمانة له، ولَا دِين لمن لَا عهد له. (مشكوٰة ص:۱۵، كتاب الإيمان، الفصل الأوّل، طبع قديمي). أيضًا: رواه أبوداؤد في مراسله عن الحسن مرسلًا مختصرًا قال: المكر والخديعة والخيانة في النار. (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۵۷۳، المكر والخديعة والخيانة في النار، طبع دار الفكر).

جریدے کے صفحہ:۱۶ پر ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں:

''اسلام میں تو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خود تو بارہ بیویاں تھیں اور یہ حدیثوں میں مذکور ہے کہ بسا اوقات ایک ہی رات میں وہ سب بیویوں سے مباشرت کر لیتے تھے، اگر یہ اتنا نقصان دہ عمل ہوتا تو یقیناً دینِ فطرت نہ اتنی بیویوں کی اجازت دیتا اور نہ اس قسم کے عمل کی اجازت ہوتی۔''

کیا ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد دُرست ہے؟ ایسا کن احادیث میں مذکور ہے؟ دُرست ہونے کی صورت میں حدیثوں سے مطلع فرمائیں۔

اسی صفحے کے کالم دو کی آخری سطور اور کالم تین میں ڈاکٹر موصوف نے فرمایا ہے کہ:

''مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رِستے ہیں۔ حدیثوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کروایا کہ اس کو پاک کیسے کرنا چاہئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر منی رِسنا شروع کردے اور زور سے نہ نکلے جیسا کہ مباشرت میں نکلتی ہے تو صرف عضو کا دھو دینا کافی ہوتا ہے، اور اگر زور سے نکلے جیسا کہ مباشرت میں نکلتی ہے یا اِحتلام میں نکلتی ہے تو پھر غسل ضروری ہے۔''

کیا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم فرمایا تھا؟ یہ حکم کن احادیث میں مذکور ہے؟ احادیث اور اَحکامِ شرعیہ سے مطلع فرمائیں تاکہ تسلی ہو اور دِینی معلومات میں اضافہ ہو۔ بے حد مشکور و ممنون ہوں گا۔

اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے بیانات غلط اور اَحکاماتِ شرعیہ کے خلاف ہیں تو برائے مہربانی مطلع فرمائیں۔

جواب:... ڈاکٹر صاحب کے مضمون میں نوجوانوں کی غلط رہنمائی کی گئی ہے۔ آج کل نوجوان ویسے بھی بہت سے جنسی امراض میں مبتلا ہیں، اگر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے غلط مشوروں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا شروع کردیا، پھر تو ان کی صحت و کردار کا خدا ہی حافظ ہے!

ڈاکٹر صاحب نے مشت زنی کے بارے میں اِعتراف کیا ہے کہ اِمام مالکؒ و اِمام شافعیؒ اس کو حرام اور گناہ سمجھتے ہیں، لیکن موصوف نے اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام احمدؒ کی طرف جو جواز کا قول منسوب کیا ہے، غلط ہے۔ یہ فعلِ قبیح ائمہ اَربعہ کے نزدیک حرام ہے، یہاں میں فقہائے اَربعہ کے مذاہب کی کتابوں کے حوالے درج کردیتا ہوں۔

فقہِ حنبلی:... اِمام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی (المتوفی ۶۲۰ھ) ''المغنی'' شرح مختصر خرقی میں لکھتے ہیں:

''ولو استمنٰی بیده فقد فعل محرّمًا، ولَا یفسد صومه به إلّا ان ینزل، فان نزل فسد صومه۔'' (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۳ ص:۴۸)

ترجمہ:... ''اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے منی خارج کی تو اس نے حرام کا اِرتکاب کیا، اور اس سے روزہ

نہیں ٹوٹتا، اِلَّا یہ کہ اِنزال ہوجائے، اگر اِنزال ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔''

اِمام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

''ولو استمنٰی بیده فقد فعل محرّمًا، ولَا یفسد صومه بمجرده، فان انزل فسد صومه۔'' (حوالہ بالا ج:۳ ص:۳۹)

ترجمہ:...''اور اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے منی خارج کی تو اس نے حرام کا اِرتکاب کیا اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، لیکن اگر اِنزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔''

دونوں عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے ہاتھ سے مادّۂ منویہ خارج کرنے کی کوشش کی اس نے فعلِ حرام کا اِرتکاب کیا، اگر اِنزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر اِنزال نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ یہ دونوں اِمام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کی مستند کتابیں ہیں، اور ان میں اس فعل کے حرام ہونے کی تصریح کی گئی ہے، جواز کا قول سرے سے نقل ہی نہیں کیا۔ بعض حضرات نے اِمام احمد بن حنبلؒ سے جواز کا جو قول نقل کیا ہے (اور جس سے ڈاکٹر صاحب کو دھوکا ہوا ہے) یا تو اس کی نقل میں غلطی ہوئی ہے، یا ممکن ہے کہ پہلے ان کا قول جواز کا ہو، بعد میں اس سے رُجوع کرلیا ہو۔ بہرحال اِمام احمد بن حنبلؒ کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو ان کی مستند کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔

فقہِ شافعی:...اِمام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعی (المتوفی ۴۷۶ھ) ''المہذب'' میں لکھتے ہیں:

''ویحرم الْإستمناء لقوله عزّ وجلّ: ''وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ'' ولأنها مباشرة تفضی الی قطع النسل فحرم کاللواط، فان فعل عزّر ولم یحد .... الخ۔'' (شرح مہذب ج:۲۰ ص:۳۱)

ترجمہ:...''اور مشت زنی حرام ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیویوں سے یا شرعی لونڈیوں سے، کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں'' اور نیز اس لئے کہ یہ ایسی مباشرت ہے جس کا انجام قطعِ نسل ہے، اس لئے لواطت کی طرح یہ بھی حرام ہے، پس اگر کسی نے یہ فعل کیا تو اس پر تعزیر لگے گی، حد جاری نہیں ہوگی۔''

فقہِ مالکی:...اِمام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن العربی المالکی (المتوفی ۵۴۳ھ) ''اَحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''قال محمد بن عبدالحکم: سمعت حرملة بن عبدالعزیز قال: سئلت مالکًا عن الرجل یجلد عمیرة، فتلا هٰذه الآیة: ''وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ، فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَأُولٰٓئِکَ هُمُ الْعَادُوْنَ۔''

(المؤمنون:۵-۷) وعامة العلماء علٰى تحريمه وهو الحق الذى لَا ينبغى ان يدان الله الّا به۔''

(اَحکام القرآن ابنِ عربی ج:۳ ص:۱۳۱۰، الجامع لاحکام القرآن، قرطبی ج:۱۲ ص:۱۰۵)

ترجمہ:...'' محمد بن الحکم کہتے ہیں: میں نے حرملہ بن عبدالعزیز سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اِمام مالکؒ سے مشت زنی کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: '' اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیویوں یا شرعی لونڈیوں سے، کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں، ہاں! جو اس کے علاوہ کا طلب گار ہو ایسے لوگ حدِ شرعی سے نکلنے والے ہیں'' اور عام علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں اور یہی وہ حق ہے جس کو اپنے لئے دِینِ خداوندی قرار دینا چاہئے۔''

فقہِ حنفی:...فقہِ حنفی کے مشہور متن درمختار میں ہے:

''فى الجوهرة: الْاِستمناء حرام، وفيه التعزير''

(ردّالمحتار حاشیہ درمختار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:...'' جوہرہ میں ہے کہ: مشت زنی حرام ہے، اور اس میں تعزیر لازم ہے۔''

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''قوله: الْاِستمناء حرام، اى بالكف اذا كان لِاستجلاب الشهوة۔ اما اذا غلبت الشهوة وليس له زوجة ولَا اَمَة ففعل ذٰلك لتسكينها فالرجاء انه لَا وبال عليه، كما قاله ابو الليث، ويجب لو خاف الزنا۔'' (ردّالمحتار حاشیہ درمختار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:...'' اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا حرام ہے، جبکہ یہ فعل شہوت لانے کے لئے ہو، لیکن جس صورت میں کہ اس پر شہوت کا غلبہ ہو، اور اس کی بیوی یا لونڈی نہ ہو، اگر وہ شہوت کی تسکین کے لئے ایسا کرلے تو اُمید ہے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا، جیسا کہ ابواللیثؒ نے فرمایا ہے، اور اگر زِنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔''

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل:...اگر شہوت کا اس قدر غلبہ ہے کہ کسی طرح سکون نہیں ہوتا اور قضائے شہوت کا صحیح محل بھی موجود نہیں تو اِمام فقیہ ابواللیثؒ کا قول ہے کہ اگر تسکینِ شہوت کی نیت سے ایسا کرلے تو اُمید رکھنی چاہئے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا۔

یہاں ڈاکٹر صاحب سے دو غلطیاں ہوئیں، ایک یہ کہ یہ اِمام ابوحنیفہؒ کا قول نہیں، بلکہ بعد کے مشائخ کی تخریج ہے، اس کو اِمام ابوحنیفہؒ کا قول قرار دینا غلط ہے۔

دوم:...یہ کہ ڈاکٹر صاحب اس کو عام اجازت سمجھ گئے، حالانکہ یہ ایک خاص حالت کے اعتبار سے ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ رشوت قطعی حرام ہے، لیکن فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر ظالم کو رشوت دے کر اس کے ظلم سے بچا جائے تو

اُمید کی جاتی ہے کہ رشوت دینے والے پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔[1] اب اگر اس مسئلے سے کوئی شخص یہ کشید کرلے کہ رشوت حلال ہے، بعض صورتوں میں فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے، تو صحیح نہیں ہوگا۔ حرام اپنی جگہ حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص شدید مجبوری کی حالت میں یا اس سے بڑے حرام سے بچنے کے لئے اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی اُمید رکھنی چاہئے کہ اس کی مجبوری پر نظر فرماتے ہوئے اس سے مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس کو جواز کی آڑ بناکر نوجوانوں کو اس کی باقاعدہ دعوت دینی شروع کردی۔

۲:... ڈاکٹر صاحب کی یہ بات تو صحیح ہے کہ اسلام نے چار تک شادی کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ ان کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت رکھے اور عدل و انصاف کے ساتھ حقوق ادا بھی کرے، ورنہ احادیث شریفہ میں اس کا سخت وبال ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت بارہ بیویاں تھیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "بسااوقات" ایک ہی شب میں تمام ازواج سے فارغ ہولیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی کل تعداد مشہور اور معتمد روایت کے مطابق گیارہ ہے، ان میں حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال تو مکہ مکرّمہ میں ہجرت سے تین سال قبل رمضان ۱۰ نبوت میں ہوگیا تھا، اور ان کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اور عقد نہیں فرمایا۔ اور اُمّ المؤمنین حضرت زینب بن خزیمہ اُمّ المساکین رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان ۳ھ میں عقد کیا اور آٹھ مہینے بعد ربیع الثانی ۴ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

"حضرت عائشہ، حضرت صفیہ، حضرت اُمِّ حبیبہ، حضرت سودہ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت ماریہ قبطیہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت جحش اور حضرت میمونہ، رضی اللہ عنہن۔"

تمام ازواج سے فارغ ہونے کا واقعہ کبھی شاذ و نادر ہی پیش آیا، اس کو "بسااوقات" کے لفظ سے تعبیر کرنا دُرست نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ جنت کے چالیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی، اور جنت میں آدمی کو سو مردوں کی طاقت ہوگی، حافظ ابن حجرؒ ان روایات کو نقل کرکے لکھتے ہیں:

"فعلٰی هٰذا یکون حساب قوة نبینا (صلی الله علیه وسلم) أربعة آلاف"

(فتح الباری ج:۱ ص:۳۷۸، کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد)

اس لئے دُوسرے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۳:... ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ: "مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رِستے ہیں.... الخ" بالکل غلط ہے۔ غالباً

---

(۱) وحرام علی الآخذ فقط، وهو أن یهدی لیکف عنه الظلم، والحیلة أن یستأجره فقال أی فی الأقضیة هذا إذا کان فیه شرط لکن یعلم یقینا انه إنما یهدی لیعینه عند السلطان. (درمختار ج:۵ ص:۳۶۲، مطلب فی الکلام علی الرشوة والهدیة، طبع ایچ ایم سعید)۔

موصوف نے مذی اور منی کے درمیان فرق نہیں کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ''مذی'' کا حکم دریافت کروایا تھا، ''منی'' کا نہیں۔

جو لیس دار رقیق مادّہ شہوت کی حالت میں غیر محسوس طور پر خارج ہوتا ہے وہ ''مذی'' کہلاتا ہے، اس کے خروج سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اور جو مادّہ قوّت اور دفق کے ساتھ (کود کر) خارج ہوتا ہے اور جس کے خروج کے بعد شہوت کو تسکین ہوجاتی ہے اسے ''منی'' کہا جاتا ہے، ''مذی'' سے غسل لازم نہیں آتا، منی کے خروج سے لازم آتا ہے۔[1]

۴:... مشت زنی یا کثرتِ جماع کا اثر انسانی صحت پر کیا ہوتا ہے؟ یہ اگرچہ شرعی مسئلہ نہیں کہ ہمیں اس پر گفتگو کی ضرورت ہو۔ تاہم چونکہ ڈاکٹر صاحب نے ''مشت زنی'' ایسے فعل کی ترغیب کے لئے یہ نکتہ بھی اُٹھایا ہے کہ اس سے انسانی صحت متأثر نہیں ہوتی، بلکہ ''مشت زنی'' اور کثرتِ جماع صحت کے لئے مفید ہے، اس لئے یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ دُنیا بھر کے اطباء و حکماء کی تحقیق اور صدیوں کے تجربات کے قطعاً خلاف ہے۔ وظیفۂ زوجیت اگر حدِ اعتدال کے اندر ہو تو اس کو تو مفیدِ صحت کہا جاسکتا ہے، مگر اغلام، لواطت، مشت زنی اور دیگر غیرفطری طریقوں سے مادّہ کا اِخراج ہرگز مفیدِ صحت نہیں ہوسکتا، بلکہ انسانی صحت کے لئے مہلک ہے۔ اسی طرح وظیفۂ زوجیت ادا کرنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز بھی غارت گرِ صحت ہے۔

بچی کو جہیز میں ٹی وی دینے والا گناہ میں برابر کا شریک ہے

سوال:... گزارش ہے کہ میری دو بیٹیاں ہیں، بڑی بیٹی کی شادی میں نے کردی ہے، اس کی شادی پر میں نے ٹی وی جہیز میں دیا تھا، یہ خیال تھا کہ ٹی وی ناجائز تو ہے لیکن رسمِ دُنیا اور بیوی اور بچوں کے اصرار پر دے دیا۔ اب پتا چلا کہ ٹی وی تو اس کے استعمال کی وجہ سے حرام ہے، اپنی غلطی کا بہت افسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتا رہا۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں اس وقت دُوسری بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، میں نے بیوی اور بچوں کو کہا ہے کہ ٹی وی کی جگہ پر سونے کا سیٹ دے دیں یا کوئی چیز اسی قیمت کی دے دیں، لیکن سب لوگ میری مخالفت کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ کسی کی پسند ناپسند سے شرعی اَحکام تبدیل نہیں ہوسکتے، براہِ مہربانی پوری تفصیل سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں، میں بہت پریشان ہوں۔

جواب:... جزاکم اللہ احسن الجزاء! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دِین کا فہم نصیب فرمایا ہے، جس طرح پسند و ناپسند سے اَحکام نہیں بدلتے، اسی طرح بیوی بچے آپ کی قبر میں اور آپ ان کی قبر میں نہیں جائیں گے۔ جس بچی کی شادی کرنی ہے اس کو کہہ دیا جائے کہ: ''ٹی وی تو میں لے کر دُوں گا نہیں، زیورات کا سیٹ بنوالو، یا نقد پیسے لے لو، اور ان پیسوں سے جنت خریدو یا دوزخ خریدو،

---

(۱) والمنی حاثر أبیض ینکسر منه الذکر۔ والمذی رقیق یضرب إلی البیاض یخرج عند ملاعبة الرجل أهله۔ (هدایة ج:۱ ص:۳۲ کتاب الطهارات)۔ ولیس فی المذی والودی غسل۔ (هدایة ج:۱ ص:۳۳ کتاب الطهارات)۔ الموجبة للغسل إنزال المنی علٰی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة (أیضًا)۔

میں بری الذمہ ہوں، میں خود اژدہا خرید کر اس کو تمہارے گلے کا طوق نہیں بناؤں گا۔"[1]

شادی یا کسی اور معاملے کے لئے قرعہ ڈالنا

سوال:... ایک حدیث میں یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جایا کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے لئے قرعہ ڈالا کرتے تھے، جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا تھا وہی آپ کی شریکِ سفر ہوا کرتی تھیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم موجودہ دور میں کن کن باتوں کے لئے قرعہ ڈال سکتے ہیں؟ مثلاً: شادی کا معاملہ ہو تو کیا لڑکی/لڑکے کا نام قرعہ میں ڈال کر معلوم کیا جاسکتا ہے؟ یہ بھی بتائیے کہ قرعہ ڈالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، جس سے کسی طرح کی غلطی اور شک و شبہ کا اندیشہ نہ رہے۔

جواب:... جن چیزوں میں کئی لوگوں کا استحقاق مساوی ہو، اس پر قرعہ ڈالا جاتا ہے، مثلاً: مشترک چیز کی تقسیم میں حصوں کی تعیین کے لئے، یا دو بیویوں میں سے ایک کو سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ رشتے وغیرہ کی تجویز میں اگر ذہن یکسو نہ ہو تو ذہن کی یکسوئی کے لئے اِستخارے کے بعد قرعہ ڈالا جاسکتا ہے، اس میں اصل چیز تو اِستخارہ ہی ہے، قرعہ محض اپنے ذہن کو ایک طرف کرنے کے لئے ہوگا۔[2]

ٹی وی میں کسی کے کردار کی تحقیر کرنا

سوال:... حال ہی میں ٹی وی پر ایک ڈرامہ "پہچان" دِکھایا گیا، اس میں شامل کردار گھریلو اِختلافات کی وجہ سے کورٹ میں جاتے ہیں، گھر کے سربراہ ایک اُستاد کا رول ادا کر رہے تھے، جنھوں نے اپنی تمام زندگی ایمان داری وصداقت اور بے لوث خدمت میں گزاری، اور وہ سب کچھ نہ کچھ دے سکے جو اُن کی بیوی اور بچوں کی بے ہودہ ضرورت اور فرمائش تھی اور ان سب نے اُستاد صاحب کی کورٹ میں جو بے عزتی کی وہ معاشرے میں تصوّر بھی نہیں کی جاتی۔ بیوی نے الگ ڈائیلاگ کے ذریعے ذلیل کیا، پھر ان کے بڑے بیٹے نے کلمہ طیبہ پڑھ کر وکیل کے کہنے پر عدالت میں کہا: "جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا" اور اس گستاخ لڑکے نے بھی کلمہ پڑھ کر اپنے والد صاحب "اُستاد" کی اِنتہا درجے کی کھلی عدالت میں بے عزتی کی۔ مولانا صاحب! اس طرح کے ڈرامے لکھنے والے اور اس میں اس قسم کا کردار ادا کرنے والوں کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟ ایک تو ڈرامہ اس قسم کا تھا، دُوسری اہم

---

(۱) ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا، أولئك لهم عذاب مهين. (لقمان:٦) قال عبدالله ابن مسعود فى تفسير لهو الحديث: الغناء والذى لَا اله الّا هو يردها ثلاث مرات. (تفسير ابن جرير ج:٢١ ص:٣٦). قال إمام مجاهد رحمه الله تعالى هو اشتراء المغنى والمغنية والإستماع إليه وإلى مثله من الباطل. (تفسير ابن جرير ج:٢١ ص:٣٧).

(۲) عن عائشة قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن يخرج أقرع بين نسائه فأيّتهن يخرج سهمها خرج بها النبى صلى الله عليه وسلم فأقرع بيننا فى غزوة غزاها فخرج فيها سهمى فخرجت مع النبى صلى الله عليه وسلم بعد ما أنزل الحجاب. (بخارى ج:١ ص:٤٠٣، باب حمل الرجل إمرأته فى الغزو دون بعض نسائه). أيضًا: فى الدر المختار: دور مشتركة أو دار وضيعة أو دار وحانوت قسم كل وحدها .... ويكتب أساميهم ويقرع لتطيب القلوب ...إلخ. (الدر المختار ج:٦ ص:٢٦٢، أيضًا ج:٣ ص:٢٠٦، باب القسم).

بات یہ کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ کہا گیا کہ: ''جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا، اس کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا'' جبکہ یہ سارا جھوٹ عظیم ہے۔ کلمے جیسی نعمتِ عظمیٰ کو گواہ بنا کر سارا جھوٹ بولا گیا، ایسے لوگوں کے لئے اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ آیا یہ لوگ مسلمان کہلانے کے حق دار ہیں جنھوں نے ''کلمے'' کو مذاق بنا رکھا ہے؟

جواب:... میرے خیال میں تو ڈرامہ کرنے والوں نے معاشرے کی عکاسی کی ہوگی، اور مقصد یہ ہوگا کہ لوگوں کی اِصلاح ہو، لیکن عملاً نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے۔ نوجوان نسل ان ڈراموں سے انار کی سیکھتی ہے اور ان جرائم کی عملی مشق کرتی ہے جو ٹی وی کی فلموں میں اسے دِکھائے جاتے ہیں۔ جس ڈرامے کا آپ نے ذکر کیا ہے اس سے بھی نئی نسل کو یہی سبق ملا ہوگا کہ ایمان داری، صداقت اور بےلوث خدمت کا تصوّر فضول اور دقیانوسی خیال ہے اور ایسے والد صاحبان کی اسی طرح بےعزتی کرنی چاہئے۔

رہا یہ کہ ایسے ڈرامے لکھنے والوں کا اور دِکھانے والوں کا اسلام میں کیا حکم ہے؟ تو یہ سوال خود انہی حضرات کو کرنا چاہئے تھا، مگر وہ شاید اِسلام سے اور کلمہ طیبہ سے ویسے ہی بے نیاز ہیں، اس لئے نہ انہیں اسلام کے اَحکام معلوم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کلمہ طیبہ یا شعائرِ اِسلام کی توہین کا اِحساس ہے، ایسے لوگوں کے لئے بس یہ دُعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اصلاح کی توفیق نصیب فرمائیں۔

جواب کے بعد ''واللہ اعلم'' لکھنا

سوال:... آپ اکثر جواب کے بعد ''واللہ اعلم'' لکھتے ہیں، جس سے کچھ شک وشبہ محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ جواب دیا گیا ہے، شاید وہ مستند نہیں ہے۔

جواب:... شریعت کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے مطابق مسئلہ بتایا جائے، اور اَصل علم اللہ کے سپرد کیا جائے، اس لئے ''واللہ اعلم'' لکھا جاتا ہے۔[1]

ترغیب کے لئے چندے کا علانیہ دینا

سوال:... کوئی ایسی بات جو اِنسان کے بس کے باہر ہو، وہ امیروں (جن کے بس میں ہو) کے سامنے کہنا جائز ہے؟ (تاکہ وہ اسے کریں اور ثواب حاصل کرسکیں) مثلاً: یہ کہنا کہ میں فقیر کو اتنے روپے دیتی ہوں، یا اتنا چندہ مسجد کے لئے دیا ہے۔

جواب:... ترغیب میں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ نیکی کی ترغیب دینا نیک کام ہے۔ مگر اس میں اپنی ستائش اور رِیاکاری کا پہلو نہیں آنا چاہئے۔

انگلش اور عصری تعلیم پڑھانے والے دِینی مدارس کو زکوٰۃ، صدقات دینا

سوال:... دِینی مدارس میں قرآن وحدیث کے تعلیمی اِخراجات کے لئے لوگوں سے زکوٰۃ، صدقات، عطیات وصول کئے

---

(۱) مسئلة: إذا أجاب المفتي ينبغي أن يكتب عقيب الجواب "والله أعلم" أو نحو ذالك. (قواعد الفقه ص:۵۸۳، طبع صدف پبلشرز، کراچی).

جاتے ہیں، مگر حال میں بعض مدارس نے اسی فنڈ سے انگلش اور اسکول کی تعلیم شروع کردی ہے، یعنی چندہ قرآن کے نام پر وصول ہوتا ہے اور خرچ ہوتا ہے انگریزی تعلیم پر۔ آیا ایسے دِینی مدارس میں جہاں انگلش وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے، زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جو رُقوم دِینی مدارس اور قرآن وحدیث کی تعلیم کے نام سے جمع کی گئی ہوں، ان کو اِنگلش کی تعلیم کے لئے اِستعمال کرنا جائز نہیں۔ البتہ معمولی شدبد جو قرآن وحدیث کی تعلیم ہی کی غرض کے لئے ہو، وہ جائز ہے۔ [1]

دِینی مدرسے کی جگہ کا غلط اِستعمال

سوال:... لوگوں سے ایک کثیر رقم لے کر مدرسے کی تعمیر کے نام پر، ۸۰×۳۰ کا ایک ہال تعمیر کروایا گیا اور مدرسے کے اِفتتاح سے پہلے ہی شادی بیاہ کے کھانے پینے کے لئے کرایہ پر دیا جانے لگا، اور پھر مدرسے کا اِفتتاح ہوا، نورانی وحفظ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چھ ماہ کے بعد مدرسے کے نصف حصے میں کے جی اسکول قائم کردیا گیا، اس کے لئے باضابطہ تقسیم کرکے کمرے بنائے گئے۔ کے جی اسکول کی تعلیم خواتین اساتذہ دیتی ہیں۔ بقیہ نصف ہال میں مدرسہ چل رہا ہے۔ ہر شفٹ میں سو سو بچے ہیں، تین اساتذہ پڑھاتے ہیں، مدرسے کے لئے بقیہ نصف حصے کو تین کمروں میں تقسیم کرنے کے لئے کہا تو نامنظور کردیا گیا۔ نصف حصہ باقی کا شادی بیاہ کے لئے دیا جاتا ہے، عورتوں کا اِجتماع ہوتا ہے، گانے بجانے بھی ہوتے ہیں، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دِن میں بھی کرایہ پر دے دیا جاتا ہے اور مدرسے کے بچے ملحقہ مسجد میں پڑھتے ہیں۔ اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جس رات ہال کرایہ پر ہوتا ہے اس صبح مدرسہ نو بجے لگتا ہے، صفائی وغیرہ کی وجہ سے۔ مذکورہ صورتِ حال کے پیشِ نظر شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔ نیز ایک مسجد کا تعمیری سامان بچا ہوا، دُوسری مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر روپے (رقم) دینے والوں نے مدرسے کی تعمیر کے لئے خالصتاً دیئے تھے تو اس میں خالص دِینی تعلیم ہونا ضروری ہے۔ اسکول کی تعلیم روپے دینے والوں کی مرضی سے دی جاسکتی ہے، ورنہ نہیں۔ اس طرح مدرسے کے نام پر بنا ہوا ہال صرف تعلیم کے لئے اِستعمال کرنا چاہئے، بلاضرورت کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ [2]

البتہ مدرسے کی آمدنی اگر بالکل نہیں ہے اور مدرّسین کی تنخواہ کا کوئی اِنتظام نہیں ہے، تو اس میں سے کچھ حصہ کرایہ پر دے کر باقی حصے میں دِینی تعلیم دینا چاہئے، پورے ہال کو کرایہ پر دے کر مسجد میں بچوں کو پڑھانا جبکہ لوگوں نے ہال میں بچوں کے پڑھانے کے واسطے پیسے دیئے ہیں، دُرست نہیں۔

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف في ملک الغیر بغیر إذنه۔ وفي الحاشیة: والإذن عام سواءً کان صراحةً أو دلالةً۔ (قواعد الفقه ص:۱۱۰)۔ شرط الواقف کنص الشارع في وجوب العمل به وفي المفهوم والدلالة۔ (قواعد الفقه ص:۸۵، أیضًا: الدر المختار ج:۴ ص:۴۳۳، کتاب الوقف، طبع سعید کراچي، الأشباه والنظائر ج:۲ ص:۱۰۶، کتاب الوقف، طبع إدارة القرآن کراچي)۔

(۲) أیضًا۔

پہلی والی مسجد کو اگر ضرورت نہ ہو تو دُوسری مسجد میں بچا ہوا سامان دیا جاسکتا ہے۔[1]

مدارس کے چندے کے لئے جلسہ کرنا

سوال:... مدارس کا چندہ وعظ و جلسے کی شکل بناکر ایک دِلچسپ تقریر کرکے وصول کرنا کیسا ہے؟ یا جلسے کے علماء بلائے بھی اسی مقصد کے لئے جائیں کہ کچھ تقریر کرکے چندہ کریں گے، یہ کیسا ہے؟

جواب:... دِینی مقاصد کے لئے چندہ کرنا تو احادیث شریفہ سے ثابت ہے، اور کسی اجتماع میں مؤثر انداز میں اس کی ترغیب دینا بھی ثابت ہے، بلکہ دورانِ خطبہ چندے کی ترغیب دِلانا بھی احادیث میں موجود ہے۔[2] البتہ اگر کسی جگہ چندے سے علم اور اہلِ علم کی بدنامی ہوتی ہو تو ایسا چندہ کرنا خلافِ حکمت ہے، واللہ اعلم!

کسی کو کافر کہنا

سوال:... ایک عالم دُوسرے عالم کو اختلاف کی وجہ سے قادیانی کہتا ہے، ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کیا اس کا نکاح باقی رہا؟

جواب ۱:... حدیث میں ہے کہ جس نے دُوسرے کو کافر کہا، ان میں سے ایک کفر کے ساتھ لوٹے گا، اگر وہ شخص جس کو کافر کہا واقعتاً کافر تھا تو ٹھیک، ورنہ کہنے والا کفر کا وبال لے کر جائے گا۔[3] کسی کو کافر کہنا گناہِ کبیرہ ہے۔

۲:... وہ خود عالم ہے، اپنے نکاح کے بارے میں خود جانتا ہوگا۔ اُوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے، اور ایک عالم کا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہونا بے حد افسوسناک ہے، ان صاحب کو توبہ کرنی چاہئے اور مظلوم سے معافی مانگنی چاہئے۔

ایام کے چیتھڑوں کو کھلا پھینکنا

سوال:... مخصوص ایام میں خواتین جو کپڑا استعمال کرتی ہیں اس کو پھینکنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ سننے میں آیا ہے کہ ان پر کسی کی نگاہ پڑے تو اس کپڑے کا سارا عرق قیامت کے دن اس کو پلایا جائے گا جس نے یہ پھینکا ہے۔ عام طور پر خواتین انہیں کاغذ میں

---

(۱) سئل شیخ الإسلام عن أهل قریة إفترقوا وتداعی مسجد القریة إلی الخراب وبعض المتغلبة یستولون علی خشب المسجد وینقلونه إلی دیارهم، هل لواحد من أهل القریة أن یبیع الخشب بأمر القاضی ویمسک الثمن لیصرفه إلی بعض المساجد أو إلی هذا المسجد قال: نعم! کذا فی المحیط. (عالمگیری ج:۲ ص:۴۷۸، الباب الثالث عشر فی الأوقاف التی یستغنی عنها ... إلخ).

(۲) وروی عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال: خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: یا أیها الناس! توبوا إلی الله قبل أن تموتوا، وبادروا بالأعمال الصالحة قبل أن تشغلوا، وصلوا الذی بینکم وبین ربکم بکثرة ذکرکم له وکثرة الصدقة فی السر والعلانیة ترزقوا وتنصروا وتجبروا. رواه ابن ماجة. (الترغیب والترهیب ج:۲ ص:۵). وروی عن أبی بکر الصدیق رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی أعواد المنبر یقول: إتقوا النار ولو بشق تمرة! فإنها تقیم العوج وتدفع میتة السوء وتقع من الجائع موقعها من الشبعان. رواه أبو یعلی والبزار. (الترغیب والترهیب ج:۲ ص:۱۱).

(۳) عن ابن عمر یقول: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ایما امریء قال لأخیه: کافر، فقد باء بها أحدهما إن کان کما قال وإلّا رجعت علیه. (مسلم ج:۱ ص:۵۷، باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم: یا کافر!).

لپیٹ کر پھینکتی ہیں، کیا یہ طریقہ دُرست ہے؟ آپ اس کی شرعی حیثیت بتاکر میری پریشانی کو دُور فرمادیں۔

جواب:... مستورات کے استعمال شدہ چیتھڑوں کو کھلا پھینکنا تو بے ہودگی ہے،[1] مگر قیامت کے دن عرق پلانے کی جو بات آپ نے سنی ہے، میں نے کہیں نہیں پڑھی۔

کیا ظالم کی دسترس سے جان و مال بچانا واجب ہے؟

سوال:... کیا ظالم کی دسترس سے جان و مال بچانا واجب ہے؟

جواب:... جی ہاں! ضروری ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان و مال کی قربانی کی ضرورت پیش آئے تو جان و مال کا بچانا ضروری نہیں ہوگا۔

نوٹ:... اس طرح اُصول اور قواعد کے ذریعے سوال کرنا، آدابِ سوال کے خلاف ہے، جو واقعہ پیش آیا ہو، وہ لکھنا چاہئے، تاکہ اس میں غور کرکے اس کا حکم لکھا جائے۔

انسان اگر دو گناہوں میں سے ایک کرنے پر مجبور ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال:... ہمارے ایک تعلق والے فوجی افسر انجینئرنگ محکمے کے ہیں اور آج کل ''قومی شاہراہ'' تیار کروار ہے ہیں۔ کام کو پرکھنے کے لئے انسپکٹر مقرّر ہیں، جن کا تعلق سول محکمے سے ہے، یہ لوگ بلاوجہ کام میں رُکاوٹ ہیں، جس سے ملک وقوم کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوتا ہے۔ ان کے افسرانِ بالا بھی اس کو بُرا نہیں سمجھتے، بلکہ ان کو کہہ دیتے ہیں کہ ان کو کچھ نہ کچھ دے دیا کریں، تاکہ کام چلتا رہے۔ ان کے آنے سے پہلے ان کے محکمے کے لوگ بھی اس کام (رشوت) میں ملوّث تھے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو اس کام سے سختی سے روکتے ہیں اور ساتھ ساتھ نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں۔ اب لوگوں (فوجیوں) کی خاصی تعداد نماز پڑھتی ہے، اب ان کو اس چیز کا خطرہ ہے کہ اگر انسپکٹر صاحبان کو مراعات دینی بند کیں تو پھر ان کا تبادلہ کردیا جائے گا، اس صورت میں جو نیکی کے کام ہو رہے ہیں، وہ بھی بند ہوجائیں گے، اور قوم کا کثیر خزانہ خرد بُرد ہوجائے گا۔ اب ایک طرف ان کا دِینی پروگرام، لوگوں کے ذہن بنانے کی کاوِش اور ملک کے سرمائے کی حفاظت ہے، اور دُوسری طرف یہ رِشوت، آنجناب سے مشورہ درکار ہے کہ کیا کیا جائے؟

جواب:... گناہ کے کام کو گناہ سمجھا جائے، اور اس پر اِستغفار کیا جائے، جب آدمی دو گناہوں کے درمیان ہو تو جو ہلکا ہو اس کو اِختیار کرکے اس پر اِستغفار کیا جائے،[2] واللہ اعلم!

---

(۱) یدفن أربعة: الظفر والشعر وخرقة الحیض والدم، کذا فی الفتاوی العتابیة. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الأظفار ...إلخ، طبع رشیدیه).

(۲) إذا تعارض مفسدتان روعی أعظمهما ضررًا بارتکاب أخفهما قال الزیلعی فی باب شروط الصلٰوة ثم الأصل فی جنس هٰذه المسائل ان من ابتلی ببلیتین وهما متساویتان یأخذ بأیتهما شاء وإن إختلفا یختار أهونهما. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۱۲۳، الفن الأوّل، القاعدة الخامسة، طبع إدارة القرآن).

مشعل بردار جلوس نکالنا کیسا ہے؟

سوال:... مشعل بردار جلوس نکالنے کا شرعی حکم کیا ہے جبکہ یہ آتش پرستوں کی مشابہت اور ان کا عمل ہے؟

جواب:... یہ بھی ناجائز اور غیرقوموں کی تقلید ہے۔[1]

کفن بردار جلوس کا شرعی حکم

سوال:... شہدائے کرام (وہ جو غیرمسلموں سے اِحیائے دِین کے لئے لڑتے ہوئے قتل کئے جائیں) کو ان ہی کے کپڑوں میں دفن کرنا جائز ہے، پھر یہ کفن بردار جلوس (زندہ حالت میں کفن پہن کر نمائش کرنا) کیا شریعتِ محمدیہ میں جائز ہے؟

جواب:... شریعت میں تو اس کا ثبوت نہیں، غالباً یہ حضرات مرزا غالبؔ کے شعر کی تعمیل کرنا چاہتے ہوں گے:

آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں
عذر مرے قتل کرنے میں وہ اب لائیں گے کیا؟

بھوک ہڑتال کی شرعی حیثیت

سوال:... بھوک ہڑتال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جان بوجھ کر اپنی جان کو تکلیف اور ہلاکت میں ڈالنا کہاں تک دُرست ہے؟ بھوک ہڑتال کرنے والے کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ شامل ہونا کیسا ہے؟ اور اگر بھوک ہڑتالی کی اسی حالت میں موت واقع ہوجائے تو کیا اس صورت میں وہ خودکشی کے حکم میں ہوگا؟ واضح رہے کہ بھوک ہڑتال حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کے حق میں بعض لوگ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب:... شریعت میں اِختیاری اور اِرادی طور پر اپنے آپ کو بھوکا پیاسا رکھنے کی صرف ایک صورت ہے، اور وہ ہے ''روزہ''، جس کے لئے نیت اور وقت کی شرط ہے، اور یہ ایک عبادت ہے۔ جبکہ بھوک ہڑتال ایک ایسا فعل ہے جو کہ محض اپنے مطالبات کو منوانے یا اُن کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے اِختیار کیا جاتا ہے، اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، بلکہ اپنے مطالبات کو بھوک ہڑتال کے لئے ذریعہ منوانا ایک بزدلانہ جدوجہد ہے۔ بھوک ہڑتالی اگر اس فعل کے اِرتکاب کے دوران بھوک کی وجہ سے مرگیا، جبکہ اُس کے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ موجود تھا، تو یہ خودکشی کی موت ہے، اور خودکشی حرام ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ بھوک ہڑتال میں شامل ہونا جائز نہیں۔[2]

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منّا من تشبه بغيرنا لَا تشبهوا باليهود ولَا بالنصارىٰ ...إلخ. (ترمذی ج:۲ ص:۹۹، باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام، طبع قديمی).

(۲) أما الأكل فعلى مراتب فرض وهو ما يندفع به الهلاك فإن ترك الأكل والشرب حتّٰى هلك فقد عصى. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۶، كتاب الكراهية، طبع رشيديه).

بھوک ہڑتال

سوال:... مجھے آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ آج کے اس دور میں ایک وبا چل پڑی ہے کہ اُمتِ محمدیہ اپنے جائز یا ناجائز مطالبات پورے کروانے کے لئے بھوک ہڑتال کرتی ہے، جبکہ بھوک ہڑتال کرنا انڈیا میں غیرمسلموں سے شروع ہوا، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اسلام میں اس کا کیا جواز ہے؟

جواب:... عام حالات میں تو بھوک ہڑتال جائز نہیں۔[1] یہ جدید نظامِ تمدن کی پیداوار ہے، لیکن اگر مطالبہ شرعاً جائز اور معقول ہو، اور ظالم کو اس کے ظلم سے روکنے کے تمام راستے بند ہوں، تب بھی شریعت کا حکم ہے کہ مظلوم صبر سے کام لے، تاہم اگر بھوک ہڑتال کی دھمکی سے ظالم کو ظلم سے روکنا ممکن ہو تو مخصوص حالات میں اس کی اجازت دی جائے گی۔[2]

بھوک ہڑتال کا شرعی حکم

سوال:... بھوک ہڑتال جس میں اللہ کی حلال کردہ نعمتوں کو کچھ وقت کے لئے اپنے اُوپر ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے، اس عمل کا حکم کیا ہے؟

جواب:... بھوک ہڑتال تو مشکوک ہے، اگر اس کو ہڑتال نہ سمجھا جائے اور خلوصِ نیت سے روزے کی نیت کرلی جائے تو کوئی بعید نہیں کہ روزے کی شکل میں تبدیل ہوجائے اور عبادت بن جائے۔[3]

---

(۱) أما الأكل فعلى مراتب فرض وهو ما يندفع به الهلاك ...إلخ. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۳۶، كتاب الكراهية).

(۲) الضرورات تبيح المحظورات ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۱۱۸، ۱۱۹، القاعدة الخامسة الضرر يزال). أيضًا: دیکھئے كفاية المفتي ج:۹ ص:۳۰۵، طبع جدید دارالاشاعت کراچی۔

(۳) دیکھئے: كفاية المفتي ج:۹ ص:۴۲۱ طبع دارالاشاعت کراچی۔

والدین اور اولاد کے تعلقات

ماں باپ کے نافرمان کی عبادت کی شرعی حیثیت

سوال:... ماں باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں ہوتا (ابنِ عاصم)۔ تو کیا ایسے شخص کا نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا، یا نیکی کا کوئی اور کام کرنا یا نہ کرنا برابر ہے؟

جواب:... حدیث کا مطلب آپ نے اُلٹ کردیا، حدیث سے مقصود یہ ہے کہ اس شخص کو ماں باپ کی نافرمانی چھوڑ دینی چاہئے تاکہ اس کی عبادت قبول ہو، یہ نہیں کہ والدین کی نافرمانی پر بدستور قائم رہتے ہوئے عبادت ہی چھوڑ دینی چاہئے...!

سوال:... فرض کریں، اے اور بی دو مشرک ہیں، مشرک اے خونخوار اور ظالم ہے، لوگوں کے ساتھ بداخلاق، گالی گلوچ، جھگڑے فساد اس کا معمول ہے، لوگوں کے مال پر یا تنخواہ پر ناجائز قبضہ کرتا ہو۔ جبکہ مشرک بی اچھے اخلاق و عادات کا مالک ہے، اپنے کام سے کام رکھتا ہے، کسی کو تکلیف نہیں دیتا، گالی گلوچ، جھگڑے فساد نہیں کرتا، کسی کے مال پر ناجائز قبضہ نہیں کرتا، تو کیا روزِ محشر میں ان کے لئے سزا ایک جیسی ہوگی یا کچھ فرق ہوگا؟

جواب:... جیل میں مجرموں کے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے ان سے مختلف سلوک کیا جاتا ہے، اسی طرح دوزخیوں سے بھی ان کے جرائم کی نوعیت کے مطابق سلوک کیا جائے گا، دوزخیوں کی سزا کا کم و بیش ہونا نصوص سے ثابت ہے۔[1]

والدین کی اطاعت اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی

سوال:... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور دُوسری جگہ ارشاد ہے کہ تیری جنت یا دوزخ والدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان احادیث کی کمی بیشی معاف فرمائے تو آج کل کیا ہر زمانے میں والدین تو اس چیز میں یا کام میں راضی ہوتے ہیں جن پر وہ خود عمل کر رہے ہوتے ہیں، یعنی آباء و اجداد کے طریقے پر۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رشتہ داری نہ توڑو، مگر والدین کہتے ہیں کہ کسی سے بولنے کی ضرورت نہیں ہے، جس سے ہم راضی ہیں ان سے بولو، دُوسروں کو چھوڑ دو۔ والدین اپنے آبائی طریقوں پر عمل کرنے والے سے خوش ہوتے ہیں، قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے والا ان کو

---

(۱) عن سمرة بن جندب ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: منهم من تأخذه النار إلٰی کعبیه ومنهم من تأخذه النار إلٰی رکبتیه، ومنهم من تأخذه النار إلٰی حجزته، ومنهم من تأخذه النار إلٰی ترقوته. رواه مسلم. (مشکوٰة ص: ۵۰۲، باب صفة النار وأهلها، طبع قدیمی کتب خانه).

بہت بُرا لگتا ہے، والدین کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے مگر پھر بھی وہ اولاد سے حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں خدمت کرنا بھی چاہئے مگر آمدنی اتنی کم ہو کہ اپنا اور بچوں کا گزارا مشکل سے ہوتا ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب:... والدین کی خدمت و اطاعت فرض ہے لیکن جائز کاموں میں، اور اگر والدین کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو ان کی اطاعت حرام ہے۔ [1]

والدین سے متعلق اچھے جذبات

سوال:... میں اپنے والد کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ والدین، اپنی تھوڑی بہت جتنی بھی جائیداد ہے، وہ میرے نام کرنا چاہتے ہیں، یہ بات اسلامی طریقے سے بھی مناسب ہے کہ والدین کے بعد جائیداد کا وارث لڑکا ہوتا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی جائیداد خود بناؤں، ماں باپ کے پیسے سے بہت عیش کرلی، بیچاروں نے ساری زندگی مجھ پر پیسہ خرچ کرکے مجھے ہر قسم کا آرام دیا، پڑھایا، لکھایا اب فرسٹ ایئر کا طالبِ علم ہوں، عمر ۱۷ سال کی ہے، اب چاہتا ہوں کہ جلد از جلد پڑھ لکھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاؤں اور والدین کو ایک حج کرادوں۔ کیا یہ سب خیالات و خواہشات دُرست ہیں؟

جواب:... والدین کے آپ تنہا وارث ہیں، باقی آپ کے جذبات صحیح ہیں، بشرطیکہ آپ خود بھی اَحکامِ اِلٰہیہ کی بجا آوری کرتے رہیں۔ صرف کھانے کمانے کا چکر نہ رہے۔

والدین کی نافرمانی کا وبال

سوال:... آج کل کے دور میں بڑھاپے کا سہارا کس پر کرنا چاہئے، اولاد پر یا دولت پر؟ ماں باپ اپنی اولاد کو اس لئے اچھی تربیت دیتے ہیں کہ آئندہ دور میں مجھے لات مار کر نکال دے، کیا یہ صحیح ہے؟ ماں باپ کے ساتھ اولاد اتنی بے دردی سے کیوں بولتی ہے؟ کیا آج کے دور میں یہی سکھایا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرو؟ اولاد جوانی میں ماں باپ کا احترام نہیں کرتی، اگر شادی کرلے تو بیوی کا حکم بجالاتی ہے، بیوی کے کہنے پر کوٹھی بنوا دیتے ہیں، ایک طرف ماں باپ کو دُکھ دے کر بیوی کو خوش کرنا، اولاد کو زیب دیتا ہے کہ میں خوشی مناؤں اور میرے ماں باپ دردر کی ٹھوکریں کھائیں؟ کیا ایک مسلمان کی اولاد کو اسلام یہی سکھاتا ہے؟ اولاد یہ کیوں نہیں سوچتی کہ میرے ماں باپ نے اتنے مشکل مراحل سے گزر کر میری پرورش کی ہے، آج مجھے ان کا سہارا بننا چاہئے، ان کی دُعائیں لینی چاہئیں؟ بعض اولاد ماں باپ کی جائیداد چھین کر جلد قبر کے نیچے اُتارنا چاہتی ہے، کیوں؟ اسلامی اَحکام کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں والدین کی خدمت کے بڑے فضائل آئے ہیں، اور والدین کی نافرمانی اور ان کو ستانے کے وبال بھی بڑی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں، اور اہلِ علم نے حقوق الوالدین پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، سورۂ بنی

---

(۱) ووصینا الإنسان بوالدیه حسنا وإن جاهداک لتشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعهما۔ (العنکبوت:۸)، وصاحبهما فی الدنیا معروفًا (لقمان:۱۵)۔ وفی الحدیث: لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مشکٰوة ج:۲ ص:۳۲۱)۔

اسرائیل میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔“ (بنی اسرائیل:۲۳، ۲۴)

ترجمہ:... ”اور تیرے رَبّ نے حکم کردیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی ”اُف“ (ہوں) بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا، اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور یوں دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔“

ایک حدیث میں ہے:

”عن أبی أمامة رضی الله عنه أن رجلًا قال: یا رسول الله! ما حق الوالدین علٰی ولدهما؟ قال: هما جنتک أو نارک۔“ (ابنِ ماجہ ص:۲۶۰)

ترجمہ:... ”حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! والدین کا اولاد کے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت یا دوزخ ہیں (یعنی ان کی خدمت کروگے تو جنت میں جاؤگے، ان کی نافرمانی کروگے تو دوزخ خریدوگے)۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أصبح مطیعًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة وان کان واحدًا فواحدًا ومن أصبح عاصیًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من النّار ان کان واحدًا فواحدًا۔ قال رجل: وان ظلماه؟ قال: وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه۔“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص والدین کا فرمانبردار ہو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک، اور جو شخص والدین کا نافرمان ہو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ: خواہ والدین اس پر ظلم کرتے ہوں؟ فرمایا: خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

"وعنه (عن ابن عباس) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من ولد بار ينظر الى والديه نظرة رحمة الّا كتب الله له بكل نظرة حَجّة مبرورة. قالوا: وان نظر كل يوم مائة مرة؟ قال: نعم! الله اكبر وأطيب." (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: فرمانبردار اولاد اپنے والدین کی طرف نظرِ شفقت و محبت سے دیکھے تو ہر مرتبہ دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: خواہ سو مرتبہ دیکھے؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑے اور زیادہ پاکیزہ ہیں (ان کے لئے سوچ کا ثواب دینا کیا مشکل ہے)۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"عن أبى بكرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل الذنب يغفر الله منها ما شاء الّا عقوق الوالدين فانه يعجل لصاحبه فى الحيوٰة قبل الممات." (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... "حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں تو معاف فرمادیں گے، مگر والدین کی نافرمانی کو معاف نہیں فرماتے بلکہ اس کی سزا مرنے سے پہلے دُنیا میں ملتی ہے۔"

جو لوگ والدین کی خدمت سے کنارہ کشی کرتے ہیں، وہ بہت ہی بدبخت ہیں، لیکن اس میں کچھ قصور والدین کا بھی ہے، وہ بچوں کو مغربی تعلیم و تربیت دیتے ہیں، دِینی تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہیں، نتیجتاً اولاد بڑے ہوکر مغربی عادات و اطوار کو اپناتی ہے، اور سب جانتے ہیں کہ مغرب میں والدین کی خدمت کا کوئی تصوّر نہیں، اولاد جوان ہوکر خودسر ہوجاتی ہے اور والدین سے ان کو کوئی ربط نہیں رہتا۔

جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی

سوال:... ایک تنظیم اپنے نئے ممبروں سے حلف لیتی ہے کہ وہ ممبر تنظیم اور اس کے لیڈر کا ہر حال میں وفادار رہے گا، چاہے اسے اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی نافرمانی ہی کرنی پڑے۔ کیا ماں باپ اور بزرگوں کی نافرمانی کا یہ حلف جائز ہے؟ اس کی وضاحت دِینی حیثیت سے فرمائیں۔

جواب:... جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی حرام ہے،[1] اور حرام چیز کا عہد کرنا بھی حرام ہے۔[2]

---

(۱) عن عبدالرحمٰن بن أبى بكرة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أحدّثكم بأكبر الكبائر؟ قالوا: بلى يا رسول الله! قال: الإشراك بالله وعقوق الوالدين ...إلخ. (ترمذى ج:۲ ص:۱۲، باب ما جاء فى عقوق الوالدين).

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق. (مشكوٰة ص:۳۲۱ كتاب الامارة، الفصل الثانى).

زانی، شرابی باپ کی بخشش کے لئے کیا کیا جائے؟

سوال:...زید ایک کٹر مذہبی انسان تھا، پنج وقتہ نمازی، حج، روزہ، زکوٰۃ ہر طرح سے مذہبی انسان، لیکن انہیں غیر عورتوں سے مراسم رکھنے کی عادت تھی، بس یوں سمجھ لیں کہ لفظ ''عورت'' ان کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ مولانا صاحب! جب سے زید کی موت ہوئی ہے، ہم دونوں بھائی بے حد پریشان ہیں، کیونکہ ان کی موت شراب پیتے ہوئے ایک غیر عورت کے ساتھ زنا کرتے ہوئے اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ کیا والد صاحب کی بخشش ہوجائے گی؟ حالانکہ ہم نے ہر طرح سے ختمِ قرآن، بھوکوں کو کھانا کھلانا، سب کچھ ان کے پیچھے کیا۔ مولانا صاحب! ہم اولاد ہونے کے ناطے ان کے لئے اور کیا ایسا مذہبی کام کریں کہ ان کی بخشش ہوجائے؟

جواب:...ہم سب کو اس قسم کے واقعات سے عبرت پکڑنی چاہئے اور حق تعالیٰ شانہٗ سے حسنِ خاتمہ کی دُعا کرتے رہنا چاہئے (یا اللہ! حسنِ خاتمہ نصیب فرما، اور بُری موت سے پناہ عطا فرما)۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔[1] جہاں تک بخشش کا سوال ہے، سو بخشش کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ بغیر سزا کے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، اس کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کس پر نظرِ عنایت ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید بھی رکھنی چاہئے اور اس کی دُعا بھی کرنی چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں بغیر عذاب وعتاب اور بغیر حساب وکتاب کے بخشش نصیب فرمائیں۔

بخشش کے دُوسرے معنی یہ ہیں کہ اپنی بدعملیوں کا خمیازہ بھگتنے کے بعد پٹ کر کسی وقت عذاب سے رہائی مل جائے، یہ بخشش ہر مسلمان کے لئے ہے، جس کا خاتمہ اِیمان پر ہوا ہو۔[2] خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، کسی نہ کسی وقت اس کی بخشش ضرور ہوجائے گی۔ البتہ جو شخص دُنیا سے ایمان کے بغیر رُخصت ہوا... نعوذ باللہ... اس کی کسی حال میں بھی بخشش نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔[3]

آپ اپنے والد کے لئے دُعا و اِستغفار کریں، اور جہاں تک ممکن ہو اس کے لئے اِیصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہیں، سب سے بہتر صدقۂ جاریہ ہے۔[4]

ماں باپ کو راضی کرنے کے لئے اسلامی اقدار چھوڑنا

سوال:...میں اب سے ایک سال پہلے بہت آزاد خیال لڑکی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور میں نے اسلامی

---

(۱) عن جابر قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: یبعث کل عبدٍ علٰی ما مات علیه۔ (مسلم ج:۲ ص:۳۸۷)۔

(۲) عن أبی سعیدِ الخدری أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: یخرج من النار من کان فی قلبهٖ مثقال ذرّةٍ من الإیمان۔ (ترمذی ج:۲ ص:۸۷، باب ما جاء ان للنار نفسین وما ذکر من یخرج من النار من أهل التوحید)۔

(۳) إن الله لَا یغفر أن یشرک به ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء۔ (النساء:۱۱۶)۔ إن الله لعن الکافرین وأعد لهم سعیرًا، خٰلدین فیها أبدًا۔ (الأحزاب:۶۵)۔

(۴) وأخرج البخاری فی الأدب، ومسلم عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا مات الإنسان إنقطع عمله إلّا من ثلاث، صدقة جاریة، أو علم ینتفع به أو ولد صالح یدعو له، وأخرج أحمد عن أبی أمامة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم: أربعة تجری علیهم أجورهم بعد الموت، مرابط فی سبیل الله، ومن علم علمًا، ورجل تصدق بصدقة فأجرها له ما جرت، ورجل ترک ولدًا صالحًا یدعو له۔ (شرح الصدور ص:۳۰۳، باب ما ینفع المیت فی قبره، طبع دار الکتب العلمیة)۔

اقدار کو اپنا نصب العین بنالیا، جو لوگ پہلے مجھے بہت پسند کرتے تھے، اب انہوں نے مجھ پر فقرے کسنے شروع کردیئے ہیں، میں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے اور میری عمر سولہ سال ہے، والدین بھی یہی کہتے ہیں کہ زیادہ دقیانوسی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ریڈیو اور ٹی وی جیسی لغویات کو بالکل چھوڑ دیا اور پابندی سے پردہ کرنا شروع کیا، جبکہ میرے گھر میں پردہ بہت کم کیا جاتا ہے، گھر پر بھی میں نے چادر اوڑھنی شروع کی تو اس کا بھی گھر والوں نے مذاق اُڑایا، بہت سے لوگوں نے تو مجھ سے دوستی بھی ختم کردی ہے، لیکن میں نے کسی کی پروا نہیں کی۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں میری منگنی ہوگئی ہے، ان لوگوں کے ہاں بھی زیادہ پردہ نہیں ہے، اب میرے والدین اور بڑے کہتے ہیں کہ تم اپنی بھنویں بنوالو، چادر چھوڑ دو اور برقع بھی اُتار دو اور زمانے کے ساتھ چلو۔ لیکن میں یہ کسی طرح بھی نہیں کرسکتی، مجھے بہت مجبور کیا جارہا ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے برقع نے اور نماز نے مجھے متعدّد بار بُرائیوں سے بچایا اور آج حالات اسی کے درپے ہوگئے ہیں۔ میں نے یہ سوچ کر اچھی باتیں اپنائی تھیں کہ لوگ مجھے اچھا کہیں گے، لیکن اب اندازہ ہوا کہ ہمارا معاشرہ اب اس قابل نہیں رہا کہ اس میں اعلیٰ اقدار کو اپنایا جائے، یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ میری ایک دو سہیلیوں نے مجھے دیکھتے ہوئے یہ رَوِش اختیار کرلی ہے، لیکن باقی لوگ مجھے ناپسند ہی کرتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں اپنے والدین اور بڑوں کی بات مان لوں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہی کچھ اختیار کرلوں یا ان کی بات سے انکار کردوں؟ جبکہ انکار ماں باپ کی نافرمانی میں شامل ہوتا ہے۔ میں شادی سے بھی انکار نہیں کرسکتی اور اپنے ماں باپ اور بڑوں کو بھی ناراض نہیں کرسکتی۔ اب آپ میرے سوال کا جواب جلد عطا کردیں تاکہ میں ذہنی خلجان سے بچ جاؤں اور مجھ جیسی لڑکیوں کا بھی بھلا ہو جو اس اُلجھن سے دوچار ہیں۔

جواب:... آپ کے خط میں چند باتیں قابلِ توجہ ہیں:

اوّل:... اگر آپ نے اسلامی اقدار کو اس لئے اپنایا ہے کہ لوگ آپ کو اچھا کہیں تو آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے، اور اگر اس لئے اپنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے تو آپ کو مخلوق کی رضامندی و ناراضی اور خوشی یا ناخوشی پر نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ آپ کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہونا چاہئے، خواہ مخلوق آپ کو کچھ ہی کہے۔

ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر لوگوں نے دیوانہ اور مجنون تک کہا،[1] ہماری آپ کی عزّت ان سے بڑھ کر نہیں۔

دوم:... حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دِین پر چلنا آگ کے انگاروں کو مٹھی میں لینے سے زیادہ مشکل ہوگا۔[2] یہ وہی زمانہ ہے، جو شخص دوزخ کے انگاروں سے بچنا چاہتا ہو، اسے دُنیا کے ان انگاروں پر لوٹنا ہوگا، اور جو شخص دُنیا کے ان انگاروں سے گھبراتا ہے، اسے دوزخ کے انگاروں کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

سوم:... والدین اور بڑوں کی فرمانبرداری ضروری ہے، مگر یہ اسی وقت تک جائز ہے جب تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) ویقولون إنّه لمجنون۔ (القلم: ۵۱)۔

(۲) عن أنسٍ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأتي على الناس زمانٌ الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۴۵۹، باب تغیر الناس)۔

کے کسی حکم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، ورنہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے کسی کی اطاعت کرنا جائز نہیں[1]، نہ والدین کی، نہ شوہر، نہ کسی حاکم کی۔ اس لئے میں آپ کو اسلامی اقدار ترک کرنے کا مشورہ نہیں دُوں گا۔

بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

سوال:... میرا بچہ جس کی عمر ساڑھے دس سال ہے، بہت غصّے والا ہے، غصّے میں آکر وہ انتہائی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے، جس کی وجہ سے بعض دفعہ دُوسروں کے سامنے شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے، کوئی ایسا وظیفہ بھیج دیں جس کی وجہ سے وہ بدتمیزی چھوڑ دے اور پڑھائی میں اچھا ہو جائے۔

جواب:... بچوں کی بدتمیزی و نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ دُرست کریں اور ۳ بار سورۂ فاتحہ پانی پر دَم کر کے بچے کو پلایا کریں۔

کیا والدین سے پانی مانگ کر پینا ثواب ہے؟

سوال:... ہمارے دوست .... صاحب کہتے ہیں کہ والدین اور بڑے بزرگوں سے پانی مانگ کر پینے میں ثواب بہت زیادہ ملتا ہے، اور چاہے والدین عمر رسیدہ ہی کیوں نہ ہوں، ان سے پانی مانگ کر پینا چاہئے۔

جواب:... کیا مطلب ہے کہ والدین کی خدمت کرنے کے بجائے ان سے خدمت لینی چاہئے...؟

بدکار والدہ سے قطع تعلق کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... اگر کسی کی والدہ یا بہن بدکار ہو، شریعت میں اولاد کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان کا احترام و ادب ضروری ہے؟ اور ان کی خدمت کرنا فرض ہے؟ کیا اولاد اپنی والدہ سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے جبکہ بار بار نصیحت کے باوجود اس پر کوئی اثر نہ ہو؟

جواب:... جو شخص گھر میں گندگی کو برداشت کرے، وہ ''دیوث'' کہلاتا ہے[2]، اوّل تو ہر ممکن کوشش اس گندگی کو دُور کرنے کی کی جائے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو قطع تعلق کر لیا جائے۔[3]

کیا بالغ اولاد پر خرچ کرنا والد کے لئے ضروری ہے؟

سوال:... ایک صاحب جن کے تین لڑکے اٹھارہ سال سے زیادہ کے ہیں، اور ایک لڑکی سولہ سال کی، دو چھوٹے لڑکے جن

---

(۱) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، كتاب الامارة، الفصل الثانى).

(۲) (يا ديوث) هو من لَا يغار علىٰ إمرأته أو محرمه. وفى الشامية: قال الزيلعى: هو الذى يرى مع إمرأته أو محرمه رجلًا فيدعه خاليًا بها ... إلخ. (فتاوىٰ شامى ج:۴ ص:۷۰، مطلب فى الجرح المجرد).

(۳) عن أبى سعيد الخدرى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذالك أضعف الإيمان. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف).

کی عمریں پندرہ سال اور نو سال ہیں، اور زوجہ ہیں۔ ان صاحب نے تین سال قبل کاروبار شروع کیا ہے اور کاروبار سے جو آمدنی ہوتی ہے اسے وہ کاروبار پھیلانے کے لئے لگادیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ''میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ گھر کا خرچہ اُٹھاسکوں، اس لئے قرآن کی رُو سے میرے اُوپر بیوی بچے کسی کا کوئی فرض نہیں ہوتا ہے۔'' جبکہ تمام بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور بچوں کی والدہ بھی کوئی نوکری نہیں کرتیں۔ ان صاحب کا کہنا ہے کہ: ''جب تک میں کھلانے کی پوزیشن میں تھا، میں نے کیا، اب میری پوزیشن نہیں'' (جبکہ کاروبار کو پھیلا رہے ہیں)۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ: ''میرے اُوپر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کچھ بھی فرض نہیں ہے، اور اٹھارہ سال کے بعد تو ان کا فرض بالکل ختم ہوجاتا ہے، اور بچوں کو تو گھر میں بالکل نہیں رہنا چاہئے، بلکہ خود کما کر گزارا کرنا چاہئے۔'' نہ وہ اپنے نو سال کے بچے نہ لڑکی کو اور نہ بیگم کو کھلاتے ہیں، بڑے لڑکے تو بہت دُور کی بات ہیں۔ ہر وقت یہ تکرار ہے کہ میرے اُوپر کچھ فرض نہیں، جہاں تک کرسکتا تھا کردیا۔ جبکہ نو سال کے بچے سے بھی خوب کام لیتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے جب تک کھلایا ہے اب اس کے بدلے کام کرو۔'' اس کے برعکس باہر اپنے ملنے والوں اور دوستوں سے بہت خوش مزاجی، ملنساری سے پیش آتے ہیں، ان کے لئے کھانے پینے، روپے پیسے میں کوئی کمی نہیں کرتے، جبکہ ان کے دوست انہیں پہچان چکے ہیں اور بے وقوف بناکر ہزاروں روپے بٹور کرلے جاتے ہیں، ان کا انہیں کوئی غم نہیں بلکہ جو پیسہ بچوں پر خرچ کیا ہے اس کا بہت افسوس ہے، کیونکہ اس کا بدلہ کچھ ملنے کی اُمید نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ''جو میں نے کیا وہ میری شفقت تھی۔'' اب ایک مکان میں رہنے کے باوجود باپ بچوں (بڑے لڑکوں) کا ایک ایک ہفتے تک سامنا نہیں ہوتا، بات کرنا دُور کی بات ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ قرآن اور حدیث کی رُو سے صحیح صورتِ حال سے آگاہ کریں، براہِ کرم ان کا جواب جلد از جلد اخبار میں دیں تاکہ ہر ایک اس جواب کو پڑھ سکے۔

جواب:...اس شخص کا طرزِ عمل نہایت غلط اور افسوسناک ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ: ''میرے اُوپر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کچھ بھی فرض نہیں'' محض ناواقفی کی بات ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ بیوی کا نان ونفقہ ہر حال میں شوہر پر فرض ہے، اور اگر شوہر فقیر ہو، اس کے پاس مال نہ ہو، تب بھی بیوی کا خرچ اس کے ذمے ہے، قرض لے یا بھیک مانگ کر لائے۔[1] اولاد کے لئے نان ونفقہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ان کے پاس مال ہو تو ان کا خرچ خود ان کے مال سے پورا کیا جائے گا، اور اگر ان کے پاس مال نہیں اور وہ نابالغ ہوں یا کوئی ہنر اور کسب نہ جانتے ہوں تو ان کا خرچ والد کے ذمے ہوگا، یہ اِخراجات شرعاً والد کے ذمے ہیں۔[2] اگر والد کے پاس پیسے نہ ہوں تو اس سے کہا جائے گا کہ کما کر لائے، یا بھیک مانگ کر لائے،[3] اور اگر وہ ان کا خرچ ادا نہیں کرے گا تو اس کو قید کیا جائے گا۔[4]

---

(۱) النفقة واجبة للزوجة علٰى زوجها مسلمة كانت أو كافرة إذا سلمت نفسها إلٰى منزله فعليه نفقتها و كسوتها وسكناها .... ومن أعسر بنفقة إمرأته لم يفرق بينهما ويقال لها استديني عليه. (هداية، كتاب الطلاق، باب النفقة ج:۲ ص:۴۳۷-۴۳۹). قال تعالٰى: وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف. (البقرة:۲۳۳).

(۲) انما تجب النفقة على الأب إذا لم يكن للصغير مالٌ أمّا إذا كان فالأصل ان نفقة الإنسان في مال نفسه صغيرًا كان أو كبيرًا. (هداية ج:۲ ص:۴۴۵، كتاب الطلاق، باب النفقة).

(۳) ان الأب يتكفف الناس وينفق علٰى أولاده الصغار. (البحر الرائق ج:۴ ص:۲۰۱، باب النفقات).

(۴) فإن امتنع عن الكسب حبس. البحر الرائق ج:۴ ص:۲۰۱، باب النفقات).

اولاد اگر بالغ ہو اور کمانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو تو لڑکوں کا خرچ باپ کے ذمے نہیں ہوگا، بلکہ وہ خود کمائیں اور کھائیں، لیکن لڑکیوں کی جب تک شادی نہیں ہوجاتی، ان کا خرچ باپ کے ذمے ہے، باپ ان کو کمانے پر مجبور نہیں کرسکتا۔[1]

یہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اخراجات کی قانونی حیثیت ہے، قانون سے ہٹ کر انسان پر کچھ اخلاقی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ شرفاء کے یہاں جب تک اولاد زیرِ تعلیم ہو، یا بے روزگار ہو، ان کا خرچ والدین اُٹھاتے ہیں، جو شخص اپنی چھوٹی چھوٹی معصوم اولاد کے ساتھ ایسا بھدا سلوک کرتا ہو وہ خدانخواستہ معذور ہوجائے تو اپنی اولاد سے کس حسنِ سلوک کی توقع کرسکتا ہے؟ ان صاحب کو چاہئے کہ بیوی بچوں کے اخراجات پر بخل نہ کریں، یہ حق لازم ہے اور سب سے بڑا صدقہ بھی۔ اور اگر یہ شخص اپنے رویے کی اصلاح نہ کرے تو عدالت سے رُجوع کیا جائے۔

بلاوجہ لڑکی کو گھر بٹھانے والے باپ کی بات ماننا

سوال:... ایک شادی شدہ بیٹی پر باپ کے کیا حقوق ہیں؟ بیٹی کی گھریلو زندگی میں باپ کی بلاوجہ مداخلت کے پیشِ نظر کیا بیٹی کو باپ کی حکم عدولی کی اجازت ہے؟ مثلاً باپ بیٹی کو زبردستی اپنے گھر ٹھہرانا چاہتا ہے جس کے لئے وہ عدالت سے بھی رُجوع کرنے سے گریز نہیں کرتا تاکہ دُوسرے دامادوں کی طرح یہ شریف النفس و مال دار داماد بھی اس کے زیرِ اثر آجائے۔ لیکن بیٹی ہر دَم اپنے باپ کے ہاں رہنے سے انکار کرتی ہے، جس کے لئے اس کو ہر وقت اور ہر جگہ شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے، کیا ایسے ضدی باپ کی ضد پورا کرنے کا اسلام میں کوئی حل ہے؟

جواب:... بیٹی کو بغیر کسی صحیح وجہ کے گھر بٹھانا اور اسے شوہر کے پاس نہ بھیجنا معصیت ہے، اور گناہ کے کام میں باپ کی اطاعت جائز نہیں،[2] اس لئے باپ کی ایسی ضد کا ساتھ دینا بھی جائز نہیں، لڑکی کو چاہئے کہ اپنے گھر چلی جائے، باپ کی بات نہ مانے۔

خدا کے نافرمان والدین کا اِحترام کرنا

سوال:... زید نے تمام عمر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کی نفی میں گزاری، اب عمر کے اس حصے میں ہے جس میں خدا سے توبہ اور کردہ گناہوں پر شرمساری اور ندامت کا ہونا لازمی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ زید نے اَزخود نہیں بلکہ لوگوں کے کہنے اور زور دینے پر حج کی سعادت بھی حاصل کرلی ہے، مگر حج جیسے مقدس فریضے کی ادائیگی کے بعد بھی زید کے اعمال پر رتی بھر اَثر نہیں پڑا، بلکہ اور بھی شدومد سے حلال سے گریز اور حرام سے قربت حاصل کرلی۔ دورانِ حج خانہ کعبہ اور روضۂ رسول پر گناہوں کی معافی طلب کرکے بقیہ زندگی اسلام کے وضع کردہ قوانین کے مطابق بسر کرنے کا عہد کیا اور قسم کھائی تھی، مگر واپس آتے ہی گزشتہ اعمالِ بد اور

---

(۱) فالنفقة على الأب إلى أن يبلغ الذَّكَرُ حدّ الكسب .... وليس له في الأنثى ذالك. (البحر الرائق ج:۴ ص:۲۰۲).

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الثاني).

شیطانی حرکات عود کر آئیں۔ لوگوں کے حقوق غصب کرنا، لوگوں کو طرح طرح کی اذیت دینا، جھوٹ اور بے ایمانی کو اپنا فرض سمجھ کر نہ صرف خود کرنا بلکہ اولاد کو اس کی تلقین کرنا، جو اولاد خدا خوفی سے ان باتوں سے پہلوتہی چاہے، اسے بُرا جان کر اپنے کو باپ ہونے اور باپ کا حکم ماننے پر اصرار کرنا وغیرہ وغیرہ۔ زید اپنی اس اولاد سے خوش ہے جو ان کی بتائی ہوئی راہ پر آنکھیں بند کئے گامزن ہے، حالانکہ ایک حدیثِ رسول ہے کہ ”باپ اپنی اولاد کو جو کچھ بھی دیتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اچھی تعلیم و تربیت ہے“ زید نے اپنی اولاد کو اس راہ پر ڈال رکھا ہے جس کا دروازہ جہنم کے غار کی طرف کھلتا ہے، ہاں! دُنیا میں جنت بنا رکھی ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ یہ جنت کتنے روز کی ہے۔ زید کی من جملہ باتوں سے اگر کوئی اولاد رُوگردانی کرنے کی جسارت کرے تو بڑے یقین سے کہا جاتا ہے کہ: ”ہم سیّد ہیں، ہم آلِ رسول ہیں، بھلا ہمارا کسی سے کیا مقابلہ؟ یا ہم پر کون اُنگلی اُٹھائے گا؟“ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں دُنیا کو صاف صاف الفاظ میں یہ درس دیا تھا کہ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت یا برتری حاصل نہیں ہے، اگر برتری حاصل ہے تو وہ اس کے تقویٰ اور پرہیزگاری پر۔ ان حقائق کے پیشِ نظر آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا ایسے باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اولاد پر لازم ہے؟ جو اولاد کو حرام کھانے کی تلقین کرے، لوگوں کو اذیتیں دے، حقوق غصب کرے، لوگوں کے درمیان نااتفاقی اور نفاق پیدا کرے، بے ایمانی کو اپنا حق جانے اور خود کو ”سیّد“ کہہ کر جنت کا دعوے دار بنے؟ گویا ”سیّد“ ہونا ایک ایسی سند ہے کہ جو جی چاہے کرو، ”سیّد“ ہونے کا لیبل سینے پر سجا کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات پامال کرتے رہو، ایسے لوگوں کے بارے میں ہمارا دِینِ مبین اور اَحکامِ نبوی کیا کہتے ہیں؟

جواب:... ماں باپ اگر کافر بھی ہوں، ان کی بے ادبی، توہین و تذلیل اور بے باکی کے ساتھ ان سے گفتگو کرنا جائز نہیں، بلکہ ان کا ادب و احترام بہرصورت لازم ہے، لیکن والدین اگر کسی غلط کام کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت حرام ہے۔[1] حدیث میں ہے کہ جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، اس میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔[2] ان دونوں باتوں کو جمع کرنا بڑا صبر آزما امتحان ہے، کہ غلط کار والدین کی بے ادبی بھی نہ کی جائے اور گناہ کے کام میں ان کی اطاعت بھی نہ کی جائے۔

کیا والد کے فعلِ بد کا وبال اولاد پر ہوگا؟

سوال:... میں انٹر تک تعلیم یافتہ ہوں، انٹر تک میں نے تعلیم کراچی ہی سے حاصل کی ہے۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۲۳ سال ہوگی۔ آج سے ۷-۸ مہینے پہلے تک نماز اور دیگر عبادات کا پابند تھا، آج کل بھی نماز پڑھ لیتا ہوں، مگر زبردستی کبھی کبھار پڑھتا ہوں، دِل نہیں چاہتا، کچھ کمیونسٹ حضرات سے واسطہ ہے، ان کی باتیں سچی محسوس ہونے لگتی ہیں۔ گھر کے حالات کچھ یوں ہیں کہ

(۱) قال تعالیٰ: ووصینا الإنسان بوالدیه .... وإن جاهداک علیٰ أن تشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفًا واتبع سبیل من أناب إلیَّ. (لقمان: ۱۴، ۱۵).

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. (مشکٰوة ج:۱ ص:۳۲۱، کتاب الإمارة، الفصل الثانی).

میرے والد صاحب کے تعلقات کسی دُوسری عورت سے عرصۂ دراز سے تھے، ان کی راہ میں ہم رُکاوٹ تھے، وہ اس عورت کے ساتھ گھر چھوڑ کر جاچکے ہیں۔ عرصہ ۵ ماہ سے مجھے کوئی کام نہیں مل رہا، ۵ چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں، والدہ ہر وقت لڑتی رہتی ہیں، میرے گھر میں میرے سوا سب ناخواندہ ہیں، دِل کی بڑی خواہش ہے کہ مقابلے کا امتحان پاس کروں، مگر ان حالات میں تو خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یا پھر سوچتا ہوں کہ میں بھی اپنے والد صاحب کی طرح گھر چھوڑ جاؤں، کیونکہ گاؤں والے اکثر طعنے دیتے ہیں کہ: ''تمہارا باپ عورت نکال کرلے گیا ہے اور ۵۰ سال کی عمر میں اس کو شرم نہ آئی'' وغیرہ۔ دِل ان باتوں سے بڑا پریشان رہتا ہے، میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ: ''تمہاری داڑھی کا کیا فائدہ؟ تمہارا باپ تو عورت نکال کرلے گیا ہے۔'' باہر سے یہ باتیں سن کر جب گھر جاتا ہوں تو والدہ بچوں سے لڑ رہی ہوتی ہیں، ان حالات سے تنگ آگیا ہوں، قرآن پاک کی تلاوت کا میں بہت شوقین تھا، مگر اب دِل نہیں چاہتا، روزے میں نے رکھے ہیں، لیکن سوچتا ہوں کہ بالکل بیکار رکھے ہیں، کون سا اللہ نے قبول کرنے ہیں؟ اسی طریقے سے دُوسری اسلام کی عبادات کے متعلق سوچتا ہوں۔ میرے محترم! میں جب کراچی میں تھا تو آپ کا کالم روزنامہ ''جنگ'' میں پڑھتا تھا، اس کالم کی وجہ سے مجھ میں کافی ساری رُوحانیت اُبھر کر آئی تھی، مجھے بالاصورتِ حال کی روشنی میں بتایئے کہ آیا میں والد صاحب کے خلاف کوئی ایکشن لے سکتا ہوں یا پھر میں بھی گھر چھوڑ کر بھاگ جاؤں؟

جواب:... جو لوگ آپ کو باپ کے فعل کا طعنہ دیتے ہیں، وہ غلط کرتے ہیں۔ آپ نہ تو لوگوں کی باتوں سے اثر لیں، نہ باپ سے انتقام لینے کی سوچیں، بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں، اور جہاں تک ممکن ہو روزگار کا بندوبست کرلیں۔ غلط ماحول آدمی کو پریشان کردیتا ہے۔ آپ کی والدہ بھی حالات کی وجہ سے چڑچڑی ہوگئی ہیں، ان کو ہر ممکن راحت پہنچانے کی کوشش کریں، چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں۔ الغرض! ہمت اور حوصلے کے ساتھ گھر کے ماحول کو جنت کا ماحول بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ تو بندوں پر رحیم و کریم ہیں، آپ عبادات کا اہتمام کریں، ان سے اِن شاء اللہ آپ کو ذہنی سکون میسر آئے گا اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، اِن شاء اللہ حالات بدل جائیں گے، میں بھی آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں۔

والد اور والدہ کا اولاد کو ایک دُوسرے سے ملنے سے منع کرنا

سوال:... میرے دوست الف عمر ۳۵ سال تقریباً، میرے دوست کی بہن ب عمر ۳۶ سال، الف اور ب کے ماں باپ آج سے تقریباً ۳۲ سال پہلے کسی گھریلو تنازع میں علیحدہ ہوجاتے ہیں، الف نے اپنی ماں کے ساتھ رہائش اختیار کی اور ب نے اپنے والد صاحب کے ساتھ رہنا پسند کیا، یہ بات یوں قدرتاً ہوئی۔ بعد میں ماں نے دُوسری شادی کرلی اور دُوسری اولاد بھی ہوئی، والد صاحب نے کوئی شادی نہیں کی، اب ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال ہے، اور الف کو ماں نے پالا پوسا ہے، والد صاحب نے اس عرصے میں پوچھا تک بھی نہیں ہے۔ اب اس عمر میں جبکہ الف اور ب (بہن بھائی) غیرشادی شدہ ہیں آپس میں تین تین سال تک گفتگو یا خط و کتابت نہیں کرتے اور ناراضگی میں شدّت ہوتی جارہی ہے۔ بہن (ب) والد صاحب سے محبت کرتی ہے، اور بھائی (الف) والدہ سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اس دوران بہن اور والد صاحب الف کو کبھی کبھی عاق کرنے کے خط بھی لکھتے ہیں۔ لیکن

الف کہتا ہے کہ میں ماں سے الگ رہنے کا تصوّر بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی ایسی بات کرسکتا ہوں کہ جس سے والدہ کو صدمہ ملے۔ یہ سارا ماحول والدین کا پیدا کردہ ہے، حقیقتاً اس میں نہ الف کا قصور ہے اور نہ ب کا قصور! میں نے الف کو بہت سمجھایا ہے کہ والد صاحب کے بھی حقوق ہیں، انہیں ادا کرنا چاہئے، وہ جواب دیتے ہیں کہ تین مرتبہ ماں کا خیال رکھنا ہے اور ایک مرتبہ باپ کا، جبکہ باپ کے پاس جاتا ہوں تو گھر سے نکال دیتے ہیں۔

جواب:...لڑکی اور لڑکے دونوں کی پرورش جن کے پاس ہوئی، اس سے تعلق و محبت کا زیادہ ہونا تو ایک طبعی بات ہے، لیکن لڑکے کا اپنے باپ سے اور لڑکی کا اپنی ماں سے قطع تعلق کرلینا یا کئے رکھنا ناجائز ہے۔[1] اسی طرح والد کا اپنے لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکیاں دینا بھی گناہ ہے۔ الف اور ب دونوں اب جوانی کی عمر سے آگے بڑھ رہے ہیں، ان کے والدین نے ان کی دُنیا تو برباد کی ہی تھی، اب ان کی آخرت بھی تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ الف کو چاہئے کہ وہ والدہ کو سمجھائے کہ وہ والد سے قطع تعلق پر مجبور نہ کرے، اسی طرح ب کو چاہئے کہ وہ والد سے کہے کہ اسے والدہ سے قطع تعلق پر مجبور نہ کرے۔ ان کا میاں بیوی کا رشتہ اگر شومیٔ قسمت سے ختم ہوگیا تھا تو ماں بیٹی کا اور باپ بیٹے کا رشتہ تو اَٹوٹ ہے، یہ تو ختم نہیں ہوسکتا، نہ کیا جاسکتا ہے، اور جب رشتہ قائم ہے تو اس کے حقوق بھی لازم اور دائم ہیں۔

بڑھاپے میں چڑچڑے پن والے والدین سے قطع تعلق کرنا

سوال:...اگر والدین بڑھاپے کی عمر کو آئیں اور ان کے چڑچڑاپن یا دِماغ یا حافظہ کمزور ہونے کی وجہ سے جوان بیٹے بیٹیاں ان سے قطع تعلق کریں، کیا یہ جائز ہے؟ ان کے روزِ قیامت بخشش کے امکانات ہیں؟

جواب:...ایسی اولاد جو والدین کو ان کے بڑھاپے میں تنہا چھوڑ دیتی ہے، سخت گناہگار ہے۔[2] جو لوگ جنت میں نہیں جائیں گے ان میں والدین کے نافرمان کو بھی حدیث میں ذکر فرمایا ہے،[3] اس جرم سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے اور والدین کو راضی کرنا چاہئے۔

والدین میں سے کس کی خدمت کریں؟

سوال:...زمانۂ بچپن میں ہی میرے والد نامعلوم کس وجہ سے بدظن ہوگئے اور اس حد تک میری مخالفت گھر میں کرنے لگے کہ میرا جینا دُوبھر ہوگیا، بعض اوقات وہ مجھ پر ایسے الفاظ استعمال کرتے جو شرعاً اور عام معاشرے میں بھی استعمال نہیں کئے جاتے۔

---

(۱) عن محمد بن جبیر بن مطعم عن أبیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنّة قاطع۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۳، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی صلة الرحم)۔ وقال الله تعالٰی: وصاحبهما فی الدنیا معروفًا۔ (لقمان:۱۵)۔

(۲) ...... وبالوالدین إحسانًا إمّا یبلغن عندک الکبر أحدهما أو کلاهما فلا تقل لهما أُفٍّ ولَا تنهرهما وقل لهما قولًا کریمًا۔ (بنی إسرائیل:۲۳)۔

(۳) عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنّة منّان ولَا عاقّ ولَا مدمن خمرٍ۔ (مشکوٰة ج:۲ ص:۴۲۰، باب البر والصلة)۔

اس عرصے میں میری والدہ مجھ پر شفقت کرتی رہیں اور والد سے مجھے نفرت دن بدن زیادہ ہوتی گئی، اور بالآخر والد کی ناانصافیوں اور روزمرّہ کے جھگڑوں سے تنگ آکر میں نے گھر و گاؤں چھوڑ دیا۔ جب شہر آیا تو کچھ عرصے بعد میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے والد سے دوبارہ رابطہ بحال کرنے کے لئے ہرممکن کوشش کی، جبکہ میرے والد میرے پاس آنا جانا شروع ہوگئے اور میں بھی کبھی کبھار گھر جاتا رہا، نتیجہ یوں ہوا کہ میرا آنا جانا زیادہ ہوا اور والد بھی مجھ پر اعتماد کرنے لگے، اور والدہ تو پہلے سے ہی میری سرپرستی کرتی تھیں۔ اب جب میں گھر جاتا ہوں یا گھر سے باہر بھی رہوں تو ہمارے گھر میں عموماً جھگڑا والدین کے درمیان رہتا ہے اور صرف میری وجہ سے۔ میں نے بارہا کوشش کی کہ والدہ کو سمجھاؤں لیکن وہ بضد ہیں کہ تم والد کے کردار سے واقف نہیں، تمہیں یاد بھی نہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کیسا رویہ رکھا کرتے تھے۔ جبکہ میں ان تمام باتوں کو جب یاد کرتا ہوں یا والدہ یاد کراتی ہیں تو مجھے یہ تمام رشتے بھول جاتے ہیں، اور اپنے ماضی کی وہ مصیبتیں یاد آجاتی ہیں، لیکن میں یہ سب کچھ بھول جانا چاہتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ میرے والدین میری وجہ سے آپس میں ناراض نہ رہیں، جبکہ ان وجوہات کی بنا پر چھوٹے بہن بھائیوں پر بھی اثر پڑچکا ہے اور وہ بھی کسی حد تک چھوٹے بڑے کی قدر نہیں کرتے۔ میری والدہ اور والد کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے اور بعض دفعہ نوبت طلاق تک بھی پہنچ جاتی تھی، جو بعد میں بڑے بزرگوں کی مداخلت پر نہ ہوسکی۔ اب میری کوشش زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ میں والد کی زیادہ خدمت کروں اور کرتا بھی ہوں، لیکن اس اثنا میں میری والدہ مجھ پر ناراض ہوجاتی اور مجھے ایسا ہونے سے نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ براہِ کرم میری اس داستان کا قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ میں ان میں سے کس کی خدمت یا اَحکام کو اوّلیت دُوں جبکہ والدہ مجھے باپ کی خدمت یا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے منع کرتی ہے اور والد کی ناراضگی کو میں دِل سے برداشت نہیں کرسکتا، جو میری کمزوری ہے، جبکہ اُوپر عرض کرچکا ہوں کہ والد نے میرے ساتھ بچپن میں بہت بلکہ حد سے زیادہ ناانصافیاں بھی کی ہیں اور بچپن سے آج تک مجھے یہ احساس بھی نہیں ہوا کہ میرا والد بھی ہے۔ براہِ کرم میرے لئے بھی آپ شریعت کی رُو سے جواب لکھیں کہ میں ان دونوں میں کس کا حکم بجالاؤں اور کیا کروں؟ نیز ان دونوں کے لئے کوئی عمل یا نصیحت تحریر فرمائیں تاکہ اس عذاب سے سارے گھر کو نجات مل سکے۔

جواب:... آپ کے والد اگر خدمت کے محتاج ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں، تو ان کی خدمت آپ کے ذمے فرض ہے۔[1] میری یہ تحریر اپنی والدہ کو سناکر کہہ دیجئے کہ اس میں تو میں آپ کی اطاعت نہیں کروں گا،[2] اس کے علاوہ جو خدمت فرمائیں، جائز حکم فرمائیں اس کو بسروچشم بجالاؤں گا۔

اپنے سے چھوٹے پر ہاتھ اُٹھانے کا تدارک کیسے کریں؟

سوال:... اگر ہم نے کسی چھوٹے پر ہاتھ اُٹھالیا اور بعد میں دِل میں معافی مانگ لی مگر اس سے معافی مانگنے کی ہمت نہیں ہوئی، تو کیا ہمارا ہاتھ اُٹھانے والا گناہ معاف ہوجائے گا؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، کتاب الإمارة، الفصل الثانی)۔

جواب:... چھوٹے سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس کو کوئی تحفہ وغیرہ دے کر خوش کر دیا جائے۔

والدین کے اِختلافات کی صورت میں والد کا ساتھ دُوں یا والدہ کا؟

سوال:... میرے والدین میں آپس میں ناراضگی ہے، بہت زیادہ سخت اختلافات ہوگئے ہیں، یہاں تک کہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہوگئے ہیں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اگر والدہ کا ساتھ دیتا ہوں تو والد ناراض ہوجاتے ہیں، اگر میں والد کے ساتھ بولتا ہوں تو والدہ صاحبہ ناراض ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے گھر سے نکالنے پر آجاتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ میں والدہ کی خدمت کرتا رہوں یا والد کی؟ میرے چار بھائی ہیں جو مجھ سے چھوٹے ہیں، وہ ماں کے ساتھ ہیں اور جو بڑے ہیں وہ والد کے ساتھ ہیں۔ والدہ کا خرچہ کوئی نہیں دیتا، میں نے اپنی سمجھ سے یہ وعدہ خدا سے کیا ہے کہ خدا کے بعد میری والدہ ہی سب کچھ ہیں، آیا میں یہ سب کچھ ٹھیک کر رہا ہوں؟

جواب:... آپ کے والدین کے اختلافات بہت ہی افسوسناک ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آپ ایسا ساتھ تو کسی کا بھی نہ دیں کہ دُوسرے سے قطع تعلق ہوجائے، دونوں سے تعلق رکھیں اور ان میں سے جو بھی بدنی یا مالی خدمت کا محتاج ہو اس کی خدمت کریں، ادب واحترام دونوں کا کریں۔[1] اگر ان میں ایک دُوسرے کی خدمت سے یا اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے ناراض ہوتا ہو، اس کی پروا نہ کریں، نہ کسی کو پلٹ کر جواب دیں، چونکہ آپ کی والدہ بوڑھی بھی ہیں اور ان کا خرچ اُٹھانے والا بھی کوئی نہیں، اس لئے ان کی جانی ومالی خدمت کو سعادت سمجھیں۔

سوتیلی ماں اور والد کے نامناسب رویے پر ہم کیا کریں؟

سوال:... ہم چار سگے بھائی ہیں، ہماری والدہ صاحبہ دسمبر ۱۹۵۶ء کو وفات پاگئیں، اس کے بعد ہمارے والد صاحب نے ۱۹۶۱ء میں دُوسری شادی کرلی، وہ بھی اپریل ۱۹۷۲ء میں وفات پاگئیں، اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی، ستمبر ۱۹۷۳ء میں ہمارے والد صاحب نے تیسری شادی کی جو کہ اپنے پہلے خاوند سے طلاق شدہ تھی، ہمارے والد صاحب نے ہم لوگوں کو اس شادی سے پہلے ۴ پلاٹ ہبہ کردیئے تھے، مجھے صرف پلاٹ دیا، میرے چھوٹے بھائی کو بھی، صرف بڑے دو بھائیوں کو بنے بنائے مکان۔ میں نے اپنی رقم سے ہی ۱۹۷۷ء میں مکان تعمیر کروایا، جس پر اس وقت تقریباً چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا، بعد میں بھی اسی میں کچھ ردّ و بدل کی، میرے چھوٹے بھائی نے ایک بیٹھک بنوائی، اس پلاٹ کے اصل میں پہلے سے ہی ہمارے ناموں پر رجسٹری اور اسٹامپ لکھے ہوئے ہیں، ہم نے احتراماً والد صاحب کو کہا آپ تقسیم کرکے ہمیں ہبہ کروادیں تاکہ بعد میں ہم لوگ آپس میں جھگڑا وغیرہ نہ کریں، ابھی تک ہمارے والد صاحب کے نام پر لاکھوں روپے کی جائیداد موجود ہے۔ ہماری سوتیلی ماں نے ہمارے والد صاحب کو ناراض کردیا، ہم لوگ کوشش کرتے رہے کہ والد صاحب کو راضی کریں لیکن کوئی اثر نہ ہوا، اس کی بڑی وجہ ہماری سوتیلی والدہ ہے، ہم تین بھائی ۱۷ گریڈ میں ملازم ہیں، بڑا بھائی کاروبار کرتا ہے، ۳۱؍مارچ ۱۹۸۴ء کو ہمارے والد صاحب نے اپنی بیوی کے دور رشتے داروں کے

---

(۱) وقضٰی ربک ألّا تعبدوا إلّا إیاہ وبالوالدین إحسانًا، إمّا یبلغن عندک الکبر أحدھما أو کلاھما فلا تقل لھما أُفٍّ ولَا تنھرھما ... إلخ۔ (بنی إسرائیل: ۲۳، ۲۴)۔

ساتھ لڑائی کی، اس لڑائی میں میں اور میرا ایک بھائی تھا، دو بھائی موجود نہیں تھے، لڑائی کی وجہ میرے بڑے بھائی کی گندے پانی کے نکلنے کی نالی بند کردی تھی، یہ نالی شارعِ عام گلی میں نکلتی ہے، لیکن ہمارا والد صاحب کہتا ہے کہ میں نہیں چھوڑتا ہوں، نوبت تھانہ تک گئی، بعد میں ہم لوگوں نے درخواست واپس لے لی۔ ہمارا والد صاحب ہمارے ساتھ اور ہماری بیویوں کے ساتھ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے، خوب گالیاں دیتا ہے، برسرِ عام ہمیں اور ہماری بیویوں کو گالیاں وغیرہ دیتا رہتا ہے، یہ ان کا معمول ہے، لیکن ہم لوگ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔ اب انہوں نے میرے خلاف دعویٰ کردیا ہے کہ میں آپ کو جگہ نہیں دیتا ہوں، کیا شریعت کی رُو سے وہ مکان مجھ سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ اس کے دُوسرے بچوں کے لئے لاکھوں روپے کی جائیداد موجود ہے، ہم ان کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہیں، لیکن وہ ہمیں پاس نہیں چھوڑتے، اب ہم ان کے ساتھ کیا کریں؟ ہمارا دِل اور ایمان کہتا ہے کہ والد صاحب کی خدمت کریں، لیکن وہ ہمیں قریب تک نہیں آنے دیتے، اس صورت میں ہم لوگ گنہگار تو نہیں ہیں؟

جواب:... جو حالات آپ نے لکھے ہیں، نہایت افسوسناک ہیں، جو پلاٹ یا مکان آپ کے والد صاحب آپ کو دے چکے تھے اور آپ لوگوں نے ان میں اضافہ کرلیا، وہ ان کو واپس نہیں لے سکتے، نہ شرعاً، نہ اخلاقاً۔[1]

جہاں تک آپ کے والد شریف کے نامناسب رویے کا تعلق ہے، آپ ان کو نہ بُرا بھلا کہیں، نہ ان کی بے ادبی کریں، نہ لوٹ کر ان کی بات کا جواب دیں، اگر وہ آپ سے خدمت نہیں لیتے تو آپ گنہگار نہیں، آپ اپنی سوتیلی والدہ کا بھی سگی والدہ کی طرح احترام کریں، اور ان کی بدگوئی اور ایذا رسانی پر صبر کریں، اِن شاء اللہ آپ کو اس کا اچھا پھل دُنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی۔

ذہنی معذور والدہ کی بات کہاں تک مانی جائے؟

سوال:... میری والدہ صاحبہ تنہائی پسند اور مردم بیزار سی ہیں، شوہر سے یعنی میرے والد صاحب سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے، اور وہ ان سے بے انتہا نفرت کرتی ہیں، اگرچہ ظاہری طور سے ان کی خدمت بھی کرتی ہیں، مثلاً کھانا، کپڑے دھونا وغیرہ مگر دِل میں ان کے خلاف بے انتہا نفرت ہے۔ اس حد تک کہ اگر والدہ صاحبہ کا بس چلے تو انہیں دربدر کردیں۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ میری والدہ پانچ وقت کی نمازی اور قرآن کی تلاوت کرتی ہیں، مجھے بھی وہ شوہر سے متنفر کرنے کی کوشش کرتی ہیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ گھر میں بھی بٹھالیا تھا اور سسرال واپس بھیجنے سے منع کردیا تھا، میری سسرال سے بھی انہیں شکایتیں ہیں۔ ان حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے اس طرزِ عمل پر روشنی ڈالیں کہ آیا والد صاحب کے ساتھ ان کا یہ طرزِ عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ سزا ہے یا نہیں؟ اور ان کی قرآنی تلاوت و عبادت نماز وغیرہ کا کچھ حاصل ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انہیں شوہر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہئے یا نہیں؟ جبکہ میرے والد صاحب کے کوئی اتنے بڑے جرائم نہیں ہیں، زیادتیاں کچھ تھوڑی بہت بہرحال انہوں نے کی ہوں گی۔

جواب:... بعض آدمی ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں، ان کے لاشعور میں کوئی گرہ بیٹھ جاتی ہے، باقی تمام اُمور میں وہ ٹھیک ہوتے ہیں، مگر اس خاص اُلجھن میں معذور ہوتے ہیں۔ آپ کی والدہ کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے، اس لئے ان کی اصلاح تو مشکل

---

(۱) ولو كان ذا رحم محرم من الواهب فلا رجوع فيها إتفاقًا على الأصح۔ (البحر الرائق ج:۷ ص:۲۹۴)۔

ہے، آپ ان کے کہنے سے اپنا گھر برباد نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ وہ گنہگار ہیں یا نہیں؟ اگر وہ عنداللہ بھی معذور ہوں تو معذور پر مؤاخذہ نہیں، اور اگر معذور نہیں تو گنہگار ہیں۔

بیرونِ ملک جانے والا والدین کی خدمت کیسے کرے؟

سوال:... میں بی کام کرچکا ہوں، اور والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اس لئے بیرونِ ملک جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے ایک ذمہ دار آدمی کو پیسے دیئے مگر اس نے ابھی تک میرا ویزا حاصل نہ کیا، کافی صبر کیا، اب صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، اب میں آڈٹ کلرک ہوں، مگر اپنے پروفیشن میں سیٹ نہیں، اب میں ۲۵ سال کا ہوں اور والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اور اس بارے میں پریشان ہوں کہ ابھی تک باہر جاکر والدین کی خدمت کے لئے کچھ نہ کرسکا، براہِ کرم میرے لئے کوئی وظیفہ وغیرہ بھیجیں نوازش ہوگی۔

جواب:... آپ کا خط بغور پڑھا، آپ کی پریشانی کا اصل سبب یہ ہے کہ آپ نے اپنے لئے ایک راستہ خود تجویز کرلیا ہے کہ والدین کی خدمت بس اسی صورت میں کرسکتے ہیں جب آپ بیرونِ ملک جاکر بہت سارا روپیہ کماکر ان کو بھیجیں، حالانکہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ علمِ الٰہی میں آپ کا باہر ملک میں جانا آپ کے لئے بہتر نہ ہو، اور آپ کے والدین کے لئے بھی بجائے نفع کے مزید پریشانی کا باعث ہو۔ آدمی جب اپنے لئے کچھ خود تجویز کرلیتا ہے اور اس کی وہ تجویز بروئے کار نہیں آتی تو گھبراتا اور پریشان ہوتا ہے۔ اس کے بجائے اگر آدمی اپنا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کردے اور جو صورت بھی حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے تجویز فرمادیں، اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھ کر اس پر راضی ہوجائے تو اس کی ساری پریشانیاں کافور ہوجاتی ہیں، پس پریشانیوں کی اصل اس کی اپنی تجویز ہے۔

آپ جو کام بھی کرنا چاہیں "بہشتی زیور" میں جو اِستخارہ مسنونہ لکھا ہے، وہ کیا کریں،[1] اور اسی کے ساتھ سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایک تسبیح "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کی کرکے دُعا کرلیا کریں، اِن شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و مدد شاملِ حال ہوگی۔ کوشش تو یہی کریں کہ نماز باجماعت مسجد میں ادا ہو، بغیر مجبوری کے نماز باجماعت قضا نہ ہو، کہ یہ بڑی محرومی بھی ہے اور بڑا گناہ بھی۔[2]

گالیاں دینے والے والد سے کیسا تعلق رکھیں؟

سوال:... میرے والد پڑھے لکھے ہیں، لیکن اس کے باوجود گالیاں بہت دیتے ہیں، کبھی کبھی تو بُری باتیں بھی کہہ دیتے ہیں، پھر میرا دِل نہیں چاہتا ان سے بات کرنے کو، اس لئے میں نے اپنے والد سے بات کرنی چھوڑ دی ہے، جس کی وجہ سے امی مجھ سے کبھی کبھی ناراض ہوجاتی ہیں، حالانکہ میں کسی کو ذرا سا بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی، لیکن میں مجبور ہوں۔ سوال یہ ہے کہ والد صاحب

---

(۱) بهشتی زیور مدلّل ص:۱۵۳۔

(۲) قال أبو الدرداء: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما من ثلاثة قرية ولا بدوٍ لا تقام فيهم الصلاة إلّا قد استحوذ عليهم الشيطان فعليكم بالجماعة فإنما يأكل الذئب القاصية قال السائب يعني بالجماعة الجماعة في الصلاة. (نسائي ج:۱ ص:۱۳۵، التشديد في ترك الجماعة).

کے گالیاں دینے سے کیا گناہ ہے؟ اور میرے اس رویے سے گناہ تو نہیں ہو رہا؟ ایک اور بات کہ میں امی سے بہت محبت کرتی ہوں لیکن ظاہر نہیں کرسکتی ہوں۔

جواب:... آپ کے والد کا گالیاں دینا بھی گناہ ہے،[1] اور آپ کا ان سے بات چھوڑنا بھی سخت گناہ ہے۔ ان کا غلط رویہ ان کے ساتھ، مگر اس کی وجہ سے آپ کا طرزِ عمل نہیں بدلنا چاہئے، والدہ سے محبت بڑی اچھی بات ہے، اور محبت کی علامت ہے کہ جس بات سے آپ کی والدہ کو تکلیف ہوتی ہو (جیسے والد کے ساتھ بات نہ کرنا) اس کو چھوڑ دیں۔

بوڑھے باپ کی خدمت سے ماں کو منع کرنا

سوال:... اگر باپ بوڑھا ہو اور ماں اس قابل ہو کہ وہ اپنے بوڑھے شوہر کی خدمت کرسکے اور بیٹے جوان ہوں، وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی ماں کو بوڑھے باپ سے دُور رکھیں، کیا بیٹے بھی اتنے ہی گناہگار ہوں گے جتنا کہ ماں؟

جواب:... نہ صرف بچوں کی ماں کو بلکہ خود بچوں کو بھی اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنی چاہئے، یہ دُنیا و آخرت میں ان کی سعادت و نیک بختی کا موجب ہے، ورنہ بجائے خود خدمت کرنے کے اگر وہ اپنی والدہ کو بھی خدمت سے روکتے ہیں تو ان کی گناہگاری اور بدبختی میں کیا شک ہے...؟[2]

اولاد کو شفقت و محبت سے محروم رکھنا

سوال:... جمعہ ایڈیشن ۱۸/اکتوبر ۱۹۸۲ء کو آپ کے کالم میں، میں نے اولاد کو عاق کردینے کے سلسلے میں پڑھا تھا، جس میں قرآن اور حدیث کی رُو سے آپ نے تحریر کیا تھا کہ اولاد ہر حالت میں باپ کی جائیداد کی وارث ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک صاحب نے اپنی پہلی بیوی کو تو طلاق دے دی اور دُوسری شادی کرلی، اور پہلی بیوی سے صرف لڑکیاں ہیں۔ اب جائیداد تو دُور کی بات ہے، انہوں نے لڑکیوں سے ملنا تک چھوڑ دیا ہے، کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد اولاد سے ایسا سلوک کیا جائے؟ اور بچپن سے لڑکیوں کو تیرے میرے گھر پر چھوڑ دیا جائے، چاہے وہ خالہ ہو، نانی ہو، پھوپھی ہو، اور نہ ان کی تعلیم کا خیال رکھا جائے اور نہ عید تہوار پر اپنے گھر آنے کی اجازت دی جائے، کیا یہ اولاد کا بنیادی حق نہیں ہوتا کہ اس کی تعلیم و تربیت کی جائے اور اس سے پیار و محبت سے پیش آیا جائے؟ کیا طلاق کے اثرات اولاد پر بھی پڑتے ہیں؟

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر۔ متفق عليه (مشكوٰة ج:۲ ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، أيضًا بخارى ج:۱ ص:۱۲، كتاب الإيمان)۔

(۲) وقضٰى ربك ألّا تعبدوا إلّا إياه وبالوالدين إحسانًا، إمّا يبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أُفٍّ ولَا تنهرهما وقل لهما قولًا كريمًا، واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيانى صغيرًا، ربكم أعلم بما فى نفوسكم إن تكونوا صالحين فإنه كان للأوابين غفورا۔ (بنى إسرائيل:۲۳-۲۵)۔ عن عبدالرحمٰن بن أبى بكرة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أحدّثكم بأكبر الكبائر؟ قال: بلٰى يا رسول الله! قال: الإشراك بالله وعقوق الوالدين۔ (جامع الترمذى ج:۲ ص:۱۲، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فى عقوق الوالدين)۔

جواب:... اولاد کو شفقت و محبت سے محروم کردینا اور ان سے قطع تعلق کرلینا حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔ حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والے کو جنت نصیب نہیں ہوگی۔[1] بہرحال آپ کے والد صاحب کا طرزِ عمل قابلِ افسوس اور لائقِ اِصلاح ہے۔

بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

سوال:... ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے نہیں ملنے دُوں گی۔

جواب:... اپنے والدین سے نہ ملنا اور ان کو چھوڑ دینا معصیت اور گناہِ کبیرہ ہے، اور گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب حرام اور ناجائز ہے۔[2] لہٰذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا دُرست نہیں، اور بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گناہگار ہوگی۔[3]

والدین کی خدمت اور سفر

سوال:... سننِ بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرمانبردار بیٹا اپنے ماں باپ پر شفقت و رحمت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے ایک حجِ مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اگرچہ دن میں سو مرتبہ اس طرح نظر کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہاں! اگرچہ سو مرتبہ، یعنی ہر نظرِ رحمت پر حجِ مقبول کا ثواب ملے گا۔ مسندِ احمد میں ہے کہ جس کو اچھا لگے کہ اس کی لمبی عمر ہو اور اس کی روزی میں فراخی ہو، وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔ ان احادیث کی روشنی میں اولاد کا کیا حشر ہوگا جو اکثر مسافر رہتے ہیں؟ جیسے کہ آج کل لوگ روزی کمانے کے لئے بیرونی ممالک میں محنت مزدوری کرتے ہیں اور لمبے عرصے تک اپنے والدین سے بوجہ مجبوری نہیں مل سکتے، تو کیا یہ اولاد اس نعمت سے محروم رہ جائے گی؟ ان کے لئے ثواب حاصل کرنے کا کیا ذریعہ ہوسکتا ہے؟

جواب:... اگر والدین کی اجازت کے ساتھ سفر پر گیا ہو تو وہ بھی فرمانبرداری شمار ہوگی۔

ماں باپ کی بات کس حد تک ماننا ضروری ہے؟

سوال:... محترم! میں ایک نازک مسئلہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، اکثر علماء اس بات کا واضح جواب نہیں

---

(۱) عن محمد بن جبیر بن مطعم عن أبیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنّة قاطع. قال ابن ابی عمر قال سفیان یعنی قاطع رحم. (ترمذی ج:۲ ص:۱۳، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی صلة الرحم).

(۲) ووصّینا الْإنسان بوالدیه حسنا. (العنکبوت:۸). عن عبدالرحمٰن بن أبی بکرة عن أبیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أَلَا أحدثکم بأکبر الکبائر؟ قال: بلٰی یا رسول الله! قال: الْإشراک بالله وعقوق الوالدین. (جامع الترمذی ج:۲ ص:۱۲، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی عقوق الوالدین).

(۳) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، کتاب الْإمارة، الفصل الثانی).

دیتے، خدا کے لئے مجھے بالکل واضح جواب دے کر اُلجھن سے نجات دِلائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے حقوق کی ہر جگہ تاکید کی ہے، مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں انسان کے حقوق و فرائض کو بہت خوبصورت طریقے پر تقسیم کیا گیا ہے، مگر ایک بات جو ہمارے گھر میں بھی زیرِ بحث آئی ہے اور جس کی وجہ سے ہمیں سخت ذہنی اُلجھن ہے وہ یہ کہ میں نے بار بار کتابوں میں بھی پڑھا ہے اور صاحبِ علم لوگوں سے یہ بات سنی ہے کہ خدا کا فرمان ہے: ماں باپ کا اس حد تک حق ہے کہ سوائے اس بات کے کہ وہ اگر خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہیں تو نہ کرو، ورنہ ان کی ہر بات ماننا اولاد کا فرض ہے۔ اور اولاد نے چاہے کتنی نیکیاں کی ہوں گی، ماں باپ اس سے راضی نہیں تو وہ اولاد خدا کی بھی نافرمان ہوگی، اور ہرگز جنت میں نہیں جائے گی۔ میں نے یہ تک پڑھا اور سنا ہے کہ خدا کا حکم ہے اگر تمہارے والدین تمہیں کہیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو یا اپنی اولاد کو مار ڈالو تو بھی بغیر پس وپیش کے ایسا کرو۔ اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس بات کو آپ ضرور جانتے ہیں کہ دُنیا میں بد سے بدکردار لوگ بھی کسی کے ماں باپ بنتے ہیں اور ایسے ماں باپ ہزاروں باتیں غیرشرعی کرتے ہیں، لاتعداد باتیں ان کی ایسی ہوتی ہیں جو اِسلام کے دائرے سے خارج ہوتی ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اولاد اس پر عمل کرے۔ اب اولاد اگر نیک خصلت ہے اور اِسلامی اُصولوں کو عزیز رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ کس قدر اذیت ناک مسئلہ ہوگا کہ ایک طرف تو والدین ہیں جو غیرشرعی بات پر مجبور کر رہے ہیں، اگر ان کا کہا نہیں مانتے تو نافرمان ہوتے ہیں، اور خدا نے صاف الفاظ میں کہا ہے کہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا، خدا اپنی نافرمانی معاف کردے گا، مگر والدین کی نافرمانی معاف نہیں کرے گا، اور پھر دُوسری طرف اولاد کو یہ بھی مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ اگر والدین کا حکم مانتا ہو تو خدا کے اُصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اب اولاد کس قدر مجبور و بےبس ہوتی ہے؟ اس کا اندازہ صرف انہی لوگوں کو ہے جن کے ساتھ ایسے حالات درپیش ہوں۔

جواب:... والدین کی فرمانبرداری اور ان کی خدمت کے بارے میں واقعی بڑی سخت تاکیدیں آئی ہیں، لیکن یہ بات غلط ہے کہ والدین کی ہر جائز و ناجائز بات ماننے کا حکم ہے، بلکہ والدین کی فرمانبرداری کی بھی حدود ہیں، میں ان کا خلاصہ ذکر کردیتا ہوں۔

اوّل:... والدین خواہ کیسے ہی بُرے ہوں، ان کی بےادبی و گستاخی نہ کی جائے، تہذیب و متانت کے ساتھ ان کو سمجھا دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ سمجھانا ضروری ہے، لیکن لب و لہجہ گستاخانہ نہیں ہونا چاہئے، اور اگر سمجھانے پر بھی نہ سمجھیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

دوم:... اگر وہ کسی جائز بات کا حکم کریں تو اس کی تعمیل ضروری ہے بشرطیکہ آدمی اس کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اس سے دُوسروں کے حقوق تلف نہ ہوتے ہوں، اور اگر ان کے حکم کی تعمیل اس کے بس کی بات نہیں یا اس سے دُوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے تو تعمیل ضروری نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں جائز نہیں۔

سوم:... اگر والدین کسی ایسی بات کا حکم کریں جو شرعاً ناجائز ہے اور جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، تب بھی ان کے حکم کی تعمیل جائز نہیں، ماں باپ تو ایسا حکم دے کر گناہگار ہوں گے، اور اولاد ان کے ناجائز حکم کی تعمیل کرکے گناہگار ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشادِ گرامی ہے: "لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" [1] یعنی "جس چیز میں اللہ

---

(۱) مشکوٰۃ ص: ۳۲۱، کتاب الإمارة والقضاء، طبع قدیمی کتب خانہ۔

تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔'' مثلاً: اگر والدین کہیں کہ: ''نماز مت پڑھو، یا دِین کی باتیں مت سیکھو، یا داڑھی مت رکھو، یا نیک لوگوں کے پاس مت بیٹھو'' وغیرہ وغیرہ، تو ان کے ایسے اَحکام کی تعمیل جائز نہیں، ورنہ والدین بھی جہنم میں جائیں گے اور اولاد کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔

اگر والدین یہ کہیں کہ: ''بیوی کو طلاق دے دو'' تو یہ دیکھنا چاہئے کہ بیوی قصوروار ہے یا نہیں؟ اگر بیوی بے قصور ہو تو محض والدین کے کہنے سے طلاق دینا جائز نہیں۔ اگر والدین کہیں کہ: ''بیوی کو تنہا مکان میں مت رکھو'' تو اس میں بھی ان کی تعمیل روا نہیں۔ البتہ اگر بیوی اپنی خوشی سے والدین کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو دُوسری بات ہے، ورنہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کو علیحدہ مکان دینا شریعت کا حکم ہے، اور اس کے خلاف کسی کی بات ماننا جائز نہیں۔

چہارم:...والدین اگر ماریں پیٹیں، گالی گلوچ کریں، بُرا بھلا کہیں یا طعن و تشنیع کرتے رہیں، تو ان کی ایذاؤں کو برداشت کیا جائے اور ان کو اُلٹ کر جواب نہ دیا جائے۔

پنجم:...آپ نے جو لکھا ہے کہ: ''اگر والدین کہیں کہ.... یا اپنی اولاد کو مار ڈالو تو بھی بغیر پس و پیش کے ایسا کرو'' خدا جانے آپ نے یہ کہاں پڑھا ہے؟ اولاد کو مار ڈالنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور میں لکھ چکا ہوں کہ ناجائز کام میں والدین کی اطاعت جائز نہیں، اس لئے آپ نے جو مسئلہ لکھا، قطعاً غلط ہے...!

والدین سے احسان وسلوک کس طرح کیا جائے؟

سوال:...آج کا جمعہ ایڈیشن پڑھا، اسلامی صفحے پر جلال الدین احمد نوری صاحب نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں والدین کے ساتھ احسان و سلوک کے بارے میں لکھا ہے، اسی سلسلے میں، میں آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ دُنیا میں والدین یعنی ماں اور باپ سے زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا، وہ اولاد کو بڑی تکلیف سے پالتے ہیں اور اولاد کا فرض ہے کہ وہ ان کی عزّت کرے، ماں باپ کو تنگ نہ کرے، ان کا معاشرے میں نام خراب نہ کرے، بُری عادتوں سے دُور رہے تاکہ والدین خوش ہو کر دُعا دیں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ سارے ماں باپ ایک جیسے نہیں ہوتے، ہر انسان کی الگ الگ عادت ہوتی ہے، کیا ایسے والد نہیں ہوتے جو اولاد جوان ہو جائے تو بھی عیاشی کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، ہر طرح کا عیش کرتے ہیں، ان کی اولاد نیک ہوتی ہے، شریف ہوتی ہے، تو کیا ایسے والد کی بات ماننا ضروری ہے؟ خود عیاش ہو، مگر بیٹے اور بیٹی کو کہے کہ: ''تم شادی وہیں کرو جہاں میں چاہتا ہوں۔'' دُوسرا سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے، اس کی ماں اس کی شادی کرانا چاہتی ہے، دُرست ہے کہ ماں باپ ہی اولاد کی شادی کرواتے ہیں، مگر میرے دوست کی ماں جب کوئی رشتہ دیکھنے جاتی ہے تو بیٹے سے کوئی مشورہ نہیں کرتی، نہ ہی ضروری سمجھتی ہے، وغیرہ۔ مگر اس کی ماں کا کہنا یہ ہے کہ بس لڑکی صرف اسے پسند آجائے، جب لڑکے کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کی ماں فلاں جگہ اس کا رشتہ طے کر رہی ہے، تو بیٹا کہتا ہے کہ: ''ماں! یہ لوگ بہت بُرے آدمی ہیں، اور اچھے اور شریف نہیں ہیں۔'' تو ماں کہتی ہے کہ: ''چل چل! تجھے کیا پتا؟ اس سے اچھا رشتہ اور کہاں ملے گا'' یہ پوری کہانی میں نے آپ کو اس لئے سنائی ہے کہ آپ کو تفصیل معلوم ہو جائے۔

اب لڑکا جو میرا دوست ہے، ماں سے انکار کرتا ہے کہ: ”ماں! میں اس جگہ شادی نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ لوگ اچھے نہیں ہیں“ تو اس کی ماں ناراض ہوجاتی ہے اور اسی بنا پر اب لڑکا بالکل ہی بے بس ہے۔ شادی اس کی ہو رہی ہے مگر اس کی کوئی رائے نہیں، نہ کوئی اہمیت ہے۔ آج جب سے اس نے یہ مضمون اخبار میں پڑھا تو زیادہ پریشان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے حق ماں باپ کو دے دیئے ہیں، اگر انکار کرتا ہوں تو اس دُنیا میں اور قیامت کے دن ماں کی ناراضگی کی وجہ سے ذلیل ہوگا، اس لئے یہاں تو جی حضوری ہے، پھر چاہے پسند ہو، نہ ہو۔ اب آپ مجھے اسلام کی رُو سے جواب دیں کہ کیا اسلام نے اولاد کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ کچھ کہہ سکیں؟ مگر آج کا مضمون جو بالکل قرآن پاک اور حدیث سے لیا گیا ہے، کوئی گنجائش نہیں ہے، مضمون پڑھ کر تو میرا دوست بالکل خاموش ہوگیا ہے کہ بھلے جہاں چاہیں شادی کردیں، میں ایک لفظ نہیں کہوں گا، پھر چاہے شادی کامیاب ہو یا ناکام۔ برائے مہربانی اسلام کی رُو سے جواب سے نوازیں۔

جواب:... دراصل کوتاہی دونوں طرف سے ہے، والدین کو چاہئے کہ اولاد جب جوان ہوجائے تو ان کو مشورے میں شریک کریں، خصوصاً ان کی شادی بیاہ کے معاملے میں ان سے مشورہ لینا تو بہت ضروری ہے، اور اولاد کو چاہئے کہ والدین کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دیں، اور اگر ان کی رائے بالکل ہی نادُرست ہو تب بھی ان سے گستاخی بے ادبی سے پیش نہ آئیں، البتہ تہذیب و متانت سے کہہ دیں کہ یہ بات مناسب نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو کام شریعت کے لحاظ سے یا دُنیوی لحاظ سے غلط ہو، اس میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں،[1] مگر ان کی گستاخی و بے ادبی نہ کی جائے۔

والدین اگر گالیاں دیں تو اولاد کیا سلوک کرے؟

سوال:... اسلام نے گالیاں دینے والے کے لئے کیا فرمایا ہے، چاہے وہ کوئی بھی دے؟ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب اتنی گالیاں دیتے ہیں کہ ایک جملے میں دس گالیاں ہوتی ہیں۔ ذرا سی مرضی کے خلاف بات ہوجائے تو وہ اپنی بیوی کے خاندان والوں کو گالیاں دینے لگتے ہیں۔ غرض کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے گالیاں دیتے ہیں، ان کی اولاد اب جوان ہوگئی ہے اور وہ اب دِل برداشتہ ہوکر کبھی کبھی اپنے باپ کو کچھ بول دیتے ہیں، مگر بعد میں ان کو بہت افسوس ہوتا ہے۔

جواب:... اس شخص کی یہ گندی عادت اس کی ذِلت کے لئے کافی ہے،[2] وہ جو گالیاں بکتا ہے وہ کسی کو نہیں لگتیں، بلکہ اپنی زبان گندی کرتا ہے، اس لئے اس کی گالیوں کی طرف توجہ نہ دی جائے، اور اس کے لڑکوں کو چاہئے کہ اس وقت اس کے پاس سے اُٹھ جایا کریں، بعد میں متانت اور تہذیب سے اس کو سمجھا دیا کریں۔ اولاد کے لئے والدین کی گستاخی و بے ادبی جائز نہیں، اس سے پرہیز کریں۔

---

(۱) عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة في معصية، إنما الطاعة في المعروف. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۳۱۹). وعن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. رواه شرح السنة. (مشكوٰة ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الثاني).

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم فسق وقتاله كفر. متفق عليه. (مشكوٰة ج:۲ ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).

شوہر یا والدین کی خدمت

سوال:... میرے اور میرے شوہر کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، جبکہ میرے شوہر کو میرے والدین سے بہت شکایات ہیں، میں خود سمجھتی ہوں کہ میرے والدین نے خاص طور پر والد صاحب نے میرے اور میرے شوہر کے ساتھ کئی ناانصافیاں کی ہیں، میرے لئے دونوں قابلِ احترام ہیں، لیکن میرا ایمان ہے کہ اولاد پر والدین کے بہت زیادہ حقوق ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اولاد کو پیدا کرتے ہیں اور پالتے پوستے ہیں، اولاد ان کا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتی، والدین کی نافرمانی اولاد کو جہنم میں لے جاتی ہے۔ برائے مہربانی قرآن اور سنت کی روشنی میں مجھے مشورہ دیں کہ ان حالات میں مجھ پر کس کی فرمانبرداری لازم ہے، والدین کی یا شوہر کی؟

جواب:... آپ کو حتی الوسع ان دونوں فریقوں میں سے کسی کی بھی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، لیکن اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ ان میں سے کسی ایک کی تعمیل ہی کی جاسکتی ہے، تو آپ کے لئے شوہر کا حق مقدم ہے۔[1] بہتر تو یہ ہے کہ آپ شوہر کو سمجھا بجھا کر جو صورت زیادہ بہتر ہو اس کے لئے راضی کرلیا کریں، لیکن اگر وہ اپنی بات منوانے پر بضد ہوں تو آپ ان کی بات کو ترجیح دیں اور والدین سے بصد ادب معذرت کرلیا کریں۔ جو لڑکیاں شوہر کے مقابلے میں والدین کے حکم کو فوقیت دیتی ہیں، وہ اپنے گھر کبھی سکون سے آباد نہیں ہوسکتیں۔

ماں، باپ کے نافرمان بیٹے کو عاق کرنا

سوال:... ہم سب کو علم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ نے قرآن پاک (سورۂ نساء) میں تمام رشتہ داروں اور لواحقین کے حصص کا صراحتاً تعین کردیا ہے، جو کسی مرنے والے کے چھوڑے ہوئے ترکہ میں سے دیئے جاتے ہیں، ان حصص میں رَدّوبدل کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے۔ اس پسِ منظر میں آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمایئے کہ کیا کوئی شخص کسی سبب سے اپنی اولاد یا اولاد میں سے کسی ایک کو عاق قرار دے کر اس کو اس کے حق یا حصے سے محروم کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟ ہمارے ملک میں عرصے سے یہ رَوِش چلی آرہی ہے کہ ماں باپ اور بالخصوص باپ پسرانہ نافرمانی کا ارتکاب کرنے والے بیٹے کو عاق قرار دے دیتا ہے۔ شاید عام لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس فعل کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

جواب:... جو نالائق بیٹا ماں باپ کا نافرمان اور گستاخ ہو، اس کی سزا دُنیا میں بھگتے گا اور آخرت میں بھی۔[2] اس کے باوجود اس کو جائیداد کے شرعی حصے سے محروم کرنا جائز نہیں، اور اگر کسی نے ایسا کردیا تو شریعت کے خلاف کرنے کی وجہ سے یہ شخص گنہگار ہوگا۔

---

(۱) عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم .... ولو كنت آمر أحدًا أن يسجد لأحدٍ لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها، ولو أمرها أن تنقل من جبل أصفر إلى جبل أسود ومن جبل أسود إلى جبل أبيض كان ينبغي لها أن تفعله. رواه أحمد. (مشكوٰة ص:۲۸۳). أيضًا: وحقه عليها أن تطيعه في كل مباح يأمرها به. (الدر المختار ج:۳ ص:۲۰۸، طبع سعيد).

(۲) عن أبي بكرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل الذنب يغفر الله منها ما شاء إلّا حقوق الوالدين فإنه يعجل لصاحبه في الحياة قبل الممات. (مشكوٰة ص:۴۲۱، باب البر والصلة، طبع قديمي).

مگر اس کے محروم کرنے سے بیٹا اپنے شرعی حصے سے محروم نہیں ہوگا۔ اس کا عاق کرنا غلط ہے، اور بیٹے کو شرعی حصہ بدستور ملے گا۔[1]

ناجائز کام میں والدین کی اطاعت

سوال:… کیا غیرمسلم قادیانی لڑکے اور مسلمان لڑکی کی شادی ہوسکتی ہے؟ لڑکی بھی نہیں چاہتی کہ اس کی شادی اس شخص سے ہو، جبکہ لڑکی کے والدین بضد ہیں کہ لڑکے والے ہمارے رشتہ دار ہیں۔

جواب:… غیرمسلم کے ساتھ مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا،[2] ساری عمر زِنا کا گناہ ہوگا اور یہ وبال لڑکی کے والدین کی گردن پر بھی ہوگا۔ اور والدین مجبور کریں تو لڑکی کو صاف انکار کردینا چاہئے، اس معاملے میں والدین کے حکم کی تعمیل جائز نہیں۔[3]

پردے کے مخالف والدین کا حکم ماننا

سوال:… میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

جواب:… اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں،[4] آپ کے والدین کا، اللہ اور رسول سے مقابلہ ہے، آپ کو چاہئے کہ اس مقابلے میں اللہ و رسول کا ساتھ دیں، والدین اگر اللہ و رسول کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔[5]

اولاد کو جائیداد سے محروم کرنے والے والد کا حشر

سوال:… ہمارے والد صاحب نے سوتیلی ماں کے بہکاوے میں آکر جائیداد سے بے دخل کر رکھا ہے، ہمارا اور ہمارے بھائیوں کا حق نہیں دیا، بلکہ سوتیلی ماں اور اس کے بچوں کو دے دیا ہے، ان کا طرزِ عمل اسلامی اُصولوں کے لحاظ سے کیسا ہے؟ قرآن اور قانون کے مطابق جواب دیجئے۔

---

(۱) من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنّة یوم القیامة۔ (مشکوٰة ج:۱ ص:۲۶۶)۔ أیضًا: الإرث جبری لَا یسقط بالإسقاط۔ (تنقیح الحامدیة ج:۲ ص:۵۴، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۲) ولَا تحل مناکحتهم۔ (رد المحتار ج:۴ ص:۲۴۴، باب المرتد)۔

(۳) لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، کتاب الإمارة)۔

(۴) وقرن فی بیوتکن ولَا تبرّجن تبرج الجاهلیة الأولٰی۔ (الأحزاب:۳۳)۔ أیضًا: یٰـأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن۔ (الأحزاب:۶۰)۔ عن ابن عباس: أمر الله نساء المؤمنین إذا خرجن من بیوتهن فی حاجة أن یغطین وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابیب ویبدین عینا واحدة۔ وقال محمد بن سیرین سألت عبیدة السلمانی عن قول الله تعالٰی: یدنین علیهن من جلابیبهن، فغطی وجهه ورأسه وأبرز عینه الیسریٰ وقال عکرمة: تغطی ثغرة نحرها بجلبابها تدنیه علیها۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۵ ص:۲۳۱، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۵) قال الله تعالٰی: أطیعوا الله والرسول فإن تولوا فإن الله لَا یحب الکٰفرین۔ (آل عمران:۳۲)۔ أیضًا: قال تعالٰی: ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارًا خالدًا فیها وله عذاب مهین۔ (النساء:۱۴)۔

جواب:... حدیث شریف میں اس کو ظلم فرمایا گیا ہے، اور اس ظلم کی سزا آپ کا والد قبر اور حشر میں بھگتے گا۔ (۱)

ماں کی خدمت اور بیوی کی خوشنودی

سوال:... آج کل عام طور پر شوہر اور بیوی کے درمیان اس بات پر جھگڑا رہتا ہے کہ شوہر، بیوی کو الگ گھر میں کیوں نہیں رکھتا؟ شوہر اس بات پر مصر ہے کہ میں اپنی ماں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ میرے علاوہ ماں کی دیکھ بھال اور خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور اگر میں نے بوڑھی ماں کو عمر کے اس حصے میں اکیلا چھوڑ دیا تو قیامت کے دن میں جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکوں گا۔ لیکن بیوی ان باتوں کو نہیں مانتی اور اپنی ضد پر قائم رہتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوہر اگر بیوی کو الگ گھر میں رکھتا ہے تو خود کس گھر میں رہے، بیوی کے ساتھ اس کے گھر میں یا پھر اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ اس گھر میں؟ دونوں میں سے کس کو چھوڑے اور کس کے ساتھ رہے؟

جواب:... ایسی حالت میں بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کو ماں کی خدمت کا موقع دے، الگ گھر میں رہنے پر اصرار نہ کرے، جبکہ بوڑھی ماں کی خدمت کرنے والا کوئی اور نہ ہو۔ ہاں! بیوی کو رہنے کے لئے الگ کمرہ دے دیا جائے اور شوہر کی ماں کی کوئی خدمت اس کے ذمے نہ رکھی جائے۔ (۲)

شوہر اور بیوی اور اولاد کی ذمہ داریاں

سوال:... میری بیوی ہر بات میرے خلاف کرتی ہے، حقوق ادا نہیں کرتی۔ گزشتہ روز میں نے اپنی بڑی لڑکی کو بلا کر والدہ کو سمجھانے کو کہا، اس نے کہا کہ: ''اب نبھاؤ مشکل ہے، اچھا ہے کہ آپ کے درمیان علیحدگی ہوجائے۔'' ایک نالائق بیٹا درمیان میں آگیا اور فیصلہ یہ کیا کہ میں اس (ماں) کو لے جاتا ہوں۔ باوجودیکہ میں نے اس کی ماں کو کافی روکا کہ بغیر اجازت آپ نہیں جاسکتیں، مگر وہ بیٹے کے ساتھ چلی گئی۔ نامعلوم وہ کہاں ہے؟ اب میں اپنے اس بیٹے کو عاق کرنا چاہتا ہوں اور بیوی کے لئے کیا کروں؟ اس بارے میں مشورہ طلب کرتا ہوں۔ حیرانی کی بات ہے کہ بیٹے ماں باپ کو ایک دُوسرے سے علیحدہ کریں اور اُوپر سے طرّہ یہ کہ سب بچے ہی یک زبان ہوکر ماں کے طرف دار بن گئے۔

جواب:... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا اندوہناک خط تفصیل سے پڑھا، بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائے۔ نجی اور ذاتی معاملات میں، میں مشورہ دینے سے گریز کیا کرتا ہوں، اس لئے چند اُصولی باتیں عرض کرتا ہوں۔

---

(۱) عن النعمان بن بشير أن امه بنت رواحة سألت أباه بعض الموهوبة من ماله لِابنها فالتوىٰ بها سنة ثم بدا له فقالت: لَا أرضى حتّٰى تشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم علىٰ ما وهبت لِابني، فأخذ أبي بيدي وأنا يومئذٍ غلام فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إن أمّ هٰذا بنت رواحة أعجبها أن أشهد على الذي وهبت لِابنها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بشير! ألك ولد سوىٰ هٰذا؟ قال: نعم! قال: أكلهم وهبت له مثل هٰذا؟ قال: لَا! قال: فلَا تشهدني إِذًا فإني لَا أشهد علىٰ جورٍ. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۳۷).

(۲) فعليه نفقتها وكسوتها وسكناها. (هداية ج:۲ ص:۴۳۷، باب النفقة).

۱:...اولاد جب جوان ہوجائے تو ان کے جذبات کا اِحترام ضروری ہوتا ہے، اور والدین کی چپقلش اور سر پھٹول اولاد کے دِل سے والدین کا احترام نکال دیتی ہے، بیوی سے لڑائی جھگڑا اولاد کے سامنے کرنا اُصولی غلطی ہے۔

۲:...بیوی کے ذمے شوہر کے حقوق بلاشبہ بہت زیادہ ہیں، اور بیوی کو شوہر کے حقوق ادا کرنے کی بہت ہی تاکید کی گئی ہے،[۱] لیکن شوہر کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ (بیوی) کتنے حقوق کا بوجھ اُٹھانے کی متحمل ہے؟[۲] اسی لئے شریعت نے مرد کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے[۳] تاکہ ایک بیوی پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے، اور ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں شریعت نے شوہر پر یہ کڑی پابندی عائد کی ہے کہ وہ تمام بیویوں کے ساتھ، کانٹے کے تول سے برابری کرے، سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھے، اور کسی ایک کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی روا نہ رکھے۔[۴]

۳:...قیامت کے دن صرف بیوی کی نافرمانیوں ہی کا محاسبہ نہ ہوگا، بلکہ شوہر کی بدخلقی، دُرشت کلامی اور اس کے ظلم و تعدی کا بھی حساب ہوگا، اور پھر جس کے ذمے جس کا حق نکلے گا، اُسے دِلایا جائے گا۔

۴:...آپ نے جو حالات لکھے ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ حالات کے بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل آپ کی دُرشت کلامی کا ہے (جس میں آپ غالباً اپنی بیماری اور مزاجی ساخت کی وجہ سے کچھ معذور بھی ہیں)، آپ کی اہلیہ اور اولاد پر اس کا رَدِّعمل غلط ہوا ہے، اگر آپ اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرلیں اور اپنے رویے کی اصلاح کرلیں تو آپ کے اہل و عیال کے انداز میں تبدیلی آسکتی ہے۔

۵:...اگر آپ اپنے مزاج کو حالات کے مطابق تبدیل نہیں کرسکتے تو آخری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ بیوی کو فارغ کردیں، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اپنی اولاد سے بھی کٹ جائیں گے، کیونکہ آپ کی جوان اولاد، آپ کو ظالم اور اپنی والدہ کو مظلوم سمجھ کر اپنی ماں کا ساتھ دے گی، اور بطورِ اِنتقام آپ سے قطع تعلق کرلے گی۔ یہ دونوں فریقوں کی دُنیا و آخرت کی بربادی کا باعث ہوگا۔[۵]

۶:...غالباً میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ بیوی کی ایذاؤں پر صبر کرنا مستقل جہاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا درجہ

---

(۱) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كنت آمر أحدًا أن يسجد لأحدٍ لأمرتُ المرأة أن تسجد لزوجها. (ترمذی ج:۱ ص:۲۱۹ أبواب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج على المرأة، ابن ماجة ص:۱۳۳، باب حق الزوج على المرأة).

(۲) عن حكيم بن معاوية القشيری عن أبيه قال: قلت: يا رسول الله! ما حق زوجة أحدنا عليه؟ قال: أن تطعمها إذا طعمت وتكسوها إذا اكتسيت ولَا تضرب الوجه ولَا تقبح ولَا تهجر إلّا فی البيت. (ابن ماجة ص:۱۳۳، باب حق المرأة على الزوج).

(۳) قال تعالىٰ: فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنىٰ وثلٰث وربٰع. (النساء:۳).

(۴) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له إمرأتان يميل مع أحدهما على الأخرىٰ جاء يوم القيامة وأحد شقيه ساقط. (ابن ماجة ص:۱۴۱، باب القسمة بين النساء).

(۵) عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنّة قاطع. قال سفيان يعنی قاطع رحم. (ترمذی ج:۲ ص:۱۳، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی صلة رحم).

ہے۔ پس اگر آپ اس اَجرِ عظیم کے خواستگار ہیں تو اس کا راستہ صبر و اِستقامت کی خاردار وادی سے ہوکر گزرتا ہے، اس صورت میں آپ کو اپنی اہلیہ اور اولاد سے صلح کرنی ہوگی، ان کو ظالم اور اپنے کو مظلوم سمجھ کر نہیں، بلکہ یہ سمجھ کر کہ ان کی غلطیاں بھی درحقیقت میری اپنی نااہلی کی وجہ سے ہیں، ظالم میں خود ہوں اور اِلزام دُوسروں کو دیتا ہوں۔

۷:...اگر آپ صلح کرنا چاہیں تو اس کے لئے اپنے نفس کو مارنا ہوگا اور چند باتوں کا التزام کرنا ہوگا۔ ایک یہ کہ آپ کی زبان سے خیر کے سوا کوئی بات نہ نکلے، کبھی کوئی ناگوار لفظ زبان پر نہ آنے پائے۔ دوم یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمے نہ سمجھئے اور نہ کسی کی شکایت آپ کے دِل میں پیدا ہو، بلکہ اگر کوئی آپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس کو عطیۂ اِلٰہی سمجھئے، اور اگر کوئی بدخلقی یا سختی کے ساتھ پیش آئے تو یہ سمجھ کر کہ میں اس سے بھی زیادہ کا مستحق تھا، مالک کا شکر ہے کہ اس نے میری بدعملیوں کی پوری سزا مجھے نہیں دی، اس پر صبر کیجئے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی ہر ادا سے اولاد اور اہلیہ کے ساتھ شفقت و محبت کا مظاہرہ ہونا چاہئے، آپ کو ایک محبوب شوہر اور شفیق باپ کا کردار ادا کرنا چاہئے۔

۸:...اولاد کو عاق یعنی وراثت سے محروم کرنا، شرعاً حرام ہے۔[۱] اور اولاد عاق کرنے سے عاق ہوتی بھی نہیں۔[۲] اس لئے میں آپ کو مشورہ دُوں گا کہ آپ اس غلط اقدام سے باز رہئے، دُنیا کو تو آپ اپنے لئے دوزخ بناہی چکے ہیں، خدارا! آخرت میں بھی دوزخ نہ خریدیئے۔[۳] جس لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکی دی تھی اسے بلاکر اس سے صلح صفائی کرلیجئے۔

۹:...بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اَحکام کو توڑتا اور مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو پہلی سزا یہ ملتی ہے کہ اس کے بیوی بچوں کو اس کے خلاف کردیتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ اپنی بیوی بچوں کے رویے کو قابلِ اِصلاح سمجھتے ہیں تو اس پر بھی توجہ فرمایئے کہ مالک کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟ اور کیا وہ بھی اصلاح کا محتاج نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صحیح کرلیجئے، حق تعالیٰ شانہ آپ کے ساتھ بیوی بچوں کا معاملہ دُرست فرمادیں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: ''پانچ چیزیں آدمی کی سعادت کی علامت ہیں: ۱-اس کی بیوی اس کے موافق ہو، ۲-اس کی اولاد نیک اور فرمانبردار ہو، ۳-اس کے دوست متقی اور خداترس لوگ ہوں، ۴-اس کا ہمسایہ نیک ہو، ۵-اور اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔

۱۰:...ممکن ہے میری یہ تحریر آپ کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادہ گرامی کی نظر سے بھی گزرے، میں ان سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ معاملے کو بگاڑنے سے اِحتراز کریں۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ: ''نیک خاتون کی چھ علامتیں ہیں: اوّل: نمازِ پنج گانہ کی پابند ہو، دوم: شوہر کی تابعدار ہو، سوم: اپنے رَبّ کی رضا پر راضی ہو، چہارم: اپنی زبان کو کسی کی بُرائی، غیبت اور چغلی سے محفوظ رکھے،

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ۔ (مشکوٰۃ، کتاب البیوع، باب الوصایا ج:۱ ص:۲۶۶)۔

(۲) الإرث جبری لَا یسقط بالإسقاط۔ (تکملۃ رد المحتار ج:۱ ص:۵۰۵، کتاب الدعویٰ، مطلب واقعۃ الفتوی، أیضًا: تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ج:۲ ص:۵۴، مطلب الإرث جبری لَا یسقط بالإسقاط، طبع رشیدیہ کوئٹہ)۔

(۳) عن عبداللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یدخل الجنّۃ منّان ولَا عاق ولَا مدمن خمر۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۴۲۰، باب البر والصلۃ، طبع قدیمی)۔

پنجم: دُنیوی ساز و سامان سے بے رغبت ہو، ششم: تکلیف پر صابر ہو۔" حدیث میں ہے:

"عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رجلًا قال: يا رسول الله! ما حق الوالدين على ولدهما؟ قال: هما جنتك أو نارك. رواه ابن ماجة." (مشکوٰۃ ص:۴۲۱، باب البر والصلة)

ترجمہ:... "حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین کا میرے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت ہیں یا دوزخ۔"

ایک حدیث میں ہے:

"عن أبي الدرداء رضي الله عنه أن رجلًا أتاه .... فقال أبو الدرداء: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوالد أوسط أبواب الجنة فان شئت فحافظ على الباب أو ضيّع. رواه الترمذي." (مشکوٰۃ ص:۴۱۹، باب البر والصلة)

ترجمہ:... "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے، اب اگر تو چاہے تو اس دروازے کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کردے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رضى الربّ في رضى الوالد، وسخط الربّ في سخط الوالد. رواه الترمذي."

(مشکوٰۃ ص:۴۱۹، باب البر والصلة)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصبح مطيعًا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وان كان واحدًا فواحدًا، ومن أصبح عاصيًا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، ان كان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وان ظلماه؟ قال: وان ظلماه، وان ظلماه، وان ظلماه."

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱، باب البر والصلة، الفصل الثالث)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کا مطیع ہو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ایک ہو تو ایک،

اور جو شخص والدین کا نافرمان ہو، اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ایک ہو تو ایک۔ کسی نے عرض کیا کہ: خواہ والدین اس پر ظلم کرتے ہوں؟ فرمایا: خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''عن ابن عباس رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ما من ولد بار ینظر الٰی والدیه نظرة رحمة الّا کتب الله له بکل نظرة حجّةً مبرورةً۔''

(مشکوٰة ص:۴۲۱، باب البر والصلة)

ترجمہ:...''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کا فرمانبردار ہو وہ جب بھی اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر بار دیکھنے پر اس کو حجِ مبرور کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔''

کیا بچوں کی پرورِش صرف نانی ہی کر سکتی ہے؟

سوال:...کیا بچوں کی والدہ کے انتقال کے بعد باپ بچوں کی بہتری کے لئے اپنی نگرانی میں خود دادا دادی، پھوپھیاں اور چچا سے بچوں کی دیکھ بھال اور پرورِش نہیں کرواسکتا ہے؟ کیا مذہب میں سیدھا سیدھا قانون ہے کہ بچوں کو باپ سے چھین کر نانی کو دے دو، بچے باپ کو ترستے رہیں اور باپ بچوں کو؟ جبکہ وہ لوگ بداخلاق اور لالچی ہیں، کیونکہ میری بیوی کا زیور اور بیمہ وغیرہ سب ان کے قبضے میں ہے اور دیتے بھی نہیں۔

جواب:...عام قانون تو یہی ہے کہ لڑکے کی عمر سات سال[1] اور لڑکی کی عمر نو سال ہونے تک ماں کے بعد نانی بچوں کی پرورِش کا اِستحقاق رکھتی ہے،[2] سات سال یا نو سال کے بعد باپ لے سکتا ہے، لیکن نانی کو پرورِش کا حق ملنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دیانت و امانت سے آراستہ ہو، عالمگیری میں ہے:

''اِلّا أن تکون مرتدة أو فاجرة غیر مأمونة۔'' (عالمگیری ج:۱ ص:۵۴۱)

آپ نے جو حالات لکھے ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو یہ شرط مفقود ہے، اس لئے بچوں کا مفاد و مصلحت یہی ہے کہ انہیں نانی کے حوالے نہ کیا جائے۔

---

(۱) والحاضنة أما أو غیرها أحق به أی بالغلام حتّٰی یستغنی عن النساء وقدر بسبعٍ وبه یفتٰی .... وتتزوج الصغیرة ویدخل بها الزوج .... وغیرهما أحق بها حتّٰی تشتهی وقدر بتسعٍ وبه یفتٰی۔ (درمختار ج:۳ ص:۵٦۷)۔

(۲) ثم أی بعد الأمّ بأن ماتت أو لم تقبل أو تزوّجت بأجنبیٍ أمّ الأمّ۔ (درمختار ج:۳ ص:۵٦۲)۔

بیٹی کی ولادت منحوس ہونے کا تصوّر غیر اسلامی ہے

سوال:... اکثر پڑھے لکھے اور جاہلوں کو بھی دیکھا ہے کہ شادی کے بعد پہلی اولاد ''بیٹا'' ہی کی خواہش ہوتی ہے، اور اگر اللہ نے پہلی اولاد ''بیٹی'' سے نوازا تو وہ ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے بیوی کو مار پیٹ اور بُرا بھلا کہنے سے بھی باز نہیں آتے۔ بیوی اور بیٹی دونوں کو گھر سے نکال کر بیوی کو میکے بھیج دیتے ہیں۔ ان کے گھر والے بھی پہلی ''بیٹی'' کی ولادت پر ناخوشی کا اظہار کرتے ہیں اور بہو ہی کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کہ ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹی بہت پیاری تھی۔

جواب:... بیٹی کی ولادت کو منحوس سمجھنا دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، ورنہ بیٹی کی ولادت تو باعثِ برکت ہے، بہت سی احادیث میں لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

''عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: جائتنی امرأة ومعها ابنتان لها، فسألتنی فلم تجد عندی شیئا غیر تمرة واحدة فأعطیتها ایّاها فأخذتها فقسمتها بین ابنتیها فدخل علیّ النبی صلی الله علیه وسلم فحدثته حدیثها فقال النبی صلی الله علیه وسلم: من ابتلیٰ من البنات بشیء فأحسن الیهن کن له ستڑا من النّار۔''

(مسلم ج:۲ ص:۳۳۰)

ترجمہ:... ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، میرے پاس بس ایک ہی کھجور تھی جو میں نے اسے دے دی، اس نے آدھی آدھی دونوں کے درمیان تقسیم کردی، خود کچھ نہیں کھایا پھر اُٹھ کر چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو بیٹیوں سے واسطہ پڑے، وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہوگی۔''

اس مضمون کی احادیث متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔

بیٹی کا والد کو قرآن پڑھانا

سوال:... ایک بیٹی اپنے والد کو قرآن مجید پڑھاتی ہے، جبکہ اس کے والد نے ابھی ۲۵ سپارے پڑھے ہیں، تو اس کے والد کا بڑا بھائی کہتا ہے کہ: ''تم اپنی لڑکی کے پاس قرآن شریف ختم نہیں کرو، کیونکہ تم اس کا بیٹی ہونے کا حق ادا کروگے یا اُستاد بنا کر اس کا حق پورا کروگے؟'' اس کے بعد وہ پڑھنا چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''میں باقی پانچ سپارے کسی اور کو سنا کر پڑھ لوں گا۔'' اس کے باوجود وہ اپنی لڑکی کو قرآن شریف پڑھانے کا جوڑا اور پیسے بھی دیتا ہے، کیا کوئی لڑکی اپنے والدین کو قرآن پڑھا سکتی ہے؟ اور اگر ہاں تو پھر اس کے ماں باپ کے اور اولاد کے حقوق کیا ہوں گے؟

جواب:... لڑکی اگر قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو تو والدین کو اس سے قرآن پڑھنا جائز ہے، اور یہ فضول خیال ہے کہ بیٹی کو اُستاد نہ بنایا جائے، اور جب آپ نے ۲۵ پارے بیٹی سے پڑھ لئے تو اُستاد تو وہ بن گئی۔

صحابہ کرامؓ کو کھلم کھلا گالی دینے والے والدین سے تعلق رکھنا

سوال:... والدین اگر کھلم کھلا گھر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے ثلاثہ کو بُرا بھلا اور غلیظ قسم کی گالیاں دیں تو ایسی صورت میں ان کا منہ بند کرنا چاہئے یا دُعا کرنی چاہئے؟ اور کیا ایسے والدین کی بھی فرمانبرداری ضروری ہے؟

جواب:... ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ یہ حرکت نہ کریں، اس سے ہمیں ایذا ہوتی ہے، اگر باز نہ آئیں تو ان سے الگ تھلگ ہوجائیں، ان کا منہ بند کرنے کے بجائے ان کو منہ نہ لگائیں۔

بلاوجہ ناراض ہونے والی والدہ کو کیسے راضی کریں؟

سوال:... نوعمری میں شادی ہوئی، شوہر کی ناقدری ہوئی، وہ بھی سختی کرتے، بچے بھی ہوگئے، ایک بار غصے میں شوہر نے طلاق کی دھمکی دی، بہن بھائی اور والدین غریب تھے، سسرال مال دار، ظاہر ہے سسرال سے طعنے تو ملنے تھے، انتقاماً شوہر کے گھر سے چوری وغیرہ کرکے اپنے بہن بھائیوں کو ترقی دینے کی زندگی بھر کوشش کی حتیٰ کہ اپنی دوائیوں تک کی رقم بھی ان کو دے دیتی، مگر جب حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہٗ سے اصلاحی تعلق قائم کیا تو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور پھر میں نے والدہ سے کہہ دیا کہ اب تک جو ہوا غلط ہوا، اللہ ہم سب کو معاف فرمائیں، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ والدہ کی محبت محض مال و دولت کی وجہ سے ہے، چنانچہ آج تک میری ہر جائز و ناجائز کو سچ سمجھنے اور محبت کرنے والی والدہ کا رویہ ایسا بدلا کہ اللہ کی پناہ! اب تو وہ میرا منہ دیکھنا نہیں چاہتی، کوئی ہدیہ تحفہ بھیجوں تو واپس کردیتی ہیں، حج کے تبرکات بھیجے تو وہ بھی واپس کردیئے۔ مجھے تمام مصائب برداشت ہوگئے مگر دھچکا ایسا لگا کہ بس پاگل خانے نہیں گئی شوہر نے تو تمام کوتاہیوں کو معاف کردیا، اب موت کی کوئی خبر نہیں، بہت پریشان ہوں، کیا کروں؟ میرے لئے دُعا فرمادیں اور علاج بھی تجویز فرمائیں۔

جواب:... آپ کے تحریر کردہ حالات سے بہت دِل دُکھا، دِل سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت اور سکون و اطمینان نصیب فرمائیں۔ چند باتوں کو اپنا لائحہ عمل بنالیجئے۔

۱:... محبت و رضا کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے ہونا چاہئے، باقی سب محبتیں اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

۲:... اپنے شوہر کی اور بچوں کی خدمت نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ کیجئے اور اس میں رضائے الٰہی کو مدِنظر رکھئے۔

۳:... اپنی والدہ محترمہ سے اِحترام کا تعلق رکھئے، ان کی غمی، خوشی میں شرکت کیجئے اور ان کی بے رُخی کی کوئی پروا نہ کیجئے۔ اگر وہ قطع تعلق کرتی ہیں تو خود گناہگار ہوں گی، آپ کی طرف سے نہ تو قطع تعلق ہونا چاہئے، نہ ان کے قطع تعلق سے پریشانی ہونی چاہئے، بلکہ ان کے لئے دُعائے خیر کرتی رہیں۔

۴:... مسلمان کے دِل کو پریشان نہیں ہونا چاہئے، ہمہ وقت ہشاش بشاش رہنا چاہئے اور جو ناگواریاں پیش آتی ہیں ان سے

دِل کو مشوش نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہر چیز میں یہ خیال ذہن میں رہنا چاہئے کہ مالک کی اسی میں حکمت ہوگی۔

اولاد کی بے راہ روی اور اس کا تدارک

سوال:... ہمارا ایک بیٹا ہے اور چھ بیٹیاں ہیں، یہ ۲۲ سالہ بیٹا ہمارے پڑوسی کے گھر کثرت سے آتا جاتا ہے، ہم نے اس آمد و رفت کو مناسب نہیں سمجھا اور بیٹے کو پابند کرنا چاہا تو بیٹے نے نہ صرف سرکشی اور نافرمانی کی بلکہ ہمارے ساتھ رہنا بھی ترک کر دیا، جب ہم اپنے ہمسائے سے ملے اور ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے بیٹے کا اپنے گھر میں آنا جانا اپنے طور پر بند کر دیں تو ان کا جواب تھا کہ: ”میری بیوی ۴ بچوں کی ماں ہے اور آپ کا لڑکا اس کے سامنے جوان ہوا ہے، کوئی بُرائی کا پہلو سامنے نظر نہیں آتا ہے، میرے خیال میں اس کی آمد نازیبا حرکت نہیں ہے۔“ ہم نے ان کی توجہ اس بات پر دِلائی کہ آپ کام پر چلے جاتے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کرتا ہے، اور آپ کی غیرموجودگی میں سارا وقت وہاں گزارتا ہے، اس کے جواب میں فرمایا: ”آپ اسے روکیں، آپ کے خیال میں گناہ ہے، میں نہیں روک سکتا۔“ آپ سے ہماری درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے کالم میں ہمارا سوال اور اپنا جواب شائع کر دیں، کیونکہ ہمارے خیال میں یہ ملاپ بیرونِ ملک کی لعنت ہے جس کا نام ”بوائے فرینڈ“ یا ”گرلز فرینڈ“ ہے، یہ وبا پاکستان میں بھی پھیل رہی ہے، آپ کے شرعی جواب سے بہتوں کا بھلا ہوگا، بہت سارے والدین آپ کو ہماری طرح دُعائیں دیں گے۔

جواب:... آپ نے بہت اچھا کیا کہ صاحبزادے کو ایک غلط بات سے روک دیا اور اپنے ہمسائے کو بھی آگاہ کر دیا۔ مغرب کی نقالی نے نئی نسل کو بے راہ روی میں مبتلا کر دیا ہے، فلم، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، مخلوط تعلیمی ماحول اور مرد و زَن کے بے محابا اختلاط نے نوجوان نسل کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، ایک محتاط اندازے کے مطابق نئی نسل کی اکثریت جنسی امراض، ضعفِ مثانہ، پیشاب کے عوارض میں مبتلا ہے، نئی نسل کا یہ المیہ حکومت، والدین اور اربابِ دانش سبھی کے لئے ایک چیلنج ہے، نئی نسل کو خودکشی سے بچانے کے لئے کوئی تدبیر کرنا ان سب کا فرض ہے۔[1]

والدین کی خوشی پر بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے

سوال:... میں آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ میں اپنے سسرال والوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، بلکہ علیحدہ گھر چاہتی ہوں، میں اپنے شوہر سے کئی مرتبہ مطالبہ کر چکی ہوں لیکن ان کے نزدیک میری باتوں کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ میری بے بسی کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ”تمہارے سوچنے سے اور چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا، وہی ہوگا جو میرے والدین چاہیں گے، تمہیں چھوڑ دُوں گا لیکن اپنے والدین کو نہیں چھوڑوں گا، بچے بھی تم سے لے لوں گا۔“ میرے شوہر اور سسرال والے دِین دار، پڑھے

---

(۱) عن نافع بن عبدالله قال النبی صلی الله علیه وسلم: کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ، فالإمام راعٍ وهو مسئول، والرجل راعٍ علٰی أهله وهو مسئول، والمرأة راعیة علٰی بیت زوجها وهی مسئولة ...إلخ۔ (بخاری ج:۲ ص:۷۷۹، باب قوله: "قوا أنفسکم وأهلیکم نارًا، أیضًا: مسلم ج:۲ ص:۱۲۲ کتاب الإمارة)۔ وقال تعالٰی: یٰٓأیها الذین اٰمنوا قوا أنفسکم وأهلیکم نارًا۔ (التحریم:۶)۔

لکھے اور باشرع لوگ ہیں، اور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ علیحدہ گھر عورت کا شرعی حق ہے، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اس کے باوجود مجھے چھوڑ دینے کی دھمکی دیتے ہیں اور میرے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں، شوہر معمولی باتوں پر میری بے عزتی کرتے ہیں، چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کم ازکم میرا کچن ہی علیحدہ کردیں اور رہنے کے لئے اسی گھر میں مناسب جگہ دے دیں تاکہ میں آزادی کے ساتھ اُٹھ بیٹھ سکوں اور مرضی کے مطابق کام انجام دُوں، کیونکہ جوان دیوروں کی موجودگی میں مجھے بعض اوقات بالکل تنہا رہنا پڑتا ہے، بچے بھی اسکول چلے جاتے ہیں، میں خود بھی ابھی بالکل جوان ہوں اور دیوروں کے ساتھ اس طرح بالکل تنہا رہنا مجھے بہت بُرا لگتا ہے، شوہر بھی اس چیز کو بُرا سمجھتے ہیں، لیکن سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں۔ دِین دار شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کا رویہ شرعاً دُرست ہے؟ کیونکہ میرے شوہر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں، علیحدہ گھر بیوی کا جائز اور شرعی حق ہے تو جانتے بوجھتے بیوی کو اس کے شرعی حق سے محروم رکھنے والے دِین دار شوہر کے لئے اَحکامات کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے شوہروں کے لئے کوئی سزا نہیں ہے؟ بیوی کی مرضی کے خلاف زبردستی اسے اپنے والدین کے ساتھ رکھنا کیا شرعاً جائز ہے؟ والدین کی خوشی کی خاطر بیوی کو دُکھ دینا کیا جائز ہے؟

جواب:...میں اخبار میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ بیوی کو علیحدہ جگہ میں رکھنا (خواہ اسی مکان کا ایک حصہ ہو، جس میں اس کے سوا دوسرے کا عمل دخل نہ ہو) شوہر کے ذمے شرعاً واجب ہے۔[1] بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا چاہے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے تو ٹھیک ہے، لیکن اگر وہ علیحدہ رہائش کی خواہش مند ہو تو اسے والدین کے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ اس کی جائز خواہش کا، جو اس کا شرعی حق ہے، اِحترام کیا جائے۔ خاص طور سے جو صورتِ حال آپ نے لکھی ہے کہ جوان دیوروں کا ساتھ ہے، ان کے ساتھ تنہائی شرعاً و اخلاقاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔[2] والدین کی خوشی کے لئے بیوی کی حق تلفی کرنا جائز نہیں۔[3] قیامت کے دن آدمی سے اس کے ذمے کے حقوق کا مطالبہ ہوگا[4] اور جس نے ذرا بھی کسی پر زیادتی کی ہوگی یا حق تلفی کی ہوگی مظلوم کو اس سے بدلہ دِلایا جائے گا۔ میاں بیوی میں سے جس نے بھی دُوسرے کی حق تلفی کی ہوگی اس کا بدلہ بھی دِلایا جائے گا۔ بہت سے وہ لوگ جو یہاں اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں، وہاں جاکر ان پر کھلے گا کہ وہ حق پر نہیں تھے، اپنی خواہش اور چاہت پر چلنا دِین داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) فعليه نفقتها وكسوتها وسكناها. (هداية ج:۲ ص:۴۳۷، باب النفقة).

(۲) عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء! فقال رجلٌ من الأنصار: يا رسول الله! أفرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت. (ترمذى ج:۱ ص:۲۲۰، أبواب الرضاع، باب ما جاء فى كراهية الدخول على المغيبات).

(۳) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق. (مشكُوة ج:۲ ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الثانى).

(۴) عن نافع عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم: ألَا كلّكم راعٍ وكلّكم مسئول عن رعيته، فالأمير الذى على الناس راعٍ وهو مسئول عن رعيته، والرجل راعٍ على أهل بيته وهو مسئول عنهم، والمرأة راعية على بيت بعلها وولده وهى مسئولة عنهم، والعبد راعٍ على مال سيّده وهو مسئول عنه، ألَا فكلّكم راعٍ وكلّكم مسئول عن رعيته. (صحيح مسلم ج:۲ ص:۱۲۲، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل).

کے حکموں پر چلنا دِین داری ہے۔

باوجود صحت و ہمت کے والد اور اللہ کے حقوق ادا نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے

سوال:... بے شک افضل وہ ہے جو عبادات باقاعدہ کرے اور نیک عمل کرے، لیکن ایک شخص بوجہ بیماری خود عبادتوں سے معذور ہے، لیکن دُوسروں کو عبادات کی تلقین کرتا ہے، بلکہ پابند بناتا ہے اور حتی الوسع نیک اعمال کرتا ہے اور اپنے عملوں سے دُوسروں کے لئے اپنی ذات کو مثالی بناکر پیش کرتا ہے جس سے متأثر ہوکر لوگوں نے دِینِ اسلام بھی قبول کیا اور نیک عملوں میں اس کی تقلید بھی کرتے ہیں۔ دُوسرا شخص وہ ہے جو عبادت تو کبھی کبھار کرلیتا ہے، کبھی نماز پڑھ لی، رمضان میں کچھ روزے رکھ لئے، قرآن پڑھ لیا (بغیر سمجھے)، لیکن نیک اعمال نہیں کرتا، دُوسروں کی کمائی سے خود اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے، یہاں تک کہ بہن کی شادی کے لئے پیسے بھی خود خرچ کرلئے اور واپس کرنے کی کوشش نہیں کرتا، اگر اس کو نیک اعمال کے لئے محنت سے اپنی روزی کمانے اور بیوی بچوں کو پالنے کے لئے پہلا شخص کہتا ہے تو وہ یہ کہہ کر انکار کردیتا ہے کہ آپ خود تو نماز روزہ نہیں کرتے، مجھے نیک عملوں کی نصیحت کرتے ہیں، میں کیوں کروں؟ دونوں اَشخاص میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے، بچے نہیں کہ مار پیٹ کر سمجھایا جائے، دو بچوں کا باپ ہے، بجائے باپ کو کماکر کھلانے کے اُلٹا اپنا رہنا سہنا اور اخراجات اپنے اور اپنی بیوی بچوں کے باپ کی بڑھاپے کی جمع پونجی سے کرتا ہے، آپ کی نظر میں شریعت کیا کہتی ہے کہ کون صحیح ہے؟ باپ یا بیٹا؟

جواب:... بڑھاپے اور بیماری کی وجہ سے اگر ایک شخص زیادہ عبادت نہیں کرسکتا، لیکن فرض نماز ادا کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو حق حقوق رکھے ہیں، ان کو ادا کرتا ہو تو یہ شخص صحیح راستے پر ہے، مگر بڑھاپے اور معذوری کی وجہ سے فرائض کا ترک اس کے لئے بھی جائز نہیں، روزہ رکھنے کی اگر طاقت نہیں تو فدیہ ادا کردیا کرے۔[1] اور صاحبزادے کا باوجود صحت اور ہمت کے اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنا اور باپ کی نصیحت پر عمل نہ کرنا اس کی سعادت مندی کی دلیل نہیں بلکہ اس کی بدبختی کی علامت ہے، اس کو چاہئے کہ نیکی اور بھلائی کا راستہ اپنائے، اپنے والد کی نصیحت پر کان دھرے اور بڑھاپے میں والدین کی خدمت کرکے جنت کمائے۔[2]

منافق والدین سے قطع تعلق کرنا

سوال:... کیا منافق والدین سے تغافل اور قطع تعلق جائز ہے؟ جبکہ وہ خود تعلق نہ رکھنا چاہتے ہوں؟

جواب:... قطع تعلق نہ کیا جائے، ان کی خدمت کی جائے اور ان کی خدمت کو اپنی دُنیا و آخرت کی سعادت سمجھنا چاہئے۔[3]

---

(۱) قال تعالىٰ: وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين. (البقرة:۱۸۴).

(۲) قال تعالىٰ: وقضى ربك ألّا تعبدوا إلّا إياه وبالوالدين إحسانًا إمّا يبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلٰهما فلا تقل لهما أُفٍّ ولَا تنهرهما ...إلخ. (بنی إسرائيل:۲۳، ۲۴).

(۳) عن أبى الدرداء: أن رجلًا أتاه .... فقال أبو الدرداء: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوالد أوسط أبواب الجنة فإن شئت فحافظ على الباب أو ضيّع. (ترمذى ج:۲ ص:۱۲، أبواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فى رضاء الوالدين).

والدین پر ہاتھ اُٹھانے والے کی سزا

سوال:... اگر کسی کے لڑکا یا لڑکی میں سے کوئی اپنے ماں باپ پر ہاتھ اُٹھائے تو شرعاً دُنیا میں اور آخرت میں کیا سزا ہوگی؟

جواب:... اولاد کا اپنے ماں باپ پر ہاتھ اُٹھانا کبیرہ گناہ اور انتہائی کمینہ پن ہے۔ دُنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا، رِزق کی تنگی، ذہنی پریشانی اور جان کنی کی سختی میں مبتلا رہے گا، اور آخرت میں اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لے یا والدین اسے معاف نہ کردیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کی گستاخی اور اس کے انجامِ بد سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔ [1]

والدہ کی بے جا ناراضی پر مؤاخذہ نہیں ہوگا

سوال:... میری شادی ۱۴ سال کی عمر میں ہوئی تھی، آج ۲۷ سال ہوگئے ہیں، والد شادی سے پہلے فوت ہوگئے تھے، صرف والدہ اور ایک بھائی ہیں۔ شروع میں کم عمری کے سبب اپنی والدہ کے کہنے میں آکر شوہر کی نافرمانی کی، شادی کے ۱۰ سال بعد میں نے اپنے کو یک دَم بدل دیا اور شوہر کے تابع ہوگئی، میرے چھ بچے ہیں، ایک لڑکا اور دو بچیاں جوان، باقی تین چھوٹے ہیں، میں نے اپنی اولاد کو مذہبی ماحول میں پالا ہے، وی سی آر جیسی لعنت نہ میں نے اور نہ میری بچیوں نے دیکھی ہے، میرے شوہر آج کل ایک سرکاری عہدے پر سعودیہ میں ہیں، میں نماز کی پابند ہوں، مجھے خدا سے بہت ڈر لگتا ہے، نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں تو خوفِ خدا سے کانپنے لگتی ہوں، بس ڈر یہ لگتا ہے کہ کہیں مجھے سزا نہ دی جائے، کیونکہ جب سے میں اپنے شوہر کے ہر فرمان پر چلنے لگی تو والدہ ناراض رہتی ہیں، میں اور میرے شوہر ہر وقت ان کی ہر قسم کی مدد کرتے رہتے ہیں، لیکن وہ معمولی بات پر یعنی اپنے بیٹے یا بہو یا کسی رشتہ دار کی باتوں پر ناراض ہوکر کوسنے پیٹنے لگ جاتی ہیں، مجھے تو ان کو جواب دیتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، بچے بھی کبھی بول پڑتے ہیں تو وہ مجھے بے بھاؤ سناتی ہیں۔

جواب:... ماں کی تو خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بچی اپنے گھر میں خوش و خرم رہے، تعجب ہے کہ آپ کی والدہ کا رویہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بہرحال آپ کی والدہ کی ناراضی بے جا ہے، آپ اپنی والدہ کی جتنی خدمت بدنی، مالی ممکن ہو، کرتی رہیں اور اس کی گستاخی و بے ادبی ہرگز نہ کریں۔ اس کے باوجود اگر وہ ناراض رہتی ہیں تو آپ کا قصور نہیں، آپ سے اِن شاء اللہ اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔

والدین اور بھائیوں کو اپنے بھائی سے قطع تعلق پر مجبور کرنے والے کا شرعی حکم

سوال:... میرے شوہر کا اپنے بھائی سے رقم کے لین دین پر جھگڑا ہوگیا، اور انہوں نے اس سے رشتہ توڑ لیا، ان کا یہ عمل

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل الذنوب يغفر الله منها ما شاء الله إلّا عقوق الوالدين، فانه يعجل صاحبه فى الحيوٰة قبل الممات. (مشكوٰة ج:۲ ص:۴۲۱، باب البر والصلة، طبع قديمى كتب خانه).

کیسا ہے؟

جواب:... اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے قطع تعلق کرنا سخت گناہ ہے،[۱] آپ کے شوہر کو اس گناہ سے توبہ کرنی چاہئے۔

سوال:... وہ مجھ کو بھی تعلق بالکل ختم کردینے پر مجبور کرتے ہیں، میں نے ایک حدیث پڑھی تھی کہ: "رشتے توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا" مجھ کو ڈر لگتا ہے مگر میں مجبور بھی ہوں، میں کیا کروں؟

جواب:... آپ نے جو حدیث نقل کی، وہ صحیح ہے۔[۲] شوہر کا بھائی آپ کا محرَم رشتہ دار تو ہے نہیں، اس لئے آپ کو نہ بولنے سے کوئی گناہ نہیں، مگر تعلقات بالکل ہی ختم کردینا جائز نہیں۔

سوال:... وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو بھی اس بھائی کو چھوڑ دینے پر مجبور کرتے ہیں، اور جہاں زور چلتا ہے اپنی بات منوا بھی لیتے ہیں، جبکہ وہ نہیں چاہتے، کیا وہ بھی گناہگار ہوں گے؟

جواب:... دراصل وہ اکیلے جہنم میں نہیں جانا چاہتے، اپنے والدین اور بہن بھائیوں، بیوی بچوں کو اور عزیز و اقارب کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔

والدین کے مرنے کے بعد نافرمان اولاد ان کے لئے کیا کرے؟

سوال:... ماں باپ کے انتقال کے بعد وہ کون سے طریقے ہیں جس سے ان کو زیادہ سے زیادہ ثواب پہنچایا جاسکے؟

جواب:... عباداتِ بدنی و مالی سے ایصالِ ثواب کرنا، مثلاً: نفلی نماز، روزہ، صدقہ، حج، تلاوت، دُرود شریف، تسبیحات، دُعا و اِستغفار۔[۳]

سوال:... ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے بہت سے اَحکامات ہیں، لیکن اگر ماں باپ کی حیات کے دوران اولاد ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک نہ کرتی ہو اور ماں باپ کا انتقال ہوجائے، اور پھر اولاد کو اس بات کا احساس ہو اور ان کا ضمیر ان کو ملامت کرے کہ ان سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوچکی ہے، تو پھر وہ کون سے طریقے ہیں کہ اولاد کا یہ کفارہ ادا ہوجائے اور ضمیر بھی مطمئن ہوجائے اور ماں باپ اور خدا تعالیٰ دونوں اولاد سے خوش ہوجائیں اور معاف کردیں۔

---

(۱) وتقدم فی اللباس حدیث جابر رضی الله عنه قال: خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن مجتمعون، فقال: یا معشر المسلمین! إتقوا الله وصلوا أرحامکم، فإنه لیس من ثواب أسرع من صلة الرحم، وإیاکم والبغی، فإنه لیس من عقوبة أسرع من عقوبة بغی، وإیاکم وعقوق الوالدین، فإن ریح الجنة توجد من مسیرة ألف عام، والله! لَا یجدها عاق، ولَا قاطع رحم، ولَا جارّ إزاره خیلاء، إنما الکبریاء لله رَبّ العالمین. (الترغیب والترهیب ج:۳ ص:۳۴۴، کتاب البر والصلة وغیرهما).

(۲) عن جبیر بن مطعم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یدخل الجنّة قاطع. متفق علیه. (مشکوٰة ص: ۴۱۹).

(۳) صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بأن للإنسان أن یجعل ثواب عمله لغیره صلٰوة أو صومًا أو صدقة أو غیرها .... الأفضل أن یتصدق نفلا أن ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات، لأنها تصل إلیهم ولَا ینقص من أجره شیء. (شامی، باب صلٰوة الجنازة، مطلب فی القراءة للمیت واهداء ثوابها له ج:۲ ص:۲۴۳).

جواب:... حدیث میں ہے کہ ایک شخص والدین کی زندگی میں والدین کا نافرمان ہوتا ہے، مگر والدین کے مرنے کے بعد اسے اپنی حماقت پر ندامت ہوتی ہے اور وہ والدین کے حقوق کا بدلہ ادا کرنے کے لئے ان کے حق میں برابر دُعا و اِستغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ''والدین کا فرمانبردار'' لکھ دیتے ہیں۔[1]

سوال:... جنابِ والا! آپ نے ''جنگ'' میں ایک سوال کا جواب دیا ہے کہ: ''ایک شخص والدین کی زندگی میں والدین کا نافرمان ہوتا ہے لیکن والدین کے مرنے کے بعد اسے اپنی حماقت پر ندامت ہوتی ہے اور وہ والدین کے حقوق کا بدلہ ادا کرنے کے لئے ان کے حق میں دُعا و اِستغفار کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے والدین کا فرمانبردار لکھ دیتا ہے۔'' آپ نے ایک آسان سوال کا جواب آسان دے دیا اور ساتھ یہ بھی کہ یہ حدیث کے مطابق ہے۔ یہ تو ایسا ہے کہ ایک دولت مند ایک غریب آدمی کو جان سے مار دے اور مقتول کے وارثوں کو قصاص ادا کردے اور جان چھڑا لے، لیکن قصاص ادا کرنے کا بھی کوئی شرعی قانون ہے۔ زندگی میں سُکھ چین نہ لینے دیا اور مرگیا تو لگے قبر پر دِیا جلانے، ایسے سجدوں سے اللہ نہیں ملتا، والدین کو ان کی حیات میں تنگ رکھا اور ان کی نافرمانی کی، ان کو ٹھوکریں ماریں، ان کے حقوق پورے نہ کئے، ایڑیاں رگڑ رگڑ کر والدین بے گور و کفن مرگئے اور اولاد دگلی پکانے دیگیں پلاؤ، تو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی بخشش کردی۔ مولانا صاحب! یہ کون سی حدیث میں ہے؟ آپ ذرا مکمل تشریح فرمادیں تاکہ ہم بھی اس پر عمل کرسکیں۔ حضرت اِمام حسینؓ کو شہید کرکے یزید نادم ہوا، کیا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا؟ اگر والدین کے حقوق بس یہاں تک ہیں تو پھر والدین کو یہ دُعا نہیں مانگنی چاہئے کہ اللہ ہماری اولاد کو نیک اور فرمانبردار بنادے۔

جواب:... وہ حدیث جو میں نے اپنے جواب میں درج کی تھی، مشکوٰۃ شریف میں ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

''عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان العبد لیموت والداه أو احدهما وانه لهما لعاق فلا یزال یدعو لهما ویستغفر لهما حتّٰی یکتبه الله بارا۔ رواه البیهقی فی شعب الإیمان۔'' (مشکوٰۃ باب البر والصلة ص:۴۲۱)

ترجمہ:... ''حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ایک بندے کے والدین دونوں یا ان میں سے ایک ایسی حالت میں انتقال کرجاتے ہیں کہ وہ ان کا نافرمان تھا، پس وہ ہمیشہ ان کے لئے دُعا و اِستغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے والدین کا فرمانبردار لکھ دیتے ہیں۔''

حدیث کا حوالہ دینے کے بعد میری ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے، اور آنجناب نے اپنی عقلِ خداداد سے جن شبہات کا اظہار کیا ہے اس کی جوابدہی میرے ذمہ نہیں، مگر جناب کی خیرخواہی کے لئے چند اُمور عرض کردینا مناسب ہے۔

اوّل:... فرض کیجئے! ایک لڑکا اپنے والدین کا نافرمان ہے، انہیں بے حد ستاتا ہے، ان کی گستاخی و بے حرمتی کرتا ہے، اور

---

(۱) عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن العبد لیموت والداه أو أحدهما وأنه لهما لعاق فلا یزال یدعو لهما، ویستغفر لهما، حتّٰی یکتبه الله بارًا۔ رواه البیهقی فی شعب الإیمان۔ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱، باب البر و الصلة)۔

والدین اس کے حق میں موت کی دُعائیں کرتے ہیں۔ دس بیس سال بعد کسی نیک بندے کی صحبت سے یا کسی اور وجہ سے اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے، وہ اپنی اس رَوِش سے باز آجاتا ہے، اور بصد توبہ وندامت والدین سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے، اور پھر ان کی ایسی خدمت واطاعت کرتا ہے کہ گزشتہ زندگی کی بھی تلافی کردیتا ہے، والدین اس سے راضی ہوجاتے ہیں اور اس کی بقیہ زندگی اسی نیک حالت پر گزرتی ہے۔ فرمایئے! کیا یہ شخص اپنی سابقہ حالت کی وجہ سے ''والدین کا نافرمان'' کہلائے گا؟ یا اس کو والدین کا فرمانبردار کہا جائے گا؟ ظاہر ہے کہ دُنیا کا کوئی عاقل اس کو ''والدین کا نافرمان'' نہیں کہے گا، بلکہ اس کی گزشتہ غلطیوں کو لائقِ معافی سمجھا جائے گا۔

دوم:... عام انسانوں کی نظر تو دُنیوی زندگی تک ہی محدود ہے، لیکن انبیائے کرام علیہم السلام کی نظر میں دُنیوی زندگی ہی زندگی نہیں، بلکہ زندگی کے تسلسل کا ایک مرحلہ ہے، موت زندگی کی آخری حد نہیں بلکہ زندگی کے ایک دور سے دُوسرے دور میں منتقل ہوجانے کا نام ہے۔[1]

سوم:... والدین زندگی کے پہلے مرحلے میں اگر اولاد کی خدمت کے محتاج ہیں تو موت کے بعد بھی اپنی مغفرت یا ترقیٔ درجات کے لئے انہیں اولاد کی اِحتیاج ہے، اور یہ اِحتیاج دُنیاوی اِحتیاج سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دُنیوی زندگی میں تو آدمی اپنی ضرورتیں کسی نہ کسی طرح خود بھی پوری کرسکتا ہے، کسی سے مدد بھی لے سکتا ہے اور کسی کو اپنا دُکھڑا سنا کر کم از کم دِل کا بوجھ ہلکا کرسکتا ہے۔ لیکن قبر میں خدانخواستہ کوئی تکلیف ہو، اسے نہ خود دفع کرسکتا ہے، نہ کسی کو اپنی مدد کے لئے پکار سکتا ہے، اگر کوئی اس کی مدد ہوسکتی ہے تو اس کے لئے دُعا و اِستغفار اور ایصالِ ثواب ہے جس کا راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے کھلا رکھا ہے۔

ان تین مقدموں کے بعد میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جولڑکا دس بیس برس تک والدین کو ستا کر توبہ کرلے اور والدین کی خدمت واطاعت میں لگ جائے اس کا فرمانبردار ہونا تو آپ کی عقل میں آتا ہے، لیکن جو شخص والدین کی وفات کے بعد اپنے گناہ گار والدین کے لئے دُعا و اِستغفار، صدقہ وخیرات اور اِیصالِ ثواب کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی دُعا و اِستغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ گار والدین کی بخشش فرمادیتے ہیں، والدین اس سے راضی ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ والدین کے راضی ہوجانے کی وجہ سے اس کو والدین کا فرمانبردار لکھ دیتے ہیں، اس کا فرمانبردار ہونا آپ کی خداداد ذہانت میں نہیں آتا۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ آپ کی نظر صرف اسی زندگی تک محدود ہے اور موت کی سرحد کے پار جھانکنے سے معذور ہے۔ چلئے! اس کا بھی مضائقہ نہ تھا، مگر تعجب بالائے تعجب تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ اِطلاعِ اِلٰہی عالمِ غیب کی ایک خبر دیتے ہیں (جو عقل ومعرفت کی کسوٹی پر سو فیصد پوری اُترتی ہے) مگر آپ کو اپنی عقلِ محدود پر اِتنا ناز ہے کہ بلاتکلف اِرشادِ نبوی پر اِعتراضات کی بوچھاڑ شروع کردیتے ہیں، کیا ایک اُمتی کو اپنے نبیٔ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہی سلوک کرنا چاہئے...؟

---

(۱) قال العلماء: الموت ليس بعدم محض ولَا فناء صرف، وإنما هو إنقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة وحيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار۔ (شرح الصدور، باب فضل الموت، للسيوطي ص:١٢، طبع دار الكتب العلمية، بيروت)۔

چہارم:... آنجناب نے اپنی ذہانت سے اس حدیث سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا ہے کہ گویا اس حدیث میں اولاد کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر والدین کو ستایا کریں اور ان کے مرنے کے بعد دُعا و اِستغفار کرلیا کریں۔ حالانکہ اس کے بالکل برعکس حدیث میں والدین کی اطاعت و خدمت کی تعلیم دی گئی ہے، یہاں تک کہ جو لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے والدین کی زندگی میں یہ سعادت حاصل نہیں کرپائے ان کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ ابھی تک ان کے لئے والدین کی خدمت اور وفاشعاری کا راستہ کھلا ہے، وہ یہ کہ والدین کی جو نافرمانیاں انہوں نے کی ہیں اس سے توبہ کریں، خود نیک بنیں اور دُعا و اِستغفار کے ذریعے والدین کی بخشش کی سفارشیں بارگاہِ الٰہی میں پیش کریں۔ ان کی اس توبہ، نیکی و پارسائی اور والدین کے لئے دُعا و اِستغفار کی برکت سے خود ان کی بھی بخشش ہوجائے گی اور ان کے والدین کی بھی۔ گویا دونوں حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کا مورَد بن کر جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ الغرض حدیث میں اولاد کو والدین کی فرمانبرداری کی ایک ایسی تدبیر بتلائی گئی ہے جو ان کے انتقال کے بعد بھی ان کی رضامندی کا ذریعہ بن سکتی ہے، تاکہ اس قسم کے لوگ بھی مایوس نہ ہوں، بلکہ زندگی کے جس مرحلے میں بھی ان کو ہوش آجائے والدین کو راضی کرنے اور ان کی خدمت بجالانے میں کوتاہی نہ کریں۔

پنجم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اِرشادِ مقدس سمجھ میں نہ آئے اس کے بارے میں طالبِ علم کی حیثیت سے ملتجیانہ سوال کرنے کا مضائقہ نہیں، مگر سوال کا لب و لہجہ مؤدّبانہ ہونا چاہئے۔ ارشادِ نبوی پر جارحانہ انداز میں سوال کرنا، جیسا کہ آپ کے خط سے ظاہر ہو رہا ہے، بڑی گستاخی ہے۔ اور یہ ناکارہ ایسے سوالات کا جواب نہیں دیا کرتا، مگر آپ کی رعایت سے جواب لکھ دیا ہے۔ میری مخلصانہ و مشفقانہ نصیحت ہے کہ آئندہ ایسے اندازِ سوال سے گریز کیجئے۔

رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے تعلقات

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا

سوال:... رشتہ داروں سے کبھی نہ ملنا گناہ ہے کہ نہیں؟ سگے چچا، خالہ، چچازاد بھائی وغیرہ، اگر گناہ ہے تو ماں باپ اگر ان سے کبھی ملنے کو منع کرے تو کیا ماں باپ کا حکم ماننا ضروری ہے؟ اور اگر ماں باپ کی ناراضگی ہو جائے تو کیا حکم ماننا ضروری ہے؟

جواب:... اپنے ایسے رشتہ داروں سے قطع تعلق جائز نہیں[1]، اگر زیادہ تعلقات نہ رکھے جائیں تو کم سے کم سلام کلام تو بند نہیں ہونا چاہئے، اس معاملے میں والدین کی اطاعت نہ کی جائے۔[2]

سوال:... آج کل عزیز، رشتہ دار اور خاندان میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد ایک دُوسرے سے باتیں نہیں کرتے، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیں کہ ایک دُوسرے کے پاس آنا جانا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... اعزّہ میں رنجشیں تو معمولات میں داخل ہیں، لیکن عزیز و اقارب سے قطع تعلق کر لینا شرعاً جائز نہیں، بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔[3]

رشتہ داروں کا غلط طرزِ عمل ہو تو ان سے قطع تعلق کرنا

سوال:... حافظ...... کے مطابق ''اسلام میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم ہے اور جو لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے، انہیں گمراہ اور فاسق کہا گیا ہے، صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک سے ملاقات کی جائے۔'' اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی مجبوری کی بنا پر رشتہ داروں سے نہیں ملتے تو وہ فاسق اور گمراہ ہوئے۔ لیکن اگر رشتہ دار ایسا ماحول پیدا کریں اور ایسا طرزِ عمل اختیار کریں کہ ان کے ہاں آنے جانے سے ذہنی پراگندگی پیدا ہو اور آدمی رُوحانی طور پر بھی تلخی محسوس کرے کہ رشتہ داروں نے اس کو خوش آمدید نہیں کہا اور غرور و تکبر کا مظاہرہ کیا۔ اگر کوئی آدمی اس بنا پر اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے تو

---

(۱) عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الرحم شجنة فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته. (بخاری ج:۲ ص:۸۸۶).

(۲) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، کتاب الإمارة، الفصل الثانی).

(۳) عن محمد بن جبیر بن مطعم عن أبیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنّة قاطع. قال سفیان یعنی قاطع رحم. (ترمذی ج:۲ ص:۱۳، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی صلة الرحم).

اس کو فاسق اور گمراہ کہا جائے گا؟ یا اس کے رشتہ دار ذمہ دار ہوں گے؟

جواب:... رشتہ داروں کا آپس میں قطع تعلق کبھی تو ایک فریق کی بے دِینی کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی دُنیوی مفادات کی وجہ سے۔ پس اگر قطع تعلق دِین کی بنیاد پر ہے تو صرف وہ فریق گناہگار ہوگا جس کی بے دِینی کی وجہ سے قطع تعلق ہوا، بشرطیکہ دُوسرا فریق اس قطع تعلقی کے باوجود ان کے ضروری حقوق ادا کرتا رہے۔ اور اگر قطع تعلق کی بنیاد کوئی دُنیوی تنازع ہے تو دونوں میں سے جو فریق دُوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر دونوں کوتاہی کریں گے تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ ہماری شریعت کی تعلیم یہ نہیں کہ جو شخص تم سے رشتہ جوڑ کر رکھے تم بھی اس سے جوڑ رکھو، بلکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے جو حدیث میں فرمائی گئی ہے: "**صِل من قطعک**" (مسند احمد ج:۴ ص:۱۵۸) کہ جو شخص تم سے رشتہ توڑے اور رشتہ داری کے حقوق ادا نہ کرے، تم اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرو اور اس کے رشتے کے حقوق بھی ادا کرو، ورنہ قطع رحمی کا وبال جس طرح اس پر پڑے گا، تم پر بھی پڑے گا۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے، خلاصہ یہی ہے جو میں نے لکھ دیا۔

کیا بدکردار عورتوں کے پاؤں تلے بھی جنت ہوتی ہے؟

سوال:... عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے، لیکن جو بدکردار قسم کی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گھروں سے فرار ہوتی ہیں، ان کے بارے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ تصوّر ممکن ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے؟

جواب:... ایسی عورتیں تو اِنسان کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہیں، "ماں" کا تقدس ان کو کب نصیب ہوسکتا ہے...؟ اور جو خود دوزخ کا ایندھن ہوں، ان کے قدموں تلے جنت کہاں ہوگی...؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہئے کہ اپنی ماں کو ایذا نہ دے اور اس کی بے ادبی نہ کرے۔

بیوہ بہن کے بچے پاس رکھ کر اُس کی شادی زبردستی کسی بدفطرت سے کرنا

سوال:... ہمارے والد صاحب ۵ رجنوری ۱۹۸۴ء میں اِنتقال فرماچکے ہیں، تو ہماری والدہ کی عدّت گزرنے کے بعد جو کہ شوہر کی وفات کے بعد ہوتی ہے، اس کے بعد ہمارے جو ماموں ہیں، ہماری والدہ کو زبردستی لے گئے، جبکہ اس والدہ کے ہم پانچ بچے ہیں، تو ہماری والدہ نے ہمارے ماموں سے کہا کہ یہ چھوٹے بچے ہیں میں ان کی پروَرِش کرنا چاہتی ہوں، اور اپنے شوہر کی ملکیت سنبھالوں گی، لیکن ہمارے ماموں ہماری والدہ کو زبردستی سے لے گئے اور کسی بدکار آدمی، چوڑا کو سے اس کی شادی کروادی۔ نکاح کے وقت عورت سے رائے پوچھی نہیں تھی، اس نے اس عورت کی طرف سے خود انگوٹھا لگادیا، نکاح کے بعد یعنی شادی کے دو ماہ بعد اس بدکار آدمی نے مارپٹائی کرکے بہت گندے گندے اِلزام لگاکر اس کو طلاق دے دی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ اگر قرآن کی تلاوت کرتی تو اس کو تلاوت نہیں کرنے دیتا تھا، اگر نماز پڑھتی تو اس کو نماز سے روکتا تھا، تو یہ باتیں اس بدمعاش کو پسند نہیں تھیں، اب طلاق کے بعد ہماری والدہ ہمارے ماموں کے پاس ہے، جبکہ سارا دِن اس سے کام کرواتا ہے، گھاس اور گندم کی کٹائی کرواتا ہے، تو ہم پانچ یتیم بچے اب دو

بڑے ہوگئے ہیں اور تین چھوٹے ہیں، تکلیفیں اُٹھا کر بڑے ہوگئے ہیں، تو آپ مہربانی فرما کر بتائیں ایسے شخص کے لئے قیامت کا کیا عذاب ہوگا؟ اس کا جواب اخبار میں تحریر کریں، ۱۴/۸/۱۹۹۲ء کے جمعہ کو تحریر کریں۔ اور مشورہ بھی عنایت فرمائیں کہ ہم والدہ کو کس طرح دوبارہ گھر لاسکتے ہیں؟ عدالت یا پولیس کے طریقے کے بغیر وہ نہیں دے گا، کیونکہ ہمارے ماموں بھی بدمعاش ہیں۔

جواب:... خط میں جو واقعات درج کئے گئے ہیں، اگر وہ صحیح ہیں، تو نہایت افسوسناک ہیں۔ آپ کے ماموں کا اپنی بہن کے ساتھ یہ سلوک بڑا وحشیانہ ہے۔ خالقِ مختار کی لاٹھی بے آواز ہے، انہیں اپنے رویے سے توبہ کرلینی چاہئے، ورنہ یتیم بچوں کا صبر ایسا پڑے گا کہ دُنیا کے لئے تماشۂ عبرت ہوگا۔ اور پھر یتیم کی بددُعا اور عرشِ اِلٰہی کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا۔ آپ اس معاملے میں عدالت سے قانونی تحفظ و پناہ طلب کریں اور حق تعالیٰ کے دربار میں بھی فریاد کے ہاتھ اُٹھائیں، اِن شاء اللہ العزیز حق تعالیٰ کفایت فرمائیں گے۔ آسان صورت یہ ہے کہ دو چار شریف اور معزّز حضرات اس کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنے اَثر و رُسوخ کے ذریعے بچوں کی والدہ کو ان کے پاس واپس لائیں۔ بچوں کو ان کی والدہ سے جدا کرنا بڑا ظلم ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ماں کے درمیان اور اس کے بچوں کے درمیان جدائی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے درمیان اور اس کے پیاروں کے درمیان جدائی کرے گا۔[1]

پھوپھی اور بہن کا حق دیگر رِشتہ داروں سے زیادہ کیوں ہے؟

سوال:... حقوق العباد کے تحت ہر شخص کے مال و دولت پر اس کے عزیزوں، رشتہ داروں، غریبوں، ناداروں، مسافروں کے کچھ حقوق ہیں، لیکن کیا رشتہ داروں میں کسی رشتہ دار کے (ماں باپ کے علاوہ) کوئی خاص حقوق ہیں؟ ہمارے گھر میں یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ بہن اور پھوپھی کے کچھ زیادہ ہی حقوق ہیں۔

جواب:... بہن اور پھوپھی کا حق اس لئے زیادہ سمجھا جاتا ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے ان کو حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ بھائی غصب کر جاتے ہیں، ورنہ ان کو ان کا پورا حصہ دینے کے بعد ان کا ترجیحی حق باقی نہیں رہتا۔

رشتہ دار کو دُشمن خیال کرنے والے سے تعلقات نہ رکھنا کیسا ہے؟

سوال:... ہمارے ایک نہایت قریبی عزیز ہم سے تعلقات قائم رکھنا نہیں چاہتے، جبکہ ہم لوگوں نے ان کی پروَرِش کی، انہیں پالا پوسا، مگر اب وہ ہمارے کسی احسان کو نہیں مانتے، نہ صرف یہ بلکہ ہمیں اپنا دُشمن خیال کرتے ہیں، ہم سے حسد کرتے ہیں، ہم پر بے بنیاد اِلزامات کی بھرمار کرتے ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”عن جبیر بن مطعم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنة قاطع. متفق عليه“ (مشکوٰۃ ص:۴۱۹) ”یعنی تعلقات قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ ان حالات میں ہمارے لئے ان سے میل جول رکھنا سخت مضر ہے کیونکہ وہ ملنے والوں اور پڑوسیوں سے بھی ہماری غیبت کرتے

---

(۱) عن أبي أيوب قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من فرّق بين والدة وولدها فرّق الله بينه وبين أحبته يوم القيامة. (مشكوة، باب النفقات، الفصل الثاني، طبع قديمي كتب خانه).

ہیں، تو کیا ہم دوزخی ہوں گے؟ اور قطع تعلق کی بنا پر خدا ہم سے ناراض ہوگا؟ ان حالات میں آپ ہمیں بتائیے کہ ہم کیا طریقہ اختیار کریں؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم بھی قطع تعلقی اختیار کرلیں کیونکہ معمولی ملاقات سے بھی وہ ہم پر طرح طرح کی جھوٹی باتیں عائد کردیتے ہیں اور ہمیں بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

جواب:... زیادہ میل ملاقات نہ رکھی جائے، لیکن سامنے آئیں تو سلام کہہ دیا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، انتقال کرجائیں تو جنازے میں شرکت کی جائے۔[1] اس صورت میں آپ پر قطع رحمی کا وبال نہیں ہوگا، اور اگر سلام و کلام بالکل بند کردیا جائے تو قطع رحمی کا گناہ آپ کو بھی ہوگا۔[2]

والدین کے منع کرنے پر رشتہ داروں سے تعلقات کم کرنا

سوال:... اگر والدین رشتہ داروں سے ملنے کو منع کریں جبکہ کوئی لڑائی جھگڑا بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں والدین کا حکم مان لینا چاہئے اور صلہ رحمی ترک کردینی چاہئے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب:... قطع رحمی حرام ہے، حدیث میں ہے:

"عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنة قاطع۔ متفق علیه۔" (مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:... "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

اور ناجائز کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں،[3] لیکن اگر والدین کسی مصلحت کی بنا پر زیادہ میل جول سے منع کریں تو ٹھیک ہے۔

بہن کے ساتھ بہنوئی کا سسرال آنا اور نمازوں کے وقت سوتے رہنا

سوال:... میری بہن جب بھی سسرال سے میکے آتی ہے تو ساتھ ہی بہنوئی صاحب بھی تشریف لاتے ہیں اور جتنے دن بہن میکے میں رہتی ہے، بہنوئی صاحب بھی رہتے ہیں، اور جمعہ کی نماز اور دیگر نمازوں کے وقت پڑے سوتے رہتے ہیں، مجھے مشورہ دیں کہ آیا میں ان سے کہہ دوں کہ گھر آئیں لیکن رات کو اپنے گھر چلے جایا کریں؟

---

(۱) حق المسلم علی المسلم خمس: ردّ السلام، وعیادة المریض، واتباع الجنائز، واجابة الدعوة، وتشمیت العاطس۔ (مشکوٰة ص:۱۳۳، باب عیادة المریض)۔ وصلة الرحم واجبة ولو کانت بسلام وتحیة وهدیة ومعاونة ومجالسة ...الخ۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۴۱۱، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)۔

(۲) عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنة قاطع۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۴۱۹، باب البر والصلة، الفصل الأوّل)۔

(۳) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۲۱، کتاب الإمارة، الفصل الثانی، کتاب الإمارة، الفصل الثانی)۔

جواب:... بہنوئی صاحب کو مناسب الفاظ میں کہہ دینا مناسب ہے، وہ تھوڑی دیر کے لئے آئیں، اور پھر جائیں۔

رشتہ داروں سے قطع تعلق جائز نہیں

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گھر کا اور تین چار اور خاندانوں کا ہمارے رشتہ داروں سے کسی بات پر ناچاقی کی وجہ سے میل جول بند ہوگیا ہے دُوسری طرف والدین کی نافرمانی والی بھی بات ہے، میں اللہ کے خوف کی وجہ سے یہ چاہتا ہوں کہ رشتہ داروں سے قطع تعلق والا گناہ مجھ سے نہ ہو۔ میں والدہ سے اس کی اجازت مانگتا ہوں کیونکہ ان کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا، تو وہ کہتی ہیں کہ: ''میل جول ہونے کے بعد پھر کسی نہ کسی بات پر ناراضگی ہوجائے گی۔'' اس کے علاوہ تین چار اور خاندانوں نے جو ان سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ: ''اگر تم نے ان رشتہ داروں سے میل جول بڑھایا تو ہم لوگ تم سے نہیں ملیں گے۔'' تو مولانا صاحب! میں چاہتا ہوں کہ کوئی ناراض بھی نہ ہو اور ان رشتہ داروں سے تعلقات بھی دوبارہ قائم ہوجائیں۔

جواب:... عزیز و اقارب سے قطع تعلق حرام ہے، حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔[1] اگر کسی سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے تو اس کا تو مضائقہ نہیں، لیکن ایسا قطع تعلق کہ اس کے جنازے میں بھی شرکت نہ کی جائے اور بیمار ہو تو عیادت بھی نہ کی جائے، یہ جائز نہیں۔[2]

باہم قتل کی وجہ سے ایک دُوسرے سے قطع تعلقی کا شرعی حکم

سوال:... قطع رحمی کے بارے میں آپ کی کتابوں میں پڑھا تو چند لوگوں کے ساتھ میری بات چیت نہیں تھی والدین کی وجہ سے، لیکن جب آپ کی کتابوں سے پڑھا تو میں نے ان کے ساتھ خود ہی باتیں شروع کردی ہیں، لیکن ایک مسئلے میں، میں مجبور ہوں وہ یہ کہ ۱۹۷۲ء میں میرے چچا نے ایک قتل کیا تھا، کچھ عرصہ بعد ان لوگوں نے ہمارے چچا کو قتل کردیا، اس کے بعد ہم نے بھی خاموشی اِختیار کی اور انہوں نے بھی۔ ابھی ایک دُوسرے سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن ۲۶ سال سے بات چیت نہیں ہے، ان لوگوں نے صلح کی کافی کوشش کی ہے، لیکن میری آنٹی اور چچازاد بھائی نہیں مانتے، حالانکہ میرے والد صاحب کی کوشش تھی کہ صلح ہوجائے، لیکن آنٹی اور چچازاد بھائی کی وجہ سے صلح نہیں ہوسکی۔ وہ ہمارے کوئی خاص رشتہ دار تو نہیں لیکن برادری کے ضرور ہیں۔ ابھی میرے والد صاحب کی طرف سے جتنے رِشتے ہیں ان کے ساتھ یعنی دُشمن کے ساتھ، بات چیت نہیں ہے، اس حالت میں، میں خود بھی مجبور ہوں کہ ان کے ساتھ پورے خاندان کی وجہ سے بات چیت نہیں کرسکتا، کیونکہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے، قتل ہوئے ہیں، عرض یہ کر رہا ہوں کہ اس قطعی رحمی کا وبال مجھ پر بھی ہوگا؟ یا ہمارے سارے بزرگوں پر؟ براہِ کرم اِصلاح کیجئے!

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنّة قاطع. (ترمذی ج:۲ ص:۱۲، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في صلة الرحم).

(۲) حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز ...إلخ. (مشكوة ص:۱۳۳، باب عيادة المريض وثواب المريض).

جواب:... ان کے ساتھ زیادہ تعلق نہ رکھا جائے، لیکن گاہے بگاہے سلام دُعا کرلینے میں مضائقہ نہیں۔

قطع رحمی کا وبال کس پر ہوگا؟

سوال:... میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا، گویا اس نے اسے قتل کردیا۔'' عرض یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی سے زیادتی کرے تو یہ حدیث کس شخص پر ہے کہ اگر معلوم ہے تو وہ پہلے بولے گا یا یہ کہ جس سے زیادتی ہوئی؟ کیا یہ گناہ دونوں پر ہوگا؟

جواب ا:... یہ حدیث صحیح ہے (مشکوٰۃ شریف ص:۴۲۸ میں ابوداؤد کے حوالے سے نقل کی ہے، ابوداؤد کے علاوہ مسندِ احمد اور مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی ہے):

''عن ابی خراش السلمی رضی الله عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من هجر اخاه سنةً فهو کسفک دمه. رواه ابوداوٗد.'' (مشکوٰۃ ص:۴۲۸)

ترجمہ:... ''حضرت ابی خراش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس شخص نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا، اس نے گویا اس کو قتل کردیا۔''

مقصود اس حدیث سے قطع تعلق کے وبال سے ڈرانا ہے کہ وہ اتنا سنگین گناہ ہے جیسے کسی کو قتل کردینا۔

۲:... دو شخصوں کے درمیان رنجش اسی وقت ہوتی ہے جبکہ ایک شخص دُوسرے پر زیادتی کرے، اور جس شخص پر زیادتی ہوئی ہو ظاہر ہے کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اس کو بدلہ لینے کا بھی حق ہے، (بدلے کی نوعیت اہلِ علم کے سامنے پیش کرکے ان سے دریافت کرلیا جائے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟) اور طبعی طور پر رنج ہونا بھی لازم ہے، لیکن شریعت نے تین دن کے بعد ایسا رنج رکھنے کی اجازت نہیں دی کہ بول چال اور سلام دُعا بھی بند رہے۔[1]

۳:... جن دو شخصوں یا بھائیوں کے درمیان رنجش ہو، ان کو چاہئے کہ تین دن کے بعد رنجش ختم کردیں، اور جو شخص اس رنجش کو ختم کرنے میں پہل کرے وہ اَجرِ عظیم کا مستحق ہوگا۔

۴:... اور جس شخص نے اپنے بھائی پر زیادتی کی ہو، وہ اپنے بھائی سے معافی مانگے اور اس کی تلافی ہوسکتی ہو تو تلافی بھی کرے۔

۵:... اگر کوئی شخص ظالم ہے، ظلم و زیادتی سے باز نہیں آتا تو اس سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے، لیکن ایسا قطع تعلق نہ کیا جائے کہ سلام کلام بھی بند کردیا جائے اور مرنے جینے میں بھی نہ جایا جائے، بلکہ جہاں تک اپنے بس میں ہو اس کے شرعی حقوق ادا

---

(۱) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یحل لمؤمن أن یهجر مؤمنا فوق ثلاث، فإن مرّت به ثلاث فلیلقه فلیسلم علیه فإن ردّ علیه السلام فقد اشترکا فی الأجر وإن لم یرد علیه فقد باء بالإثم وخرج المسلم من الهجرة. رواه أبوداوٗد. (مشکوٰة شریف ج:۲ ص:۴۲۸، باب ما ینهی عنه من التهاجر والتقاطع ...إلخ).

کرتا ہے۔

۶:... یہ قطع تعلق اگر دُنیوی رنجش کی وجہ سے ہو تو جیسا کہ اُوپر لکھا گیا، گناہِ کبیرہ ہے، لیکن اگر وہ شخص بددِین اور گمراہ ہو تو اس سے قطع تعلق دِین کی بنیاد پر نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات ضروری ہے۔[1]

کیا رِشتہ داروں سے تعلقات جوڑنے کی کوشش کے باوجود بھی انسان گناہگار ہوگا؟

سوال:... میرے بہنوئی نے تقریباً پانچ سال سے تعلقات منقطع کئے ہوئے ہیں، جھگڑا نہ جائیداد کا ہے، نہ ہی مال و دولت کا، اور نہ ہی کوئی خاندانی دُشمنی ہے، بات عام سی ہے جو کہ اکثر و بیشتر خاندانوں میں ہوتی رہتی ہے، لیکن اسی بات کا بہانہ بناکر تعلقات ختم کرلئے۔ ایک دن میری غیرموجودگی میں بہن میرے گھر آئیں، وہاں میری لڑکی سے کچھ تکرار ہوگئی اور وہ غصّے میں چلی گئیں۔ مجھے جب معلوم ہوا تو میں ان کے گھر گیا اور معذرت کی، اور معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش کی۔ خیال رہے کہ بہن مجھ سے چھوٹی ہے۔ اسی درمیان میں میری لڑکی کی شادی تھی، میں خود کارڈ لے کر دعوت دینے کے لئے گیا، وہ شادی میں شریک ہونے کو تیار نہیں تھیں، میں نے بہت کوشش کی، بہرحال ایک عزیز کی مداخلت پر وہ لوگ شادی میں شرکت کے لئے آمادہ ہوئے۔ میں دوبارہ گیا اور شریک ہونے کی دعوت دی۔ بہن بہنوئی اور ان کے دونوں لڑکے رسمی طور پر شریک ہوئے، لڑکیاں شریک نہیں ہوئیں۔ شادی کے بعد بھی گھر میں آنا جانا شروع نہیں ہوا۔ اسی سال کے آخر میں ان کی لڑکی کی شادی تھی، میرا خیال تھا کہ بہن اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے شادی کی دعوت دینے آئیں گی اور تعلقات بحال ہوجائیں گے، لیکن بہن نے بچوں کے ہاتھ شادی کے کارڈ بھجوادیئے۔ کارڈ تو میں نے رکھ لئے، لیکن ان قریبی عزیز کے پاس جاکر یہ معاملہ بتایا، انہوں نے میری بات سے اِتفاق کیا کہ کم از کم بڑے بھائی ہونے کے ناتے کارڈ خود لے کر آنا چاہئے تھا، وہ وہاں گئے اور واپس آکر بتایا کہ بہن چاہے پانچ منٹ کے لئے آئے گی، لیکن آئے گی ضرور۔ بہن آئی نہیں، ہم شادی میں شریک نہیں ہوئے۔ بس اسی بات پر بہنوئی صاحب نے تعلقات ختم کرلئے۔ اور ایک ہی رَٹ ہے کہ ہم شریک ہوئے تو وہ شریک کیوں نہیں ہوئے؟ بجائے اس کے کہ وہ میری بہن کو اِحساس دِلاتے کہ جب تمہارا بھائی تمہیں شرکت کی دعوت دینے اور خوشامد کرنے آسکتا ہے تو تم چھوٹی بہن ہوکر دعوت دینے کیوں نہیں گئیں؟ سراسر قصور تو میری بہن کا تھا، لیکن قصوروار میں ٹھہرایا گیا۔ اس قسم کی ناراضگیاں جلدی ختم ہوجاتی ہیں، بلکہ بہن بھائی کا رِشتہ ایسا ہے کہ سنگین سے سنگین جھگڑے بھی ختم ہوجاتے ہیں، لیکن میری بہن اور بہنوئی نے نہ صرف خود تعلقات ختم کئے بلکہ ان کی اولاد بھی ان کے نقشِ قدم پر ہے، میری کوشش کے باوجود تعلقات بحال نہیں ہورہے۔ اب تو لوگوں نے بیچ میں پڑکر معاملات دُرست کرنے کی کوششیں بھی ترک کردی ہیں، اس لئے کہ عزّت سب کو پیاری ہے۔ ویسے تو بہنوئی صاحب پنج وقتہ نمازی ہیں، لیکن بہت سخت ہوگئے ہیں۔ اگر کہیں محفل میں آمنا سامنا ہوجائے تو سلام کرنا تو درکنار جواب بھی مجبوراً دیتے ہیں۔ میں ہی سلام کرنے میں پہل کرتا ہوں۔ آپ نے ایک جمعہ کی اِشاعت میں ''قطع تعلق کا گناہ'' کا جو

---

(۱) قال الطبری: قصة کعب بن مالک أصل فی هجران أهل المعاصی .... انما لم یشرع هجرانه (الکافر) بالکلام لعدم إرتداعه بذالک عن کفره بخلاف العاصی المسلم فإنه ینزجر بذالک غالبًا. (فتح الباری لِابن حجر ج:۱۰ ص:۴۱۵ طبع مصر).

جواب دیا تھا، اس سے میں بہت پریشان ہوں۔ آپ قرآن اور حدیث کی رُو سے بتائیں کہ کیا ان کا اِقدام دُرست ہے؟ اور کیا یہ قطع تعلق سنگین گناہ نہیں ہے؟ اور میری کوششوں کے باوجود اگر تعلقات بحال نہیں ہوئے تو کیا اس کا جواب دہ میں ہوں گا؟ کیا میرا شمار بھی گناہگاروں میں ہوگا جبکہ میں بے قصور ہوں؟

جواب:... جب دو آدمیوں کے درمیان رنجش ہوتی ہے تو ان میں سے ہر ایک شخص اپنے آپ کو معصوم، اور دُوسرے کو مجرم گردانتا ہے۔ رنجش کا پیدا ہوجانا تو ایک طبعی امر ہے کہ دُوسرے کی جانب سے خلافِ طبیعت چیز سرزد ہونے پر آدمی کو صدمہ ہوتا ہے، اس لئے شریعت نے اِنسانی نفسیات کی رعایت رکھتے ہوئے تین دن تک غصہ رکھنے کی اِجازت دی ہے، اور تین دن سے زیادہ غصہ رکھنے کی اِجازت نہیں، بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر ایسے بندے کی بخشش کردی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفر کا مرتکب نہ ہو۔ مگر جن دو شخصیتوں کی آپس میں عداوت ہو، ان کی بخشش نہیں کی جاتی، بلکہ فرمایا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ صلح کرلیں (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص:۴۲۸)۔[1] ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھا، اگر وہ اس عرصے میں مرجائے تو سیدھا جہنم میں جائے گا (مسندِ احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۴۲۸)۔[2] اور اس قطع تعلقی کا منشا کبر اور حسد ہے۔ یہی کبر تھا جس نے آپ کو بہن کے بچوں کی شادی میں آنے سے روکا، کہ چونکہ بہن خود نہیں آئیں، لہٰذا آپ نے وہاں جانا ''بن بلائے جانا'' سمجھا، حالانکہ آپ کی بلندیٔ اخلاق کا تقاضا تو یہ تھا کہ بہن کی طرف سے کارڈ کے آنے کا بھی اِنتظار نہ کرتے، آپ بہن کے بچوں کی شادی کو واقعتاً اپنے بچوں کی شادی سمجھتے۔ بہرحال آپ نے کارڈ ملنے کے باوجود نہ جاکر کسی عالی حوصلگی و بلند ذہنی کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ آپ خود بھی اپنے بہنوئی کی سطح پر اُتر آئے، جس کی آپ کو شکایت ہے۔ اگر آپ کے بہنوئی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ''تیز مزاج'' ہیں، تو آپ کو اتنا ہی زیادہ نرم خو، اور شگفتہ ذہن ہونا چاہئے۔ یقین کیجئے کہ آپ کی بہن، بہنوئی اور ان کے بچوں کی بے رُخی ان کی قدر و منزلت میں کوئی اِضافہ نہیں کرے گی، اور آپ ان کے اس تمام تر رویے کے باوجود اگر تعلقات کو بدستور قائم و اُستوار رکھیں گے تو آپ کی عزّت و وجاہت میں کمی نہیں آئے گی، آپ ان کے تمام حقوق ادا کرتے رہئے، ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے، اگر وہ قطع تعلق رکھیں گے تو خود گناہگار رہوں گے، آپ ان کے ساتھ گناہ میں شریک نہ ہوں۔

عدل اور اِنصاف کا معاشرہ قائم کرنے کے لئے کیا اُصول ہیں؟

سوال:... اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے مقدم حق رکھنے والے انسان کے خود اپنے والدین ہیں، اس حق کی یاددہانی کے لئے

---

(۱) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یعرض أعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الإثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن إلّا عبدًا بینه وبین أخیه شحناء، فیقال: اترکوا هٰذین حتّٰی یفیئا. رواه مسلم. (مشکٰوة ص:۴۲۸، باب ما ینهی عنه من التهاجر ...إلخ، الفصل الأوّل).

(۲) عن أبی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار. رواه أحمد. (مشکٰوة ص:۴۲۸، باب ما ینهی عنه من التهاجر ...إلخ، الفصل الثانی).

قرآنِ پاک میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ والدین کی شکرگزاری پر زور دیا گیا ہے، اولاد کے وجود کا سبب والدین ہیں، اور ان کی گود میں پلپلائے ہوئے گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں تم کو دیا گیا ہے اور وہی تمہاری پرورش اور نگرانی کا ذریعہ بنے ہیں، تم کو باشعور بنانے میں انہوں نے محنت اور مشقت کی، اور کتنے ہی پاپڑ بیلے، ان کی اِحسان مندی اور ان کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے، دِل کی گہرائی سے والدین کی تعظیم اور ان کے ساتھ محبت کیا کرو۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ والدین میں سے جب تک دونوں یا ان میں سے کوئی ایک حیات ہے اور وہ خدمت کے محتاج ہیں تو ان کی خدمت میں لگے رہو۔ صالح معاشرہ اور صالح تمدّن قائم کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنسان کی رہنمائی کے بنیادی اُصول بیان فرمائے ہیں، جن پر عمل کرکے معاشرے کا ہر شخص مسلمان یعنی خدا کا مطیع اور فرمانبردار بندہ بن کر خدا کے پسندیدہ عدل اور اِنصاف کے معاشرے کو وجود میں لاسکتا ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ یہ ''بنیادی اُصول'' کیا ہیں؟ اور ان پر عمل درآمد کیسے کیا جائے؟ اور یہ کن لوگوں کی ذمہ داری ہے؟ اس لئے نبوّت کا سلسلہ تو ختم ہوگیا ہے (سورۂ بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)۔

جواب:... سب سے بڑا اُصول تو یہ ہے کہ تمام اِنسان خصوصاً مسلمان، کیا مرد ہو، کیا عورتیں، بڑے ہوں یا چھوٹے، سب اللہ کے اور رسول کے حکم کو مانیں اور اَحکام کی تعمیل کریں، ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اپنی زندگی سے خارج کردی، اس لئے ہر دِن نئے مصائب اور نئی آفات لے کر طلوع ہوتا ہے، جن میں وہ چیزیں بھی ہیں جن کی طرف آپ نے اِشارہ کیا ہے۔

پڑوسی کے حقوق

سوال:... کیا اسلام کی رُو سے جائز ہے کہ ہمارے گھر روشن رہیں لائٹ سے اور ہمارے پڑوسی اندھیرے میں رہیں، کسی وجہ سے لائٹ نہ لگواسکیں؟ تو کیا ہم ان کی مدد نہیں کرسکتے؟ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے: ''وہ مسلمان، مسلمان نہیں ہے جس کا پڑوسی بھوکا رہے اور خود سیر ہوکر کھائے'' آخر یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔

جواب:... آپ کی سوچ بالکل صحیح ہے، اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو پڑوسیوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچانا چاہئے، پس اگر آپ کے پڑوسیوں کے گھر میں بجلی نہیں تو آپ بجلی کا کنکشن لگوانے پر ان کی مدد کریں، اور جب تک کنکشن نہیں ملتا تب تک اپنے گھر سے روشنی فراہم کردیں۔[1]

اقارب پر رقم کا خرچ کارِ خیر ہے

سوال:... میں اپنی تنخواہ کا پانچ فیصد اللہ کے نام خرچ کرنے کے لئے الگ کرتا ہوں۔ میرے سسر اور ساس مفلوک الحال

---

(۱) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: من نفس عن مسلم كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة ... إلخ. (سنن أبي داؤد ج:۲ ص:۳۲۰، باب في المعونة للمسلم)۔ أيضًا: عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خير الأصحاب عند الله خيرهم لصاحبه، وخير الجيران عند الله خيرهم لجاره. رواه الترمذي والدارمي. (مشكوٰة ص:۴۲۴)۔

ہیں، ان کی کوئی نرینہ اولاد بھی نہیں ہے، اور نہ کوئی کمائی کا ذریعہ، میری ساس میرے ساتھ رہتی ہے، اس کے تمام اخراجات میں ہی پورا کرتا ہوں، مگر ان کی ذاتی خواہشات اور ضروریات کے لئے مذکورہ رقم مخصوصہ میں سے کچھ رقم پابندی سے اس کو دیتا رہتا ہوں تاکہ اس کی عزّتِ نفس بحال رہے اور خود کو لاوارث نہ سمجھے، وہ اس رقم میں سے کبھی کبھار میری بیوی اور بچی پر خرچ کرلیتی ہے، عید بقرعید پر۔ باقی رقم میں اپنے سسر کو دے دیتا ہوں، وہ معذور ہے۔ میرے اس رویے میں حدیث وقرآن کی روشنی میں کوئی اسلامی اُصول کی خلاف ورزی ہورہی ہو تو میری رہنمائی فرمائیں اور اس رقم کا دُرست مصرف بتادیں۔

ہاں یہ بھی بتائیں کہ اسی رقم سے اگر میں کبھی اپنی والدہ صاحبہ کے لئے کوئی چیز خرید کردوں تو کیسا ہوگا؟

جواب:... آپ اس رقم میں سے اپنے خسر اور خوش دامن کی خدمت کرسکتے ہیں۔ یہ بھی کارِ خیر کی مد میں شامل ہے۔ والدہ کے لئے بھی کوئی چیز خرید سکتے ہیں، لیکن بہتر ہوگا کہ والدہ کی خدمت اپنے ذاتی خرچ میں سے کریں۔

پڑوس کے ناچ، گانے والوں کے گھر کا کھانا کھانا

سوال:... زکریا کے محلے میں ساتھ پڑوس میں ایسے افراد رہتے ہیں جن کا پیشہ ناچ گانا و بدکاری ہے، لیکن یہ پیشہ محلے میں نہیں بلکہ اور جگہ کرتے ہیں، محلے والوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ہیں، تو ایسی صورت میں محلے والوں کو طوائف کے خاندان سے میل جول جائز ہے یا نہیں؟ ان کے یہاں سے آیا ہوا کھانا قبول کرنا کیسا ہے؟ اور محلے والوں کے کیا فرائض ہونے چاہئیں؟

جواب:... حرام کمائی کا کھانا پینا جائز نہیں،[1] محلے والوں کو چاہئے کہ اپنی حد تک ان کو ترکِ گناہ کی فہمائش کریں، اور اگر وہ اس کاروبار کو نہ چھوڑیں تو ان سے زیادہ تعلق نہ رکھیں، نہ ان کی دعوت میں جائیں۔[2]

تکلیف دینے والے پڑوسی سے کیا سلوک کیا جائے؟

سوال:... سیّد خاندان کے ایک صاحب عرصہ دس سال سے میرے پڑوس میں رہائش پذیر ہیں اور سرکاری عہدے ہم دونوں کے مساوی ہیں، مگر وہ ہر وقت کسی نہ کسی کو پریشان اور تنگ کرنے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں، مختلف انداز سے ذہنی کوفت پہنچاتے رہتے ہیں، کبھی بچوں کو ماردیا اور کبھی کوئی بہتان لگادیا، غرضیکہ شیطانی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے ان سے ہر طرح سے نبھانے کی کوشش کی، مگر وہی مرغی کی ایک ٹانگ! ان کی اولاد، ان کی بیگم اور وہ خود حرام

---

(۱) عن أبی بکر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا یدخل الجنّة جسد غذی بالحرام. رواه البیهقی فی شعب الْإیمان۔ وعن ابن عمر قال: من اشتری ثوبًا بعشرة دراهم وفیه درهم حرام لم یقبل الله تعالٰی له صلٰوةً ما دام علیه ...الخ۔ (مشکٰوة ص:۲۴۳، باب الکسب وطلب الحلال)۔

(۲) لَا یجیب دعوة الفاسق المعلن لیعلم انه غیر راضٍ بفسقه۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۴۳، کتاب الکراهیة)۔

کی بے پناہ دولت کی فراوانی کے باعث غرور میں رہتے ہیں، آپ بتائیں کہ اسلام ان جیسے پڑوسیوں سے کس طرح کا سلوک روا رکھنے کی تلقین کرتا ہے؟

جواب:... اپنی طرف سے ان کو کسی طرح ایذا نہ پہنچائی جائے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا جائے، جن صاحب کا آپ نے تذکرہ کیا ہے، اگر وہ واقعتاً سیّد ہوتے تو ان کا اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا۔ حدیث میں ایسے لوگوں کو جو کہ پڑسیوں کو ایذا پہنچاتے ہیں، مؤمن کی صف سے خارج قرار دیا گیا ہے:

"عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والله! لَا یؤمن، والله! لَا یؤمن، والله! لَا یؤمن۔ قیل: من یا رسول الله؟ قال: الذی لَا یؤمن جاره بوائقه۔ رواه مسلم۔" (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... "اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، عرض کیا گیا: کون؟ یا رسول اللہ! فرمایا: وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔"

بغیر حلالہ کے مطلقہ عورت کو پھر سے اپنے گھر رکھنے والے سے تعلقات رکھنا

سوال:... ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق، دس طلاق، سو طلاق کے الفاظ سے طلاق دی، تمام علماء و مفتیانِ کرام نے فتوے دیئے کہ بغیر حلالہ کے نکاحِ ثانی جائز نہیں، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لڑکی اور لڑکا ایک پیر صاحب کے پاس گئے، شاید وہاں جاکر بیان بدل دیا، طلاق کے الفاظ بدل دیئے، پیر صاحب نے نکاحِ ثانی کا فتویٰ دیا، یعنی طلاقِ بائن کہا، تو انہوں نے نکاح کرلیا، اس پر ہم لوگوں نے لڑکی والوں اور لڑکے والوں سے بائیکاٹ کردیا اور ان کی شادی غمی میں شرکت چھوڑ دی، لیکن دیگر گاؤں والے کہتے ہیں کہ انہوں نے پیر صاحب کے فتوے پر عمل کیا، اس لئے وہ جاتے ہیں۔

جواب:... یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق مغلظہ تھی، جس کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے نکاح جائز نہیں۔[1] پیر صاحب کے سامنے اگر غلط صورت پیش کرکے فتویٰ لیا گیا تو پیر صاحب تو گنہگار نہیں مگر فتویٰ غلط ہے، اور اس سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ جوڑا دُہرا مجرم ہے، ان سے قطعِ تعلق شرعاً صحیح ہے۔[2] اور جو لوگ اس جرم میں شریک ہیں وہ سب گنہگار ہیں، سب کا یہی حکم ہے۔[3]

---

(۱) قال تعالٰی فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتّٰی تنکح زوجًا غیره۔ (البقرة: ۲۳۰)۔

(۲) قال الخطابی: رخص للمسلم أن یغضب علٰی أخیه ثلاث لیال لقتله ولَا یجوز فوقها إلَّا إذا کان الهجران فی حق من حقوق الله تعالٰی فیجوز فوق ذالک۔ (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۴ ص:۲۱۶)۔

(۳) قال تعالٰی: ولَا تعاونوا علی الْإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)۔

برادری کے جوڑ کے خیال سے گناہ و منکرات والی محفل میں شرکت

سوال:… میرا تعلق میمن برادری کی ایک جماعت سے ہے، ہماری جماعت کی ایک منتظمہ کمیٹی ہے، جو کہ ہر سال سالانہ جلسہ ''تقسیمِ اِنعامات'' کے نام سے منعقد کرتی ہے، اس جلسے میں امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات کو انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ جلسہ عورتوں اور مردوں کا مخلوط جلسہ ہے اور اِنعامات حاصل کرنے کے لئے طالبات اسٹیج پر آتی ہیں، دیگر یہ کہ پروگرام کو دِلچسپ بنانے کے لئے میوزک اور نغموں کو بھی اس پروگرام میں شامل کرتے ہیں، اور اس پورے پروگرام کی فلم (موومی) بھی بنائی جاتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تو یہ پروگرام قطعاً جائز نہیں ہے، لیکن ہمارے چند ساتھی حضرات کا خیال ہے کہ برادری میں جوڑ رکھنے کے لئے اس پروگرام میں شرکت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ قرآن و سنت کی روشنی میں ہمیں یہ بتایئے کہ برادری کے جوڑ کے لئے پروگرام میں شرکت کی جاسکتی ہے؟ اگر اس پروگرام میں شرکت جائز نہیں ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس پروگرام میں شرکت کر رہا ہے تو اس کا یہ گناہ انفرادی ہوگا یا اجتماعی؟

جواب:… جس محفل میں منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہو اس میں شرکت کرنا حرام ہے، اور حرام چیز جوڑ کی خاطر حلال نہیں ہوجاتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا ذریعہ بنتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے جوڑ میں توڑ پیدا کردیتے ہیں جو محرّمات کے ارتکاب پر قائم کیا جائے۔ مشکوٰۃ شریف (ص:۴۳۵) میں ترمذی شریف کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے:

''عن معاوية أنه كتب الى عائشة: أن اكتبى الىّ كتابًا توصينى فيه ولَا تكثرى، فكتبت: سلام عليك أمّا بعد فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من التمس رضى الله بسخط الناس كفاه الله مونة الناس ومن التمس رضى الناس بسخط الله وكّله الله الى الناس، والسلام عليك. رواه الترمذى۔'' (مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

ترجمہ:… ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط لکھا کہ: مجھے کوئی مختصر سی نصیحت لکھ بھیجے۔ جواب میں حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے لکھوایا: السلام علیکم، امابعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ جو شخص انسانوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے لوگوں کی رضامندی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کردیتے ہیں (اور اپنی نصرت وحمایت کا ہاتھ اس سے اُٹھالیتے ہیں)۔''

غیبت اور حقیقتِ واقعہ

سوال:… عرض ہے کہ غیبت کے بارے میں مسئلہ بتادیجئے۔ مثلاً ایک مولانا نے مسئلہ بیان کیا کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ

کے پاس آئی جس کا قد چھوٹا تھا، اس کے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور! اس عورت کا قد چھوٹا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! یہ بات غیبت ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ حضور! یہ بات اس میں تھی، وہی میں نے کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی تو غیبت ہے، اگر اس میں یہ بات نہ ہوتی تو یہ بہتان ہو جاتا۔

مثلاً میں نے ایک صاحب سے پیسے لینے ہیں، اگر وہ پیسے نہیں دے رہا ہے، میں نے اس کے بھائی سے کہا کہ آپ اس کو کہئے کہ وہ پیسے دے، تو کیا یہ بھی غیبت ہوئی؟

دُوسرا مسئلہ میرا بھانجا مسقط گیا ہوا تھا، واپسی پر میرے گھر میں نہیں ٹھہرا، سیدھا لاہور چلا گیا، میں نے اپنی بہن سے اس کی شکایت کی، کیا یہ بھی غیبت ہوئی؟

جواب:... یہ غیبت نہیں،[1] واللہ اعلم!

---

(۱) وكذا لا إثم عليه لو ذكر مساوى أخيه على وجه الإهتمام لا يكون غيبة إنما الغيبة أن يذكر على وجه الغضب يريد السب۔ (الدر المختار ج:٦ ص:٤٠٨، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)۔

مرد اور عورت سے متعلق مسائل

عورت پر تہمت لگانے، مار پیٹ کرنے والے پڑھے لکھے پاگل کے متعلق شرعی حکم

سوال:... ایک آدمی پڑھا لکھا ہے، اسلامیات میں ایم اے کیا ہوا ہے، بیوی کو کوئی عزّت نہیں دیتا، بیوی پر طرح طرح کے الزامات لگاتا ہے، ہر کام میں نقص نکالتا ہے، ہر نقصان کا ذمہ دار بیوی کو ٹھہراتا ہے، گندی گندی گالیاں بکتا ہے، بیوی کی پاک دامنی پر الزامات لگاتا ہے، بیوی کے رشتہ داروں کی پاک دامنی پر بھی الزامات لگاتا ہے، بیوی کو اس کے رشتہ داروں کے گھر جانے نہیں دیتا، بیوی کا دِل اگر چاہتا ہے کہ وہ بھی اپنے میکے میں کہیں جائے تو ڈر کی وجہ سے اجازت طلب نہیں کرتی، کیونکہ شوہر اس کے گھر والوں کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہوجاتا ہے اور چلاّ چلاّ کر اس کے گھر والوں کو گندی گندی گالیاں بکتا ہے، بیوی بے چاری مہینوں مہینوں اپنے گھر والوں کی صورت کو بھی ترس جاتی ہے، بے بس ہے، جب زیادہ یاد آتی ہے تو چپکے چپکے رولیتی ہے، اور صبر و شکر کر کے خاموش ہوجاتی ہے۔ بیوی کے گھر والے اگر بلائیں تو (شوہر جو کہ شکی مزاج ہے) بیوی اور اس کے میکے والوں پر گندے گندے الزامات لگاتا ہے، کہتا ہے: ''تجھے بلاکر تیرے ماں باپ تجھ سے گندہ دھندہ کرواتے ہیں اور پیسہ خود کھاتے ہیں'' بات بات پر گالیاں دینا، پاک دامنی پر الزام لگانا، زیادہ غصہ آئے تو چہرے پر تھپڑوں کی بھرمار کرنا، گھر سے نکل جانے کی دھمکی دینا، شوہر کے نزدیک بیوی کا حق روٹی، کپڑا اور مکان سے زیادہ نہیں ہے۔ جب شوہر کا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو وہ بیوی سے معافی مانگتا ہے کہ ''میں نے غصے میں جو کچھ بھی کیا، تم معاف کردو'' عورت بے چاری مجبور ہوکر معاف کردیتی ہے۔ کچھ عرصے کی بات ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو گالیاں دیں اور بہت سے مردوں کے نام لے کر اس کی پاک دامنی پر الزام لگایا، یہاں تک کہ بیوی کے بھانجوں اور بھتیجوں تک کے ساتھ الزام لگانے سے باز نہ آیا، اس کے میکے والوں پر بھی گندے گندے الزامات لگائے، تین چار روز بعد بیوی سے کہا کہ: ''مجھے معاف کردو'' بیوی نے کہا کہ: ''اب تو میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی، کیونکہ آپ ہر بار معافی مانگنے کے بعد بھی یہی کرتے ہیں'' لیکن شوہر بارہا معافی مانگتا رہا اور اس نے یہاں تک وعدہ کیا کہ: ''دیکھو میں کعبۃ اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھاکر حلفیہ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اب میں کبھی بھی تم پر اور تمہارے گھر والوں پر کوئی الزام نہیں لگاؤں گا'' بیوی نے معاف کردیا، مگر ابھی اس معافی کو بمشکل دو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ شوہر صاحب پھر وعدہ بھلا کر اپنی پُرانی رَوِش پر اُتر آئے، اب تو بیوی بالکل بھی معاف نہیں کرتی، شوہر جب بھی اس کی پاک دامنی پر الزامات لگاتا ہے تو بیوی چار بار آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھاکر چار گواہوں کی طرف سے اللہ کو گواہ بناتی ہے اور پانچویں بار اللہ کو گواہ بناکر اپنی پاک دامنی پر لگائے ہوئے الزامات کا بدلہ اللہ کو سونپ دیتی ہے، کیونکہ کہتے ہیں کہ عورت کی پاک دامنی پر الزام کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے الزام لگانے والے پر

۸۰ دُرّوں کی سزا رکھی ہے، اب بیوی اپنے شوہر کی ہر بات صبر اور شکر سے سنتی ہے، اور خاموش رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو کہتی ہے کہ: ''اے اللہ! تو ہی انصاف سے میرے ساتھ کی جانے والی تمام حق تلفیوں کا بدلہ دُنیا اور آخرت میں لے لینا'' مولانا صاحب! اسلام کی بیٹی کیا اتنی گھٹیا اور حقیر ہے کہ جو ایک مرد کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حلال کی گئی ہو اور وہ مرد اس کے اُوپر جیسا چاہے الزام لگائے اور اس کے میکے والوں کو یہ کہہ کر حقیر جانے کہ میں ان کی بیٹی بیاہ کر لایا ہوں اس لئے میری عزّت اور رُتبہ زیادہ ہے، اور بیٹی اور اس کے گھر والے مرد سے کم تر ہیں، ان کی کوئی عزّت نہیں، جس کے سامنے جو چاہے ان کو کہہ دیا جائے۔ کیا اسلام نے بیٹی والوں کو اتنا حقیر بنادیا ہے (نعوذ باللہ) کہ وہ سنتِ رسول کو ادا کرکے ایک بیٹی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ایک مرد کے لئے حلال کردیں اور پھر بیٹی والے اور بیٹی زندگی بھر ان کے آگے جھکیں؟ کیا عورت کو (خاص کر اس کے منہ پر) زوردار تھپڑوں کی مار سے ناک اور منہ سے خون نکالنے کی اجازت ہے؟ جبکہ عورت اللہ کو حاضر اور ناظر جان کر اپنے تمام فرائض ایمان داری سے ادا کرتی ہو، اور وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہ جاتی ہو، کیا ایسے شوہر کی عبادت قبول ہوسکتی ہے؟ کیا یومِ حساب اللہ تعالیٰ صابر بیوی کو اس کے شوہر سے تمام حقوق ادا کروائے گا جو کہ دُنیا میں اسے نہ ملے ہوں؟ کیونکہ اب بیوی یہی کہتی ہے کہ اب تو قیامت کے دن ہی حساب بے باق ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ہوگا۔

جواب:... اس شخص کے جو حالات آپ نے لکھے ہیں، ان کے نفسیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ''پڑھا لکھا پاگل'' ہے، گالیاں بکنا، تہمتیں دھرنا، مار پیٹ کرنا، وعدوں سے پھر جانا، اور قسمیں کھا کھا کر توڑ دینا، کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔ جو شخص کسی پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے اور اس پر چار گواہ پیش نہ کرسکے، اس کی سزا قرآنِ کریم نے ۸۰ دُرّے تجویز فرمائی ہے،[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سب سے بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے۔[2] اور جو شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے، بیوی اس کے خلاف عدالت میں لعان کا دعویٰ کرسکتی ہے، نکاح ختم کرنے کا دعویٰ کرسکتی ہے، جس کی تفصیل یہاں ذکر کرنا غیرضروری ہے۔ اب اگر آپ اپنا معاملہ یوم الحساب پر چھوڑتی ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کو ان تمام زیادتیوں کا بدلہ دِلائیں گے، اور اگر آپ دُنیا میں اس کے خلاف کارروائی کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو عدالت سے رُجوع کرنا ہوگا کہ مظلوم لوگوں کے حقوق دِلانا عدالت کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ آپ یہ بھی کرسکتی ہیں کہ دو چار شریف آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اس سے طلاق لے لیں اور کسی دُوسری جگہ عقد کرکے شریفانہ زندگی بسر کریں۔ بہرحال اس پاگل کے فعل کو اِسلام کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ ''اسلام کی بیٹی کیا اتنی گھٹیا اور حقیر ہے'' بالکل غلط ہے، اسلام کی تعلیم تو وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد میں ذکر فرمائی:

''خیر کم خیر کم لأھله وأنا خیر کم لأھلی۔'' (مشکوٰۃ ص:۲۸۱)

---

(۱) قال تعالٰی: والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یأتوا بأربعة شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدة۔ (النور:۴)۔

(۲) عن أبی ھریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اجتنبوا السبع الموبقات! قالوا: یا رسول الله! وما ھن؟ قال: الشرک بالله والسحر وقتل النفس التی حرم الله إلّا بالحق وأکل الربا وأکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۱۷ باب الکبائر)۔

ترجمہ:... ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بڑھ کر اچھا ہوں۔''

عورت کے اِخراجات کی ذمہ داری مرد پر ہے

سوال:... کیا اسلام عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل گھر اور کام گھر میں ہے، جہاں ان کو رہ کر ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں، آخر یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... کما کر کھلانے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے،[1] عورتیں اس بوجھ کو اُٹھا کر اپنے لئے خود ہی مشکلات پیدا کر رہی ہیں، اسلام میں کمائی کے لئے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔[2]

عورت کے لئے کسبِ معاش

سوال:... مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۹۲ء روزنامہ ''جنگ'' میں محترم بیگم سلمیٰ احمد صاحبہ نے کراچی اسٹاک ایکسچینج کے نومنتخب عہدیداران کے استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے سورۂ نساء کی آیت:۳۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ''عورت جو کماتی ہے وہ اس کا حصہ ہے اور مرد جو کماتا ہے وہ اس کا حصہ ہے'' لہٰذا عورتوں کو کاروبار کرنے کی اجازت ہے، جب کہ قرآن مجید میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے:

''کہ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔''

قرآن مجید کے ترجمہ سے کہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں کاروبار اعلانیہ کرسکتی ہیں؟ جب کہ ہر شخص کی طرح عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا اور مردوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا، تو محترمہ بیگم سلمیٰ احمد صاحبہ نے کاروبار کا مفہوم کہاں سے نکال لیا، اس سے قبل جناب مولانا طاہر القادری صاحب نے بھی مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ریفرنڈم کے زمانے میں خطاب کے دوران اسی قسم کا ترجمہ کیا تھا، کیونکہ مرحوم نے بھی اس زمانہ میں پاک پتن شریف میں تقریر کرتے ہوئے خواتین کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہی ترجمہ کیا تھا کہ عورت کاروبار کرسکتی ہے، جس کی تائید کرنے پر مولانا محترم کو مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا۔

لہٰذا آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ براہ کرم مندرجہ بالا آیت مبارکہ کا صحیح ترجمہ شائع فرما کر اُمتِ مسلمہ کو کسی نئے تنازعہ سے بچائیں۔

جواب:... یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ اوّل یہ کہ عورت کے لئے کسبِ معاش کا کیا حکم ہے؟ میں اس مسئلے کی وضاحت

---

(۱) قوله تجب النفقة للزوجة علٰى زوجها والكسوة بقدر حالها أى الطعام والشراب بقرينة عطف الكسوة والسكنٰى عليها والأصل فى ذالك قوله تعالٰى: لينفق ذو سعة من سعته ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۴ ص:۱۸۸، باب النفقة، طبع دار المعرفة)۔

(۲) قال تعالٰى: وقرن فى بيوتكن ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأولٰى ...إلخ۔ (الأحزاب:۳۳)۔ أيضًا: وفى التفسير: وقرن فى بيوتكن أى ألزمن بيوتكن فلا تخرجن لغير حاجة .... ولَا تبرجن تبرج الجاهلية الأولٰى، والتبرج: أنها تلقى الخمار علٰى رأسها، ولَا تشدّه فيوارى قلائدها وقرطها وعنقها ويبدوا ذالك كله منها۔ (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۱۶۸، ۱۶۹)۔

پہلے بھی کرچکا ہوں کہ اسلام نے بنیادی طور پر کسبِ معاش کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے، اور خواتین کے خرچ اخراجات ان کے ذمہ ڈالے ہیں، خاص طور پر شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے، اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے، جس پر دلائل پیش کرنا کارِ عبث نظر آتا ہے، ابلیس مغرب نے صنفِ نازک پر جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے وہ یہ کہ ''مساوات مرد و زن'' کا فسوں پھونک کر عورت کو کسبِ معاش کی گاڑی میں جوت کر مردوں کا بوجھ ان پر ڈال دیا، اور جن حضرات کا آپ نے تذکرہ کیا ہے وہ اسی مسلک کے نقیب اور داعی ہیں، اور اس کی وجہ سے جو جو خرابیاں مغربی معاشرہ میں رونما ہوچکی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرہ کے لئے لائقِ رشک نہیں بلکہ لائقِ شرم ہیں۔

ہاں! بعض صورتوں میں بے چاری عورتوں کو مردوں کا یہ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے، ایسی عورتوں کا کسبِ معاش پر مجبور ہونا ایک اضطراری حالت ہے، اور اپنی عفت وعصمت اور نسوانیت کی حفاظت کرتے ہوئے وہ کوئی شریفانہ ذریعہ معاش اختیار کریں تو اس کی اجازت ہے۔

دُوسرا مسئلہ بیگم صاحبہ کا قرآن کریم کی آیت سے اِستدلال ہے، اس کے بارے میں مختصراً یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ اس آیت شریفہ کا موصوفہ کے دعویٰ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بلکہ یہ آیت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے، کیونکہ اس آیت شریفہ کا نزول بعض خواتین کے اس سوال پر ہوا تھا کہ ان کو مردوں کے برابر کیوں نہیں رکھا گیا؟ مردوں کو میراث کا دوگنا حصہ ملتا ہے، چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

> ''ماقبل کی آیتوں میں میراث کے احکام گزرے ہیں، ان میں یہ بھی بتلایا جاچکا ہے کہ میت کے ورثاً میں اگر مرد اور عورت ہو، اور میت کی طرف رشتہ کی نسبت ایک ہی طرح کی ہو تو مرد کو عورت کی بہ نسبت دوگنا حصہ ملے گا، اسی طرح کے اور فضائل بھی مردوں کے ثابت ہیں، حضرت اُمِّ سلمہؓ نے اس پر ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کو آدھی میراث ملتی ہے، اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں۔
>
> مقصد اعتراض کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی تمنا تھی کہ اگر ہم لوگ بھی مرد ہوتے تو مردوں کے فضائل ہمیں بھی حاصل ہوجاتے، بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں حصہ لیتے اور جہاد کی فضیلت ہمیں حاصل ہوجاتی۔
>
> ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مرد کو میراث میں دوگنا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے تو کیا عبادات واعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب دیا گیا ہے، حضرت ام سلمہؓ کے قول کا جواب: ''وَلَا تَتَمَنَّوْا'' سے دیا گیا اور اس عورت کے قول کا جواب ''لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ'' سے دیا گیا۔'' (تفسیر معارف القرآن ج:۲ ص:۳۸۸)

خلاصہ یہ کہ آیت شریفہ میں بتایا گیا کہ مرد وعورت کے خصائص الگ الگ اور ان کی سعی وعمل کا میدان جدا جدا ہے، عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی ریس کیا؟ اس کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہئے، قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی سعی وعمل کا پھل ملے گا،

مردوں کو ان کی محنت کا، اور عورتوں کو ان کی محنت کا، مرد ہو یا عورت کسی کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

بیگم صاحبہ نے جو مضمون اس آیت شریفہ سے اخذ کرنا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ مردوں کی دُنیوی کمائی ان کو ملے گی، عورتوں کا اس میں کوئی حق نہیں، اور عورتوں کی محنت مزدوری ان کی ہے، مردوں کا اس میں کوئی حق نہیں، اگر یہ مضمون صحیح ہوتا تو دنیا کی کوئی عدالت بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر نہ ڈالا کرتی، اور عدالتوں میں نان نفقہ کے جتنے کیس دائر ہیں ان سب کو یہ کہہ کر خارج کردینا چاہئے کہ بیگم صاحبہ کی "تفسیر" کے مطابق مرد کی کمائی مرد کے لئے ہے، عورت کا اس میں کوئی حق نہیں، استغفراللہ! تعجب ہے کہ ایسی کھلی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی۔

بیوی کے اِصرار پر لڑکیوں سے قطع تعلق کرنا اور حصے سے محروم کرنا

سوال:... میں نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی، جس سے تین لڑکیاں ہیں، اور میں نے ان کی شادی بھی کردی، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میری جائیداد میں یہ لڑکیاں حق دار نہ رہیں، اور تعلق تو میں نے پہلے ہی ختم کرلیا ہے، کیونکہ میری بیوی کی خواہش یہی ہے، کیا میرا یہ فیصلہ شریعت کے عین مطابق ہوگا؟

جواب:... بیٹیوں سے قطع تعلق؟ توبہ کیجئے...! یہ سخت گناہ ہے۔[1] اسی طرح ان کو جائیداد سے محروم کرنے کی خواہش بھی سخت گناہ ہے۔[2] خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو وارث بنایا ہے، بیوی کے اصرار پر اس کو محروم کرنے کی کوشش کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بیوی خدا اور رسول سے زیادہ عزیز ہے۔[3]

باوجود کمانے کی طاقت کے بیوی کی کمائی پر گزارا کرنا

سوال:... کیا مردوں کو عورتوں کی کمائی کھانے کی اجازت ہے؟ مثلاً: کسی کی بیوی کما کر لاتی ہے اور مرد باوجود تندرستی کے نکما ہے، کماتا نہیں، تو ایسے شخص کو بیوی کی کمائی حلال ہے؟ یا کسی نوجوان کی بہن کماتی ہے اور وہ بیٹھ کھاتا ہے، تو کیا ایسے جوان کو بہن کی لائی ہوئی تنخواہ میں سے خرچ کرنے کا حق ہے؟

---

(۱) عن جبير بن مطعم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يدخل الجنة قاطع. متفق عليه. (مشكٰوة المصابيح ص: ۴۱۹، الفصل الأوّل، باب البر والصلة). أيضًا: الكبيرة الثالثة بعد الثلثمائة: قطع الرحم. قال تعالٰى: واتقوا الله الذى تساءلون به والأرحام، أى واتقوا الأرحام أن تقطعوها. (الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۲ ص:۷۶).

(۲) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة. (مشكٰوة ص:۲۶۶، باب الوصايا، الفصل الثالث).

(۳) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عيله وسلم: لَا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق. (مشكٰوة ص:۳۲۱، كتاب الإمارة، الفصل الثانى).

جواب:... عورتوں کے معاش کا ذمہ دار مردوں کو بنایا گیا ہے۔[1] مگر عورتوں نے یہ بوجھ خود اُٹھانا شروع کردیا، اور تساہل پسند مردوں کو ایک اچھا خاصا ذریعۂ روزگار مل گیا، جب عورت اپنی خوشی سے کما کر لاتی ہے اور مردوں پر خرچ کرتی ہے، ان کے لئے کیوں حلال نہیں...؟

بیوی کو خرچہ نہ دینا اور بیوی کا رَدِّ عمل نیز گھر میں سودی پیسے کا استعمال

سوال:... میرے میاں اپنا پیسہ سودی بینک میں مختلف اسکیموں پر لگاتے ہیں اور اس کا منافع ہر مہینے جو ہوتا ہے اس کو بھی گھر کے خرچ میں لگادیتے ہیں۔ والد صاحب کے سائے سے بچپن سے محروم ہوگئے اور اس زمانے میں لڑکیوں کی شادی ایک مسئلہ ہے، تو پھر میرے گھر والوں نے یہ شادی کردی، میرے میاں کی ملازمت حبیب بینک میں بہ حیثیت آڈٹ آفیسر ہے، ایک تو بینک کی نوکری اور اُوپر سے سود کی اسکیموں میں لگایا ہوا پیسہ، یہ تمام پیسہ مجھ پر اور میرے بچوں پر خرچ ہوتا ہے۔ ۱-اس پیسے کے کھانے سے میری نماز، میرا کھانا دُرست ہے؟ ۲-اسی پیسے سے میں اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کرتی ہوں، کیا وہ دُرست ہے؟

جواب:... سود تو حرام ہے،[2] آپ ایسا کیا کریں، ہر مہینے کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا کریں اور آپ کے میاں اپنی رقم سے غیرمسلم کا وہ قرض ادا کردیا کریں۔

مقروض شوہر کی بیوی کا اپنی رقم خیرات کرنا

سوال:... ایک شخص پانچ ہزار روپے کا مقروض ہے، اور یہ قرضِ حسنہ لیا ہوا ہے، اس کی بیوی کے پاس تقریباً تین ہزار روپے کا زیور ہے، اب بیوی چاہتی ہے کہ ۱۵۰۰ روپے کے زیورات بیچ کر گاؤں میں ایک کنواں کھدوائے، لیکن اس کے میاں کا اصرار ہے کہ یہ پندرہ سو روپے کنویں پر خرچ کرنے کے بجائے میرا قرض ادا کردو، بیوی کہتی ہے کہ یہ میرا حق ہے، میں جہاں چاہوں خرچ کرسکتی ہوں، اس کا ثواب مجھے ضرور ملے گا، اور خاوند کہتا ہے کہ میاں اگر مقروض ہو تو اس کی بیوی کو خیرات کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا بیوی اپنے زیورات کو فروخت کرکے اس رقم کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرسکتی ہے یا خاوند کی اطاعت اس کے لئے ضروری ہے؟

جواب:... اگر زیور بیوی کی ملکیت ہے تو وہ جس طرح چاہے اور جہاں چاہے خیرات کرسکتی ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق

---

(۱) قال تعالٰی: الرجال قوّمون علی النساء ... الخ۔ (النساء: ۳۴)۔

(۲) وأحل الله البيع وحرم الربٰوا۔ (البقرة:۲۷۵)۔ أيضًا: عن جابر قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ رواه مسلم۔ (مشكٰوة المصابيح ص:۲۴۴، الفصل الأوّل، باب الربا)۔

نہیں۔ لیکن حدیثِ پاک میں ہے کہ عورت کے لئے بہتر صدقہ یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر اور بال بچوں پر خرچ کرے۔[1] اس لئے میں اس نیک بی بی کو جو پندرہ سو روپے خرچ کرنا چاہتی ہے، مشورہ دُوں گا کہ وہ اپنے سارے زیور سے اپنے شوہر کا قرضہ ادا کردے، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوجائیں گے اور اس کو جنت میں بہترین زیور عطا کریں گے۔

والدین سے اگر بیوی کی لڑائی رہے تو کیا کروں؟

سوال:... میری شادی کو ڈھائی سال ہوئے، ڈھائی سال میں میرے سسرال والوں سے میری معمولی معمولی بات میں نہیں بنتی اور میرے شوہر کے ساتھ بھی ان کے ماں باپ کی نہیں بنتی، ان لوگوں نے مجھے کبھی پیار محبت سے نہیں دیکھا اور میری بیٹی کے ساتھ بھی وہ لوگ بہت تنگ مزاج ہیں۔ بات بات پر طنز کرنا، کھانے کے لئے جھگڑا کرنا، کاروبار ہمارے یہاں مل کر کرتے ہیں اور تمام محنت میرے شوہر ہی کرتے ہیں، الحمدللہ ہمارے یہاں رزق میں بے حد برکت ہے۔ ڈھائی سال کے عرصے میں کئی بار اپنی والدہ کے یہاں آگئی، اور ان لوگوں کے کہنے پر کہ اب کوئی جھگڑا نہیں ہوگا، بڑوں کا لحاظ کرتے ہوئے والدین کا کہنا مانتے ہوئے میں معافی مانگ کر دوبارہ چلی جاتی، تھوڑے عرصے تک ٹھیک رہتا، پھر وہی حال۔ اس بار بھی میرے شوہر اور ان کے والد میں معمولی بات پر جھگڑا ہوگیا، اور میں مع شوہر اپنی والدہ کے یہاں ہوں۔ میرے شوہر اور میں دونوں چاہتے ہیں کہ ماں باپ کی دُعاؤں اور پیار محبت سے الگ مکان لے لیں، کاروبار سے الگ نہ ہوں، اس لئے کہ ماں باپ کی خدمت بھی ہو، وہ لوگ دوبارہ بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کہیں گے، جیسے پہلے کہتے تھے۔ آپ بتائیے کہ جب گھر میں روز جھگڑا ہو تو برکت کہاں سے رہے گی؟ آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم الگ مکان لے لیں، ان مسائل کا حل بتائیے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا، اور میں تازندگی دُعا دیتی رہوں گی، میں بے حد دُکھی ہوں۔

جواب:... آپ کا خط غور سے پڑھا، ساس بہو کا تنازع تو ہمیشہ سے پریشان کن رہا ہے، اور جہاں تک تجربات کا تعلق ہے اس میں قصور عموماً کسی ایک طرف کا نہیں ہوتا، بلکہ دونوں طرف کا ہوتا ہے۔ ساس، بہو کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر تنقید کیا کرتی اور ناک بھوں چڑھایا کرتی ہے، اور بہو جو اپنے میکے میں ناز پروردہ ہوتی ہے، ساس کی مشفقانہ نصیحت کو اپنی توہین تصوّر کرتی ہے، یہ دوطرفہ نازک مزاجی مستقل جنگ کا اکھاڑہ بن جاتی ہے۔

---

(۱) عن زينب إمرأة عبدالله بن مسعود قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تصدقن يا معشر النساء! ولو من حليّكن، قالت: فرجعت إلى عبدالله فقلت: إنك رجل خفيف ذات اليد وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمرنا بالصدقة فاته فاسئله فإن كان ذالك يجزئ عني وإلّا صرفتها إلى غيركم، قالت: فقال لي عبدالله: بل ائتيه أنت، قالت: فانطلقت فإذا امرأة من الأنصار بباب رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجتي حاجتها، قالت: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد القيت عليه المهابة فقالت: فخرج علينا بلال، فقلنا له: ائتِ رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره أن امرأتين بالباب تسألانك أتجزئ الصدقة عنهما على أزواجهما وعلى أيتام في حجورهما؟ ولا تخبره من نحن، قالت: فدخل بلال على رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: من هما؟ قال: إمرأة من الأنصار وزينب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الزيانب؟ قال: إمرأة عبدالله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لهما أجران، أجر القرابة وأجر الصدقة. متفق عليه. واللفظ لمسلم. (مشكوٰة ص: ١٧١ باب أفضل الصدقة).

آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر آپ اتنی ہمت اور حوصلہ رکھتی ہیں کہ اپنی خوشدامن کی ہر بات برداشت کرسکیں، ان کی ہر نازک مزاجی کا خندہ پیشانی سے استقبال کرسکیں، اور ان کی کسی بات پر ''ہوں'' کہنا بھی گناہ سمجھیں، تو آپ ضرور ان کے پاس دوبارہ چلے جائیں، اور یہ آپ کی دُنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی ہوگی۔ اس ہمت و حوصلہ اور صبر و استقلال کے ساتھ اپنے شوہر کے بزرگ والدین کی خدمت کرنا آپ کے مستقبل کو لائقِ رشک بنادے گا، اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ ہر شخص کھلی آنکھوں سے کرے گا۔ اور اگر اتنی ہمت اور حوصلہ آپ اپنے اندر نہیں پاتیں کہ اپنی رائے اور اپنی ''انا'' کو ان کے سامنے یکسر مٹا ڈالیں تو پھر آپ کے حق میں بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ الگ مکان میں رہا کریں۔ لیکن شوہر کے والدین سے قطع تعلق کی نیت نہ ہونی چاہئے، بلکہ نیت یہ کرنی چاہئے کہ ہمارے ایک ساتھ رہنے سے والدین کو جو اذیت ہوتی ہے اور ہم سے ان کی جو بے ادبی ہوجاتی ہے، اس سے بچنا مقصود ہے۔ الغرض! اپنے کو قصوروار سمجھ کر الگ ہونا چاہئے، والدین کو قصوروار ٹھہرا کر نہیں۔ اور الگ ہونے کے بعد بھی ان کی مالی و بدنی خدمت کو سعادت سمجھا جائے۔ اپنے شوہر کے ساتھ میکے میں رہائش اختیار کرنا موزوں نہیں، اس میں شوہر کے والدین کی سبکی ہے، ہاں! الگ رہائش اور اپنا کاروبار کرنے میں میکے والوں کا تعاون حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

میں نے آپ کی اُلجھن کے حل کی ساری صورتیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں، آپ اپنے حالات کے مطابق جس کو چاہیں اختیار کرسکتی ہیں۔ آپ کی وجہ سے آپ کے شوہر کا اپنے والدین سے رنجیدہ و کبیدہ اور برگشتہ ہونا، ان کے لئے بھی وبال کا موجب ہوگا اور آپ کے لئے بھی، اس لئے آپ کی ہرممکن کوشش یہ ہونی چاہئے کہ آپ کے شوہر کے تعلقات ان کے والدین سے زیادہ سے زیادہ خوشگوار ہوں اور وہ ان کے زیادہ سے زیادہ اطاعت شعار ہوں، کیونکہ والدین کی خدمت و اطاعت ہی دُنیا و آخرت میں کلیدِ کامیابی ہے۔ [1]

مرد اور عورت کی حیثیت میں فرق

سوال:... کیا اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے غم کم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے؟ جیسے مرد حضرات کا دعویٰ ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں، اسے اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے پیدا کیا ہے۔

جواب:... اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی بقا کے لئے انسانی جوڑا بنایا ہے، اور دونوں کے دِل میں ایک دُوسرے کا اُنس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دُوسرے کا محتاج بنایا ہے، میاں بیوی ایک دُوسرے کے بہترین مونس و غم خوار بھی ہیں، رفیق و ہم سفر بھی ہیں، یار و مددگار بھی ہیں۔ عورت مظہرِ جمال ہے، اور مرد مظہرِ جلال، اور جمال و جلال کا یہ آمیزہ کائنات کی بہار ہے، دُنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے، ایک دُوسرے کے دُکھ درد بھی بٹاتا ہے، اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دُوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے، ایک کو دُوسرے کا معاون بنایا ہے، عورت کے بغیر مرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوتی، اور مرد کے بغیر

---

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الجنة تحت أقدام الأمهات۔ (فیض القدیر ج:۶ ص:۲۹۰ طبع مکتبہ نزار مصطفی مکة)۔

عورت کا حسنِ زندگی نہیں نکھرتا۔ اس لئے یک طرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لئے پیدا کیا، ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، غلط ہے۔ ہاں! یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دُوسرے کا غم خوار و مددگار بنایا ہے۔

سوال:... میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ مرد اچھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں، اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں، کیونکہ وہ مرد ہیں، کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

جواب:... نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے، اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں، میں تو اس کا قائل ہوں کہ اپنے بزرگوں کی پسند کی شادی کی جائے۔

سوال:... کیا عورت اپنے لئے اچھے، نیک شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی ایسے شخص کو پسند کرتی ہے اور اس سے عزّت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے، تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی، جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے۔

جواب:... اُوپر لکھ چکا ہوں، اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکا کھالیتی ہیں، اپنے خاندان اور کنبے سے پہلے کٹ جاتی ہیں، ان کی محبت کا ملمع چند دنوں میں اُتر جاتا ہے، پھر نہ وہ گھر کی رہتی ہیں، نہ گھاٹ کی۔ اس لئے میں تمام بچیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ شادی دستور کے مطابق اپنے والدین کے ذریعے کیا کریں۔

سوال:... میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرلی تھی۔

جواب:... صحیح ہے۔[1]

سوال:... اگر آج ایک نیک مؤمن عورت کسی نیک شخص سے شادی کی خواہش کرے تو اس میں کوئی بُرائی تو نہیں ہے، جبکہ عورت اپنی خواہش بیان نہ کرسکتی ہو تو کیا کرے؟ کیونکہ اگر بیان کرتی ہے تو والدین کی، بھائیوں کی عزّت کا مسئلہ بن جاتا ہے، اگر والدین کی بات مانے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوگا۔

جواب:... اس کی صورت یہ ہے کہ خود یا اپنی سہیلیوں کے ذریعے اپنی والدہ تک اپنی خواہش پہنچادے، اور یہ بھی کہہ دے کہ میں کسی بے دِین سے شادی کرنے کے بجائے شادی نہ کرنے کو ترجیح دُوں گی، اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتی رہے۔

سوال:... اگر عورت اپنی خواہش سے شادی کر بھی لے تو یہ مرد حضرات طعنہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، جبکہ عورت کم ہی ایسا کرتی ہوگی، ایسے حضرات کے بارے میں آپ کیا جواب دیں گے؟

---

(۱) وحدثها ميسرة عن قول الراهب عن الملكين، وكانت لبيبة حازمة، فبعثت إليه تقول: يابن عمّي! إني قد رغبت فيك لقرابتك وأمانتك وصدقك وحسن خلقك، ثم عرضت عليه نفسها، فقال ذالك لأعمامه، فجاء معه حمزة عمّه حتّٰى دخل علٰى خويلد فخطبها منه، وأصدقها النبي صلى الله عليه وسلم عشرين بكرة فلم يتزوج عليها حتّٰى ماتت، وتزوجها وعمره خمس وعشرون سنة. (تاريخ الإسلام للذهبي ج:۱ ص:۶۴، طبع دار الكتاب العربي).

جواب:... جی نہیں! شریف مرد کبھی اپنی بیوی کو طعنہ نہیں دے گا، اسی لئے تو میں نے اُوپر عرض کیا کہ آج کل کچی عمر اور کچی عقل کی لڑکیاں محبت کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کرلیتی ہیں، نہ کسی کا حسب و نسب دیکھتی ہیں، نہ اخلاق و شرافت کا امتحان کرتی ہیں، جبکہ لڑکی کے والدین زندگی کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہوتے ہیں، اور یہ بھی اکثر جانتے ہیں کہ لڑکی ایسے شخص کے ساتھ نباہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس لئے لڑکی کو چاہئے کہ والدین کی تجویز پر اعتماد کرے، اپنی ناتجربہ کاری کے ہاتھوں دھوکا نہ کھائے۔

شوہر کی تسخیر کے لئے ایک عجیب عمل

سوال:... میری شادی کو دو سال ہوئے ہیں، مجھے شادی سے پہلے کچھ سورتیں، کچھ دُعائیں اور آیات وغیرہ پڑھنے کی عادت تھی، اب وہ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پاکی، ناپاکی، کا کچھ خیال نہیں رہتا اور وہ زبان پر ہوتی ہیں۔ خیال آنے پر رُک جاتی ہوں، مگر پھر وہی۔ اس لئے آپ سے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ اگر کسی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہوں تو آگاہی ہوجائے۔ اس کے علاوہ میں اپنے شوہر کی طرف سے بہت پریشان ہوں، مجھے بہت پریشان کرتے ہیں، کوئی توجہ نہیں دیتے، ہم دونوں میں آپس میں ذہنی ہم آہنگی کسی طور نہیں ہے، بہت کوشش کرتی ہوں، لیکن بے انتہا شکی ہیں۔

جواب:... ناپاکی کی حالت میں قرآنی دُعائیں تو جائز ہیں،[1] مگر تلاوت جائز نہیں،[2] اگر بھول کر پڑھ لیں تو کوئی گناہ نہیں، یاد آنے پر فوراً بند کردیں۔

شوہر کے ساتھ ناموافقت بڑا عذاب ہے، لیکن یہ عذاب آدمی خود اپنے اُوپر مسلط کرلیتا ہے، خلافِ طبع چیزیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں، لیکن آدمی کو چاہئے کہ صبر و تحمل کے ساتھ خلافِ طبع باتوں کو برداشت کرے، سب سے اچھا وظیفہ یہ ہے کہ خدمت کو اپنا نصب العین بنایا جائے، شوہر کی بات کالوٹ کر جواب نہ دیا جائے، نہ کوئی چبھتی ہوئی بات کی جائے، اگر اپنی غلطی ہو تو اس کا اعتراف کرکے معافی مانگ لی جائے۔ الغرض! خدمت و اطاعت، صبر و تحمل اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ یہی عملِ تسخیر ہے، جس کے ذریعے شوہر کو رام کیا جاسکتا ہے، اس سے بڑھ کر کوئی عملِ تسخیر مجھے معلوم نہیں۔ اگر بالفرض شوہر ساری عمر بھی سیدھا ہوکر نہ چلے تو بھی عورت کو دُنیا و آخرت میں اپنی نیکی کا بدلہ دیر، سویر ضرور ملے گا، اور اس کے واقعات میرے سامنے ہیں۔ اور جو عورتیں شوہر کے سامنے ٹرٹر بولتی ہیں ان کی زندگی دُنیا میں بھی جہنم ہے، آخرت کا عذاب تو اَبھی آنے والا ہے۔ بہن بھائیوں کے لئے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دُعا کیا کیجئے۔

---

(۱) ولو قرأت الفاتحة علٰی وجه الدعاء أو شيئًا من الآيات التي فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لَا بأس به۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۳۰۲، كتاب الطهارة، عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، كتاب الطهارة، الباب السادس)۔

(۲) وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن وليس لهم مس المصحف۔ (هداية ج:۱ ص:۲۸)۔ الأحداث ثلاثة، حدث صغير، وحدث وسط، وحدث كبير، والحدث الوسط هو الجنابة والحدث الكبير الحيض والنفاس .... وتأثير الحدث الوسط .... ويزاد عليها تحريم قراءة القرآن وتأثير الحدث الكبير تحريم ما سبق كله ...إلخ۔ (الفقه الحنفي وأدلّته ج:۱ ص:۱۰۶، ۱۰۷)۔

قصور آپ کا ہے

سوال:... ڈھائی تین سال ہوئے، ایک شادی کی تقریب میں جبکہ میں چند قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا گھر کے برانڈے میں، میری چھوٹی سالی کے لڑکے نے مجھ سے بہت بدتمیزی اور بے ادبی کی، جس پر پاس بیٹھے ہوئے عزیزوں نے بھی میری طرف تمسخرانہ نظروں سے دیکھا، مجھے بہت سبکی محسوس ہوئی، مگر وقت کی نزاکت کی وجہ سے خاموش رہا، اور صرف اپنی اہلیہ سے اس کا ذکر کیا۔ سال بھر تک میں خاموش رہا اور اس انتظار میں رہا کہ میری چھوٹی سالی، اہلیہ یا چھوٹی سالی کا لڑکا خود آکر مجھ سے اپنی بے ادبی اور بدتمیزی کی معذرت کرے گا، مگر وہ لوگ ہمارے گھر برابر آتے رہے۔ اہلیہ کو تو اس بے ادبی کا بالکل احساس نہیں، وہ لڑکا بھی آتا اور میرے سامنے سے اپنی خالہ کے پاس چلا جاتا، دونوں ماں بیٹے نے کبھی مجھے سلام تک نہیں کیا۔ خیر ایک سال یونہی گزر گیا۔ ایک روز وہ لڑکا آیا اور میری اہلیہ سے باتیں کر کے جب جانے لگا تو میں نے اس کو روک کر کہا کہ آئندہ اس گھر میں نہ آنا، اس پر وہ بہت سیخ پا ہوا اور کہا کہ: ''میں آؤں گا، دیکھتا ہوں کون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟'' میری اہلیہ یہ سب سنتی رہیں مگر خاموش رہیں۔ ۱۵ مئی ۱۹۹۴ء کی صبح ساڑھے آٹھ بجے مجھے عارضۂ قلب ہوا، میں صوفے پر لیٹ گیا اور اس مرض کی گولی زبان کے نیچے رکھی، چار گولیاں رکھنے پر افاقہ ہوا، اور درد کی شدّت کم ہوئی، اسی دوران میری چھوٹی سالی آئیں اور اپنی بہن سے باتیں کرنے لگیں، دن بھر رہیں مگر میرے بارے میں بالکل لاتعلقی ظاہر کی، حالانکہ میں نے جو مجھ سے ہو سکا، ان لوگوں کی بہت مدد کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس کو ظاہر کروں۔ شام کو چھوٹی سالی کا لڑکا ماں کو لینے آیا، اس کو دیکھ کر مجھے بے حد غصہ آیا اور سخت کلامی بھی ہوئی، لڑکا بھی برابر جواب دیتا رہا، مگر نہ اس کی ماں، نہ میری اہلیہ اور نہ ہی میرے صاحبزادے کچھ بولے، وہ لوگ چلے گئے اور آدھ گھنٹے بعد چھوٹی سالی کی لڑکی نے میری اہلیہ کو فون کیا اور نہ معلوم میرے متعلق کیا کیا کہا کہ میری اہلیہ نے مجھ کو سخت بُرا بھلا کہا اور مجھ سے طلاق مانگی اور گھر سے نکل جانے کو کہا، میں نے کہا: ''آپ خلع لے لیں، طلاق تو میں نہیں دُوں گا'' اس سے بھی کافی تلخ کلامی ہوئی اور مجھ سے یہاں تک کہا کہ: ''میرے لئے اب اچھا نہیں ہوگا'' اس دن سے میری اہلیہ کی بھی مجھ سے بات چیت بند ہے، میں برابر جو میرا فرض ہے یعنی پنشن وغیرہ ان کو دے رہا ہوں۔ آپ سے عرض ہے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ہم دونوں میں بالکل بات چیت بند ہے، اس سلسلے میں شرع کے کیا اَحکامات ہیں؟ میں بہت ممنون ہوں گا، بہت ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔

جواب:... شریعت کا حکم یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی پیار و محبت سے رہیں، ایک دُوسرے کے حقوقِ واجبہ ادا کریں، اور اگر نہیں کرسکتے تو علیحدگی اختیار کرلیں۔ سالی کے لڑکے کی وجہ سے آپ نے اپنا معاملہ بگاڑ لیا، اگر وہ بے ادب تھا تو آپ اس کو منہ نہ لگاتے، آپ کے معاملات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بیوی بچوں کے دِل میں گھر نہیں کرسکے، ایک سال سے گفتگو بند ہے، مگر نہ آپ نے بیوی سے پوچھا، نہ بیوی نے آپ سے، نہ صاحبزادے نے دونوں سے، گناہگار تو آپ کی بیوی زیادہ ہے، لیکن اصل قصور آپ کی سخت طبعی کا ہے، جو کسی کے ساتھ بھی نہ بن سکی۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سیرت، حسنِ اخلاق، حسنِ معاملات اور حسنِ دِل ربائی کا معاملہ کریں، پھر نہ آپ کو بیوی سے شکایت رہے گی، نہ

اس کی بہن سے، نہ بھانجے سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہو، اور میں اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہوں'' (مشکوٰۃ ص:۲۸۱)۔[1]

شوہر کا ظالمانہ طرزِ عمل

سوال:... آٹھ برس قبل ایک متشدّد شوہر نے بہت زیادہ مار پیٹ کر اپنی بیوی کو آدھی رات کو گھر سے باہر گلی میں پھینک دیا، جہاں اسے پڑوس کی بزرگ عورتوں نے گالی گلوچ کی آوازیں سن کر پناہ دی، اور اس کے (عورت کے) ماں باپ کے گھر خبر بھجوادی، دریں اثنا شوہر نے اپنے بڑے بھائی اور بڑی بہن کو ساتھ لے کر عورت کو اس کے چار چھوٹے بچوں سمیت اس کے نانا کے گھر پہنچادیا، ایک بچی اس وقت پیٹ میں تھی، بہرحال یہ مظلوم عورت ننھیال سے اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ گئی، عورت کے خاندان کی طرف سے مصالحت کی درخواستیں بلاشنوائی شوہر کے خاندان نے رَدّ کردیں، اور دو تین برس بعد شوہر نے دو طلاقیں اپنی بیوی کو دے دیں، اس وقت اس کے پانچ بچے بھی ننھیال یعنی عورت کے ماں باپ کے پاس رہتے تھے۔ عدّت شوہر نے گزار دی اور بچوں کا خرچہ (بہت ہی معمولی) بھجوانا شروع کردیا، کبھی نہ شوہر (بچوں کا باپ) ملنے یا بچوں کو دیکھنے آیا، نہ ہی اس کے خاندان کا کوئی رحم دِل فرد یا بزرگ آیا، یہ لوگ عجیب روایتی لڑکی والوں کو نفرت سے دیکھنے والا خاندان ثابت ہوئے، اب صورتِ حال یہ ہے کہ بچوں کے لئے باپ خرچہ کبھی بھیجتا تھا، کبھی نہیں، لہٰذا بڑے بچے نے ڈاکیے سے کہہ کر واپس کردیا، اور پھر بالکل ہی بند ہوگیا۔ نکاح پر بطور مہر معجّل دیا ہوا ہار (تین ہزار مالیت کا) گھر سے نکالتے وقت شوہر نے چھین لیا تھا، اسی طرح اس کے جہیز کی تمام چیزیں جو بوقتِ شادی شوہر کی بہنوں نے دیکھ دیکھ کر پوری لی تھیں، ان میں سے کچھ بھی واپس تک نہیں کیا ہے۔ کہتے ہیں: ''ہم نے تین طلاق نہیں دی، لہٰذا معاملہ ہماری طرف سے بند نہیں ہوا، مطلقہ خلع لے۔'' آپ جانتے ہیں عدالتوں میں شرفاء اور دِین دار نہیں جانا چاہتے، اس مرد نے دُوسری شادی کی ہوئی ہے اور وہاں سے اس کی بچی بھی ہے (بچوں کو اس کا کارڈ آیا تھا) اب آپ ہی مشورہ دیں کہ یہ مطلقہ مظلوم عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... شرعی حکم: ''إمساک بمعروف أو تسریح بإحسان'' کا ہے، یعنی عورت کو رکھو تو دستور کے مطابق رکھو، اور اگر نہیں رکھنا چاہتے تو اسے خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔ آپ نے جو المناک کہانی درج کی ہے، وہ اس حکم شرعی کے خلاف ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ شوہر کو عورت کی کسی غلطی پر غصہ آیا ہوگا، لیکن شوہر نے غصے کے اظہار کا جو انداز اختیار کیا ہے، وہ فرعونیت کا مظہر ہے۔

۱:... آدھی رات کو مار پیٹ کر اور گالم گلوچ کر کے گھر سے باہر پھینک دینا، دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، اسلام ایسے غیرانسانی اور ایسے غیرشریفانہ فعل کی اجازت نہیں دیتا۔

۲:... عورت کو بغیر طلاق کے اس کے چار پانچ بچوں سمیت اس کے نانا کے گھر بٹھادینا بھی اُوپر کے درج کردہ شرعی حکم کے خلاف ہے۔

---

(۱) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيركم خيركم لأهله وأنا خيركم لأهلي. (مشكوة ج:۱ ص:۲۸۱، باب عشرة النساء).

۳:...عورت کے میکے والوں کی مصالحانہ کوشش کے باوجود نہ مصالحت کے لئے آمادہ ہونا، اور نہ طلاق دے کر فارغ کرنا بھی حکمِ شرعی کے خلاف تھا۔

۴:...عورت کو دیا ہوا مہر ضبط کرلینا اور اس کے جہیز کے سامان کو روک لینا بھی صریحاً ظلم و عدوان ہے، حالانکہ دو تین سال بعد شوہر نے طلاق بھی دے دی، اس کے بعد اس کے مہر اور جہیز کو روکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

۵:...بچے تو شوہر کے تھے اور ان کا نان نفقہ ان کے باپ کے ذمے تھا، مگر طویل عرصے تک بچوں کی خبر تک نہ لینا، نہ ان کے ضروری اخراجات کی کفالت اُٹھانا بھی غیر انسانی فعل ہے۔ یہ مظلوم عورت اگر عدالت سے رُجوع نہیں کرنا چاہتی تو اس معاملے کو حق تعالیٰ کے سپرد کردے، اس سے بہتر انصاف کرنے والا کون ہے؟ حق تعالیٰ اس کی مظلومیت کا بدلہ قیامت کے دن دِلائیں گے اور یہ غاصب اور ظالم دُنیا میں بھی اپنے ظلم و عدوان کا خمیازہ بھگت کر جائے گا، حدیث شریف میں ہے کہ:

"ان اللہ لیملی الظالم حتّٰی اذا أخذہ لم یفلتہٗ۔" (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

ترجمہ:..."اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے ہیں، لیکن جب پکڑتے ہیں تو پھر چھوڑتے نہیں۔"

شوہر اگر زندہ ہو اور یہ تحریر اس کی نظر سے گزرے، تو میں اس کو مشورہ دُوں گا کہ اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا اس پر برسنا شروع ہو، اس کو ان مظالم کا تدارک کرلینا چاہئے۔

بیوی کی محبت کا معیار

سوال:...میری شادی میری کزن سے ہوئی ہے، شادی سے پہلے میں اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا، اس کی وجہ صرف اور صرف اس کا باپردہ اور باکردار ہونا تھا۔ ہمارے درمیان شادی سے پہلے کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی، لیکن شادی سے پہلے وہ بھی مجھے پسند کرتی تھی، یہ بات ہم دونوں جانتے تھے۔ شادی ہمارے والدین نے اپنی پسند اور خوشی سے طے کی تھی، شادی کے بعد جب میری بیوی گھر میں آئی تو مجھے بے حد خوشی ہوئی، لیکن شادی کے بعد میری بیوی کا رویہ میرے ساتھ ایک محبت کرنے والی بیوی کا نہیں رہا ہے۔ ہماری شادی کو سات سال ہونے والے ہیں، شادی کے بعد سے آج تک میری بیوی کا رویہ میرے ساتھ کبھی بھی ایک دوست، ایک محبت اور اُلفت رکھنے والی بیوی کا نہیں رہا، بلکہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ کسی مجبوری میں رہ رہی ہے، اور اس کو مجھ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، نہ میری کسی خوشی اور کسی غم میں اپنے دِل اور چاہت کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔ ہر انسان جب پریشان ہوتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کم از کم اس کی بیوی اس کے غم اور پریشانی میں اس کا ساتھ دے، اور وہ گھر میں آئے تو اس کا خوش دِلی سے استقبال کرے۔ میرے ساتھ معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے، بلکہ وہ تو میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتی، ہمارے درمیان کسی بھی قسم کی بات چیت نہ ہونے کے برابر ہے، وہ میرے تمام کام ایک مشین کی طرح انجام دیتی ہے، اور جلد از جلد مجھ سے جان چھڑانا چاہتی ہے۔ انسان شادی اس لئے کرتا ہے کہ جہاں اسے محبت کرنے والا دوست ملے گا، وہاں اس سے اپنے تمام فطری تقاضے بھی پورے کرسکے گا، میری بیوی کی صحت اچھی ہے، لیکن اس کے دِل میں میرے لئے محبت بالکل نہیں ہے، اگر جنسی خواہش نہ ہو تو انسان محبت سے تو پیش آسکتا ہے۔

جناب مولانا صاحب! میری بیوی میرے ساتھ رہنا تو چاہتی ہے لیکن ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک خادم کی طرح۔ میں حساس آدمی ہوں اور اس مسئلے پر بہت سوچتا ہوں، اور رات، رات بھر جاگتا رہتا ہوں، لیکن کوئی حل نظر نہیں آتا۔ جناب مولانا صاحب! میں خود بھی پردے کا بڑا قائل ہوں، میں نے اپنی جائز اور حلال آمدنی سے اپنی اور بیوی بچوں کی ضروریات کا پورا خیال رکھا ہے، اور خاص کر اپنی بیوی کی تمام جائز ضروریات بڑے اچھے طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب! کسی کو سمجھنے کے لئے سات سال کا عرصہ بہت ہوتا ہے، لیکن جب کسی کو آپ سے محبت ہی نہ ہو تو آپ کو کس طرح سمجھ میں آئے گا؟ اگر کوئی تکلیف ہو تو اس کے بارے میں بات کی جائے تو معلوم ہو کہ اس کو مجھ سے کیا تکلیف ہے؟ میں نے جب بھی اپنی بیوی سے معلوم کیا کہ تم کو میری ذات سے کوئی تکلیف یا شکایت ہے تو بتاؤ؟ اس کا ہر بار یہی جواب ہوتا ہے کہ آپ دُوسری شادی کرلو۔ ایک عورت خود یہ کہے کہ تم دُوسری شادی کرلو، تو اس سے میں کیا سمجھوں؟ جناب مولانا صاحب! سارا دن کاروباری مصروفیات کے بعد جب گھر پر آتا ہوں تو گھر آکر اپنی بیوی کے رویے کی وجہ سے اب میں ذہنی طور پر کمزور ہوتا جارہا ہوں۔ جناب مولانا صاحب! شریعت کے حوالے سے میری رہنمائی فرمائیں اور مجھے کوئی وظیفہ بھی بتائیں کہ مجھے گھریلو سکون نصیب ہو، اور میری بیوی مجھ سے محبت کرنے لگے اور اپنے بچوں پر بھی توجہ دے، اور میرے لئے پہلے آپ ''اِستخارہ'' بھی کریں اور دُعا بھی کریں۔ جناب مولانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے بیٹے کی طرح میری رہنمائی فرمائیں گے اور جلد از جلد مجھے اس پریشانی کا کوئی حل بھی بتائیں گے۔

جواب:... آپ نے اپنی چاہت کی شادی کی، اس کے باوجود وہ آپ کے بلندترین ''معیار'' پر پوری نہیں اُتری، اس پر قصور اس غریب کا نہیں، بلکہ آنجناب کے بلند معیار کا ہے، چونکہ وہ عورت ذات ہے، آپ کے معیار کی بلندیوں کو چھونے سے قاصر ہے، اس لئے آپ کو شکایت ہے، اس مسکین کو کوئی شکایت نہیں، اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنے معیار کو ذرا نیچا کیجئے۔

۱:... کون بیوی ہوگی جس کو اپنے میاں کے رنج و خوشی سے کوئی تعلق نہ ہو؟ مگر اس کا اظہار ہر شخص کے اپنے پیمانے سے ہوتا ہے، کوئی ڈھول کی طرح اظہار کرتا ہے، کوئی ہارمونیم کی نہایت ہلکی سی آواز میں، اور کوئی سب کچھ اپنے نہاں خانۂ دِل میں چھپالیتا ہے، کسی کو خبر ہی نہیں کہ اس کے دِل پر کیا گزر رہی ہے؟ اب ہارمونیم کی نہایت خفیف اور سریلی آواز کو ڈھول کی آواز میں کیسے تبدیل کیا جائے...؟

۲:... آپ گھر تشریف لاتے ہیں تو آپ کا جوپُرجوش استقبال نہیں ہوتا، کچھ معلوم ہے کہ وہ بے چاری گھر گرہستی کے کاموں میں کتنی مصروف رہی؟ ذرا ایک دن گھر کا چارج خود لے کر اس کا تجربہ کرلیجئے...!

۳:... وہ آپ کے تمام کام مشین کی طرح انجام دیتی ہے اور چالو مشین کی آپ کے دِل میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کھانا پکانے کے لئے ایک خانساماں رکھئے، گھر کی صفائی وغیرہ کے لئے ایک خادمہ رکھئے، کپڑے دھونے کے لئے ایک لانڈری رکھئے، بچوں کی نگہداشت کے لئے ایک اَنّا رکھئے اور گھر کی نگرانی کے لئے ایک چوکیدار مقرّر کیجئے، ان تمام ملازمین کی فوج کے باوجود گھر کا نظم و نسق ایسا نہیں چلے گا جیسا کہ یہ مشین چلارہی ہے، لیکن آپ کے ذہنی معیار میں اس کی ان خدمات کی کوئی قیمت نہیں...!

۴:... سات سال کا عرصہ واقعی بہت ہوتا ہے، لیکن افسوس کہ آپ نے اپنے بلند معیار کی بلندیوں سے نیچے اُتر کر اپنی بیگم کے

پوشیدہ کمالات کو جن کو حق تعالیٰ نے حیا کی چادر سے ڈھانک رکھا ہے، کبھی جھانکا ہی نہیں، آپ کبھی عرشِ معلّٰی سے نیچے اُترتے تو اس فرشی مخلوق کو سمجھتے...!

۵:...آپ چاہے کتنی شادیاں رچالیں، جب تک اپنے ذہنی عرشِ معلّٰی سے نیچے نہیں تشریف لائیں گے، نہ آپ کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ آئے گا، نہ آپ کو ذہنی تسکین ہوگی۔

۶:...آپ کو کسی وظیفے یا کسی تعویذ گنڈے کی ضرورت نہیں، البتہ کسی اللہ کے بندے کی صحبت میں رہ کر انسان بننے کی ضرورت ہے، جب آپ کی نگاہِ جوہر شناس کھلے گی، تب آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت اس بیوی کی شکل میں دے رکھی ہے...!

چولہا الگ کرلیں

سوال:...میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی کو دس سال ہوگئے ہیں، میرے تین بچے ہیں، میرے شوہر اور ان کے دو بھائی ہیں، ہم سب ساتھ رہتے ہیں، میری ساس نہیں ہیں، اور سسر کی ایسی طبیعت خراب ہے کہ ان کو اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں ہے۔ میرے شوہر اکثر جماعتوں میں جاتے رہتے ہیں، میں کبھی میکے میں رہتی ہوں، کبھی سسرال میں رہتی ہوں، تو مجھے معلوم یہ کرنا تھا کہ میں اپنے شوہر کے پیچھے اپنے سسرال میں رہ سکتی ہوں جبکہ میرا وہاں کوئی محرَم نہیں۔ ایک دیور ہے، ایک جیٹھ ہیں، میں اُمید کرتی ہوں کہ آپ میرے اس مسئلے کو بہتر طریقے سے سمجھ گئے ہوں گے۔

دُوسرا یہ مسئلہ معلوم کرنا تھا کہ ہم سب ساتھ رہتے ہیں، تو اَب میں الگ رہنا چاہتی ہوں، کیونکہ ہماری عورتوں کی آپس میں بنتی نہیں، بچوں کی بھی آپس میں بہت لڑائیاں ہوتی ہیں، بہت سی غلط فہمیاں بھی ہوتی رہتی ہیں، ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتی ہیں، اور بھی بہت ساری مشکلات ہیں۔ بچوں کی وجہ سے بھی کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوجاتی ہے، پھر اسی پریشانی اور اُلجھن میں رہتی ہوں، ساتھ ہی اس طرح کہ بالکل ایک دُوسرے کے کمرے ملے ہوئے ہیں، میں اپنے شوہر سے الگ رہنے کا کہتی ہوں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ: ''ہم سوچ رہے ہیں'' ایسے سوچتے سوچتے بھی پانچ سال گزر گئے، ایسی صورت میں کیا مجھے یہ حق ہے کہ میں الگ گھر کا مطالبہ کروں؟ اور کیا یہ شوہر کا فرض ہے کہ وہ الگ گھر دے؟ الگ گھر سے مراد چولہا وغیرہ الگ یا صرف کمرہ الگ مراد ہے؟

جواب:...اگر عزّت و آبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو تو شوہر کی غیرحاضری میں سسرال میں رہ سکتی ہیں۔

الگ گھر کا مطالبہ عورت کا حق ہے، مگر الگ گھر سے مراد یہ ہے کہ اس کا چولہا اپنا ہو، اور اس کے پاس مکان کا جتنا حصہ ہے اس میں کسی دُوسرے کا عمل دخل نہ ہو، خواہ بڑے مکان کا ایک حصہ مخصوص کرلیا جائے۔ [1]

---

(۱) قوله والسكنى فى بيت خال عن أهله وأهلها معطوف على النفقة أى تجب السكنى فى بيت أى الأسكان للزوجة على زوجها لأن السكنى من كفايتها فتجب بها كالنفقة .... وإذا وجبت حقا لها ليس له أن يشرك غيرها فيه لأنها تتضرر به ...الخ۔ (البحر الرائق ج:۴ ص:۲۱۰ باب النفقة طبع دار الفكر)۔

اسلامی اَحکامات میں والدین کی نافرمانی کس حد تک؟

سوال:... آج کل کے ماحول میں اگر اسلامی تعلیمات پر کوئی شخص پوری طرح عمل کرنا چاہے تو باقی دُنیا اس کے پیچھے پڑ جاتی ہے، اور اگر وہ شخص اپنی ہمت اور قوتِ برداشت سے ان کا مقابلہ کر بھی لیتا ہے تو اس کے گھر والے خصوصاً والدین اس کے راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مثلاً: میں کئی لوگوں کو جانتا ہوں جنھوں نے اپنے ماں باپ کی وجہ سے تنگ آکر اپنی داڑھیاں تک کٹوادیں، اور اگر والدین کو سمجھاؤ تو کہتے ہیں کہ: ''اسلام میں تو باپ اور ماں کا بہت مقام ہے، ماں کی اجازت کے بغیر جہاد پر بھی نہیں جاسکتے، لہٰذا کوئی عمل بھی ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔'' خصوصاً جب کوئی شخص اپنا لباس اور چہرہ سنت کے مطابق بنالیتا ہے تو پھر اس کے گھر والے اس کا جینا حرام کردیتے ہیں، یا کوئی شخص ٹی وی دیکھنا چھوڑ دے، گانے سننا چھوڑ دے، بینک میں نوکری نہ کرے، نامحرَم سے بات چیت نہ کرے، اور حتی الامکان اپنے آپ کو منکرات سے بچائے تو والدین کہتے ہیں کہ: ''جناب! یہ کونسا اسلام ہے کہ آدمی باقی دُنیا سے الگ تھلگ ہوکر بیٹھ جائے'' اسلام کے اندر کیا حدود ہیں، کسی سنت کو اگر والدین منع کریں تو ہم اس کو چھوڑ دیں؟ (مثلاً: لباس اور ظاہری صورت)، اور اگر والدین کسی واجب پر ناراض ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟ اور فرائض کے معاملے میں کیا رویہ رکھنا چاہئے؟

جواب:... یہ اُصول سمجھ لینا چاہئے کہ جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، اس میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔[۱] نہ ماں باپ کی، نہ پیر اور اُستاد کی، نہ کسی حاکم کی۔ اگر کوئی شخص کسی کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا، وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور جس کے کہنے پر نافرمانی کی تھی اس کو بھی ساتھ لے کر جائے گا۔

مرد کے لئے داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کو منڈانا یا کٹانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔[۲] اس مسئلے کی تفصیل میرے رسالے ''داڑھی کا مسئلہ'' میں دیکھ لی جائے، لہٰذا والدین کے کہنے سے اس گناہِ کبیرہ کا ارتکاب جائز نہیں، اور جو والدین اپنی اولاد کو اس گناہِ کبیرہ پر مجبور کرتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اور وہ دُنیا سے جاتے وقت ایمان سے محروم ہوکر جائیں، (اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھیں)۔

اسی طرح والدین کے کہنے سے ٹی وی دیکھنا، گانے سننا اور نامحرَموں سے ملنا بھی حرام ہے۔[۳] جب ان گناہوں پر قہرِ الٰہی نازل ہوگا تو نہ والدین بچاسکیں گے اور نہ عزیز و اقارب اور دوست احباب، اور قبر میں جب ان گناہوں پر عذابِ قبر ہوگا تو کوئی اس کی

---

(۱) عن النواس بن سمعان ...... لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكٰوة ج:۱ ص:۳۲۱، كتاب الإمارة).

(۲) وأما الأخذ منها وهي دون ذالك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (درمختار ج:۲ ص:۴۱۸).

(۳) ایضاً حوالہ نمبر۱۔

فریاد سننے والا بھی نہ ہوگا، اور قیامت کے دن ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا گرفتار ہوکر آئے گا، تو کوئی اس کو چھڑانے والا نہیں ہوگا۔[1]

والدین کا بڑا درجہ ہے اور ان کی فرمانبرداری اولاد پر فرض ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ والدین کسی جائز کام کا حکم کریں،[2] لیکن اگر بگڑے ہوئے والدین اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے گناہوں کا حکم کریں تو ان کی فرمانبرداری فرض کیا، جائز بھی نہیں، بلکہ ایسی صورت میں ان کی نافرمانی فرض ہے، ظاہر ہے کہ والدین کا حق اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر نہیں، جب والدین گناہ کے کام کا حکم کرکے اللہ تعالیٰ کے نافرمان بن جائیں تو ایسے نافرمانوں کی فرمانبرداری کب جائز ہوسکتی ہے...؟

اور یہ دلیل جو پیش کی گئی کہ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا بھی جائز نہیں، یہ دلیل غلط ہے، اس لئے کہ یہ تو شریعت کا حکم ہے کہ اگر جہاد فرضِ عین نہ ہو اور والدین خدمت کے محتاج ہوں تو والدین کی خدمت کو فرضِ کفایہ سے مقدم سمجھا جائے،[3] اس سے یہ اُصول کیسے نکل آیا کہ والدین کے کہنے پر فرائضِ شرعیہ کو بھی چھوڑ دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیوں کا بھی ارتکاب کیا جائے۔

اور یہ کہنا کہ ''یہ کونسا اسلام ہے کہ آدمی باقی دُنیا سے الگ تھلگ ہوکر بیٹھ جائے؟'' نہایت لچر اور بے ہودہ بات ہے، اسلام تو نام ہی اس کا ہے کہ ایک کے لئے سب کو چھوڑ دیا جائے، قرآنِ کریم میں ہے:

''آپ فرمادیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے، جو مالک ہے سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔''[4] (سورۂ اَنعام)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ تعالیٰ کے اَحکام کی تعمیل کے لئے باقی ساری دُنیا سے الگ تھلگ نہیں ہوگئے تھے؟

اگر دُنیا بگڑی ہوئی ہو تو ان سے الگ تھلگ ہونا ہی آدمی کو تباہی و بربادی سے بچاسکتا ہے، ورنہ جب یہ بگڑی ہوئی دُنیا قہرِ اِلٰہی کے شکنجے میں آئے گی تو ان سے مل کر رہنے والا بھی قہرِ اِلٰہی سے بچ کر نہیں نکل سکے گا...!

''بابا رِشتہ سب سے توڑ، بابا رِشتہ رَبّ سے جوڑ!''

''بابا سب سے رِشتہ توڑ، بابا رَبّ سے رِشتہ جوڑ!''

---

(۱) قال تعالٰی: فإذا جائت الصآخّة، یوم یفر المرء من أخیه، وأُمّه وأبیه، وصاحبته وبنیه، لکل إمریء منهم یومئذٍ شان یغنیه. (عبس:۳۳-۳۷).

(۲) ووصینا الإنسان بوالدیه .... وإن جاهداک علٰی أن تشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفًا واتبع سبیل من أناب إلیَّ ...إلخ. (لقمان:۱۳، ۱۴). نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

(۳) (قوله لأن طاعتهما فرض عین) أی والجهاد لم یتعین فکان مراعاة فرض العین أولٰی کما فی التجنیس، وأخذ منه فی البحر کراهة الخروج بلا إذنهما. (رد المحتار ج:۴ ص:۱۲۵، مطلب طاعة الوالدین فرض عین).

(۴) قل إن صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رَبّ العٰلمین لَا شریک له وبذٰلک أُمرت وأنا أوّل المسلمین. (الأنعام:۱۶۲، ۱۶۳).

عورت اور مرد کا رُتبہ

سوال:... رئیس امروہوی صاحب اپنے دو کالموں بعنوان ''مگر یہ مسئلہ زن'' اور ''آہ بیچاروں کے اعصاب'' (جو مؤرخہ ۱۷؍اور ۲۴؍ستمبر کو ''جنگ'' میں شائع ہوئے) میں عورتوں کے معاشرتی مقام پر بحث کی ہے۔ انہوں نے مولانا عمر احمد عثمانی کی تصنیف ''فقہ القرآن'' (جلد سوم) سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں قرآنی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ نہ عورت کی عقل ناقص ہے نہ ایمان! بلاشبہ مرد و عورت کی صلاحیتوں میں فرق ہے، مگر اس فرق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت مرد سے کم تر ہے۔ ''قوامون علی النساء'' کے یہ معنی لینا کہ مرد عورت کے حاکم اور داروغہ ہیں، صحیح نہیں۔ از رُوئے لغت ''قوام'' کے معنی معاشی کفیل کے ہیں، اور یقیناً مرد، عورت کا معاشی کفیل ہوتا ہے، مرد کو عورت پر از رُوئے قرآن کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ مصنف نے عالمانہ بحث کے بعد (جو صرف قرآنی استدلال پر مبنی ہے) یہ ثابت کر دیا ہے کہ عورت کی شہادت مرد کی طرح مستند، قابلِ قبول اور شرعی اعتبار سے دُرست ہے۔

امروہوی صاحب آگے چل کر رقم طراز ہیں:

> ''قرآن مجید کا خطاب ہر معاملے میں عورت اور مرد دونوں کی طرف یکساں ہے، عورت کی کمتری کی ایک طفلانہ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرآن مجید میں صالح مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ انہیں جنت میں حوریں ملیں گی، جبکہ عورت سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا۔ مولانا عمر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ اس دعوے کی کمزوری یہ ہے کہ حور کے معنی ہیں، سفید رنگ (عورتیں بھی سفید رنگ کی ہوسکتی ہیں، مرد بھی) تو سفید رنگ کے مرد کو بھی حور کہا جاسکتا ہے۔''

۲۴؍ستمبر کے کالم میں رقم طراز ہیں:

> ''قرآنِ کریم میں انسانیت کی ان دونوں صنفوں (یعنی مردوں اور عورتوں) میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا۔ دونوں کو ایک سطح پر رکھا ہے۔''

مصنف نے ہر جگہ قرآنی استدلال کے ساتھ تاریخ اور روایات سے سند لی ہے، مرد کے بجائے عورت سربراہِ خانہ ہے، کاروبارِ حکومت یعنی شوریٰ میں بھی عورت کا مشورہ (ووٹ) اسی طرح حاصل کیا جانا چاہئے جس طرح مردوں کا۔ مولانا نے ثابت کیا ہے کہ عورتیں ایسی مشترک محفلوں میں شریک ہوسکتی ہیں جن میں مرد موجود ہوں، شرط یہی ہے کہ وہ اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔ پارلیمنٹ، اسمبلی اور مردانہ مجمعوں میں عورتیں تقریر کرسکتی ہیں، شرط یہی ہے کہ اسلامی ستر و حجاب کو ملحوظ رکھیں، وہ تنہا سفر کرسکتی ہیں۔ مصنف نے قرآنی دلائل سے اس مفروضے کو غلط ثابت کیا ہے کہ عورت کی دیت (خون بہا) مرد سے نصف ہوتی ہے، عورت قاضی (جج) کے فرائض انجام دے سکتی ہے، سیاسی تحریکوں میں حصہ لے سکتی ہے، سربراہِ مملکت بن سکتی ہے۔ شرعی پردے کے بارے میں مولانا عمر احمد عثمانی کی بحث فیصلہ کن ہے، لکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے عام مسلمان خواتین کو اس سلسلے میں جو ہدایات

دی ہیں، وہ یہ ہیں کہ:

ا:...اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

۲:...بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں، زینت و آرائش جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں، زیورات پہنے ہوں تو پیروں کو اس طرح زور سے نہ ماریں کہ گھنگرو بجنے لگیں۔

۳:...گھر سے باہر نکلیں تو جلباب (اوڑھنی) اوڑھ لیا کریں۔

مولانا (عمر احمد عثمانی) کا بیان ہے کہ: ''ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں عورتیں اپنے چہروں کو کھول کر خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔''

مولانا! یہ ہیں وہ مختصر سی باتیں جو رئیس امروہوی نے مولانا عمر احمد عثمانی کی ایک کتاب کو بنیاد بناتے ہوئے نقل کی ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ مندرجہ ذیل سوالات کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دے کر ان شکوک و شبہات کا اِزالہ فرمائیں گے جو مذکورہ مضامین پڑھ کر لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوئے ہیں۔

سوال ا:...کیا واقعی قرآنِ کریم میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا؟

سوال ۲:...کیا صلحاء عورتوں کو بھی جنت میں حوریں (مرد، جیسا کہ مضمون میں کہا گیا ہے) ملیں گے؟

سوال ۳:...کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عورتیں اپنے چہروں کو کھول کر خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا؟

سوال ۴:...کیا مردانہ مجمعوں میں عورتیں تقریر کرسکتی ہیں؟

سوال ۵:...کیا عورت قاضی بن سکتی ہے؟ سیاسی تحریکوں میں حصہ لے سکتی ہے اور سربراہِ مملکت بن سکتی ہے؟

جواب:...جناب عمر احمد عثمانی کے جو اَفکار سوال میں نقل کئے گئے ہیں، یہ ان کے ذاتی خیالات ہیں، قرآنِ کریم، حدیثِ نبوی اور شریعتِ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

قوّام کے معنی

عثمانی صاحب کے نزدیک تو "قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" کے یہ معنی کہ مرد حاکم ہیں، صحیح نہیں، مگر ان کے دادا حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں آیتِ کریمہ "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:

''مرد حاکم ہیں عورتوں پر (دو وجہ سے، ایک تو) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی) فضیلت دی ہے، (یہ تو وہبی اَمر ہے) اور (دُوسری) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں، نان و نفقہ میں) خرچ کئے ہیں، (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اُونچا اور بہتر ہوتا ہے، اس سے جس پر خرچ کیا جائے، اور یہ اَمر مکتسب ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے

ان فضائل وحقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں.....“

اور عمر احمد عثمانی صاحب کے والد ماجد شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ ”اَحکام القرآن“ میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”قوام وہ شخص ہے جو دُوسرے کے مصالح، تدابیر اور تأدیب کا ذمہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے عورتوں پر قوام ہونے کے دو سبب ذکر کئے ہیں، ایک وہبی، دُوسرا کسبی، چنانچہ ارشاد ہے: ”اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے“ یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے، اصل خلقت میں، کمالِ عقل میں، حسنِ تدبیر میں، علم کی فراخی میں، اعمال کی مزید قوت میں اور بلندیٔ استعداد میں، یہی وجہ ہے کہ مردوں کو بہت سے ایسے اَحکام کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو عورتوں سے متعلق نہیں، مثلاً: نبوّت، اِمامت، قاضی اور جج بننا، حدود وقصاص وغیرہ میں شہادت دینا، وجوبِ جہاد، جمعہ، عیدین، اَذان، جماعت، خطبہ، وراثت میں حصہ زائد ہونا، نکاح کا مالک ہونا، طلاق دینے کا اختیار، بغیر وقفے کے نماز روزے کا کامل ہونا، وغیر ذٰلک، یہ اَمر تو وہبی ہے۔ پھر فرمایا: ”اور اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں کے نکاح میں) اپنے مال خرچ کئے ہیں“ یعنی مہر اور نان ونفقہ اور یہ اَمر کسبی ہے۔“ (اَحکام القرآن ج:۲ ص:۱۷۶)

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ نے اس آیت کے شانِ نزول میں متعدّد روایات نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بیوی کے طمانچہ مار دیا تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شوہر سے بدلہ لینے کی اجازت دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ نیز حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ”**ویقومون علیهن قیام الولاة علی الرعیة مسلطون علیٰ تادیبهنّ**“ یعنی مرد عورتوں کے مصالح کے ذمہ دار ہیں، جس طرح حکام رعیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں، اور ان کو عورتوں کی تأدیب پر مقرّر کیا گیا ہے۔

اس سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ اُمت نے تو آیت: ”**قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ**“ کا یہی مطلب سمجھا ہے کہ مرد کی حیثیت حاکم کی ہے، اور وہ صرف عورت کا معاشی کفیل نہیں، بلکہ اس کے دِین واخلاق کی نگرانی کا ذمہ دار اور اس کی تأدیب پر مأمور بھی ہے۔

مرد کی عورت پر فضیلت

مرد وعورت کی تخلیق میں حق تعالیٰ نے فطری تفاوت رکھا ہے، اور ہر ایک کو ان صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا ہے جو اس کے فرائض کے مناسبِ حال ہے۔ مردوں کے اوصاف عورتوں میں نہیں، نہ عورتوں کے اوصاف مردوں میں ہیں۔ کسی فرد کی فضیلت عنداللہ کا مدار صلاح وتقویٰ پر ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، تاہم اللہ تعالیٰ نے بہت سے اُمور میں مرد کی صنف کو عورت کی صنف پر فوقیت عطا فرمائی ہے، جن کا ذکر اُوپر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ دو جگہ اللہ تعالیٰ نے عورت پر مرد کی فضیلت کی

صراحت فرمائی ہے، ایک تو یہی گزشتہ بالا آیت جس میں: "بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" کی تصریح ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور دُوسری اسی سورۃ النساء کی آیت نمبر: ۳۲ میں، جس میں فرمایا گیا ہے: "وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ" حضرت حکیم الاُمتؒ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:

"اور تم (سب مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فضائلِ وہبیہ میں سے) ایسے کسی اَمر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (مثلاً: مردوں کو) بعضوں پر (مثلاً: عورتوں پر بلا دخل ان کے کسی عمل کے) فوقیت بخشی ہے (جیسے مرد ہونا، یا مردوں کا دونا حصہ ہونا، یا ان کی شہادت کا کامل ہونا، وغیر ذٰلک)۔"

اور حضرتؒ نے اس کی شانِ نزول میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

"حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں، مطلب اعتراض نہ تھا، بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا..... اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فطری فوقیت وفضیلت دی ہے، اور بہت سے احکامِ شرعیہ میں اسے ملحوظ رکھا گیا ہے، مگر جناب عمر احمد عثمانی کو اس مسئلے میں اللہ میاں سے اختلاف ہے۔

مرد و عورت کے درمیان فرق و امتیاز

موصوف کا یہ دعویٰ کہ قرآنِ کریم میں مرد و عورت کے درمیان کسی سطح میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا، بلکہ ہر جگہ دونوں کو ایک ہی سطح پر رکھا ہے، یہ ایک ایسی غلط بیانی ہے جسے ایک عام آدمی بھی جو قرآنِ کریم سے کچھ مناسبت رکھتا ہو، واضح طور پر محسوس کرسکتا ہے، دونوں کے درمیان فرقِ مراتب کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱:... قرآنِ کریم نے عورت کو مرد کی فرمانبرداری کا حکم فرمایا ہے، اور اسی کو شریف اور نیک بیبیوں کی علامت قرار دیا ہے: "فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ" (النساء) جبکہ مردوں کو عورتوں کی اطاعت وفرمانبرداری کا نہیں، بلکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم فرمایا ہے: "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" (النساء) اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو حاکم اور گھریلو ریاست کا سربراہ اور اَفسرِ اعلیٰ بنایا ہے اور عورت کو اس کی ماتحتی میں رکھا ہے۔

۲:... قرآنِ کریم نے عورت کا حصۂ وراثت مرد سے نصف رکھا ہے: "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ" چنانچہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے، باپ کا حصہ ماں سے، شوہر کا حصہ بیوی سے اور بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہے۔

۳:... قرآنِ کریم نے عورت کی شہادت مرد سے نصف رکھی ہے: "فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ"۔

۴:... قرآنِ کریم نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے، اور اگر عورت کو کسی بدقماش شوہر سے پالا پڑے اور وہ اس سے گلوخلاصی چاہتی ہو تو اس کے لئے "خلع" کی صورت تجویز فرمائی ہے، جو یا تو برضامندیٔ طرفین ہوسکتا ہے، یا بذریعہ عدالت۔

۵:...قرآنِ کریم نے مرد کو بیک وقت چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، اور اسے پابند کیا ہے کہ وہ متعدّد بیویوں کی صورت میں ان کے درمیان عدل و مساوات کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے گا، لیکن عورت کو ایک سے زیادہ شوہر کرنے کی اجازت نہیں دی۔

ان چند مثالوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ قرآنِ کریم نے مرد و عورت کے درمیان فرق و امتیاز کو ہر سطح پر ملحوظ رکھا ہے، جسے کوئی مسلمان نظرانداز نہیں کرسکتا۔

عورت کی دیت

شریعتِ اسلام میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ائمہ اَربعہ تک سب کا اتفاق ہے، چنانچہ ملک العلماء اِمام علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفیؒ "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں:

"فدية المرأة على النصف من دية الرجل لِاجماع الصحابة رضى الله عنهم فانه روى عن سيّدنا عمر وسيّدنا على وابن مسعود وزيد بن ثابت رضوان الله تعالىٰ عليهم انهم قالوا فى دية المرأة انها على النصف من دية الرجل، ولم ينقل انه أنكر عليهم أحد، فيكون اجماعًا ولأن المرأة فى ميراثها وشهادتها على النصف من الرجل فكذٰلک فى ديتها۔" (بدائع الصنائع ج:۷ ص:۲۵۴)

ترجمہ:... "پس عورتوں کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، کیونکہ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے، چنانچہ حضرات عمر، علی، ابنِ مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، اور کسی صحابی سے یہ منقول نہیں کہ اس نے ان حضرات پر اس مسئلے میں نکیر کی ہو، لہٰذا یہ اجماع ہوا اور عقلی دلیل یہ ہے کہ عورت کی وراثت و شہادت مرد سے نصف ہے، اسی طرح اس کی دیت بھی نصف ہوگی۔"

اِمام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکیؒ اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھتے ہیں:

"وأجمع العلماء علىٰ أن دية المرأة على النصف من دية الرجل، قال أبو عمر: انما صارت ديتها (والله أعلم) على النصف من دية الرجل ان لها نصف ميراث الرجل، وشهادة امرأتين بشهادة رجل۔" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبى ج:۵ ص:۳۲۵)

ترجمہ:... "اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، ابوعمر (ابنِ عبدالبرؒ) فرماتے ہیں کہ: اس کی دیت مرد کی دیت سے نصف اس لئے ہوئی کہ عورت کا حصہ وراثت بھی مرد سے نصف ہے، اور اس کی شہادت بھی مرد کی شہادت سے نصف ہے، چنانچہ دو عورتوں کی شہادت مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے۔"

شرح مہذب کے تکملہ میں ہے:

"دیة المرأة نصف دیة الرجل هٰذا قول العلماء کافة الّا الأصم وابن علیة فانهما قالا: دیتها مثل دیة الرجل۔ دلیلنا ما سبقناه من کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم الٰی أهل الیمن وفیه: "ان دیة المرأة نصف دیة الرجل" وما حکاه المصنف عن عمر وعثمان وعلی وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وزید بن ثابت انهم قالوا: "دیة المرأة نصف دیة الرجل" ولَا مخالف لهم فی الصحابة فدل علٰی أنه اجماع۔" (شرح مہذب ج:۱۹ ص:۵۴)

ترجمہ:... "عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، یہ تمام علماء کا قول ہے، سوائے اصم اور ابنِ علیہ کے یہ دونوں صاحب کہتے ہیں کہ اس کی دیت مرد کی دیت کی مثل ہے۔ ہماری دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ گرامی نامہ ہے، جو آپ نے اہلِ یمن کو لکھا تھا اور جسے ہم پہلے نقل کرآئے ہیں، اس میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ: "عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے" نیز جیسا کہ مصنف نے نقل کیا، حضرات عمر، عثمان، علی، ابنِ مسعود، ابنِ عمر، ابنِ عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوتی ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کے کوئی خلاف نہیں تھا، پس معلوم ہوا کہ اس مسئلے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔"

اور سیّدی و مرشدی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندہلوی ثم مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ "اوجز المسالک" میں فرماتے ہیں:

"قال ابن المنذر وابن عبدالبر: أجمع أهل العلم علٰی أن دیة المرأة نصف دیة الرجل وحکی غیرهما عن ابن علیة والأصم انهما قالَا: دیتها کدیة الرجل، لقوله صلی الله علیه وسلم فی النفس المؤمنة مائة من الْإبل۔ وهٰذا قول شاذ یخالف اجماع الصحابة وسنة النبی صلی الله علیه وسلم فان فی کتاب عمرو بن حزم: دیة المرأة علی النصف من دیة الرجل وهی أخص مما ذکروه فیکون مفسرًا لما ذکروه مخصصًا له، ودیة نساء کل أهل دین علی النصف من دیة رجالهم۔" (اوجز المسالک ج:۱۳ ص:۲۸، طبع بیروت)

ترجمہ:... "حافظ ابنِ منذرؒ اور حافظ ابنِ عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ: اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، بعض دُوسرے حضرات نے ابنِ علیہ اور اَصم سے نقل کیا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مؤمن جان کے قتل کی دیت سو اُونٹ ہے، اور یہ قول شاذ ہے، جو اِجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سنتِ نبوی کے خلاف ہے، چنانچہ عمرو بن حزم سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی نامہ مروی ہے اس میں ہے کہ: "عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے" اس میں چونکہ خصوصیت سے عورت کی دیت مذکور ہے، اس لئے یہ حدیث ان کی روایت کردہ حدیث کی

شارح مخصص ہوگی اور تمام اہلِ اَدیان میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔''

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کی دیت کا مرد کی دیت سے نصف ہونا ''غلط مفروضہ'' نہیں، بلکہ اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے، اور اس کا انکار آفتاب نصف النہار کا انکار ہے۔

مرد وعورت کی شہادت

موصوف کا یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ: ''عورت کی شہادت مرد کی طرح مستند، قابلِ قبول اور شرعی اعتبار سے دُرست ہے'' لیکن اگر یہ مطلب ہے کہ مرد اور عورت کی شہادت میں کوئی فرق نہیں تو یہ غلط ہے، قرآن وسنت نے مرد وعورت کی شہادت میں چند وجہ سے فرق کیا ہے:

۱:...عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف ہے، یعنی دو عورتوں کی شہادت مل کر مرد کی شہادت کے قائم مقام ہوتی ہے۔

۲:...مرد کی شہادت عورتوں کی شہادت کے لئے شرط ہے، پس تنہا عورتوں کی شہادت مقبول نہیں ہوگی، جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی مرد شہادت دینے والا نہ ہو (اِلَّا یہ کہ وہ معاملہ ہی عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو کہ اس اَمر پر مردوں کا مطلع ہونا عادۃً ممکن نہیں) ان دونوں مسئلوں کو سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۸۲ کے ایک فقرے میں بیان فرمایا گیا ہے: ''فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ'' پھر اگر دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں) (بیان القرآن)۔

۳:...حدود وقصاص میں صرف مردوں کی شہادت معتبر ہے، عورتوں کی نہیں، شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ نے اَحکام القرآن (ج:۱ ص:۵۰۲) میں نصب الرایہ (ج:۲ ص:۲۰۸) کے حوالے سے اِمام زہریؒ کی حدیث نقل کی ہے:

''عن الزهری قال: مضت السنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والخليفتين بعدهٗ ان لَا تجوز شهادة النساء فی الحدود والقصاص، رواه ابن أبی شيبة۔''

ترجمہ:...''حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے دو خلیفوں حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے یہ سنت جاری ہے کہ عورتوں کی شہادت حدود وقصاص میں معتبر نہیں۔'' (ابنِ ابی شیبہ)

''عن الحكم أن علی بن أبی طالب قال: لَا يجوز شهادة النساء فی الحدود والدماء۔'' (اخرجہ عبدالرزاق)

ترجمہ:...''حکم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: عورتوں کی شہادت حدود وقصاص میں معتبر نہیں۔''

خواتین کا گھر سے باہر نکلنا

عورتوں کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں، چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر: ۳۳ میں

اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو حکم ہے:

"وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی"

ترجمہ:... "تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ کر پردہ کرلینے پر کفایت مت کرو، بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے، جیسا آج کل شرفاء میں پردے کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں، البتہ مواقعِ ضرورت دُوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں) اور (اسی حکم کی تاکید کے لئے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی، گو بلافحش ہی کیوں نہ ہو۔ اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اس کے مقابلے میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ اَحکامِ اسلام کے ان پر عمل نہ کیا جائے، پس جو تبرّج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیتِ اُخریٰ ہے۔" (تفسیر بیان القرآن از حکیم الاُمتؒ)

اس پر شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ حکم تو صرف اَزواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ساتھ خاص ہے، مگر یہ خیال صحیح نہیں، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ "اَحکام القرآن" میں لکھتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں پانچ حکم دیئے گئے ہیں:

۱- اجنبی لوگوں سے نزاکت کے ساتھ بات نہ کرنا، ۲- گھروں میں جم کر بیٹھنا، ۳- نماز کی پابندی کرنا، ۴- زکوٰۃ ادا کرنا، ۵- اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام اَحکام عام ہیں، صرف اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مخصوص نہیں، چنانچہ تمام ائمہ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ اَحکام سب مسلمان خواتین کے لئے ہیں۔ حافظ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ چند آداب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہراتؓ کو حکم فرمایا ہے، اور اہلِ ایمان کی عورتیں ان اَحکام میں اَزواجِ مطہراتؓ کے تابع ہیں (اَحکام القرآن، حزبِ خامس ص:۲۰۰)۔

البتہ ضرورت کے موقعوں پر عورتوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، حضرت مفتی صاحبؒ نے "اَحکام القرآن" میں اس سلسلے کی آیات و احادیث کو تفصیل سے لکھنے کے بعد ان شرائط کا خلاصہ حسبِ ذیل نقل کیا ہے:

۱:... نکلتے وقت خوشبو نہ لگائیں اور زینت کا لباس نہ پہنیں، بلکہ میلے کچیلے کپڑوں میں نکلیں۔

۲:... ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو۔

۳:... زمین پر اس طرح پاؤں نہ ماریں کہ ان کے خفیہ زیورات کی آواز کسی کے کان میں پڑے۔

۴:... اپنی چال میں اِترانے اور مٹکنے کا انداز اختیار نہ کریں، جو کسی کے لئے کشش کا باعث ہو۔

۵:... راستے کے درمیان میں نہ چلیں، بلکہ کناروں پر چلیں۔

۶:... نکلتے وقت بڑی چادر (جلباب) اوڑھ لیں، جس سے سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے، صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

۷:... اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلیں۔

۸:...اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی سے بات نہ کریں۔

۹:...کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے لب و لہجے میں نرمی اور نزاکت نہیں ہونی چاہئے، جس سے ایسے شخص کو طمع ہو جس کے دِل میں شہوت کا مرض ہے۔

۱۰:...اپنی نظریں پست رکھیں، حتی الوسع نامحرَم پر ان کی نظر نہیں پڑنی چاہئے۔

۱۱:...مردوں کے مجمع میں نہ گھسیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ پارلیمنٹ وغیرہ کی رُکنیت قبول کرنا اور مردانہ مجمعوں میں تقریر کرنا، عورتوں کی نسوانیت کے خلاف ہے، کیونکہ ان صورتوں میں اسلامی ستر وحجاب کا ملحوظ رکھنا ممکن نہیں۔

عورتوں کا تنہا سفر کرنا

عورت کا بغیر محرَم کے سفر کرنا جائز نہیں، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ صحاحِ ستہ، مؤطا امام مالک، مسندِ احمد اور حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: ''کسی عورت کے لئے، جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، حلال نہیں کہ بغیر محرَم کے تین دن کا سفر کرے''۔[1] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرَم کے سفر نہ کرنا عورت کی نسوانیت کا ایمانی تقاضا ہے۔ جو عورت اس تقاضائے ایمانی کی خلاف ورزی کرتی ہے، وہ فعلِ حرام کی مرتکب ہے کیونکہ اس فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''لَا یحل'' فرمارہے ہیں (یعنی حلال نہیں)۔

عورتوں کا جج بننا

ایسے تمام مناصب جن میں ہرکس وناکس کے ساتھ اختلاط اور میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے، شریعتِ اسلامی نے ان کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے، اور عورتوں کو اس سے سبکدوش رکھا ہے۔ (ان کی تفصیل اُوپر شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ کی عبارت میں آچکی ہے) انہی ذمہ داریوں میں سے ایک جج اور قاضی بننے کی ذمہ داری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں بڑی فاضل خواتین موجود تھیں، مگر کبھی کسی خاتون کو جج اور قاضی بننے کی زحمت نہیں دی گئی، چنانچہ اس پر ائمہ اَربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو قاضی اور جج بنانا جائز نہیں، ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تو کسی معاملے میں اس کا فیصلہ نافذ ہی نہیں ہوگا، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدود وقصاص کے ماسوا میں اس کا فیصلہ نافذ ہوجائے گا، مگر اس کو قاضی بنانا گناہ ہے، فقہِ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

''والمرأة تقضی فی غیر حد وقود وان اثم المولّی لها لخبر البخاری لن یفلح قومٌ ولّوا أمرهم امرأة۔'' (شامی طبع جدید ج:۵ ص:۴۴۰)

---

(۱) عن عبدالله عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لَا یحل لِامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال إلّا ومعها ذو محرم۔ (مسلم ج:۱ ص:۴۳۳، باب سفر المرأة مع محرم إلٰی حج وغیره)۔

ترجمہ:... ''اور عورت حد و قصاص کے ماسوا میں فیصلہ کرسکتی ہے، اگرچہ اس کو فیصلے کے لئے مقرّر کرنے والا گناہگار ہوگا، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔''

عورت کو سربراہِ مملکت بنانا

اسلامی معاشرے میں عورت کو سربراہِ مملکت بنانے کا کوئی تصوّر نہیں، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لن یفلح قومٌ ولّوا أمرھم امرأۃ۔''

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۷، ۱۰۲۵، نسائی ج:۲ ص:۳۰۴، ترمذی ج:۲ ص:۳۳۳)

ترجمہ:... ''وہ قوم کبھی فلاح یاب نہیں ہوگی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''اذا کان أمرائکم خیارکم وأغنیاؤکم سمحائکم وأمورکم شوریٰ بینکم فظھر الأرض خیر لکم من بطنھا، واذا کان أمرائکم شرارکم وأغنیاؤکم بخلائکم وأمورکم الٰی نسائکم فبطن الأرض خیر لکم من ظھرھا۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۳۳۳)

ترجمہ:... ''جب تمہارے حکام تم میں سب سے اچھے لوگ ہوں، تمہارے مال دار سب سے سخی اور کشادہ دست ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے، اور جب تمہارے حکام بُرے لوگ ہوں، تمہارے مال دار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی صورت میں جینے سے مرنا اچھا ہے)۔''

چنانچہ اُمت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ عورت کو سربراہِ مملکت بنانا جائز نہیں (بدایۃ المجتہد ج:۲ ص:۴۴۹)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''ازالۃ الخفاء'' میں شرائطِ خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وازاں جملہ آں است کہ ذکر باشد نہ امراۃ، زیرا کہ در حدیث بخاری آمدہ ''ما أفلح قوم ولّوا أمرھم امرأۃ''، چوں بسمع مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید کہ اہلِ فارس دخترِ کسریٰ را بادشاہی برداشتہ اند فرمود رستگار نشد قومی کہ والی امر بادشاہی خود ساختند زنے را وزیرا کہ امرأۃ ناقص العقل والدِّین است و در جنگ و پیکار بیکار و قابل حضور محافل و مجالس نے، پس از وے کارہائے مطلوب نہ برآید۔'' (ازالۃ الخفاء ج:۱ ص:۴)

ترجمہ:... ''اور ایک شرط یہ ہے کہ سربراہِ مملکت مرد ہو، عورت نہ ہو، کیونکہ صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ما أفلح قوم ولّوا أمرهم امرأة'' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا کہ: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنی بادشاہی کا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔ نیز اس لئے کہ عورت فطرۃً ناقص العقل والدِّین ہے، جنگ و پیکار میں بیکار ہے، اور محفلوں اور مجلسوں میں حاضر ہونے کے قابل نہیں، پس اس سے مقاصدِ مطلوبہ پورے نہیں ہوسکتے ہیں۔''

حوریں اور حورے

اور سوال میں جو ذکر کیا گیا ہے کہ جنت میں نیک مردوں کو حوریں ملیں گی تو نیک عوتوں کو ''حورے'' ملیں گے، یہ محض لطیفہ ہے۔ بلاشبہ جنتی مردوں کے چہرے بھی روشن، نورانی اور سفید ہوں گے، مگر لغت و عرف میں ''حور'' کا اطلاق صرف عورتوں پر ہوتا ہے، مردوں کو ان کے زُمرے میں شامل کرنا بڑی زیادتی ہے، کیونکہ ''حور'' کا لفظ ''حَـوْرَاْءُ'' کی جمع ہے، اور ''حَـوْرَاْ'' کا لفظ مؤنث ہے، جس کے معنی ہیں گوری چٹی، نیز قرآنِ کریم میں جہاں ''حور'' کا ذکر آیا ہے، وہاں ان کی صفات مؤنث ہی ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً: دو جگہ ارشاد ہے: ''وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ''، ایک جگہ ارشاد ہے: ''وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ''، اور ایک جگہ ارشاد ہے: ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ''۔

مؤخر الذکر دونوں آیاتِ شریفہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی اصل خوبی پوشیدہ رہنا ہے، اور خیموں میں بند رہنا ہے، کہ ان دونوں صفتوں کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ حورانِ بہشتی کی مدح فرمارہے ہیں۔ حافظ ابونعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء (ج:۲ ص:۴۰) میں، اور حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (ج:۹ ص:۲۰۲) میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: بتاؤ! عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ سے اس کا جواب نہ بن پڑا، سوچنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ چپکے سے اُٹھ کر گھر گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال ذکر کیا، انہوں نے برجستہ فرمایا کہ: تم لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ غیر مرد اس کو نہ دیکھیں، نہ وہ غیر مردوں کو دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب کس نے دیا ہے؟ عرض کیا: فاطمہ نے! فرمایا: کیوں نہ ہو، فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خير للنساء فلم ندر ما نقول، فسار علي إلى فاطمة فأخبرها بذالك فقالت: فهلا قلت له خير لهن أن لا يرين الرجال ولا يرونهن، فرجع فأخبره بذالك، فقال له: من علمك هذا؟ قال: فاطمة! قال: إنها بضعة منّي۔ (حلية الأولياء ج:۲ ص:۴۰، أيضا مجمع الزوائد ج:۹ ص:۲۰۲)۔

موجودہ دور کے روشن خیال حضرات، جن کی ترجمانی جناب عمر احمد عثمانی کر رہے ہیں، خدانخواستہ جنت میں تشریف لے گئے تو یہ شاید وہاں بھی "حورانِ بہشتی" میں آزادی کی مغربی تحریک چلائیں گے، اور جس طرح آج مولویوں کے خلاف احتجاج ہو رہا ہے، یہ وہاں حق تعالیٰ شانہ کے خلاف احتجاج کریں گے کہ ان مظلوموں کو "مَقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ" کیوں رکھا ہے؟ انہیں آزادانہ گھومنے پھرنے اور اجنبی مردوں سے گھلنے ملنے کی آزادی ہونی چاہئے...!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عورت کی حکمرانی

سوال:...روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ پر گزشتہ تین مسلسل جمعۃ المبارک (مورخہ ۲۷ جنوری، ۳ فروری اور ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء) سے ایک تحقیقی مقالہ بعنوان عورت بحیثیت حکمران از جناب مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب شائع ہو رہا ہے۔

مفتی صاحب نے ان مقالات میں قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، ائمہ کرام، فقہا اور علماء کے اقوال اور حوالوں سے یہ قطعی ثابت کیا ہے کہ ایک اسلامی مملکت کی سربراہ "عورت" نہیں ہوسکتی۔

سیاسی وابستگی سے قطع نظر بحیثیت ایک مسلمان میں خالصتاً اسلامی نقطۂ نگاہ سے آپ سے یہ سوال کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ موجودہ دور کی حکمران چونکہ ایک خاتون ہے، جبکہ قرآن، حدیث، علماء اور فقہاء نے اس کی ممانعت اور مخالفت کی ہے، لیکن اس کے باوجود اہلِ پاکستان نے مشترکہ طور پر ایک عورت کو حکمران بناکر قرآن اور حدیث کے واضح احکامات سے روگردانی کی ہے۔ کیا پوری قوم ان واضح احکامات سے روگردانی پر گناہ گار ہوئی اور کیا پوری قوم کو اس کا عذاب بھگتنا ہوگا...؟ نیز ہمارے موجودہ اسلامی شعائر اور فرائض پر تو اس کا کوئی اثر نہیں پڑ رہا ہے؟

جواب:...حق تعالیٰ شانہٗ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اِجماعِ اُمت کے دوٹوک اور قطعی فیصلے اور اس کی کھلی مخالفت کے بعد کیا ابھی آپ کو گنہگاری میں شک ہے؟ براہِ راست گناہ تو ان لوگوں پر ہے جنھوں نے ایک خاتون کو حکومت کی سربراہ بنایا، لیکن اس کا وبال پوری قوم پر پڑے گا، مستدرک حاکم کی روایت میں بسندِ صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"هلكت الرجال حين اطاعت النساء۔" (مستدرک حاکم ج:۴ ص:۲۹۱)

ترجمہ:..."ہلاک ہوگئے مرد جب انہوں نے اطاعت کی عورتوں کی۔"

اب یہ تباہی اور ہلاکت پاکستان پر کن کن شکلوں میں نازل ہوتی ہے؟ اس کا اِنتظار کیجئے...!

صنفِ نازک کا جوہرِ اصلی

سوال:...مولانا صاحب! آج کل ہر طرف عریانی، فحاشی اور بے حیائی کے مناظر اور مظاہرے عام ہو رہے ہیں، کبھی کسی عنوان سے اور کبھی کسی عنوان سے صنفِ نازک کے جوہرِ اصلی، شرم و حیا اور عفت و عصمت کو تار تار کیا جا رہا ہے، لیکن اس بے حیائی کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھاتا۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں اُمت کی راہ نمائی فرمادیں، نوازش ہوگی۔

جواب:... کسی زمانے میں شرم و حیا، صنفِ نازک کا اصل جوہر، انسانی سوسائٹی کی بلند قدر، اسلامیت کا پاکیزہ شعار اور مشرقی معاشرے کا قابلِ فخر امتیازی نشان سمجھا جاتا تھا۔ اوّل تو انسان کی فطرت ہی میں عفت، حیا اور ستر کا جذبہ ودیعت فرمایا گیا ہے (بشرطیکہ فطرت مسخ نہ ہوگئی ہو)، پھر مسلمانوں کو اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (بآبائنا ھو وأُمّھاتنا وأرواحنا) کے یہ ارشادات یاد تھے:

۱:... چار چیزیں تمام رسولوں کی سنت ہیں: حیا، خوشبو کا استعمال، مسواک اور نکاح (ترمذی)۔[1]

۲:... اِیمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے بڑھ کر "لَا اِلٰـہ اِلّا اللہ" کہنا ہے، اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے، اور حیا، ایمان کا بہت بڑا شعبہ ہے (بخاری و مسلم)۔[2]

۳:... حیا سراپا خیر ہے (بخاری و مسلم)۔[3]

۴:... حیا، ایمان کا حصہ ہے، اور اِیمان جنت میں (لے جانے والا) ہے، اور بے حیائی، بے مروّتی ہے اور بے مروّتی جہنم سے ہے (مسندِ احمد، ترمذی)۔[4]

۵:... ہر دِین کا ایک امتیازی خلق ہوتا ہے، اور اِسلام کا خلق حیا ہے (مؤطا مالک، ابنِ ماجہ، بیہقی)۔[5]

۶:... حیا اور اِیمان باہم جکڑے ہوئے ہیں، جب ایک کو اُٹھا دیا جائے تو دُوسرا خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔ (اور ایک روایت یہ ہے کہ) جب ایک سلب کرلیا جائے تو دُوسرا بھی اس کے ساتھ ہی رُخصت ہوجاتا ہے (بیہقی)۔[6]

انسانی فطرت اور نبوی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ مسلمانوں میں حیا، عفت اور پردے کا عقیدہ جزوِ ایمان تھا، خلافِ حیا معمولی حرکت بھی مذہبی اور سماجی جرم اور سنگین جرم سمجھی جاتی تھی، لیکن مغربی تہذیب کے تسلط سے اب یہ حالت ہے کہ شاید ہمیں معلوم بھی نہیں کہ شرم و حیا کس چیز کا نام ہے؟ مردوں کی نظر اور عورتوں کی حرمت و آبرو سے پہرے اُٹھا دیئے گئے ہیں، سرِ بازار عورتوں کو چھیڑنے، اور بھری

---

(۱) عن أبی أیوب قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أربع من سُنن المرسلین: الحیاء ویروی الختان والتعطر والسواک والنکاح۔ رواه الترمذی۔ (مشکوٰة ص:۴۴، باب السواک)۔

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الإیمان بضع وسبعون شعبة، فأفضلها قول لَا إله إلّا الله وأدناها إماطة الأذیٰ عن الطریق، والحیاء شعبة من الإیمان۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۱۲، کتاب الإیمان)۔

(۳) عن عمران بن حصین قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الحیاء لَا یأتی إلّا بخیر۔ وفی روایة: الحیاء خیر کله۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۴۳۱، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)۔

(۴) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الحیاء من الإیمان، والإیمان فی الجنّة، والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار۔ رواه أحمد والترمذی۔ (مشکوٰة ص:۴۳۱، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)۔

(۵) عن زید بن طلحة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان لکل دین خلقًا وخلق الإسلام الحیاء۔ رواه مالک مرسلًا ورواه ابن ماجة والبیهقی۔ (مشکوٰة ص:۴۳۲، باب الرفق والحیاء)۔

(۶) وعن ابن عمر أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الحیاء والإیمان قرنًا جمیعًا فإذا رفع أحدهما رفع الآخر، وفی روایة ابن عباس: فإذا سلب أحدهما تبعه الآخر۔ رواه البیهقی۔ (مشکوٰة ص:۴۳۲، باب الرفق والحیاء)۔

بسوں میں عورتوں کے بالوں سے کھیلنے کی خبریں ہم سبھی پڑھتے ہیں۔ سرِ شام کراچی، لاہور، پنڈی کے بازار عریانی اور فحاشی میں پیرس کو شرماتے ہیں۔ تعلیمی اداروں سے سینما تک مرد و عورت کے آزادانہ اِختلاط اور جنسی محرکات کا طوفان برپا ہے۔ مخصوص ملازمتوں کے لئے مرد و عورت کے برہنہ معائنے ہوتے ہیں، کیا ہمارے اس گندے معاشرے کو دیکھ کر یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت خیر الامم ہے، جسے تمام عالم کی رُوحانی قیادت سونپی گئی تھی؟

ہمارے اِیمانی اقدار کا جو بچا کھچا اثاثہ ان طوفانی موجوں کی لپیٹ میں آنے سے محفوظ رہ گیا تھا، اس کے بارے میں ہمارے ناخدایانِ قوم کس ذہن سے سوچتے ہیں؟ اس کا اندازہ ذیل کی اخباری اطلاع سے کیجئے:

”خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں شرم و حیا کا پردہ چاک کردیا جائے“

سینٹا گو ۱۶/اپریل (اپ پ، رائٹر) خاندانی منصوبہ بندی کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں میں منصوبہ بندی سے متعلق شرم و حیا کا پردہ چاک کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ یہ بات یہاں والدین کی بین الاقوامی کانفرنس میں کہی گئی، اس موقع پر پاکستان کے خاندانی منصوبہ بندی کے کمشنر مسٹر انور عادل نے کہا کہ ضبطِ تولید کے لئے مانعِ حمل ادویات کا استعمال چوری چھپے کیا جاتا ہے، جو غلط ہے، اور اس طریقے کو ختم کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضبطِ تولید کے موضوع پر واضح طور پر اور معاشرے میں ہر جگہ کھلم کھلا تبادلۂ خیال کیا جانا چاہئے۔ مسٹر عادل نے والدین کی آٹھویں بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا ہے کہ پاکستان میں اکثر لوگ اپنے خاندان کی توسیع کی روک تھام کے لئے ضبطِ تولید کے خواہش مند ہیں، لیکن وہ اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اگر انہیں خاندانی منصوبہ بندی کے ہسپتال میں دیکھا گیا تو ان کے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو ضبطِ تولید کے لئے ہر ممکن آسانیاں اور مانعِ حمل اشیاء فراہم کی جائیں۔“ (روزنامہ ”جنگ“ کراچی ۱۸/اپریل ۱۹۶۷ء)

جس اہم مقصد کی کامیابی کے لئے شرم و حیا کا پردہ چاک کرنے اور اِیمان و اخلاق کی قربانی دینے کی پُرزور دعوت سے ”بین الاقوامی کانفرنس“ کو مشرف فرمایا جاتا ہے اس کے بدترین نتائج پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے...!

”مغربی عورت کو ایک نئے مسئلے کا سامنا“

”ہیمبرگ ۱۴/اپریل (پ پ ا) مانعِ حمل گولیوں کے استعمال سے عورتوں کی جنسی خواہش میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، چنانچہ معاشرتی اور سیاسی میدان میں مساوی حقوق حاصل کرنے کے بعد اَب عورت جنسی معاملات میں بھی اخلاقی روایات کو پس پشت ڈال کر مرد جیسا کردار انجام دینے کے لئے بے چین ہے۔ یہ مسئلہ آج کل مغربی جرمنی کے ڈاکٹروں، سائنس دانوں اور ماہرینِ نفسیات و جنسیات کے درمیان موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ جرمن اور امریکن ماہرین کی حالیہ تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ مانعِ حمل گولیاں استعمال کرنے والی عورتوں میں ایک تہائی سے زائد عورتوں کی جنسی خواہش میں بے حد اضافہ ہوگیا ہے حتیٰ کہ بعض عورتوں کو اپنے

بھڑکتے ہوئے جذبات پر قابو پانے کے لئے ڈاکٹروں سے رُجوع کرنا پڑتا ہے۔ امریکا سوسائٹی آف فیملی پلاننگ کے سائنس دانوں، جرمن ماہرینِ جنسیات و پیدائش دونوں اس نتیجے سے متفق ہیں۔ ہیمبرگ کے ڈاکٹر ہرٹا اسٹول نے لکھا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ جدید دور کی عورت اپنے شوہر کے جذبات بھڑکانے کے نت نئے طریقے استعمال کر رہی ہے۔ یہ تمام ماہرین اس اَمر پر متفق ہیں کہ وہ دن دُور نہیں جب عاشق ہونا اور محبت میں پیش قدمی کرنا صرف مردوں کا حق نہ ہوگا، بلکہ بہت ممکن ہے کہ عورتیں اس میدان میں مردوں سے بہت آگے نکل جائیں۔''

پاکستان میں عریانی کا ذمہ دار کون؟

سوال:... کیا خواتین کے لئے ہاکی کھیلنا، کرکٹ کھیلنا، بال کٹوانا اور ننگے سر باہر جانا، کلبوں، سینماؤں یا ہوٹلوں اور دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا، غیر مردوں سے ہاتھ ملانا اور بے حجابانہ باتیں کرنا، خواتین کا مردوں کی مجالس میں ننگے سر میلاد میں شامل ہونا، ننگے سر اور نیم برہنہ پوشاک پہن کر غیر مردوں میں نعت خوانی کرنا اسلامی شریعت میں جائز ہے؟ کیا علمائے کرام پر واجب نہیں کہ وہ ان بدعتوں اور غیر اِسلامی کردار ادا کرنے والی خواتین کے خلاف حکومت کو اِنسداد پر مجبور کریں؟

جواب:... اس ضمن میں ایک غیور مسلمان خاتون کا خط بھی پڑھ لیجئے، جو ہمارے مخدوم حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی مدظلہٗ کو موصول ہوا، وہ لکھتی ہیں:

''لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو کر پختہ ہوگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان پردے کے خلاف ہے۔ یہ خیال اس کوٹ کی وجہ سے ہوا ہے جو حکومت کی طرف سے حج کے موقع پر خواتین کے لئے پہننا ضروری قرار دے دیا گیا ہے، یہ ایک زبردست غلطی ہے، اگر پہچان کے لئے ضروری تھا تو نیلا برقعہ پہننے کو کہا جاتا۔

حج کی جو کتاب رہنمائی کے لئے حجاج کو دی جاتی ہے اس میں تصویر کے ذریعے مرد و عورت کو اِحرام کی حالت میں دِکھایا گیا ہے۔ اوّل تو تصویر ہی غیر اسلامی فعل ہے۔ دُوسرے عورت کی تصویر کے نیچے ایک جملہ لکھ کر ایک طرح سے پردے کی فرضیت سے انکار ہی کر دیا۔

وہ تکلیف دہ جملہ ہے کہ: ''اگر پردہ کرنا ہو تو منہ پر کوئی آڑ رکھیں تاکہ منہ پر کپڑا نہ لگے۔'' یہ تو دُرست مسئلہ ہے، لیکن ''اگر پردہ کرنا ہو'' کیوں لکھا گیا؟ پردہ تو فرض ہے، پھر کسی کی پسند یا ناپسند کا کیا سوال؟ بلکہ پردہ پہلے فرض ہے، حج بعد کو۔ کھلے چہرے، ان کی تصویروں کے ذریعہ اخبارات میں نمائش، ٹی وی پر نمائش، یہ سب پردے کے اَحکام کی کھلی خلاف ورزی نہیں؟..... اور علمائے کرام تماشائی بنے بیٹھے ہیں، سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بدی کے خلاف، بدی کو مٹانے کے لئے، اللہ کے اَحکام سنا سنا کر پیروی کروانے کا فریضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان اور تمام مسلم ممالک میں علماء کی تعداد اتنی ہے کہ ملت کی اصلاح کے لئے کوئی دِقت

پیش نہیں آسکتی۔ جب کوئی بُرائی پیدا ہو اس کو پیدا ہوتے ہی کچلنا چاہئے، جب جڑ پکڑ جاتی ہے تو مصیبت بن جاتی ہے۔ علماء ہی کا فرض ہے کہ اُمت کو بُرائیوں سے بچائیں، اپنے گھروں کو علماء رائج الوقت بُرائیوں سے، اپنی ذات کو بُرائیوں سے دُور رکھیں تا کہ اچھا اثر ہو......

تعلیمی اِدارے جہاں قوم بنتی ہے، غیر اِسلامی لباس اور غیر زبان میں ابتدائی تعلیم کی وجہ سے قوم کے لئے سودمند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث ہیں۔ معلّم اور معلّمات کو اِسلامی عقائد اور طریقے اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ طالبات کے لئے چادر ضروری قرار دی گئی، لیکن گلے میں پڑی ہے۔ چادر کا مقصد جب ہی پورا ہوسکتا ہے جب معمر خواتین باپردہ ہوں۔ بچیوں کے ننھے ننھے ذہن چادر کو بار تصوّر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتی ہیں کہ معلّمہ اور اس کی اپنی ماں گلی بازاروں میں سر برہنہ، نیم عریاں لباس میں ہیں تو چادر کا بوجھ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بے پردگی ذہنوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، ضرورت ہے کہ پردے کی فرضیت واضح کی جائے، اور بڑے لفظوں میں پوسٹر چھپوا کر تقسیم بھی کئے جائیں، اور مساجد، طبّی اِدارے، تعلیمی اِدارے، مارکیٹ جہاں خواتین ایک وقت میں زیادہ تعداد میں شریک ہوتی ہیں، شادی ہال وغیرہ وہاں پردے کے اَحکام اور پردے کی فرضیت بتائی جائے۔ بے پردگی پر وہی گناہ ہوگا جو کسی فرض کو ترک کرنے پر ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، ہمارے معاشرے میں ننانوے فیصد بُرائیاں بے پردگی کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، اور جب تک بے پردگی ہے، بُرائیاں بھی رہیں گی۔

راجہ ظفرالحق صاحب مبارک ہستی ہیں، اللہ پاک ان کو مخالفتوں کے سیلاب میں ثابت قدم رکھیں، آمین! ٹی وی سے فحش اشتہار ہٹائے تو شور برپا ہوگیا۔ ہاکی ٹیم کا دورہ منسوخ ہونے سے ہمارے صحافی اور کالم نویس رنجیدہ ہوگئے، جو اخبار ہاتھ لگے دیکھئے، جلوۂ رقص ونغمہ، حسن و جمال، رُوح کی غذا کہہ کر موسیقی کی وکالت! کوئی نام نہاد عالم ٹائی اور سوٹ کو بین الاقوامی لباس ثابت کرکے اپنی شناخت کو بھی مٹا رہے ہیں۔ ننھے ننھے بچے ٹائی کا وبال گلے میں ڈالے اسکول جاتے ہیں، کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہیں جہاں غیروں کی نقل نہ ہو۔

راجہ صاحب کو ایک قابلِ قدر ہستی کی مخالفت کا بھی سامنا ہے، اس معزّز ہستی کو اگر پردے کی فرضیت اور افادیت سمجھائی جائے تو اِن شاء اللہ مخالف، موافقت کا رُخ اختیار کرے گی۔ عورت سرکاری محکموں میں کوئی تعمیری کام اگر اسلام کے اَحکام کی مخالفت کرکے بھی، کر رہی ہے تو وہ کام ہمارے مرد بھی انجام دے سکتے ہیں، بلکہ سرکار کے سرکاری محکموں میں تقرّر مرد طبقے کے لئے تباہ کن ہے۔ مرد طبقہ بیکاری کی وجہ سے یا تو جرائم کا سہارا لے رہا ہے یا ناجائز طریقے اختیار کرکے غیرممالک میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔''

بدقسمتی سے دورِ جدید میں عورتوں کی عریانی و بے حجابی کا جو سیلاب برپا ہے، وہ تمام اہلِ فکر کے لئے پریشانی کا موجب ہے۔ مغرب اس لعنت کا خمیازہ بھگت رہا ہے، وہاں عائلی نظام تلپٹ ہوچکا ہے، ''شرم وحیا'' اور ''غیرت وحمیت'' کا لفظ اس کی لغت سے

خارج ہوچکا ہے، اور حدیثِ پاک میں آخری زمانے میں انسانیت کی جس آخری پستی کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ: ''وہ چوپایوں اور گدھوں کی طرح سرِ بازار شہوت رانی کریں گے'' اس کے مناظر بھی وہاں سامنے آنے لگے ہیں۔ ابلیسِ مغرب نے صنفِ نازک کو خاتونِ خانہ کے بجائے شمعِ محفل بنانے کے لئے ''آزادیٔ نسواں'' کا خوبصورت نعرہ بلند کیا۔ ناقصات العقل والدّین کو سمجھایا گیا کہ پردہ ان کی ترقی میں حارج ہے، انہیں گھر کی چاردیواری سے نکل کر زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے، اس کے لئے تنظیمیں بنائی گئیں، تحریکیں چلائی گئیں، مضامین لکھے گئے، کتابیں لکھی گئیں، اور ''پردہ'' جو صنفِ نازک کی شرم و حیا کا نشان ہے، اس کی عفت و آبرو کا محافظ اور اس کی فطرت کا تقاضا تھا، اس پر ''رجعت پسندی'' کے آوازے کسے گئے۔ اس مکروہ ترین ابلیسی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حوا کی بیٹیاں ابلیس کے دامِ تزویر میں آگئیں، ان کے چہرے سے نقاب نوچ لی گئی، سر سے دوپٹہ چھین لیا گیا، آنکھوں سے شرم و حیا لوٹ لی گئی، اور اسے بے حجاب وعریاں کرکے تعلیم گاہوں، دفتروں، اسمبلیوں، کلبوں، سڑکوں، بازاروں اور کھیل کے میدانوں میں گھسیٹ لیا گیا، اس مظلوم مخلوق کا سب کچھ لٹ چکا ہے، لیکن ابلیس کا جذبۂ عریانی و شہوانی ہنوز تشنہ ہے۔

مغرب، مذہب سے آزاد تھا، اس لئے وہاں عورت کو اس کی فطرت سے بغاوت پر آمادہ کرکے مادر پدر آزادی دِلا دینا آسان تھا، لیکن مشرق میں ابلیس کو دُہری مشکل کا سامنا تھا، ایک عورت کو اس کی فطرت سے لڑائی لڑنے پر آمادہ کرنا، اور دُوسرے تعلیماتِ نبوّت، جو مسلم معاشرے کے رگ و ریشے میں صدیوں سے سرایت کی ہوئی تھیں، عورت اور پورے معاشرے کو ان سے بغاوت پر آمادہ کرنا۔

ہماری بدقسمتی! مسلم ممالک کی نکیل ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو ''ایمان بالمغرب'' میں اہلِ مغرب سے بھی دو قدم آگے تھے، جن کی تعلیم و تربیت اور نشو و نما خالص ''مغربیت'' کے ماحول میں ہوئی تھی، جن کے نزدیک دین و مذہب کی پابندی ایک لغو اور لایعنی چیز تھی، اور جنھیں نہ خدا سے شرم تھی، نہ مخلوق سے۔ یہ لوگ مشرقی روایات سے کٹ کر مغرب کی راہ پر گامزن ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے اپنی بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں اور بیویوں کو پردۂ عفت سے نکال کر آوارہ نظروں کے لئے وقفِ عام کیا، ان کی دُنیوی وجاہت و اقبال مندی کو دیکھ کر متوسط طبقے کی نظریں للچائیں، اور رفتہ رفتہ تعلیم، ملازمت اور ترقی کے بہانے وہ تمام ابلیسی مناظر سامنے آنے لگے جن کا تماشا مغرب میں دیکھا جاچکا تھا۔ عریانی و بے حجابی کا ایک سیلاب ہے جو لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا ہے، جس میں اسلامی تہذیب و تمدن کے محلات ڈُوب رہے ہیں، انسانی عظمت و شرافت اور نسوانی عفت و حیا کے پہاڑ بہہ رہے ہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سیلاب کہاں جاکر تھمے گا؟ اور انسان، انسانیت کی طرف کب پلٹے گا؟ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جب تک خدا کا خفیہ ہاتھ قائدینِ شر کے وجود سے اس زمین کو پاک نہیں کردیتا، اس کے تھمنے کا کوئی امکان نہیں:

''رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔'' (نوح:۲۶،۲۷)

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے! عورت کا وجود فطرتاً سراپا ستر ہے، اور پردہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔

حدیث میں ہے:

"المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان" (مشکوٰۃ ص:۲۶۹، بروایت ترمذی)

ترجمہ:... "عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔"

امام ابونعیم اصفہانیؒ نے "حلیۃ الاولیاء" میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خير للنساء؟ فلم ندر ما نقول، فجاء عليّ رضى الله عنه الى فاطمة رضى الله عنها، فأخبرها بذالك، فقالت: فهلا قلت له: خير لهن أن لَا يرين الرجال ولَا يرونهن! فرجع فأخبره بذٰلك، فقال له: من علمك هٰذا؟ قال: فاطمة! قال: انها بضعة مني۔

عن سعيد بن المسيب عن علي رضى الله عنه انه قال لفاطمة: ما خير للنساء؟ قالت: لَا يرين الرجال ولَا يرونهن۔ فذكر ذٰلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: انما فاطمة بضعة مني۔" (حلیۃ الاولیاء ج:۲ ص:۴۰، ۴۱)

ترجمہ:... "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں، اور نہ ان کو کوئی دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہ نے! فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے نا!

سعید بن مسیبؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: "یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں، اور نہ مردان کو دیکھیں۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے!"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ہیثمیؒ نے "مجمع الزوائد" (ج:۹ ص:۲۳۸)[1] میں بھی مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔

---

(۱) وعن علي أنه كان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أي شيء خير للنساء؟ قالت: لَا يراهن الرجال، فذكرت ذالك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: إنما فاطمة بضعة مِنّي۔ (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۲۳۸، طبع دار المعرفة، بيروت)

موجودہ دور کی عریانی، اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے، اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے باعثِ عبرت ہے جو بے حجابانہ نکلتی ہیں، اور ان مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظریں ان کا تعاقب کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لعن الله الناظر والمنظور اليه"

(مشكوٰة ص: ٢٧٠، الفصل الثالث، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ کی لعنت دیکھنے والے پر بھی، اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔"

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا، شرفِ نسوانیت کے منافی ہے، اور اگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔

متفرّق مسائل

''انسان کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے'' کسے کہتے ہیں؟

سوال:... ایک لفظ ''ضمیر'' گفتگو میں کافی استعمال ہوتا ہے، اس لفظ کو مختلف طور پر استعمال کیا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ: ''میرا ضمیر جاگ گیا ہے''، بعض کو کہتے سنا ہے کہ: ''فلاں آدمی کا ضمیر مرگیا ہے''، ''آدمی کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے''، ضمیر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:... اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دِل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی ایک قوت رکھی ہے۔[1] جس طرح ظاہری آنکھیں اگر اندھی نہ ہوں تو سیاہ وسفید کے فرق کو پہچانتی ہیں، اسی طرح دِل کی وہ قوت، جس کو ''بصیرت'' کہا جاتا ہے، صحیح کام کرتی ہو تو وہ بھی نیکی اور بدی کے فرق کو پہچانتی ہے۔ اگر آدمی کوئی غلط کام کرے تو آدمی کا دِل اس کو ملامت کرتا ہے اسی کو ''ضمیر'' کہا جاتا ہے، لیکن جب آدمی مسلسل غلط کام کرتا رہے تو رفتہ رفتہ اس کا دِل اندھا ہوجاتا ہے اور وہ نیکی و بدی کے درمیان فرق کرنا چھوڑ دیتا ہے، اسی کا نام ''ضمیر کا مرجانا'' ہے۔ جن لوگوں کا ضمیر زندہ اور قلب کی بصیرت تابندہ اور روشن ہو ان کو بعض اوقات فتویٰ دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز جائز ہے، مگر ان کا ضمیر اس پر مطمئن نہیں ہوتا، اس لئے ایسے اربابِ بصیرت ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے: ''اپنے دِل سے فتویٰ پوچھو، خواہ فتویٰ دینے والے تمہیں جواز کا فتویٰ دیں''۔[2]

سوال:... کیا کسی معاملے میں ضمیر کا مطمئن ہونا کافی ہے جبکہ وہ کام خلافِ شرع بھی ہو؟

جواب:... جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دِل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی قوت رکھی ہے، جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی نیکی اور بدی کی پہچان اور صحیح اور غلط کی شناخت کے لئے بھیجا، کیونکہ آدمی پر اکثر و بیشتر حرص، ہویٰ اور خواہشات کا غلبہ رہتا ہے، جو اس کی بصیرت کو اندھا اور اس کے ضمیر کو مردہ کردیتی ہیں۔ اس

---

(۱) قال تعالیٰ: "فألهمها فجورها وتقوٰها" (الشمس:۸)۔ وفی التفسیر: فأعلمها طاعتها ومعصيتها أی أفهمها أنّ احدهما حسن والآخر قبيح۔ (تفسير نسفی ج:۳ ص:۶۴۸، طبع دار ابن كثير، بيروت)۔

(۲) وعن وابصة بن معبد أنّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: يا وابصة! جئت تسأل عن البر والإثم، قلت: نعم! قال: جمع أصابعه فضرب بها صدره قال استفت نفسک استفت قلبک ثلاثا البر ما اطمأنت إليه النفس واطمأن إليه القلب والإثم ما حاک فی النفس وترد فی الصدر وإن أفتاک الناس رواه أحمد والترمذی۔ (مشكوة شريف ص:۲۴۲، باب الكسب وطلب الحلال)۔

لئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے بھیجی ہوئی شریعت کو حق و باطل اور صحیح و غلط کے پہچاننے کا اصل معیار ٹھہرایا ہے، پس کسی شخص کے ضمیر کے زندہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ "معیارِ شریعت" پر مطمئن ہو، اور ضمیر کے مردہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو خلافِ شرع کاموں پر تو اطمینان ہو، مگر اَحکامِ شرعی پر اطمینان نہ ہو، اس لئے جو کام خلافِ شرع ہو اس پر کسی کے ضمیر کا مطمئن ہونا کافی نہیں بلکہ یہ اس کے دِل کے اندھا اور ضمیر کے مردہ ہونے کی علامت ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: "بے شک بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دِل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"[1]

نیت تمام اعمال کی بنیاد ہے

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ انسان کی نیت سے گناہ اور ثواب پر کیا اَثر پڑتا ہے؟ مثلاً: ایک آدمی کسی کے متعلق بدگمانی کرے یا کسی کے متعلق نیک خیال کرے، نیکی یا بدی کی نیت کرے اور نہ کرسکے، کیا اس کا گناہ یا ثواب ملتا ہے؟

جواب:... آپ کا یہ سوال ایک مستقل مقالے کا موضوع ہے۔ مختصر یہ کہ نیت تمام اعمال کی بنیاد ہے۔[2] ایک شخص کسی نیک کام کی نیت رکھتا ہے، مگر وسائل نہ ہونے کے سبب اس کو کرنہیں سکتا، تو اس کی نیت پر بھی اس کو ثواب ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص بدکاری کا پختہ عزم رکھتا ہے، مگر اس کو بدکاری کا موقع نہیں ملتا، تو یہ شخص اپنے عزم کی بنا پر گناہگار ہوگا۔[3] کسی کے بارے میں بدگمانی بلاوجہ کرنا گناہ ہے، البتہ اگر اس بدگمانی کا صحیح منشا موجود ہو تو بدگمانی جائز، اور بعض صورتوں میں ضروری ہے۔[4]

بُرائی کا اِرادہ کرنے کے بعد اِرتکاب سے باز رہنا

سوال:... ایک شخص ساری زندگی نہایت ایمان داری سے گزارتا ہے، یعنی رِشوت، بددیانتی، جھوٹ، شراب، عیاشی وغیرہ سے پرہیز کرتا ہے، لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جبکہ وہ بُرائی کا اِرادہ کرلیتا ہے، مثلاً: وہ یہ فیصلہ کرلیتا ہے کہ اسے رِشوت لینا چاہئے، (کسی بھی حالات کے تحت) اور اس سلسلے میں تمام اِنتظامات مکمل کرلیتا ہے، لیکن قبل اس کے کہ وہ رِشوت کا مال کسی دُوسرے شخص سے

---

(۱) قال تعالیٰ: "فإنها لَا تعمى الأبصار ولٰكن تعمى القلوب التي في الصدور" (الحج: ۴۶).

(۲) عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما الأعمال بالنيات وإنما لِامرىء ما نوىٰ ...إلخ. (مشكوٰة ص: ۱۱، كتاب الإيمان، الفصل الأوّل، طبع قديمي).

(۳) فقال الإمام المازري مذهب القاضي أبي بكر بن الطيب ان من عزم على المعصية بقلبه ووطن نفسه عليها أثم في إعتقاده وعزمه .... قال القاضي عياض عامة السلف وأهل العلم من الفقهاء والمحدثين علىٰ ما ذهب إليه القاضي أبوبكر للأحاديث الدالة على المؤاخذة بأعمال القلوب لٰكنهم قالوا ان هٰذا العزم يكتب سيئة وليست السيئة التي هم بها لكونه لم يعملها وقطعه عنها قاطع غير خوف الله تعالىٰ والإنابة لٰكن نفس الإصرار والعزم معصية فتكتب معصية فإذا عملها كتبت معصية ثانية فإن تركها خشية لله تعالىٰ كتبت حسنة. (شرح النووي على الصحيح المسلم ج:۱ ص:۷۸، باب بيان تجاوز الله تعالىٰ عن حديث النفس ...إلخ).

(۴) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والظن! فإن الظن أكذب الحديث ...... قال سفيان: الظن ظنان، فظن إثم وظن ليس بإثم، فأما الظن الذي هو إثم فالذي يظن ظنا ويتكلم به، وأما الظن الذي ليس بإثم فالذي يظن ولَا يتكلم به. (ترمذي ج:۲ ص:۱۹، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في ظن السوء، طبع قديمي). أيضًا: فقال عبدالله: إنا قد نهينا عن التجسس، ولٰكن إن يظهر لنا شيء نأخذ به. (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۲۵۵، سورة الحجرات، طبع رشيديه).

وصول کرے، وہ اپنے ضمیر کے بوجھ تلے دَب کر اِنتقال کرجاتا ہے، تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں گے؟ آیا اس کا شمار رِشوت خوروں میں ہوگا یا اِیمان داروں میں؟

جواب:... اگر بُرائی کا اِرادہ کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس بُرائی کے اِرتکاب سے باز رہا تو غلط اِرادے پر اِن شاء اللہ اس سے مؤاخذہ نہیں ہوگا۔[1]

غیرمسلم جیسی وضع قطع والی عورت کی میّت کو کس طرح پہچانیں؟

سوال:... گزشتہ جنگ ۱۹۷۱ء جو مشرقی پاکستان میں لڑی گئی، میں بھی وہاں موجود تھا۔ سرحدی علاقوں (بھارت و بنگلہ دیش) جہاں ہندو اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی تھی، بڑی سخت لڑائی ہوئی، اس طرح وہاں کے بہت سے شہری بھی اجل کا شکار ہوئے۔ ایک جگہ ہم لوگوں کو ایک عورت کی لاش نظر آئی، ہم لوگ اس لاش کو دیکھ کر بڑے شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ آیا یہ لاش مسلمان عورت کی ہے یا کسی غیرمسلم کی؟ بہرحال اس وقت، وقت کی نزاکت کے پیشِ نظر ہم نے اسے دریابرد کردیا، مگر آج تک یہ سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کہ اگر وہ مسلمان عورت کی لاش تھی تو اس کی باقاعدہ تکفین و تدفین کرنی چاہئے تھی، مگر مشکل امر شناخت میں یہ ہے کہ ان سرحدی علاقوں میں مسلمانوں اور غیرمسلموں کا لباس، رہن سہن اتنا مماثل ہوتا ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے یہ باور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ مسلمان ہے یا ہندو؟ آپ سے شرعی حیثیت سے سوال کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا حالات میں یا ایسے ہی ملتے جلتے واقعات میں عورت کی لاش کی شناخت کرنا کس طرح ممکن ہے؟

جواب:... جب مسلمان اپنے وجود سے اسلامی علامات کو کھرچ کھرچ کر صاف کرڈالیں اور شکل و شباہت، لباس و پوشاک تک میں غیرمسلموں سے مشابہت کرلیں تو میں شناخت کا طریقہ کیا بتاسکتا ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے:

"عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: .... ومن تشبه بقومٍ فهو منهم۔" (مسند احمد ج:۲ ص:۵۰)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:........ جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں شمار ہوگا۔"

مختلف ممالک میں شبِ قدر کی تلاش کن راتوں میں کی جائے؟

سوال:... میں نے سنا ہے کہ شبِ قدر ۲۷ویں رات کو ہوتی ہے، اور یہ بھی کہ یہ رات طاق راتوں میں ملتی ہے۔ مسئلہ یہ

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله عز وجل تجاوز لأُمّتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به، وفي رواية عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الله عز وجل: إذا همّ عبدي بسيئة فلا تكتبوها عليه فإن عملها فاكتبوها سيئة. (مسلم ج:۱ ص:۷۸، باب بيان تجاوز الله تعالىٰ عن حديث النفس والخواطر بالقلب ...الخ).

پوچھنا ہے کہ جب پاکستان میں طاق راتیں ہوتی ہیں تو سعودی عرب میں طاق نہیں ہوتیں، جیسے پاکستان میں ۲۷ ویں رات ہے تو سعودی عرب میں ۲۸ ویں رات ہوگی، اگر پاکستان کی طاق رات ہوتی ہے تو سعودی عرب کی نہیں ہوتی، اگر سعودی عرب کی طاق رات ہوتی ہے تو پاکستان کی نہیں ہوتی، جبکہ شبِ قدر پوری دُنیا میں ایک رات ہوتی ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ پاکستانی راتوں کے حساب سے شبِ قدر معلوم کریں یا سعودی عرب کی طاق راتوں کے حساب سے شبِ قدر معلوم کریں؟

جواب:...شبِ قدر کی تلاش اس ملک کے اعتبار سے ہوگی جس ملک میں آدمی رہ رہا ہو، اگر سعودی عرب میں کوئی صاحب ہوں گے تو اسی کے اعتبار سے طاق راتوں میں شبِ قدر تلاش کرلیں گے۔ ستائیسویں شب کو اکثر شبِ قدر پڑتی ہے۔[1]

مقدمے کے فیصلے سے قبل ضمانت پر رہا ہونا

سوال:...حدود وقصاص کے مقدمات میں ملزم عام طور پر زیرِ حراست رہتا ہے، اگر کوئی حکومت یہ قانون وضع کرے کہ ان مقدمات میں اگر دو سال کے اندر فیصلہ نہ ہوسکے تو ملزم کو ہر حال میں ضمانت پر رہا کیا جائے گا، اس میں مدعیٔ مقدمہ کا راضی ہونا ضروری نہیں ہے، اور یہ ضمانت مدعی کی رضامندی کے بغیر بھی ہر حال میں کی جائے گی۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ مروّجہ طریقۂ سماعت میں اگر تأخیر ہوتی ہے تو اس کی وجہ مدعی یا مستغیث نہیں ہوتا، بلکہ اس تأخیر میں دیگر عوامل کارفرما ہوتے ہیں، جن میں مدعی بے بس ہوتا ہے۔ ان حالات میں جنابِ والا سے یہ ہدایت مطلوب ہے کہ تأخیرِ مقدمہ کے دیگر عوامل سے صرفِ نظر کرکے ایسا قانونِ ضمانت بنانا جس میں فریقِ ثانی کی رضامندی کو قطعاً کوئی دخل نہ ہو، اسلامی شریعت کے مطابق ہے کہ نہیں؟

جواب:...شریعت میں کوئی ایسا اُصول مذکور نہیں ہے کہ دو سال تأخیر سے ملزم کو ضمانت پر رہا کردیا جائے۔ شرعی اُصول تو یہ ہے کہ جب تک ملزم کی صفائی نہ ہوجائے زیرِ حراست رہے گا۔[2] مقدمہ چلنے کے بعد اگر جرم ثابت ہوگیا تو حد لگائی جائے گی ورنہ رہا کیا جائے گا۔ البتہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا نظام اور قانون جاری کرے کہ جس میں مقدمات کے فیصلے جلد اَز جلد نمٹالئے جائیں۔

تفتیش کا ظالمانہ طریقہ اور اس کی ذمہ داری

سوال:...میں آپ سے پولیس کے یا دیگر ملکی تحقیقاتی ایجنسیوں کے طریقۂ کار کے متعلق جو وہ ملزم یا مجرم کو تلاش کرنے میں اختیار کرتی ہیں، یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ طریقۂ کار اسلامی شریعت سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر مطابقت رکھتا ہے اور اسلام نے اس کی اجازت دی ہے تو برائے مہربانی خلافتِ راشدہ کے ادوار میں سے کوئی مثال دے کر وضاحت کریں۔

---

(۱) وفي التفسير: ومعنى ليلة القدر: ليلة تقدير الأمور وقضائها والقدر بمعنى التقدير، أو سميت بذالک لشرفها على سائر الليالي وهي ليلة السابع والعشرين (من رمضان) كذا روى أبو حنيفة رحمه الله عن عاصم عن زرّ أن أبيّ بن كعب رضي الله عنه كان يحلف على ليلة أنها ليلة السابع والعشرين من رمضان وعليه الجمهور. (تفسير نسفي ج:۳ ص:۶۶۵، طبع دار ابن كثير، بيروت).

(۲) وفي الأشباه لا يجوز إطلاق المحبوس إلّا برضا خصمه ... إلخ. (الدر المختار ج:۵ ص:۳۸۷).

الف:... کسی علاقے میں کوئی غیرقانونی واقعہ ہوجائے مثلاً: چوری، قتل، ڈاکا وغیرہ پڑ جائے اور مجرم کے متعلق کسی کو پتا نہ ہو اور تلاش بسیار کے بعد یا تلاش کی کوشش کے بغیر ہی پولیس والے اس محلے کے لوگوں کو خاص کر نوجوانوں کو شک کے الزام میں جبکہ ثبوت کوئی نہیں ہوتا، پکڑ کر لے جاتے ہیں، اس نے جرم بھی نہیں کیا ہوتا، اس پر انتہا درجے کا جسمانی و نفسیاتی تشدّد کرتے ہیں اور اس ملزم سے جھوٹے حلفیہ بیان پر دستخط کرواتے اور اسے مجرم ثابت کرکے سزا بھی دِلوادیتے ہیں یا پھر رشوت کی بھاری رقم لے کر بے گناہ شخص کو گھر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

ب:... پولیس میں ایک ادارہ ہے جسے ٹرائل رُوم یا ڈرائنگ رُوم بھی کہتے ہیں، جہاں کے ملازم یا ارکان تشدّد کرنے میں حصہ لیتے ہیں جس میں بے گناہ اور گناہگار دونوں ہی شامل ہیں، تو ایسے لوگوں کی تنخواہ اور آخرت کے بارے میں بھی بتائیں، خاص کر بے گناہ پر ظلم کرنے والے؟

ج:... تشدّد کرنے والے ارکان یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب! ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا، نہ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم بے گناہ اور گناہگار کو دیکھیں، کیونکہ کوئی بھی مجرم پہلے اقرار نہیں کرتا، اس طرح تو مجرم بھی بچ جائیں گے۔ لہٰذا میرے پوچھنے کا اصل مطلب یہ ہے کہ کیسے بے گناہ شخص کو ظلم و تشدّد کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور مجرم کو کیفرِ کردار تک بھی پہنچایا جائے؟ کیونکہ تفتیش کرنے والا کوئی اور شخص ہوتا ہے۔

اگر مندرجہ بالا تمام اعمال غیراسلامی ہیں تو برائے مہربانی اس دِینِ اسلام جس کے معنی ہی بے گناہ شخص پر سلامتی اور تحفظ ہے۔ اور شک کی بنیاد پر ظلم و تشدّد سے گریز کا طریقۂ تفتیش بیان کریں جس سے مجرمین کو واصلِ جہنم کیا جاسکے۔ اگر اسلام میں اس کے بارے میں کوئی طریقۂ کار تفصیلاً وضاحت کے ساتھ نہیں تو آپ برائے مہربانی اِجتہاد سے کام لے کر اسلامی طریقۂ تفتیش برائے تلاشِ مجرمین کے تفصیل کے ساتھ رہنما اُصول بیان کرکے ہم ملازمین پولیس کے ضمیر کو مطمئن کریں کیونکہ ہمیں تو ملزمان کو لاکر دیا جاتا ہے اور ہمارا کام تشدّد کرکے حلفیہ بیان لینا ہوتا ہے تو پھر اسی شخص کو عدالتِ عالیہ سے بَری کردیا جاتا ہے، تو ایسے موقع پر ہمارے دِل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ کوئی ہم ہی سے پوچھے۔ برائے مہربانی پورا خط شائع کرکے اور سوالوں کے تسلی بخش اور قطعی جواب دے کر مطمئن کریں۔

جواب:... ہمارے یہاں عدالتی اور تفتیشی نظام سارے کا سارا وہ ہے جو انگریز سے ورثے میں ملا ہے، جس کی بنیاد ہی ظلم اور رشوت ستانی پر رکھی گئی ہے، اور جس میں خوفِ خدا اور محاسبۂ آخرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی... اِلَّا ماشاء اللہ... جب تک یہ پورا نظام تبدیل نہیں ہوتا، محض چند مشوروں کی پیوندکاری سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ سب تو خیر ایک جیسے نہیں ہوتے، مگر مجرموں سے رشوت لے کر بچانا اور بے گناہوں کو دھرلینا ہماری پولیس کا خاص ''فن'' ہے۔[1]

(۱) عن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه سلم الراشي والمرتشي ...إلخ. (ترمذي ج:۱ ص:۲۴۸، أبواب الأحكام، باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم، طبع قديمي كتب خانه).

سزا یافتہ کو نماز کی ادائیگی کا موقع نہ دینا

سوال:... مسلمان سزا یافتہ قیدی کی نماز کے اَحکامات، فرائض و شرائط کیا ہیں؟ نیز اسلامی مملکت میں قید مسلمان قیدیوں (سزا یافتہ) کے لئے نماز و دیگر فرائض و دِینی معمولات کی اَنجام دہی کے لئے اَز رُوئے شریعت مسلم حکمرانوں کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جواب:... ان کو نماز کی ادائیگی کا موقع دیا جائے، یعنی طہارت، وضو اور دیگر ضروریات کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔

زبردستی اِعترافِ جرم کرانا اور مجرم کو طہارت و نماز سے محروم رکھنا

سوال ۱:... شواہد و براہین کے حصول کی کوشش اور کاوش کے بغیر تشدّد سے اعترافِ جرم کرانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال ۲:... ملزم کو نماز، طہارت اور واجب غسل سے محروم رکھنے کا گناہ کس کے ذمہ ہوتا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟

سوال ۳:... کیا فرائض کی ادائیگی کے لئے جھوٹ اور غلط بیانی کو وتیرہ بنالینا شرعاً دُرست ہے یا نادُرست؟

جواب ۱:... قرائن و شواہد کے بغیر بذریعہ تشدّد اِقبالِ جرم کرانا جائز نہیں، اور ایسا اِعتراف شرعاً کالعدم ہے۔ [1]

جواب ۲:... گناہ محروم رکھنے والوں کے ذمہ ہے، [2] اور اس کی سزا ہے دُنیا میں دِل کا سیاہ پتھر ہوجانا اور آخرت میں فرائض سے روکنے کی سزا۔

جواب ۳:... میں سوال کا مطلب نہیں سمجھا، جھوٹ اور غلط بیانی کو دُرست کون کہہ سکتا ہے؟ اور وہ کون سے فرائض ہیں جن میں جھوٹ اور غلط بیانی کو وتیرہ بنانا دُرست سمجھا جائے...؟

''دارالاسلام'' کی تعریف

سوال ۱:... ''دارالاسلام'' کی تعریف کیا ہے؟

سوال ۲:... پھر دارالاسلام کا حکمران یعنی مملکت دارالاسلام کا سربراہ کون ہوتا ہے مسلم یا غیرمسلم بھی؟

سوال ۳:... اگر معاذ اللہ کوئی اسلام کی توہین کرے تو اس کو پوری مملکت دارالاسلام کے علماء سنبھالیں گے یا صرف ایک ہی مولوی فتویٰ ماردے گا، یعنی پوری مملکت دارالاسلام کے علماء کے ذمہ ہوگا یا صرف اور صرف ایک ہی مولوی اس گستاخ پر فتویٰ مارے گا، پھر وہ صرف یہاں ہی بس نہیں کرے گا تو حرمین تک جائے گا فتویٰ مروانے؟ پھر وہ مولوی بغیر گواہوں کے ہی فتویٰ ٹھوک دے گا یا گواہوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے؟

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: البينة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه. رواه الترمذى. (مشكوٰة ص:۳۲۷). وفى الدر المختار: أكره القاضى رجلًا ليقر بسرقة أو بقتل رجل بعمد أو ليقر بقطع يد رجل بعمد فأقر بذالك فقطعت يده أو قتل على ما ذكر إن كان المقر موصوفًا بالصلاح اقتص من القاضى ...إلخ. (رد المحتار ج:۶ ص:۱۴۰).

(۲) كقوله تعالىٰ فى القرآن الكريم: أرئيت الذى ينهىٰ عبدًا إذا صلّٰى أرئيت إن كان على الهدىٰ أو أمر بالتقوىٰ أرئيت إن كذب وتولّٰى ألم يعلم بأن الله يرىٰ (العلق: ۹ تا ۱۴).

سوال ۴:... مملکت دارالاسلام کے اندر اس کے حکمران کے خلاف کوئی عوامی تحریک اُٹھ کر جھنڈا لہرائے تو کیا جائز ہوگا یا حرام؟

جواب ۱:... جس ملک میں اسلام کے اَحکام جاری ہوں وہ "دارالاسلام" ہے۔[۱] اور جہاں اسلام کے اَحکام جاری نہ ہوں وہ مسلمانوں کا ملک تو ہوسکتا ہے مگر شرعاً "دارالاسلام" نہیں۔

جواب ۲:... دارالاسلام کا حکمران مسلمان ہوسکتا ہے، غیرمسلم نہیں۔[۲]

جواب ۳:... اسلام کی توہین کرنے والا مسلمان نہیں، مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اس کو معزول کرکے کسی مسلمان کو اس کی جگہ مقرّر کریں۔

باقی اُمور سیاسی ہیں، شرعی حکم میں نے ذکر کردیا، سیاسی اُمور پر گفتگو میرا موضوع نہیں۔

دارُالاسلام سے کیا مراد ہے؟ اور وہاں رہنے والوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

سوال:... مولانا صاحب! اس ملک میں جہاں کی جماعتیں یا تو سیاست کو دِین پر فوقیت دیتی ہوں، یا دِین کو دُنیا سے الگ کر رکھا ہو، کوئی ایسا لائحہ عمل بتایئے کہ جو عین اسلام کی رُوح کے موافق ہو، اور جس کے ذریعے دارُالاسلام میں رہنے والے مؤمنین اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکیں، کیونکہ دارُالکفر یا دارُالحرب میں رہنے والوں کی ذمہ داریاں ہم سے بہت کم ہیں۔

جواب:... سب سے پہلے "دارُالاسلام" وہ ملک کہلاتا ہے جہاں اسلام کا حکم نافذ ہو۔[۳] جس ملک کے رہنے والے مسلمان ہوں، لیکن وہاں شرعی قانون نافذ نہ ہو، بلکہ مغرب کا نظام اور قانون مسلط ہو، اس کو آپ مسلمانوں کا ملک کہہ سکتے ہیں، مگر "دارُالاسلام" کہنا صحیح نہیں۔ گزشتہ دِنوں آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ اَربابِ اِقتدار کی طرف سے یہ بحث بڑے شد و مد سے اُٹھائی گئی کہ شریعت اور پارلیمنٹ میں سے بالاتر کون ہے؟ آیا شریعت بالاتر ہے یا پارلیمنٹ؟ اَربابِ اِقتدار کا عندیہ یہ تھا... اور ہے... کہ پارلیمنٹ شریعت سے بالاتر ہے۔ چنانچہ اس بالادستی کو عملاً اس طرح ثابت کیا گیا کہ پارلیمنٹ نے نفاذِ شریعت کا قانون منظور نہیں کیا۔ جس کی سزا قدرت کی طرف سے یہ ملی کہ وہ پارلیمنٹ ہی تحلیل ہوگئی۔ اب آپ فرمایئے کہ کیا یہ ملک "دارُالاسلام" کہلائے گا

---

(۱) لَا تصير دار الْإسلام دار حرب إلّا بأمور ثلاثة: بإجراء أحكام أهل الشرك وباتصالها بدار الحرب، وبأن لَا يبقى فيها مسلم أو ذمي آمنا بالأمان الأول ... إلخ. (الدر المختار ج:۴ ص:۱۷۴) تفصیل کے لئے دیکھیں: إعلاء السنن ج:۱۴ ص:۳۶۵۔

(۲) ولَا يخفى ان الأمير الذي يجب الجهاد معه كما صرح بها حديث مكحول انما هو من كان مسلمًا ثبتت له الْإمارة بالتقليد إما باستخلاف الخليفة إياه كما نقل أبوبكر رضي الله عنه، وإما ببيعة من العلماء أو جماعة من أهل الرأي والتدبير، بشرط أن يكون من أهل الولَاية المطلقة الكاملة، أي مسلمًا حرًّا ذكرًا عاقلًا بالغًا سائسًا أي مالكا للتصرف في أمور المسلمين بقوة رأيه ورويته ومعونة بأسه وشوكته قادرًا بعلمه وعدله وكفايته وشجاعته على تنفيذ الأحكام ... إلخ. (إعلاء السنن ج:۱۲ ص:۵)۔

(۳) ودار الحرب تصير دار الْإسلام بإجراء أحكام أهل الْإسلام فيها ... إلخ. (الدر المختار ج:۴ ص:۱۷۵)۔

جس میں قانونِ شریعت کا نفاذ ارکانِ اسمبلی کا منہ تک رہا ہو؟ اور جس ملک کے ایوانوں میں شریعت کو گھسنے کی اجازت نہ دی گئی ہو...؟

رہا یہ کہ یہاں کے مؤمنین کو اپنی ذمہ داری سے کیسے عہدہ برآ ہونا چاہئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہاں کے رہنے والے واقعی مؤمنین ہیں تو ان کا فرض یہ ہے کہ زمامِ اقتدار ایسے لوگوں کے حوالے کریں جو یہاں اسلام کے حکم کو نافذ کر کے اس ملک کو دارُالاسلام بنائیں، اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اس کی سزا دُنیا میں تو وہی ملے گی جو اَب تک یہاں کے لوگوں کو مل رہی ہے، اور آخرت کی سزا سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں۔

کیا اقراری مجرم کو دُنیاوی سزا پاک کر دیتی ہے؟

سوال:...اگر کوئی ملزم یا مجرم اپنے جرم کا اقرار کر لیتا ہے اور اس کے نتیجے میں اسے اس کے جرم کی سزا ملتی ہے تو کیا اس صورت میں مذکورہ ملزم یا مجرم کے اس گناہ کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے کہ جس کے اقرار کے نتیجے میں اسے سزا دی گئی؟ نیز کیا روزِ محشر ایسا فرد اپنے اس جرم کی سزا سے بری الذمہ قرار پائے گا؟

جواب:...اگر توبہ کر لے تو آخرت کی سزا معاف ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔[1]

سوال:...اگر کسی شخص کو بے گناہ اور بے جرم سزاوار قرار دیا گیا ہو تو روزِ محشر اس کی جوابدہی کس کس فرد پر ہوگی؟

جواب:...وہ تمام لوگ جو اس بے قصور کو سزا دِلانے میں شریک ہوئے۔[2]

بچوں کو اغوا کرنے پر کون سی سزا مقرّر ہے؟

سوال:...بچوں کو چرانے اور اغوا کرنے پر اور ان کی خرید و فروخت پر اسلام میں کیا سزا مقرّر ہے؟

جواب:...بچوں کو چرانے والے کے لئے شرعاً کوئی خاص سزا مقرّر نہیں۔ البتہ حاکمِ وقت اور قاضی جرم کے مطابق بچے چرانے والے کو سخت سے سخت سزا دے سکتے ہیں۔[3] حدیثِ قدسی ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن تین

---

(۱) فمن تاب من بعد ظلمه أی معصية من السرقة وغيرها والمراد بالتوبة الندم علٰى ما وقع من المعصية ورد المظلمة والإستغفار من الله تعالٰى والعزم علٰى تركها، وأصلح أمره بعد ذالک فإنّ الله يتوب عليه أی يرجع عليه بالرحمة وقبول التوبة فلا يعذبه فی الآخرة۔ مسئلة قطع السار هل يكون له توبة أو لَا فقال مجاهد نعم لحديث عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وحوله عصابة من أصحابه بايعونی علٰى أن لَا تشركوا بالله شيئًا ولَا تسرقوا ولَا تزنوا ...إلخ۔ (تفسير المظهری ج:۳ ص:۱۰۸، ۱۰۹)۔

(۲) ان الإعانة على المعصية حرام مطلقًا بنص القرآن أعنی قوله تعالٰى: ولَا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (أحكام القرآن لمفتی محمد شفيع ج:۳ ص:۷۴)۔

(۳) الفرق بين الحد والتعزير أن الحد مقدر والتعزير مفوض إلٰى رأی الإمام۔ (الدر المختار مع الرد ج:۴ ص:۶۰)۔ أيضًا: قال الزيلعی: وليس فی التعزير شیء مقدر وانما هو مفوض إلٰى رأی الإمام علٰى ما تقتضی جنايتهم فإن العقوبة فيه تخلف باختلاف الجناية۔ (شامی ج:۴ ص:۶۳)۔

آدمیوں سے جھگڑا کروں گا، جن میں ایک شخص وہ بھی ہے جو آزاد اِنسان کو چوری کرنے کے بعد بیچ کھاتا ہے۔[1] خلاصہ یہ کہ اس طرح انسان کو چوری یا اغوا کر کے فروخت کرنا سخت گناہ ہے، جیسا کہ حدیثِ قدسی سے واضح ہے۔ اور فقہاء نے اس فروخت کو باطل لکھا ہے،[2] البتہ اس پر حد مقرّر نہیں ہے، قاضی کو تعزیر لگانے کا حق ہے، تعزیر قاضی کی رائے اور حالات پر منحصر ہے۔

بجلی کے کام کا تجربہ نہ رکھنے والا شاگرد اگر بلب لگاتے ہوئے مرگیا تو ذمہ دار کون ہے؟

سوال:... میری کپڑے رنگنے کی دُکان ہے، جس میں کچھ لڑکے کام بھی سیکھتے ہیں۔ ان لڑکوں میں سے ایک لڑکا جو میری بیوی کا بھانجا ہوتا ہے، اسے ایک دن میں نے گلی میں بجلی کا بلب لگانے کو کہا، لڑکا بجلی کے کام سے ناآشنا تھا، بجلی کا تار لگاتے ہوئے اسے کرنٹ لگا اور فوراً اُس کی موت واقع ہوگئی۔ بعد میں ہسپتال والوں نے موت کی تصدیق کردی۔ لیکن پولیس سرجن کا کہنا ہے کہ یہ پولیس کیس ہے، جبکہ لڑکے کے والدین کا یہ کہنا ہے کہ میں نے ان کے لڑکے کو مار دیا ہے۔ اس مسئلے کا شرعی حل عنایت فرمائیے۔

جواب:... واللہ اعلم! یہ قتلِ عمد تو نہیں، البتہ قتلِ خطا ہے، اور قتلِ خطا کی قرآن مجید میں دو سزائیں رکھی ہیں، ایک یہ کہ مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے کر راضی کیا جائے۔ دوم یہ کہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے جائیں۔[3] اللہ تعالیٰ ہماری تمام غلطیوں کو معاف فرمائے، واللہ اعلم!

قتلِ خطا کی سزا کیا ہے؟

سوال:... ایک شخص شدید غصّے میں گھر سے نکلا، باہر ایک اجنبی سے تلخ کلامی ہوگئی، پہلے شخص نے اس اجنبی کو جو اپنی سواری پر ہے، اپنی گاڑی سے ٹکر مار کر گرادیا، پہلے شخص کا اِرادہ اس کو قتل کرنے کا نہیں بلکہ مقصد سواری گرا کے تکلیف پہنچانا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر وہ اجنبی مرجائے تو پہلے شخص کا آخرت میں کیا انجام ہوگا؟ جبکہ اس شخص نے قتل کے اِرادے سے اس اجنبی کو سواری سے نہیں گرایا۔

جواب:... چونکہ اس نے اس کو سواری سے گرانے کا قصد کیا، اور یہ گرانا سبب بنا موت کا، اس لئے یہ شخص قاتل ہے، اگرچہ یہ قتلِ خطا ہے۔

اس کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے، اس کے علاوہ مرحوم کے

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الله تعالىٰ: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة .... رجل باع حُرًّا فأكل ثمنه ...الخ. (مشكوٰة ص:۲۵۸، باب الإجارة، الفصل الأوّل).

(۲) بطل بيع ما ليس بمال .... كالدم المسفوح .... والحر. (الدر المختار ج:۵ ص:۵۰، ۵۲). أيضًا: إذا كان أحد العوضين أو كلاهما غير مملوك لأحد كالحر فالبيع باطل. (اللباب في شرح الكتاب ص:۲۱۱).

(۳) قال تعالىٰ: وما كان لمؤمن أن يقتل مؤمنًا إلّا خطأً، ومن قتل مؤمنًا خطأً فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلّمة إلٰى أهله إلّا أن يصدقوا، فإن كان من قوم عدوّ لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة، وإن كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلّمة إلٰى أهله وتحرير رقبة مؤمنة، فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله، وكان الله عليمًا حكيمًا (النساء:۹۲).

وارثوں کو "خون بہا" ادا کرنا ضروری ہے، اِلَّا یہ کہ وہ معاف کردیں۔ [۱]

قتل میں شریک افراد کس سزا کے مستحق ہیں؟

سوال:... وہ قاتل جو اِنسان کو جان سے ماردے، یہ عمل فردِ واحد بھی کرتا ہے اور گروہ کے ساتھ شامل ہوکر بھی ہوتا ہے، اس میں قاتل مخصوص کو کیا سزا ملے گی؟ اور اس کے ساتھیوں کو کیا ملے گی؟

جواب:... کسی کے قتلِ بے گناہ میں جتنے لوگ شریک ہوں، وہ دُنیا و آخرت کی سزا کے مستحق ہیں۔ [۲]

کیا جرم کی دُنیوی سزا بھگتنے سے آخرت کی سزا معاف ہوجائے گی؟

سوال:... جب کوئی شخص کوئی جرم مثلاً: قتل کرتا ہے تو اس کو اس کے قتل کی سزا شریعت کے مطابق دے دی جاتی ہے، یعنی قتل کا بدلہ قتل، قیامت کے دن کیا اس شخص کو پھر بھی کوئی سزا دی جائے گی یا اسے دُنیا میں شریعتِ خداوندی کے مطابق سزا ملنے پر چھوڑ دیا جائے گا؟

جواب:... قرآنِ کریم میں قتل کی سزا جہنم بتائی ہے۔[۳] جبکہ اس کی دُنیوی سزا قصاص ہے۔[۴] اس سے معلوم ہوا کہ دُنیوی سزا سے آخرت کی سزا معاف نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی شخص سچی توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرے تو آخرت کی سزا اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔ [۵]

قتلِ خطا کی سزا دِیت اور کفارہ ہے

سوال:... عرض یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ غلطی سے سوتے ہوئے ماں کے نیچے آکر فوت ہوجائے تو اِسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ اس کی سزا یہ ہے کہ تین مہینے یا دو مہینے لگاتار روزے رکھنے چاہئیں۔ اور سننے میں آیا ہے کہ اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔

---

(۱) قال تعالٰی: وما كان لمؤمن أن يقتل مؤمنًا إلّا خطأً، ومن قتل مؤمنًا خطأً فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلّمة إلٰى أهله إلّا أن يصدقوا .... فمن ل يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله، وكان الله عليمًا حكيمًا (النساء: ۹۲). والثالث خطأ وهو نوعان: لأنه إما خطأ في ظن الفاعل .... أو خطأ في نفس الفعل .... وموجبه .... الكفارة والدية على العاقلة ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:٦ ص:۵۳۱).

(۲) ويقتل جمع بمفرد إن جرح كل واحد جرحا مهلكا لأن زهوق الروح يتحقق بالمشاركة. (الدر المختار ج:٦ ص:۵۵٦).

(۳) "ومن يقتل مؤمنا متعمدًا فجزآؤه جهنم خلدًا فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعدّ له عذابًا عظيمًا" (النساء:۹۳).

(۴) القتل .... عمد وهو أن يتعمد ضربه .... وموجبه الإثم .... وموجبه القود عينًا ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:٦ ص:۵۲۹).

(۵) قال تعالٰى: يٰأيها الذين اٰمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحًا عسٰى ربكم أن يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جنّٰت تجري من تحتها الأنهٰر. (التحريم:۸). قال في تبيين المحارم: واعلم ان توبة القاتل لا تكون بالإستغفار والندامة فقط بل إرضاء أولياء المقتول .... فإن عفوا عنه كفته التوبة ...إلخ. (شامي ج:٦ ص:۵۴۹).

آپ سے درخواست ہے کہ اس کا جواب تفصیل سے بیان کیجئے کہ اس کی سزا کیا ہے؟ اور اگر کوئی روزے وغیرہ ہیں تو یہ کیونکر ہیں؟

جواب:... یہ قتل، قتلِ خطا کہلاتا ہے،[1] اور قرآنِ کریم میں قتلِ خطا کی دو سزائیں ذکر فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ قاتل، مقتول کے وارثوں کو خون بہا ادا کرے، جسے "دِیت" کہا جاتا ہے۔[2]

اور یہ دِیت دس ہزار دِرہم ہیں، اور یہ دِیت قاتل کے قبیلے سے وصول کی جائے، یعنی اس کے خاندان اور قبیلے کے لوگ اس کے لئے تھوڑا تھوڑا چندا جمع کر کے قاتل کی مدد کریں،[3] یہاں تک کہ یہ مقدار پوری ہوجائے۔ اور اگر مقتول کے وارث دِیت کل یا بعض معاف کردیں تو ان کو اس کا اختیار ہے۔

دُوسری سزا دو مہینے کے پے درپے روزے رکھنا ہے،[4] عورت کو خاص ایام کی وجہ سے جو نماز روزے کا ناغہ کرنا پڑتا ہے، وہ دِن اس لگاتار کے خلاف نہیں، ان کے علاوہ ناغہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ ساٹھ روزے لگاتار رکھے، حتیٰ کہ اگر کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے درمیان میں کوئی روزہ چھوٹ گیا تو نئے سرے سے شروع کرے، یہاں تک کہ ساٹھ روزے بغیر ناغے کے پورے ہوجائیں۔[5]

ان دو سزاؤں کے علاوہ اس شخص کو جس سے قتلِ خطا سرزد ہوا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار بھی کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی اس کے قصور کو معاف فرمادیں۔

قتلِ خطا کا کفارہ کیا ہے؟

سوال:... میں ایک سرکاری ڈاکٹر ہوں، اور میرے ذمے مختلف لڑائی جھگڑوں کے کیسوں کے سرٹیفکیٹ وغیرہ بنانا ہے۔ آج کل میرے پاس ایک کیس ہے جس کا فیصلہ کرنا میرے لئے بہت مشکل ہوگیا ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا حل بتائیں۔

کچھ مہینے پہلے ایک خاتون کے گھر میں جو حاملہ تھیں، اس کے کسی رشتہ دار نے بغیر لائسنس کی بندوق رات کو رکھی اور وہ اپنے

---

(۱) وما أجری مجری الخطأ مثل النائم ینقلب علٰی رجل فیقتله لأنه معذور کالمخطیٔ فحکمه حکم الخطأ من وجوب الکفارة والدیة وحرمان الإرث۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۳ ص:۲۸، کتاب الجنایات)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حوالہ نمبر ا ملاحظہ ہو۔

(۳) وقتل الخطأ تجب به الدیة علی العاقلة، والکفارة علی القاتل .... والدیة فی الخطأ غیر مغلظة .... من العین أی الذهب ألف دینار ومن الورق ای الفضة عشرة آلاف درهم وزن سبعة۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۳ ص:۳۷، کتاب الدیات)۔ أیضًا: الدیة المغلظة لَا غیر والدیة فی الخطأ أخماس منها .... أو ألف دینار من الذهب أو عشرة آلاف درهم من الورق۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۵۷۴)۔

(۴) قال تعالٰی: فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین توبة من الله، وکان الله علیمًا حکیمًا (النساء:۹۲)۔ وکفارتهما ای الخطأ وشبه العمد عتق قن مؤمن، فإن عجز عنه صام شهرین ولاءً ولَا إطعام فیهما إذ لم یرد به النص والمقادیر توقیفیة۔ (درمختار ج:۶ ص:۵۷۴، کتاب الدیات)۔

(۵) (ون أفطر یومًا منهما) أی الشهرین (بعذر) کسفر ومرض ونفاس، بخلاف الحیض لتعذر الخلوّ عنه (أو بغیر عذر استأنف) أیضًا لفوات التتابع وهو قدر علیه عادةً۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۲ ص:۱۹۴، کتاب الظهار)۔

گھر چلا گیا، صبح کو وہ بندوق اس لڑکی کے دیور نے اُٹھائی، وہ لڑکی جیسے ہی اس بندوق کو چھیننے کے لئے اُٹھی تو اِتفاق سے ٹریگر دَب گیا اور گولی لڑکی کے سر میں لگی اور وہ وہیں مرگئی۔ پولیس وہاں گئی تو لڑکی کی ماں اور اس کے دیور اور دُوسرے رِشتہ داروں نے یہ بیان دیا کہ لڑکی نے گھر میں پڑے ہوئے بغیر لائسنس پستول سے خودکشی کرلی ہے۔ لڑکی کا شوہر جو دُوسرے شہر میں کام کرتا تھا، دُوسرے دِن آیا تو اس کو صورتِ حال سے آگاہ کیا گیا، مگر اس نے اپنے بھائی کی وجہ سے صحیح صورتِ حال پولیس کو نہیں بتائی، اور بھائی کو معاف کردیا۔ اب لڑکی کا شوہر، ماں اور دیور میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں پستول دِکھائیں کیونکہ بندوق لکھنے سے ہمارا گھر جو پہلے ہی برباد ہوچکا ہے، مزید ویران ہوجائے گا۔ لڑکی کا باپ زِندہ ہے۔ پولیس انسپکٹر کو بھی صحیح صورتِ حال کا پتا چل گیا ہے، مگر اس نے پیسے لے کر چپ سادھ لی ہے، اور میرے پاس روزانہ آتا ہے کہ آپ پستول دِکھادیں ورنہ کیس ختم نہیں ہوگا اور لڑکی کا دیور گرفتار ہوجائے گا۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب لڑکی کے شوہر اور ماں دونوں نے اِتفاقیہ قاتل کو معاف کردیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ لڑکی کا دیور قتل کے کیس میں نہ پھنسے، تو کیا میں بندوق کی جگہ پستول دِکھا کر اس کو بچاسکتا ہوں؟ کیونکہ اگر میں بندوق لکھوں گا جو صحیح ہے، تو وہ پھنسے گا، اور پستول لکھوں گا تو وہ بچ جائے گا، آپ میری صحیح رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... مقتولہ کا ولی نہ شوہر ہے، نہ ساس، بلکہ اس کا والد ہے۔[1]

۲:... جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس میں قاتل پر قصاص نہیں، بلکہ دیت اور کفارہ ہے۔[2]

۳:... آپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ غلط رپورٹ دیں، بلکہ جو صحیح واقعہ ہو اس کو ظاہر کرنا لازم ہے۔[3]

۴:... لڑکی کے والد کو راضی کرلیا جائے اور وہ قاتل کی معافی کا بیان دیدے تو شرعاً دیت بھی ساقط ہوجائے گی،[4] البتہ قتلِ خطا کا کفارہ قاتل کے ذمے ہوگا۔

کیا بے گناہ کو پھانسی دینے والے جلاد پر کوئی گناہ ہے؟

سوال:... جلاد جو کہ پھانسی دیتا ہے، اور اگر اُس کے ہاتھ سے کسی بے گناہ کو پھانسی لگ گئی تو کیا اس کو گناہ ہوگا؟ کیونکہ ہمارے جلادوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شخص گناہگار ہے یا نہیں؟ یعنی کہ اگر لاعلمی میں کسی کو قتل کردیا جائے تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) ان الأب له إستيفاء القصاص في النفس وما دونها وأن له الصلح فيهما جميعًا لَا العفو۔ (شامي ج:۶ ص:)۔

(۲) والثالث خطأ وهو نوعان: لأنه اما خطأ في ظن الفاعل .... أو في نفس الفعل .... وموجبه .... الكفارة والدية على العاقلة ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۵۳۱)۔

(۳) "ولَا تكتموا الشهادة ومن يكتمها فإنه اٰثم قلبه" (البقرة:۲۸۳)۔ أيضًا: وفي التفسير: لأن كتمان الشهادة أن يضمرها في القلب ولَا يتكلم بها فلما كان إثمًا مكتسبا بالقلب أسند إليه .... وعن ابن عباس رضي الله عنهما: أكبر الكبائر: الإشراك بالله وشهادة الزور، وكتمان الشهادة۔ (تفسير نسفي ج:۱ ص:۲۳۰، طبع دار ابن كثير، بيروت)۔

(۴) عفو الولي عن القاتل أفضل ويبرأ القاتل في الدنيا عن الدية والقود لأنهما حق الوارث يبرى۔ (شامي ج:۶ ص:۵۴۸)۔

جواب:... وہ گناہگار نہیں ہوگا، کیونکہ وہ لاعلمی میں بطورِ سزا قتل کر دیتا ہے۔

گھر سے کسی لڑکے ساتھ بھاگی ہوئی لڑکی کو قتل کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... کچھ عرصہ قبل اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ ایک افغانی لڑکی ایک پاکستانی لڑکے کے ساتھ چلی گئی، اور ان دونوں نے شادی کرلی، چونکہ یہ شادی والدین کی مرضی کے بغیر ہوئی تھی، اس لئے انہوں نے تعاقب کیا اور حیدرآباد سے دونوں لڑکا لڑکی کو پکڑلیا اور انہیں قتل کر دیا۔ کیا یہ قتل دُرست تھا؟ ہماری قوم میں یہ رواج ہے کہ اگر کوئی لڑکی کسی کے ساتھ چلی جاتی ہے تو اُسے اور اس کے شوہر کو جس سے اس نے اپنی مرضی سے شادی کی ہوتی ہے، اس لئے قتل کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ غلاظت پھیل نہ جائے، اور قوم بدنام نہ ہوجائے۔ اور قتل کرنے والے کو بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ لڑکیوں کے لئے آج کل یہ مشکلات ہیں کہ ان کے والدین بہت زیادہ رقم لے کر ان کی شادی بوڑھوں سے کر دیتے ہیں، اور لڑکی سے پوچھتے تک نہیں ہیں۔ آنجناب ان دونوں مسائل کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر واضح فرمائیں کہ ایسا کرنا کس حد تک رَوا ہے؟

جواب:... لڑکی کا اس طرح نکل جانا بعض دفعہ تو والدین کی حماقت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ لڑکیاں بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہوجاتی ہیں اور وہ رِشتہ نہیں کرتے، یا اگر کرتے ہیں تو پیسے لے کر کسی بوڑھے کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ اور کبھی نفسانیت غالب آجاتی ہے اور لڑکیاں گھر سے بھاگ جاتی ہیں، بہرحال ان کو قتل کرنا شرعاً حرام ہے۔[1] اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔

ظلم حد سے بڑھ جائے تو اُس کا توڑ کیسے کریں؟

سوال:... اگر کسی پر بہت ظلم ہوجائے اور ظلم حد سے بڑھ جائے کہ تدارک سے بھی ختم نہ ہوسکے اور ظلم بھی کسی مسلمان بھائی کی طرف سے ہو رہا ہو، تو آخری طریقے کو ظلم کی روک تھام کس طرح کی جائے؟

جواب:... اگر مظلوم، ظالم کا توڑ کسی طرح نہ کرسکتا ہو تو آخری تدبیر یہ ہے کہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتے ہیں، لیکن جب پکڑتے ہیں تو پھر نہیں چھوڑتے۔[2]

عورتوں کو حیلے بہانے سے شکار کرنے والے بدکردار کا انجام

سوال:... ایک ایسا شخص جو بظاہر مسلمان ہے، اور مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتا ہے، شادی شدہ اور بچوں والا ہے، ایک اچھے عہدے پر فائز ہے، اور معاشرے میں عزّت و مقام رکھتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ متعدّد عورتوں اور نہایت کچی عمر کی لڑکیوں کی

---

(۱) "وَلَا تقتلوا النفس التي حرّم الله إلّا بالحق" (بني إسرائيل:۳۳)۔ عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يحل دم امرىء مسلم يشهد أن لَا إله إلّا الله واني رسول الله إلّا باحدى ثلاث النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمارق لدينه التارك للجماعة۔ متفق عليه۔ (مشكوٰة ج:۱ ص:۲۹۹ كتاب القصاص، الفصل الأوّل)۔

(۲) عن أبي موسىٰ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله ليملي الظالم حتّى إذا أخذه لم يفلته ... إلخ۔ (مشكوٰة ص:۴۳۴)۔

عزتوں کا لٹیرا ہے، اس نے اپنی شاطرانہ وعیارانہ چالوں کا جال بچھاتے ہوئے یہ سب کچھ اس طرح کیا ہے کہ وہ خواتین نہ تو اسے کوئی اِلزام دے سکیں اور نہ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کی تفصیل کسی کو بتاسکیں۔ اس کا طریقۂ کار ایسا ہوتا تھا کہ وہ پہلے شریف، پردہ دار اور معزّز گھرانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو اپنے شاطرانہ ذہن کے مطابق اپنا گرویدہ بناتا، اور اس کے بعد کسی نہ کسی طرح موقع حاصل کرکے ان کے ساتھ زِنا بالجبر کرتا، اور اس کے بعد انہیں اپنی جھوٹی محبت کا واسطہ دے کر (جس میں احمق اور معصوم خواتین آجاتیں) آئندہ بھی شکار بناتا، وہ خواتین جو کبھی پردہ دار اور شریف ہوا کرتی تھیں، بظاہر پردہ دار اور شریف ہی رہیں، بلکہ پہلے سے زیادہ ہر ایک سے بچنے کی کوشش کرتی ہیں، لیکن درحقیقت وہ اپنا گوہرِ نایاب گنوا بیٹھ چکتی ہیں۔

یہ شخص اِنتہائی درجے کا جھوٹا، موقع پرست،، مطلب پرست، مفاد پرست، چاپلوس، مطلبی، خودغرض، مکار وعیار اور مطلب کے لئے گدھے کو بھی باپ بنانے پر بھی تیار رہتا ہے، اس شخص کا کوئی دِین ایمان نہیں ہے، مطلب کی خاطر سب کچھ کرسکتا ہے۔ دفتر میں ہونے والی دعوتوں میں بڑے (درحقیقت نہایت چھوٹے) لوگوں کے ساتھ مل کر عموماً شراب بھی پیتا ہے تاکہ کہیں وہ اسے قدامت پسند نہ سمجھ لیں۔ فلمیں بھی نہایت ذوق وشوق سے دیکھتا ہے۔ اور ابھی اس کے سیاہ کارناموں کی ایک طویل فہرست باقی ہے، جو بیان کرنی مشکل ہے۔ مندرجہ بالا سیاہ کارنامے بھی آپ کے مسئلے سے مکمل آگاہی کے لئے بتائے گئے ہیں۔ براہِ کرم شریعت کی رُو سے بتایئے کہ ایسے شخص جس کے سیاہ کارناموں سے مکمل آگاہی ہو، اس سے:

۱:... اخلاقی، مذہبی، معاشرتی اور ادبی تقاضوں کے سبب سلام وکلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲:... اس کی خوشی وغمی میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

۳:... اس کی عزّت کرنا، یا اسے دُوسرے بزرگوں جیسا اِحترام دینا جائز ہے یا نہیں؟

۴:... اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ہنسنا بولنا اور رہنا سہنا جائز ہے یا نہیں؟

حالانکہ یہ شخص اسلامی شریعت کی رُو سے کوئی بار سنگسار کئے جانے کے لائق ہے۔

جواب:... جن لوگوں کو اس کی حالت کا علم ہے، ان کے لئے اس شخص سے دوستانہ تعلقات جائز نہیں،[1] اور جو لوگ اس کے کرتوت سے ناواقف ہیں، وہ معذور ہیں۔

سوال:... اور ان عورتوں کے لئے کیا حکم ہے جن کے ساتھ اس نے پہلی دفعہ خصوصاً زِنا بالجبر کیا، اور پھر ان کی آوازوں، خطوط یا تصاویر، یا پھر اپنی جھوٹی محبت کے واسطے دے کر گناہ کے جال میں پھنسانے کے لئے شیطان کا کردار ادا کیا، جبکہ ان عورتوں کے اندر بھی شیطانی قوتیں (دُوسرے تمام اِنسانوں کی طرح) موجود تھیں اور بعد میں وہ کچھ اپنی مجبوریوں اور کچھ اپنے نفس کے شیطانی تقاضوں کے باعث اس کے جال میں آتی رہی ہیں۔ یہ عورتیں اگر معاف کردینے والے غفور رحیم سے معافی اور توبہ طلب کرلیں، اور اپنی توبہ پر عمل کریں تو کیا یہ عورتیں اسلامی شریعت کی نظر میں قابلِ معافی ہیں یا نہیں؟

---

(۱) قال الخطابی: رخص للمسلم أن یغضب علٰی أخیه ثلاث لیال لقلته ولَا یجوز فوقها إلّا إذا کان الهجران فی حق من حقوق الله تعالٰی فجوز فوق ذالک. (مرقاة شرح مشکوٰة ج:۹ ص:۲۶۲، طبع إمدادیه ملتان)۔

جواب:...ان عورتوں کو سچے دِل سے توبہ کرنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت سے نا اُمید نہیں ہونا چاہئے۔[1]

سوال:...اور براہِ کرم یہ بھی بتایئے کہ جب وہ "شخص" اس قدر کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو چکا ہے، اور ہوتا رہتا ہے، اور دُوسروں کو بھی ان گناہوں کی دلدل میں پھنسانے کا ذمہ دار ہے، تو پھر وہ آخر کس طرح اور کیونکر معاشرے میں ایک بظاہر اچھے مقام اور عزّت کے ساتھ رہ رہا ہے؟ اور اسے کسی بھی قسم کا کوئی خاندانی، سماجی، معاشی یا معاشرتی مسئلہ بھی درپیش نہیں ہے؟

ہم نے تو اکثر ایسے واقعات سنے ہیں جس میں اس طرح کی حرکت ایک بار بھی کرنے والے کسی شخص کا اَنجام خارش زدہ پاگل کتے سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے، تو پھر یہ شخص کیونکر عذابِ اِلٰہی سے اب تک بچا ہوا ہے؟

جواب:...اس سوال کا تعلق اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ہے۔ سو اپنی حکمتوں کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کے لئے مہلت دے رہے ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ: "اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتے ہیں تو پھر نہیں چھوڑتے۔"[2] اس لئے یا تو اس شخص کو توبہ و اِنابت کی توفیق ہوجائے گی، یا پھر عبرت ناک سزا میں گرفتار ہوگا۔

زِنا کو فطری فعل قرار دینا جائز نہیں

سوال:...میرا ایک دوست بسا اوقات بحث کے دوران یہ کہتا ہے کہ: "اگرچہ گناہ ہے، لیکن زِنا ایک فطری فعل ہے" جبکہ دیگر دوستوں کا کہنا ہے کہ فطری فعل صرف حلال طریقے سے ہی ممکن ہے، اور حرام یا ناجائز کام فطری نہیں ہوسکتا۔ آپ جناب سے میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو دلائل کے ساتھ واضح کیجئے کہ آیا "زِنا ایک فطری فعل ہے یا کہ غیرفطری"؟

جواب:...آپ کے دوست کا زِنا کو فطری فعل کہنا صحیح نہیں۔ مرد و عورت کا جنسی ملاپ تقاضائے فطرت ہے، اور اس خواہش کو پورا کرنے کا ایک راستہ فطری ہے، اور دُوسرا غیرفطری۔ شریعت نے فطری طریقے کو جائز رکھا ہے، اور وہ نکاح ہے، اور غیرفطری طریقے کو ممنوع اور حرام قرار دِیا ہے، اور وہ زِنا ہے۔[3] اور اس کے غیرفطری ہونے کی سب سے بڑی اور واضح دلیل یہ ہے کہ کوئی شریف آدمی اس کو برداشت نہیں کرے گا کہ اس کی ماں، بہن، بیٹی سے یہ فعل کیا جائے۔ غالباً آپ کے ان دوست کے لئے بھی یہ چیز ناقابلِ برداشت ہوگی، اگر یہ فطری فعل ہوتا ہے تو خلافِ غیرت نہ ہوتا۔

سزا جاری کرنا عدالت کا کام ہے

سوال:...ایک شادی شدہ شخص ایک شادی شدہ عورت سے زِنا کر بیٹھا، وضعِ حمل کا وقت قریب آیا تو یہ شخص ڈر سے علاقہ

---

(۱) قال تعالیٰ: قل یٰعبادی الذین أسرفوا علیٰ أنفسهم لَا تقنطوا من رحمة الله، إن الله یغفر الذنوب جمیعًا، إنه هو الغفور الرحیم۔ (الزمر:۵۳)۔

(۲) عن أبی موسیٰ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله لیملی الظالم حتّٰی إذا أخذه لم یفلته ...إلخ۔ (مشکوٰة ص:۴۳۴، باب الظلم، الفصل الأوّل)۔

(۳) ولَا تقربوا الزنٰی إنه کان فاحشة وساء سبیلًا (بنی إسرائیل:۳۲)۔

چھوڑ کر فرار ہوگیا، اور عورت کو اہلِ علاقہ نے غیرت سے گولی کا نشانہ بنادیا۔ اب مرد تائب ہونا چاہتا ہے، مگر اس کے علاقے میں شرعی سزا مفقود ہے، جیسے ہی علاقے میں جائے گا، قتل کردیا جائے گا۔ کیا ایسے شخص کے لئے شرعی سزا نہ ہونے کی وجہ سے اِستغفار کرلینا کافی ہے؟ یا علاقے میں جاکر گولی کا نشانہ بننا ضروری ہے؟

جواب:... سزا جاری کرنا عدالت کا کام ہے۔ جب اس کا کیس عدالت میں نہیں گیا تو اپنے طور پر توبہ کرلے۔ [۱]

اللہ تعالیٰ کی فوراً مدد آنے کے کام

سوال:... وہ کون سے کام ہیں جن کو کرنے سے دُنیا کے کسی بھی جائز معاملے میں اللہ کی مدد فوراً آتی ہے؟

جواب:... مجھے معلوم نہیں، میں تو اتنا جانتا ہوں کہ آدمی گناہوں سے بچتا ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کرے، تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مدد فرماتے ہیں۔ [۲]

اعمال میں میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

سوال:... ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میانہ روی اختیار کرو اپنے اعمال میں'' اس کی مختصر وضاحت فرمادیں۔

جواب:... اس کا مطلب یہ ہے کہ فرائض و واجبات اور سننِ مؤکدہ کے علاوہ آدمی کو نوافل اور اذکار و وظائف کی اتنی مقدار کا معمول رکھنا چاہئے جس کی آسانی سے پابندی کرسکے اور جس سے اُکتا نہ جائے، بلکہ جو معمول شروع کرے حتی الوسع اس کو ہمیشہ نبھائے۔ بعض لوگ جوش میں آکر اپنے ذمہ زیادہ بوجھ ڈال لیتے ہیں اور جب وہ نبھتا نہیں تو اُکتا کر چھوڑ دیتے ہیں۔

ایک قیدی کے نام

سوال:... (سوال حذف کردیا گیا)۔

جواب:... آپ کا خط آپ کی اہلیہ کے ذریعے پہنچا، آپ کے حالات و معمولات سے اطلاع ہوئی، بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعا و اِلتجا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف و کرم سے آپ کی رہائی کی صورتیں پیدا فرمادیں۔ چند ضروری باتیں لکھتا ہوں ان کو غور اور توجہ سے پڑھیں:

اوّل:... حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے بندے کو آزمائشیں آتی ہیں، کبھی خوشی اور مسرّت کی شکل میں، کبھی رنج و غم اور آفات و مصائب کی شکل میں، پہلی حالت میں شکر بجالانا اور دُوسری حالت میں صبر و رضا اور دُعا و اِلتجا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُجوع کرنا بندے کا فرض ہے، حوصلہ اور ہمت نہیں ہارنی چاہئے، بلکہ صبر و استقامت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں پر اِستغفار کرتے ہوئے اور رضائے

(۱) رجل أتى بفاحشة ثم تاب وأناب إلى الله تعالى لا ينبغي له أن يخبر الإمام بما صنع لإقامة الحد لأن السر مندوب كذا في جواهر الأخلاطي. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۳، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء ...إلخ).

(۲) قال تعالى: ''ومن يتق الله يجعل له مخرجًا○ ويرزقه من حيث لا يحتسب'' (الطلاق: ۲، ۳).

مولا کے مضمون کو اپنے دِل میں پختہ کرتے ہوئے اس وقت کو گزارنا چاہئے۔

دوم:... جیل کا ماحول اکثر غیر اخلاقی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنے دِین و اخلاق کو بگاڑ کر وہاں سے نکلتے ہیں، آپ کو اس ماحول سے متأثر نہیں ہونا چاہئے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرصت کا موقع عطا فرمایا ہے، اس لئے آپ نمازِ پنج گانہ کا اہتمام کریں، قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، جو معمولات آپ نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں، ان کی پابندی کریں، ان کے علاوہ فرصت کے جو لمحات بھی میسر آئیں ان میں کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ" کو وِردِ زبان رکھیں، "بہشتی زیور"، حضرت شیخؒ کے فضائلِ اعمال اور اکابر کے مواعظ کا مطالعہ جاری رکھیں۔

سوم:... جہاں تک ممکن ہو، جیل کے عملے سے بھی اور قیدیوں سے بھی اخلاق و مروّت کے ساتھ پیش آئیں، اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں، کسی کی طرف سے کوئی رنج پہنچے تو اس کو معاف کردیں، بُری صحبت سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں، قید کے ساتھیوں کو بھی نماز کی اور خیر کے کاموں کی ترغیب دیا کریں۔

چہارم:... پانچوں نمازوں کے بعد بہت توجہ کے ساتھ اپنے لئے خیر اور بھلائی کی اور قید سے رہائی کی دُعا کیا کریں، اگر ہوسکے تو تہجد کے لئے بھی اُٹھا کریں، الغرض! دُعا و اِلتجا کا خاص اہتمام کریں۔

پنجم:... جیل میں آدمی کی آزادی سلب ہوجاتی ہے، اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے دُنیا کی زندگی بھی ایک طرح کا جیل خانہ ہے، کہ ہر قدم پر اسے مالک کے حکم کی پابندی لازم ہے، لہٰذا جیل کی زندگی سے دُنیا میں زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھنا چاہئے۔

ششم:... جیل زندوں کی قبر ہے، اس لئے یہاں رہتے ہوئے قبر کی تنہائی، بے بسی و بے کسی اور وہاں کے سوال و جواب کو یاد کرنا چاہئے اور اپنی زندگی میں جتنی کوتاہیاں اور لغزشیں ہوئی ہوں، ان پر ندامت کے ساتھ اِستغفار کرنا چاہئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائیں، آپ کو اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں اور آپ کو رہائی عطا فرمائیں۔

سچی شہادت کو نہیں چھپانا چاہئے

سوال:... ایک آدمی دیکھ رہا ہو کہ کسی بندے کو قتل کرنے والا صرف ایک شخص ہے اور اس کے ساتھ دُوسرا بندہ موجود بھی نہ ہو اور مقتول پارٹی کسی بے گناہ شخص کو قتل کے کیس میں پھنسادے جو اس وقت شہر میں بھی موجود نہ ہو اور اس سے یہ منسوب کرے کہ ایک فائر اس شخص نے کیا اور دُوسرا، دُوسرے شخص نے، اس معاملے میں وہ شخص جو وہاں پر موجود تھا اور دیکھ رہا تھا کہ قتل کرنے والا صرف ایک شخص ہے اور فائر بھی ایک ہوا ہے، کیا خدا کے ہاں مجرم ہے اگر وہ گواہی دینے سے انکار کردے کہ میں گواہی نہیں دیتا؟ اگر وہ صاف کہہ دے کہ قاتل ایک شخص ہے تو بے گناہ شخص نجات پاسکتا ہے، اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے؟

جواب:...قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ"[1] (البقرۃ:۲۸۳)

ترجمہ:..."اور شہادت کو نہ چھپاؤ، اور جو شخص اس کو چھپائے اس کا دِل گناہگار ہے۔"

یہ آیتِ کریمہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔

حق بات کی گواہی دینا شرعاً ضروری ہے

سوال:...ان لوگوں کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے جو اِسلام کے مطابق حق بات بول کر کسی مسلمان کا مسئلہ حل نہیں کرواتے، بلکہ مسئلے کی آگ میں اپنے مسلمان بھائی کو جلنے دیتے ہیں؟

جواب:...جو لوگ صریح ظلم کو دیکھتے ہیں اور مظلوم کی حمایت نہیں کرتے، نہ ظالم کا ہاتھ پکڑتے ہیں، ایسے لوگ گونگے شیطان ہیں، اور ان کے بارے میں خدائی پکڑ کا اندیشہ ہے، حدیث شریف ہے: "تمہیں بھلائی کا حکم کرنا ہوگا اور بُرائی سے روکنا ہوگا، اور ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہوگا اور اسے حق بات پر مجبور کرنا ہوگا، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب کو عذاب میں پکڑلیں گے، پھر تم دُعائیں بھی کروگے تو قبول نہیں ہوں گی" (ترمذی، ابوداؤد)۔[2]

ظالم کو ظلم سے نہ روکنے والے برابر کے گناہگار ہیں

سوال:...ایک شخص اپنے کمرے میں بیٹھا مصلیٰ رسول پر تسبیح پڑھتا ہے، قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتا ہے، تو اس پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے، اس کے بعد اس کو بُری طرح یہ کہہ کر مارا جاتا ہے کہ اگر یہ قرآن پڑھے گا، تسبیح پڑھے گا، ذِکر اللہ کرے گا تو ہم اس کو ماریں گے۔ کوئی پڑوسی اس معاملے میں نہیں پڑتا ہے، وہ شخص سب کے سامنے پٹتا ہے، دُشمن اعلانیہ کہتا ہے کہ اس پر عذاب ہے۔ یہ کیا ہے؟

جواب:...جو لوگ قدرت کے باوجود ظالم کو ظلم سے نہ روکیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں وہ برابر کے گناہگار ہیں۔[3]

عورت کی حیثیت کا تعین اور اُس کی شہادت کے بارے میں غلط بیانی

سوال:...مؤرخہ ۸؍مارچ بروزِ جمعرات ایک ٹی وی پروگرام بعنوان "خواتین کا عالمی دِن" پیش ہوا۔ جس میں خواتین کے

---

(۱) وفی التفسیر: لأن كتمان الشهادة أن يضمرها في القلب، ولا يتكلم بها فلما كان إثمًا مقترفًا مكتسبًا بالقلب أسند إليه .... وعن ابن عباس رضي الله عنهما: أكبر الكبائر الإشراك بالله، وشهادة الزُّور، وكتمان الشهادة. (تفسیر نسفی ج:۱ ص:۲۳۱، طبع دار ابن كثير، بيروت).

(۲) عن حذيفة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: والذي نفسي بيده! لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عذابًا من عنده ثم لتدعنه ولا يستجاب لكم. رواه الترمذي. وفي رواية أبي داوٗد: إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أو شك أن يعمهم الله بعقاب. (مشكوٰة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف، الفصل الثاني).

(۳) وفي رواية أبي داوٗد: إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أو شك أن يعمهم الله بعقاب. (مشكوٰة ص:۴۳۶).

حقوق کی علَم بردار دو خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام کے شروع میں بتلایا گیا کہ اس پروگرام کا مقصد پاکستانی عورت کی حیثیت متعین کرنا ہے، اور پھر ایک مہمان خاتون نے قانونِ شہادت کے بارے میں ''اِرشاد'' فرمایا، وہ یہ تھا: ''آج سے چودہ سو سال پہلے عورت چونکہ گھر سے باہر نکل نہیں سکتی تھی، اس لئے اس کا قاضی کے سامنے پیش ہوکر کوئی بات بیان کرنا مشکل تھا، لہٰذا سہولت کے پیشِ نظر اللہ نے دو عورتوں کی شہادت کا حکم دیا تاکہ اگر ایک گھبراکر بھول جائے تو دُوسری اُسے یاد دِلائے۔ لہٰذا اب ایک بات کو پکڑ کر بیٹھ جانے کی ضرورت نہیں۔'' آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ:

سوال ۱:... قرآن وسنت میں عورت کی حیثیت متعین ہوجانے کے بعد اگر کوئی خواتین کمیشن یا خواتین ڈویژن یا کوئی پروگرام عورت کی حیثیت متعین کرے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جب قرآن وسنت میں عورت کی حیثیت متعین کردی گئی تو کسی اور کو اس زحمت کی ضرورت نہیں، اور اگر کوئی شخص یا ادارہ اَزسرِنو عورت کی حیثیت متعین کرنا چاہتا ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اسے خدا اور رسول پر ایمان نہیں، نہ ان کے فیصلے سے اتفاق ہے۔

سوال ۲:... قرآن میں عورت کی شہادت کی مذکورہ بالا تشریح کسی مسلمان خاتون کو زیب دیتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اس خاتون کی یہ تشریح غلط ہے، اور اس تشریح کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن چودہ سو سال پہلے کے لوگوں کے لئے تھا، ہمارے لئے نہیں، اس لئے ہمیں ''اس کو پکڑ کر بیٹھ جانے کی ضرورت نہیں'' ان صاحبہ سے کوئی پوچھے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عورت... بقول اس کے... گھر سے باہر نہیں نکل سکتی تھی تو دورِ جدید کی عورت کو گھر سے نکلنے کی درخواست کس نے دی ہے؟ اور جب اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی شہادت کو مرد کی شہادت سے نصف... آدھی... رکھا ہے، تو اس کی شہادت کو مرد کی شہادت کے برابر قرار دینے کا کون مجاز ہے؟

اصل یہ ہے کہ یہ خواتین وحضرات، جو اس قسم کے فلسفے بگھارتے ہیں، وہ سچے دِل سے اِسلام پر یقین نہیں رکھتے، نہ اِسلام پر عمل پیرا ہونے کی کوئی خواہش اور جذبہ رکھتے ہیں، مگر سیدھے طریقے سے اپنے آپ کو ''غیرمسلم'' کہتے ہوئے انہیں شرم آتی ہے، اس لئے یہ مختلف حیلوں اور تأویلوں سے قرآن وسنت کے صریح اور واضح قوانین واَحکام کو بدل ڈالنے کی جسارت کرتے ہیں، یعنی:

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں!

کیا عورت کی گواہی تمام اُمور میں آدھی تسلیم کی جاتی ہے؟

سوال:... میری والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ ایک مرد کی گواہی کے برابر دو عورتوں کی گواہی ہے، جبکہ ایک اور محترمہ نے کہا ہے کہ عورت کی گواہی مردوں سے کم نہیں بلکہ مرد کے مطابق ''برابر'' ہے۔ مذہب نے بعض مخصوص اُمور کے حوالے سے جو ہدایات دی ہیں اُن کا فائدہ اُٹھاکر کیا ہر معاملے کے بارے میں کہنا کہ عورت کی گواہی آدھی ہے دُرست ہوگا؟

جواب:...عورت کی گواہی کا مرد کی گواہی سے نصف ہونا قرآن کی آیتِ مداینہ (سورۂ بقرۃ آیت نمبر:۲۸۲)[1] اور اَحادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔[2] اس کا اِنکار کرنے یا تو قرآن وحدیث سے ناواقفی کی علامت ہے، یا قرآن وحدیث پر اِیمان نہ ہونے کی۔ البتہ جن اُمور پر مردوں کو اِطلاع نہیں ہوسکتی ایسے اُمور میں بعض فقہاء نے عورتوں کی گواہی کو کافی سمجھا ہے۔[3]

عورتوں کی گواہی حدود وقصاص میں معتبر نہیں

سوال:...ایک عورت ہندہ کا اِنتقال ہوا، اس کو زینب نامی عورت نے رات کو لیمپ کی روشنی میں کئی عورتوں کی موجودگی میں غسل دے کر کفن دفن کیا، اور دفن کے بعد اس نے مرحومہ کے شوہر زید اور دو سوتیلے بیٹوں عمرو اور بکر پر اِلزام عائد کیا اور کہا کہ وہ خدا وحدہٗ لاشریک اور حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیتی ہے کہ مرحومہ کو مارا گیا تھا، اور اس کے جسم پر ضربوں کے نشانات موجود تھے۔ جن کو اس نے اور بھی تین عورتوں کو دِکھایا تھا، اور ان تین عورتوں نے بھی خدا کو وحدہٗ لاشریک اور حاضر ناظر جان کر یہی کلمات دُہرائے۔ اس مجلس میں زینب کے شوہر کے علاوہ اور بھی کئی افراد موجود تھے، اور وہ آج تک یہ گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے زینب کو یہ کلمات دُہراتے ہوئے سنا ہے۔ مرحومہ کے ورثاء نے اِعلان کردیا کہ وہ قصاص لیں گے۔ زید، عمرو اور بکر بھاگ کر رُوپوش ہوگئے۔ علاقے کے معتبر حضرات نے دونوں جانب کے حضرات سے رابطہ کیا اور گواہوں کو طلب کیا، تین گواہوں نے حاضر ہوکر گواہی دی مگر ان کی گواہی یہ کہہ کر رَدّ کردی گئی کہ تم مرحومہ کے رِشتہ دار ہو، جبکہ چوتھی گواہ یعنی زینب بھاگ کر چار میل دُور اپنے داماد کے گھر چلی گئی۔ علاقے کے معتبر حضرات نے جب وہاں جاکر اسے گواہی دینے کے لئے کہا تو وہ خدا جانے کسی دباؤ کی وجہ سے، کسی لالچ میں آکر یا کسی مصلحت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی باتوں سے منحرف ہوگئی، اور کہا کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک اور حاضر ناظر جان کو کہتی ہوں کہ میری قوتِ بصارت کمزور ہے، اور میں کچھ بھی نہیں دیکھتی اور میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی۔ مرحومہ کے بھائی کا کہنا ہے کہ اس وقت جب مرحومہ کو ہسپتال پہنچایا گیا تھا، میں نے مرحومہ کے سوتیلے بیٹے کو دیکھا تھا، اس نے مجھے کیوں نہیں کہا کہ میری بہن بیمار ہے اور وہ اسے ہسپتال لے جارہے ہیں، تو جس راستے سے گزرے وہ میرے گھر کے نزدیک ہے، اس وقت مجھے کیوں نہیں کہا گیا، مجھے اس وقت اِطلاع دی گئی جب مرحومہ کچھ بول نہیں سکتی تھی۔ اس مسئلے پر فریقین کے دوران کشمکش جاری ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ زینب کی گواہی سے قصاص ثابت ہوا یا نہیں؟ مرحومہ کے لواحقین کو کیا کرنا چاہئے؟ عورتوں کی گواہی حدود وقصاص میں قابلِ اِعتبار ہے یا نہیں؟

---

(۱) "فإن لم یکونا رجلین فرجل وامرأتٰن ممن ترضون من الشهدآء أن تضلّ إحدٰهما فتذکر إحدٰهما الأُخریٰ" (البقرة:۲۸۲)۔

(۲) عن أبی سعید الخدری قال: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فی أضحٰی أو فطر إلی المصلّٰی .... قلن وما نقصان دیننا وعقلنا یا رسول الله؟ قال: ألیس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل؟ قلن: بلٰی! قال: فذالک من نقصان عقلها ...إلخ۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۱۳، کتاب الإیمان، الفصل الأوّل)۔

(۳) وللولادة واستهلال الصبی للصلاة علیه .... والبکارة وعیوب النساء فیما لَا یطلع علیه الرجال إمرأة حرة مسلمة والثنتان أحوط۔ وفی الشامیة: إن شهادة النساء بانفرادهن فیما لَا یطلع علیه الرجال حجة۔ (ردالمحتار ج:۵ ص:۴۶۵)۔

جواب:... شرعاً عورتوں کی گواہی حدود و قصاص میں معتبر نہیں،[1] اس لئے اس پر شرعی حکم جاری نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً جبکہ وہ عورتیں اپنے بیان سے منحرف بھی ہوگئی ہیں، واللہ اعلم!

جب ہر طرف بُرائی پر برانگیختہ کرنے والا لٹریچر عام ہو اور عورتیں بنی سنوری پھریں تو کیا زِنا کی سزا جاری ہوگی؟

سوال:... چند روز قبل راقم الحروف بس میں سفر کر رہا تھا کہ میری اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے چند مولوی صاحبان مندرجہ ذیل قسم کی بحث کر رہے تھے، ان کی اس بحث کو میں ایک سوال کی صورت میں تحریر کرکے آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں تاکہ یہ پتا چل سکے کہ ان مولوی صاحبان کی اس بحث میں کہاں تک حقیقت کا عنصر شامل ہے؟ ان مولوی صاحبان کے بقول کیا اسلام یہی چاہتا ہے کہ فواحش کی اشاعت اسی طرح جاری رہے، ہیجان انگیز فلمیں، عریاں تصاویر، (واضح ہو کہ عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی عریاں تصاویر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خاص خاص دُکانوں پر فروخت ہورہی ہیں، نیز پاکستان کے بعض اخبارات میں بھی بعض اوقات ان عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی نیم عریاں تصاویر چھپتی رہتی ہیں) اخلاق کش لٹریچر اسی طرح سفلی جذبات کو اُکساتے ہیں، (واضح رہے کہ یہ اخلاق کش لٹریچر اور جنس کو تحریک دینے والا فحش مواد مملکتِ اسلامیہ پاکستان میں مختلف رسالوں، ڈائجسٹوں اور ناولوں وغیرہ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ نیز سرِعام فروخت ہو رہا ہے، اور یہ عناصر قوم کی قوم کو فحاشی کے افیون میں بدمست کئے جارہے ہیں، نیز یہ بلیو پرنٹ، عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی عریاں و نیم عریاں تصاویر، یہ اخلاق کش لٹریچر، یہ فحش فلمی اشتہارات قوم کے اخلاق کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں)۔ کیا اسلام یہی چاہتا ہے کہ بنی سنوری عورتیں اسی طرح برسرِعام پھرتی رہیں، کالجوں، دفتروں اور کلبوں اور دُوسرے بہت سے مقامات پر اختلاطِ مرد و زن اسی طرح جاری رہے، عورتیں اور جوان لڑکیاں اسی طرح نیم عریاں اور چست لباس پہن کر دِن رات ہوٹلوں میں، سینماؤں میں، بازاروں میں، تھیٹروں میں، پارکوں میں، راستوں میں اور گلی کوچوں میں سر برہنہ، سینہ عریاں، ننگی باہیں نکالے ہوئے چہرہ بے نقاب کئے، رُخساروں پر پوڈر اور سرخی تھوپے اور مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مارے مارے پھرتی نظر آتی ہیں۔

جواب:... یہ ساری باتیں حرام ہیں، اور ان کا بند کرنا ضروری ہے۔ اسلام ان کی اجازت دینا نہیں چاہتا، لیکن زنا کی سزا بہرحال جاری ہوگی۔ محض اس وجہ سے کہ ہر جگہ بے حیائی کا دور دورہ ہے، کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام کاری کے ارتکاب میں معذور نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان مولوی صاحبان کا نظریہ صحیح نہیں۔

---

(۱) وأما ما يخص بعضها فالإسلام إن كان المشهود عليه مسلما والذكورة في الشهادة في الحد والقصاص. (شامی ج:۵ ص:۴۶۲)۔ أيضًا: لو شهد رجل وامرأتان بقتل الخطأ أو بقتل لا يوجب القصاص. (شامی ج:۵ ص:۴۶۲)۔

اُستاذ کا بچوں سے خدمت لینا

سوال:... کیا فرماتے ہیں علمائے دِین دریں مسئلہ کہ ایک مسجد شریف ہے اور اس کے قریب ایک مدرسہ ہے جس میں بچے قرآن مجید پڑھتے ہیں، اور مسجد شریف کو فراخ کرتے وقت یا کسی بھی کام کرتے وقت ان بچوں کو اُستاذ صاحب بولتا ہے کہ مٹی سر پر اُٹھا کر لاؤ یا اور کوئی چیز اُٹھواتا ہے، کوئی بچہ اپنی خوشی سے اُٹھاتا ہے، اور کوئی بچہ مجبور ہوکر اُٹھاتا ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اُستاذ کی خدمت کرنا بچوں کی اور ان کے والدین کی سعادت ہے، مگر اُستاذ کو چاہئے کہ زبردستی خدمت نہ لیا کریں۔

قرآن مجید پڑھانے والے اُستاذ کا بچوں سے ہدیہ قبول کرنا

سوال:... مولانا صاحب! میرے پاس بچیاں قرآن شریف پڑھنے آتی ہیں، میں نے ''فضائلِ قرآن'' صفحہ:۲۹۸ پڑھا ہے اُبی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن شریف کی ایک سورت پڑھائی تھی، اس نے مجھے ایک کمان ہدیہ کے طور سے دی، میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: جہنم کی ایک کمان تو نے لے لی۔ اسی طرح کا واقعہ عبادہ بن صامتؓ نے اپنے متعلق نقل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نقل کیا کہ جہنم کی ایک چنگاری اپنے مونڈھوں کے درمیان لٹکالی۔ دُوسری روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے کہ جہنم کا ایک طوق گلے میں ڈالے تو اس کو قبول کرلے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ میں بچیوں سے کچھ لیتی نہیں ہوں، نہ ہی اِرادہ رکھتی ہوں کہ کچھ لوں، اب بچیاں سپارہ لگنے پر مٹھائی وغیرہ لے آتی ہیں، یا ختم ہونے پر جوڑا دیں تو وہ مجھے لینا جائز ہے یا نہیں؟ ایک قصہ اِمام ابوحنیفہؒ کا پڑھا ہے، انہوں نے اپنے بیٹے کی سورۂ فاتحہ ختم ہونے پر ایک ہزار درہم اُستاذ کو عطا کئے۔ اس میں اور دونوں صحابہؓ کے بیان کا کیا مطلب ہے؟ سمجھا دیجئے۔ کیونکہ ایک طرف منع کیا جارہا ہے اور دُوسری طرف اتنے بڑے اِمام دے رہے ہیں۔

جواب:... اُستاذ کو بچے کے پڑھانے پر مقرّر کیا گیا تھا، اس لئے بطورِ شکرانے کے اُستاذ کو اِنعام دیا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے محض رضائے اِلٰہی کے لئے پڑھایا تھا، اس لئے ان کو منع فرمایا کہ اِخلاص کے خلاف تھا۔ واللہ اعلم!

اگر نابالغ بچے نقصان کردیں تو کیا اُستاذ جرمانہ وصول کرسکتا ہے؟

سوال:... کوئی نابالغ شاگرد اُستاذ کا کوئی مالی نقصان کردے تو اس پر کوئی جرمانہ لگایا جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟ مثلاً: مدرسے میں اُستاذ کے درس گاہ میں پہنچنے سے پہلے دو بچوں کی آپس میں لڑائی ہوئی تو لڑتے ہوئے ان میں سے ایک کا پاؤں اُستاذ کے اس گلاس سے لگا جو شیشے کا تھا، صرف اُستاذ کے پانی پینے کے لئے رکھا ہوا تھا، وہ ٹوٹ گیا، گلاس کی قیمت دس روپے تھی، تو اُستاذ صاحب نے بچوں کو دو دو ڈنڈے بھی لگائے اور ان سے پانچ پانچ روپے بھی لئے، اور ان پیسوں سے پھر نیا گلاس منگوایا، تو کیا اُستاذ کا یہ عمل دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... بچہ اگر نقصان کر دے تو اس کا تاوان اس کے مال میں لازم ہوگا۔[۱] دو دو ڈنڈے تأدیب کے لئے صحیح ہیں، مگر تعذیب کے لئے اور اپنا غصہ اُتارنے کے لئے جائز نہیں۔[۲] قاری صاحبان جب بچوں پر غصہ اُتارتے ہیں تو تمام حدود و قیود سے آزاد ہوجاتے ہیں اور ان کا دِل رحم سے بالکل خالی ہوجاتا ہے، یہ جائز نہیں، قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا۔

اِسلامی اَحکام پر عمل کرنے میں سختی کیوں ہے؟ جبکہ قرآن میں ''لا اِکراہ فی الدین'' آیا ہے

سوال:... قرآن کی آیت ہے: ''لا اِکراہ فی الدین'' یعنی دِین میں سختی نہیں ہے، اور یہ جو آج کل ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا نکل آیا ہے، ہر وقت اس میں لڑکیاں ہی نظر آتی ہیں، اور آپ کی کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی دُوسری جلد میں آیا ہے کہ غیرمحرَم عورت کے بال دیکھنا بھی گناہ ہے، تو کیا نوجوان نسل اسے سختی نہیں سمجھے گی اور نہ ٹی وی میں لڑکی دیکھنے سے اتنا ہی گناہ ملتا ہے جتنا اصل میں دیکھنے سے ملتا ہے، بتایئے ایسے میں نوجوانوں کو کس طرح مطمئن کرنا چاہئے؟

جواب:... آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کو دِینِ اِسلام کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کریں گے، جس کا جی چاہے اسلام کو قبول کرے، نہ چاہے نہ کرے۔[۳] لیکن جب اس نے اپنی خوشی سے دِینِ اسلام کو قبول کرلیا تو اِسلام کے اَحکام کی پابندی اس پر لازم ہوگی، اسلام قبول کرنے کے بعد پھر یہ سوال نہیں رہتا کہ فلاں شخص کا ذہن فلاں حکم کو قبول کرتا ہے یا نہیں...؟[۴]

ٹی وی، وی سی آر اور ڈش انٹینا شیطانی چکر ہیں، اسلام ان کو جائز قرار نہیں دیتا۔[۵]

عصر اور فجر کے بعد سونا

سوال:... جناب! یہ بتائیں کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سونا کیا منع ہے؟ میں نے سنا ہے کہ اس سے رزق میں کمی ہوجاتی ہے؟

---

(۱) لو استهلک الصبی مال الغیر بلا ودیعة ضمنه للحال. (قوله ضمنه للحال) لأنه مؤاخذ بأفعاله. (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۶۲۵، فصل فی غصب القن وغیره).

(۲) لیس له أن یضربها فی التأدیب ضربًا فاحشًا وهو الذی یکسر العظم أو یخرج الجلد أو یسوده کما فی التتارخانیة. قال فی البحر وصرحوا بأنه إذا ضربها بغیر حق وجب علیه التعزیر أی وإن لم یکن فاحشًا. (ردالمحتار ج:۴ ص:۷۹).

(۳) یعنی لَا یتصور الْإکراه فی أن یؤمن أحد إذ الْإکراه إلزام الغیر فعلًا لَا یرضٰی به الفاعل وذا لَا یتصور إلّا فی إفعال الجوارح وأما الْإیمان فهو عقد القلب وانقیاده لَا یوجد بالْإکراه. (تفسیر المظهری ج:۱ ص:۳۶۲).

(۴) قال تعالٰی: یا أیها الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلام کافة، والمعنی إستسلموا لله وأطیعوه جملة ظاهرًا وباطنًا. وقال القاضی العلامة محمد ثناء الله فانی فتی: فالمراد بالآیة الْإمتثال بکل ما أمر الله به والْإنتهاء عن کل ما نهٰی عنه أو یقال ان الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر یشتمل الجمیع. (تفسیر مظهری ج:۱ ص:۲۴۸).

(۵) عن أبی امامة قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: ان الله تعالٰی بعثنی رحمة للعالمین وهدی للعالمین وأمرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والأوثان ...إلخ. رواه أحمد. (مشکٰوة ص:۳۱۸).

جواب:...جی ہاں! مکروہ ہے۔[۱]

سوال:...اسی طرح میرے گھر والے مجھے عصر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے نہیں سونے دیتے، کہتے ہیں اس سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔

جواب:...یہ وقت بھی سونے کا نہیں، اس وقت سونا مکروہ ہے۔[۲]

کیا کرایہ دار کے اعمالِ بد کا مالکِ مکان ذمہ دار ہے؟

سوال:...میرے مکان میں ایک کرایہ دار آیا ہے، وہ گھر میں ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ چلاتا ہے، میں نے اسے منع بھی کیا ہے مگر وہ پھر بھی چلاتا ہے، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے ان کاموں سے میں گناہگار تو نہیں ہوتا؟

جواب:...اس کے ٹی وی اور ٹیپ چلانے سے تو آپ گناہگار نہیں ہوں گے، لیکن آپ کسی ایسے آدمی کو مکان دیں جو اِن خرافات سے بچا ہوا ہو۔

مفتی کے غلط فتوے پر عمل کا گناہ کس کو ہوگا؟

سوال:...اگر کسی مفتی نے غلط فتویٰ دے دیا اور فتویٰ لینے والے نے اس پر عمل کرلیا تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ اگر جان بوجھ کر غلط فتویٰ دیا تو کیا صورت ہوگی؟

جواب:...اگر لائقِ اِعتماد مفتی سے فتویٰ لیا تو دونوں میں سے کسی پر بھی وبال نہیں۔[۳] اور اگر غیرمعتبر مفتی سے فتویٰ لیا تو دونوں پر وبال ہوگا۔[۴]

دو مفتیوں کے اقوال مختلف ہوں تو کس پر عمل کریں؟

سوال:...اگر ایک ہی مسلک کے دو مفتیوں میں کسی مسئلے پر اِختلاف ہوجائے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب:...اگر ایک ہی فن کے دو معالجوں میں اِختلافِ رائے ہوجائے تو وہاں کیا کیا جائے گا...؟ جس کی رائے زیادہ فہم وتدبر پر مبنی ہوگی اس کی رائے پر عمل کریں گے۔ یہی طرزِ عمل یہاں بھی اِختیار کرنا چاہئے۔

(۱، ۲) ویکرہ النوم فی أوّل النهار وفیما بین المغرب والعشاء. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۷۶، کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات، طبع بلوچستان بک ڈپو، کوئٹه)۔

(۳) عن واثلة بن الأسقع قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من طلب العلم فادرکه کان له کفلان من الأجر، فإن لم یدرکه کان له کفل من الأجر. رواه الدارمی. (مشکوٰة ص:۳۶)۔

(۴) قال تعالٰی: "فسئلوا أهل الذکر إن کنتم لَا تعلمون" (النحل:۴۳). عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من اُفتِیَ بغیر علم کان إثمه علٰی من أفتاه ...إلخ. (مشکوٰة ص:۳۵، کتاب العلم، الفصل الثانی)۔

جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی اَحکام

سوال:... جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی مشابہت اختیار کرنا سخت گناہ ہے، مگر آج کل جو جنسی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوا ہے شریعت کی رُو سے کہاں تک صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد جو جنسی تبدیلی کے بعد عورت میں تبدیل ہوگئے ان کا انجام کل قیامت کو کیا ہوگا؟ وہ جنت میں مرد کی حیثیت سے داخل ہوں گے یا عورت کی؟ اور اس مرد سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا انجام ہوگا؟ اُمید ہے اس مسئلے کی وضاحت فرماکر اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔

جواب:... جنسی تبدیلی اگر حقیقتِ واقعہ ہے تو اس کا مشابہت کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ جنس تبدیل ہونے کے بعد وہ جس صنف میں شامل ہوا ہے اسی صنف کے اَحکام اس پر جاری ہوں گے۔ اگر لڑکی کی جنس تبدیل ہوگئی اور وہ واقعتاً لڑکا بن گئی تو اس پر مردوں کے اَحکام جاری ہوں گے، اور اگر لڑکا تبدیلِ جنس کے بعد سچ مچ لڑکی بن گیا تو اس پر اس تبدیلی کے بعد لڑکیوں کے اَحکام جاری ہوں گے۔ مشابہت جو ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ مرد، مرد ہوتے ہوئے عورتوں کی مشابہت کرے، یا عورت، عورت ہوتے ہوئے مردانہ پن اختیار کرے، اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔[1]

---

(۱) عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه لعن المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء. (أبوداؤد شريف ج:۲ ص:۲۱۲). وفی رواية البخاری: لعن رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم: المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء. (الترغيب والترهيب ج:۳ ص:۱۰۴). وفی حاشيته: وفی الجامع الصغير: المخنث من يشبه خلقة النساء فی حركاته وسكناته وكلامه وغير ذالک فإن كان من أصل الخلقة لم يكن عليه لوم وعليه أن يتكلف إزالة ذالک، وإن كان يقصد منه وتكلف له فهو المذموم ...الخ. (حاشيه نمبر ۱ الترغيب والترهيب ج:۳ ص:۱۰۴).

اسی جنسی تبدیلی کے متعلق ایک فتویٰ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دارالافتاء سے بھی جاری ہوا ہے، جس سے اس مسئلے کی مزید وضاحت ہوجاتی ہے، وہ فتویٰ درج ذیل ہے:

''آپریشن کے ذریعے جنس کی تبدیلی اور اس کا حکم''

سوال:... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ:

میں نے اپنا آپریشن کروایا ہے، آپریشن اس طرح کا ہے کہ میں نے اپنی جنس تبدیل کرائی ہے۔ پیدائشی لڑکا ہوں۔ کپڑے، رہن سہن سب لڑکیوں کی طرح تھا، اسی وجہ سے آپریشن کروایا۔ اب ہر وقت مجھے فکر لگی رہتی ہے کہ میں نے یہ گناہ کیا ہے۔ دِل میں آتا ہے کہ تم نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی ہے۔ مفتی صاحب! میں بہت پریشان ہوں، مجھے پتا نہیں کہ میں نماز، روزہ اور دُوسرے دِینی اَحکام کس طرح بجالاؤں؟ لڑکی کی طرح یا لڑکے کی طرح؟ اب تک آپریشن کے بعد لڑکوں کی طرح نماز، روزہ ادا کرتا ہوں۔ جنابِ عالی! مجھے کوئی راستہ بتائیے، میرا نام عمران ہے، ڈاکٹروں نے عمران سے ''عمرانہ'' کردیا ہے، ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ تم کسی لڑکے سے شادی بھی کرسکتے ہو، مگر کسی بچے کا جنم نہیں ہوگا، کیونکہ تمہارے اندر بچہ دانی نہیں۔

جناب میری ایک بہن ہے، اس کو لڑکا بننے کا بہت شوق ہے، اور وہ کپڑے لڑکوں والے اور سر کے بال لڑکوں کی طرح رکھتی ہے، وہ چاہتی ہے کہ میرا بھی کسی طرح آپریشن ہوجائے۔ جناب ہماری زندگی کس طرح گزرے گی؟ ....

(باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)......ان باتوں کو پڑھنے کے بعد مجھے قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ میرے لئے زندگی گزارنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور میری بہن کو کیا کرنا چاہئے؟ نماز، روزہ، شادی اور زندگی کے دُوسرے مراحل مجھے کس طرح طے کرنے چاہئیں؟ مجھے اُمید ہے کہ آپ اچھا مشورہ دیں گے۔ یاد رہے کہ ڈاکٹروں نے مجھے عورتوں والی شرمگاہ لگائی ہے، سینے کے اُبھار کے لئے ان کا کہنا ہے کہ آپریشن کرنا پڑے گا۔

مستفتی: عمران، عرف عمرانہ، کراچی۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت بنا کر اشرف المخلوقات بنایا ہے، جیسا کہ آیتِ مبارکہ میں ہے:

"لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم" (التین: ۴)

ترجمہ:... "ہم نے بنایا آدمی کو خوب انداز ے پر۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اِنسانوں میں سے بعض کو مرد، اور بعض کو عورت بنایا ہے، اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشی۔ یہ اللہ ہی کی تقسیم ہے، اور اس تقسیم پر راضی نہ ہونا، اور ناراضی کا اِظہار کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اِعتراض کرنا ہے، جو کہ اِنسان کو کسی صورت میں بھی زیب نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کو جس جنس پر بنایا ہے، ہر شخص کو اسی جنس پر رہنا ضروری ہے، اس میں تبدیلی کرنا، ناجائز اور حرام ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں سائل نے جو آپریشن کروا کر اپنی جنس تبدیل کی ہے، تو یہ حرام کام کیا ہے، اور یہ تغییر لخلق اللہ کی بنا پر کبیرہ گناہ کا اِرتکاب کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اِنسان کا جسم اِنسان کے پاس اللہ ربّ العزّت کی طرف سے امانت ہے، اور اس میں کسی قسم کی خیانت یعنی تبدیلی کرنا یہ گناہِ کبیرہ ہے، جیسا کہ "فتح الباری" میں ہے:

"ویؤخذ منه ان جنایة الإنسان علٰی نفسه کجنایته علٰی غیره فی الإثم، لأن نفسه لیست ملکًا له مطلقًا، بل هی لله تعالٰی فلا یتصرف فیها إلّا بما أذن له." (ج: ۱۱ ص: ۵۳۹، طبع لاهور)۔

اور صحیح مسلم میں ہے:

"عن ابن عمر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة۔ قال النووی فی شرحه: هٰذا الفعل حرام علی الفاعلة والمفعول بها لهٰذه الأحادیث لأنه تغییر لخلق الله لأنه تزویر وتدلیس۔" (ج: ۲ ص: ۲۰)۔

لہٰذا سائل کو چاہئے کہ اس گناہ پر توبہ اور اِستغفار کرے، اور اپنے اس گناہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرے، اور اپنی بہن کو بھی سمجھائے اور اس کو اس ناجائز آپریشن کے گناہ سے بچائے، ورنہ وہ بھی سخت گناہگار ہوگی۔ اور سائل عمران پر حسبِ سابق مردوں کے اَحکامات ہی لاگو ہیں، یعنی کسی مرد سے شادی جائز نہیں، اور نماز روزہ وغیرہ بھی مردوں کی طرح ادا کرنا ضروری ہے، اور زنانہ کپڑے پہننا ناجائز اور حرام ہے، اور ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہے، جیسا کہ "مشکوٰۃ شریف" میں ہے:

"وعن ابن عباس قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لعن الله المشتبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (باب الترجل، ج: ۲ ص: ۳۸۰، طبع ایچ ایم سعید)۔

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالمجید دین پوری	محمد اِنعام الحق	سلیم الدین شامزی
		متخصص جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن

(باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)...... مندرجہ بالا مسئلہ: ''جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی اَحکام'' اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء سے جاری کئے گئے فتوے کے بارے میں ایک سائل نے باہم متعارض ہونے کا اِشکال کیا، جس پر دارالافتاء سے مندرجہ ذیل تفصیلی فتویٰ جاری کیا گیا:

تبدیلیٔ جنس کا مسئلہ - ایک اِشکال کا جواب

سوال:... راقم کو ایک مسئلہ درپیش ہے، جس کے بارے میں وہ تسلی چاہتا ہے، اُمید ہے کہ جامعہ کے مفتی صاحبان مسئلہ حل فرماکر تسلی فرمائیں گے۔ ماہنامہ ''بینات'' شمارہ مارچ ۲۰۰۸ء میں ایک فتویٰ جو کسی سائل کے جواب میں شائع ہوا ہے، فتویٰ یہ ہے کہ: ''آپریشن کے ذریعے جنس کی تبدیلی اور اس کا حکم''۔ اس سائل کے سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ اس کو باوجود جنس کی تبدیلی کے نماز، روزہ وغیرہ مردوں کی طرح ادا کرنا ضروری ہے۔ مطلب یہ کہ آپریشن کے ذریعے جنسی تبدیلی کے باوجود حسبِ سابق مردوں کی طرح تمام فرائض ادا کرنا ہوں گے۔ جبکہ شہیدِ اِسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' ج:۸ ص:۴۰۳ (شائع کردہ مکتبہ لدھیانوی) پر ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں، جس کا عنوان ہے:

''جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی اَحکام''

''جواب:... جنسی تبدیلی اگر حقیقتِ واقعہ ہے تو اس کا مشابہت کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ جنس تبدیل ہونے کے بعد وہ جس صنف میں شامل ہوا ہے، اسی صنف کے اَحکام اس پر جاری ہوں گے، اگر لڑکی کی جنس تبدیل ہوگئی اور وہ واقعتاً لڑکا بن گئی تو اس پر مردوں کے اَحکام جاری ہوں گے... الخ۔''

راقم یہ سمجھنا چاہتا ہے کہ آیا ان دونوں مسئلوں میں کوئی فرق ہے کہ ان کے جواب مختلف ہیں، یا دونوں جوابوں میں سے کوئی ایک غلط ہے؟ برائے مہربانی مسئلہ حل فرماکر تشفی فرمائیں، **جزاکم الله خیرًا وأحسن الجزاء** والسلام: شاہ خالد زیدی

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

اس سوال کے جواب سے قبل اگر چند تمہیدی باتیں ذہن نشین فرمالی جائیں تو اِن شاء اللہ جواب سمجھنا آسان ہوگا۔

۱:... تخلیقِ اِلٰہی پر صابر و شاکر رہنا مسلمانی کا اوّلین تقاضا اور لازمی امر ہے، ورنہ صرف ناشکری ہی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض بھی لازم آئے گا، جس سے کفر کا اندیشہ ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''**رجل قال فی مرضه وضیق عیشه:** باری بدانی کہ خدای تعالیٰ مرا جرا آفریدہ است چوں از لذتہای دنیا مرا ہیچ نیست۔ **فقد قیل لَا یکفر، ولٰکن ھٰذا الکلام خطأ عظیم۔**'' (عالمگیری ج:۲ ص:۲۶۲، طبع رشیدیہ)۔

۲:... شریعت میں جنس کی تبدیلی تو درکنار، دُوسری جنس کی ادنیٰ مشابہت اِختیار کرنا بھی سخت گناہ اور حرام ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

''**عن ابن عباس قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء، وقال: أخرجوھم من بیوتکم۔**'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۰، طبع قدیمی)۔

وفی المرقاۃ: ''لعن النبی صلی الله علیه وسلم المخنثین أی المتشبھین بالنساء من الرجال فی الزی واللباس والخضاب والصوت والصورۃ والتکلم وسائر الحرکات والسکنات، فھٰذا الفعل منھی، لأنه تغییر لخلق الله'' (مرقاۃ ج:۴ ص:۴۵۹، طبع المکتبۃ الإسلامیۃ)۔

۳:... قدرتی تخلیق و پیدائش میں کسی قسم کی قطع و برید اور رَدّ و بدل کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

۱- ''**ولأضلنھم ولأمنینھم ولاٰمرنھم فلیبتکن اٰذان الأنعام ولاٰمرنھم فلیغیّرنّ خلق الله**'' (النساء:۱۱۹)۔

۲- ''**لَا تبدیل لخلق الله**'' (الروم:۳۰)۔

(باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)......... ۳-تفسیر قرطبی میں ہے:"وقالت طائفة: الإشارة بالتغيير إلى الوشم وما جرى مجراه من التصنع للحسن، قاله ابن مسعود والحسن ومن ذالک الحديث الصحيح عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لعن الله الواشمات والمستوشمات، والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" الحديث أخرجه مسلم .... وهٰذه الأمور كلها قد شهدت الأحاديث بلعن فاعلها، وإنها من الكبائر. واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها، فقيل: لأنها من باب التدليس، وقيل: من باب تغيير خلق الله تعالىٰ. كما قال ابن مسعود، وهو أصح، وهو يتضمن المعنى الأوّل .... قال عياض ويأتي علىٰ ما ذكره ان من خلق باصبع زائدة أو عضو زائد لَا يجوز له قطعه ولَا نزعه، لأنه من تغيير خلق الله." (الجامع لأحكام القرآن ج:۵ ص: ۲۵۱، ۲۵۲).

۴:...جنس کی تبدیلی کے دو مفہوم ہیں: ۱-فقہی ۲-عرفی

جنس کی تبدیلی کا فقہی مفہوم یہ ہے کہ: کوئی چیز اپنی اصل حقیقت کو چھوڑ کر دُوسری حقیقت بن جائے۔ جنس کی ایسی تبدیلی سے اَحکام کی تبدیلی فقہِ اسلامی کا مستقل موضوع ہے، اس کی مشہور مثال یہ ہے کہ: گدھا نمک کی کان میں جاکر پوری طرح نمک بن جائے تو وہ نمک ہی شمار ہوتا ہے، نہ کہ گدھا، جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

"فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صار ملحًا ترتب حكم الملح، ونظيره في الشرع: النطفة .... فعرفنا ان استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها." (شامی ج:۱ ص:۳۲۷، طبع سعید)۔

یہاں پر جنس کا لفظ ماہیت وحقیقت کا مترادف ہے، اس سے منطقی جنس یا عرفی جنس مراد نہیں ہے۔ جبکہ جنس کی تبدیلی کا عرفی مفہوم یہ ہے کہ: جنس، جنسیات سے ہے، یہ ایک موضوع ہے، جو آج کل مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کی ازدواجی وغیر ازدواجی نوعیت سے بحث کرتا ہے، اس موضوع سے بحث کرنے والوں کے ہاں جنس سے مراد ذُکورت واُنوثت (مذکر ومؤنث کی خاصیات کا حامل ہونا) ہے، جس انسان میں مذکر کے خواص پائے جائیں وہ مذکر اور مرد کہلاتا ہے، اور جس میں مؤنث کی خاصیات پائی جائیں وہ مؤنث اور عورت کہلاتی ہے۔ اس حیثیت میں دونوں کے باہمی تعلق کو جنسیات کہتے ہیں۔ عام طور پر آج کل جب جنس کی تبدیلی کی بات ہو تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ مردانہ اوصاف والے کسی آدمی نے مردانہ اوصاف ختم کرکے زنانہ اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی ترکیب اور تدبیر کی۔

اس لئے کتبِ فقہ وفتاویٰ میں اگر کہیں جنس کی تبدیلی کا تذکرہ پڑھنے کو ملے تو یہ دونوں مفہوم سامنے ہونے ضروری ہیں، اس پر مزید یہ بھی غور کرنا ضروری ہوگا کہ سیاق وسباق کے لحاظ سے یہاں پر کون سا معنی ومفہوم مراد ہے؟ ورنہ مسئلہ سمجھنے میں غلطی اور اِشکال کا قوی اندیشہ ہے۔

جنس کی تبدیلی کی مذکورہ مثال سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی چیز کی حقیقت پوری تبدیل نہ ہو، بلکہ بعض وجوہ سے تبدیل ہوجائے تو ایسی تبدیلی، تبدیلیٔ حکم کو مستلزم نہیں، جیسا کہ پانی میں بعض اشیاء مل جائیں تو وہ پانی ماءِ مطلق نہیں کہلاتا، لیکن مطلق ماء ضرور کہلاتا ہے، اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ انسانی جسم میں قطع وبرید سے پیدا ہونے والی تبدیلی بالکلیہ تبدیلی نہیں، بلکہ بعض وجوہ سے تبدیلی ہوتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مرد اور عورت کے ہر ہر عضو میں فطری وقدرتی تفاوت ہوتا ہے، پورے جسم کے صرف دو یا تین حصوں میں مخصوص قطع وبرید کو فقہی اِعتبار سے جنس کی تبدیلی ہرگز نہیں کہا جاسکتا، بلکہ سچ یہ ہے کہ عرفی جنس کی تبدیلی محض اِحساسات اور جذبات کا کھیل ہے، ایسی تبدیلی اِصطلاحی اعتبار سے جنس کی نہیں، صرف ایک یا دو اَعضاء واجزاء کی تبدیلی ہے۔

۵:...شریعت میں کئی اَحکام کا مدار ذریعے پر ہوتا ہے، جیسے زِنا حرام ہے تو اس کے دواعی واسباب بھی حرام ہیں۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

۱- "لأن الأصل ان سبب الحرام حرام." (هداية، جزء رابع، كتاب الكراهية، فصل في الوطى والنظر واللمس ص: ۴۶۶)۔

(باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)...... ۲-"ویتضح لی ما ذکر ان وسیلة المحرم محرمة، ووسیلة الواجب واجبة ...... فالفاحشة حرام والنظر إلی عورة الأجنبیة حرام، لأنھا تؤدی إلی الفاحشة." (أصول الفقه الإسلامی ج:۲ مبحث الذرائع ص:۸۷۴، طبع دار الفکر)۔

اورحرام کوفروغ دینے والی اجازتوں کا جواز بیان کرنا مقاصدِ شرعیہ کے خلاف ہے۔

۶:... خنثیٰ (پیدائشی ذوفرجین) دونوں خاصیات کا حامل ہونے کے باوجود اکثری علامات کی بنا پر کسی ایک جہت کے ساتھ ملحق کیا جاتا ہے، جیسا کہ شامی میں ہے:

"إذا کان للمولود فرج وذکر فھو خنثیٰ، فإن کان یبول من الذکر فھو غلام، وإن کان یبول من الفرج فھو أُنثیٰ، وإن بال منھما فالحکم للأسبق." (شامی، عالمگیری ج:۶ ص:۷۵۷، طبع رشیدیہ)۔

۷:... اگر کسی مرد یا عورت کے اعضاء، اِنسانی تصرف یا قدرتی و پیدائشی رُکاوٹ کی وجہ سے اپنی مخصوص مطلوبہ افادیت کے حامل نہ ہوں تو اس سے جنس کے اَحکام تبدیل نہیں ہوتے، مثلاً مرد کے اندر "مجبوب" (جس کا آلۂ تناسل کٹ چکا ہو) کا معنی صادق آنا مردانہ اوصاف سے محرومی کا باعث تو ہوتا ہے، مگر ایسے شخص پر مردوں والے اَحکام ہی جاری ہوتے ہیں۔

اسی طرح کسی عورت میں ایسی فطرتی رُکاوٹ کا پیدا ہونا یا پیدا کردینا جو اِفتراش واِستیلاد (ہم بستری اور ولادت) کے لئے مانع ہو، تو ایسی تبدیلی اور رُکاوٹ سے عورت کے نسوانی اوصاف میں کمی ضرور کہلاتی ہے، مگر ایسی عورت نسوانیت سے خارج شمار نہیں ہوتی، جیسے رتقاء وغیرہا۔ اسی طرح اگر کسی مرد سے غیرفطری طور پر شہوت رانی ہورہی ہو، یا اس کے جسم میں کہیں بھی ایسا منفذ و مدخل بنادیا جائے جو شہوت رانی کے مقصد کو پورا کرنے کی صلاحیت کا حامل ہوجائے تو اس کو جنس کی تبدیلی نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح خواتین کا مردانہ لذتوں کے حصول کے لئے سحاق (باہمی اعضائے مخصوصہ کی رگڑ سے شہوت پوری کرنا) ناجائز طور پر تسکینِ شہوت کا ذریعہ تو بن سکتا ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ ان دو عورتوں نے مردی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ الغرض کسی مرد اور عورت سے غیرفطری طور پر شہوت رانی کے اِمکانات سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ یہ جنس کی ایسی تبدیلی ہے جس سے متعلقہ جنس کی پیدائشی حیثیت میں تبدیلی آچکی ہے، اور پیدائشی حیثیت والے اَحکام بدل جائیں گے، اِنسانی جسم میں قطع و برید پر اس کا اِطلاق شرعاً مشکل ہے۔

اس لئے جو لوگ جنس کی تبدیلی کے نام پر اپنے جسموں کے مخصوص اعضاء میں قطع و برید کرتے ہیں، اس سے مخصوص اعضاء میں ظاہری تبدیلی کے باوجود اصل جنس کے اَحکام نہیں بدلیں گے، کیونکہ ایسی تبدیلی پر شرعاً تبدیلی کا اِطلاق نہیں ہوتا، بلکہ اعضاء کی ناجائز قطع و برید کا حکم لگتا ہے۔ اگر شریعت ایسے ناجائز تصرفات کو تسلیم کرلے تو اس سے مسلمانوں میں حیوانیت اور درندگی کا ایک دروازہ کھل جائے گا۔ پس ایسے لوگوں کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے جسموں میں ایک تو ناجائز تصرفات کر رہے ہیں، اور دُوسرے یہ کہ اس قسم کی قطع و برید سے انہیں غیرفطری شہوت رانی کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا نہ وہ کہیں ہم جنس سے شادی کرسکتے ہیں، نہ ہی دیگر اَحکام میں کوئی تبدیلی آئے گی، بلکہ تبدیلی سے قبل جو مرد تھا اس پر مرد والے، اور جو عورت تھی اس پر عورت والے اَحکام لاگو ہوں گے۔

اس تفصیل کی روشنی میں سائل کے سوال کا جواب تقریباً معلوم ہوچکا ہے، تاہم اِختصار کے ساتھ واضح ہو کہ دونوں فتوؤں کے ظاہری تعارض کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شہید رحمہ اللہ نے اپنے جواب کی بنیاد بالفرض، واقعی اور حقیقی تبدیلی اور تبدیلیٔ جنس کے عمومی اَحکام اور جنس کی تبدیلی کے فقہی مفہوم پر رکھی ہے۔ جبکہ دارُالافتاء سے جاری شدہ فتوے کی بنیاد اِنسانی جسم میں غیرشرعی قطع و برید پر ہے، جسے شرعی اعتبار سے جنس کی تبدیلی نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یہ اعضاء کی ایسی قطع و برید ہے جس سے شہوت رانی کا رُخ تبدیل کردیا گیا ہے، اور اپنے متعین رُخ اور مقام سے ہٹ کر شہوت رانی کے ممکنہ طریقے، غیرفطری طور پر لذتیں حاصل کرنے کے مترادف ہیں، اور شریعت میں فطری مقام اور جائز طریقے کے علاوہ شہوت رانی کے تمام طریقوں کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے دونوں میں بظاہر تعارض نظر آرہا ہے، جبکہ حقیقتاً ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ تاہم دارُالافتاء کا فتویٰ کئی وجوہ سے قابلِ ترجیح ہے:

(باقی اگلے صفحے پر)

اُستاذ اور رہنما کی ضرورت

سوال:... دِینی تنظیم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کہتے ہیں کہ عام آدمی کو قرآن پاک واحادیث مبارکہ کا مطالعہ براہ راست نہیں کرنا چاہئے کیونکہ قرآن سمجھنے کے لئے ۱۴ زبانوں کا علم ہونا ضروری ہے، اور اس لئے باقاعدہ اُستاذ کے بغیر قرآن وحدیث و دِینی علوم کا مطالعہ گمراہی ہے۔ جبکہ دُوسرے صاحب کہتے ہیں کہ عام آدمی کو قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ دِینی علوم سے واقفیت حاصل کرسکے، ہاں اگر معانی ومطالب میں مشکل ہو تو علماء سے پوچھ لے۔ دونوں میں سے کون سی رائے صحیح ہے؟

جواب:... قرآنِ کریم اور اَحادیث شریفہ میں بعض جگہ ایک عامی آدمی کو اِشکال پیش آسکتا ہے، مثلاً: کوئی حکم منسوخ ہو، یا کوئی لفظ ایسا ہے کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں دِقت پیش آتی ہے، اس لئے ایک عامی آدمی کو چاہئے کہ کسی محقق عالم سے دریافت کرنا چاہئے کہ اس کو قرآنِ کریم کی کونسی تفسیر کا مطالعہ کرنا چاہئے، اور حدیث شریف کی کونسی کتاب پڑھنی چاہئے؟ پھر مطالعے کے دوران اگر کوئی اِشکال ذہن میں آئے تو اس پر نشان لگالے اور کسی عالم سے اس کا مطلب دریافت کرلے۔ الغرض قرآن وحدیث کے مطالعے میں اپنے فہم پر اِعتماد نہ کیا جائے، بلکہ سلف صالحین نے قرآن وحدیث سے جو کچھ سمجھا، اُس پر اِعتماد کرے۔

قرآن وحدیث کا آپس میں گہرا تعلق ہے

سوال:... ایک مسئلے کی بات ہو رہی تھی، درمیان میں قرآن وحدیث کا ذِکر آیا تو ایک شخص نے کہا کہ قرآن اور حدیث کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ قرآن وحدیث کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ماہرینِ اسلامیات سے سنتے آئے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)......... ۱- مذکورہ تبدیلی ایسا تصرف ہے جو ناجائز ہے، ایسے لوگوں کی شرعاً حوصلہ شکنی لازم ہے، تاکہ وہ اپنے طرزِ عمل سے تخلیقِ اِلٰہی پر اِعتراض کے مرتکب نہ بنیں اور حرام کے فروغ کی وجہ سے مقاصدِ شرعیہ کی خلاف ورزی لازم نہ آئے، اور ان کی آخرت برباد نہ ہو، بلکہ اسلامی ممالک کی حکومتوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو سخت سزا دیں۔

۲- اِنسانی جسم میں بعض اعضاء کی تبدیلی بالکلیہ تبدیلی نہیں ہے، جسے فقہی اِصطلاح میں جنس کی تبدیلی سے تعبیر کیا جاسکتا ہو، بلکہ یہ ایسی جنسی تبدیلی ہے کہ اس کا اثر صرف اعضائے مخصوصہ کے مقام اور ان کی افادیت وصلاحیت میں ظاہر ہوتا ہے، جس کا نتیجہ اور مقصد غیرفطری طریقۂ شہوت رانی کے علاوہ کچھ نہیں، اس لئے ایسی غیرفطری تبدیلی سے پیدائشی حیثیت اور اس کے اَحکام تبدیل نہیں ہوسکتے۔

۳- اِنسانی جسم میں قطع وبرید سے جنس کی تبدیلی کی تعبیر محض لفظی اور عرفی ہے، یہ جنس کی تبدیلی نہیں، بلکہ اعضاء کی قطع وبرید ہے، اِنسان کے اعضاء کٹ جانے یا منفی ومخالف صلاحیت پیدا ہونے سے جنس کی تبدیلی کا فقہی مفہوم اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ جب جنس میں فقہی تبدیلی نہیں آتی تو اَحکام بھی تبدیل نہیں ہوں گے۔

۴- اِنسان میں ایسی طبعی تبدیلی یا رُکاوٹ جو اس کو مطلوبہ افادیت سے روک دے، اس سے اِنسان کی تبدیلی کا حکم نہیں لگتا۔

الجواب صحیح — الجواب صحیح — فقط واللہ اعلم

محمد عبدالمجید دین پوری — سعید احمد جلال پوری — کتبہ: رفیق احمد بالاکوٹی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

کہ قرآن وحدیث کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

جواب:... حدیث شریف تفسیر ہے قرآنِ کریم کی، اور یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کا آپس میں کوئی تعلق نہیں، کفر آمیز جہالت ہے۔[1]

حدیث میں روایت بالمعنیٰ جائز ہے

سوال:... حدیثِ پاک میں روایت بالمعنیٰ کرنے والے راوی کی روایت کو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب سمجھتے ہیں، اپنے عرف اور محاورے میں بھی درمیان میں پیغام وغیرہ لانے والے کے کلام اور بات کو ہم منقول عنہ کا کلام اور بات سمجھتے ہیں، کلامِ اِلٰہی کے سلسلے میں اس اُصول کو ہم کیوں ترک کردیتے ہیں کہ قصص وغیرہ میں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ دُوسروں کے کلام نقل فرماتے ہیں، اس حصے کو بھی ہم کلامُ اللہ کہتے ہیں؟

جواب:... حدیث میں روایت بالمعنیٰ جائز ہے، بشرطیکہ مفہوم میں تبدیلی نہ ہو، لیکن قرآنِ کریم میں الفاظ کی پابندی ہے، اس لئے جو واقعات قرآنِ کریم نے ذِکر کئے ہیں، جن الفاظ میں ذِکر کئے ہیں، انہی الفاظ کو نقل کرنا ضروری ہے، ہاں! بعد میں اس کی تشریح کرسکتا ہے، یا اپنی زبان میں یہ ذِکر کرسکتا ہے کہ قرآنِ کریم میں یہ مضمون وارِد ہوا ہے، لیکن قرآنِ کریم کی آیت کا حوالہ نہ دیا جائے، اگر آیت کا حوالہ دیا جائے تو قرآنِ کریم کے اصل الفاظ نقل کرنا ضروری ہے۔

تلاوت کے وقت قرآن کو چومنا

سوال:... جب انسان قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس وقت اس کو لازمی چومنا چاہئے؟ اور اَذان ہوتے وقت تلاوت بند کرنی چاہئے؟

جواب:... چومنا محبت کی بات ہے، لازم نہیں۔[2] اَذان کے وقت بند کردینا اچھا ہے۔[3]

---

(۱) وعن أبی رافع قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا ألفین أحدکم متکئًا علٰی أریکته یأتیه الأمر من أمری مما أمرت به أو نهیت عنه فیقول: لَا أدری، ما وجدنا فی کتاب الله اتبعناه. رواه أحمد. (مشکٰوة ص:۲۹، کتاب الإیمان، باب الإعتصام بالکتاب والسُّنَّة). وفی المرقاة: والمعنی: لَا یجوز الإعراض عن حدیثه علیه الصلاة والسلام لأن المعرض عنه معرض عن القرآن، قال تعالٰی: وما اٰتٰکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا، وقال تعالٰی: وما ینطق عن الهوٰی إن هو إلّا وحیٌ یوحٰی. أخرج الدارمی عن یحیٰی بن کثیر قال: کان جبریل ینزل بالسُّنَّة کما ینزل بالقرآن، کذا فی الدر. (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۱ ص:۱۹۵، باب الإعتصام، طبع بمبئی). أیضًا: واعلم ان من یعتد بعلمه من العلماء قد إتفق علٰی أن السُّنَّة المطهرة .... وانها کالقرآن فی تحلیل الحلال وتحریم الحرام. (تسهیل الوصول إلٰی علم الأصول ص:۱۳۷).

(۲) روی عن عمر رضی الله عنه أنه کان یأخذ المصحف کل غداة ویقبّله ویقول: عهد ربّی ومنشور ربّی عزّ وجلّ، وکان عثمان رضی الله عنه یقبل المصحف ویمسحه علٰی وجهه. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۸۴، کتاب الحظر والإباحة، وکذا فی حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح ص:۳۲۰ فصل فی صفة الأذکار).

(۳) ولَا ینبغی أن یتکلم السامع فی خلال الأذان والإقامة ولَا یشتغل بقراءة القرآن ولَا بشیء من الأعمال سوی الإجابة ولو کان فی القراءة ینبغی أن یقطع ویشتغل بالإستماع والإجابة کذا فی البدائع. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۷).

سورۂ لہب کی تلاوت

سوال:... آج سے تقریباً تیس سال پہلے ہمارے اسکول میں ہیڈ ماسٹر صاحب ہوا کرتے تھے، جن کا ابھی اِنتقال ہوچکا ہے، اللہ بخشے، جب صبح دُعا کے وقت اسکول میں بچے تلاوتِ کلام کرتے اور ترانہ پڑھتے تھے، تو اگر کوئی بچہ ''سورۂ لہب'' (تبت یدا ابی لہب) پڑھتا تو ہیڈ ماسٹر صاحب بعد میں بچوں کو منع فرماتے کہ یہ سورۃ ہر وقت تلاوت مت کیا کرو، کیونکہ اس کی تلاوت سے رُوحِ محمد ...صلی اللہ علیہ وسلم... کو تکلیف پہنچتی ہے۔ کیا اس طرح کی بات صحیح ہے؟

جواب:... بس ماسٹر صاحب کا خیال تھا، ورنہ دُشمن کے تذکرے سے، جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ مبارک کو تکلیف کیوں ہوگی؟ البتہ اگر کوئی بدبخت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کا پہلو نکالے تو دُوسری بات ہے۔

حلال وحرام میں فرق

سوال:... حلال وحرام میں کیا فرق ہے؟ کیا انسان جو ناجائز کماتا ہے یہ پیسہ فوراً ضائع ہوجاتا ہے؟ آج جو لوگ امیر سے امیر تر ہوتے جارہے ہیں، کیا ان کی جائز کمائی ہے؟

جواب:... حلال وحرام کو شریعت نے کھول کر بیان کردیا ہے،[1] جو شخص شریعت کے مطابق کمائے اس کی روزی حلال ہوگی، ورنہ نہیں۔ حرام کمائی کا فوراً ضائع ہونا ضروری نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ حرام کی کمائی سینکڑوں آفتیں لے کر آتی ہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود دِل کا سکون غارت ہوجاتا ہے۔

مملوکہ زمین کا مسئلہ

سوال:... ۱۹۴۷ء کے بعد جب ہم پاکستان آئے تو مجھے کلیم میں یہاں ٹنڈو آدم کی ایک مسجد کے متصل دومنزلہ مکان ملا جس کی اُونچائی ۲۸ فٹ ہے، اب یہ مکان بوسیدہ ہوگیا ہے، اس لئے میں اس کو گراکر ازسرِنو نقشے کے تحت تعمیر کرانا چاہتا ہوں، اور اب اس کی اُونچائی بجائے ۲۸ فٹ کے ساڑھے تین فٹ مزید بڑھاکر ساڑھے اِکتیس فٹ کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد کی انتظامیہ بلاوجہ اس میں رُکاوٹ ڈال رہی ہے، ان کا یہ کہنا ہے کہ ہوا بند ہوجائے گی، حالانکہ ہوا بند ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس قسم کے اِعتراضات جو بلاجواز ہوں، عندالشرع کہاں تک دُرست ہیں؟ آیا کسی مسجد کی انتظامیہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ مسجد کے متصل مکان کی تعمیر میں رُکاوٹ ڈالیں؟ نیز کہ مسجد کی انتظامیہ کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تم اپنے مکان میں سے ۳ فٹ جگہ مسجد میں دے دو تو ہم اپنا

---

(۱) عن نعمان بن بشير قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: الحلال بيّن والحرام بيّن، وبينهما أُمور مشتبهة، فمن ترك ما شُبّه عليه من الإثم كان لما إستبان له أترك، ومن إجترأ على ما يشك فيه من الإثم أوشك أن يواقع ما استبان والمعاصي حمى الله من يرتع حول الحمىٰ يوشك أن يواقعه. (بخاری شریف ج:۱ ص:۲۷۵، كتاب البيوع، باب الحلال بيّن والحرام بيّن).

اِعتراض واپس لے لیں گے۔

جواب:... یہ سوال ایسا ہے کہ اس کے جواب کی ضرورت نہیں! آپ کا اپنی ملکیت میں جائز تصرف، جس سے مسجد اور نمازیوں کو کوئی ضرر نہ ہو، بلاشبہ جائز ہے۔ اور آپ سے آپ کی مملوکہ زمین کا کوئی حصہ مسجد کے لئے زبردستی بھی نہیں لیا جاسکتا۔ باقی آپ بھی مسلمان ہیں اور مسجد بھی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، آپ اپنی خوشی سے اللہ کے گھر کی کوئی خدمت کریں گے، اس کا صلہ آپ کو اللہ تعالیٰ جنت میں عطا فرمائیں گے۔[1] مسجد کے معاملے میں مسلمانوں کے درمیان ایسا تنازع اچھا نہیں لگتا۔

اسلام میں سفارش کی حیثیت

سوال:... سفارش کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ اگر کسی کے پاس سفارش نہ ہو تو یہ بھی واضح ہو کہ تدبیر کے ساتھ ساتھ سفارش ہو تو کام آسان ہوجاتا ہے، تو کوئی کیا کرے؟ واضح ہو کہ سفارش کے بغیر گزشتہ چار سال سے دھکے کھا رہا ہوں۔

جواب:... جائز کام کے لئے سفارش جائز ہے،[2] مگر افسروں کا سفارش کے بغیر کسی کا کام نہ کرنا گناہ بھی ہے اور افسوس ناک اخلاقی گراوٹ بھی۔

ڈاک کے ٹکٹوں پر آیتِ قرآنی شائع کرنا

سوال:... محکمۂ ڈاک پاکستان نے ایک کالج کی صد سالہ خوشی میں ایک ٹکٹ جاری کیا ہے، جس پر یہ آیتِ قرآنی "وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ" لکھی ہوئی ہے۔ کیا کالج کی صد سالہ تاریخی خوشی میں اس طرح ٹکٹ جاری کرنا جائز ہے؟ پھر اس میں آیتِ قرآنی کی اشاعت کیسی ہے؟ کیا حکومت کا یہ کام شرعاً جائز ہے؟

جواب:... کسی اچھی چیز کی یادگار کے لئے ٹکٹ جاری کرنا تو کوئی مضائقے کی بات نہیں، لیکن اگر کالج میں بے دِینی کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں یا کالج کے طلبہ کی تعلیم دِینی ماحول کے بجائے کسی دُوسری قسم کے ماحول میں ہوتی ہے تو اس کی یادگار کا حکم بھی اسی کے مطابق ہوگا۔

---

(۱) عن عثمان بن عفان قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من بنیٰ للہ مسجدًا بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ. (ترمذی شریف ج:۱ ص:۷۳، باب ما جاء فی فضل بنیان المسجد).

(۲) ومن یشفع شفاعۃ حسنۃ رعٰی بھا حق مسلم ورفع بھا عنہ ضررًا وجلب نفعًا لوجہ اللہ تعالیٰ (یکن لہ) أی للشافع (نصیب منھا) وھو ثواب الشفاعۃ قال مجاھد ھی شفاعۃ بعضھم لبعض ویوجر الشفیع علٰی شفاعۃ وإن لم یشفع کذا روی ابن أبی حاتم وغیرہ عن الحسن وعن أبی موسٰی قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا جاءہ رجل یسئل أو طلب حاجۃ أقبل علینا بوجھہ فقال: اشفعوا توجروا ویقضی اللہ علٰی لسان نبیّہ ما شاء. متفق علیہ ...إلخ. (تفسیر المظھری ج:۲ ص:۱۷۲ سورۃ النساء).

رہائنٹوں پر قرآنِ کریم کی آیتِ شریفہ کا اندراج! سو یہ صحیح نہیں،[۱] اس میں ایک تو قرآنِ کریم کی ظاہری بے ادبی ہے، کیونکہ ڈاک کے لفافوں کو عام طور سے ردّی میں پھینک دیا جاتا ہے، اس سے قرآنِ کریم کی آیت کی بے ادبی ہوگی، اور ٹکٹ جاری کرنے والے اس بے ادبی میں شریک ہوں گے۔ اور ایک معنوی بے ادبی ہے، وہ یہ کہ اس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ قرآنِ کریم کی یہ آیت گویا اس کالجبیٹ تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے، یہ قرآنِ کریم کی تحریف ہے۔

حکومت کی چھٹیوں میں حج کرے یا اپنی چھٹیوں میں

سوال:... حکومتِ قطر کی جانب سے زندگی میں ایک حج کے لئے ہر مسلمان کو ۴ ہفتے کی چھٹی دی جاتی ہے، اپنے پاس چھٹیاں ہونے کے باوجود کیا یہ مخصوص چھٹیاں لے کر حج کیا جاسکتا ہے؟ میرے خیال میں مناسب یہی ہے کہ حج کے لئے خود اپنی رقم اور خود اپنا وقت استعمال کرنا چاہئے۔ یہ مخصوص چھٹیوں والا حج کیا میں اپنے مرحوم والدین کے لئے کرسکتا ہوں؟

جواب:... اگر حکومت کے قانون کی رُو سے چھٹی مل سکتی ہے تو لے سکتے ہیں، خواہ پہلے حج کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور خواہ اپنا حج کرے یا کسی دُوسرے کی طرف سے۔

۹ رمحرّم کو کام بند کرنا

سوال:... فیکٹری مالکان ۹ رمحرّم الحرام کو کارخانہ چلانا بند کردیتے ہیں، آپ بتائیں کہ ۹ رمحرّم کو کام کرنے کی حدیث کی رُو سے اِجازت ہے یا نہیں؟ کچھ مزدور کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ۹ رمحرّم کو شہید ہوئے تھے، اس لئے کام نہیں کرنا چاہئے۔ برائے مہربانی جواب دیں۔

جواب:... ۹ رمحرّم کو کام کرنے کی اِجازت ہے۔ سوگ تین دن کا ہوتا ہے،[۲] حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید ہوئے تو ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں، واللہ اعلم!

ہفتہ واری تعطیل کا اِسلامی تصوّر

سوال:... ''اے ایمان والو! جب نماز کے لئے پکارا جائے جمعہ کے دن تو نماز کے لئے روانہ ہو جاؤ'' آیا اس آیتِ مبارکہ کی رُو سے ملک پاکستان میں جمعہ مبارک کو عام تعطیل رکھی جاتی ہے، وہ ناجائز ٹھہرے گی یا نہیں؟

جواب:... نہیں!

سوال:... اس آیت میں جمعہ کی نماز کے بعد روزی کی تلاش کے لئے تاکید کی گئی ہے، اس سے کیا مراد لیں گے؟ جمعہ کو عام

---

(۱) وفی الهندية: ولا يجوز لفّ شيء فی كاغذ فيه مكتوب من الفقه وفی الكلام الأولى أن لا يفعل ...إلخ. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۲ طبع رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)۔ ولو كتب القرآن على الحيطان والجدران بعضهم قالوا يرجى أن يجوز وبعضهم كرهوا ذالك مخافة السقوط تحت أقدام الناس كذا فی فتاوی قاضيخان. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۳)۔

(۲) ووقتها من حين يموت إلى ثلاثة أيام ويكره بعدها. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶۷، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

تعطیل ہونے کی صورت میں اس حکم روزی کی تلاش کی خلاف ورزی ہوگی یا نہیں؟ یہ فرض ہے یا مشورہ؟

جواب:... تلاشِ روزی کا اِرشاد اِباحت کے لئے ہے، وجوب کے لئے نہیں۔ (۱)

سوال:... ہفت روزہ چھٹی کا کون سا روز مقرّر کیا جائے بحیثیت مسلمان جمعہ یا اتوار؟

جواب:... شرعاً کوئی بھی ضروری نہیں، نہ ناجائز ہے، البتہ اتوار کی تعطیل پر نصاریٰ کی موافقت ہے اس لئے اتوار کی تعطیل مناسب نہیں۔ (۲)

سوال:... ہفتہ واتوار یہود ونصاریٰ کے مقدس دِن مانے جاتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہفتہ واتوار کے دن ہفت روزہ چھٹی منانے سے یہود ونصاریٰ کی مطابقت ہوگی یا نہیں؟ جبکہ احادیثِ مبارکہ میں یہود ونصاریٰ سے مشابہت کے لئے ممانعت کی گئی ہے۔

جواب:... اُوپر لکھ دیا ہے۔

سوال:... عہدِ نبوی میں ہفت روزہ چھٹی کا رِواج تھا یا نہیں؟

جواب:... نہیں!

سوال:... موجودہ ہفت روزہ چھٹی کا شرعاً کیا جواز ہے؟

جواب:... اس سے منع نہیں فرمایا گیا، اس لئے یہ مباح ہے۔

جمعہ کی چھٹی کے بارے میں شرعی حکم

سوال:... گزشتہ ایک عرصے سے یہ بحث چلی آرہی ہے کہ چھٹی جمعہ کی صحیح ہے یا کہ اتوار کی؟ پہلی بات تو یہ کہ چھٹی کا مقصد محض لوگوں کو آرام پہنچانا ہوتا ہے، اب مسئلہ یہ کہ اگر اتوار کی چھٹی کی جائے جیسا کہ پہلے تھا تو لوگ غلط غلط فتوے جاری کرتے ہیں، جبکہ جمعہ کی چھٹی کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ میرے خیال میں جہاں بہت سے فائدے ہیں وہاں نقصانات بھی بہت ہیں۔ عموماً لوگ پکنک وغیرہ جمعہ کو مناتے ہیں، کیونکہ اس دن چھٹی ہوتی ہے، لہٰذا تمام پکنک منانے والوں کی نماز گئی۔ میں بندۂ خاکسار اس لئے پکنک پر نہیں جاتا کہ میں جمعہ کو کھونا نہیں چاہتا، اگر اتوار کی چھٹی ہو تو شاید میں بھی گھوم پھرلوں۔ عموماً لوگوں کے طعنے سننے پڑتے ہیں کہ میاں! عجیب انسان ہو، جاتے کیوں نہیں؟ اگر جواب دو تو کہتے ہیں: میاں! کبھی کبھی ایسا بھی کرلیا کرو، مطلب ظہر پڑھ لینا جمعہ کی جگہ۔ لڑکے کرکٹ کے میچ چھٹی والے دن کھیلتے ہیں جبکہ آپ دیکھتے ہیں کہ کتنے لڑکے جمعہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ مقصد یہ کہ اگر اتوار کو چھٹی ہو تو ایسا نہیں ہوگا۔ ویک اینڈ سمجھ کر لوگ رات بھر جاگتے ہیں، فلم وغیرہ دیکھتے ہیں، اور صبح دیر تک سوتے رہتے ہیں، لہٰذا اگر جمعہ والے دن چھٹی نہ ہو

---

(۱) اعلم ان صیغة الأمر .... قد تستعمل فی معان کثیرة منها .... وللإباحة ...إلخ۔ (تسھیل الوصول إلٰی علم الأصول ص:۳۸ از شیخ محمد عبدالرحمٰن القاضی بالمحکمة العلیا الشرعیة، طبع مکتبہ صدیقیہ ملتان)۔ أیضًا: فإذا قضیت الصلٰوة أی أدیت فانتشروا فی الأرض أمر إباحة۔ (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۴۸۲، طبع دار ابن کثیر، بیروت)۔

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منّا من تشبه بغیرنا، لَا تشبھوا بالیھود ولَا بالنصاریٰ ...إلخ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۹۹)۔

تو یہی لوگ جمعہ کو صبح اُٹھیں اور آفس کے بعد نماز سے فارغ ہوکر پھر اپنے کام میں لگ جائیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں سورۂ جمعہ میں ہے کہ: ''اور نماز کے بعد زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو'' جبکہ یہاں پر لوگ فلمیں اور سوکر گزارتے ہیں، یعنی اُلٹا حساب ہے۔ جناب! یہ تو چند باتیں ہیں، ہوسکتا ہے میں غلط ہوں، لیکن آپ کا جواب ضرور جاننا چاہوں گا کہ میں غلطی پر ہوں یا صحیح؟ شاید میری ہی اصلاح ہوجائے۔

جواب:... اسلامی نقطۂ نظر سے کسی دن بھی چھٹی کرنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر چھٹی کرنی ہو تو ہفتہ یا اتوار کے بجائے جمعہ کی چھٹی ہونی چاہئے، کیونکہ جمعہ مسلمانوں کا مقدس دن ہے۔ ہفتہ کا دِن یہودی کا، اور اتوار کا دِن عیسائیوں کا، لہٰذا ہفتہ کی چھٹی یہودیوں کا شعار ہے اور اتوار کی چھٹی عیسائیوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کا شعار اپنانے کی اِجازت نہیں۔ ''من تشبہ بقوم فھو منھم''[1] حدیثِ نبوی ہے۔ یعنی: ''جو شخص کسی قوم کا شعار اپنائے گا وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔''

جو لوگ اتوار کی چھٹی کا شور مچاتے ہیں، ان سے قیامت کے دن یہ کہہ دیا جائے گا کہ اتوار کا دِن تو عیسائیوں کا مقدس دن تھا، اور اس کو مقدس دن سمجھ کر اس دِن کی چھٹی کرنا ان کا شعار تھا، تم نے بھی مسلمانوں کے مقدس دن کے بجائے عیسائیوں کے مذہبی شعار کو اپنایا، لہٰذا تمہارا حشر مسلمانوں کے ساتھ نہیں عیسائیوں کے ساتھ ہوگا۔ اس دن یہ شور مچانے والے پچھتائیں گے، جب عیسائیوں کا مذہبی شعار اپنانے کی وجہ سے ان کو بھی عیسائیوں میں شمار کیا جائے گا، کیونکہ ان کے دِل میں اسلام کے شعار کی عزّت و عظمت نہیں تھی، بلکہ دانستہ یا نادانستہ انہوں نے عیسائیت کا شعار دِل کے آئینۂ خانہ میں سجا رکھا تھا۔

ایک مسلمان کا فرض ہے کہ کسی مسئلے کو محض دُنیوی مفاد، وقتی فائدہ یا سطحی فوائد کو سامنے رکھ کر نہ دیکھے، بلکہ اس پر غور کرے کہ اس کے نتائج آخرت میں کیا ہوں گے؟ جب اس نقطۂ نظر سے اتوار کی تعطیل کے مسئلے پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے ذریعے عیسائیوں کا مذہبی شعار مسلمانوں پر مسلط کیا جارہا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کے گلے میں عیسائیت کی صلیب پہنائی جارہی ہے، اور ان کو عیسائیت کا بپتسمادیا جارہا ہے، کیونکہ کسی قوم کے کسی ایک شعارِ مذہبی کو اپنالینا گویا اس مذہب کو گلے لگالینا ہے۔

آپ نے تین نمبروں میں جو کچھ لکھا ہے یہ لوگوں کی کمزوری بلکہ بدمذاقی ہے، مگر اس کا یہ علاج نہیں کہ ہم مسلمانوں کو ان چیزوں سے بچانے کے لئے ان کے گلے میں عیسائیت کا قلادہ ڈال دیں۔

اور چوتھے نمبر پر آپ نے قرآنِ کریم کا حوالہ دیا ہے کہ: ''نمازِ جمعہ سے فارغ ہوجاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کیا کرو'' لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ عیسائیوں کے مقدس دن تم دفاتر اور بازار بند رکھا کرو، اس دن زمین پر پھیل کر اللہ کے رزق کی تلاش میں نہ نکلو، اور عیسائیوں کی تقلید میں اپنے اُوپر رزقِ خداوندی کے دروازے بند کرڈالو۔

گفتگو تو اس میں ہے کہ ہفتہ وار چھٹی اگر کرنی ہو تو مسلمانوں کے مقدس دن میں کرنی چاہئے یا عیسائیوں کے مذہبی شعار کی موافقت کرنی چاہئے؟ خود سوچئے کہ اس بحث میں یہ آیت شریفہ آپ کے موقف کی کیا تائید کرتی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ کسی دن بھی

(۱) مسند أحمد ج:۲ ص:۵۰، مشکوٰۃ ج:۲ ص:۳۷۵، کتاب اللباس۔

چھٹی نہ کرو، لیکن اگر کرنی ضروری ہو تو اس کے لئے مسلمانوں کے مقدس دِن کا اِنتخاب کرو، عیسائیوں کے شعار کی اندھی تقلید نہ کرو۔

ہفتہ وار تعطیل کس دن ہو؟

سوال:... جمعۃ المبارک کی تعطیل کا اسلامی شعائر سے کتنا تعلق ہے؟ نیز جمعہ کے دن تعطیل کس خیر و برکت کی موجب ہوتی ہے؟ اور قرآن پاک کی سورۂ جمعہ میں نویں، دسویں اور گیارھویں آیت کا اصل مفہوم کیا ہے؟ جمعہ کے دن نماز سے پہلے اور بعد میں کن کن کاموں کی اجازت ہے؟ اور کن کن سے منع فرمایا گیا ہے؟ دِینی اُصولوں اور مقتدر ہستیوں کے ارشادات کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... جو لوگ جمعہ کے بجائے اتوار کی تعطیل پر زور دے رہے ہیں، انہوں نے اس نکتے کو پیشِ نظر نہیں رکھا کہ ہفتہ کا دن یہودیوں کے لئے معظم ہے، اور اتوار کا عیسائیوں کے لئے، مسلمانوں کے لئے ان دونوں دنوں کے بجائے جمعہ کا دن مقرّر کیا گیا ہے۔[1] اسلام میں ہفتہ وار تعطیل کا کوئی تصوّر نہیں، اس لئے اذانِ جمعہ سے لے کر نماز ادا کرنے تک کاروبار پر پابندی لگادی گئی ہے اور نماز کے بعد کاروبار کی اجازت دے دی گئی ہے۔[2] پس اگر اسلام کے اس نظریے سے اتفاق مطلوب ہے تو ہفتہ وار چھٹی کو یکسر ختم کردیا جائے اور ہفتے کے ساتوں دنوں میں (سوائے ممنوع وقت کے) کاروبار جاری رکھا جائے، اور اگر ہفتہ وار تعطیل ہی فرض و واجب ہے تو یہ نہ ہفتہ کی ہوسکتی ہے نہ اتوار کی، کیونکہ ہفتہ کی تعطیل میں یہودیوں کی مشابہت ہے اور اتوار کی تعطیل میں عیسائیوں کی، اور مسلمانوں کے لئے دونوں کی مشابہت حرام ہے۔[3]

کیا پھر سے اتوار کی چھٹی بہتر نہیں تاکہ لوگ نمازِ جمعہ کا اہتمام کریں؟

سوال:... پاکستان میں پہلے حکومت کی طرف سے اتوار کے روز عام تعطیل دی جاتی تھی، اور جمعہ کو ہاف ڈے، یعنی دوپہر بارہ بجے چھٹی ہوجاتی تھی، پھر لوگوں کے مطالبے پر سابقہ حکومت نے اتوار کے بجائے جمعہ کو چھٹی کا اعلان کردیا اور اتوار کی تعطیل ختم کردی گئی۔ ان دونوں تجربات سے نتیجہ یہ دیکھنے میں آیا کہ پہلے جب اتوار کی چھٹی اور جمعہ کو ہاف ڈے ہوا کرتا تھا، اس وقت تک جمعۃ المبارک کا تقدس اور احترام بڑی حد تک بحال تھا اور تقریباً ۸۵ فیصد لوگ جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، مگر جب

---

(۱) عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أضل الله عزّ وجلّ عن الجمعة من کان قبلنا فکان للیهود یوم السبت وکان للنصاریٰ یوم الأحد، فجاء الله عزّ وجلّ بنا فهدانا لیوم الجمعة، فجعل الجمعة والسبت والأحد وکذالک هم لنا تبع یوم القیامة ونحن الآخرون من أهل الدنیا والأوّلون یوم القیامة المقضیّ لهم قبل الخلائق۔ (سنن النسائی ج:۱ ص:۲۰۲)۔

(۲) قال تعالیٰ: ”یٰأیها الذین اٰمنوا إذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا إلٰی ذکر الله وذروا البیع، ذلکم خیر لکم إن کنتم تعلمون۔ فإذا قضیت الصلوٰة فانتشروا فی الأرض وابتغوا من فضل الله ...إلخ۔ (الجمعة:۹،۱۰)۔

(۳) عن ابن عمر قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم۔ رواه أحمد وأبوداوٗد۔ (مشکوٰة ج:۲ ص:۳۷۵، کتاب اللباس، طبع آرام باغ کراچی)۔

سے اتوار کی چھٹی ختم کر کے جمعہ کو چھٹی کی گئی ہے، جمعۃ المبارک کا تقدس اور احترام تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ جمعہ کو چھٹی کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب یار دوستوں کی محفل میں جاگ کر گزارتی ہے، اس کے علاوہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو بہت بڑے پیمانے پر گھروں میں ساری رات وی سی آر چلائے جاتے ہیں اور اس طرح ساری رات جاگنے والے جمعہ کو صبح جب سوتے ہیں تو پھر شام ہی کو خبر لیتے ہیں۔ طالب علموں اور نوجوانوں کی اکثریت جمعۃ المبارک کا پورا دن کرکٹ میچ کھیلنے میں گزار دیتی ہے، کھیل کے میدان میں جمعہ کی نماز کا کسی کو ہوش نہیں رہتا۔ دُوسری طرف شادی بیاہ کی تمام تقریبات بھی جمعہ ہی کو منعقد ہوتی ہیں، شادی بیاہ کے انتظامات میں مصروف مسلمان بھی جمعۃ المبارک کی نماز کی ادائیگی کی قطعاً کوئی فکر نہیں کرتے۔ قصہ مختصر یہ کہ اتوار کی چھٹی ختم اور جمعہ کی چھٹی ہونے سے اب بمشکل صرف چالیس فیصد لوگ جمعۃ المبارک کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوں گے، ورنہ جمعۃ المبارک کا تقدس جتنا اب پامال کیا جارہا ہے اتنا پہلے نہیں تھا۔ سوال یہ ہے کہ دِینِ اسلام میں جمعۃ المبارک کی چھٹی کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جمعۃ المبارک کے تقدس کو مجروح ہونے سے بچانے کے لئے اتوار کی چھٹی اور جمعہ کا ہاف ڈے دوبارہ بحال کردیا جائے؟

جواب:...اتوار کا دن عیسائیوں کا مذہبی دن ہے، اور ہفتہ کا دن یہودیوں کا "یوم السبت" یعنی چھٹی کا دن ہے۔[1] اس لئے ہفتہ اور اتوار کو چھٹی میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے، جس کی وجہ سے پورا مسلمان معاشرہ گناہگار ہوگا۔[2] اس لئے چھٹی تو جمعہ کے دن ہی کی ہونی چاہئے (اگر ہفتے میں ایک دن کی چھٹی ضروری ہو)۔ رہا یہ کہ لوگ اس مقدس دن کو لغویات میں گزارتے ہیں، اس کے لئے ان لغویات پر پابندی ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ ان لغویات میں مبتلا ہوکر جمعہ کی نماز میں کوتاہی کرتے ہیں ان کو اپنے دِین و ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ: "لوگوں کو ترکِ جمعہ سے باز آجانا چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دِلوں پر مہر لگادے گا، وہ غافلین میں سے ہوجائیں گے۔"[3] اور سنن کی حدیث میں ہے کہ: "جو شخص بغیر عذر کے محض بے پروائی سے تین جمعہ چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر کردیتا ہے۔"[4] اور مسندِ شافعی کی روایت ہے کہ: "جو شخص بغیر عذر کے جمعہ چھوڑ دے (اور ایک روایت میں ہے کہ تین جمعے چھوڑ دے) اس کا نام منافق لکھا جاتا ہے، ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ بدلی جاتی ہے۔"[5] صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ: "میرا جی چاہتا ہے کہ جو

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۲) وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ومن تشبہ بقومٍ فھو منھم۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۳۷۵)۔

(۳) أن عبداللہ بن عمر وأبا ھریرۃ حدثاہ انھما سمعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علٰی أعواد المنبر لینتھین أقوام عن ودعھم الجمعات أو لیختمن اللہ علٰی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین۔ (مسلم ج:۱ ص:۲۸۴)۔

(۴) عن أبی الجعد الضمری وکانت لہ صحبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ترک ثلاث جمعٍ تھاونًا بھا طبع اللہ علٰی قلبہ۔ (سنن النسائی: ج:۱ ص:۲۰۲)۔

(۵) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ترک الجمعۃ من غیر ضرورۃ کتب منافقًا فی کتاب لَا یمحٰی وَلَا یبدل۔ وفی بعض الروایات: ثلاثًا۔ رواہ الشافعی۔ (مشکوٰۃ ص:۱۲۱، باب الجمعۃ)۔

لوگ جمعہ میں نہیں آتے ان کے گھروں کو جلادوں۔"[1] کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات سن کر کوئی مسلمان جمعہ کی نماز چھوڑنے کی جرأت کرسکتا ہے...؟

اِسلامی تاریخ کب سے بدلتی ہے؟ رات سے یا دِن سے؟

سوال:...اسلامی مہینے کی تاریخ کے متعلق بتلایئے کہ آیا تاریخ چاند کے نظر آتے ہی شروع ہوجاتی ہے یا اگلے دِن صبح کو شروع ہوتی ہے؟ کیونکہ چند لوگوں کا کہنا ہے کہ اسلامی تاریخ چاند نظر آنے کے بعد آنے والے دن کی صبح سے شروع ہوتی ہے، اس کا تفصیلاً جواب دے دیں۔

جواب:...اسلامی تاریخ میں رات پہلے ہے دِن سے، اس لئے آفتاب کے غروب ہوتے ہی اگلی تاریخ، اگلا دِن اور اگلا مہینہ شروع ہوجاتا ہے۔[2]

شرعاً دِن کا آغاز کب؟

سوال:...اسلامی تعلیمات کے مطابق دِن کا آغاز کب ہوتا ہے؟ رات مقدم ہے یا دِن؟ پہلی نماز کس نماز کو کہا جائے گا؟ اور تاریخ کی تبدیلی کس وقت ہوتی ہے؟ تفصیل سے دلائل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب:...شرعی اُمور میں سورج کے غروب ہونے سے تاریخ بدل جاتی ہے، چنانچہ رمضان مبارک کا چاند نظر آنے پر رمضان مبارک شروع ہوجاتا ہے۔ اور شوال کا چاند نظر آنے پر رمضان ختم ہوجاتا ہے۔ اس لئے شرعاً دِن کو رات کے تابع کیا گیا ہے۔ البتہ حج کے چار دِن ایسے ہیں کہ وہ اپنے سے پہلی رات کے تابع نہیں، بلکہ ان کے بعد آنے والی راتیں ان دنوں کے تابع ہیں، اور یہ چار دِن ذُوالحجہ کی نویں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ ہیں۔[3] ذُوالحجہ کی نویں تاریخ کو وقوفِ عرفات ہوتا ہے، اور اس کا وقت ۹رذُوالحجہ کے زوال سے شروع ہوکر صبحِ صادق تک رہتا ہے، باقی تین دِن رَمی کے ہیں، اور ان میں بھی بعد کی رات دِن کے تابع ہوتی ہے، اور ان دِنوں کی رمی کا وقت اگلے دِن کی صبحِ صادق تک رہتا ہے۔ جہاں تک نمازوں کا تعلق ہے گزشتہ بالاتحقیق کے مطابق کسی تاریخ کی پہلی نماز مغرب ہے، مگر نمازوں میں عام طور سے صبح جاگنے سے لے کر رات سونے تک کا وقت ملحوظ ہوتا ہے، اس لئے ہماری کتابوں میں عام طور سے نمازوں کی ترتیب: فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء رکھی گئی ہے۔

---

(۱) عن ابن مسعود ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعة: لقد هممت أن آمر رجلًا یصلی بالناس ثم أحرق علٰی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم. رواه مسلم. (مشکٰوة ص:۱۲۱، کتاب الصلاة).

(۲) واللیالی کلها تابعة للأیام المستقبلة لَا للأیام الماضیة. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۹، کتاب المناسک، الباب الخامس).

(۳) واللیالی کلها تابعة للأیام المستقبلة لَا للأیام الماضیة إلّا فی الحج فإنها فی حکم أیام ماضیة لَا فی حکم أیام مستقبلة لیلة عرفة تابعة لیوم الترویة حتّٰی لَا یجوز للحاج الوقوف فیها کما لَا یجوز فی یوم الترویة ولیلة النحر تابعة لیوم عرفه حتّٰی یجوز الوقوف فیها کما یجوز فی یوم عرفة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۹، کتاب المناسک، الباب الخامس).

اسلامی لحاظ سے دِن کب شروع ہوتا ہے؟

سوال:... انگریزی کے کیلنڈر کے مطابق دن تاریخ نصف شب ۱۲ بجے تبدیل ہوتے ہیں، لیکن قمری یا اِسلامی طریقۂ کار میں یہ تبدیلی مغرب کے وقت ہوتی ہے۔ ماہِ رمضان المبارک میں ہم سب ہی صوم کی نیت سحر کے وقت یا فجر کی اَذان کے لگ بھگ کرتے ہیں، پھر روزے کی نیت میں ''غداً'' (یعنی ''کل'') کا لفظ کیوں بولا جاتا ہے؟ ''الیوم'' یعنی ''آج'' کا لفظ کیوں نہیں بولتے؟

جواب:... رات گزرنے کے بعد جو صبح آرہی ہے اس کو ''غداً'' کہا جاتا ہے، اور صبح ہوجانے کے بعد سے ''الیوم'' شروع ہوجاتا ہے۔[1]

غروبِ آفتاب اور نئے دِن کا آغاز

سوال:... میرے والد صاحب گزشتہ سال مئی کی ۲۸ تاریخ بروز جمعرات ساڑھے گیارہ بجے اِنتقال کرگئے، کیونکہ یہ جمعے اور ہفتے کی درمیانی رات کا واقعہ ہے، آپ سے معلوم کرنا ہے کہ والد صاحب کا اِنتقال جمعے کو ہوا یا ہفتے کو؟

جواب:... سورج غروب ہونے پر جمعے کا دِن تو ختم ہوگیا، جو آپ نے وقت لکھا ہے یہ ہفتے کی رات تھی۔

کیا بیوی اُس وقت تک جنت میں نہیں جائے گی جب تک شوہر نہ چاہے؟

سوال:... ایک صاحب اور ان کی بیوی میں جھگڑا رہتا ہے، وہ صاحب کہتے ہیں کہ بیوی اس وقت تک جنت میں نہیں جائے گی، جب تک اس کا شوہر نہ چاہے، کیونکہ شوہر جنت کے دروازے پر موجود ہوگا۔

جواب:... کون پہلے جنت میں جائے گا، اور کون بعد میں؟ اس کا فیصلہ تو آخرت میں ہوگا، اگر بیوی نیک بخت ہو اور شوہر اپنے غلط عقائد کی وجہ سے دُوسری طرف چلا جائے تو کیا ہوگا...؟ بہرحال ایسی اٹکل پچو باتیں نہیں کرنی چاہئیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

ظالم کو معاف کرنے کا اَجر

سوال:... اس دُنیا میں اگر کوئی کسی پر بے انتہا ظلم کرے اور وہ ظلم ساری زندگی پر محیط ہو اور سامنے والا شخص اس کے معافی نہ مانگنے کے باوجود اس کو دِل سے معاف کردے، محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، تو کیا وہ ظالم شخص بالکل پارسا ہوگیا، بالکل پاک وصاف ہوگیا؟ قیامت کے دن اس سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا؟ میری شادی ہوئی تھی، شوہر کا ساتھ ۴ مہینے کا رہا، وہ شخص کیا تھا؟ بیان سے باہر ہے۔ صرف اللہ جانتا ہے اس نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا، ۴ مہینے میں خود رہی اس نے نہیں رکھا، طلاق دے دی، میرے بیٹا ہوا، کیس وغیرہ کردیئے، جہیز اور مہر کی ایک پائی نہیں دی، بچے کے اِخراجات برداشت نہیں کئے، بیٹا اب سات سال کا ہوگیا، میں نے اللہ کے قانون کے مطابق بیٹا باپ کو دے دیا لیکن مہر اور جہیز کے بدلے اب اس کو ہر مہینے بچہ ۵ دن مجھے دینا ہوگا، پہلے

---

(۱) دیکھئے المنجد ص:۷۰۳ لفظ الغد اور لفظ الیوم ص:۱۱۵۳۔

میں ۵ دن کے لئے دیتی تھی، میرا ضمیر بالکل مطمئن ہے۔ خدا گواہ ہے شوہر کے سامنے شوہر کو میں نے ایک جملہ تک کبھی نہیں کہا۔ شوہر میرے لئے وہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے صرف سجدے کا حکم نہیں دیا تھا، ابھی تک میں نے اس کو اپنے دِل میں بھی بددُعا نہیں دی۔ سوچتی ہوں اس کو کچھ کہہ کر مجھے کیا مل جائے گا؟ بیٹے کو بھی محض مجھے تنگ کرنے کے لئے لے کر گیا ہے، وہ شادی کر چکا ہے، دو بچے ہیں، بچہ باپ کی شفقت اور محبت سے بھی محروم ہے، وہ اس زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ بیٹھا ہے۔

جواب:... جب آپ نے ایسے ظالم کو رضائے الٰہی کے لئے معاف کردیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو تو اس کا اجر و صلہ عطا فرمائیں گے، اِن شاء اللہ۔ باقی اس سے بازپُرس فرمائیں گے یا نہیں؟ اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے کردیجئے، جب آپ کمزور بندی ہوکر معاف کرسکتی ہیں تو وہ تو ارحم الراحمین ذات ہے، ان سے یہی توقع ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور نابکاروں کو معاف فرمادیں، اور اگر موٴاخذہ فرمائیں تو عین عدل ہے۔

خدمتِ انسانی، قابلِ قدر جذبہ

سوال:... ہم نے ایک ایسی انجمن تشکیل دی ہے جس کا مقصد ایک ایسے آدمی کی مدد کرنا ہے جو کہ کسی ہولناک حادثے میں مبتلا ہوجائے اور اس کے پاس اتنے وسائل نہ ہوں جو کہ وہ اس حادثے کو برداشت کرسکے۔ دُوسرا یتیم بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم کے لئے مدد کرنا ہے، کیونکہ ہم عباسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو زکوٰة وغیرہ بھی نہیں ملتی، اس لئے ہم نے یہ انجمن تشکیل دی ہے۔ اس انجمن کے سلسلے میں ہم نے ایک عبارت لکھی ہے کہ ہم انجمن میں جو پیسے جمع کریں گے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جمع کریں گے، یہ کسی پر احسان نہیں کیونکہ ہمارے مقاصد ہی نیک ہیں، لیکن اس پر چند آدمیوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں ہے، یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے، اس میں اللہ کی خوشنودی نہیں ہوسکتی۔ تو جناب سے گزارش ہے کہ آپ شرعاً اس کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب:... اگر اس فنڈ کے لئے کسی سے جبراً چندہ نہ لیا جائے اور نہ چندہ دینے والوں کو کسی معاوضے کا لالچ دیا جائے، محض فی سبیل اللہ یہ کام کیا جائے تو بہت اچھا کام ہے۔ ضرورت مند لوگ خواہ اپنے ہی ہوں، ان کی خدمت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہوسکتا ہے۔[1]

قتلِ عام کی روک تھام کے لئے تدابیر

سوال:... آج کل ملک بھر میں عموماً اور کراچی میں خصوصاً قتلِ عام ہو رہا ہے، کسی کی جان و مال اور عزّت و آبرو محفوظ نہیں، انسانیت کی سرِعام تذلیل ہو رہی ہے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی علاج تجویز فرمادیں۔

---

(۱) عن سلیمان بن عامر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الصدقة علی المسکین صدقة، وهی علی ذی الرحم ثنتان، صدقة وصلة. رواه أحمد والترمذی. (مشکوٰة ص:۱۷۱). وعن أُمّ سلمة قالت: قلت: یا رسول الله! ألِی أجر إن أنفق علی بنی أبی سلمة إنما هم بنیّ؟ فقال: أنفقی علیهم فلک أجر ما نفقت علیهم. متفق علیه. (مشکوٰة ص:۱۷۰).

جواب:... مکہ مکرّمہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو پاکستان کے حالات سے بہت ہی افسردہ، دِل گرفتہ تھے، انہوں نے فرمایا کہ: جب پاکستان میں نسائی فتنہ اُٹھ رہا تھا تو میں طواف کے بعد ملتزم پر حاضر ہوا اور بے ساختہ رو رو کر دُعائیں کرنے لگا، تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے آواز دے کر کہا ہو کہ: ٹھہرو! اس قوم نے نعمتِ الٰہی کی ناقدری کی ہے، اسے تھوڑی سی سزا دے رہے ہیں۔

اس ناکارہ کو اس بزرگ کی یہ بات سن کر وہ حدیث یاد آئی جسے میں اپنے رسالے ''عصرِ حاضر حدیثِ نبوی کے آئینے میں'' اِمام عبداللہ بن مبارکؒ کی کتاب الرقائق کے حوالے سے نقل کرچکا ہوں، حدیث شریف کا متن حسبِ ذیل ہے:

''عن أنس بن مالک رضی الله عنه - أراه مرفوعًا - قال: يأتي على الناس زمان يدعو المؤمن للجماعة فلا يستجاب له، يقول الله: ادعني لنفسک ولما يجزيک من خاصة أمرک فأجيبک، وأما الجماعة فلا، انهم اغضبوني۔ وفي رواية: فإني عليهم غضبان۔'' (کتاب الرقائق ص:۱۵۵، ۳۸۴)

ترجمہ:... ''حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مؤمن مسلمانوں کی جماعت کے لئے دُعا کرے گا مگر اس کی دُعا قبول نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ: تم اپنی ذات کے لئے اور اپنی پیش آمدہ ضروریات کے لئے دُعا کرو، تو میں تیری دُعا قبول کروں گا، لیکن عام لوگوں کے حق میں نہیں، اس لئے کہ انہوں نے مجھے ناراض کر رکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: میں ان پر غضبناک ہوں۔''

''لوگ جب بُرائی کو ہوتا ہوا دیکھیں اور اس کی اصلاح نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذابِ عام نازل کردیں۔''[1] (مشکوٰۃ ص:۴۳۶)

اپنے گرد و پیش کے حالات پر نظر ڈال دیکھئے کہ کیا ہم انفرادی و اجتماعی طور پر اس جرم میں مبتلا نہیں؟ ہمارے ذاتی مفادات کو اگر ذرا بھی ٹھیس لگتی ہے تو ہم سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، لیکن ہمارے سامنے اَحکامِ الٰہیہ کو کھلے بندوں توڑا جاتا ہے، فواحش و بے حیائی کے پھیلانے کی ہر چارسو کوششیں ہو رہی ہیں، دِین کے قطعی فرائض و شعار کو مٹایا جا رہا ہے، اور خواہشاتِ نفس اور بدعات کو فروغ دیا جا رہا ہے، لیکن اس صورتِ حال کی اصلاح کے لئے کوئی کوشش نہیں ہو رہی۔ اس کے نتیجے میں اگر ہم عذابِ عام کی لپیٹ میں آرہے ہوں تو اس میں قصور کس کا ہے...؟

دُوسرا عظیم گناہ جس میں تاسیسِ پاکستان سے لے کر آج تک ہم لوگ مبتلا ہیں، وہ اسلامی شعائر کا مذاق اُڑانا اور مقبولانِ

(۱) عن أبي بكر الصديق قال .... فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الناس إذا رأوا منكرًا فلم يغيروه يوشک أن يعمهم الله بعقابه۔ رواه ابن ماجة والترمذي وصححه ...إلخ۔ (مشکوٰة ج:۱ ص:۴۳۶ باب الأمر بالمعروف، الفصل الأوّل)۔

بارگاہِ الٰہی کی توہین وتذلیل ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہمارا اہم ترین فرض یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم اسلامی شعائر کا احترام کرتے اور مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلامی اَحکام وقوانین کا نفاذ کرتے، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی قدر کرتے، اور ان کی راہ نمائی میں اپنی زندگی کے نقشے مرتب کرتے، لیکن ہمارے یہاں اس کے برعکس یہ ہوا کہ اسلام کو مُلّائیت، اور بزرگانِ دِین اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو ''مُلّا'' کا خطاب دے کر ان کا مذاق اُڑایا گیا، اور اعلیٰ سطحوں پر ''مُلّا'' کے خلاف زہر افشانی شروع کردی گئی اور ''مُلّا'' اور ''مُلّائیت'' کے خلاف ایک مستقل تحریک کا آغاز کردیا گیا۔ حالانکہ غریب مُلّا کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ ملک وملت کو اسلام کی شاہراہ پر ڈالنا چاہتا تھا۔

جس ملک میں اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جاتا ہو، جس میں مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی پوستین دری کی جاتی ہو اور جس میں دِین اور اہلِ دِین کو تضحیک وتذلیل کا نشانہ بنایا جاتا ہو، وہ ملک غضبِ الٰہی کا نشانہ بننے سے کیسے بچ سکتا ہے...؟

افسوس ہے کہ ہمارے اہلِ وطن کو اب بھی عبرت نہیں ہوئی، آج بھی ملک وقوم کے ذمہ دار افراد اسلامی شعائر اور اسلامی اَحکام وحدود کا مذاق اُڑا رہے ہیں اور ان کو ''ظالمانہ سزائیں'' قرار دے رہے ہیں، اور اہلِ قلم کی، خصوصاً انگریزی اخبارات کی ایک کھیپ کی کھیپ اس مہم میں مصروف ہے۔

میں تمام اہلِ وطن سے اِلتجا کرتا ہوں کہ اگر وطنِ عزیز کو قہرِ الٰہی کا نشانہ بننے سے بچانا ہے تو خدارا توبہ وانابت کا راستہ اپنایئے، اپنے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کیجئے اور آئندہ جمعہ کو ''یومِ توبہ'' منایئے، نیز تمام مسلمان بھائیوں سے اِلتجا ہے کہ نماز کی پابندی کریں، ظلم وستم اور حقوق العباد کی پامالی سے توبہ کریں۔

تمام اَئمہ مساجد سے اِلتجا ہے کہ مساجد میں سورۂ یٰسین شریف کے ختم کرائے جائیں اور ملک کی بھلائی کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ سے دُعائیں کی جائیں، اللہ تعالیٰ ہمارے بگڑے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے دِلوں کو جوڑ دیں۔ یا اللہ! اپنے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم پر رحم فرما، ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرما۔

ترے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ نشانی
مرے مولا! نہ سخت اتنی سزا دے

آخر میں حضرتِ اقدس بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی دُعا نقل کرتا ہوں:

''اے اللہ! ہم گناہ گار اور بدکار ہیں اور ہم اپنے گناہوں اور تقصیرات سے توبہ کرتے ہیں، ہمیں معاف فرما اور اس غضب آلود زندگی سے نجات عطا فرماکر رحمت انگیز حیاتِ طیبہ نصیب فرما، اور اس ملک وقوم پر رحم فرماکر صالح قیادت ہمیں نصیب فرما، اور جو بزرگوں کو ہم نے گالیاں دی ہیں اور ان کی توہین کی ہے اور تیرے اولیائے صالحین واتقیائے اُمت کی توہین وتحقیر کی ہے، ہمیں معاف فرما، اور اے اللہ! پورے ۴۲ سال پاکستان کے بیت گئے، اس دوران ہم نے جو بداعمالیاں کی ہیں اور تیرے غضب کو دعوت دینے والی جو زندگی

اختیار کی ہے، ہمیں معاف فرما، اور صلاح وتقویٰ کی زندگی عطا فرما اور ہمیں اپنی رحمتِ کاملہ کا مستحق بنا، اور ہم پر سے قتل وغارت گری کا یہ عذاب دُور فرما۔“

کیا حاکمِ وقت کے لئے چالیس خون معاف ہوتے ہیں؟

سوال:... بزرگوں سے سنا ہے کہ جو کسی ملک کا بادشاہ ہوتا ہے اسے خدا کی طرف سے چالیس (۴۰) عدد خون معاف ہیں، یعنی وہ چالیس انسانوں کو بلاوجہ مرواسکتا ہے، اس کی پوچھ اور پکڑ نہ ہوگی، جبکہ ہم نے جہاں تک سنا اور میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بادشاہ تو زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے، اس سے زیادہ پوچھ اور پکڑ ہوگی کہ تو نے کس کس سے انصاف کیا؟ کس سے ظلم کیا؟

جواب:... خون اور ظلم تو کسی کو بھی معاف نہیں، نہ شاہ کو، نہ گدا کو، نہ امیر کو، نہ فقیر کو،[1] بلکہ حکام سے باز پُرس زیادہ ہوگی، ایسی غلط باتیں جاہلوں نے مشہور کر رکھی ہیں۔

حرام کمائی کے اثرات کیا ہوں گے؟

سوال:... شریعت کا فیصلہ اور موجودہ زمانے کے مطابق علمائے دِین اور مفتیانِ شرعِ متین کا حکم سینما سے حاصل ہونے والی کمائی کے بارے میں کیا ہے؟ جو کہ سینما میں فلم چلانے والوں سے ہال کے کرائے کی شکل میں وصول کی جاتی ہے؟ حرام کمائی انسانی اخلاق وکردار پر کس طرح اثرانداز ہوتی ہے؟ اور مجموعی طور پر معاشرے میں کیا بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے؟

جواب:... سینما یا اس نوعیت کے دیگر ناجائز معاشی ذرائع کے بارے میں علمائے دِین اور مفتیانِ شرعِ متین کا فتویٰ کس کو معلوم نہیں...؟ جہاں تک حرام کمائی کے انسانی اقدار پر اثرانداز ہونے کا تعلق ہے وہ بھی بالکل واضح ہے، کہ حرام کمانے اور کھانے سے آدمی کی ذہنیت مسخ ہوجاتی ہے اور نیکیوں کی توفیق جاتی رہتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”جس جسم کی پرورِش حرام سے ہوئی ہو، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔“[2]

غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں

سوال:... جو بچیاں آئے دن غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بن جاتی ہیں، ظاہر بات ہے وہ تو معصوم اور ناسمجھ ہوتی ہیں، چونکہ ان

---

(۱) قال تعالٰی: ”ولَا تقتلوا النفس التی حرّم الله إلّا بالحق ومن قتل مظلومًا فقد جعلنا لولیه سلطانًا فلا یسرف فی القتل إنه کان منصورًا“ قال أبو البرکات النسفی: وظاهر الآیة یدل علٰی أنه القصاص یجری بین الحر والعبد، وبین المسلم والذمی، لَا أنفس أهل الذمة والعبید داخلة فی الآیة لکونها محرَّمة. (تفسیر نسفی ج:۲ ص:۲۵۶، سورة بنی إسرائیل).

(۲) عن جابر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنّة لحم نَبَتَ من السُّحت، وکل لحم نَبَتَ من السُّحت کانت النّار أولٰی به. رواه أحمد والدارمی والبیهقی. (مشکوٰة شریف ج:۱ ص:۲۴۲، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی). وعن أبی بکر أنّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا یدخل الجنة جسد غُذِیَ بالحرام. رواه البیهقی فی شعب الإیمان. (مشکوٰة ج:۱ ص:۲۴۳، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث).

بے چاریوں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا، اس لئے اگر خدانخواستہ جن معصوموں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہو، کیا اس سے ان کی نئی زندگی پر اثر پڑے گا یا وہ بے گناہ ہیں؟

جواب:... اس معاملے میں وہ قطعاً بے گناہ ہیں،[1] آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔

نوجوانوں کو شیعہ سے کس طرح بچایا جائے؟

سوال:... میرا یہ طریقہ ہے کہ میرا کوئی ساتھی شیعہ کے گھیرے میں آتا ہے تو میں فوراً پہنچ جاتا ہوں اور ان سے تقیہ وغیرہ جیسے مسئلے پوچھتا ہوں، جس سے وہ خود پریشان ہوجاتے ہیں، کیا یہ میرا فعل دُرست ہے؟

جواب:... مسلمان نوجوانوں کا ایمان بچانے کے لئے آپ جو کچھ کرتے ہیں، وہ بالکل صحیح اور کارِ ثواب ہے۔[2] اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوانوں کو دِین سے جوڑا جائے اور بزرگانِ دِین کی خدمت میں لایا جائے جس سے ان میں دِین کا صحیح فہم پیدا ہو اور فتنوں سے حفاظت ہو۔

حادثات میں متأثر ہونے والوں کے لئے دستور العمل

سوال:... حضرت! ایک حادثے میں میرے میاں اور صاحبزادے کا انتقال ہوگیا، اس وقت میری حالت نہایت ہی ناقابلِ بیان ہے، صبر نہیں ہوتا، کیا کروں؟ ان کی یاد بھلائے نہیں بھولتی، کیا کروں؟

جواب:... پیاری عزیزہ محترمہ! سلمہا اللہ تعالیٰ وحفظہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے حادثے کا سن کر بے حد رنج و قلق ہوا، اور مجھے ایسے الفاظ نہیں مل پارہے جن سے آپ کو پُرسا دُوں اور اظہارِ تعزیت کروں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! آپ ماشاء اللہ خود بھی خوش فہم ہیں، اور ایک اُونچے علمی و دِینی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں، اُمید رکھتا ہوں کہ چند باتوں کو پیشِ نظر رکھیں گی، ان سے اِن شاء اللہ غم ہلکا ہوگا اور قلب کو تسکین ہوگی۔

۱:... قرآنِ کریم میں حوادث و مصائب پر "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، اور صبر پر بے شمار عنایتوں اور رحمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، اس پاکیزہ کلمے کو دِل و زبان سے کہا کریں۔

۲:... ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اور اس کریم آقا کی عنایتیں، شفقتیں اور رحمتیں بندوں کے حال پر اس قدر مبذول ہیں کہ ہم بندے ان کا تصوّر بھی نہیں کرسکتے اور شکر سے عاجز ہیں۔ جن چیزوں کو ہم آفات و مصائب اور تکالیف سمجھتے ہیں ان میں بھی حق تعالیٰ شانہ کی بے شمار نعمتیں، شفقتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ ان تک رسائی سے ہماری عقل و فکر عاجز ہے، بس اِجمالاً یہ عقیدہ رکھا

---

(۱) قال تعالیٰ: "ومن یکرھھن فإن اللہ من بعد إکراھھن غفور رحیم" (النور: ۳۳)۔

(۲) عن أبی سعیدِ الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ وذالک أضعف الإیمان۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۴۳۶ باب الأمر بالمعروف النھی عن المنکر، الفصل الأوّل، طبع قدیمی)۔

جائے (اور اس عقیدے کو اپنا حال بنالیا جائے) کہ اس کریم آقا کی جانب سے جو کچھ پیش آیا ہے، یہ ہمارے لئے سراسر رحمت ہی رحمت ہے، گو ہم اس کو نہ سمجھ سکیں۔

۳:...آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے بڑے لوگوں کو یہ حادثہ پیش آیا کہ بچپن ہی میں والدین کا سایہ ان کے سر سے اُٹھ گیا، لیکن عنایتِ خداوندی نے ان کو اپنے سائے میں لے لیا، اور وہ دُنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے، اور ایک دُنیا نے ان کے سائے میں پناہ لی۔ خود ہمارے آقا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہٗ ارواحنا وآبائنا واُمہاتنا) کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ ابھی بساطِ وجود پر قدم نہیں رکھا تھا کہ سایۂ پدری سے محروم کردیئے گئے، اور بچپن ہی میں ماں کی شفقتِ مادری بھی چھن گئی، لیکن کریم آقا نے اس یتیم بچے کو ایسا اُٹھایا کہ دونوں جہاں اس کے سائے کے نیچے آگئے، (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم)۔ آپ کے بچے اگر سایۂ پدری سے محروم ہوگئے تو غم نہ کیجئے، اِن شاء اللہ رحمت وعنایتِ خداوندی ان کے سر پر سایہ فگن ہوگی، جو باپ کی شفقت سے ان کے حق میں ہزار درجہ بہتر ہوگی۔ ان بچوں کے غم میں گھلنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے حق میں کریم آقا سے دُعاؤں اور اِلتجاؤں کی ضرورت ہے۔

۴:...یہ دُنیا ہمارا گھر نہیں، ہمارا وطن اور ہمارا گھر جنت ہے، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا شعر ہے:

لوگ کہتے ہیں کہ مرگیا مظہر
حالانکہ اپنے گھر گیا مظہر

ہمارے حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے ایک عزیز جناب ظفر احمد تھانوی مرحوم کو ان کے والد ماجد کے سانحۂ اِرتحال پر جو گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا، اس کو بار بار پڑھا کرو۔

۵:...آپ کے شوہر کا حادثہ مکہ و مدینہ کے سفر کے دوران پیش آیا، یہ اِن شاء اللہ شہادت کی موت ہے، حق تعالیٰ شانہ کے یہاں ان کو جو کچھ ملا وہ دُنیا کی مکدّر اور فانی لذتوں سے بدرجہا بہتر ہے، اور آپ کو اس حادثے پر صبر و شکر کرنے کی بدولت جو اَجر و ثواب ملے گا وہ مرحوم کے وجود سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس ان کی جدائی سے نہ اِن شاء اللہ ان کو خسارہ ہوگا، نہ آپ کو اور نہ دیگر پسماندگان کو۔

۶:...البتہ ان کی جدائی سے رنج وصدمے کا ہونا ایک فطری اور طبعی اَمر ہے، تاہم اس کا تدارک بھی صبر و شکر، ہمت واِستقلال اور راضی برضائے مولا ہونے سے ہوسکتا ہے، بے صبری اور جزع وفزع سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو، اور آپ کو اور آپ کے بچوں کو ہمیشہ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے، اور صبر و شکر اور رضاء بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے۔

۷:...دُنیا کی بے ثباتی، یہاں کی راحت وخوشی کی ناپائیداری کو ہمیشہ یاد رکھا جائے، حقوقِ بندگی بجالانے اور آخرت کے گھر کی تیاری میں کوتاہی نہ کی جائے، اور یہاں کی دِل فریبیوں اور یہاں کے عیش وعشرت اور رنج ومصیبت کے بکھیڑوں میں اُلجھ کر آخرت فراموشی، خدا فراموشی، بلکہ خود فراموشی اختیار نہ کی جائے، یہی مضمون ہے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کا۔

دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی رضا ومحبت نصیب فرمائیں، ہماری کوتاہیوں اور گندگیوں کی پردہ پوشی فرمائیں،

اور اپنی رحمتِ بے پایاں کے ساتھ دُنیا میں بھی ہماری کفایت فرمائیں اور آخرت میں اپنے محبوب و مقبول بندوں کے ساتھ ہمیں ملحق فرمائیں۔

عریانی کا علاج عریانی سے

سوال:... ''عریانی لعنت ہے، ایک کینسر ہے، ملک و ملت کے لئے نقصان دہ ہے'' اس قسم کے بیانات پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں، چنانچہ جناب راجہ ظفرالحق وزیر اطلاعات و نشریات کا بیان ہے:

''عریانی ایک کینسر کی طرح قوم کے جسم میں پھیلی ہوئی ہے، اسے اگر نہ روکا گیا تو اس کی پتلی دھار، ایک بڑا دھارا بن سکتی ہے، حکومت اس لعنت کو ختم کرنے کا تہیہ کرچکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ میں ملک کے نوجوانوں کو عظیم کردار ادا کرنا ہے۔'' (''جنگ'' کراچی ۱۳؍فروری ۱۹۸۲ء)

مگر اس کا علاج کوئی نہیں بتاتا، کوئی نہیں بتاتا، آپ جناب سے درخواست ہے اس کا علاج تجویز فرمادیں۔

جواب:... عریانی بلاشبہ ایک لعنت ہے، اور کوئی شک نہیں کہ یہ قوم کے مزاج میں کینسر کی طرح سرایت کرچکی ہے۔ راجہ صاحب کے بقول حکومت اس لعنت کو ختم کرنے اور قوم کو اس کینسر سے نجات دِلانے کا تہیہ کرچکی ہے۔ لیکن حکومت نے اپنے اس تہیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو لائحۂ عمل مرتب فرمایا ہے، وہ بھی راجہ صاحب ہی کی زبانی سن لیجئے:

''اطلاعات و نشریات کے وفاقی وزیر راجہ ظفرالحق نے خواتین کو بہترین تعلیم دینے پر زور دیا ہے تاکہ وہ معاشرے میں فعال کردار ادا کرسکیں، وقارالنساء گرلز ہائی اسکول راولپنڈی کے سالانہ یومِ اسپورٹس اور جوبلی تقریبات میں بطورِ مہمانِ خصوصی تقریر کرتے ہوئے راجہ ظفرالحق نے کہا کہ حکومت خواتین کو ایسی تعلیم و تربیت دینے کے سلسلے میں عملی کردار ادا کر رہی ہے کہ قوم کی بیٹیاں ہر شعبۂ حیات میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے، اور اس اعتبار سے انہیں ہر شعبۂ حیات میں مثالی طور پر آگے آنے اور اپنی لیاقت اور صلاحیت کے اظہار کے مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔''

(''نوائے وقت'' کراچی ۱۴؍فروری ۱۹۸۲ء)

گویا عریانی کی لعنت کو ختم کرنے اور اس کینسر سے قوم کو نجات دِلانے کے لئے حکومت نے جو عملی خاکہ مرتب کیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کی بیٹیوں کو گھروں سے نکالا جائے، اور ہر شعبۂ زندگی میں مردوں کے برابر ان کی بھرتی کی جائے، فوج اور پولیس میں آدھے آدمی ہوں، آدھی عورتیں، دفاتر میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مساوی ہو، کابینہ اور شوریٰ میں دونوں کی تعداد نصف و نصف ہو، اسکولوں، کالجوں اور دانش گاہوں میں آدھے لڑکے ہوں اور آدھی لڑکیاں، یہ ہے حکومت کا وہ تیر بہدف علاج جس کے ذریعہ عریانی کا خاتمہ ہوگا اور قوم کو عریانی کے عفریت سے نجات ملے گی...! اس طریقۂ علاج کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ حکومت مردوں اور عورتوں کی امتیازی علامات ہی مٹادینا چاہتی ہے، تاکہ ایک صنف کو دُوسری صنف سے جو حجاب ہے، اور جس سے عریانی کا تصوّر اُبھرتا ہے، وہ

ختم ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ جب دونوں کے حدودِ عمل کی تفریق مٹ جائے گی تو عریانی آپ سے آپ ختم ہوجائے گی، اور قوم کو اس لعنت کے گرداب سے نجات مل جائے گی، بقول اقبال:

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے!
وعظ میں فرمادیا تھا آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو؟ جب مرد ہی زَن ہوگئے!

راجہ صاحب نے خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی ''تربیت'' پر بھی زور دیا ہے، ''تربیت'' ایک مبہم سا لفظ ہے، اس کی عملی تشریح و تفسیر بھی راجہ صاحب نے فرمادی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

''وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات راجہ ظفر الحق نے آج وقار النساء ہائی اسکول کی طالبہ حاذقہ محمود کے لئے ایک خصوصی اِنعام کا اعلان کیا، اس طالبہ نے اسکول کے جشن سیمین پر سالانہ کھیل کود کے موقع پر انتہائی خوش الحانی سے قرآنِ پاک کی تلاوت کی تھی، جہاں وزیر موصوف مہمانِ خصوصی تھے۔ وزارتِ اطلاعات کی جانب سے دیا جانے والا ایک ہزار روپے کا اِنعام کتابوں کی شکل میں ہوگا۔'' (''نوائے وقت'')

سوال:... آج کل بے دِین طبقہ خصوصاً پڑھے لکھے اور صحافی قسم کے لوگوں نے اسلام کے خلاف لکھنے کا تہیہ کرلیا ہے، حضرت! طبیعت پر بہت ہی اثر ہوتا ہے، کہیں یہ اسلام ڈھانے کی سازشیں تو نہیں؟

جواب:... ایوب خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے عروج و اقبال نصیب فرمایا تو انہیں اکبر بادشاہ کی طرح ''اجتہادِ مطلق'' کی سوجھی، اور دِینی مسائل میں تحریف و کتر بیونت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب بالقابہ کی خدمات حاصل کی گئیں، اور انہوں نے اسلام کے تمام متفقہ مسائل کو ''روایتی اسلام'' کا نام دے کر ان کے خلاف ایک محاذ کھول دیا، اس سے ملک میں بے چینی پیدا ہوئی اور احتجاج کے سیلاب میں نہ صرف ایوب خان کی حکومت بہہ گئی، بلکہ بعد میں جو بھیانک حالات پیش آئے وہ سب کو معلوم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ملک دونیم ہوگیا اور افراتفری کا ایک ایسا غیرختم سلسلہ شروع ہوا جس نے ملک و قوم کو شدید بحران میں مبتلا کردیا۔

سوئے اتفاق سے آج پھر اسلام کے مُسلّمہ مسائل کے خلاف اخباروں کے اوراق سیاہ کئے جارہے ہیں، پروفیسر رفیع اللہ شہاب اور کوثر نیازی ایسے لوگ اسلامی مسائل پر خامہ فرسائی فرمارہے ہیں۔ علمائے اسلام کی تحقیر کی جارہی ہے اور انہیں تنگ نظری و کم فہمی کے طعنے دیئے جارہے ہیں، ہمیں اسلام کے بارے میں تو الحمدللہ اطمینان ہے کہ نہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریفات سے اس کا کچھ بگڑا، اور نہ موجودہ دور کے متجدّدِین کے قلمی معرکے اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اندیشہ اگر ہے تو ملک و قوم کے بارے میں ہے کہ کہیں خدانخواستہ ہماری شامتِ اعمال کی بدولت ایوب خان کا آخری دور تو واپس نہیں آرہا، اور کیا اسلامی مُسلّمات کی تحقیر اور علمائے اسلام کی تذلیل کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں ہوگی...؟ ہمیں معلوم ہے کہ حکومت آزادیٔ قلم کا احترام کرتی ہے، اور یہ سب کچھ اگر سرکاری آشیرباد سے نہ ہو تو آزادیٔ قلم کا فیضان ہوسکتا ہے...! لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کا مرتکب ہو

تو اس کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جاتا ہے، اور اگر کوئی شخص فوج میں بددِلی پھیلانے کی جرأت کرے تو اس کو آزادیٔ قلم کے احترام کا مستحق نہیں سمجھا جاتا، آخر دِینِ اسلام نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کہ کوئی شخص اسلامی مُسلَّمات کے خلاف کتنی ہی نفرت پھیلائے، اس کی آزادیٔ قلم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور علمائے اسلام کی کتنی ہی سوقیانہ تحقیر کرلے، وہ آزادیٔ قلم سے محروم نہیں ہوتا۔ جس ملک و قوم کا خدا و رسول، اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ یہ رویہ ہو، غور فرمائیے کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ کیا ہوگا...؟

آیاتِ قرآنی کے بوسیدہ اوراق کو کیا کیا جائے؟

سوال:... کیا آیاتِ قرآنی اگر مختلف کتبوں پر تحریر ہیں، مثلاً: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یا حی یا قیوم، الحمدللہ ربّ العالمین، اللہ، محمد، کلمہ طیبہ، سورۂ یٰسین کی بعض آیتیں، وغیرہ وغیرہ، اگر کراچی شہر میں تلف کرنا مقصود ہو (ضائع کرنا) ہو تو شرعی طور پر کس طرح تلف (ضائع) کرسکتا ہے؟

جواب:... ان بوسیدہ اوراق کو زمین میں دفن کردیا جائے، جہاں لوگوں کے پاؤں نہ پڑیں، یا لپیٹ کر سمندر میں بہادیا جائے۔[1]

سوال:... کیا ان آیاتِ قرآنی کو جلایا بھی جاسکتا ہے؟

جواب:... جلانے کی ضرورت نہیں ہے، اُوپر والا طریقہ اِستعمال کیا جائے۔

سوال:... اگر جلانا جائز ہے، تو کس مقام پر؟ اور کس طرح جلایا جاسکتا ہے؟

جواب:... جواز تو ہے، مگر عوام اپنی جہالت کی وجہ سے بہت سے شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس لئے اِجتناب کیا جائے۔[2]

سوال:... اگر کسی نے ان آیاتِ کریمہ اور اسمائے گرامی کو کچرا کنڈی میں جہاں غلاظت موجود ہو، ڈال کر کے آگ لگایا اور وہ آیاتِ کریمہ کافی تعداد میں مختلف کتبوں، کارڈوں مثلاً: عید کارڈ پر مکمل آیاتِ کریمہ تحریر ہوں تو کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو کیا یہ شخص قرآن پاک اور اسمائے گرامی کی توہین کا مرتکب نہیں ہوا؟ اگر مرتکب ہوا تو شرعی طور پر اس کی سزا کیا ہے؟

جواب:... ایسی ناپاک جگہ میں جلانا جائز نہیں ہے، ایسا کرنے والا گناہگار ہے، اپنے کئے پر توبہ اِستغفار کرے۔

---

(۱) المصحف إذا صار بحال لَا يقرأ فيه يدفن كالمسلم۔ قوله يدفن أى يجعل فى خرقة طاهرة ويدفن فى محل غير ممتهن لَا يوطأ۔ وفى الذخيرة وينبغى أن يلحد له ولَا يشق له لأنه يحتاج إلى إهالة التراب عليه وفى ذالك نوع تحقير إلّا إذا جعل فوقه سقفا بحيث لَا يصل التراب إليه فهو حسن أيضًا۔ اھ۔ وأما غيره من الكتب فسيأتى فى الحظر والإباحة أنه يمحٰى عنها اسم الله تعالٰى وملائكته ورسله ويحرق الباقى ولَا بأس بأن تلقى فى ماء جار كما هى أو تدفن وهو أحسن۔ (الدر المختار مع ردالمحتار ج:۱ ص:۱۷۷)۔

(۲) المصحف إذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لَا يحرق بالنار أشار الشيبانى هٰذا فى السير الكبير وبه نأخذ كذا فى الذخيرة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۳، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة والمصحف ...إلخ)۔

سوال:... تعزیراتِ پاکستان کی قانون دفعہ ۲۹۵ب میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص اِرادۃً قرآنِ پاک کی توہین کرے یا نقصان پہنچانے یا قرآنِ پاک کی کوئی کاپی کسی بھی مقصد کے لئے غیرقانونی طور پر اِستعمال کرے جس سے قرآنِ پاک کی توہین ہوتی ہے تو وہ شخص قانوناً عمر قید کی سزا کا مستحق ہے۔ کیا قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ کو کچرا کنڈی میں جلانے والا شخص تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ب کی سزا، یا اس سے سخت سزا کا مستحق ہے یا نہیں؟

جواب:... توہین کی نیت سے ایسا کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے،(۱) اور مرتدین کے حکم میں ہے، جس کی سزا قتل ہے، جس کا اِختیار حاکمِ وقت کو ہے، کسی اور کو نہیں۔(۲)

کوئی مسلمان قرآنِ کریم کے اوراق کو قصداً کوڑے کچرے میں نہیں پھینک سکتا، اگر ایسا کیا ہے تو یقیناً منافق ہوگا، اور اس کو قانون کے تحت سزا دی جائے گی۔

اسمائے مقدسہ والے اوراق نگل لینا بہتر ہے یا جلا دینا

سوال:... ایسے کاغذات جن پر قرآنی آیات یا اللہ پاک کا نام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک درج ہو، اکثر زمین پر پڑے ہوتے ہیں، بعض لوگ ایسے کاغذات اُٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں اور نگل لیتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل صحیح ہے؟ کیا ایسے کاغذات کو جلا دینا صحیح ہے؟ اور اس کی راکھ کا کیا کریں؟

جواب:... جمع کرکے ان کو دریا میں بوجھ باندھ کر ڈال دیا جائے۔(۳)

جہاں تک ہمت ہو گرے پڑے مقدس کاغذات اُٹھالیا کریں

سوال:... آپ کو معلوم ہے کہ آج کل اخبار میں اللہ تعالیٰ کا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور اَحادیثِ مبارکہ ہوتی ہیں، اور عام جگہوں میں اُڑتے ہوتے ہیں، کیا ان کے اُٹھانے کا حکم ہے؟ جبکہ میں ان تمام کا اِحاطہ نہیں کرسکتا۔

جواب:... جہاں تک ہمت ہو ایسے اخبارات اُٹھالیا کریں، ورنہ آپ مکلف نہیں۔

لفظ ''اللہ، رسول'' لکھے کاغذات جلانا، تختۂ سیاہ پر لکھے ان ناموں کے ذرّات کو کیا کریں؟

سوال:... میں خود بھی کاتب اور ساتھ ہی مدرّس بھی ہوں، ناکارہ رَدّی کے کاغذ جن پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

(۱) وفي تتمة الفتاویٰ من إستخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر ومن وضع رجله على المصحف حالفًا إستخفافًا كفر۔ (شرح فقه اكبر ص:۲۰۵، طبع مجتبائی دهلی)۔

(۲) إذا ارتد المسلم عن الإسلام والعياذ بالله عرض عليه الإسلام فإن كانت له شبهة أبداها كشفت إلّا أن العرض على ما قالوا غير واجب بل مستحب، كذا في فتح القدير ويحبس ثلاثة أيام فإن أسلم وإلّا قتل۔ (عالمگيری ج:۲ ص:۲۵۳، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، طبع رشيديه كوئٹه)۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

نام نامی لکھے ہوتے ہیں، انہیں ہمارے ہاں جلا کر تلف کردیا جاتا ہے۔ بحیثیت مدرّس تختۂ سیاہ پر آیاتِ قرآنی یا احادیث چاک سے لکھی جاتی ہیں، تختۂ سیاہ کو صاف کرنے پر آیاتِ قرآنی یا احادیث شریف جو کپڑے پر چاک کے بُرادے کی شکل میں آجاتی ہیں، ان کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب:... بے ادبی سے بچنے کے لئے جلادینا صحیح ہے، اور تختۂ سیاہ کو صاف کرنے کے بعد اس کپڑے کو گندی جگہ نہ دھویا جائے، جہاں تک ممکن ہو اَدب و اِحترام کیا جائے۔ [1]

مقدس الفاظ کی بے حرمتی

سوال:... اگر ہم اپنی دُکان کا نام خدا کے صفاتی ناموں میں سے رکھیں، مثلاً: ''عبداللہ جنرل اسٹور''، ''رزّاق ٹی اسٹال'' یا ایسا کوئی نام جو قرآنِ پاک میں آتا ہو، تو شرعی عذر تو کوئی نہیں؟ کیونکہ ایسے نام رکھنے میں بے ادبی کا اِحتمال ہوتا ہے۔ کیا ہم اپنی دُکان کا نام ''حسنین'' رکھ سکتے ہیں؟ یا ''ہاشمی'' یا ''سیّد'' اگرچہ ہماری ذات سیّد یا ہاشمی نہیں ہے۔

جواب:... حتی الوسع ایسے نام نہیں رکھنے چاہئیں، جس میں مقدس الفاظ کی بے حرمتی ہوتی ہو۔

اخبارات ورسائل میں شائع شدہ اسمائے مبارکہ کو کاٹ لیں تو بہتر ہے

سوال:... اخبارات ورسائل میں اللہ تعالیٰ کے شائع شدہ صفاتی ناموں کو احتراماً کاٹ کر رکھ لیا جائے یا نہیں؟

جواب:... اگر کاٹ کر رکھ لیا جائے تو بہت اچھی بات ہے، اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔

''محمد''، ''عبداللہ'' نام کی فائلیں کس طرح ضائع کریں؟

سوال:... ہم مختلف ناموں مثلاً: محمد، عبداللہ وغیرہ کی فائلیں بناتے ہیں، بعد میں ان کاغذوں کو پھینک دیتے ہیں، تو کیا ان مقدس ناموں کی بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... کاغذات کو اس طرح تلف کریں کہ مقدس ناموں کی بے حرمتی نہ ہو۔

خطوط اور کاغذات میں تحریر شدہ اسمائے مبارکہ کا بھی ادب ضروری ہے

سوال:... ہمارے پاس خطوط آتے ہیں یا اور کاغذات ہوتے ہیں، یا اخبارات میں نام لکھے ہوتے ہیں، مثلاً: عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد جمیل وغیرہ، تو جس کاغذ پر یہ نام ہو اور اسے ضائع کرنا ہو تو کیا اس طرح کریں جیسے آیاتِ قرآنی کو کرتے ہیں؟ یا ان کو عام

---

(۱) الكتب التي لَا ينتفع بها يمحى عنها إسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي ولَا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي أو تدفن وهو أحسن كما في الأنبياء. وفي الشامية: وكذا جميع الكتب إذا بليت وخرجت عن الإنتفاع بها اهـ يعني أن الدفن ليس فيه إخلال بالتعظيم، لأن أفضل الناس يدفنون. وفي الشامية: وان شاء غسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر لَا تصل إليه يد محدث ولَا غبار ولَا قذر تعظيمًا لكلام الله عزّ وجلّ. (شامي ج:۶ ص:۴۲۲، كتاب الحظر والإباحة).

نام سمجھ کر رَدّی میں پھینک دیں؟

جواب:... پاک ناموں کی جہاں تک ممکن ہو، حفاظت کی جائے، اور ان کو بے حرمتی سے بچایا جائے۔

اللہ کے نام کی بے ادبی نہیں ہونی چاہئے

سوال:... ہماری ملز میں ''صمد بونڈ'' اِستعمال ہوتا ہے، اِستعمال کے بعد ان ڈبوں کو خالی ہوجانے کے بعد کچرے میں پھینک دیتے ہیں، ان ڈبوں پر ''صمد'' لکھا ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ جبکہ وہ ڈبے کچرے کی جگہ پڑے ہوتے ہیں، اور کسی کام کے نہیں ہوتے ہیں۔ برائے مہربانی اس مسئلے پر غور فرماکر جواب سے نوازیئے۔

جواب:... اگر ممکن ہو تو ان کو وہاں سے اُٹھوالیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی بے ادبی نہیں ہونی چاہئے، پاک نام مٹاکر کچرے میں ڈالا جائے۔[1]

بے ادبی کے خوف سے ''اِن شاء اللہ'' لکھنے کے بجائے صرف زبان سے کہہ لینا

سوال:... میں اگر کسی کو کوئی خط لکھتا ہوں تو اس میں ''اِن شاء اللہ'' کو جہاں ضرورت ہو لکھتے وقت زبان سے لفظ ''اِن شاء اللہ'' ادا کرلیتا ہوں، کاغذ میں تحریر نہیں کرتا، تاکہ یہ کاغذ رَدّی میں نہ پھینک دیا جائے اور بے ادبی نہ ہو۔ کیا میرا یہ فعل دُرست ہے؟

جواب:... دُرست ہے۔

بے ادبی کے ڈر سے اپنے نام کے ساتھ ''احمد'' نہ لکھنا

سوال:... اسی طرح کبھی کبھی یہ بھی اِحتیاط کرتا ہوں کہ اپنے نام کو لکھتے وقت اس کے ساتھ ''احمد'' نہ لکھوں، بلکہ صرف نام کے پہلے حصے ''سلطان'' پر اِکتفا کرلوں، تاکہ اسم ''احمد'' کی بھی بے ادبی نہ ہو، کیا یہ بھی دُرست ہے؟

جواب:... اچھی بات ہے۔

شیخ کے نام کا اِشتہار فوٹو کاپی کرواکر تقسیم کرنا غلط ہے

سوال:... عربی کے کاغذ جس پر قرآنی آیات و احادیث مبارکہ ہوتی ہیں، اکثر سڑک پر کچرے کے اندر سے ملتی ہیں، ایسے کاغذ جن کے گر جانے کا اندیشہ ہو کیا انہیں جلایا جاسکتا ہے؟ ایک خبر یہ ہے کہ ایک پرچہ چلا ہے جس پر شیخ نے کچھ لکھا ہے، اور کہا ہے کہ جو بھی اس کو پڑھے ۴۰ یا ۲۰ کاغذ فوٹو کاپی کراکے بانٹ دے، نہیں بانٹو گے تو نقصان اُٹھاؤ گے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ ایسے کاغذ کو جلا دینا جائز ہے؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب:...ایسے کاغذات کو جلا دیا جائے۔[1] اور شیخ کے نام سے جو اِشتہار شائع ہوا ہے، وہ خالص جھوٹ ہے، اور اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔[2]

اسمائے مبارکہ کو حتی الامکان بے ادبی سے بچایا جائے

سوال:...اخباروں میں، رسالوں میں، بچوں کے اسکول کی کاپیوں اور کتابوں کے اوراق میں متعدد جگہ ایسے نام لکھے ہوئے، چھپے ہوئے پائے جاتے ہیں جن میں سے بہت سے نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے ہوتے ہیں، بہت سے نام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء میں سے ہوتے ہیں، جیسے: عبداللہ، اللہ بخش، عبدالستار، عبدالغفار وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح: محمد عیسیٰ، محمد موسیٰ، محمد یوسف، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق وغیرہ وغیرہ، بہت سے نام ایسے ہوتے ہیں جن میں سے اکثر صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہوتے ہیں، جیسے عائشہ، فاطمہ، اسماء، علی، حسین، حسن، ابوبکر، عمر وغیرہ۔ یہ کاغذات رَدّی میں یا پان کی اور دیگر سودا سلف کی پڑیوں میں بھی بندھے ہوتے ہیں، جن کی بے حرمتی ہوتی ہے، اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:...ایسے پُرزے پر نظر پڑے تو اسے اُٹھا کر کسی محفوظ جگہ رکھ دیا جائے۔

''ماشاء اللہ'' لکھے ہوئے کتبے کی طرف پیٹھ کرنا

سوال:...بعض ہوٹلوں میں کرسیوں کے پیچھے والے تختے پر ''ماشاء اللہ'' لکھا ہوا ہوتا ہے، جس پر بیٹھنے سے یہ لوگوں کے پیچھے آتا ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...اگر اتنا نیچے ہو کہ اس کی طرف پشت ہوتی ہو تو جائز نہیں، اور اگر اُونچا ہو تو کوئی حرج نہیں۔[3]

کاغذ کا بھی اِحترام ضروری ہے

سوال:...میں نے سنا ہے کہ کاغذ میں کوئی گندی چیز ڈال کر نہیں پھینکنی چاہئے، کیونکہ کاغذ کا نہایت ادب واِحترام ہے، لیکن یہ بات کچھ دُرست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ کوڑے کرکٹ میں ہر طرح کی گندگی ہوتی ہے، اس میں کاغذ کی بہتات زیادہ ہے، نیز اس پر قرآنِ پاک لکھتے ہیں، جب اس کا ادب واِحترام کر کے اسے کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیں اس کے علاوہ مخصوص ایام میں بعض عورتیں کاغذ میں ہی کپڑا باندھ کر پھینکتی ہیں، ایسی صورت ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب:...کاغذ کا حتی الوسع اِحترام کرنا چاہئے،[4] لیکن جو کاغذ بنے ہی چیزیں پھینکنے کے لئے ہیں ان کا اِستعمال اس طرح جائز ہے۔

---

(۱) ص:۶۷۸ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔
(۲) دیکھئے: كفاية المفتي ج:۹ ص:۵۶۔
(۳) مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لا يكره۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۲، كتاب الكراهية)۔
(۴) يكره الإستنجاء بثلاثة (منها) الورق .... وأما الورق فقيل انه ورق الكتابة وقيل ورق الشجر وای ذالک فهو مكروه۔ (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۴۰، كتاب الطهارة)۔

بینر اور جھنڈے میں گنبدِ خضراء کا نشان بنانا

سوال:... ہم سرکاری ملازمین ہیں اور یہاں پر ہم لوگوں نے ایک مزدور یونین بنائی ہے، جس کا نشان ہم نے گنبدِ خضراء بنایا ہے، اور ہم لوگ اس نشان کو اپنے ہر بینر، جھنڈے، پمفلٹ اور پوسٹروں پر اِستعمال کرتے ہیں، مگر جناب ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ہم غلطی تو نہیں کر رہے ہیں؟ اس لئے کہ یہ جھنڈے اور بینرز زمین پر بھی گرتے ہیں، ان کی بے حرمتی بھی ہم سے ہو جاتی ہے۔ دُوسری طرف مخالفین بھی ہمارے پوسٹر پھاڑتے ہیں، جن پر گنبدِ خضراء بنا ہوتا ہے، اگر یہ گناہ ہے تو پھر کیا ہم بھی شریکِ گناہ بن جاتے ہیں؟

جواب:... اپنی ذاتی ضروریات کے لئے گنبدِ خضراء کا نشان بنانا بے ادبی سے خالی نہیں، خدانخواستہ اس کی بے حرمتی ہو تو گناہ ہوگا۔

پیغمبر کا نام لکھے ہوئے کاغذات کو اُونچی جگہ رکھنا بہت اچھا ہے

سوال:... ایسا کاغذ جس پر کسی پیغمبر کا نام لکھا ہو، اور وہ نیچے زمین پر پڑا ہو، جیسے لفظ "محمد"... صلی اللہ علیہ وسلم... تو اس کا زمین سے اُٹھا کر کسی بلند مقام پر رکھنا کیسا ہے؟

جواب:... بہت ہی اچھا اور ضروری کام ہے، ضرور اُٹھا لینا چاہئے۔ شاید یہ ادب ہی ذریعۂ نجات بن جائے۔

"مدینہ" ٹریڈ مارک آٹو پارٹس میں اِستعمال کرنا

سوال:... میں ٹریڈ مارک "مدینہ" کے نام سے چند آٹو پارٹس بنا رہا ہوں، جو کہ بڑی گاڑیوں میں اِستعمال ہوتے ہیں، دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ ٹریڈ مارک کے اِستعمال سے اس کی بے حرمتی کا اِحتمال تو نہیں؟ مجھے یہ اِستعمال کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... مجھے تو شناختی علامت کے اِستعمال میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس لئے اس کا اِستعمال جائز ہے۔

بیڈرُوم میں مقدس آیات کے طغرے لگانا

سوال:... میرے بیڈرُوم کے سرہانے "آیت الکرسی" کا ایک طغریٰ لگا ہوا ہے، اور دُرودِ اِبراہیمی کا ایک طغریٰ مسہری سے کوئی تین فٹ اُونچائی پر لگا ہوا ہے، اس کے نیچے ڈیسک (Desk) پر لوحِ قرآنی کا طغریٰ سجا ہوا ہے۔ کیا بیڈرُوم میں ان طغروں کا آویزاں کرنا جائز ہے؟

جواب:... کمرے میں اگر ایسی جگہ پر یہ طغرے آویزاں ہیں کہ پاؤں وغیرہ اس طرح نہیں ہوتے تو نہیں لگانا جائز ہے۔[1]

---

(۱) مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لَا يكره، وكذا لو كان المصحف معلقًا في الوتد وهو قد مد الرجل إلى ذالك الجانب لَا يكره كذا في الغرائب. (عالمگيری ج:۵ ص:۳۲۲، كتاب الكراهية). أيضًا: ويكره تحريما ...... مد رجليه .... إلى مصحف أو شيء من الكتب الشرعية إلّا أن يكون على موضع مرتفع عن المحاذاة فلا يكره. (الدر المختار ج:۱ ص:۶۵۵).

فرش پر عکس پڑنے والی آیات کو ہٹا دینا چاہئے

سوال:... سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ بلاک ۳ میں ایک مسجد جس میں تین اطراف لمبی لمبی کھڑکیاں ہیں، ان کھڑکیوں اور محراب کے باہر کی جانب جالیاں ہیں، جبکہ اندر کی جانب پائپ سے سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی لکھی گئی ہیں۔ سورج کی شعاعیں عصر کے وقت کھڑکیوں پر براہِ راست پڑتی ہیں جس سے قرآنی آیات کا عکس اُلٹا ہوکر فرشِ مسجد پر پڑتا ہے، اور مسجد میں نماز کے لئے آنے والے اشخاص کے پاؤں کے نیچے آتا ہے، اور ان آیات کی جانب پشت تو ہر نماز میں ہوتی ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ اس معاملے میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... ظاہر بات ہے کہ جب آیات کا اُلٹا عکس فرش پر جائے گا اور لوگ اس کو روندکر چلیں گے تو ان آیات کی بے ادبی ہوگی، اس لئے اس کو فوری طور پر ہٹانا چاہئے۔[1]

کھجور کی فصل کو بارش سے بچانے کے لئے قرآن مجید لٹکانا

سوال:... سندھ کے اکثر علاقوں میں لوگوں کے پاس ایسے کھیت ہیں جن میں کھجور کے درخت لگے ہوئے ہیں، اور ان سے وافر مقدار میں کھجوریں حاصل ہوتی ہیں۔ کھجوریں تیز گرمی میں پکتی ہیں اور اگر اس فصل کے دوران تیز بارش ہوجائے تو فصلوں کو نقصان پہنچتا ہے، لہٰذا وہ لوگ جن کے یہ کھیت ہوتے ہیں اپنے کھیتوں کو بارش سے ہونے والے نقصان سے بچانے کے لئے کھجور کے درختوں میں قرآن شریف کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام یعنی قرآنِ پاک کی عزّت وعظمت اور حرمت کی لاج رکھتے ہوئے زیادہ بارش برسا کر فصلوں کو نقصان نہ پہنچائے۔ مہربانی فرماکر بتائیے کہ یہ حرکت اور یہ عقیدہ کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... فصل کو بارش سے بچانے کے لئے درختوں پر قرآن مجید لٹکانا، اس کی حیثیت فال کی سی ہے، اگر بارش ہوگئی تو قرآنِ کریم سے بد اِعتقادی پیدا ہوگی، اس لئے یہ عمل نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ دُوسرے علمائے کرام سے تحقیق کرلی جائے۔[2]

قرآنی آیات کی تصویری تشریح اور خانۂ کعبہ کا ماڈل بنانا

سوال:... ابھی حال ہی میں ایک تدریسی نمائش کورنگی کے ایک اسکول میں منعقد ہوئی جس میں اساتذہ وبچوں کے بنائے ہوئے مختلف ماڈلز پیش کئے گئے، ان میں ایک خانۂ کعبہ کا ماڈل تھا جس میں حاجیوں کو طواف کرتے ہوئے دِکھایا گیا۔ دُوسرا ماڈل ایک قرآنی آیات سورۂ فیل کی عکسی تشریح پر مبنی تھا۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وضاحت چاہوں گی کہ آیا یہ دُرست ہے کہ اس طرح سے

---

(۱) ولو كتب القرآن على الحيطان والجدران .... بعضهم كرهوا ذالک مخافة السقوط تحت أقدام الناس. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۳).

(۲) امداد الفتاویٰ میں ہے: ”محققین نے اس (قرآن مجید سے فال نکالنے) کو ناجائز لکھا ہے، خصوصاً جبکہ اس کا یقین کیا جائے تو سب کے نزدیک ناجائز ہے۔“ (امداد الفتاوىٰ ج:۴ ص:۵۸، ۵۹، طبع مكتبه دارالعلوم كراچی، وكذا فی شرح الفقه الأكبر ص:۱۴۹، طبع قديمی).

ہمارے مذہبی اور اِنتہائی نازک مسئلے کو بطورِ ماڈل پیش کیا جاسکتا ہے؟ قرآنی آیات کو اس طرح اِستعمال کرنا اور خانۂ کعبہ جیسی مقدس ومحترم ترین عبادت گاہ کو نمائش میں بنا کر رکھنا مذہبی اقدار کی کھلم کھلا بے حرمتی ہے یا نہیں؟

جواب:... ماشاء اللہ! آپ نے صحیح سمجھا ہے، تصویروں کے ذریعے ایسی عبادات اور آیات کی تشریح ناجائز ہے، اور یہ بے حرمتی ہے۔[1]

قرآنی آیات سے منقش برتن کا اِستعمال

سوال:... بازار میں اسٹیل کے کٹورے ملتے ہیں، جن میں سے بعض پر قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں، کیا اس کٹورے میں پانی پینا، شفا کی نیت سے دُرست ہے؟ دُوسرا سوال یہ ہے کہ قرآن مجید ایصالِ ثواب کے طور پر پڑھتے ہیں، کیا اس سے فال نکالنا یا اس کو اُونچا کرکے غلاف میں رکھنا یا اس کے تعویذ گنڈے بنانا یہ سب شرعاً صحیح ہے؟

جواب:... اگر کٹورے میں قرآنی آیات لکھی ہوں تو شفا کے لئے ان میں پانی پینا جائز ہے، بشرطیکہ ان کو باوضو پکڑا جائے۔[2] قرآن مجید کی تلاوت کرکے اس کا ثواب پہنچانا صحیح ہے۔[3] اور قرآن مجید سے فال نکالنا دُرست نہیں۔[4]

گھڑی پر ''یا اللہ، یا محمد'' اور خانۂ کعبہ، مسجدِ نبوی کی تصویر بنوانا

سوال:... میں نے آرڈر پر تختی پر ایک طرف ''یا اللہ''، خانۂ کعبہ، بیچ میں گھڑی، اور دُوسری طرف ''یا محمد'' اور مسجدِ نبوی کا خاکہ بنوایا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس قسم کی گھڑی کی فروخت جائز ہے؟

جواب:... اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گھڑی میں خلافِ ادب معلوم ہوتا ہے، اس لئے آپ ایسا نہ کیا کریں، واللہ اعلم!

کیلنڈروں اور کتابوں کے سرِورق پر ''بسم اللہ'' لکھنا کیسا ہے؟

سوال:... آج کل دیکھا جاتا ہے کیلنڈروں اور کتابوں کے سرِورق وغیرہ پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یا قرآنِ پاک کی آیت ٹیڑھی اور ترچھی لکھی جاتی ہے، کیا ایسا لکھنا خلافِ ادب اور باعثِ گناہ تو نہیں؟

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۳۸۵).

(۲) قال تعالىٰ: "لَا يمسه إلّا المطهرون" (الواقعة:۷۹). أيضًا: ويحرم به أى بالأكبر والأصغر مس مصحف أى ما فيه آية كدرهم وجدار. قوله أى ما فيه آية إلخ أى المراد مطلق ما كتب فيه قرآن مجازًا .... لٰكن لَا يحرم غير المصحف إلّا بالمكتوب أى موضع الكتابة كذا فى باب الحيض من البحر. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۱۷۳).

(۳) رجل تصدق عن الميت ودعا له يجوز ويصل إلى الميت، كذا فى خزانة المفتى. (عالمگيرى ج:۵ ص:۳۱۹).

(۴) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا عدوىٰ ولَا هامة ولَا نوء ولَا صفر. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۳۹۲، باب الكهانة).

جواب:... اگر ان کو اَدب و احترام سے رکھا جاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر ان کے پامال ہونے کا اندیشہ ہو تو نہیں لکھنی چاہئیں۔[1]

قرآنی آیات کے چارٹ ہندو کی دُکان سے فریم کروانا اور فوٹو اسٹیٹ کروانا

سوال:... قرآنی آیاتِ مبارکہ کے چارٹ کسی ہندو کی دُکان سے فریم کرائے جاسکتے ہیں؟ اسی طرح قرآنی آیات ہندو دُکان دار سے فوٹو اسٹیٹ کرائی جاسکتی ہیں؟

جواب:... جائز ہے، واللہ اعلم!

تشہیری پوسٹر پر قرآنی آیات تحریر کرنا

سوال:... ایڈورٹائزنگ کارڈ یا تشہیری پوسٹر پر بعض لوگ چار قل یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت یا حدیث نقل کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:... قرآنِ کریم کی آیات اور سورتوں کو اپنی دُکان کے اِشتہار کے لئے اِستعمال کرنا بے ادبی ہے، اس لئے جائز نہیں۔[2]

امانت رکھی ہوئی رقم کا کیا کروں؟

سوال:... میں کچھ عرصے سے ایک اُلجھن میں مبتلا ہوں، آپ اس کا حل بتاکر ممنونِ احسان کردیں۔ میں کم پڑھا لکھا ہوں، میں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کا لب لباب نکال کر بہت جلد میری پریشانی دُور فرمادیں۔ ۹رفروری ۱۹۷۹ء کو ایک شخص مجھ کو ڈھیر ساری رقم بطور امانت دے گیا، ۱۹۸۲ء کو میرے حالات اچانک بدل گئے حتیٰ کہ میں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھانے کو بھی محتاج ہوگیا، کاروبار میں نقصان ہوا، سب کچھ ختم ہوگیا۔ اب میرے خیالوں میں امانت کی ڈھیر ساری رقم محفوظ تھی جسے اپنے ذاتی کاروبار میں لاکر پھر کفالت کے قابل ہونا چاہتا تھا، مگر پھر فوراً اپنا ارادہ اس خیال کی بنا پر بدل دیا کہ امانت میں خیانت ہوگی اور امانت میں خیانت کرنے والا کبھی نہیں بخشا جائے گا، دُنیا میں بھی سزا ملے گی، اس سے بہتر ہے بھوکا مرجانا، پھر میں اس آدمی کے پاس جاتا ہوں تاکہ اس کی امانت اس کو لوٹادُوں تاکہ ہمارے خیالات بُرے نہ ہوں یا پھر اس سے اجازت لے کر تھوڑی سی رقم بطور قرض حاصل کرلوں، گھر سے چل نکلا، چونکہ وہ میرے گھر سے کافی فاصلے پر رہتا تھا، یعنی دُوسرے علاقے میں، وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ یوم قبل

---

(۱) ولو کتب القرآن علی الحیطان والجدران قالوا یرجی أن یجوز وبعضهم کرهوا ذالک مخافة السقوط تحت أقدام الناس، کذا فی فتاویٰ قاضیخان ... إلخ. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۳، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف ... إلخ).

(۲) بساط أو مصلی کتب علیه الملک لله یکره بسطه والقعود علیه واستعماله وعلیٰ هٰذا قالوا لَا یجوز أن یتخذ قطعة بیاض مکتوب علیه اسم الله تعالیٰ علامة فیما بین الأوراق لما فیه من الإبتذال باسم الله تعالیٰ. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۲۳، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف ... إلخ).

ہارٹ اٹیک ہونے سے فوت ہوگیا ہے اور اس کا دُنیا میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے، ماں، باپ، بہن بھائی کوئی بھی نہیں۔ ایسے میں میں اس رقم کا کیا کروں؟ شرعی اَحکام کی بنا پر ارشاد فرمائیں احسانِ عظیم ہوگا۔

جواب:... جس کا وارث نہ ہو، اس کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوتا ہے، آپ چونکہ خود مستحق ہیں اس کو خود بھی رکھ سکتے ہیں، اگر کوئی وارث نکل آیا تو اس کو دے دیجئے۔ (۱)

امانت میں ناجائز تصرف پر تاوان

سوال:... میں نے اپنے ایک دوست محمد سلیم صاحب کو اپنے سالے کے ۳۰ ہزار روپے مضاربت کے لئے دینا چاہے، جب میں ان کے پاس گیا تو وہ نہیں تھے، ان کے بھائی محمد اسلم صاحب کو میں نے وہ روپے دیئے کہ بھائی کو دے دیں۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور محمد اسلم نے وہ روپے بجائے بھائی کے، اس کو دے دیئے، وہ آدمی ابھی تک نہیں آیا کیونکہ وہ ٹھگ تھا۔ کیا ان روپوں کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا؟

جواب:... یہ رقم محمد اسلم کے پاس امانت بن گئی، جس میں اس نے ناجائز تصرف کر کے دُوسرے شخص کو دے دی، لہٰذا اس رقم کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا۔ (۲)

لڑکیوں کی خرید وفروخت کا کفارہ

سوال:... جو لوگ لڑکیاں فروخت کرتے ہیں، ان میں لینے اور دینے والا دونوں پر جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کیا توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ یا پھر کفارہ کیا ہے؟

جواب:... لڑکیوں کی خرید وفروخت سخت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ (۳) جو لوگ اس میں مبتلا ہیں، ان کو اس گھناؤنے عمل سے توبہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے، یہی توبہ واستغفار اس کا کفارہ ہے۔

والد کے چھوڑے ہوئے اسلامی لٹریچر کو پڑھیں، لیکن ڈائجسٹ اور افسانوں سے بچیں

سوال:... تقریباً ڈھائی سال قبل میرے ابو کا انتقال ہوچکا ہے، ہم سب بہن بھائیوں کو اپنے ابو سے شدید عقیدت ومحبت تھی اور ہے۔ ہمارا گھرانہ مذہبی گھرانہ ہے اور ہم تمام بہن بھائی صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور اسلام کو ہی اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں۔

---

(۱) عن عبدالرحمٰن بن عمرو قال: مات مولًى علٰى عهد عثمان ليس له والي فأمرهما له فادخل بيت المال. رواه الدارمي. وأما إذا لم يكن له وارث أصلًا لَا ذو فرض ولَا عصبة ولَا مولٰى عتاقه أو موالَاة ولَا ذو رحم فلا خلاف ان ميراثه لبيت المال. (اعلاء السُّنن ج:۱۸ ص:۴۲۰، ۴۲۱).

(۲) فإن حفظها بغيرهم أو أودعها غيرهم ضمن لأن المالک رضی بيده لَا بيد غيره والأيدی تختلف فی الأمانة. (فتح القدير ج:۷ ص:۴۵۴).

(۳) عن أبی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: قال الله: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة، رجل أعطىٰ لی ثم غدر، ورجل باع حُرًّا فأكل ثمنه، ورجل إستأجر أجيرًا فاستوفی منه ولم يعطه أجره. (بخاری شريف ج:۱ ص:۳۰۲).

اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ: ''اولاد، والدین کے لئے صدقۂ جاریہ ہوتی ہے'' چنانچہ امکان بھر نیک اعمال کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ابو ایک علم دوست انسان تھے، اس لئے ان کی لاتعداد کتابیں ہیں جن میں زیادہ تر اسلامی کتب، قرآنِ کریم وغیرہ ہیں، لیکن ان میں کچھ ڈائجسٹ وغیرہ (افسانوں کی کتابیں) بھی ہیں، جو کئی درجن پر محیط ہیں۔ ابو کی شدید عقیدت کی بنا پر ہم نے ابو کی ہر چیز کو بہت سنبھال کر رکھا ہوا ہے، اور اس کے بالکل دُرست استعمال کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کا اَجر و ثواب ابو کو پہنچتا رہے، لیکن ان ڈائجسٹوں کا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے؟ کیونکہ عقیدت کی بنا پر کوئی بھی (بہن، بھائی) ان کو رَدّی پیپر والے کو دینے کو تیار نہیں ہوگا، بصورت دیگر یہ ڈائجسٹ گھر میں رہیں تو پھر ضرور کوئی نہ کوئی اس میں دِلچسپی لے گا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ان ڈائجسٹوں کو میرے بہن بھائیوں میں سے کوئی پڑھے تو اس کا پڑھنا گناہ تو نہیں ہوگا؟ یا اس کے پڑھنے یا اپنے پاس رکھنے سے میرے ابو کو کوئی تکلیف یا اذیت تو نہیں پہنچے گی؟

جواب:... ناول، افسانے اور ڈائجسٹ قسم کی چیزیں اگر فحش اور مخربِ اخلاق نہ ہوں تو ان کا پڑھنا مباح ہے، لیکن فی الجملہ اِضاعتِ وقت ہے۔[1] اس لئے اگر کبھی تفریح کے لئے یہ چیزیں پڑھ لی جائیں تو گنجائش ہے، لیکن نوعمر لڑکے لڑکیوں کو ان چیزوں کی چاٹ لگ جائے تو وہ حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں اور ضروری مشاغل کو چھوڑ کر انہی کے ہو رہتے ہیں، اس لئے نوجوانوں کو ان سے بچنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ آپ کے والد ماجد اپنے بچوں کے لئے ان کا پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے بہتر ہوگا کہ ان کو گھر میں رکھا ہی نہ جائے۔ والد ماجد کے ساتھ آپ لوگوں کی عقیدت و محبت کا تقاضا یہ نہیں کہ آپ ان ڈائجسٹوں کو بھی سنبھال کر رکھیں، بلکہ صحیح تقاضا یہ ہے کہ ان کو گھر سے نکال دیں، خواہ ضائع کردیں یا فروخت کردیں، آپ گھر رکھیں گے یا پڑھیں گے تو آپ کے والد ماجد کو رُوحانی اذیت ہوگی۔

سرخ گدوں پر بیٹھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... ایک حدیث شریف بخاری شریف میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لال گدوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ کیا حدیث شریف کا اِطلاق لال رنگ کی کرسیوں پر، جو بسوں میں یا گھروں میں ہوتی ہیں، ہوتا ہے؟

جواب:... جن سرخ گدوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، اس سے ریشمی گدے مراد ہیں، ایسے ریشمی گدے جہاں بھی ہوں، ممنوع ہوں گے۔ مطلق سرخ رنگ کے گدے ممنوع نہیں۔[2]

---

(۱) القصص المكروه أن يحدثهم بما ليس له أصل معروف أو يعظهم بما لا يتعظ به أو يزيد وينقص يعني في أصله. (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۴۲۲، كتاب الحظر والإباحة).

(۲) عن حذيفة قال: نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نشرب في آنية الفضة والذهب وأن نأكل فيها وعن لبس الحرير والديباج وأن نجلس عليها. متفق عليه. (مشكوة ص:۳۷۴، كتاب اللباس، طبع قديمي).

پاکی کے لئے ٹشو پیپر کا اِستعمال

سوال:... کیا پیشاب خشک کرنے کے لئے یا دُوسری نجاست کو صاف کرنے کے لئے ڈھیلوں کی جگہ آج کل بازار میں عام طور پر Toilet Tissue Paper کو استعمال کیا جاتا ہے، جائز ہے؟ اگر کاغذ کے استعمال کے بعد پانی سے صفائی کرلی جائے تو صفائی مکمل ہوگی یا نہیں؟

جواب:... جو کاغذ خاص اسی مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اس کا استعمال دُرست ہے، اور اس سے صفائی ہوجائے گی۔ [1]

بچوں کو گٹکے اور لائن کھینچ کر پہل دوج کھیلنے سے منع کرنا

سوال:... بچوں کو گٹکے اور لائن کھینچ کر پہل دوج کھیلنے سے منع کیا جاتا ہے، اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں کھیل نحوست کے ہیں، مت کھیلو۔ آپ کے خیال میں کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب:... یہ لایعنی کھیل ہیں اور جوئے سے مشابہ، اس لئے یہ کھیل کھیلنا اچھا نہیں ہے۔ [2]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

---

(۱) يجوز فيه الحجر وما قام مقامه يمسحه حتّٰى ينقبه لأن المقصود وهو الإنقاء فيعتبر ما هو المقصود وليس فيه عدد مسنون. (هداية ج:۱ ص:۷۹، كتاب الطهارة).

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لَا يعنيه. رواه مالك. (مشكوٰة ص:۴۱۳، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الثاني). أيضًا: وفي حاشية المشكوٰة: وحقيقة ما لَا يعنيه ما لَا يحتاج إليه في ضرورة دينه ودنياه ولَا ينفعه في مرضاة مولَاه بأن يكون عيشه بدونه ممكنا في استقامة حاله. (مشكوٰة ص:۴۱۳، حاشيه نمبر۲، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم).